طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلداول

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلداول)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبیدالرحمٰن قاسمی ومولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	8
2	تقریظ	10
3	حرف اول	12
4	اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے غافل نہیں	13
	اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں	14
	خالص توبہ کریں	15
5	بعض گمراہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں	17
	انسان کی غلط فہمی	18
	گناہ سے توبہ کی توفیق کب ہوتی ہے؟	19
6	اللہ تعالیٰ مومن بندے کو بھی آزماتے ہیں	21
	حالات سے گھبرانا نہیں چاہیے	23

7	شہزادوں نے پرانے کپڑوں میں عید منائی	25
	عظیم خلیفہ کی سادگی	29
8	امریکہ کے گرجا گھر میں قرآن کریم کی تفسیر	30
	اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا	33
9	مہر کی کثرت ایک بڑا فتنہ ہے	35
	شوہر پر مہر دینا لازم ہے	38
10	بچوں کو محنت کش بنائیں	40
	بچوں سے لاڈ پیار کم کریں	41
11	مرنے کے بعد دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے؟	44
	زندگی بہت تھوڑا ہے	46
12	اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بیکار پیدا نہیں کیا	48
	ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا....	49
13	قیام اللیل صلحاء کا طریقہ ہے	51
	ہمت مرداں مدد خدا	52
	اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے	54
14	آپ بھی تیمّم کرنا سیکھیں	55
	تیمّم کی مشروعیت	56
	تیمّم امت کے لئے عظیم تحفہ	58
	تیمّم کے واجب ہونے کی شرطیں	58
	تیمّم کرنے کا مسنون طریقہ	58
15	دنیا میں کوئی مذہب اسلام کا بدل نہیں!	60

	ہم خاندانی مسلمان ہیں	64
16	نیکی یا ثواب کیسے حاصل کریں؟	65
	آخرت کے لئے کام کریں	67
17	یہود ونصاریٰ دنیا کے امام نہیں	69
	یہود بڑی شاطر قوم	71
18	رمضان سے رمضان تک کا کفارہ	73
	علم کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہئے	75
19	جنتی لوگوں کی پہچان	77
	ابھی ایک جنتی آئے گا	78
	کینہ، حسد، بغض روحانی امراض ہیں	79
20	رشتوں کی اہمیت قرآن کی روشنی میں	81
	رشتہ داری کو قائم رکھنے کے احکام	83
21	بچوں کی شخصیت سازی میں والدین کا کردار	85
	ہم بچوں پر خاص توجہ دیں	86
	بچوں کی تربیت میں کردار اہم	88
22	مریض کی عیادت کے احکام	89
	عیادت کی مسنون دعا	90
	بیمار پرسی کا انداز	91
	مریض سے کیسے بات کی جائے	92
	مریض سے دعا کی درخواست کرنا	92
	مریض کے پاس شور وغل کی ممانعت	93

	عیادت میں وقفہ	93
	غیر مسلم کی عیادت	93
	عیادت میں وقفہ	94
23	خواتین کی فضیلت، زبانِ رسالت ﷺ سے	96
	خیر وشر کا منبع عورت	98
24	خدارا غور کیجئے، کیا یہ عورت سے انصاف ہے؟	100
	عورت گھر میں رہ کر خود کفیل بن سکتی ہے	102
25	جس نے استخارہ کیا وہ مصیبتوں سے بچ گیا	104
	استخارہ کا طریقہ	105
26	عورت کے حقوق مناسبہ ادا نہ کرنے والا ظالم ہے	108
	اصل فتنہ کا سد باب کریں	109
	اسلامی تعلیمات	111
27	کیا آپ نے کبھی اللہ تعالیٰ سے مشورہ لیا ہے؟	112
28	بدی کا انجام بُرا، نیکی کا انجام اچھا	116
	حقیقی سکون اولیاء اللہ کو	118
29	خوش حالی کو کافر اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہیں!	120
	کفار کی خوشحالی پر رشک مت کرو	122
30	مومن عورت کی شان!	124
	نیک عورت کی اولاد	126
	مخرب اخلاق آلات سے بچوں کو بچائیں	127
31	اپنی اولاد کی دینی تعلیم اور تربیت کی فکر کریں	129

	صرف اسکول کی تعلیم کافی نہیں	130
	ماؤں کا اثر بچوں پر	131
32	مسلمان اپنی آخرت کے لئے زندگی گذارے	133
	دنیا دھوکہ کا گھر ہے	134
	پیغمبر اسلام ﷺ پر ایمان لائے بغیر کامیابی نہیں	137
33	نکاح کا مقصد اور اس کی فضیلت	138
	نکاح کرنا نبیوں کی سنت ہے	140
34	عدلِ فاروقی رضی اللہ عنہ غیروں کے لئے	142
	قباؤں میں پیوند	144
35	سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انصاف	145
	آپ علیہ السلام کی صحبت کا اثر	147
36	نیک عورتوں کی صفات	149
	دنیا کی بہترین عورت	150
	سیرتِ رسول ﷺ کو اپنائیے	151
37	رمضان کے ہر عمل پر جنت کا وعدہ	153
	رمضان کے تین حصے	155
38	عورتیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت اختیار کریں	156
	عورت کی ذمہ داری گھر کے اندر کی ہے	158

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلداول کا

انتساب
اور
ثواب

اس جلیل القدر خلیفۃ الرسولؐ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس نے اسلام بغیر کسی تردد وپس وپیش کے دل وجان سے قبول کیا، جسے خود محبوبِ رب العالمین نے اپنا دایاں بازوں قرار دیا، جس کا لقب بروایت علی رضی اللہ عنہ بزبانِ جبرئیلؑ و نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ''صدیق'' رکھا گیا۔ جو نبی کی موجودگی میں نبی کا نائب اور لوگوں کا امام قرار پایا، جس کی امامت میں خود خاتم الرسول نے نماز ادا فرمائی، جس کی محبت والفت میں بیتی ہجرت کی ایک رات کے بدلے عمر فاروقؓ اپنی تمام تر نیکیاں قربان کرنے کو تیار تھے، جسے رب العزت نے قرآن کریم میں ''لَاتَخَفْ وَلَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' کہہ کر بیان کیا ہے، جن کے ایثار اور قربانی کے متعلق خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''میں نے سب کا حق ادا کر دیا لیکن صدیق کا حق صرف اللہ رب العزت عطا فرمائے گا''۔

اس مبارک ومعظم ہستی جسے سب خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نامِ نامی سے جانتے ہیں جو محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نشین رہا اور قیامت تک آپؐ کے پہلو میں آرام فرما ہے، اور روزِ آخر نبی کے ساتھ داخل جنت ہوگا، کی ذاتِ عالی پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب
آستانۂ صدیقیہؓ
محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی
خانقاہ رحیمی بنگلور
مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کرکے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷؍جون ۲۰۱۳ھ بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

الحمد للہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دار العلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے غافل نہیں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْ مِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ . اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.وَلاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ لاَ یُعْجِزُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ انسان کے ایک ایک عمل سے باخبر ہے کوئی شئے بھی اس سے مستور اور پوشیدہ نہیں کوئی اچھا کام کرے یا برا اللہ کو سب معلوم ہے۔ ’وَکَفٰی بِرَبِّکَ بِذُنُوْبِ عِبَادِہٖ خَبِیْراً بَصِیْراً‘ آدمی اپنے دل میں جو کچھ سوچتا ہے اور گناہ کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو ہر ہر چیز کا علم ہوجاتا ہے اس لئے نیک عمل ہی کرنا چاہیئے اور اگر کوئی برا کام ہوجائے تو فوراً اس سے توبہ کرلینا چاہیئے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ’کُلُّ بَنِیْ آدَمَ خَطَّاءٌ

وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابِیْنَ‘ ہر انسان گنہگار ہے مگر بہترین گنہگار وہ ہے جو گناہوں کے بعد توبہ کرلے، اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے بہت محبت کرتے ہیں اور جو گناہ کے بعد توبہ نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے بہت ناراض ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتے ہیں

انسان گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان پر اس کی فوراً گرفت نہیں کرتا اور سزا نہیں دیتا۔ اس سے مجرمانہ سوچ والے لوگ گناہوں میں اور جری ہوجاتے ہیں اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے واقف ہی نہیں ہے، یا اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کی طاقت نہیں رکھتا۔

قرآن میں انسان کی ان غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے نہ غافل ہے نہ بے بس اور عاجز ہے بلکہ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہے، وہ جب چاہے گا ان کی گرفت کرلے گا۔ ارشاد ہے: اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لاَ نَسْمَعُ سِرَّھُمْ وَنَجْوٰھُمْ بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْھِمْ یَکْتُبُوْنَ. (الزخرف:۸۰) ”کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم ان کے راز کی باتیں اور ان کی سرگوشیاں سنتے نہیں ہیں؟ ہم سب کچھ سن رہے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں“۔

ایک دوسری جگہ مزید وضاحت کے ساتھ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام خفیہ اور اعلانیہ گناہوں سے واقف ہے۔ ارشاد ہے: وَمَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْھَدَ عَلَیْکُمْ سَمْعُکُمْ وَلَآ اَبْصَارُکُمْ وَلَا جُلُوْدُکُمْ وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰہَ لاَ یَعْلَمُ کَثِیْراً مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ. وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ. (حٰم السجدہ:۲۲-۲۳) ”تم دنیا میں جرائم کرتے وقت جب چھپتے تھے تو تمہیں یہ خیال نہ تھا کہ کبھی تمہارے اپنے کان اور تمہاری آنکھیں اور

تمہارے جسم کی کھالیں تم پر گواہی دیں گی، بلکہ تم نے یہ سمجھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو بھی خبر نہیں ہے، تمہارا یہی گمان جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا تمہیں لے ڈوبا اور اسی کی بدولت تم خسارے میں پڑ گئے''۔

مذکورہ آیات سے اللہ تعالیٰ کے علیم وخبیر ہونے کا پتا چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا بھی حوالہ دیا ہے کہ وہ جب چاہے انسان کی گرفت کر سکتا ہے۔ ارشاد ہے: وَلاَ یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَبَقُوْا اِنَّھُمْ لاَ یُعْجِزُوْنَ. (الانفال:۵۹) ''منکرین حق اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ بازی لے گئے، یقیناً وہ ہم کو ہرا نہیں سکتے''۔

اللہ تعالیٰ کے قادر ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس نے انسان کو خبردار کیا ہے کہ جب چاہے وہ انسان کی گرفت کر سکتا ہے مگر وہ رحمت والا ہے، اسلئے مہلت عمر تک اسے ڈھیل دے دیتا ہے، ارشاد ہے: وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلاَ اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَ ھُمُ الْعَذَابُ. (العنکبوت:۵۳) ''وہ لوگ تم سے عذاب کے بارے میں جلدی مچاتے ہیں، اگر ایک مقررہ وقت نہ ہوتا تو عذاب ان پر آ چکا ہوتا''۔

اللہ تعالیٰ مختلف طریقے سے انسان کو عذاب میں مبتلا کر سکتا ہے۔
اس کی قدرت سے یہ بعید نہیں۔

خالص توبہ کریں

مگر ڈھیل دیتا ہے اور مہلت دیتا ہے کہ توبہ کر لے تاکہ کل جب میرے دربار میں آئے تو گناہوں کی وجہ سے شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور سخت عذاب میں مبتلا نہ ہونا پڑے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: 'یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحاً' اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے خالص توبہ کرو یہ تو اللہ تعالیٰ کا بے انتہا لطف وکرم ہے کہ سب کچھ دیکھتے ہیں اور چھپاتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم

کچھ جانتے بھی نہیں اور شور بھی مچا دیتے ہیں۔ اللہ رب العزت انسان کے ایک ایک عیب کو جانتا ہے مگر اس کو ظاہر نہیں کرتا جب انسان بار بار گناہ کرتا ہے۔ تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرتے ہیں۔ بہر حال ہم کو یہ چاہئے کہ اللہ کی نافرمانی سے ہمیشہ بچتے رہیں اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

بعض گمراہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات عزیزہ طالبات! ضلالت وہدایت اللہ کے اختیار میں ہے جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کردے اور اللہ جس کو ہدایت دینا چاہے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا، حتیٰ کہ انبیاء علیہم السلام کی معصوم ومقدس ذات بھی کسی کی گمراہی اور ہدایت کا اختیار نہیں رکھتی ،حضرت ابوطالب آپ ﷺ کے چچا تھے اور ابتدائے اسلام میں جب کہ پورا مکہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن بن چکا تھا اور طرح طرح کی تکلیفیں دی جارہی تھیں اور آپ ﷺ بھی اس تکلیف سے دوچار ہورہے تھے حتیٰ کہ تین سال تک بائیکاٹ کردیا گیا اور شعب ابی طالب میں محصور ہوکر رہ گئے ،

کھانے پینے تک کی پریشانی ہونے لگی۔ درخت کے پتوں اور دوسری غیر فطری غذاؤں کو کھاکر اپنی زندگیاں گذارنے لگے ان تمام حالتوں میں حضرت ابوطالب باوجود یہ کہ مشرک تھے اسلام نہیں لائے تھے مگر پھر بھی انہوں نے دل کھول کر آپ ﷺ اور دیگر مسلمانوں کا ساتھ دیا اس لئے حضور ﷺ کی شدید خواہش تھی کہ چچا جان ایمان لے آئیں اور اس کے لئے اللہ سے دعائیں بھی کرتے اور ایمان لانے کیلئے اصرار بھی کرتے مگر ایمان نہ لانا تھا نہیں لائے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: اے نبی ﷺ آپ جس کو چاہیں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہے اسے ہدایت دے سکتا ہے۔

انسان کی غلط فہمی

انسان کو ہر وقت اللہ سے ہدایت کی دعا کرتے رہنا چاہئے اور نافرمانیوں سے بچنا چاہئے ۔بعض اوقات انسان کی غلط فہمی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ صریح طور پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتا ہے مگر اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس طرح کی غلط فہمی کا بھی ازالہ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ گمراہی ،گمراہی ہے اور ہدایت ہدایت ہے۔ جو گمراہ ہے وہ اپنے کو ہدایت والا نہ سمجھے اور اس گمان میں نہ رہے کہ اس کے ساتھ ہدایت یافتہ ہونے کا معاملہ کیا جائے گا ، ارشاد ہے: اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ. (الاعراف:۳۰) ”انہوں نے اللہ کے بجائے شیاطین کو اپنا سرپرست بنالیا ہے اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم سیدھی راہ پر ہیں“۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا. (الکہف:۱۰۴) ”یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا کی

زندگی میں جن کی ساری سعی وجہد راہِ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں''۔

بار ہا آدمی گمراہ ہونے کے ساتھ راہِ حق میں رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے اور لوگوں کو دین کی طرف آنے سے روکتا ہے۔ اس کے باوجود وہ سمجھتا ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہے۔ قرآن میں ایسے شخص کو بھی متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنی غلط فہمی دور کرلے۔ اس کا اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھ لینے سے اس کے گناہ نیکیاں نہیں بن سکتے اور وہ اللہ کی گرفت سے بھی نہیں بچ سکے گا۔

ارشاد ہے: وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطٰناً فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ. وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ. (الزخرف:۳۶-۳۷) ''جو شخص رحمٰن کے ذکر سے تغافل برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں، اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔ یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہِ راست پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں''۔

گناہ سے توبہ کی توفیق کب ہوتی ہے؟

یہ تو جہل مرکب ہے کہ آدمی گمراہ ہے اور اسے یہ پتہ نہیں کہ گمراہ ہے مزید اس پر یہ کہ اس گمراہی کو ہدایت سمجھتا ہے تو ایسے شخص کو کبھی صحیح راستہ کی توفیق نہیں مل سکتی بلکہ مزید گمراہی میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ اگر آدمی کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو توبہ کرنے کی توفیق بھی مل جائے لیکن اگر غلط ہی کو صحیح سمجھ لے تو کبھی بھی توفیق نہیں مل سکتی بدعتی کو بدعت سے توبہ کی توفیق اسی لئے نہیں ہوئی کہ وہ ثواب سمجھ کر اس کو کرتا ہے پھر کیونکر اسے چھوڑے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدمی کو گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر توبہ کر لیتا ہے تو وہ سیاہی مٹ جاتی

ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا تو اسی طرح وہ سیاہ نقطہ برقرار رہتا ہے اور جب جب گناہ کرتا ہے سیاہ نقطے اس کے دل پر بیٹھتے ہیں یہاں تک کہ اس کا دل بالکل کالا ہو جاتا ہے اور خیر کی کوئی بھی بات اس کا دل قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا بالکل ایسے ہی جیسے پتھریلی زمین پر اگر کوئی شخص اناج ڈالدے تو ہرگز اناج نہیں اُگ سکتا بلکہ ضروری ہے کہ اس پر مٹی ڈالدی جائے یا پتھر کو نکالدیا جائے اسی طرح انسان کا دل ہے کہ جب گمراہی میں پختہ ہو گیا تو آسانی سے ہدایت کی طرف لوٹ نہیں سکتا۔ نبی کریم ﷺ دعائیں مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَآءٍ لَا يُسْمَعُ۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں چار چیزوں سے ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے جو تجھ سے ڈرتا نہ ہو، اور ایسے نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہوتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو گمراہی سے محفوظ فرما کر ہدایت پر گامزن فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ مومن بندے کو بھی آزماتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ مومن بندوں کو مختلف طریقوں سے آزماتے ہیں کبھی کبھی تو بڑے بڑے مشکل حالات آجاتے ہیں انسان جس کا تصور بھی نہیں کرسکتا سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ. (سورہ بقرہ:۲۱۴) ”کیا تم نے یہ گمان کررکھا ہے کہ یوں ہی جنت میں داخل ہوجاؤ گے حالانکہ ان لوگوں کی طرح حالات

تم پر نہیں آئے جو تم سے پہلے گذر چکے ان کو سختی اور تکلیف پہونچی اور ہلا کر رکھ دیئے گئے یہاں تک پیغمبر اور قومیں جو ان کے ساتھ تھے کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔سن لو! اللہ کی مدد قریب ہے“۔حالات ہر ایک پر آتے ہیں پوری انسانیت میں سب سے برگزیدہ اور معزز ہستی انبیاء علیہم السلام کی ہے ان کے اوپر بھی حالات آتے رہتے ہیں اس لئے حالات سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ صبر کرنا چاہئے۔اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے آج پریشانی ہے تو کل اللہ تعالیٰ آسانیاں بھی فرمائیں گے۔

ایمان کے تعلق سے بعض اوقات آدمی اس غلط خیال میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ محض زبان سے اس کا اقرار کرلینا ہی کامیابی کیلئے کافی ہے اور آزمائش ضروری نہیں ہے۔اللہ نے اس خیال کی بھی تردید کی ہے اور واضح کیا ہے کہ مومن کی آزمائش ضروری ہے۔اس کے بعد ہی اس کے ایمان کا اعتبار ہوگا اور اسکو اجر ملے گا۔

ارشاد ہے: الٓمّٓ. اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ. (العنکبوت:۱تا۳) ”الم، کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ”ہم ایمان لائے“ اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالاں کہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کرچکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون؟“۔

مومن کی آزمائش کو اس لئے بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کیوں کہ کئی بار آدمی وقتی سبب کے تحت ایمان لاتا ہے مگر جب اس پر مشکلات آتی ہیں تو وہ ایمان سے پھر جاتا ہے اور اس پر قائم نہیں رہ پاتا۔اللہ تعالیٰ کو ایسے ایمان کی ضرورت نہیں ہے۔

ارشاد ہے:وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ

النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ. (العنکبوت:۱۰) ’’لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، مگر جب وہ اللہ کے معاملے میں ستایا گیا تو اس نے لوگوں کی ڈالی ہوئی آزمائش کو اللہ کے عذاب کی طرح سمجھ لیا‘‘۔

ایک دوسری آیت میں اس مفہوم کو اور واضح کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ کچھ لوگ کنارے پر کھڑے ہو کر اللہ کو اپنا معبود مانتے ہیں، اگر ان کو فائدہ پہنچا تو ٹھیک ہے اور اگر ان کو نقصان ہوا تو وہ ایمان سے پھر جاتے ہیں۔ ارشاد ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّعۡبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرۡفٍ فَاِنۡ اَصَابَهٗ خَيۡرُ ۨاطۡمَاَنَّ بِهٖ وَاِنۡ اَصَابَتۡهُ فِتۡنَةُ ۨانۡقَلَبَ عَلٰى وَجۡهِهٖ خَسِرَ الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الۡخُسۡرَانُ الۡمُبِيۡنُ. (الحج:۱۱) ’’اور لوگوں میں کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے، اگر فائدہ ہوا تو مطمئن ہو گیا اور اگر کوئی مصیبت آ گئی تو الٹا پھر گیا۔ اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی، یہ ہے صریح نقصان‘‘۔

حالات سے گھبرانا نہیں چاہیے

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی بڑے سخت حالات آئے انہوں نے صبر سے کام لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے فقر و فاقہ کا اندیشہ نہیں کرتے تھے بلکہ ان کی مالداری کا اندیشہ کرتے تھے کہ کہیں تم پر دنیا وسیع ہو جائے اور دنیا میں پھنس کر آخرت کو بھول بیٹھو۔ دنیا چند روزہ ہے یہاں کی مصیبت بھی چند روزہ ہے جس نے یہاں کی مشقتوں کو برداشت کر لیا آخرت میں اس کے لئے آرام ہی آرام ہے۔ سورہ معارج میں فرمایا گیا کہ آخرت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے تو کیوں نہ یہاں کی مصیبتوں کو برداشت کر کے آخرت میں آرام کی زندگی بسر کریں دنیا تو ہے ہی دھوکہ کا گھر یہ کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی اس سے دل نہیں لگانا چاہئے۔ البتہ اللہ تعالیٰ

سے دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ ہم بہت کمزور بندے ہیں مشکلات کو برداشت نہیں کر سکتے مصائب کا سامنا کرنے کی ہمارے اندر طاقت وقوت نہیں ہے اس لئے اے اللہ ہم کو آزمائش میں مبتلا نہ کر ہم اس کے اہل نہیں ہیں۔ ہم پر رحم فرما، تیرے برگزیدہ بندے گزر گئے وہ اس قابل تھے کہ تو ان کو آزمائش میں ڈالتا تو کھرے اترتے اور کبھی بھی تیری ناسپاسی اور ناشکری نہیں کر سکتے۔ ہر حال میں تیرا شکر ادا کرتے اور تیرے دین کو بلند کرتے۔ اے اللہ ہم کو دین پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور نیک بندوں کے ساتھ ہمارا بھی حشر فرما۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

☆☆☆

شہزادوں نے

پرانے کپڑوں میں عید منائی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! مسلم خلفاء میں بڑے پائے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ گذرے ہیں جن کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے ان کا عدل وانصاف بہت مشہور تھا ان کا بچپن اور جوانی تو بڑے ہی عیش وآرام کے

ساتھ گذری ہے عمدہ کپڑے اچھی سے اچھی خوشبو اور اس زمانہ کے اعتبار سے آرام وراحت کے جو سامان تھے وہ سب میسر تھے اور ان کو استعمال بھی کیا کرتے تھے، مگر جب عمر کے اخیر دور میں خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تو باوجودیکہ نصف دنیا سے زائد پر بڑی شان وشوکت کے ساتھ حکومت رہی مگر فقیرانہ زندگی بسر کی یوں تو بہت سے واقعات کتابوں میں ملتے یہاں ایک اہم واقعہ پیش کرتی ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عید کے موقع پر بیت المال کے داروغہ کو خط بھیجا کہ انہیں ایک مہینہ کی پیشگی تنخواہ بھیج دیں جسکے جواب میں داروغہ نے لکھا کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر، لیکن کیا آپ کو یہ یقین ہے کہ آپ ایک ماہ تک زندہ رہ سکتے ہیں؟

رمضان کا زمانہ تھا، گرمی اپنے شباب پر تھی اور اگلے ہفتے عید آرہی تھی جو مسرتوں اور رنگینیوں کی نوید ہوا کرتی ہے، دمشق کے بازاروں میں ہر طرف سجاوٹ اور رونق ہی رونق تھی، عید کی تیاریاں بڑے زور وشور سے جاری تھیں، وزراء، امرا کی بیگمات، بچے، عزیز واقارب، شہر کے چھوٹے بڑے سب خریداری میں مصروف تھے، ہر چھوٹا بڑا نئی نئی پوشاکیں خرید رہا تھا کہ خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بچہ محل سرا میں روتا ہوا داخل ہوا، ماں اپنے لعل کو روتا ہوا دیکھ کر بے قرار ہوگئی، اٹھایا، پیار کیا، آنسو پونچھے، سینے سے لگایا پھر پوچھا، بیٹا کیا بات ہے، تمھیں کس نے رلایا، کیا کسی دوست نے کچھ کہہ دیا؟ بچہ اور زور زور سے رونے لگا، ماں نے بے چین ہو کر بچے کو سینے سے لگالیا، میرے لعل میں نہ کہتی تھی کہ گرمی اپنے زوروں پر ہے، بڑے بڑے بچے بھی روزہ نہیں رکھ رہے ہیں، تم نے اتنی کم عمری میں روزہ رکھنا شروع کردیا، شاید تمھیں پیاس لگی ہے، بچے نے آنسو پوچھے اور کہا خدا کی قسم امی جان! مجھے پیاس نہیں لگ رہی ہے، نہ روزہ لگ رہا ہے، ماں نے محبت سے پیار کرتے ہوئے کہا کہ پھر رونے کا کیا سبب ہے؟ دیکھو اگلے ہفتے عید آرہی

ہے، اپنے بابا کیساتھ عیدگاہ جانا وہاں بڑی رونق ہوگی ۔ بچہ بولا: اسی وجہ سے تو میں رو رہا ہوں کہ اگلے ہفتے عید ہے، میرے سارے دوست جو میرے بابا کے وزیروں اور ملازموں کے بچے ہیں، نئی نئی زرق برق پوشاکیں پہن کر عیدگاہ جائیں گے، آپ کہتی ہیں کہ تمہارے کپڑے میں ہاتھ سے دھودوں گی وہی ہاتھ سے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر عیدگاہ جانا، دیکھئے دوسرے بچے کتنے اچھے عمدہ کپڑے خرید کر لائے ہیں، مجھے تو ابھی سے شرم آرہی ہے، میں عیدگاہ نہیں جاؤں گا، بچہ پھر زور زور سے رونے لگا، ماں سمجھ گئی اور خود بھی اشک بار ہوگئی، ہاں بیٹا میں سب کچھ منگوادوں گی اب تم سوجاؤ۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلافت کا کام کر کے محل سرا میں داخل ہوئے، کپڑے اتار کر آرام کرنا ہی چاہتے تھے کہ بیوی نے غمگین لہجے میں کہا: امیرالمومنین میری جان آپ پر فدا، اگلے ہفتے عید آرہی ہے، بچہ نئی پوشاک کیلئے بہت بے چین ہے، ابھی روتے روتے سویا ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکا کر فرمایا: تمہیں تو معلوم ہے کہ مجھے تو صرف سو درہم ماہوار ملتے ہیں جس میں کھانے پینے کا گزارا اور ایک ملازم کی تنخواہ بڑی مشکل سے پوری ہوتی ہے، کچھ بچے تو کپڑوں کی باری آئے، رہا بیت المال تو وہ صرف غریبوں، فقیروں، یتیموں اور بیواؤں کا حق ہے، میں تو صرف اس کا امین ہوں اسکا تو خیال کرنا بھی گناہ ہے بے شک میرے سرتاج! لیکن بچہ تو ناسمجھ ہے ضد کررہا ہے، دیکھئے نا بچے کے موٹے موٹے آنسوؤں کے نشان اب تک رخساروں پر موجود ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوی فاطمہ سے کہا: اگر تمہارے پاس کوئی چیز ہو تو اس کو فروخت کردو، بچوں کی خوشی پوری ہوجائے گی، فاطمہ نے کہا، اے امیرالمومنین! میرے تمام زیورات تو آپ نے بیت المال میں جمع کرادیئے ہیں بلکہ وہ قیمتی ہار جو میرے والد نے یادگار کے طور پر مجھے دیا تھا، آپ نے وہ بھی جمع

کروادیا ہے۔ اب تو میرے پاس سوائے آپ کی محبت اور فرماں برداری کے کچھ نہیں ہے، امیرالمومنین نے سر جھکالیا، بڑی دیر تک سوچتے رہے، ماضی کو دیکھتے رہے، اپنا بچپن، جوانی، خوش پوشی، نفاست یاد آنے لگی، وہ زمانہ یاد آیا کہ جو لباس ایک دفعہ پہن لیا وہ دوبارہ زیب تن نہیں کیا، جس راستے سے گزر جاتے وہ راستے گھنٹوں خوشبوؤں سے مہکے رہتے، ایک عبا نہیں، سینکڑوں عبائیں پڑی رہتی تھیں، سوچتے سوچتے آنکھوں میں آنسو آگئے، فاطمہ اپنے ہر دل عزیز شوہر کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بے قرار ہوگئیں، کہا: امیرالمومنین مجھے معاف کردیجئے گا وہ بولے: نہیں فاطمہ! مجھے اپنا بچپن یاد آگیا تھا، پھر بیت المال کے داروغہ کے پاس ایک خط لکھ بھیجا، ملازم کو خط دیا اور کہا کہ ابھی یہ خط داروغہ کے پاس لے جاؤ، جو کچھ وہ تمہیں دیں احتیاط سے لانا، خط میں لکھا کہ مجھے ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی بھیج دیں، تھوڑی دیر بعد ملازم خالی ہاتھ آگیا، فاطمہ کا دل دھک سے ہوگیا، ملازم خط کے جواب میں ایک خط لایا جس میں لکھا تھا: اے خلیفۃ المسلمین! آپ کے حکم کی تعمیل سرآنکھوں پر، لیکن کیا آپ کو معلوم ہے اور آپ کو یہ یقین ہے کہ آپ ایک ماہ تک زندہ رہ سکتے ہیں؟ اور جب یہ یقین نہیں تو پھر غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کے مال کا حق کیوں پیشگی اپنی گردن پر رکھتے ہیں، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جواب پڑھ کر بے چین ہوگئے، آنکھوں میں آنسو آگئے اور بے ساختہ فرمایا اے داروغہ! تم نے مجھے ہلاکت سے بچالیا۔

اگلے ہفتے عید اپنی پوری رعنائی کے ساتھ آئی، دمشق کے بازاروں اور امراء کے محلات کی رنگینیاں عروج پر تھیں ہر طرف رونق، ہر طرف رنگینی، ہر شخص زرق برق اور قیمتی لباس میں عیدگاہ جارہا تھا، لیکن فلک نے دیکھا، دمشق نے دیکھا، ہر خاص وعام نے دیکھا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے بچوں کا ہاتھ پکڑ کر ہاتھ کے دھلے ہوئے پرانے کپڑے زیب تن کئے عیدگاہ کی طرف جارہے تھے، بچوں کے چہرے

آفتاب وماہتاب کی طرح چمک رہے تھے، کیوں کہ آج ان کی نظر فانی دنیا کی وقتی خوشی پر نہیں تھی بلکہ جنت کی ابدی حسرت وتمنا کے احساس نے انہیں سرشار کر دیا تھا۔

عظیم خلیفہ کی سادگی

آج جس دور سے ہم گذر رہے ہیں کیا کبھی اس کا تصور کوئی کر سکتا ہے کہ بادشاہ وقت کے لڑکے عید کے دن پرانے کپڑے پہنیں اور وہ بھی کوئی معمولی بادشاہ نہیں بلکہ بہت سے بڑے بڑے ممالک پر اس کا تسلط اور مکمل قبضہ ہے ہم یقین کریں نہ کریں مگر آسمان وزمین نے ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اتنی وسیع مملکت کے باوجود فقر وفاقہ کی زندگی بسر کر رہا ہے جسکے پاس اتنے پیسے بھی نہیں کہ عید کے موقع پر اپنے لڑکوں کے لئے نئے کپڑے بھی سلوادے بلکہ پرانے کپڑوں میں عید منا رہے ہیں خود امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی صرف ایک جوڑی کپڑے تھے اسی کو دھل کر پہن لیا کرتے تھے ایک دفعہ جمعہ پڑھانے کے لئے مسجد میں تاخیر سے پہونچے تو بعض لوگوں نے ناگواری کا اظہار کیا کہ وقت پر نہیں آتے اور لوگوں کو پریشانی میں مبتلا کرتے ہیں لوگ بیٹھ کر آپ کا انتظار کر رہے ہیں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کپڑے دھو کر سوکھنے کیلئے رکھے تھے سوکھنے میں تھوڑی دیر ہوئی اسلئے وقت پر نہیں پہنچ سکا لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ ہمارے امیر المومنین کے پاس صرف ایک ہی جوڑی کپڑے ہیں اس زمانہ میں غریب سے غریب آدمی کے پاس بھی کئی کئی جوڑی کپڑے رہتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو غریب تصور کر کے دوسروں سے سوال کرتا ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت سے ہم سب کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اللہ تعالی ہم سب کو سادگی والی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن ☆☆

امریکہ کے گرجاگھر میں قرآن کریم کی تفسیر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! عربی زبان کا ایک مقولہ ہے۔ الفضل ما شهدت به الاعداء اردو زبان میں اسی کو محاورے کے طور پر بولا جاتا ہے جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔ فضیلت وبرتری تو وہ ہے دشمن بھی جس کی شہادت دے اپنا آدمی اگر کسی چیز کو اچھا کہے تو کونسی حیرت کی بات ہے اس کو تو تعریف کرنی ہی ہے دشمن اگر تعریف کرے تو یقیناً اس کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ دشمن تو اچھی کو بھی خراب بتاتا ہے اور تنقیدی نظر سے دیکھتا ہے قرآن کریم کے تعلق سے دشمنان اسلام نے شروع ہی سے اپنی تنگ نظری کا ثبوت دیا ہے اور بے جا اعتراضات کرتے رہے ہیں یہ اور بات ہے کہ ان کے اعتراضات سے بجائے

نقصان کے فائدہ ہی ہوا ہے اس لئے کہ انسان کی فطرت ہے جب اس کو کسی شئے سے روکا جاتا ہے تو اس کو ضرور کرتا ہے اور تحقیق کے درپہ ہوجاتا ہے کہ آخر مجھے اس سے کیوں روکا گیا، بس اسی طرح جب قرآن کریم پر اعتراضات کئے جاتے ہیں اور بیہودہ باتیں اس کے تعلق سے کہی جاتی ہیں تو پڑھے لکھے اور مصنف مزاج لوگوں کے دلوں میں اس کی امنگ پیدا ہوتی ہے کہ آخر قرآن میں ہے کیا کہ لوگ اس کو اتنا خطرناک اور دہشت گردی کی تعلیم دینے والا بتاتے ہیں اور جب اس کو پڑھتے ہیں تو ان کو ساری باتیں اس کے خلاف ہی معلوم ہوتی ہیں جو لوگوں سے سنتے ہیں اور نتیجہ یہاں تک پہونچتا ہے کہ بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوجاتے ہیں اور سچے پکے مسلمان ہوجاتے ہیں یہ خاندانی مسلمان نہیں ہوتے کسی سے ڈر کر یا خوف کھا کر مسلمان نہیں ہوتے ہیں بلکہ تحقیق و مطالعہ کر کے ادیان و مذاہب پر لکھی گئی کتابوں کو کھنگال کر پھر اسلام قبول کرتے ہیں اور بہت سے اسلام تو قبول نہیں کرتے مگر قرآن کریم کی تعلیم سے متاثر ضرور ہوجاتے ہیں۔

سکوٹ مورگن نامی امریکی پادری نے یہ طے کیا ہے کہ وہ ایک گرجا گھر کے اندر حاضرین کے سامنے قرآن مجید کی ان آیات کی تشریح کریں گے جن کا تعلق امن انسانیت اور عورتوں سے ہے، ان دونوں موضوعات کے تعلق سے قرآنی آیات کی تشریح کرتے ہوئے سامعین کے سامنے مذکورہ پادری نے کہا کہ یہ دونوں موضوع امریکی باشندوں کے لئے نہایت اہمیت کے حامل ہیں، اس لئے کہ امریکہ میں ہر جگہ تشدد، دہشت گردی کو ختم کرنے اور عورتوں کو ان کے جائز حقوق دینے کی بات کہی جارہی ہے۔ پادری نے کہا کہ جب ہم قرآنی آیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام نے تشدد، دہشت گردی اور دوسروں کے حقوق دبانے، ان کو پریشان و ہراساں کرنے اور ظلم کرنے کو سراسر حرام قرار دیا ہے اور ایسا

کرنے والوں کے لئے بڑی سخت سزائیں بیان کی ہیں، اور اس سلسلہ میں اسلام کے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی سیرت سے بھی مختلف نمونے پیش کئے اور بتایا جو چیز قرآن میں ہے اسی کو اس کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے زندگی بھر عمل کر کے دکھایا، ہمیں ان کی زندگی میں کہیں تشدد اور ظلم کا شائبہ تک نظر نہیں آتا، بلکہ قرآن مجید نے تو ان کو ”رحمۃ اللعالمین“ کا خطاب دیا ہے، وہ انسان تو دور جانوروں کے ساتھ بھی ناروا سلوک کو پسند نہیں کرتے تھے۔

جہاں تک عورتوں کا مسئلہ ہے تو اس تعلق سے پادری نے قرآن مجید کی کئی آیتوں کی تشریح کی، جن میں بتایا گیا کہ دین اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ ان کو کسی مذہب نے نہیں دیئے، اسی طرح معاشرہ کی تعمیر و ترقی میں صنف نازک کے تعمیری کردار کو بھی بیان کیا۔

واضح رہے کہ پادری مذکور اپنے بچپن کے ایام ملک افغانستان میں گذار چکے ہیں جہاں وہ اپنے والد کے ساتھ رہتے تھے اور مسلمانوں کے درمیان ان کے معاشرہ اور ماحول میں رہ کر دین اسلام سے متاثر ہوئے اور انہوں نے قرآن مجید کا مطالعہ کیا، وہاں کے مسلمانوں سے انہوں نے اسلام کی بنیادی باتیں کو جانا اور یہیں سے ان کے اندر اسلامی تعلیمات کو جاننے کی رغبت پیدا ہوئی، وہاں کے اسلامی معاشرہ کی یادیں آج تک ان کے ذہنوں میں نقش ہیں، یہیں کے ماحول میں وہ پروان چڑھے اور اپنی جوانی کی دہلیز پر انہوں نے قدم رکھا، انہوں نے امانت کا تقاضا سمجھا کہ یہاں کی باتوں کو امریکی باشندوں تک پہنچادیں اور ان کو بھی اسلامی تعلیمات و احکام کی خصوصیات سے واقف کرادیں، اس امید پر کہ کچھ افراد کے ذہنوں میں اسلام کے تعلق سے جو غلط فہمیاں ہیں اور عالمی ذرائع ابلاغ جن کو خوب ہوا دے کر کچھ سے کچھ بنا کر پیش کررہے ہیں وہ دور اور ذہن صاف ہوجائیں اور

لوگ حقائق سے واقف ہو جائیں۔اس کے علاوہ دنیا کے موجودہ حالات پر معمولی نظر رکھنے والا بھی اس بات سے واقف ہے کہ آج امریکہ اور پورے یورپ میں لوگوں کا رجحان اسلام کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے اور قرآن کریم کے نسخوں کی مانگ جس قدر نائن الیون کے بعد ہو رہی ہے اس قدر کبھی نہیں ہوئی،اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قرآن مجید از خود پڑھ کر دیکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کے تعلق سے میڈیا کی پھیلائی ہوئی باتیں کہاں تک درست ہیں؟ جو ان میں صاف دل سے کتاب الٰہی کا مطالعہ کرتے ہیں وہ اس دین کو اپنائے بغیر نہیں رہتے،اس لئے کہ ان کے سامنے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ یہی کتاب اور دین اسلام اور اسکے پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی سیرت کی پیروی ہی دنیا وآخرت میں کامیابی اور نجات کی ضامن ہیں۔

اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا

مذہب اسلام کے علاوہ کوئی بھی مذہب نجات دینے والا نہیں ہے اس لئے کہ سارے ادیان و مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں رہتی دنیا تک کے لئے انسانوں کو رشد و ہدایت کرنے والا یہی قرآن ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ.** ”دشمنان اسلام تو چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی اپنے منہ سے بجھا دیں، اور اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو پورا کئے بغیر نہ رہے گا اگرچہ کفار ناک بھنوں چڑھائیں دین اسلام کی حفاظت کی ذمہ داری تو اللہ تعالیٰ نے لی ہے اس لئے لوگ لاکھ کوشش کرتے رہیں وہ تو غالب ہو کر ہی رہے گا۔اگر مسلمان دین کی خدمت نہیں کریں گے اور اس کی قدر نہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ غیروں سے اپنے دین کا کام لے لیں گے۔اللہ کا دین ہماری خدمت کا محتاج نہیں بلکہ ہم دین کی خدمت کرنے کے محتاج ہیں۔اگر ہم

دین کی خدمت کر رہے ہیں تو گویا اللہ نے ہمیں اپنے دین کے لئے قبول فرما لیا یہ تو ہماری بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس لائق سمجھا۔اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ ہمیں دین کی خدمت کے لئے قبول فرمائے اور مرتے دم تک ہمیں دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

مہر کی کثرت ایک بڑا فتنہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ. فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات ! شادی ایک اہم ضرورت ہے اسی کے ذریعہ توالد وتناسل کا پاکیزہ سلسلہ قائم ہے۔شریعت مطہرہ نے اس کا بہت ہی آسان طریقہ بتایا ہے امیر وغریب ہر کوئی انجام دے سکتا ہے۔ بلکہ ہر ایک کے لئے ضروری ہے اس کے بغیر چارہ کار نہیں، نکاح کے لئے لڑکا لڑکی کی رضا مندی کو ضروری قرار دے کر لڑکے کے ذمہ مہر کی ادائیگی کو لازم قرار دیا البتہ اس کے لئے شریعت نے کوئی صریح مقدار نہیں بتائی ہے۔ بلکہ یہ اپنی حیثیت و وسعت کے موافق

زوجین یا ان کے سرپرستوں کی آپسی رضا مندی سے مقرر کرلیا جائے مگر وہی مقدار مقرر کریں جو ادا بھی کرسکیں اگر مہر مقرر کرلیں اور ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو ایسی صورت میں سخت گناہ ہوگا۔

نکاح سنت ہے اور یہ ایسی انسانی ضرورت ہے کہ مفر نہیں، امیر وغریب عالم وجاہل سبھی اس کے ضرورت مند ومحتاج ہیں جس طرح انسانی زندگی کی بقاء کے لئے غذا وخوراک ضروری ہے، سردی وگرمی سے بچنے کے لئے لباس ضروری ہے، دھوپ وبارش سے بچنے کے لئے سایہ ضروری ہے، دوسرے معنوں میں مکان ضروری ہے، اسی طرح جنسی جذبات کو تسکین دینے کے لئے نکاح وشادی ضروری ہے، انسان کی جنسی پیاس کے اعتبار سے بھی یہ ضروری ہے، اور نسل انسانی کی بقاء واضافہ کی رو سے بھی ضروری ہے، جو خالق کائنات کی عبادت وذکر کے لئے پیدا کیا گیا ہے، جہاں انسان میں جنسی پیاس کی آگ شعلہ زن ہے وہیں اس پر پابندی بھی لگی ہوئی ہے کہ خدا ورسول اللہ ﷺ کے حکم وقانون کے خلاف دونوں بغیر نکاح کے ایک دوسرے سے مل کر اپنے جذبات جنسی کو تسکین نہیں دے سکتے، بلکہ یہ جرم عظیم ہے جب اللہ ورسول ﷺ نے دونوں جنسوں کا ملنا جرم عظیم قرار دیا تو دونوں کو باہمی تعلق قائم کرنے کے لئے نکاح کا آسان ترین طریقہ بتایا، کسی کو گراں باری میں نہیں ڈالا، عورت کی کرامت وشرف کا خیال کرتے ہوئے ایسا مہر مقرر کرنے کا حکم فرمایا جو آسان اور ہر مشکل سے پاک ہو۔

مگر افسوس ہے کہ ہم نے مہر کو بڑھا کر اپنے معاشرہ کو بڑی بے چینی اور عذاب میں ڈال دیا ہے زندگی مکدر ہوکر رہ گئی ہے، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو جو نکاح کے ضرورت مند ہیں ایک عذاب میں ڈال رکھا ہے، نوجوان نکاح کے اشد ضرورت مند ہیں اور تنگدستی حائل ہے لڑکیاں شادی کے قابل ہیں، گھر کے گوشے

میں تنہائی کے کڑوے گھونٹ پی رہی ہیں، دونوں ہی کم سے کم مہر میں ایک دوسرے سے اپنا رشتہ ازدواج قائم کر کے جنسی جذبات کی آگ کو بجھانا چاہتے ہیں اور باہم مل کر سکون وراحت کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں مگر مہر کی کثرت رکاوٹ بنی ہوئی ہے اور جنسی جذبات کی آگ وہ آگ ہے جو نکاح کے بغیر بجھائی نہیں جاسکتی اور کسی طریقہ سے اس آگ کو بجھانے کا سامان کیا گیا تو پھر خدا کے غضب کی آگ بھڑکے گی، لہٰذا نکاح کی شدید ترین ضرورت کو مہر بڑھا کر روکے رکھنا بڑی نادانی، ناعاقبت اندیشی کی بات ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اللہ کو معلوم ہے کہ تم ان سے (نکاح کا) ذکر کرو گے مگر (ایام عدت میں) ۔اس کے سوا کہ دستور کے مطابق کوئی بات کہہ دو۔ پوشیدہ طور پر ان سے قول واقرار نہ کرنا۔ (بقرہ:۲۳۵)

نکاح جنسی بیماری کا علاج ہے ورنہ بداخلاقی کا وہ حیاسوز فتنہ پیدا ہوگا جو دین واخلاق اور شرف وعزت کی دھجیاں اڑا دے گا، ساری ذمہ داری، لڑکیوں کے ماں باپ اور ولی پر آتی ہے، کہ نکاح میں رکاوٹ کا سبب وہ بنتے ہیں، مہر یا جہیز کا ایسا چکر چلاتے ہیں کہ شادی دشوار ہو جائے، کہیں مہر دشواری پیدا کرے کہیں جہیز کا مسئلہ آفت ڈھائے ہر دو صورت میں سنت نبوی ﷺ کی مخالفت ہے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا مہر کتنا تھا، فرمایا: آپ کی بیوی کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ تھا جو پانچ سو درہم ہوتا ہے، حدیث میں اوقیہ کے ساتھ نش کا لفظ تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے راوی سے پوچھا نش جانتے ہو کیا ہے؟ راوی نے کہا نہیں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آدھے اوقیہ کو نش کہتے ہیں۔ (مسلم)

ہر معاملہ میں خدا کا خوف ولحاظ ہونا چاہئے اور لوگوں کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کرنا چاہئے جو شخص اپنے شرف وعزت اور آبرو کی حفاظت نیز دین کی تکمیل

کی خاطر نکاح کرنا چاہے اس کی مدد کرنا اور اس کو سہارا دینا بہترین احسان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے شادی کر لی اس نے نصف دین کو مکمل کر لیا باقی نصف میں دین کا پاس ولحاظ رکھے۔

ایسا کوئی شخص جو اپنے بھتیجے کی شادی کر دے یا کسی اور رشتے دار کی شادی کر دے یا کسی دین دار شخص کی شادی کر دے خواہ اس سے کوئی خاندانی تعلق نہ ہو اور ایسے مہر یا جہیز پر نکاح کر دے جس میں سہولت وآسانی ہو تو دوسروں کے لئے اچھا نمونہ پیش کرتا ہے یہ خود اجر کا مستحق ہوگا۔ اس کے پیش کئے ہوئے اس نمونے پر قیامت تک جتنے لوگ عمل کریں گے ان سب کا اجر اس کو ملے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچہ کم ہو۔ (بیہقی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو، اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں۔ (نکاح کر دیا کرو) اگر وہ مفلس ہوں گی تو خدا ان کو اپنے فضل سے خوشحال کر دے گا۔ اور خدا (بہت) وسعت والا اور (سب کچھ) جاننے والا ہے۔

شوہر پر مہر دینا لازم ہے

میں نے خطبہ میں جو آیت کریمہ پڑھی ہے وہ نکاح اور مہر کے تعلق سے بڑی جامع آیت ہے اس کا ترجمہ اور ہلکی سی تشریح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے: ''اور تمہاری حلال قرار دی گئیں وہ عورتیں جو ان کے علاوہ ہیں یعنی پہلے محرمات کا ذکر کیا گیا ان کے علاوہ سب عورتیں حلال ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ تم مالوں کے ذریعہ طلب کرو یعنی مہر کو لازم قرار دیا گیا اور ایجاب وقبول کا ہونا بھی ضروری ہے اسی لئے

فرمایا اَنْ تَبْتَغُوْا یعنی طلب کرو، تیسری شرط ہے مُحْصِنِیْنَ یعنی بیوی بنانے والے ہو، صرف شہوت رانی مقصود نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے بلکہ بیوی بنا کر اس کے ساتھ مستقل زندگی گذارو غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ کے ذریعہ زنا وغیرہ کے سارے راستہ مسدود کردیئے یعنی مستی نکالنا مقصود نہ ہو فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے متنفع ہوئے تو ان کے مہر ان کو دیدو نکاح ہونے کے بعد جب میاں بیوی آپس میں خلوت صحیحہ کرلیں تو شوہر پر پورا پورا مہر دینا لازم ہے اور اگر خلوت صحیحہ نہیں پائی گئی اور طلاق تک نوبت آگئی تب بھی آدھا مہر دینا ضروری ہے۔
وَلاَ جُنَاحَ اور کوئی حرج نہیں تم پر جس پر تم دونوں رضامند ہو جاؤ مقرر کیئے ہوئے کے بعد یعنی اگر مہر کی مقدار مقرر ہونے کے بعد شوہر بیوی کو اپنی خوشی سے زیادہ دینا چاہتے ہیں یا بیوی کچھ مہر رضامندی سے چھوڑ دے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ بے شک اللہ تعالیٰ علم والا اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

بچوں کو محنت کش بنائیں!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلاَدُکُمْ فِتْنَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! ہر ایک انسان کو اپنی اولاد سے بڑی محبت اور شفقت ہوتی ہے بلکہ انسان کی کوئی خصوصیت نہیں جانوروں میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے وہ بھی اپنی اولاد سے بڑی محبت کرتے ہیں البتہ انسانوں کے اوپر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں کہ ان کی اس طرح پرورش کریں کہ ان کا مستقبل سنورے خوشحال زندگی گذاریں کسی کے محتاج اور دوسروں پر بوجھ بن کر نہ رہیں اس کیلئے شروع ہی سے تربیت ضروری ہے پیار ومحبت کے ساتھ ان کے ذمے چھوٹے

چھوٹے کام لگا دیں جن کو وہ بآسانی انجام دے سکیں اور اگر کام خراب کر دیں تو ڈانٹ اور مار پیٹ کے بجائے ہلکی سی تنبیہ کر دیں جس سے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے او رمزید احتیاط سے کام کریں بچوں کا دل سفید کاغذ کے مانند ہے اس پر جو چاہو لکھ دو اگر بچوں کی تعلیم و تربیت صحیح ڈھنگ پر کریں گے تو انکے دلوں پر صحیح چیزیں منقوش ہوں گی اور اگر صحیح تعلیم و تربیت کا بندوبست نہیں کرینگے تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔

بچوں سے لاڈ پیار کم کریں

بچوں کو اوائل عمر میں سازگار ماحول کے ساتھ جس صلاحیت کو حاصل کرنے کی نہایت ضرورت ہوتی ہے وہ ''سخت محنت'' کی عادت ہے۔ جو بچے اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں ہی میں محنت، جدوجہد، جسمانی کاموں میں دلچسپی، کھیل کود اور اس کے ساتھ ساتھ پڑھائی کو خاصا وقت دینے کے عادی ہو جاتے ہیں وہ آخری عمر تک اپنے کاموں میں دلچسپی لیتے اور سرگرم رہتے ہیں، بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایسا ماحول وجود پا چکا ہے جہاں ایک طرف تو چھوٹے بچوں کو گھروں میں ہم عمر بچوں اور اسکولوں میں ناسازگار حالات سے سابقہ پڑتا ہے تو دوسری طرف بچوں پر توجہ دے کر انہیں محنت کا عادی بنانے کا کوئی رجحان موجود نہیں ہے، والدین لاڈ پیار میں اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ انہیں بچوں کو محنت کرتے دیکھنا تو در کنار، اس کا تصور بھی محال نظر آتا ہے، والدین کی یہ سوچ ان کی اس خواہش کا نتیجہ ہوتی ہے کہ ہمارے بچے کو کوئی تکلیف نہ ہو!! لیکن عموماً والدین یہ سوچنے اور غور کرنے کی زحمت نہیں کرتے کہ اگر آج ان کا بچہ اپنے لئے محنت کا عادی نہیں بنے گا تو کل کہاں وہ دوسروں کے لئے محنت کر سکتا ہے اس صورت میں وہ معاشرہ سے کٹ کر رہ جائے گا، بچہ کی تربیت میں اخلاق و کرداری کی نشو ونما کے ساتھ ساتھ اسے

سخت محنت کا عادی بنانا کس حد تک ضروری ہے اور اس حوالہ سے والدین اساتذہ اور تعلیمی اداروں کی انتظامیہ کو کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں؟ ان سوالات کے جوابات ہمیں چند ماہرین تعلیم نے دیئے ہیں۔

سوسائٹی آف ایجوکیشن ریسرچ لاہور کے ڈائرکٹر مولوی جہانگیر محمود کا کہنا تھا ''بچوں کو محنت کی عادت ڈلوانے کیلئے پہلا قدم یہ ہے کہ بچوں کو ''سیلف ہیلتھ'' ماحول فراہم کیا جائے بچے اپنا کام خود کریں اس حوالے سے گھر کے چھوٹے چھوٹے کام بچوں ہی سے لئے جائیں تا کہ ان کے جسم اور ذہن سرگرم رہیں اس طرح بہت چھوٹے بچوں کو شروع ہی سے کسی نہ کسی کام کا عادی بنایا جائے، باہر ممالک میں آپ دیکھیں گے کہ بچوں کیلئے اسکول کی سطح پر کسی نہ کسی کھیل کو اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے کھیل سے فٹنس حاصل ہوتی ہے اور بچہ چاق و چوبند رہتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں تھوڑی سی توجہ دیکر بچوں کو کام کرنے کی عادت ڈلوائی جاسکتی ہے مثلاً بچہ پانی مانگتا ہے تو ماں کو چاہئے کہ بجائے خود پانی فراہم کرنے کے اسکی رہنمائی کولر تک کر دے، کولر کو ایسی جگہ رکھا جائے کہ بچہ اس تک پہنچ کر پانی لے لے، اگر ابتدا میں بچوں سے کوئی برتن یا گلاس وغیرہ ٹوٹ بھی جائیں یا وہ معمولی سے زخمی بھی ہو جائیں تو کوئی بڑی بات نہیں بچے اسی طرح سیکھیں گے، گھروں کے کاموں میں بچوں کو شریک کیا جائے، ماں گھر میں کام کرے تو اپنی بچیوں کو پیار و محبت سے اس میں شریک کرے، والد اپنے بیٹوں کو اپنائیت کے ساتھ گھر کے کاموں میں شامل رکھے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کرے اس سے انشاء اللہ بچوں میں شروع ہی سے کام کی عادت پیدا ہو جائے گی۔

ایک تجربہ کار استاد محمد علی کا کہنا تھا کہ: بچوں کو محنت کا عادی بنانا جس طرح والدین کی ذمہ داری ہے اسی طرح اساتذہ کی بھی ذمہ داری ہے، ایک استاذ اپنے

طلبہ کو کس طرح محنت کا عادی بنا سکتا ہے؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ استاد خود بھی محنتی ہو، اگر استاد اپنے مضمون میں محنت نہیں کرے گا طلبہ کو سمجھانے اور ان کی صلاحیتیں نکھارنے کے لئے محنت نہیں کرے گا تو اس کا فیض عام نہیں ہوگا، اور طلبہ اس سے سیکھ نہیں پائیں گے۔ استاد کو چاہئے کہ وہ روزانہ کام دے اور روزانہ کام دیکھے، میرا تو یہ اصول ہے کہ بیشک کام زیادہ نہ ہو لیکن طلبہ میں مستقل مزاجی سے کام کروانے کی عادت پیدا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ روزانہ کی بنیادوں پر کام کرے اور طلبہ کام اسی صورت میں کریں گے جب استاد روزانہ پوچھ تاچھ کرے گا، استاد کی توجہ دلچسپی اور محنت کے نتائج طلبہ پر اس طرح ظاہر ہوں گے کے وہ محنت کرنے لگیں گے اور ان میں شوق بھی پیدا ہو جائے گا۔

کیونکہ وہی طالب علم آگے چل کر کامیاب ہوتے ہیں جو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہیں اور کام کرنے کا شوق اور جذبہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے کاہل اور سست آدمی کبھی کامیاب نہیں ہوتا کوئی بھی کام ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے لئے مستقل مزاجی ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ ایک دن شوق میں آکر پوری رات مطالعہ کیا اور دوسرے دن ایک لفظ نہیں پڑھا تو ایسے مطالعہ اور ایسی محنت لا حاصل اور بے کار ہے اور اس میں کوئی برکت بھی نہیں ہوتی کام تو تھوڑا تھوڑا کریں مگر پابندی سے لگاتار کریں جتنے لوگوں نے ترقی کی ہے خواہ دنیوی یا دینی انہوں اپنے اوقات کو تقسیم کیا اور ہر کام کو معمول کے مطابق کیا تب جا کر کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ سبھی کو اپنی اولادوں کو اچھی تربیت اور تعلیم سے آراستہ کرنے اور خاص طور سے بچیوں کی اچھی تعلیم اور تربیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مرنے کے بعد دوبارہ کیسے زندہ ہوں گے؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَالُوْآ اَاِذَا کُنَّا عِظَاماً وَّرُفَاتاً اَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقاً جَدِیْداً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات ماؤں اور بہنو! ایک بڑے عالم فرماتے ہیں کہ انسان کبھی ختم نہیں ہوتا اس کی جگہیں بدلتی رہتی ہیں مختلف دنیا میں جاتا رہتا ہے ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اسکے بعد دنیا میں آتا ہے اور اللہ کی طرف سے مقرر کردہ زندگی اور ایام کو گذارتا ہے اور پھر دنیا سے کوچ کر جاتا ہے جہاں عالم برزخ شروع ہوتا ہے اور دنیا میں اپنے اعمال صالحہ اور اعمال بد کا بدلہ پاتا ہے اگر دنیا میں رہ کر اس نے نیک اعمال کئے اور برائیوں سے بچ کر اللہ کی مرضیات پر چل کر زندگی بسر کی ہے تو یقیناً اس کو مرنے کے بعد چین وسکون اور راحت وآرام نصیب ہوگا اور اگر اس نے اعمال بد کا ارتکاب کیا تو تکلیف اور عذاب سے دوچار

ہونا پڑے گا پھر عالم برزخ کی زندگی گذارنے کے بعد جب قیامت قائم ہوگی اور فیصلہ کیا جائے گا اس کے بعد ہمیشہ ہمیش کی زندگی شروع ہوگی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

انسان کی ایک غلط فہمی یہ بھی ہے کہ وہ سوچتا ہے کہ اس دنیا کی زندگی اور موت کے بعد پھر اور کوئی زندگی نہیں ہے۔ انسان اس کو ایک عجوبہ کے طور پر دیکھتا ہے کہ آدمی جب مر کر سڑ گل جائے گا، اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی اور اس کے اعضاء مٹی میں مل جائیں گے تو پھر وہ دوبارہ کیسے زندہ ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کئی طرح سے کیا ہے۔ اس کی موجودہ زندگی کا حوالہ دیا ہے کہ اس کو عدم سے وجود میں لایا گیا، پھر جو ایک بار پیدا ہو سکتا ہے وہ دوسری بار کیوں نہیں پیدا ہو سکتا؟ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ جس نے اس عظیم کائنات کی تخلیق کی اور انسان کو نہایت نازک مراحل سے گزار کر بچے کی شکل میں ماں کے پیٹ سے نکالا وہ اس کو دوبارہ قبروں سے زندہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ. فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ. ''کیا تم لوگوں نے گمان کر رکھا ہے کہ ہم نے تم کو بے کار پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف پلٹ کر نہیں آنا ہے۔ بس بالا و برتر ہے اللہ، بادشاہ حقیقی (وہی ہے)''۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی (القیامۃ:۳۶)
''کیا انسان نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا''۔

ایک آیت میں ارشاد ہے: وَقَالُوْٓا ءَاِذَا کُنَّا عِظَاماً وَّرُفَاتاً ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقاً جَدِیْداً. قُلْ کُوْنُوْا حِجَارَۃً اَوْ حَدِیْداً. اَوْ خَلْقاً مِّمَّا یَکْبُرُ فِیْ صُدُوْرِکُمْ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا قُلِ الَّذِیْ فَطَرَکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْکَ رُءُوْسَھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھُوَ قُلْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ قَرِیْباً. ''وہ کہتے

ہیں: ''جب ہم صرف ہڈیاں اور خاک ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے اٹھائے جائیں گے؟ ان سے کہو تم پتھر یا لوہا بھی ہو جاؤ یا اس سے بھی زیادہ سخت کوئی چیز جو تمہارے ذہن میں قبولِ حیات سے بعید تر ہو (پھر بھی تم دوبارہ زندہ ہو کر رہو گے) وہ ضرور پوچھیں گے: کون ہے وہ جو ہمیں پھر زندگی کی طرف پلٹا کر لائے گا۔ جواب میں کہو وہی جس نے پہلی بار تم کو پیدا کیا ہے اور سر ہلا ہلا کر پوچھیں گے: اچھا تو یہ ہوگا کب؟ تم کہو: کیا عجب کہ وہ وقت قریب ہی آ لگا ہو''۔ (بنی اسرائیل:۴۹-۵۱)

زندگی بہت تھوڑی ہے

آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں آخرت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ اس اعتبار سے دیکھیں تو انسان کی زندگی بہت ہی تھوڑی ہے بلکہ پوری زندگی چند منٹ کی ہوگی گویا اور جیسے ہی موت طاری ہوتی ہے حساب و کتاب کا عمل شروع ہو جاتا ہے تو گویا مرنے کے بعد سے ہی آخرت کی زندگی شروع ہو جاتی ہے جس سے ہر ایک دوچار ہوتا ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان مرد ہو یا عورت ابھی یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ مرنے کے بعد زندہ کیسے ہوں گے جب کہ قرآن پکار پکار کر مثالیں بیان کر کے سمجھا رہا ہے آدمی تھوڑا بھی غور کر لے تو معلوم ہو جائے کہ انسان کچھ نہیں تھا اور ایک ناپاک قطرہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بنایا تو کیا دوبارہ اس کو بنا نہیں سکتا؟ یہ تو پہلے کے مقابلہ میں آسان ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اس لئے موت کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر یقین رکھنا چاہئے بلکہ یقین رکھنا ضروری ہے اور ایمان کا جز ہے اور موت کے بعد پیش آنے والے احوال کی تیاری آج ہی سے کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ اس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی

ہوگی حتی کہ باپ کو بیٹے کی اور بیٹے کو باپ کی شوہر کو بیوی کی اور بیوی کو شوہر کی فکر نہ ہوگی نفسی نفسی کا عالم ہوگا عقلمند شخص وہی ہے جو آج ہی سے اس کی تیاری کرے۔

یقیناً آئے گا وہ دن کہ جب محشر بپا ہوگا
وہاں نہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا ہوگا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان بالخیر پر خاتمہ فرما۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو بیکار پیدا نہیں کیا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا بَاطِلاً ذٰلِکَ ظَنُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی شئے بلا مقصد پیدا نہیں کی کوئی انسان بھی ایک چھوٹا سا کام کرتا ہے اس کے پیچھے ایک مقصد ہوتا ہے پھر اللہ رب العزت جو ہر ہر شئے کا خالق ومالک ہے وہ کیونکر بیکار میں کسی چیز کو پیدا کرے گا۔قرآن کریم میں کئی جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے آسمان وزمین اور اس کے درمیان کی اشیاء کو بیکار میں پیدا نہیں کیا۔ انس وجن کے متعلق صاف فرمادیا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ. میں نے انسانوں اور جناتوں کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ویسے تو اللہ کی ساری مخلوق ہی عبادت خداوندی میں لگی ہوئی ہے: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ

بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ. ہر چیز اللہ رب العزت کی تسبیح وتحمید کرتی ہے لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔

آسمان اور زمین کا وجود اور ان کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیوں میں سے ہے۔ ان سے اس کی قدرت وعظمت کا پتا چلتا ہے اور انسان کو یہ بات سمجھنے میں مدد ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو عبث اور بے کار نہیں پیدا کیا ہے، بلکہ اسکا ضرور کچھ نہ کچھ مقصد ہے۔ مگر انسان کی ہٹ دھرمی اس درجے کو پہنچ جاتی ہے کہ اتنی عظیم نشانیوں کو بھی وہ بے کار اور باطل قرار دینے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا انکار کر بیٹھتا ہے۔ قرآن نے انسان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ محض کسی شخص کے یہ سمجھ لینے سے کہ یہ کائنات بے کار اور عبث ہے اسکی حقیقت نہیں بدل سکتی۔ آدمی کو اپنی غلط فہمی دور کر لینی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا. (ص:۲۷) ”ہم نے آسمان اور زمین کو فضول پیدا نہیں کیا ہے یہ وہ بات ہے جسے کفر کرنے والوں نے سمجھ لیا ہے“۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ. لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّا تَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ. ”ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے، کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہے، اگر ہم کوئی کھلونا بنانا چاہتے اور بس یہی کچھ ہمیں کرنا ہوتا تو اپنے ہی پاس سے کر لیتے“۔ (الانبیاء:۱۶-۱۷)

ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا...

اتنا عظیم آسمان بڑے بڑے پہاڑ، سمندر اور لمبی چوڑی زمین اور بے شمار مخلوقات یوں ہی پیدا نہیں کی گئیں کیسے کیسے ذہن رکھنے والے انسان اللہ تعالیٰ نے

پیدا کر دیئے جنہوں نے آج عجیب وغریب اشیاء ایجاد کر دیں سو دو سو سال پہلے جن کا تصور اور وہم وگمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا بالفرض والتقدیر اگر دو سو سال پہلے کا کوئی آدمی آجائے تو موجودہ دنیا کو دیکھ کر اس کے حیرت واستعجاب کی کوئی انتہا نہ رہے گی۔ غرضیکہ انسانوں نے محیر العقول کارنامے انجام دیئے نئی نئی چیزیں ایجاد کر دیں جن سے بڑی سہولتیں میسر ہوئیں۔ تیز رفتار سواریاں وجود میں آگئیں۔ سائنس کی ترقی نے انسانوں کی آنکھیں چکا چوند کر دیں ہزاروں میل دور سے آدمی اسی طرح بات کر رہا ہے جس طرح سامنے بیٹھے ہوئے شخص سے بات کر رہا ہو اور جو کام مہینوں اور سالوں میں ہو رہا تھا آج وہ کام ہفتوں اور دنوں بلکہ گھنٹوں میں ہو رہا ہے۔ ابھی ترقی کی دوڑ میں معلوم نہیں انسان کہاں تک جائے بلکہ اب خلائی اسٹیشن تک بننے کی باتیں اخباروں میں آرہی ہے۔ چاند کی سیر کرنے کی باتیں تو اب پرانی ہو گئیں۔

خلاصہ یہ کہ انسان اپنی عقل کے ذریعہ ترقی کے بام عروج کو پہنچ گیا مگر جو بات قابل افسوس ہے وہ یہ کہ عقل انسانی نے خدائے وحدہ لاشریک کی رہنمائی نہیں کی اور اس کو اللہ تک کیوں نہیں پہونچایا؟ فضا کے اندر اسٹیشن بنانے والے اور چاند کی سیر کرنے والے انسانوں نے یہ نہیں سوچا کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ کا تلخ گھونٹ ہر ایک کو نگلنا پڑے گا اور موت کے بعد پیش آنے والے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا جس کی تیاری آج ہی سے کرنی چاہئے۔ انسان نے ناپید اور ختم ہونے والی زندگی کے لئے تو اتنی محنتیں کر ڈالی اور لازوال زندگی کے عیش وآرام کے لئے کچھ بھی نہ کر سکا۔ اقبال مرحوم نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔ شعر

ڈھونڈھنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا — اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم وپیچ میں الجھا ایسا — آج تک فیصلہ نفع وضرر کر نہ سکا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

قیام اللیل صلحاء کا طریقہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات اور صدر معلّمہ! آج کی اس عظیم محفل میں قیام اللیل یعنی تہجد کی نماز سے متعلق کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کرنا چاہتی ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دن رات میں کل پانچ نمازیں فرض کی ہیں صبح صادق کے بعد فجر، سورج ڈھلنے کے بعد ظہر، سورج غرب ہونے سے پہلے پہلے عصر، سورج غروب ہونے کے بعد مغرب اس کے بعد صبح صادق تک عشا یہ پانچ نمازیں وہ ہیں

جن کی ادائیگی ہر مسلمان عاقل وبالغ مرد وعورت پر فرض ہے اور قیامت میں سب سے پہلے نمازوں ہی کا سوال ہوگا۔ ایک فارسی شاعر کا کہنا ہے:

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرشش نماز بود

قیامت کا دن جو کہ جان کو پگھلا دینے والا ہوگا سب سے پہلے نماز کی پوچھ ہوگی ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ بہت سے نوافل وسنن بھی ہیں انہیں میں سے ایک تہجد بھی ہے جو آدھی رات گذرنے کے بعد پڑھی جاتی ہے اس کے بڑے فضائل ہیں جتنے بھی اولیاء کرام صلحاء عظام رحمہم اللہ گذرے ہیں ہر ایک کا معمول تہجد کی نماز پڑھنے کا رہا ہے۔

ہمت مرداں مدد خدا

حضرت ابو ہریرہ ؓ ایک جلیل القدر صحابی ہیں پہلے تو ہر صحابی جلیل القدر ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدمی سوجاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہ لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر ضرب لگا دیتا ہے۔ (گویا منتر پھونکتا ہے) اور کہتا ہے سو رہو ابھی رات بہت زیادہ ہے تھپکی دے دے کر سلاتا ہے اور غفلت میں ڈالے رکھتا ہے، آدمی اسی غفلت وکاہلی میں پڑ کر شیطان کا شکار ہوجاتا ہے اور تہجد کی توفیق نہیں مل پاتی، حالانکہ ذرا سی ہمت کرے تو کام بن جائے۔ ”فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰهَ“ پھر اگر انسان اٹھ کر اللہ کا ذکر کر لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر مزید ہمت کر کے وضو اور نماز ادا کر لیتا ہے تو تینوں گرہیں کھل جاتی ہیں اور انتہائی نشاط وفرحت کیساتھ صبح کرتا ہے ورنہ سارا دن خبیث النفس وکسلمند ہی رہتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ ؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے

ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہ جل شانہ وعم نوالہ ہررات آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں کہ جب ایک تہائی شب باقی رہ جاتی ہے تو یہ فرماتے ہیں: کون ہے جو دعائیں کرے اور میں اس کی دعاؤں کو قبول کروں اور مجھ سے (اپنی حاجات کیلئے) سوال کرے تو میں اس کو وہ چیز عطا کروں اور مجھ سے مغفرت چاہے تو میں اس کو بخش دوں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ ایک رات حضرت رسول اللہ ﷺ نے آواز دی کہ ہے کوئی حجرات والیوں کو جگادے یعنی ازواج مطہرات کو وہ بھی تہجد کی نماز پڑھ لیں۔اس باب میں بہت سی روایتیں ہیں کسی میں تہجد کی تاکید، کسی میں ترغیب، کسی میں فضیلت، کسی میں تہجد کے ترک پر ناگواری کا اظہار ہے۔

یہ تہجد صلحاء کا طریقہ رہا ہے، ہمارے دارالعلوم کے بارے میں مشہور ہے کہ کسی زمانہ میں یہاں کا چپراسی بھی صاحب نسبت ہوتا تھا، آخر کیا وجہ ہے؟ اب یہ تعلق نہیں پیدا ہوتا، نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہے، لیکن اللہ جل شانہ سے تعلق ونسبت کا دروازہ تو بند نہیں ہوا ہے اس کا تعلق مجاہدہ وکسب سے پیدا ہوگا، ہمت سے کام لینا ہوگا، عوام سے اگر تہجد چھوٹ جائے تو حرج نہیں، لیکن خواص کو تو اس کا اہتمام ضروری ہے، ایک زمانہ تھا کہ گاؤں کے بڑے بوڑھے مسجد میں پہونچ کر سویرے ہی سے تہجد پڑھتے تھے۔آج جتنے فجر کی نماز میں نہیں پہونچتے، اس سے زیادہ تہجد میں ہوتے تھے، آج دنیا کی ملازمت کرنے والے جن کی ڈیوٹی تین چار بجے صبح سے ہوتی ہے، آخر وہ کیسے اٹھ کر پہونچتے ہیں، اس کے لئے ہمت کرتے ہیں اور تدبیر کرتے ہیں، الارم لگاتے ہیں، کسی کو متعین کرتے ہیں تاکہ وہ جگادے، دنیا کیلئے ایسی تدبیر اور آخرت کی خاطر کچھ نہیں، مولانا روم اسی کا رونا روتے ہیں۔

اے کہ صبرت نیست از دنیائے دوں
صبر کے داری زنعم الماہرون

اے کہ صبر نیست از فرزندوزن
صبر کے داری زرب ذوالمنن

اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے

چندکوڑیوں کی خاطر آدمی راتوں رات جاگتا ہے مہینوں اور سالوں گھر چھوڑ کر روزی کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے جب کہ دنیا اور دنیا کی ہر شئے فانی ہے ایک وقت مقررہ پر سب ختم ہوجائیں گے اور آخرت تو ہمیشہ رہنے والی جگہ ہے اس کیلئے پھر کتنی تیاری کرنی چاہئے۔حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللهِ جُنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَا سَقٰى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی نہ پلاتے مگر دنیا کی کوئی حیثیت اللہ کے نزدیک ہے ہی نہیں اسلئے ہر ایک کو سیراب کرتے ہیں مگر منکروں اور دشمنان خدا کو دنیا میں اور زیادہ ہی ملتا ہے۔ اسلئے کہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں مرنے کے بعد ان کیلئے پریشانیاں ہی پریشانیاں ہے اور مومنوں کیلئے فرمایا گیا کہ دنیا قیدخانہ ہے تو دنیا کے اندر پریشانیاں آئیں گی ان پر برداشت کرنا ہے اور آخرت کی تیاری کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا. بلاشبہ جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کیلئے جنت الفردوس ہے بطور انعام کے۔اسلئے ہم دنیا میں رہ کر نیک عمل کریں تاکہ آخرت میں سرخرو ہوں اور اجر عظیم کے حقدار بنیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

آپ بھی تیمّم کرنا سیکھیں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِّنْهُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترم سامعین باوقار صدر معلّمہ! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے انتہا رحیم وکریم ہیں ان پر ایسے احکام لاگو کرتے ہیں جو بآسانی پورا کرسکیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: اَلدِّیْنُ یُسْرٌ دین آسان ہے یعنی دین کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہو اور ہم اس کو ادا نہ کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے احکام کا بندوں کو مکلّف ہی نہیں بنایا جو وہ نہ کرسکیں انہیں احکام میں سے ایک تیمّم بھی ہے جو وضو اور غسل کے قائم و مقام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً

فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ مِّنْهُ. (سورہ مائدہ:٦) ''اگر تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا ہو، یا عورتوں کو چھوا ہو اور تم پانی نہ پاؤ تو پاکی حاصل کرنے کا قصد کرو پاک مٹی سے اور اس سے مل لو اپنے ہاتھوں اور چہروں کو''۔

تیمّم کے لغوی معنی قصد اور ارادہ کرنے کے ہیں اصطلاح میں تیمّم کہتے ہیں پاکی حاصل کرنے کی نیت سے پاک مٹی یا اس کے قائم مقام کا قصد کرنا اور پاک مٹی کو چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ملنا۔

تیمّم کی مشروعیت

اللہ تعالیٰ کی ان گنت نعمتوں میں سے ایک عظیم الشان نعمت تیمّم ہے، جس کی مشروعیت اس طرح ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک سفر درپیش ہوا، تو چند صحابہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوتے وقت آپ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہمراہ لے گئے، سفر سے واپسی میں جب آپ ﷺ مقام ''ذات الجیش'' پر پہونچے، آپ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے پاس صلصل نامی پہاڑ پر قیام فرمایا، آپ ﷺ کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کی غرض سے جنگل تشریف لے گئیں، راستہ میں کہیں ہار ٹوٹ کر گرا اور ہار گم ہوگیا، حضور رسول اللہ ﷺ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو حضرت اسید بن حضیر اور چند صحابہ کو ہار تلاش کرنے کے لئے بھیجا، یہ نفوس قدسیہ ابھی ہار تلاش کر ہی رہے تھے کہ فجر کی نماز کا وقت ہوگیا، نماز ادا کرنی تھی مگر قرب وجوار میں کہیں بھی پانی موجود نہ تھا اس حالت میں صحابہ کرام کافی پریشان ہوئے، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی

کہ دیکھئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں کو کیسی جگہ روک دیا جہاں دور دور تک پانی کا نام ونشان تک نہیں ہے، اور نماز کا وقت ہو چکا ہے اب نماز کس طرح ادا کی جائے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خیمہ کے اندر تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جھڑکنا شروع کیا کہ تو ہمیشہ لوگوں کو پریشانی میں مبتلا کر دیتی ہے، ایک ہار کی وجہ سے رسول مقبول ﷺ کو ایسی جگہ روک دیا جہاں دور دور تک پانی کا وجود نہیں ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں بھی مارا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی ذرہ برابر ہٹیں کیونکہ آپ ﷺ تمام رات کے سفر اور بیداری کی تکلیف اٹھا کر اس وقت آرام فرما رہے تھے۔

ہار کو ہر چند تلاش کیا گیا مگر ہار نہ ملا، ہار تلاش کرنے والے تمام صحابہ کرام ناکام ہو کر مایوس لوٹ آئے، اسی وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کے پاس وحی لے کر تشریف لائے اور سورہ مائدہ کی مندرجہ بالا آیات نازل ہوئیں۔ یہ حکم نازل ہونے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے نہایت خوشی کے عالم میں فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! تمہارا ہار نہایت مبارک اور بابرکت تھا، آپ ﷺ کے یہ کلمات سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور خوشی میں تین بار ارشاد فرمایا اے بیٹی تو بہت ہی مبارک اور سعادت مند ہے، حضرت اسید بن حضیر ہار تلاش کرنے میں کافی مشقت اور پریشانی اٹھا چکے تھے فرمانے لگے کہ اے ابوبکر کی اولاد یہ تم لوگوں کی پہلی برکت نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی تم لوگوں کی وجہ سے بارہا اللہ کے احسانات اہل اسلام پر ہوتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان اور فضل سے خوش ہو کر سارے لوگ اپنے اپنے کجاوے کسنے لگے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سواری کے اونٹ کو اٹھایا گیا تو ہار اس کے نیچے سے مل گیا، جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوشی دو چند ودو بالا ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ کو اطمینان

ہوگیا، تمام مسلمان عنایت خداوندی اور احسان الٰہی سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے، اسی روز سے پانی نہ ملنے، یا بیماری کے سبب پانی پر قدرت نہ ہونے کی حالت میں تیمّم کا حکم جاری ہوگیا۔

تیمّم امت کے لئے عظیم تحفہ

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں: "فَضَّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ، جَعَلْتُ صُفُوْفَنَا كَصُفُوْفِ الْمَلَائِكَةُ وَجَعَلَتْ لَنَا الْاَرْضَ كُلِّهَا مَسْجِداً وَجَعَلَتْ تُرْبَتُهَا طُهُوْراً اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءُ". (مسلم شریف ج۲) "ہمیں لوگوں پر بطور خاص تین چیزوں کے ذریعہ فضیلت دی گئی (۱) ہماری نماز اور جہاد کی صفیں فرشتوں کی صف کی طرح قرار دی گئیں (۲) ہمارے لئے پوری روئے زمین کو سجدہ گاہ بنا دیا گیا (۳) جب پانی دستیاب نہ ہو تو زمین کی مٹی کو پاک کرنے والا بنا دیا گیا۔

تیمّم کے واجب ہونے کی شرطیں

تیمّم واجب ہونے کی سات شرطیں ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عقل مند ہونا (۴) حدث اصغر یا حدث اکبر کا پایا جانا (۵) پاک مٹی یا اس کے ہم جنس کے استعمال پر قادر ہونا (۶) نماز کے وقت کا تنگ ہونا (۷) نماز کا اتنا وقت باقی ہونا کہ تیمّم کر کے نماز ادا کی جاسکے۔

تیمّم کرنے کا مسنون طریقہ

سب سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر حدث اصغر یا حدث اکبر سے پاکی حاصل کرنے کی نیت کرے، پھر ہتھیلیوں کی طرف سے کشادہ کر کے پاک مٹی پر اپنے

دونوں ہاتھوں کو مارے اور کسی قدر آگے کی جانب اور پیچھے کی جانب لے جائے، پھر ہاتھوں کی گرد جھاڑ دے، اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر انگلیوں کو کشادہ کر کے ہتھیلیوں کی طرف سے مارے اور جیسا کہ پہلے کیا تھا ایسے ہی کر کے پھر بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں شہادت اور ابہام کو چھوڑ کر داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنیوں تک اس طرح کھینچے کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی لگ جائے اور کہنیوں کا مسح بھی ہو جائے، پھر انگلیوں کو ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسری جانب رکھ کر انگلیوں تک کھینچے، اسی طرح بائیں ہاتھ کا بھی مسح کرے۔

شریعت نے ہمارے لئے بڑی سہولتیں مہیا کر دیں اور کوئی عذر نہیں چھوڑا کہ ہم اس کو بہانہ بنا کر چھٹکارا پاسکیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بہت بڑا فضل و کرم ہے کہ دیکھیں کتنی آسانیاں پیدا کر دیں شریعت مطہرہ کا کوئی بھی حکم لے لیں بڑی آسانی اس میں ہے ہمارے لئے بڑی محرومی کی بات ہے کہ ہم اس کو معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرتے، ہماری کتنی مائیں اور بہنیں ایسی ہوں گی جن کو تیمّم کرنے کا طریقہ ہی معلوم نہیں ہوگا جب کہ شریعت کا اہم حکم ہے اور قرآن و احادیث میں اس کا ذکر موجود ہے بہر حال دین سیکھنے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین سیکھنے کیلئے قبول فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

دنیا میں کوئی مذہب اسلام کا بدل نہیں!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات! دنیا کے اندر کروڑوں انسان بستے ہیں جن کا رنگ، نسل اور مزاج سب مختلف ہے ان کے نظریات و عقائد اور دوسری چیزوں میں بڑا ہی اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو خدا کے وجود کے قائل نہیں جن کو دہریہ کہتے ہیں اکثر بیشتر ایسے بھی لوگ ہیں جو خدا کو تسلیم کرتے اور اپنے نظریات و عقائد کے مطابق اس کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور دوسروں کو خدا کی خدائیت میں شریک گردانتے ہیں یہ سب کے سب گمراہ اور باطل فرقے ہیں۔ اللہ کے عذاب سے بچا کر جنت تک ہرگز نہیں پہونچا سکتے صرف مذہب اسلام ہی نجات دہندہ اور راہ راست پر لانے والا ہے۔ اس وقت میں ایک تعلیم یافتہ نو مسلم لڑکی جس

نے عیسائیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کیا اس کی کارگذاری آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں وہ فرماتی ہیں کہ میں ایک عیسائی خاتون ہوں، میری پیدائش سویڈن کے آزاد ماحول میں ہوئی اور وہیں میری نشو ونما ہوئی، مغرب کے اس آزاد ماحول میں جب میں نے ہوش سنبھالا تو محسوس ہوا کہ مغربی تہذیب میں اخلاقی قدریں ہیں ہی نہیں، بلکہ انسانیت بھی ناپید ہے، یہاں ہر شخص اپنی مرضی کا مالک ہے، خواہ وہ اللہ کے وجود کا اقرار کرے یا انکار کردے، کپڑے زیب تن کرے یا وہ ترقی کے نام پر ننگا رہے، میں نے یہاں یہ بات باعث شرم نہیں دیکھی کہ مرد مرد سے یا عورت عورت سے شادی کرلے، وحدانیت کے خلاف اس مسموم اور ابر آلود فضا میں رہنا میرے لئے حیران کن تھا، لیکن اللہ کے فضل سے اور احسان سے اسی ماحول میں، میں نے اپنی فطرت کی آواز کو سنا اور اسلام کو اپنا مذہب تسلیم کرلیا۔ یہاں میں اکثر ذہنی طور پر انتشار کا شکار رہتی اور مغرب میں خواتین کی عفت وعصمت کے ساتھ کھلواڑ کو دیکھ کر میرے دل میں اس سماج سے نفرت پیدا ہوگئی، جب کہ ایک عورت کی عزت وآبرو اسی میں ہے کہ وہ گھر کی ذمہ داریوں کو پورا کرے، عورتوں کی یہ شان نہیں کہ وہ مردوں کے ساتھ بازار میں مصروف عمل رہیں، اس لئے میں ہر اس مذہب سے بیزاری کا اظہار کرتی ہوں جس کے نزدیک عورتوں کی عزت وآبرو کی کوئی اہمیت نہیں ہے، بے شک اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس کے نزدیک اس کی غیر معمولی اہمیت ہے۔ بچپن ہی سے میں مذہب کے بارے میں سوچتی اور پریشان ہوجاتی اور جب سویڈن کے سماج میں عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کو دیکھتی تو سخت الجھن میں پڑ جاتی، اس لئے جب میں بڑی ہوئی تو فوراً یونیورسٹی میں اپنا داخلہ کروالیا اور اپنے لئے ”مذاہب عالم پر ریسرچ“ کا موضوں منتخب کیا۔ ١٩٨١ء سے باضابطہ میں نے ادیان عالم کا مطالعہ شروع کردیا، اس دوران میں نے عربی زبان بھی ایک حد تک

سیکھ لی، تاکہ اسلام کو اس کے اصلی مصادر ومراجع سے سمجھ سکوں، اس لئے کہ یورپ ومغرب میں یہود ونصاریٰ اور ان کے پادری اسلام کے بارے میں جو معلومات فراہم کرتے ہیں ان سے یقیناً کوئی بھی شخص اسلام کے قریب نہیں آسکتا، وہ لوگ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام ظلم وجبر اور غارت گری سکھاتا ہے جب کہ ان کی یہ تمام باتیں حقیقت کے خلاف ہیں۔

جب میں نے اس تناظر میں اسلام اور عیسائیت کا تقابلی مطالعہ کیا تو بے ساختہ میرا دل اسلام کی طرف مائل ہونے لگا اور کبھی بھی میرا دل اس عدل وانصاف کی طرف متوجہ نہیں ہوا جس عدل وانصاف کی بات عیسائی کرتے ہیں، جن کے عقیدے میں مجرم صرف پادریوں کے سامنے اپنے گناہ کے محض اقرار سے ہی چھٹکارا حاصل کرلیتا ہے، عیسائی عقیدے میں اس کو ”سر الاعتراف“ کہا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف اسلامی عدالت وانصاف نے مجھے بے حد متاثر کیا، اسلام میں مجرم کو سزا ملتی ہے یہاں تک کہ وہ گناہ سے توبہ کرلے، ایک مسلمان کیلئے کسی گناہ کے ارتکاب کے وقت دینی اور دنیوی سزا پیش نظر رہتی ہے، تاکہ وہ فیصلہ کرسکے کہ آیا وہ اپنے آپ کو سزا کا مستحق ٹھہرا رہا ہے یا اس سے نجات اور چھٹکارا چاہتا ہے؟

میں نے محسوس کیا کہ عیسائیوں کہ یہاں مجرم کی سزا معاف ہے، اس لئے ان کے شہروں میں جرائم اور اخلاقی بدتمیزیاں اپنی حدود سے متجاوز ہیں، سویڈن اور مغرب کے تمام شہروں میں قتل، نشہ، اور لوٹ مار کے علاوہ زنا اور آزادانہ جنسی اختلاط کا بازار گرم ہے یہ مصیبت ہر ان مغربی شہروں میں ہے جن کے یہاں مکمل جنسی آزادی حاصل ہے، جب کہ مسلم ممالک کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ جرائم نہیں کے برابر ہیں، صرف اس لئے کہ وہاں کے لوگ قانون الٰہی پر ایمان لائے ہوئے ہیں جو مجرموں کے لئے سخت گیر ہے۔

سماج کی اکائیوں کو انتشار سے بچانے کیلئے سب سے مناسب اور اعلیٰ انتظام اسلام کے پاس ہے، سماجی برائیوں کے انسداد کیلئے اس کے پاس جامع اصول ہیں اور جہاں تک ترقی کی بات ہے تو اسلامی معاشرت میں ترقی کی تمام خوبیاں موجود ہیں ، بلکہ اسلام ترقی کی آڑ میں دنیا کی قوموں کے مقابلے میں سب سے آگے ہے۔

میری نظر میں وہ تمام نام نہاد ترقی پسند مغربی دانشور تنگ نظری میں مبتلا ہیں جو اسلام کے نظریہ تعدد ازدواج کے حوالے سے عورتوں کو مظلوم بتاتے ہیں، میرے ماں باپ اسلام پر قربان ہوں، اس نے تعدد ازدواج کا قانون وضع کر کے عورتوں کو حقوق دلوائے ، دراصل مغرب کو اس نظریے سے اختلاف اس لئے ہے کہ ان کے یہاں بیوی کے علاوہ ایک سے زائد سکریٹری کے نام پر خواتین کے استحصال کا موقع نہیں مل پاتا، ان سے پوچھئے کہ ایک قانون کے دائرے میں رہ کر کسی مرد کی زوجیت میں کوئی عورت زیادہ محفوظ رہ سکتی ہے یا آزاد کلبوں میں دوستی کے نام پر؟ اور یہ حق ان کو کس نے دیا؟ جب کہ اسلامی شریعت خواتین کیلئے سراپا رحمت ہے۔

اسلام میں ماں ، بہن اور بیٹی کے الگ الگ اور مستقل حقوق ہیں جن کی مثال یورپی قوانین میں قطعاً نہیں ملتی، خواتین کے ساتھ اسلام نے جس عدل وانصاف کا معاملہ کیا ہے اس نے مجھے بے حد متاثر کیا، اسلامی قوانین کے تحت مسلم خواتین کو یقیناً تحفظ حاصل ہے۔ اسلام کے بارے میں معلومات کے دوران میں نے کسی کتاب میں اسلام کے آخری پیغمبر ﷺ کی ایک حدیث دیکھی، اس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے اپنی رات تو آسودہ گزاری اور اس کے پڑوسی بھوکے رہے۔‘‘ اس مختصر روایت میں پوری دنیا کے لئے اجتماعی کفالت کا ایک دستور ہے، جہاں مغربی سماجی مبصرین کی پہنچ تک نہیں۔

ان تمام ترجیحات اور اپنی فطرت کے فیصلے کے سامنے میں نے اپنا سر تسلیم خم کر دیا اور ۱۹۸۲ء میں ، میں نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور آبائی مسیحی دین سے میں نے برأت کا اظہار اور اعلان کر دیا، خدا کا شکر واحسان ہے کہ اس نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھے ظلمات سے نکال کر اسلام کی روشنی عطا فرمائی۔

اسلام قبول کرنے کے بعد میری شادی ایک مسلمان نوجوان سے ہوگئی، اس کے بعد ملیشیا اور جارڈن کی تربیتی اور اسلامی تحریکات کی طرف سے میں نے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر لی جس کی وجہ سے اسلام کو سمجھنے میں مجھے بہت مدد ملی۔

الحمدللہ میں نے اپنے اندر بڑے مغربی ٹھیکے داروں اور پادریوں سے اسلام کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کر لی۔ چنانچہ اس کے فوراً بعد میں نے قاہرہ میں ’’مختلف تہذیبوں کے درمیان کشمکش‘‘ کے موضوع پر منعقد ہونے والی کانفرنس میں سرگرم حصہ لیا اور بنیادی مغربی نظریات کی سخت الفاظ میں تردید کی اور میں نے ثابت کیا کہ دنیا میں کوئی بھی مذہب اسلام کا بدل نہیں ہے۔

ہم خاندانی مسلمان ہیں

ہم چونکہ موروثی مسلمان ہیں باپ دادا مسلمان تھے مسلم گھرانے میں پیدا ہوگئے اس لئے ہم بھی مسلمان ہیں۔ لیکن وہ محنت ومشقت برداشت کرنے کے بعد اسلام قبول کرتے ہیں مختلف ادیان ومذاہب کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام قبول کرتے ہیں ان کے ایمان میں اور ہمارے ایمان میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ ان کے ایمان میں پختگی ہوتی ہے صحیح معنوں میں اسلام کو سمجھتے ہیں اور اس کی قدر کرتے ہیں یہ محرومی کی بات ہے کہ ہم مسلم گھرانے میں پیدا ہوئے پلے بڑھے مگر اسلام کی قدر نہیں پہچانی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوتاہی کو معاف فرمائے اور اسلام کے ایک ایک حکم پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

نیکی یا ثواب کیسے حاصل کریں؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے ''نیکی یا ثواب کیسے حاصل کریں؟'' اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں گوش گذار کرنی ہیں۔ ہر شئے کے خالق ومالک اللہ تعالیٰ ہیں ہر مخلوق کے نفع ونقصان کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں کہ کس میں بندے کا نفع ہے اور کس میں بندے کا نقصان ہے یہ دنیا اور دنیا کی ساری رنگینیاں ایک دن ختم ہوجائیں گی باقی رہنے والی ذات صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی ہے اور جو کچھ آخرت میں تیار کیا گیا ہے خواہ راحت وآرام ہو یا عذاب وتکلیف یہی دائمی ہے۔

یہ اللہ رب العزت کا کرم ہے کہ اس نے ثواب کمانے کیلئے بے شمار عبادتیں مشروع کی ہیں، جن میں بندوں کی صحت، بیماری، کمزوری، کم عمری اور مختلف حالتوں کے اعتبار سے نیکی کے حصول اور درجات قرب کے بہت سے دروازے کھولے ہیں، ارشاد باری ہے: یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانَ ضَعِیْفاً. یعنی اللہ تعالیٰ تم سے (بوجھ) ہلکا کرنا چاہتا ہے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

ایسی بہت سی نصوص شرعیہ موجود ہیں، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی محدود کوشش اور کم عمل پر بھی بے شمار نیکیاں مل جاتی ہیں، مسلم شریف میں زید بن خالد الجہنی نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جس نے اللہ کے راستے میں کسی مجاہد کو تیار کر کے بھیج دیا تو گویا اس نے خود جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کے جانے کے بعد اس کے گھر والوں کی ضروریات پوری کر دیں تو گویا اس نے جہاد کیا، اس حدیث میں ایسے شخص کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کرنے کا حکم بھی ہے، جو مسلمانوں کی مصلحت کے لئے کسی مہم پر روانہ ہو چلا ہو۔

دار قطنی میں معاذ بن جبل سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہاری موت کے وقت تمہارے مال کا ایک تہائی حصہ صدقہ کر دیا ہے جس سے تمہاری نیکیوں میں اضافہ ہوگا، یعنی کوئی شخص اپنی موت سے پہلے اپنے مال کے ایک تہائی کے بارے میں کوئی بھی جائز وصیت مثلاً مسجد، مدرسہ یا کسی غریب کو دینے کی وصیت کر سکتا ہے اور اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کا ثواب اسے ہمیشہ کے لئے پہونچتا رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: مومن کی موت کے بعد اس کا جو عمل اسے پہونچتا رہتا ہے، ان میں سے ایک وہ علم ہے جو اس نے سکھایا اور پھیلایا یا نیک اولاد جو اس نے چھوڑی کوئی قرآن جو اس نے

وراثت میں چھوڑا یا مسجد جو اس نے بنایا یا مسافر کے لئے گھر بنایا یا نہر کھدوائی یا بحالت صحت اپنی زندگی میں اپنے مال سے صدقہ نکالا تو اس کی موت کے بعد اسے مل جائے گا۔ (اخرجہ ابن ماجہ) یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کا اثر موت کے بعد باقی رہتا ہے ،لہٰذا ان کے باقی رہنے تک میت کو اس کا ثواب بھی پہنچتا رہے گا۔

ترمذی نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی اس غرض سے آیا کہ آپ اسے سواری دے دیں اور آپ کے پاس اس وقت سواری نہ تھی تو دوسرے کے پاس اسے راستہ بتادیا، چنانچہ دوسرے شخص نے اسے سواری دے دی اس آدمی نے نبی کریم ﷺ کو آکر اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا:”اِنَّ الدَّالَ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ“ یعنی نیک عمل کا راستہ بتانے والا اس عمل کے کرنے والے کی طرح ہے، اسی طرح مسلم شریف میں ابومسعود البدری سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:”مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ“ اس کا مطلب ہے کہ جس نے کسی کو ایسا عمل بتایا جس میں اجر وثواب ہے، چاہے زبان سے بتایا یا عمل کر کے بتایا یا لکھ کر یا اشارہ سے بتادیا تو اس عمل کے کرنے والے کے برابر اسے بھی ثواب ہوگا، مزید یہ کہ عمل کرنے والے کے عمل میں سے کچھ کمی بھی نہ کی جائے گی۔

آخرت کے لئے کام کریں

اسی طرح اگر کسی نے کوئی نیک اور اچھا طریقہ رائج کردیا تو اس کا ثواب اس کو ملتا رہے گا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سَنَةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سَنَةً سَیِّئَةً کَانَ عَلَیْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ

اَوْزَارِهِمْ شَیْئٌ۔ جس نے اسلام میں کوئی عمدہ طریقہ رائج کیا تو اس طریقہ کے رائج کرنے والے کو تو اس کا ثواب ملے گا اور جو لوگ اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے تو ان لوگوں کے عمل کا ثواب بھی اس سے پہلے جاری کرنے والے شخص کو ملے گا اور کسی کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کوئی برا طریقہ رائج کردیا تو اس کا گناہ تو اسے ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس برے طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کا گناہ اس سے پہلے شخص کو ملے گا اور کسی کے گناہ میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔ اس لئے ہمیں غور وفکر کر کے زندگی گذارنی چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ برائی کو ہم جاری کرنے والے ہوجائیں اور ہزاروں لوگوں کے گناہوں کا وبال ہمارے سر ہو اصل زندگی تو مرنے کے بعد شروع ہوگی اس لئے ہم کو ایسا کام کرنا چاہئے جو مرنے کے بعد ہمیں فائدہ دے دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے کوئی بھی یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے حدیث میں آتا ہے کہ عقلمند شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو تابع کرے اور وہ کام کرے جو اسے مرنے کے بعد کام آئے اور نادان ہے وہ شخص جو اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑے اور اللہ پر بڑی بڑی امیدیں قائم رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

یہود ونصاریٰ دنیا کے امام نہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ''یہود ونصاریٰ دنیا کے امام نہیں'' قرآن کریم میں جگہ جگہ ان دونوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انعامات کا ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی بدعہدی وعدہ خلافی اور ان کی سرکشی اور نازیبا حرکتوں کا بھی تذکرہ کیا خصوصاً قوم یہود پر اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتیں نازل ہوئیں لیکن اپنی فطری جبلت کے وجہ سے غضب خداوندی کے مستحق ہوئے اور اللہ نے لعنت بھیجی اور معزز انبیاء علیہم السلام کی زبانی بھی ملعون ہوئے، ایک جگہ ان کے گناہوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے۔ فَبِمَا

نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً سو ہم نے ان کے عہد توڑنے پر ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ آپ خود غور کر سکتے ہیں کہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ لعنت کریں وہ دنیا وآخرت دونوں جگہ ذلیل ورسوا ہی ہوگا۔

یہود کو اللہ تعالیٰ نے امامتِ عالم کے منصب پر فائز کیا تھا اور ان میں بے شمار انبیاء ورسل مبعوث فرمائے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے ان کو اور بھی کئی خصوصی انعامات سے نوازا تھا، جن کا حوالہ قرآن میں بار بار آیا ہے۔ ان باتوں سے یہود ونصاریٰ کو خاص طور سے یہود کو یہ غلط فہمی ہوگئی کہ وہ اللہ کے چہیتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے۔ ارشاد ہے: وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ. (المائدہ:۱۸) ''یہود ونصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں، ان سے پوچھو، پھر وہ تمہارے گناہوں پر تمہیں سزا کیوں دیتا ہے؟ درحقیقت تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان اللہ نے پیدا کئے ہیں، وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کی غلط فہمی کا ازالہ دو باتوں کے ذریعے کیا ہے۔

ایک یہ کہ ان کے گناہوں اور جرائم کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ گناہوں کو پسند نہیں کرتا اور تم مسلسل گناہ کرتے جاتے ہو، پھر تم کیسے اللہ کے چہیتے ہو سکتے ہو؟ جس طرح اللہ تعالیٰ اعلیٰ صفات کا حامل ہے، اگر تم اللہ کے بیٹے ہو تو تمہیں بھی ان صفات کا حامل ہونا چاہئے جب کہ حقیقت میں تم ایسے نہیں ہو۔ لہٰذا اس کے چہیتے کیسے ہوگئے؟ دوم: ان کی سزاؤں کا حوالہ دیا گیا ہے، گویا اللہ تعالیٰ ان کو بتا رہا ہے کہ کوئی باپ اپنے بیٹے کو یا کوئی دوست اپنے دوست کو بلاوجہ سزائیں نہیں دیتا۔ اللہ تمہیں سزائیں دیتا ہے تو تم اس کے چہیتے کیسے ہوگئے؟

ان دونوں باتوں کے تعلق سے قرآنی آیات کا مطالعہ کریں تو ان میں ان کی کافی وضاحت ملتی ہے۔قرآن کی بہت سی آیات میں یہود و نصاریٰ کے گناہوں اور ان کے جرائم کو واشگاف کیا گیا ہے۔مثال کے طور پر درج ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

ارشاد ہے:فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْأَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلاً. وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَاناً عَظِيْماً. (النسا:۱۵۵-۱۵۶)

’’آخر کار ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور متعدد پیغمبروں کو ناحق قتل کیا اور یہاں تک کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں محفوظ ہیں، حالاں کہ درحقیقت ان کی باطل پرستی کے سبب سے اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے اور اس وجہ سے یہ بہت کم ایمان لاتے ہیں۔ پھر اپنے کفر میں یہ اتنے بڑھے کہ مریم پر سخت بہتان لگایا‘‘۔

یہود بڑی شاطر قوم

یہود اپنے ذہنیفساد کی وجہ سے ہر دور میں ذلیل ورسوا ہوتے رہے صدیوں تک ان کا کوئی ملک نہیں تھا ایک طویل عرصہ تک یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان قتل عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ پر لڑائیاں ہوتی رہیں اور عیسائی ممالک میں ان کو سر چھپانے کی بھی جگہ میسر نہ ہوئی اور ہر ملک میں ذلیل ورسوا ہوکر نکالے جاتے رہے اور آج جو ملک اس شاطر قوم کو پناہ دیدیتا ہے تو وہ اپنے سودی کاروبار کی وجہ سے وہاں کی عوام کا خون چوستے رہتے ہیں۔ بالآخر وہاں سے بھی کبھی نہ کبھی ذلیل ورسوا ہوکر نکلنا پڑتا ہے اس ملعون قوم کے ساتھ احسان کرنا خودکشی کرنے کے مرادف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جو عیسائی تھے وہ یہودیوں کے بالمقابل بہتر تھے ان

میں قبول حق کی صلاحیت نسبتۃً یہودیوں کے زیادہ تھی جیسا کہ نجاشی شاہ حبشہ نے اسلام قبول کرلیا مقوقس اور قیصر شام وروم نے صحابہ کرام کے ساتھ اچھا سلوک کیا مگر یاد رکھنا چاہئے کہ آج کل کے عیسائی علماء اسلام اور مسلمانوں کے سخت ترین دشمن ہیں اور اسلام دشمنی میں دونوں متحد ہیں اس لئے ہم کو ہر ایک سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے دشمنان اسلام خواہ کتنی ہی سازشیں کرلیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی تدبیر سب پر غالب ہوگی۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

رمضان سے رمضان تک کا کفارہ

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ. لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ. سَلاَمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا لطف وکرم اور احسان ہے کہ امت محمد یہ پر رحمت و برکت والا مہینہ رمضان المبارک عطا فرمایا۔ قرآن واحادیث میں اس مہینہ کے تعلق سے بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ میں اس وقت اپنی طرف سے کچھ عرض کرنے کے بجائے ایک بہت بڑے عالم دین

اور علمی خاندان سے تعلق رکھنے والے جن کے نام سے ہندوستان اور برصغیر ہی نہیں بلکہ پورا عالم شاید واقف ہو میں انہیں کے معروضات پیش کرتی ہوں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رمضان سے رمضان تک کفارہ کی شرط یہ ہے کہ دل میں رمضان کی لگن رہے جب رمضان گزر جائے تو آدمی یہی سوچتا رہے کہ بڑا برکت کا مہینہ ہاتھ سے چلا گیا خدا کرے کہ پھر آجائے اور کسی طرح سے گیارہ مہینہ پورے ہوں اور پھر رمضان شریف آجائے جب یہ نیت اور لگن ہوگی تو اس کے اثرات باقی رہیں گے اور اگلے اثرات اس کیلئے مبادی اور مقدمات بن جائیں گے اور یہ دونوں چیزیں مل کر بیچ کے گناہوں کو مٹا دیں گی۔

معلوم ہوا کہ رمضان کی برکات سے برائیاں اور بدیاں مٹتی ہیں۔

ایک برکت تو یہ ہوئی کہ آدمی صالح بن گیا اور دوسری برکت یہ ہوئی کہ درمیان کے گناہ اگلے سال کے رمضان کے آنے تک مٹ جائیں گے مگر ان برکات کو قائم رکھنا یہ آدمی کی توجہ پر موقوف ہے ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ وہ برکتیں اترتی رہیں اور ہم ناقدری کرتے رہیں اور پھر وہ آجائیں۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں: کیا ہم اپنی رحمت تمہاری کمر سے چپکا دیں گے اور تم بھاگے چلے جا رہے ہو بلکہ تم محتاج ہو کہ تم کو ہزار دفعہ ضرورت ہو توجہ کرو، دینے کیلئے میں تیار ہوں مگر توجہ کرنا تمہارے لئے شرط ہے آنکھ کے اندر دیکھنے کی طاقت ہے لیکن خود بخود نہیں دیکھے گی بلکہ جب آدمی کسی چیز کے دیکھنے کی کوشش کرے گا جبھی وہ چیز آنکھ کے سامنے آئے گی اگر آنکھ بند کئے ہوئے بیٹھا ہو تو آنکھ کے اندر لاکھ قوت ہو آنکھ سے کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ کانوں میں سننے کی طاقت ہے مگر کان لگانا شرط ہے کان لگاؤ جبھی تو بات سننے میں آئے گی اگر کان ہی نہ لگاؤ تو کوئی بات سننے میں نہیں آئے گی۔ بدن کے اندر قوت لامسہ ہے چیزوں کی نرمی گرمی اور سختی سب

محسوس کرتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہاتھ لگاؤ لیکن اگر ہاتھ ہی نہ لگاؤ تو وہ قوت اپنے اندر رکھی رہے گی ہر قوت کا خاصہ یہی ہے کہ اس کے استعمال کی طرف توجہ ہو۔

☆ رمضان المبارک کا مہینہ خیر و برکت کا مہینہ ہے۔

☆ رمضان المبارک میں شیاطین قید و بند میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔

☆ رمضان المبارک میں خاص طور پر عبادت کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

☆ رمضان المبارک کی راتوں میں ایک رات (شب قدر) آتی ہے جس میں عبادت کا ثواب ایک ہزار مہینے تک عبادت کرنے کے ثواب سے زیادہ ملتا ہے، اس رات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں اور جس بندہ کو عبادت میں مشغول پاتے ہیں اس کے لئے دعاء کرتے ہیں اور تمام فرشتے آمین کہتے ہیں۔

☆ رمضان المبارک میں خداوند قدوس کی بے پناہ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

☆ رمضان المبارک کا مہینہ روحانی ترقی کے لئے ایسا ہے جیسے ساون کا مہینہ ہریالی کے واسطے۔ ☆ رمضان المبارک میں اپنے غریب بھائی بہنوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

☆ روزہ مخلصانہ عبادت ہے جس میں دکھاوٹ کا کوئی شائبہ نہیں اس لئے حق تعالیٰ اس کا اجر بطور خاص عطا فرمائیں گے۔ ☆ رمضان المبارک کے مہینے میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

علم کے ساتھ عمل بھی ہونا چاہیئے

حکیم الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی ہی عمدہ باتیں بیان فرمائیں ہیں عمل کرنے کے لئے چند باتیں ہی کافی ہوا کرتی ہیں اور عمل ہی کرنے کی نیت نہ ہو تو لاکھ تقاریر سن

لیں نصیحتیں سن لیں بلکہ ڈھیر سارا علم بھی حاصل کرلیں اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علم چند اینکہ بیشتر خوانی
چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند
چار ہائے برد کتاب چند
آں تہی مغز راچہ علم وخیر
کہ برو ہیزم است یا دفتر

علم چاہے جتنا زیادہ حاصل کرلو جب تمہارے اندر عمل نہیں ہے تو بیوقوف ہی ہو، نہ تو محقق بن سکتے ہو نہ عالم بلکہ ایسے شخص کی مثال تو ایک گدھے کی ہے جس کے اوپر کچھ کتابیں رکھدی گئی ہوں ظاہر سی بات ہے کہ اس جانور کو کیا معلوم کہ اس پر لکڑیوں کا گٹھر ہے یا کتابوں کا دفتر۔

اس لئے رمضان کے فضائل سن لینا کافی نہیں ہے بلکہ اس پر عمل بھی کرنا چاہیئے بلکہ رمضان کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرنی چاہیئے اس لئے کہ معلوم نہیں آئندہ سال ہم کو یہ برکت والا مہینہ ملے گا یا نہیں ہر رمضان کو آخری رمضان ہی تصور کریں تاکہ قدر ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو رمضان المبارک کی ساعتوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

جنتی لوگوں کی پہچان

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: تم میں اللہ کے نزدیک سب سے باعزت وہ شخص ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو بے شک اللہ تعالیٰ علم اور خبر رکھنے والا ہے۔ دنیا کے اندر دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر احکام بجالاتے ہیں۔ دوسرے وہ جو نافرمان اور سرکش ہوتے ہیں جو فرمانبردار بندے ہیں ان کے لئے مرنے کے بعد نیکیاں ہے جنت ان کی آرام گاہ ہوگی ان کو نہ تو کوئی تکلیف ہوگی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے وہاں ان نعمتوں سے محظوظ ہوں گے جن کا انسان دنیا میں تصور بھی نہیں کرسکتا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے

نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں چھپا کر رکھی ہیں جن کو نہ کسی کے آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا نہ کسی قلب شہ پر ان کا خیال گذرا اور جو برے لوگ ہیں سرکش ونافرمان ہیں ان کی قسمت میں تباہی لکھدی گئی۔ جہنم ان کا ٹھکانہ ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ وہیں پڑے رہیں گے ہم کو اللہ تعالیٰ نے چند روزہ زندگی عطا کی آخرت کی تیاری کرلینی چاہئے اور ایسے اعمال کرنے چاہئیں جو ہم کو جنت میں لے جائیں۔

ابھی ایک جنتی آئے گا

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ مسند احمد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابھی تمہارے سامنے ایک شخص آنے والا ہے جو اہل جنت میں سے ہے''۔

چنانچہ ایک صاحب انصار میں سے آئے، جن کی داڑھی سے تازہ وضو کے قطرات ٹپک رہے تھے اور بائیں ہاتھ میں اپنے نعلین لئے ہوئے تھے۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا، یہی شخص اسی حالت کے ساتھ سامنے آیا، تیسرے دن بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا اور یہی شخص اپنی مذکورہ حالت میں داخل ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس شخص کے پیچھے لگے (تاکہ اس کے اہل جنت ہونے کا راز معلوم کریں) اور ان سے کہا کہ میں نے کسی جھگڑے میں قسم کھالی ہے کہ میں تین روز تک اپنے گھر نہ جاؤں گا، اگر آپ مناسب سمجھیں تو تین روز مجھے اپنے یہاں رہنے کی جگہ دے دیں، انہوں نے منظور فرمالیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ تین راتیں ان کے ساتھ گذاریں، تو دیکھا کہ رات کو تہجد کے لئے نہیں اٹھتے، البتہ جب سونے کے لئے بستر پر جاتے تو کچھ اللہ کا ذکر کرتے تھے، پھر صبح کو نماز کے لئے اٹھ جاتے تھے، البتہ اس پورے عرصہ

میں میں نے ان کی زبان سے بجز کلمہ خیر کے کوئی کلمہ نہیں سنا۔ جب تین راتیں گذر گئیں اور قریب تھا کہ میرے دل میں ان کے عمل کی حقارت آجائے تو میں نے ان پر اپنا راز کھول دیا کہ ہمارے گھر کوئی جھگڑا نہیں تھا، لیکن میں رسول اللہ ﷺ سے تین روز تک سنتا رہا کہ تمہارے پاس ایک ایسا شخص آنے والا ہے جو اہل جنت میں سے ہے اور اس کے بعد تینوں دن آپ ہی آئے، اس لئے میں نے چاہا کہ میں آپ کے ساتھ رہ کر دیکھوں کہ آپ کا وہ کیا عمل ہے جس کے سبب یہ فضیلت آپ کو حاصل ہوئی، مگر عجیب بات ہے کہ میں نے آپ کو کوئی بڑا عمل کرتے نہیں دیکھا، تو وہ کیا چیز ہے جس نے آپ کو اس درجہ پر پہنچایا؟۔

انہوں نے فرمایا: میرے پاس بجز اس کے کوئی عمل نہیں جو آپ نے دیکھا ہے، میں یہ سن کر واپس آنے لگا تو مجھے بلا کر کہا: ہاں! ایک بات ہے: ''میں اپنے دل میں کسی مسلمان کی طرف سے کینہ اور برائی نہیں پاتا اور کسی پر حسد نہیں کرتا جس کو اللہ نے کوئی خیر کی چیز عطا فرمائی ہو''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''بس یہی وہ صفت ہے جس نے آپ کو یہ بلند مقام عطا کیا ہے''۔ (مسند احمد، صفحہ ۶۴۵)

کینہ، حسد، بغض روحانی امراض ہیں

یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ انسان دوسرے کی نعمتوں کو دیکھ کر اس پر حسد نہ کرے اور اپنے دل میں کسی کی برائی کو جگہ نہ دے بلکہ اپنے دل کو کینہ حسد اور تمام برائیوں سے پاک وصاف رکھے حسد بہت بری چیز ہے جس آدمی کو یہ بری لت لگ گئی وہ اندر ہی اندر گھلتا رہے گا اور کبھی بھی وہ ترقی نہیں کر سکتا نہ دنیوی ترقی نہ دینی ترقی۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابِرُوْا

وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا. آپس میں ایک دوسرے سے حسد مت کرو اور ایک دوسرے کے ساتھ بغض مت رکھو اور ایک دوسرے کی پشت پیچھے برائی مت کرو، اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ. (سورہ حجرات:۱۲) اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بلا شبہ بعض گمان گناہ ہیں اور کسی کا بھید نہ ٹٹولو اور تم میں کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے سو تم اس کو ناپسند کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں کینہ حسد بغض غیبت عناد وغیرہ یہ سب روحانی امراض ہیں ان سے بچنا بہت ہی ضروری ہے تاکہ ہم گناہوں سے بچ کر نیک کام کرنے والے ہو جائیں اور جنت میں جانے کے مستحق ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

رشتوں کی اہمیت قرآن کی روشنی میں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْباً وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! سکون زندگی گذارنے کے لئے رشتوں کا آپس میں استوار ہونا بھی ضروری ہے اسلام نے اس پر بہت زور دیا ہے اور رشتوں کو توڑنے سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے قرآن کریم میں جہاں والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید آئی ہے وہیں ذوی القربی فرما کر دوسرے اہل قرابت کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق قرابت کی ادائیگی کی بھی

وصیت فرمائی گئی ہے۔ ایک سائل نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا پہلا حق تمہاری ماں کا ہے۔ پھر تمہارے باپ کا اس کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے اہل قرابت کا یعنی جو جتنا زیادہ قریب ہوگا اس کے حقوق اتنے ہی زیادہ ہوں گے اور جو دور کا رشتہ دار ہو اس کے حقوق کم ہوں گے مگر رشتہ کی وجہ سے حقوق اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

''بخاری اور مسلم شریف'' کی روایات ہیں کہ: ''لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ''، ''رشتہ توڑنے والا جنت میں نہ جائے گا''۔

''لَا یَحِلُّ لِمُوْمِنٍ اَنْ یُّھْجُرَ اَخَاہ فَوْقَ ثَلَاثَ لَیَالٍ'' ''مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ تین رات دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے بات نہ کرے اور قطع تعلق رکھے۔'' (کتنی بڑی وعید ہے؟ اگر ہم اس عمل سے نہ بچیں تو دوزخ کی آگ سے بھی نہ بچ سکیں گے)

''لَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَاناً'' ''آپس میں قطع تعلق نہ کرو اور ایک دوسرے کے در پے نہ رہو اور بغض نہ رکھو اور حسد نہ کرو۔ اے اللہ کے بندو! سب بھائی بھائی بن کر رہو۔'' تعلقات کو استوار کرنے کا حکم ہے۔

''کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ تُحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ'' ''انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ جو بات سنے وہ بغیر تحقیق کے لوگوں سے بیان کرنا شروع کر دے۔'' (یعنی بغیر تحقیق کے بات کا بتنگڑ بنانے والا شخص جھوٹا ہے)

''اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ'' ''مسلمان تو وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ کی ایذا سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔ ''اَلْمُسْلِمُ

اَخُ الۡمُسۡلِمۡ" "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے"۔ رشتہ دار اگر برا برتاؤ کریں تب بھی انہیں تم معاف کردو۔ درگذر کے معاملہ میں بڑا اجر وثواب ہے۔ ناراضگی کو رفع دفع کرنے میں جو شخص پہلے کرے گا وہ زیادہ ثواب کا حق دار ہوگا۔

رشتہ داری کو قائم رکھنے کے احکام

سورہ الحجرات:۱۳، میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّاُنۡثٰی وَجَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ. (اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور مختلف خاندان یعنی رشتہ دار بھی بنائے۔ (جھاڑ کی ڈالیوں کی طرح) تا کہ تم ایک دوسرے کو جان پہچان سکو یعنی آپس میں رشتہ داری کے تعلقات برقرار رکھ سکو۔ کوئی کسی پر فوقیت نہیں رکھتا مگر اللہ کے نزدیک وہ شخص بڑا درجہ اور مقام رکھتا ہے جو پرہیزگاری اور تقویٰ میں آگے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر معاملہ کی خبر رکھتا ہے۔" اللہ توفیق فرمائے کہ ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں۔

وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ. "تمہیں چاہئے کہ عفو اور درگذر سے کام لو۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے"۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کردے؟ کمال درجہ کی صلہ رحمی تو یہ ہے کہ دوسرے رشتہ دار تم سے اپنا تعلق توڑیں تو اس وقت بھی اپنا تعلق جوڑے رکھو اور ان کے حقوق ادا کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ اس دینی ماحول کی خوشگواری کو قائم رکھنے کی ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آج کل دعوتوں اور تقریبوں میں بے جا اسراف اور غیر شرعی رسموں کے چلن کے ساتھ فلم بندی، باجانوازی اور آتش بازی کے موقعوں پر مسلمانوں کو اعلانیہ طور پر

بائیکاٹ کرنے کی اسلامی تمدن میں اجازت ہے مگر رشتہ داری اور تعلقات کو برقرار رکھا جانا چاہئے (رشتہ دار کی خوشنودی پر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی افضل اور قابل ترجیح ہے) ایسا کرنا ہی غیر شرعی اعمال کو ترک کرانے میں ممد ومعاون ثابت ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلرَّحِمُ شَجۡنَۃٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنۡ وَّصَلَکَ وَصَلۡتُہٗ وَمَنۡ قَطَعَکَ قَطَعۡتُہٗ۔ رحم حق قرابت مشتق ہے رحمٰن سے یعنی خداوند رحمٰن کی رحمت کی ایک شاخ ہے اور اس نسبت سے اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا جو تجھے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں اسے توڑوں گا مطلب یہ ہے کہ انسانوں کی باہم قرابت اور رشتہ داری کے تعلق کو اللہ کے اسم پاک رحمٰن سے اور اس کی صفت رحمت سے خاص نسبت ہے اور وہی اس کا سرچشمہ ہے اور اسی لئے اس کا عنوان رحم وفقر کہا گیا ہے اسی خصوصی نسبت ہی کی وجہ سے عنداللہ اس کی اتنی اہمیت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ جو صلہ رحمی کرے گا یعنی رشتہ داری کے حقوق ادا کرے گا اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ اپنے سے وابستہ کرلے گا اور اپنا بنالے گا اور جو کوئی اس کے برعکس قطع رحمی کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے سے کاٹ دے گا۔ اس حدیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صلہ رحمی کے حقوق کس قدر اہم ہیں اور ان کی ادائیگی کتنی ضروری ہے بہر حال ہم کو آپس میں مل جل کر ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا ہمہ وقت خیال رکھنا چاہئے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

☆☆☆

بچوں کی شخصیت سازی میں والدین کا کردار

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا. وَقَالَ تَعَالٰی: اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ،ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے بچوں کی شخصیت سازی میں والدین کا کردار۔ بچے کچے ہوتے ہیں ان کا دل ودماغ بالکل صاف وشفاف ہوتا ہے بچپن ہی سے آپ جو کچھ چاہیں ان پر نقش کرسکتے ہیں ان کا دل ودماغ اس کو قبول کرے گا اس لئے بچپن ہی سے ان کو غلط صحبتوں سے دور رکھنا چاہئے اور اچھے لوگوں کی صحبت میں ان کو بٹھانا چاہئے تاکہ ان کے دل ودماغ پر صلحاء کی صحبت کا اثر پڑے اور آگے چل کر یہ ننھے بچے نیک اور صالح

بنیں یہ سب ذمہ داری صرف والدین ہی کی ہے وہ جس طرح چاہیں بچوں کو بنا سکتے ہیں اگر بچوں کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو ان کی پوشیدہ صلاحیتیں اجاگر نہیں ہوسکتی یا غلط طریقوں میں استعمال ہوکر رہ جائیں گی اس لئے والدین پر لازم ہے کہ اولاد کی تربیت پر خصوصی توجہ دیں۔

ہم بچوں پر خاص توجہ دیں

عمر کے لحاظ سے ہم گروپ میں بچوں کو تقسیم کرتے ہیں اور ہر بچہ فطری طور پر اپنی کوئی نہ کوئی صلاحیت ضرور لے کرآتا ہے، ہر بچہ منفرد ہوتا ہے۔ایک گھر میں پرورش پانے والے دو بچے انتہائی مختلف صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں۔ان صلاحیتوں کو بروئے کار لانا یا ان کا دب جانا دونوں ہی والدین اور اسکول کی ذمہ داری ہے ضروری ہے کہ وہ بچوں کو باصلاحیت بنائیں۔ ہر انسان میں صلاحیتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔بعض لوگ بچوں کی صلاحیتوں کو پہچان کرانہیں فروغ دیتے ہیں۔ یہ کان کھود کر سونا نکالنے کے مترادف ہے لیکن کوئی بھی کام ناممکن نہیں ہے۔

محنت اور وقت ضائع کئے بغیر ہر بچہ زندگی میں کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے۔آج اگر ہم بچوں کی تربیت باضابطہ طریقوں سے کریں تو ہر بچے کی تعطیل بہترین گزرے گی۔اس کے وقت کے ہر لمحے کا صحیح مصرف ہوگا۔اگر ہم بچوں میں مندرجہ ذیل باتوں کی عادت ڈالیں تو ان کی وجہ سے ان کے جسم میں چستی پھرتی پیدا ہوگی،ان کے اعضاء سے سستی وکاہلی دور ہوجائے گی اور وہ ہروقت چاق وچوبند اور ہر کام کرنے میں پہل کریں گے۔

● علی الصبح اٹھنے کی عادت ڈالیں۔ ● فجر کی نماز پڑھیں۔ ● تلاوت کلام پاک کریں۔ ● صبح چہل قدمی کرکے تازہ ہوا لیں۔ ● ناشتہ کریں۔

● سال نو یعنی جس جماعت میں جانے والے ہیں اس کتاب کا مطالعہ کریں۔ ● اسکول کی لائبریری سے کچھ دینی کتابیں لے لیں اور ان کا مطالعہ کریں۔ ● کچھ ایسی البم بنائیں جس میں اپنی پسندیدہ شخصیت کی تصویریں اور اس کی معلومات درج ہوں۔

● کچھ ایسے دلچسپ گیم ایجاد کریں جو تعلیم سے نسبت رکھتے ہیں۔ جیسے انگریزی زبان میں معمہ بنائیں اردو زبان میں کچھ ایسے کارڈس بنائیں اور ان کے شوشوں اور املے کو درست کریں اس طرح چھوٹی جماعت سے لے کر بڑی جماعت کے بچے اس کھیل سے نہ صرف مستفید ہوں گے بلکہ کھیل کھیل میں ان کی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ بھی ہوگا۔

● پڑوس کے بچوں کے ساتھ گروپ بنائیں اور چھوٹے چھوٹے مقابلے رکھیں جیسے تحریری تقریری، ڈرامے، کہانیاں، قصہ گوئی یہ تمام مقابلے بچوں میں چھپے ہوئے فن کو اجاگر کریں گے۔ یہ سب بچوں کی تخلیقات ہوں گی اور اس سے ان کی چھپی ہوئی صلاحیت اجاگر ہوگی۔

بچوں کی تربیت سے متعلق آپ کو نہ صرف حساس ہونا چاہئے بلکہ آپ کو بچوں کے مزاج کا ایک بہترین منتظم بن جانا چاہئے کہ ہر حال میں جذبات اور غصے میں آئے بغیر منصوبہ بند اور احسن انداز سے بچوں کی تربیت کرسکیں۔ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیجئے۔ آپ بھی اپنے طے شدہ منصوبے کے مطابق کام کرسکیں گی اور بچے کے اندر بھی نظم وضبط پیدا ہوگا۔ دوپہر میں فرصت کے اوقات میں والدہ، بڑی بہنیں بچوں کو دین کے ایسے واقعات سنائیں جن میں ہمارے انبیاء عظام علیہم السلام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگان دین کے حالات زندگی ہوں۔ بچے کی سوچ اور فکر کو صحیح رخ دینے کا یہ نہایت آسان، مہذب اور قابل عمل طریقہ ہے۔

بچوں کی تربیت میں کردار اہم

اگر ہم اکابر اسلاف کی سیرتیں اٹھا کر دیکھیں ان کی زندگیوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ بچپن ہی سے ان کے والدین نے ان پر خصوصی توجہ دی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت سے کون مسلمان ناواقف ہوگا جب ہم ان کی سوانح کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی والدہ نے ابتدا ہی سے ان کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھا اور بڑی اہم نصیحت کی بیٹا حالات کیسے بھی آجائیں مگر کبھی جھوٹ نہیں بولنا زندگی بھر اس پر کاربند رہے۔ اور ہمیشہ سچ ہی بولتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کتنے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنے اور آج بھی لاکھوں لوگوں کے دلوں میں ان کی عقیدت ومحبت جاگزیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ والدین اور اساتذہ کو مسلم بچوں کی تعلیم وتربیت کا بہتر نظم ونسق کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مریض کی عیادت کے احکام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! صحت اور بیماری دونوں اللہ کی نعمت ہے اگر بیماریاں نہ آئیں تو صحت وتندرستی کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی اگر موت نہ ہو تو زندگی کی کوئی قیمت نہیں اسلام چونکہ ایک مکمل نظام زندگی کا نام ہے انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس کے لئے شریعت مطہرہ نے احکام نہ بیان کئے ہوں، اور اس کے لئے اصول وضوابط نہ بتائے ہوں یہ خصوصیت صرف اسلام ہی کے لئے ہے اس کے علاوہ کسی بھی دین ومذہب میں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں ہم کو اپنے مذہب سے الگ کوئی چیز تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے چونکہ مذہب اسلام آخری مذہب ہے پیغمبر اسلام آخری پیغمبر ہیں قرآن مقدس آخری آسمانی

کتاب ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً. ”آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ رہتی دنیا تک اسلام ہی کے قوانین چلیں گے اور اسی پر عمل کرنا راہ نجات کو پانے کے لئے ضروری ہوگا اب اگر اس طریقہ کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے یا کسی اور مذہب کی اتباع وپیروی کی جائے تو کبھی ہدایت یاب نہیں ہو سکتے۔ بہر حال میں یہ عرض کر رہی تھی صحت وبیماری دونوں اللہ کی نعمت ہیں بیماری کی وجہ سے گناہ مٹتے ہیں آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے اور صحت اللہ کی بہت ہی بڑی نعمت ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں صحت کو غنیمت جانو بیماری سے پہلے۔

مریض کی عیادت کے حوالے سے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ”عیادت کیلئے جاؤ تو مریض کے پاس دیر تک نہ بیٹھا کرو“۔ اگر آدمی کو یقین ہو کہ میرے زیادہ بیٹھنے سے بیمار کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عیادت کا افضل مرتبہ اونٹنی کے دو مرتبے دوہنے کے درمیانی وقفہ کے بقدر ہے اور حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ بہترین عیادت وہ ہے جس میں عیادت کرنے والا مریض کے پاس سے جلد اٹھ کھڑا ہو“۔

عیادت کی مسنون دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ اس پر اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے ”اے لوگوں کے رب، بیماری دور فرمادے اور شفاء عطا فرمادے۔ تو ہی شفاء دینے والا ہے' بس تیری ہی شفاء شفاء ہے ایسی کامل شفاء عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوئے“۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب کوئی مسلمان کسی بیمار کی عیادت کرے اور سات مرتبہ یوں کہے" میں اللہ بزرگ وبرتر سے جو عرش عظیم کا مالک ہے دعاء کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا دے، تو اللہ اسے شفا دے دیتا ہے بشرطیکہ اس کی موت کا وقت نہ آ گیا ہو"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جب کوئی شخص کسی مریض کے پاس عیادت کیلئے آئے تو اسے یہ دعائیہ الفاظ کہنے چاہئیں۔ (ترجمہ) "اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دے تا کہ وہ تیرے دشمن سے مقابلہ کرے یا تیری خوشی ورضا کی خاطر جنازے کی طرف (یعنی نماز جنازہ کیلئے) چلے"۔

عیادت کے لئے مختلف دعائیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو انہیں دعائیں دیتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے جب کہ میں حالت مرض میں مبتلا تھا، آپ ﷺ نے میرے حق میں یوں دعا فرمائی "اللہ تیرے نقصان کو دور کرے، تیرے گناہ معاف فرمائے اور تیرے دین اور جان دونوں کی موت تک عافیت فرمائے"۔

بیمار پرسی کا انداز

"کنز العمال کی ایک روایت میں ہے 'مریض کی عیادت کا کامل طریقہ یہ ہے کہ عیادت کرنیوالا اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھے یا اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے اور اس سے دریافت کرے کہ تمہارا مزاج کیسا ہے"۔ اس قسم کی ایک اور روایت کنزل العمال میں ہے۔ مریض کی تیمارداری کا طریقہ یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ اس پر رکھو اور اس سے دریافت کرو کہ تمہاری صبح کیسی گذری اور شام کیسی گذری؟

مریض سے کیسے بات کی جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیمار کی عیادت کی اور اس سے فرمایا کہ تمہیں خوش خبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' بخار میری آگ ہے' جسے میں اپنے بندے پر اس لئے مسلط کرتا ہوں تا کہ وہ (بخار) اس کے حق میں قیامت کے دن دوزخ کی آگ کا بدلہ اور حصہ ہو جائے"۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی اعرابی (قیس بن ابی حازم) کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو اس سے فرماتے" "کوئی بات نہیں' انشاء اللہ تعالیٰ (گناہوں سے) پاکیزگی ہوگی"۔

مریض سے دعا کی درخواست کرنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم مریض کی عیادت کرو اور اس سے درخواست کیا کرو کہ وہ تمہارے لئے دعا کرے کیونکہ مریض کی دعا بلاشبہ قبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'مریض کی دعا تندرست ہونے تک لوٹائی نہیں جاتی'۔

مریض کے پاس شور وغل کی ممانعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عیادت کے وقت مریض کے پاس بیٹھنا اور شور وغل نہ کرنا سنت ہے۔

عیادت میں وقفہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تین دن کے بعد مریض کی عیادت کرتے تھے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب اس روایت کی بنا پر یہی ہے کہ عیادت تین دن کے بعد کرنی چاہئے مگر جمہور علماء کے نزدیک عیادت کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں۔ اس کے علاوہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں پہلے دن کی عیادت کو سنت فرمایا گیا ہے۔ پہلے دن کی عیادت سنت ہے اس کے بعد نفل ہے۔

غیر مسلم کی عیادت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا جو نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' جب وہ بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے، چنانچہ آپ ﷺ نے اس کی عیادت کی اور اس کے سر کے قریب تشریف فرما ہوئے اور اس سے فرمایا تم مسلمان ہو جاؤ لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے قریب بیٹھا تھا اسکے باپ نے کہا کہ ''ابوالقاسم'' (یعنی آنحضرت ﷺ کا حکم مانو، چنانچہ وہ بچہ مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے کہ حمد وثنا اس پروردگار کی جس نے اسے (اسلام کے ذریعہ) آگ سے نجات دی۔

اس حدیث پاک میں چند امور قابل غور ہیں۔ معلوم ہوا کہ عیادت کے وقت مریض کے سرہانے بیٹھنا سنت ہے۔ آپ ﷺ غیر مسلم کی عیادت کے لئے

تشریف لے گئے بلکہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جو آنحضرت ﷺ کا بدترین دشمن تھا اس کے بارے میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، یہ اس بیماری کا واقعہ ہے جس میں وہ مرا ہے''۔ (سنن ابوداؤد)

نبی کریم ﷺ کے ان ارشادات سے عیادت کی اہمیت اور اس کے آداب کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے، ہمیں چاہئے کہ مریض کی عیادت کے ان زریں اصولوں کو اپنائیں اور اختیار کریں۔ بارہا اس کا تجربہ ہوا ہے کہ لوگ عیادت کے وقت مریض کی بے چینی میں اضافہ کر دیتے ہیں مثلاً آپ تو بہت کمزور ہو گئے، معلوم ہوتا ہے علاج ٹھیک نہیں ہو رہا ہے، ڈاکٹر بدلنے کی ضرورت ہے' ہم نے تو فلاں صاحب سے علاج کرایا تھا، فلاں دوا بہتر رہے گی وغیرہ۔ ان باتوں سے مریض کی دلجوئی کے بجائے دل شکنی ہوتی ہے حالانکہ حدیث میں آتا ہے یعنی جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے اچھی باتیں کرو''۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہے کہ مجھے پیٹ کے درد کی شکایت تھی' آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیا تمہیں درد شکم ہے؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا ''اٹھو نماز پڑھو کیونکہ نماز میں شفا ہے''۔

عیادت میں وقفہ

اللہ تعالیٰ نے بندوں پر جن احکام کو لازم فرمایا ہے ان کے ادا کرنے سے بندوں کو صرف روحانی اور اخروی فائدہ ہی نہیں بلکہ جسمانی اور دنیوی فائدے بھی ہیں، نماز ہی کو لے لیجئے جب مسلمان صبح کو اٹھ کر مسجد جاتا ہے تو اخروی فائدہ تو ہے ہی مگر جسمانی فائدہ یہ ہے کہ اس کی ورزش ہوتی ہے اور چند قدم چلنے کی وجہ سے اس

کے جسم میں نشاط اور چستی پیدا ہوتی ہے اور جب وہ نماز کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے پھر رکوع کرتا ہے سجدہ کرتا ہے تو اس کی وجہ سے جسمانی ورزش بھی ہوتی ہے اور بہت سی بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے اس لئے ہم بیماری کی حالت میں بھی نماز وغیرہ کی پابندی کریں تاکہ اس کی برکت سے جلد بیماریوں سے نجات مل سکے اور سچ تو یہ ہے کہ مومن کے لئے بیماری بھی خیر کا باعث ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن کو اگر کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے جس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اس کے احکام کی پیروی کرتے ہیں پھر کیوں بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں؟ حالانکہ بہت سے کفار مشرکین جو بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں شراب وکباب میں زندگی بسر کرتے ہیں انہیں کوئی بیماری تک نہیں آتی۔ ایک بات ہمیں یاد رکھنی چاہئے کہ مسلمان کو جو تکلیف پہونچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک وصاف کرتے ہیں آخرت میں اس کا فائدہ ہمیں محسوس ہوگا اور کفار مشرکین کیلئے تو دنیا ہی جنت ہے مرنے کے بعد ان کو سخت عذاب میں مبتلا ہونا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں ڈھیل دے دی ہے جتنا چاہو مزے اڑالو جب آنکھیں بند ہونگی تو معلوم ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مومنین ومومنات کو گناہ عظیم سے بچنے کی اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

خواتین کی فضیلت، زبانِ رسالت ﷺ سے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! نبی کریم ﷺ نے خواتین کے لئے بڑی فضیلتیں ارشاد فرمائی ہیں یقیناً عورتوں کے لئے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ زبان نبوت نے بار بار ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس حیثیت سے صنف نازک پر پیغمبر اسلام ﷺ نے بڑے عظیم احسانات فرمائے ہیں ایک عورت جو اللہ ورسول اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے وہ ان ارشادات کو سن کر دنیا کے اندر

پیش آنے والی ساری مشکلات اور پریشانیاں بھول جائے گی بلکہ آخرت میں ملنے والی عظیم نعمتوں کا تصور کر کے خوشی خوشی برداشت کرے گی۔

● ایک نیک باعمل عورت ستر اولیاء سے بہتر ہے۔ ● بدعورت ایک ہزار بدمردوں سے بدتر ہے۔ ● حاملہ عورت کی دو رکعت نماز عام عورت کی اسی رکعت نماز سے بہتر ہے۔ ● دودھ پلانے والی عورت کو ایک ایک بوند دودھ کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔ ● شوہر پریشان گھر آئے تو بیوی اسے خوش آمدید کہے تسلی دے تو آدھے جہاں کا ثواب ملتا ہے۔ جو عورت اپنے بچے کے رونے کی وجہ سے سو نہ سکے اس کو ساٹھ غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ ● شوہر اپنی بیوی اور بیوی اپنے شوہر کو محبت کی نظر سے دیکھے تو اللہ پاک ان کو محبت سے دیکھتے ہیں۔ ● وعورت اپنے شوہر کو اللہ پاک کی راہ میں روانہ کرے خود اپنی حفاظت سے گھر پہ رہے تو وہ اور مردوں سے پچاس سال پہلے جنت میں جائے گی وہ عورت ستر ہزار عورتوں کی سردار ہوگی اس عورت کو جنت میں غسل دیا جائے گا اور پھر یاقوت کے گھوڑے پر بیٹھ کر اپنے شوہر کا انتظار کرے گی۔ ● جو عورت اپنے بچے کی بیماری کی وجہ سے بے آرام رہے اور بچے کو آرام پہنچائے اسکے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ۱۲ سال کی مقبول عبادت کا اجر ملتا ہے۔ ● جو عورت آٹا گوندتے وقت بسم اللہ کہے تو اس کی روٹی میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔ ● جو عورت اپنے گھر میں جھاڑو دیتے وقت اللہ کا ذکر کرے تو خانہ کعبہ میں جھاڑو دینے کا اجر ملتا ہے۔ ● حاملہ عورت کی ہر ایک رات عبادت میں ہر ایک دن روزہ میں شمار ہوتا ہے۔ ● جو پاک دامن ہے اور روزہ نماز کی پابندی کرے اپنے شوہر کی خدمت گزار ہو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ● ایک بچہ پیدا کرنے پر عورت کو ۷ سال کی عبادت نماز وروزے کا اجر ملتا ہے۔ ● بچے کی پیدائش کے وقت ماں کی ہر

رگ رگ کے درد پر ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔ ● اگر عورت بچہ پیدا ہونے کے چالیس دن کے اندر انتقال کر جائے تو اللہ پاک سے شہادت کا درجہ عطا فرماتے ہیں۔ ● رات میں بچہ کے رونے پر بغیر بددعا دیتے دودھ پلا دے تو اس کو ایک سال نماز روزے کا ثواب ملتا ہے۔ ● شوہر کے گھر آنے پر بیوی اس کو کھانا کھلائے تو اس کو ۱۲ سال کا ثواب ہوگا بشرطیکہ کوئی خیانت نہ کی ہو۔ ● جو عورت اپنے شوہر کے پاؤں بنا کہے دبائے تو سات تولے سونا صدقہ کرنے کا اجر ملتا ہے۔ اگر کہنے پر دبائے تو سات تولہ چاندی صدقہ کرنے کا اجر ملتا ہے۔ ● جنت میں لوگ اللہ پاک کا دیدار کرنے جائیں گے لیکن جو عورت دنیا میں باپردہ رہی ہوگی اس کا دیدار اللہ پاک خود کریں گے۔ ● ایک دوزخی عورت چار جنتی مردوں کو اپنے ساتھ لے جائے گی (۱) باپ (۲) بھائی (۳) شوہر (۴) بیٹا جنہوں نے اسے نماز کی تلقین نہیں کی تھی۔ ● باریک کپڑا پہننے والی مردوں میں خواہش پیدا کرنے والی غیر مردوں سے ملنے والی اور بے پردہ عورت کبھی جنت میں داخل نہ ہوگی اور اس کو جنت کی خوشبو سونگھنے کو نہ ملے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

خیر وشر کا منبع عورت

عورت کی اصلاح سے پورے خاندان ومعاشرے کی اصلاح ہوسکتی ہے اس لئے اس طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے جتنے بھی اولیاء عظام گذرے ہیں ہر ایک کی ماؤں نے ان کو اس مرتبہ پر پہونچانے میں اہم رول ادا کیا ماؤں ہی کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ وہ اپنے دور کے قطب وابدال بن کر ظاہر ہوئے اور سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ بنے اور اگر عورت کی اصلاح نہیں ہے بلکہ

اس کے اندر بگاڑ ہے تو اسی تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے معاشرے اور خاندان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے خصوصاً اولاد پر، اس لئے عورتوں کو تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں صحابہ کرام کے ساتھ صحابیات بھی علم کا شغف رکھتی تھیں بلکہ بہت سی خواتین تو مردوں سے بھی فائق تھیں آج احادیث کی روایتوں کا بہت بڑا حصہ عورتوں ہی سے مروی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صحابیات میں اعلیٰ مقام رکھتی تھیں بڑے بڑے صحابہ کرام بھی اہم مسئلوں میں ان سے رجوع فرمایا کرتے تھے اور تسلی بخش جواب پاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَکْمَلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ وَلَمْ یَکْمَلْ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتِ عِمْرَانَ وَآسِیَةُ اِمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَآءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرَ الطَّعَامِ. مردوں میں تو بہت لوگ درجہ کمال کو پہنچے ہیں مگر عورتوں میں سے صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ ہی کامل ہوئیں اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے کہ تمام کھانوں میں ثرید اعلیٰ وافضل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی ذہانت اور قوت حفظ عطا کی تھی سینکڑوں اشعار زبان زد تھے خود بھی بہت بڑی شاعرہ تھیں۔ بہرحال آج کل کی عورتوں کے لئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نمونہ ہیں انہیں کے نقش قدم پر خواتین کو چلنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمین ومسلمات کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

خدارا غور کیجئے

کیا یہ عورت سے انصاف ہے؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات!

تاریخ کے ہر دور میں صنف نازک کے ساتھ کھلواڑ کیا جاتا رہا ہے اس کے حقوق کا استحصال کرنے والوں کی تعداد روزافزوں بڑھتی جارہی ہے کہنے کو تو سبھی صنف نازک ہی سے تعبیر کرتے ہیں مگر ذمہ داری مردوں سے بھی زیادہ اس کے سر ڈالی چلی جاتی ہے۔

فطرت انسانی کا ایک اہم خاصہ یہ بھی ہے کہ اسے جس چیز سے روکا جاتا ہے اس چیز کو کر ڈالنے کا جذبہ دوچند ہوجاتا ہے اور اپنی پوری کوشش اس کے پیچھے صرف کر دیتا ہے۔ اب دیکھئے! کہ خالق ارض وسماء نے مردوں کو عورتوں پر ایک گنا فضیلت عطا کی ہے، لیکن یہ کیسے ہوسکتا تھا کہ فطرت انسانی اس کے خلاف بغاوت پر آمادہ نہ ہو اور اس کے خلاف نہ سوچے، سوچنا تھا، سوچا اور ایسا سوچا کہ بس ہر جگہ اب وہی ہیں، ماچس کی ڈبیہ سے لے کر دیواروں پر چپکے ہوئے بڑے بڑے پوسٹروں تک، ایک ہی جنس، مختلف روپ میں، کبھی سایہ میں تو کبھی دھوپ میں، مختلف رنگ میں، کبھی تنہائی میں، کبھی کسی کے سنگ، مختلف کرداروں میں، کبھی ماں کے روپ میں گھر میں، کبھی آوارہ فطرت کی طرح بازار میں، مختلف رفتار میں، کبھی بائیک پر، کبھی کار میں، مختلف چال میں، کبھی وقار وتمکنت کے ساتھ، کبھی شرابیوں جیسی چال میں، مختلف حال میں، کبھی پورے اور ساتر لباس میں، کبھی صرف رومال میں، مختلف ڈھنگ میں، مختلف رنگ میں، مختلف آہنگ میں، گویا جہاں بھی دیکھو وہ فوق وبرتری کے ''اعلیٰ نمونہ'' پر ہیں۔

اب دیکھئے! کہ ان کی برتری کو ثابت کرنے کے لئے کون کون سے حربے اپنائے گئے؟ کون کون سے طریقے اختیار کئے گئے۔ برسوں تک دنیا ''حسینہ کائنات'' (Miss Universe) اور حسینہ عالم (Miss World) جیسے خطابات سے ناآشنا تھی، لیکن ترقی کی راہ پر گامزن لوگوں کے عزم مبارک کی وجہ سے منصۂ شہود پر آیا، جہاں پر پہناوا کا تو مشاہدہ کیا ہی جاتا ہے، پہنائی بھی باریک بینی سے دیکھی جاتی ہے۔ (شاید دوربین کی بھی کبھی ضرورت پڑتی ہو) مردوں کے لئے آج تک ایسے خطابات وجود میں نہیں آئے۔ یہ برتری نہیں تو اور کیا ہے؟ برتری کو ثابت کرنے کے لئے دنیا والوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ ہوٹلوں میں ملازمتیں

دلوائیں، جہاں گاہکوں سے مسکرا مسکرا کر باتیں کرنی ہوتی ہیں، جام وخمور نوش جان کرانے کے لئے لوگوں کے سامنے بہت ہی ادب کے ساتھ، سلیقہ سے بن سنور کر کہ دیکھنے والوں کی نگاہیں چشم آہو سے سیرابی حاصل کرے، انداز میں خرام پیدا کر کے، گردن ذرا سا خم کر کے کہ سامنے والا سو جان سے قربان ہوجائے آنا پڑتا ہے۔ مرد اپنی چال میں ایسی لچک پیدا کر ہی نہیں سکتا کہ دیکھنے والوں کی نیند حرام ہوجائے تو ہوٹلوں کی ملازمت ان کے حصہ میں کیوں کر آسکتی ہے؟ ہاں ایسا اس وقت ہوسکتا ہے کہ جب کوئی نگانِ جوش سے کسی مرد کی چال کو دیکھے۔

مردوں کے شانہ بہ شانہ، دفاتر میں نوکریاں دلوائیں، جہاں دن بھر تھکتی رہتی ہیں، شام آتے ہی اپنے گھروں کو لوٹ کر اپنے ''بال وپر'' سنبھالتی ہیں۔ پھر بچوں اور شوہر کے لئے ڈنر تیار کرتی ہیں۔ واقعی صاحب یہ برتری ہی ہے کہ بے چارے مرد کو تو ایک ہی ذمہ داری سنبھالنی مشکل ہے اور عورتیں دوہری ذمہ داری اپنے دامن نازک میں سمیٹ رہی ہیں۔

عورت گھر میں رہ کر خودکفیل بن سکتی ہے

شریعت یہ چاہتی ہے کہ عورت آفسوں دکانوں اور معاش کے لئے کہیں جانے کے بجائے گھروں کی زینت بنے شوہر کی خدمت اور بچوں کی دیکھ بھال کرے اگر عورت گھر سے باہر تلاش معاش کے لئے جارہی ہے تو سینکڑوں قسم کی برائیاں وجود میں آتی ہیں اس کی عزت وناموس محفوظ نہیں رہ سکتی شرم وحیا جو اس کا اصل زیور ہے تار تار ہوجائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں بیوی کے مل کر کمانے سے اور ملازمت کرنے سے گھر میں چار پیسے آجائیں گے اور زندگی کی سہولیات یقینی طور پر میسر آجائیں گی مگر اصل سکون واطمینان جو حاصل ہونا چاہئے وہ

کبھی نہیں ہوسکتا اس لئے کہ عورت کے ذمہ جو گھریلو ذمہ داریاں ہے وہی اس کے جسم ناتواں کے لئے کافی ہیں اس سے زیادہ بوجھ برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتی اگر کرے گی تو گھریلو ذمہ داریوں میں یقیناً خلل پڑے گا اولاد کی صحیح تربیت نہیں ہوسکتی شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری نہیں کرسکتی اس لئے مرد حضرات کو بھی چاہئے کہ عورتوں کو ملازمت وغیرہ پر بھیجنے کے بجائے تنہا یہ ذمہ داری خود سنبھالیں اور اگر عورت اصرار کرے تو منع کریں اور اگر پیسہ ہی کمانا مقصود ہے تو اس کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ سلائی کڑھائی وغیرہ کا ایسا کوئی کام سیکھ لیں جو گھر میں بیٹھ کر انجام دیتی رہیں اس طرح عزت وناموس بھی محفوظ رہے گی گھر کے کام کاج بھی کرسکتی ہیں بچوں کی تربیت پر بھی اثر نہیں پڑے گا اور گھر کے بچوں خصوصاً لڑکیوں کو بھی اس کام میں لگا کر تضیع اوقات سے ان کو بچا بھی سکتی ہیں اور خود کفیل بھی رہیں گی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اے نبی مسلمانوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اس کے بعد الگ سے عورتوں کو حکم دیا گیا وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ اور اے نبی مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اس آیت کریمہ پر اسی وقت عمل ہوسکتا ہے جب کہ عورتیں گھر کے اندر ہی رہیں اور بلاضرورت شدید گھر سے باہر نہ نکلیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

جس نے استخارہ کیا وہ مصیبتوں سے بچ گیا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! ہمارا خالق ومالک اور پالنہار اللہ رب العزت ہے ہر چیز اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اسلئے اپنا رشتہ اس سے مضبوط رکھنا چاہئے کسی بھی حالت میں جادۂ حق سے پھرنا نہیں چاہئے اور جب بھی کوئی دینی یا دنیوی معاملہ درپیش ہو تو فوراً اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہئے اور استخارہ کرلینا چاہئے۔ صحابہ کرام اور اولیاء عظام کا یہی معمول رہا کہ جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش

آتا تھا تو فوراً اللہ رب العزت سے رجوع کرتے تھے اس لئے کہ انسان کی عقل ہمیشہ صحیح رہنمائی نہیں کرتی بلکہ بسا اوقات غلط رہنمائی بھی کر جاتی ہے اس لئے معاملہ اللہ کے حوالے کر دینا چاہئے جو شخص استخارہ کرتا ہے وہ کبھی بھی ناکام نہیں ہوتا استخارہ کرنے کے بعد جو بھی شکل اللہ ذہن میں ڈال دیں اسی پر عمل کرے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **ماندم من استخار الخالق وشاور المخلوق وثبت امره.** (المستدرک علی مجموع الفتاویٰ: باب صلاۃ التطوع)

”جو شخص استخارہ کرے، لوگوں سے مشورہ کرے اور کام اچھی طرح انجام دے تو وہ کسی بھی معاملے میں شرمندگی اور پشیمانی نہیں اٹھائے گا“۔

بعض اہل علم کا قول ہے:

من اعطى اربعا لم يمنع اربعا من اعطى الشكر لم يمنع المزيد ومن اعطى التوبة لم يمنع القبول ومن اعطى الاستخارة لم يمنع الخيرة ومن اعطى المشورة لم يمنع الصواب. (احیاء علوم الدین: ۳۰۹)

”جس شخص کو چار چیزیں حاصل ہوگئیں وہ چار چیزوں میں سے محروم نہیں ہوگا۔ ۱- جس نے شکر گزاری کی راہ اپنالی، مزید نعمتوں سے اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ ۲- جس کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوسکتا۔ ۳- جس کو استخارہ کی ہدایت نصیب ہوئی، خیر اور بھلائی کبھی اس سے نہیں چوکتی۔ ۴- اور جس نے مشورہ کو لازم پکڑ لیا وہ راہِ صواب سے محروم نہیں ہوا“۔

استخارہ کا طریقہ

کسی شخص کو جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہو تو اس کو شروع کرنے سے پہلے دو رکعت نفل نماز ادا کرے، پھر دعائے استخارہ پڑھے۔ (اس دعا میں ہذا الامر کی جگہ

درپیش معاملے کا نام ذکر کرے، یا دل میں اس کا ارادہ کر لے) جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا هَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ، ثُمَّ لِيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ، وَيَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ.** (بخاری، رقم: ۱۱۶۲) ”جب تم میں سے کسی کو کوئی معاملہ درپیش ہو تو اسے چاہئے کہ دو رکعت نفل نماز ادا کرے، پھر یہ دعا پڑھے: ”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کی بدولت خیر طلب کرتا ہوں، اور تیری قدرت کی بدولت تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں، اور تجھ سے تیرا عظیم فضل طلب کرتا ہوں، بے شک تو ہی قدرت رکھتا ہے، میرے پاس کوئی طاقت اور قوت نہیں، تو ہی جانتا ہے، میں کچھ نہیں جانتا، اور تو ہی غیب کا سارا علم رکھتا ہے“۔

اسلام ایک مکمل نظام حیات کا نام ہے اگر کوئی اسلام قبول کرتا ہے تو اس کو باہر جانے کی ضرورت نہیں یعنی ہر مشکل کا حل اللہ تعالیٰ نے دین میں رکھ دیا ہے ایسا نہیں کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا تو تہذیب وتمدن اور زندگی کی دوسری ضروریات کے لئے ہم کو مذہب سے ہٹ کر کہیں اور تلاش کرنا پڑے گا بلکہ ہر چیز ہم کو عملی نمونوں کے ساتھ مل سکتی ہے بلکہ اسلام کے علاوہ کوئی ایسا مذہب نہیں جہاں زندگی گذارنے کے سارے اصول وضوابط ہم کو مل سکیں کسی بھی مذہب کے پیروکاروں یا رہنماؤں نے اپنے متقدمین اور ماننے والوں کے لئے یہ سب چیزیں محفوظ ہی نہیں

کیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہے مگر افسوس تو مسلمانوں پر ہے کہ شریعت مطہرہ نے ہم کو زندگی گذارنے کیلئے ایک ایک اصول بتا دیا مگر ہم نے دوسروں کی تہذیب وتمدن کو اپنانے میں نے اسلام کی عظیم الشان تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے اس لئے ہم بھی ذلت وپستی کے غار میں گرتے چلے جارہے ہیں۔ یہ ہماری بہت بڑی غلطی ہے اس سے توبہ کریں اور اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

عورت کے حقوقِ مناسبہ ادانہ کرنے والا ظالم ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! قرآن وحدیث میں جہاں مردوں کے حقوق کی ادائیگی عورتوں پر لازم قرار دی گئی اسی طرح عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ہیں جن کی ادائیگی کا شریعت نے حکم دیا ہے عورتوں کو معاشی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر کے اس کو گھر کی ملکہ قرار دیا شادی سے قبل اس کا خرچہ والد اور والدہ معاشی کی سے بھائیوں کے ذمہ ڈالا اور شادی ہونے کے بعد شوہر کے اوپر مکمل ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور شوہر کے انتقال کے بعد اگر اولاد ہے تو اسی کے ذمہ خرچہ ہے۔ بہر حال عورتوں پر اسلام کے عظیم احسانات ہیں اسلام کی آمد سے قبل

عورتوں کے حقوق پامال کئے جا رہے تھے ان کی حیثیت گھریلو خادمہ کی سی بلکہ اس سے بھی ابتر تھی اور عورت بیچاری بڑی کسمپرسی کے عالم میں زندگی بسر کر رہی تھی اور بعض حالتوں میں عورتیں اپنی موت کو زندگی پر ترجیح دیا کرتی تھیں یہ صرف عرب ہی نہیں بلکہ عموماً پوری دنیا کا یہی حال تھا اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اسلام کے احسانات طبقہ نسواں پر بہت ہی زیادہ ہیں۔

اصل فتنہ کا سد باب کریں

عورت کو اس کے حقوق مناسبہ نہ دینا، ظلم و جور اور قساوت و شقاوت تھی جس کو اسلام نے مٹایا ہے، اسی طرح ان کو کھلے مہار چھوڑ دینا اور مردوں کی نگرانی و سیادت سے آزاد کر دینا، اس کو اپنے گزارے اور معاش کا خود مکلّف بنانا بھی اس کی حق تلفی اور بربادی ہے۔ نہ اس کی جسمانی ساخت اس کی متحمل ہے اور نہ گھریلو کاموں کی ذمہ داری اور اولاد کی تربیت کا عظیم الشان کام جو فطرت نے اس کے سپرد کیا ہے وہ اس کا متحمل ہے۔ علاوہ ازیں مردوں کی سیادت اور نگرانی سے نکل کر عورت پورے انسانی معاشرہ کے لئے خطرہ عظیم بن جاتی ہے جس سے دنیا میں فساد و خوں ریزی اور طرح طرح کے فتنے پیدا ہونا لازمی اور روزمرہ کا مشاہدہ ہے اس لئے قرآن کریم نے عورتوں کے حقوق واجبہ کے بیان کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ”وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ“ یعنی مردوں کا درجہ عورتوں سے بڑھا ہوا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہ کہ مردان کے نگراں اور ذمہ دار ہیں۔ مگر جس طرح اسلام سے پہلے جاہلیت اولیٰ میں اقوام عالم سب اس غلطی کا شکار تھیں کہ عورتوں کو ایک گھریلو سامان یا چوپایہ کی حیثیت میں رکھا ہوا تھا، اسی طرح اسلام کے زمانہ انحطاط میں جاہلیت اخریٰ کا دور شروع ہوا۔ اس میں پہلی غلطی کا ردعمل اس کے بالمقابل دوسری

غلطی کی صورت میں کیا جا رہا ہے کہ عورتوں پر مردوں کی اتنی سیادت سے بھی چھٹکارا حاصل کرنے اور کرانے کی سعی مسلسل جاری ہے جس کے نتیجے میں فحاشی و بے حیائی عام ہوگئی۔ دنیا جھگڑوں اور فساد کا گھر بن گئی۔ قتل و خوں ریزی کی اتنی کثرت ہوگئی کہ جاہلیت اولیٰ کو مات دے دی۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: ”الجاهل اما مفرط او مفرط“ یعنی جاہل آدمی کبھی اعتدال پر نہیں رہتا، اگر افراط یعنی حد سے زیادہ کرنے سے باز آجاتا ہے تو کوتاہی اور تقصیر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

یہی حال اس وقت ابنائے زمانہ کا ہے کہ یا تو عورت کو انسان کہنے اور سمجھنے کو بھی تیار نہ تھے اور آگے بڑھے تو یہاں تک پہنچے کہ مردوں کی سیادت و نگرانی جو مردوں عورتوں اور پوری دنیا کے لئے عین حکمت و مصلحت ہے اس کا جوا بھی گردن سے اتارا جا رہا ہے جس کے نتائج بد روزانہ آنکھوں کے سامنے آرہے ہیں اور یقین کیجئے کہ جب تک وہ قرآن کے اس ارشاد کے آگے نہ جھکیں گے ایسے فتنے روز بروز بڑھتے رہیں گے۔ آج کی حکومتیں دنیا میں قیام امن کے لئے روز نئے نئے قانون بناتی ہیں اس کے لئے نئے نئے ادارے قائم کرتی ہیں، کروڑوں روپیہ ان پر صرف ہوتا ہے لیکن فتنے جس چشمے سے پھوٹ رہے ہیں اس کی طرف دھیان نہیں دیتیں۔ اگر آج کوئی کمیشن اس تحقیق کے لئے بٹھایا جائے کہ فساد و خوں ریزی اور باہمی جنگ و جدال کے اسباب کی تحقیق کرے تو خیال یہ ہے کہ پچاس فیصد سے زائد ایسے جرائم کا سبب عورت اور اس کی بے مہار آزادی نکلے گی، مگر آج کی دنیا میں نفس پرستی کے غلبہ نے بڑے بڑے حکماء کی آنکھوں کو خیرہ کیا ہوا ہے۔ نفسانی خواہشات کے خلاف کسی مصلحانہ قدغن کو گوارا نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو نور ایمان سے منور فرمائے اور اپنی کتاب اور اپنے رسول ﷺ کی ہدایات پر پورا عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ وہی دنیا اور آخرت میں سرمایۂ سعادت ہے۔

اسلامی تعلیمات

اگر اسلامی احکام وقوانین پر عمل کیا جائے تو بہت ممکن ہے آج کل معاشرے بلکہ پورے ملک اور عالم میں پھیلی ہوئی برائیوں پر کنٹرول ہو جائے۔ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ. ”اے نبی مسلمان مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچے کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں“ اور اس کے فوراً بعد ہی عورتوں کو حکم دیا: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ. (سورہ نور:۳۱) ”اور اے نبی مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہے اور اپنی اوڑھنی اپنے سینوں پر ڈال لیں۔ کتنی اعلیٰ تعلیم ہے اور برائیوں کو روکنے کیلئے کتنا اہم نقطہ ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلنِّسَآءِ حَبَائِلُ الشَّیْطٰنِ۔ عورتیں شیطان کی جال ہیں جس طرح جال کے ذریعہ مچھلیوں کا شکار کیا جاتا ہے اسی طرح عورتوں کے ذریعہ شیطان مردوں کو پھنساتا ہے اور گناہوں میں ملوث کرتا ہے آج کل کے ترقی یافتہ دور میں عورتوں کو بکاؤ مال بنا دیا گیا، ہر ایک نے اپنی تجارت کو فروغ دینے کیلئے عورتوں کا استعمال کیا جگہ جگہ ان کی عریاں اور نیم عریاں تصویریں آویزاں کی اور ساری دنیا اسی کے پیچھے چل پڑی آج سخت ضرورت ہے کہ اسلامی قوانین پر عمل کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب ماؤں اور بہنوں کو دنیا کی چمک دمک شیطان کے فریب جال سے محفوظ فرمائے اور شرعی طور پر زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ☆

کیا آپ نے کبھی اللہ تعالیٰ سے مشورہ لیا ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِھَا وَتَشْتَکِیْٓ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَکُمَا اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں نے آپ کے سامنے سورہ مجادلہ کی پہلی آیت پڑھی ہے اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک صحابی اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کو کہہ دیا اَنْتَ عَلٰی کَظَھْرِ اُمِّی یا اسی جیسے کوئی دوسرے الفاظ، زمانہ جاہلیت میں اس طرح کہہ دینے سے طلاق پڑجایا کرتی تھی اور میاں بیوی کے درمیان ہمیشہ کے لئے فراق وجدائیگی ہو جایا کرتی تھی جب اوس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو اس طرح کہہ دیا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دوڑی ہوئی آئیں اور ماجرا سنایا چونکہ اس وقت تک کوئی صریح حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کی

طرف سے نہیں آیا تھا اس لئے آپ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کے مطابق فرما دیا کہ میرے خیال میں تو اس پر حرام ہوگئی اس عورت نے کہا یا رسول اللہ اس نے اس سے طلاق کا ارادہ نہیں کیا ہے کبھی وہ رسول اللہ ﷺ سے جھگڑتیں اور کبھی اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتیں اور دعا کرتیں یا اللہ اپنے نبی کے ذریعہ میری مشکل کو حل فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

مومن کو اللہ تعالیٰ سے مشورہ لینا چاہئے۔اسی کو عربی اور شریعت کی زبان میں استخارہ کہتے ہیں۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک استخارہ کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔ ابتدائے اسلام میں رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو احادیث لکھنے سے منع فرما دیا تھا تاکہ قرآن اور احادیث میں اشتباہ نہ ہوجائے۔اس حکم کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین استخارہ اور تشہد کی احادیث کو ان کی اہمیت کے پیش نظر لکھ لیا کرتے تھے۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَا كُنَّا نَكْتُبُ فِي عَهْدِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحَادِيْثِ اِلَّا الْاِسْتِخَارَةِ وَالتَّشَهُّدُ . (مصنف ابی ابی شیبہ، باب من کان یعلم التشهد ویامر بتعلیه) ''ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں احادیث نہیں لکھا کرتے تھے سوائے استخارہ اور تشہد کے''۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہر چھوٹے بڑے معاملے میں استخارہ کیا کرتے تھے۔کوئی معاملہ کتنا ہی واضح کیوں نہ ہو اس معاملے میں استخارے کے بعد ہی عملی قدم اٹھاتے تھے۔حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی، دونوں کے درمیان نباہ نہیں ہوسکا۔آخرکار حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی۔طلاق کے بعد جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اکرم ﷺ نے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا مطلقہ ہیں، انہیں نکاح کا پیغام اس ہستی کی جانب سے آیا ہے جو افضل

البشر اور سید الانبیاء ہیں، اگر کوئی دوسری عورت ہوتی تو بغیر کسی تردد اور مشورے کے اثبات میں جواب دے دیتی مگر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کے قاصد سے کہا: ''ما آنا بصانعة شيئا حتى او امر ربی'' ''میں اس معاملے میں اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کروں گی جب تک کہ اپنے رب سے مشورہ (یعنی استخارہ) نہ کرلوں''۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمادی: اے پیغمبر! ہم نے آپ ﷺ کا نکاح زینب رضی اللہ عنہا سے کردیا ہے.....''۔(مسلم باب زواج زینب بنت جحش ونزول الحجاب)

رسول اکرم ﷺ کا جب انتقال ہوا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان یہ مسئلہ پیدا ہوگیا کہ آپ ﷺ کے لئے کیسی قبر کھودی جائے؟ آپ ﷺ کے زمانے میں میت کیلئے دو طرح کی قبریں بنائی جاتی تھیں۔ایک صندوقی قبر اور دوسری بغلی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وكان بالمدينة رجل يلحد وآخر يضرح، ''مدینہ میں اس وقت دو آدمی تھے، ایک صندوقی قبر بنانے میں ماہر تھا اور دوسرا بغلی قبر بنانے میں''۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپس میں یہ طے کیا: نستخير ربنا ونبعث اليهما فايهما اسبق تركناه فارسل اليهما فسبق صاحب اللحد فلحد واللنبی صلى الله عليه وسلم. ''ہم اپنے رب سے استخارہ کریں گے اور دونوں آدمیوں کو بلا بھیجیں گے جو پہلے پہنچ جائے، اسکے ذریعہ قبر بنائیں گے۔بغلی قبر بنانے والا شخص پہلے آگیا، اسلئے آپ ﷺ کیلئے بغلی قبر بنائی گئی''۔(ابن ماجہ: کتاب الجنائز)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب کے بارے میں علمائے اسلام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے: اصح الكتب بعد كتاب الله الصحيح اللبخاری. کہ قرآن مجید کے بعد اگر کوئی کتاب سند کے اعتبار سے سب سے زیادہ صحیح ہے تو وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مدون کردہ کتاب ''صحیح بخاری'' ہے۔اس کتاب کی تدوین کے بارے میں فرماتے ہیں: ما ادخلت فی الصحيح حديثا الا بعد ان استخرت الله وصليت ركعتين

وتیقنت صحته . (مقدمہ فتح الباری:۱/۳۴۷) ''میں نے اپنی کتاب میں کوئی بھی حدیث اس وقت تک داخل نہیں کی جب تک کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں استخارہ نہ کرلیا، اور نماز نہ پڑھ لی اور اس کی صحت کے بارے میں مجھے یقین نہ ہوگیا''۔

کوئی بھی اہم معاملہ پیش آجائے تو ضرور استخارہ کرلینا چاہئے خواہ دینی معاملہ ہو یا دنیوی معاملہ استخارہ کرلینے سے آدمی کو اطمینان ہوجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ہوتی ہے اس لئے کہ جو آدمی استخارہ کرتا ہے وہ گویا اپنا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں کو ناکام و نامراد واپس نہیں کرتے بلکہ صحیح راستہ کی رہنمائی کرتے ہیں اور اس طرح منزل مقصود تک آدمی پہونچ جاتا ہے اس لئے استخارہ کو لازم پکڑیں اور جب بھی کوئی معاملہ پیش آئے تو ضرور استخارہ کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

بدی کا انجام بُرا، نیکی کا انجام اچھا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات!

یہ دنیا دار العمل اور دار الامتحان ہے انسان اپنے اختیار سے نیکی بھی کرسکتا ہے اور برائی بھی کرسکتا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے جس طرح امتحان ہال میں انسان کو دونوں اختیار حاصل ہوسکتے ہیں چاہے وہ صحیح صحیح جوابات لکھے یا غلط جوابات لکھے اس سے کوئی نہیں پوچھے گا کہ تو کیا لکھ رہا ہے لیکن جب امتحان کا نتیجہ آئے گا تو معلوم ہوجائے گا کہ صحیح لکھنے کا کیا فائدہ ہوا غلط لکھنے کا کیا فائدہ اگر صحیح صحیح جواب لکھ دیا ہے تو خوشی ومسرت حاصل ہوگی۔ اور اگر غلط جواب لکھا ہے تو کف افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا بعینہ اسی طرح دنیا میں جو خدا ورسول کی

مرضیات پر زندگی گذارے گا اور منہیات سے کلی طور پر اجتناب کرے گا تو مرنے کے بعد چین وسکون کی زندگی بسر کریگا اور اگر اللہ ورسول کی مرضی کے خلاف زندگی بسر کرے گا تو مرنے کے بعد کف افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

قرآن میں نیکی اور بدی کا واضح تصور دیا گیا ہے اور فطرت سلیمہ بھی ان کے درمیان فرق وامتیاز کو تسلیم کرتی ہے مگر اس کے باوجود بعض اوقات برائی کا ارتکاب کرنے والے اپنے آپ کو نیکوکاروں کی طرح تصور کرنے لگتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ نیکی اور بدی کا فرق اضافی اور ناقابل اعتبار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوسکتی اور نہ ان کا انجام یکساں ہوسکتا ہے۔ بدی کا انجام برا ہے اور نیکی کا انجام اچھا ہے۔ جو نیکی اور بدی کو یکساں سمجھ کر گناہوں کے ارتکاب میں جری ہو رہے ہیں وہ متنبہ ہو جائیں، ورنہ ان کی سخت گرفت ہوگی۔

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ. وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ. (الجاثیۃ:۲۱-۲۲) ”کیا وہ لوگ جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے، سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کر دیں گے کہ انکا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے؟ بہت برے حکم ہیں جو یہ لگاتے ہیں۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور اس لئے کیا ہے کہ ہر متنفس کو اسکی کمائی کا بدلہ دیا جائے۔ لوگوں پر ظلم ہرگز نہ کیا جائے“۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ. ”کیا ہم ان لوگوں

کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں اور ان کو جو زمین میں فساد کرنے والے ہیں یکساں کر دیں؟ کیا متقیوں کو ہم فاجروں جیسا کر دیں؟“ (ص:۲۸)

ان آیات میں اہل ایمان اور اہل فسق کے درمیان جس تمیز وتفریق کی بات کہی گئی ہے اس کا تعلق نہ صرف آخرت میں انجام کار سے ہے بلکہ دنیا میں بھی یہ فرق وامتیاز نمایاں ہوتا ہے، کئی بار گناہ کرنے والے اپنی خوش حالی کے باوجود تنگ زندگی کے شکار ہو جاتے ہیں اور ایک نیک شخص اپنی ظاہری بدحالی کے باوجود مطمئن زندگی گزارتا ہے۔

حقیقی سکون اولیاء اللہ کو

اللہ تعالیٰ صاف ارشاد فرماتے ہیں: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ کان کھول کر سن لو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے نیکی وپرہیزگاری کے ساتھ زندگی گذارنے والے ہی چین وسکون اور راحت وآرام پاتے ہیں اور اولیاء اللہ کونسے بڑے مالدار ہوتے ہیں کیا عیش وآرام کی اشیاء جو دوسروں کے پاس ہوتی ہیں کیا ان لوگوں کے پاس ہوتی ہیں؟ کیا اونچی اونچی بلڈنگیں نرم نرم بستر جو دنیاداروں کے ہوتے ہیں ان بزرگوں کے پاس ہوتے ہیں؟ ہرگز نہیں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کو ایسا قلبی سکون عطا کرتا ہے جو بڑے بڑے بادشاہوں اور دولت وخزانوں کے مالکوں کو بھی میسر نہیں ہوتا۔ پیسوں کے ذریعہ راحت وآرام اور سکون واطمینان کے اسباب وآلات تو خریدے جاسکتے ہیں مگر راحت وآرام پیسوں کے ذریعہ حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يُنْفِقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ.

سن لو بلا شبہ اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے خوشخبری ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔ بہر حال جو لوگ نیک ہیں ان کے لئے دنیا میں بھی چین وسکون ہے اور آخرت میں بھی اجر عظیم اور اگر دنیا میں کچھ مشقتیں پیش آرہی ہیں تو آخرت میں ان کے لئے بلندئ درجات کا سبب بنے گی۔ اللہ ہم سب کو نیک بنائے آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

خوشحالی کو کافر اپنے حق میں بہتر سمجھتے ہیں!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار صدر معلّمہ! اللہ تعالیٰ کا بے انتہا کرم ہے کہ اس نے ہم سب کو ایمان کی دولت سے نوازا اس سے بڑھ کر کوئی دولت اور نعمت نہیں ہوسکتی اس کا صحیح اندازہ اس وقت ہوگا جب ہماری آنکھیں بند ہوں گی اور دنیا کی چند دن کی حیات مستعار پوری کر کے آخرت کی دائمی اور لازوال زندگی سے ہمارا سامنا ہوگا جہاں روپئے پیسے سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کی کوئی قدرت وقیمت نہیں ہوگی وہاں نیک اعمال کے سکے چلیں گے اور وہ بھی ایمان کے ساتھ ساتھ اگر کوئی صرف نیک اعمال کا ذخیرہ جمع کر لیتا ہے مگر اس کا دل ایمان سے خالی ہے تو اس کے نیک

اعمال کچھ بھی کام نہ آئیں گے اور مرنے کے بعد اس کو افسوس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا دنیا کے اندر کافر کتنے ہی آرام سے ہوں اور عیش وعشرت سے زندگی گذاریں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

مخلوقات کو روزی پہنچانا اللہ کے ذمے ہے اور وہ اس دنیا میں سب کو نوازتا ہے کسی کو کم، کسی کو زیادہ، بعض اوقات وہ کسی کی روزی تنگ کر دیتا ہے، حالاں کہ وہ نیک ہوتا ہے اور کسی کی روزی کشادہ کر دیتا ہے، حالاں کہ وہ گناہ گار ہوتا ہے اس سے اس شخص کو غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ وہ نیک ہے اور اللہ اس سے راضی ہے۔ قرآن نے اس خیال کی تردید کی ہے اور واضح کیا ہے کہ دنیا کی خوش حالی ہر حال میں اللہ کے راضی ہونے کی دلیل نہیں ہے بلکہ بعض اوقات یہ اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی دلیل ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو خوش حالی کے ذریعے عذاب دنیا میں مبتلا کر دیتا ہے ،ارشاد ہے: وَلاَ یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْآ اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْآ اِثْماً وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ. (آل عمران:۱۷۸) ”یہ ڈھیل جو ہم انہیں دیئے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں۔ ہم تو انہیں اسلئے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ اچھی طرح گناہ سمیٹ لیں۔ پھر ان کیلئے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے“۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے: اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ. نُسَارِعُ لَهُمْ فِیْ الْخَیْرَاتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ. (المومنون:۵۵-۵۶) ”کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں مال واولاد سے مدد دیئے جا رہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں“۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کسی شخص کو اس کے گناہوں کے باوجود اللہ تبارک وتعالیٰ اسے نواز رہا ہے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اس کو ڈھیل دے رہا ہے۔ (مسند احمد:۱۴۵/۴)

سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجاً مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ. (سورہ طٰہٰ:۱۳۱) اور ہرگز آپ ان چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھئے جس سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو آزمائش کیلئے متمتع کر رکھا ہے اس لئے کہ وہ محض دنیوی زندگی کی رونق ہے۔ اس آیت کریمہ میں خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے اور اصل میں ہدایت امت کو کرنا ہے کہ دنیا کے مالداروں اور سرمایہ داری کو ہر قسم کی نعمتیں اور دولتیں حاصل ہیں ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی مت دیکھئے اس لئے کہ یہ سب عیش فانی اور چند روزہ ہے اور آخرت میں مومنین کے لئے جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھی ہیں وہ دنیا کی نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔

کفار کی خوشحالی پر رشک مت کرو

دنیا میں کفار و فجار کی عیش وعشرت اور دولت وحشمت ہمیشہ ہی سے ہر شخص کے لئے یہ سوال بنتی رہتی ہے کہ جب یہ لوگ اللہ کے نزدیک مبغوض اور ذلیل ہیں تو ان کے پاس یہ نعمتیں کیوں ہیں اور اطاعت شعار مومنین غربت وافلاس کے شکار کیوں؟ یہاں تک فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسے عالی قدر بزرگ کو بھی اس سوال نے متاثر کیا جس وقت وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہونچے جہاں آپ علیہ السلام خلوت گزیں تھے دیکھا کہ موٹی موٹی تیلیوں کے بوریئے پر آپ ﷺ لیٹے ہوئے ہیں اور تیلیوں کے نشانات جسم مبارک پر پڑے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رو پڑتے ہیں عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ قیصر وکسریٰ کافر و فاجر ہونے کے باوجود اس قدر عیش وعشرت میں ہیں اور آپ ﷺ محبوب دو جہاں ہونے کے باوجود اس حالت میں زندگی گذار رہے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا اے ابن خطاب رضی اللہ عنہ ابھی تک تم شبہ میں ہو کفار

وفساق کے لئے یہ راحتیں اور نعمتیں صرف دنیا ہی میں ہیں آخرت میں مرنے کے بعد ان کے لئے راحت وآرام بالکل نہیں ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تم لوگوں کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے وہ دولت وزینت دنیا ہے جو تم پر کھول دی جائے گی۔ الغرض ہم کفار کو عیش وعشرت میں دیکھ کر ہرگز متاثر نہ ہوں اور تعجب نہ کریں اس لئے کہ دنیا ہی ان کے لئے جنت ہے اور مرنے کے بعد ان کا کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

مومن عورت کی شان!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصَّآئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! معاشرتی زندگی میں مرد وعورت دونوں ایک دوسرے کے لئے بہت ہی ضروری ہیں بالفاظ دیگر مرد وعورت ایک گاڑی کے دو پہیئے ہیں گاڑی اسی وقت صحیح راستہ طے کر سکتی ہے جب کہ دونوں پہیئے صحیح ہوں اور اگر ان میں سے کوئی ایک پہیہ خراب ہو جائے تو لامحالہ گاڑی کھڑی

ہو جائے گی۔ یہی مثال ہے شادی ہونے کے بعد میاں بیوی کی زندگی کی اگر دونوں ایک دوسرے کے معین و مددگار بن کر رفیق سفر بن کر زندگی کا کٹھن سفر طے کریں گے تو بلا شبہ ان کو کبھی پریشانی اور دشواری لاحق نہیں ہوگی مرد اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھے اور عورت اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھے اس طرح دونوں کے حقوق بھی کامل و مکمل طور پر ادا ہوتے رہیں گے اور کسی کو دوسرے سے شکوہ و شکایت کا موقع نہیں آئے گا مرد کی طرح عورت پر بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس کے ہاتھ میں پورے گھر کی دیکھ بھال اور بچوں کی پرورش اور تربیت بھی ہوتی ہے۔

مسلمان عورت جاہل رہنا پسند نہیں کرتی، وہ رضائے الٰہی کے لئے خدمت کے لئے، حقوق و ذمہ داری کی خاطر، علم کا حصول ضروری قرار دیتی ہے، وہ سمجھتی ہے کہ بغیر علم کے عمل اندھیرا ہے، جہالت اپنے لئے اور دوسروں کے لئے مصیبت ہے اور گناہوں کی جڑ ہے۔ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا بن کر دنیائے جہالت کے لئے روشنی کا مینار ہوتی ہے، اس کے سامنے عورت تو عورت مرد بھی زانوئے ادب تہہ کرتے ہیں اور وہ مسائل کے دریا بہاتی ہے، وہ علم کے بغیر عمل کو ناکارہ جانتی ہے۔ وہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے اور بڑے بڑے عبادت گزاروں کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ جاتی ہے وہ علم کو عمل سے زینت اور عمل کو علم سے روشن بناتی ہے۔

وہ جب حضور ﷺ کے ارشاد کو سنتی ہے تو تھرّا اٹھتی ہے کہ تم جہنم کی طرف زیادہ جانے والی ہو، ایک عورت نے سوال کیا کہ کس گناہ کی پاداش میں ہم جہنم میں زیادہ جانے والی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ایک تو لعن طعن کرنے کی تمہاری عادت ہے، دوسرے شوہروں کی احسان ناشناسی، اور کفران نعمت، جو عورت اپنی زبان پر قابو رکھتی ہے اور اپنے شوہروں کے گھر کو اپنی مسرت کا گہوارہ سمجھتی ہے اور اسکے گھر والوں کی نگراں بنتی ہے وہ سیدہ زہرہ رضی اللہ عنہا کو اپنا نمونہ بنا کر شوہر کی خدمت و اطاعت

کر کے خاتون جنت کا خطاب پاتی ہے وہ فرمائش کم سے کم اور خدمت و اطاعت زیادہ سے زیادہ کرتی ہے، وہ شوہر کے گھر میں شکر و احسان مندی کی زندگی گزارتی ہے اور محنت و مشقت سے جی نہیں چراتی، وہ حسد و رشک، غیبت و چغلی اور ناشکری سے کوسوں دور رہ کر زندگی گزارتی ہے، وہ شوہروں کی غلطیوں پر صرف نظر نہیں کرتی بلکہ تہذیب، عقل و ہنرمندی سے اس کو غلط راستے سے ہٹاتی ہے وہ ام حکیم رضی اللہ عنہا بن کر شوہر کی اصلاح و نجات کے لئے کوسوں سفر کرتی ہے اور خدا بیزار شوہر کو دلاسا دے کر حضور سرور دو عالم ﷺ کے پاک قدموں پر لا گراتی ہے وہ جرأت مندی سے نکاح کے خواہش مند سے ایمان و عمل کی شرط لگاتی ہے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا بن کر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے قبول ایمان کے بعد نکاح کرتی ہے۔

صبر و تحمل کا دامن کسی وقت نہیں چھوڑتی اور جب اس کا عزیز ترین بیٹا وفات پاتا ہے تو نہ بین کرتی ہے نہ روتی ہے نہ شکوہ شکایت کرتی ہے بلکہ شوہر کو صبر و ضبط کی تلقین کرتی ہے۔

نیک عورت کی اولاد

وہ اولاد کو بے مہار نہیں چھوڑتی، تعلیم و تربیت میں محنت صرف کرتی ہے، اس کا عزیز لڑکا جب تعلیم دین کے لئے نکلتا ہے تو خدا کے حوالے کرتی ہے اور نصیحت کرتی ہے کہ بیٹا جھوٹ نہ بولنا، اس کی تعلیم و تربیت سے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، اور بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ بنتے ہیں، اسی کی گود میں پلے ہوئے خالد رضی اللہ عنہ، وابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، طارق رحمۃ اللہ علیہ وقاسم رحمۃ اللہ علیہ جیسے شہسوار بنتے ہیں، وہ اپنی اولاد کو اسلام کے راستے پر قربان کرتے ہوئے ذرہ برابر نہیں ہچکچاتی بلکہ ان کو آمادہ کر کے اور قربان کر کے خدا کا شکر ادا کرتی ہے، وہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا

بن کر اپنے جواں سال چاروں بیٹوں کو بلا کر اور واسطہ دے کر شہادت کا شوق دلاتی ہے اور جب چاروں شہید ہو جاتے ہیں تو سجدۂ شکر بجالاتی ہے۔ اس کے اخلاق وکردار اتنے وسیع، اتنے مضبوط اور اتنے بلند ہوتے ہیں کہ اپنے تو اپنے، غیر بھی دوست، دوست تو دوست، دشمن بھی اپنا سر جھکا دیتے ہیں، وہ دلوں کی دنیا کو روشن اور دماغوں کے سانچوں کو اپنے اخلاق، ہمدردی، خدمت وسلوک اور میٹھے بول سے بدل کر رکھ دیتی ہے۔ یہ ہے مومن عورت کی شان، کیونکہ وہ ایمان وعمل کی قندیل اپنے ہاتھوں میں تھام کر خدا کا خوف اپناتی ہے اور اپنی زندگی کا مقصد پہچانتی ہے اور ''اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ'' (دنیا ایک پونجی ہے اور اس کی بہترین چیز نیک عورت ہے) کا مصداق اپنے کو بناتی ہے، یہی ہے وہ مومن عورت جس کو خدا تعالیٰ اس دنیا میں نوازتا ہے اور پھر آخرت میں اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

مبارک ہے وہ عورت جو خاکستر بنانے والے، شعلہ بننے کے بجائے مرجھائے ہوئے پتوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی شبنم بننا پسند کرے اور اپنے اندر مندرجہ بالا صفات پیدا کر کے ویران زندگیوں کو آباد کرے۔

مخرب اخلاق آلات سے بچوں کو بچائیں

آج کے اس پرفتن دور میں جب کہ میڈیا کے ذریعہ بے حیائی کو فروغ دیا جارہا ہے اور انسانی اخلاق کو تباہ وبرباد کردینے والے نئے نئے آلات واسباب ایجاد کئے جارہے ہیں اور شرم وحیا کو مختلف طریقوں سے دور کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں انٹرنیٹ، موبائل اور ٹی وی کی وجہ سے شرم وحیا مکمل طور پر ختم ہوتی جارہی ہے ایسے حالات میں ایک ماں کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو کس طرح آنے والے فتنوں سے محفوظ رکھ سکے مرد حضرات تو روزی روٹی کی تلاش میں

نکل جاتے ہیں بیشتر اوقات بچے ماں ہی کے پاس گذارتے ہیں اس لئے ماں کا تعلیم یافتہ ہونا بھی سخت ضروری ہے جب تک اس کو دین کا علم نہیں ہوگا وہ خود ہی ان فتنوں سے نہیں بچ سکتی ہے چہ جائیکہ دوسروں کو بچانے کی فکر کرے اسی لئے اسلام نے ہر ایک کے لئے علم دین کا حاصل کرنا ضروری قرار دیا۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ۔ علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے مرد ہوں یا عورت بوڑھے ہوں یا جواں چھوٹے ہوں یا بڑے ہر ایک کے لئے دین کی بنیادی باتوں کا سیکھنا فرض ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کو اور ہماری اولاد کو آنے والے نئے فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اپنی اولاد کی دینی تعلیم وتربیت کی فکر کریں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اولاد کی تعلیم وتربیت بہت اہم چیز ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”ما نحل والد ولده افضل من ادب حسن“ کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔ اولاد کی تربیت والدین کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اگر والدین اس سلسلہ میں کوتاہی کریں گے تو سخت باز پرس ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”اَلا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ“ کان کھول کر سن لو تم میں ہر شخص نگراں ہے ہر شخص سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا شوہر سے بیوی کے متعلق سوال کیا جائے گا اس کے حقوق ادا کئے کہ نہیں بیوی سے شوہر کے مال کے بارے میں سوال

کیا جائے گا کوئی بھی اپنی نگرانی کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ والدین کی تربیت کا اولاد پر خاص اثر پڑتا ہے بالخصوص ماں کا ہر ایک ماں اپنے بچوں کے لئے ان کی دنیوی واخروی فلاح و بہبود کا ذریعہ اور سبب بن سکتی ہے۔

صرف اسکول کی تعلیم کافی نہیں

ایک بات تو یہ ذہن نشیں ہوجانی چاہئے کہ بچے کو شروع ہی سے ایمان ویقین میں مضبوط کرنے کی فکر لازم اور ضروری ہے۔ دوسرے اسلامی آداب اور اسلامی تہذیب سے اس کو آراستہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تعلیم میں اول ومقدم دینی تعلیم کو رکھنا چاہئے، پھر عصری ودنیوی تعلیم سے بھی بچے کو آراستہ کرنے کی تدبیر کرنا چاہئے۔ آج عام طور پر مائیں اپنے بچوں کی تربیت میں انتہائی کوتاہی کرتی ہیں۔ ان کو نہ اسلامی آداب سکھاتی ہیں نہ اسلامی تہذیب واخلاق سے ان کو آراستہ کرتی ہیں بلکہ صرف انگریزی وعصری اسکول کے حوالے کر کے یہ سمجھ جاتی ہیں کہ ہم نے حق ادا کردیا۔ مگر ان کو یہ خبر نہیں کہ ان اسکولوں میں ایمان اور یقین تو ایک طرف رہا وہاں ان بچوں کو اخلاق وآداب کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی اس لئے بچوں کی تربیت کا گھر میں نظام بنانا چاہئے۔ مگر اس کیلئے پہلے ماؤں کو علم واخلاق ایمان واسلام سے اپنے آپ کو مزین وآراستہ کرنا چاہئے۔ ورنہ جہالت وبداخلاقی و بدتہذیبی سے ماں خود آزاد نہ ہو تو بچوں کی وہ کیا تربیت کرسکتی ہے؟ بچوں کی تربیت کیلئے حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصے، حضرات صحابہ وصحابیات کے واقعات اور بزرگان دین کے حالات وکوائف کا پیش کرنا ان کو سنانا بہت مفید ہوتا ہے۔ چونکہ بچے کہانی سننے کے نہایت شوقین ہوتے ہیں اس لئے وہ ان قصوں کو بہت رغبت سے سنتے اور یاد کرلیتے ہیں۔ لہٰذا اس کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ بعض عورتیں بچوں کو گالیاں

سکھاتی ہیں اور بچوں کی زبان سے گالیاں سن کر خوش ہوتی ہیں۔ بعض عورتیں اپنے بچوں کو گانے سکھاتی ہیں۔ بعض ٹی وی کی عادی بناتی ہیں اور بچوں کے منہ سے گانا سن کر خوش ہوتی ہیں۔ غور کیجئے کہ یہ تربیت ہورہی ہے یا بگاڑ؟ (جواہر شریعت صفحہ ۱۳۵-۱۳۴)

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا" ترجمہ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آگ اور پتھر ہیں۔ بات صرف یہاں تک ختم نہیں ہوتی کہ بس اپنے آپ کو آگ سے بچا کر بیٹھ جاؤ بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی آگ سے بچانا ضروری ہے۔

آج یہ منظر بکثرت نظر آتا ہے کہ آدمی اپنی ذات میں بڑا دیندار ہے نماز روزے کا پورا اہتمام ہے زکوٰۃ بھی ادا کی جارہی ہے مال بھی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جارہا ہے لیکن اولاد کو اور گھر کو دیکھو تو اس میں اور ان میں زمین وآسمان کا فرق ہے یہ کہیں جارہا ہے تو وہ کہیں جارہے ہیں۔ خوب سمجھ لیں جب اپنے گھر والوں کو آگ سے بچانے کی فکر نہ ہو تو خود انسان کی اپنی نجات نہیں ہوسکتی۔ خلاصہ یہ کہ ماں باپ کو اپنی اولاد کی پہلے تربیت کرنا ضروری ہے۔ علماء نے اولاد کی تربیت کے سلسلے میں چند ہدایتیں دی ہیں اس کیلئے سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ آدمی کو نیک عورت کا انتخاب کرنا چاہئے عورت اگر نیک ہوگی تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد بھی نیک ہوگی۔

ماؤں کا اثر بچوں پر

جب مائیں نیک ہوا کرتی تھیں تو ان کی کوکھ میں تربیت پانے والے بچے بھی نیک اور صالح ہوتے تھے۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، اور گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم شخصیات وجود میں آتی تھیں اور قوم وملت کے علمبردار اور قائد ہوا کرتے تھے اس لئے ماؤں کا

نیک وصالح ہونا بہت ہی ضروری ہے جب تک مائیں نیک نہیں ہوں گی ان کے اندر تقویٰ وپرہیزگاری جیسی عمدہ صفت پیدا ہوگی آج ہم اس کا نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں والدین کے اندر دین سے لاپرواہی ماؤں میں بے پردگی ہے تو اولاد کی اصلاح کہاں سے ہوسکتی ہے اور شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگ کیسے پیدا ہوں گے۔ بلکہ اس کے برعکس کرکیٹر اور فلموں کے ہیرو پیدا ہوں گے جو خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنیں گے، اللہ تعالیٰ سے یہی دعا ہے کہ آنے والی نسلوں کی حفاظت فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مسلمان اپنی آخرت کیلئے زندگی گذارے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ، ماؤں اور بہنو! اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے ۔قرآن واحادیث میں جگہ جگہ دنیوی زندگی کو دھوکہ قرار دیا گیا حقیقتاً آخرت کے مقابلہ میں دنیوی زندگی کے رات ودن کی کوئی اہمیت ہی نہیں قرآن کریم کی صراحت کے مطابق آخرت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے ۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں دنیا میں اس طرح رہا کرو جس طرح کوئی مسافر رہا کرتا ہے یعنی مستقل ٹھکانہ تمہارا دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے جس طرح مسافر

سفر میں بقدر ضرورت سامان لے کر چلتا ہے اور بلا ضرورت کسی جگہ قیام نہیں کرتا بلکہ ہر وقت اسے اپنی منزل پر پہونچنے اور گھر والوں سے ملنے کی فکر رہتی ہے اسی طرح ہر ایک مومن کو دنیا میں رہنا چاہئے ہر وقت اسے آخرت کی فکر دامن گیر ہونی چاہئے ۔ دنیا کی تکلیف بھی بہت معمولی ہے اور دنیا کا آرام بھی بہت معمولی ہے عقلمند آدمی وہی ہے جو آخرت کو دنیا پر ترجیح دے اور ایسا کام کرے جو اس کو مرنے کے بعد کام آئے اور بڑا ہی بیوقوف ہے وہ شخص جو دنیا کی فانی لذتوں میں پڑ کر آخرت کو فراموش کر بیٹھے اور جب آنکھیں بند ہو جائیں تو کف افسوس ملتا رہے ۔

دنیا دھوکہ کا گھر ہے

آسمان وزمین اور اس پوری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ دنیا دھوکہ کا گھر اور دھوکہ کا ساز وسامان ہے ۔لہٰذا درحقیقت بدنصیب اور خسارے میں وہ ہے جو دنیا اور اس کی رونقوں کو بڑا سمجھنے لگے ۔اس کے لئے اپنی ساری صلاحیتوں کو برباد کرنے لگے ۔ وہ شخص انتہائی بدنصیب اور محروم ہے جو اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو دنیوی ساز وسامان کو حاصل کرنے میں گنوادے اور آخرت کی بالکل فکر نہ کرے ۔ وہ شخص برباد ہو گیا جو دنیا میں مشغلو ہو کر آخرت کو بھول جائے ۔

قرآن وسنت کی تعلیمات سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ دنیا فنا کا گھر ہے ۔ دنیا پر شاہی راج کرنے والے دنیا کو آخری کناروں تک فتح کر کے خوشیاں منانے والے ’فرعونی مسندیں بچھانے والے ، کبر ونخوت کے جھنڈے گاڑنے والے تہہٗ خاک چلے گئے ۔موت کا عفریت سب کو نگل گیا اور ان کی لہلہاتی کھیتی ، خوبصورت تفریح گاہیں ، زرق برق ریشمی لباس ، نرم وملائم قالینیں ، بلند وبالا محلات ، سب ویران پڑے ہیں اور حوادث زمانے نے ان کے محلات کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا

ہے۔ انکی بلند و بالا عمارتوں کا ذرہ ذرہ صدا دے رہا ہے کہ دیکھو، دنیا جمع کرنے والے خاموش آبادیوں میں پہنچ گئے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی کہ بیٹا، پرانے کھنڈرات میں جایا کرو، بوسیدہ عمارتوں کو دیکھا کرو، شکستہ گنبدوں کو دیکھا کرو، ٹوٹے ہوئے میناروں کو دیکھا کرو اور پھر ان سے پوچھا کرو، ''کہاں چلے گئے یہاں کے رہنے والے'' کبھی تو یہاں پر رونق اور محفلیں تھیں، خوشیوں کی لہریں تھی، یا رو احباب کی طویل مجلسیں تھیں، آج وہ سب کہاں چلے گئے؟ بیٹا! تجھے اس کے اندر سے خاموش آواز آئے گی کہ وہ دھوکہ کے گھر سے نکل کر ہمیشہ کے گھر کی طرف چلے گئے۔ تنہائیوں کے گھر وحشت و دہشت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پہنچ گئے۔

لہٰذا ایک مسلمان اپنی آخرت کو مقصد بنا کر زندگی گذارتا ہے، دنیا کو برائے ضرورت مسافروں کی طرح استعمال کرتا ہے اور اصل آخرت کی تیاری میں اپنی زندگی کے قیمتی سانس اور لمحے صرف کرتا ہے۔ دنیا مسلمان کا گھر ہے ہی نہیں مسلمان کے لئے یہ قید خانہ اور کافروں کے لئے عیش خانہ ہے۔

ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہیں اور دنیا اس شخص کا مال ہے، جس کا (آخرت میں) مال نہیں اور دنیا کے لئے وہ شخص مال جمع کرتا ہے، جس کو بالکل عقل نہیں ہے۔ حکیم لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی! ''بیٹا، دنیا میں اپنے آپ کو فقط اتنا ہی مشغول رکھنا جتنی زندگی باقی ہے (اور وہ آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بعض لوگ قیامت کے دن اتنے زیادہ اعمال لے کر آئیں گے، جیسا کہ ملک عرب کے پہاڑ، لیکن وہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے، کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ لوگ نمازی ہوں گے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، نمازی بھی

ہوں گے روزے دار بھی ہوں گے بلکہ تہجد گذار بھی ہوں گے لیکن جب دنیا کی کوئی چیز (دولت و عزت وغیرہ) ان کے سامنے آجائے تو ایک دم اس پر کود پڑتے ہیں (جائز یا ناجائز کی پرواہ بھی نہیں کرتے)۔

حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے (دل کے) اندھے پن کو دور کردے اور اس کی (عبرت کی) آنکھیں کھول دے (جو یہ چاہتا ہو، وہ غور سے سن لے کہ) جو شخص دنیا میں جتنی رغبت کرتا ہے اور جیسی لمبی لمبی امیدیں باندھتا ہے) اس کے بقدر حق تعالیٰ شانہ اس کے دل کو اندھا کر دیتا ہے اور جو شخص دنیا سے بے رغبتی کرتا ہے اپنی آرزوؤں کو مختصر کرتا ہے، حق تعالیٰ شانہ اس کو بغیر سیکھے علم عطا فرماتا ہے اور بغیر کسی کے بتائے راستے دکھاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''بہت زیادہ تعجب اس شخص پر ہے جو اس پر ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دائمی اور ہمیشہ رہنے والی ہے اور اس کے بعد بھی وہ اسی دھوکہ کے گھر دنیا کے لئے کوشش کرتا ہے''۔

یاد رکھئے ''دنیا روح کی تکمیل کے لئے ہے، نفسانی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے نہیں ہے۔ نفسانی تقاضوں کو پورا ہونے کی جگہ نیت ہے، دنیا سے دھوکہ نہ کھا جانا، یہاں بڑے سے بڑے بادشاہوں کی بھی تمام خواہشات پوری نہیں ہوئیں۔ اٹھتے ہوئے جنازے، قبرستانوں کی خاموش ویرانیاں بتلاتی ہیں کہ دنیا دھوکہ کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فکر آخرت نصیب فرمائے کہ درحقیقت آخرت کی زندگی ہی ابدی زندگی ہے اور مومن کے لئے درحقیقت دنیا آخرت کی کھیتی ہے، وہ نیک اعمال کر کے اپنے رب کو راضی کرنے میں مصروف عمل رہتا ہے۔ اس کا ہر عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع میں گذرتا ہے۔ درحقیقت مومن کیلئے

دنیوی زندگی احتساب نفس اور دین پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔ وہ دین و دنیا دونوں کی کامیابی چاہتا ہے اور یہ کامیابی اسی کا قصد ہے جو ایمان اور عمل صالح کی راہ اپناتا ہے۔ اس لئے کہ ایمان بنیاد اور عمل کامیاب اور بامراد زندگی کا روشن راستہ ہے۔

پیغمبر اسلام پر ایمان لائے بغیر کامیابی نہیں

ایمان کے بغیر خواہ کتنی نیکیاں اور رفاہی کام کیوں نہ کئے جائیں مگر آخرت میں کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اس امت کا یعنی اس دور کا جو کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری خبر سن لے یعنی میری نبوت و رسالت کی دعوت اس کو پہونچ جائے اور وہ پھر مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو ضرور وہ دوزخیوں میں ہوگا۔ اس حدیث شریف میں یہود و نصاری کو بطور تمثیل بیان کیا گیا کہ یہ دونوں مسلم اہل کتاب ہیں پھر بھی آپ علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان لائے بغیر کامیاب و بامراد نہیں ہو سکتے تو پھر دیگر مذاہب و ادیان مجوسی ہندو بدھسٹ وغیرہ کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں ہر ایک کے لئے مذہب اسلام کی اتباع و پیروی لازمی و ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نکاح کا مقصد اور اس کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں آپ حضرات کے سامنے سورہ روم کی ایک چھوٹی سی آیت تلاوت کی ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ سامعین کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حضور اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی سے متعلق اور آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرز زندگی پر کچھ گوش گذار کروں۔ ''اور اللہ کی نشانیوں میں سے (ایک) یہ ہے اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی اس میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کا ایک مقصد تسکین وراحت بتانے کے بعد نکاح کا ثمرہ بیان کیا ہے کہ باہم رحمت ومحبت پیدا کی۔ اللہ رب العزت نے ہر چیز کا جوڑا بنایا ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے: ”سُبحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ کُلَّهَا“ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کا جوڑا بنادیا۔اسلام دین فطرت ہے اس نے انسانوں کو مل کر زندگی گذارنے کا حکم فرمایا ہے اور مجرد اور تنہا زندگی گذارنے کو ناپسند کیا ہے۔اس لئے مجرد زندگی گذارنا بہت سے مفاسد کا پیش خیمہ ہے۔ انسان طبعًا نازک ہے اس کو جنگلوں میں رہنا مشکل ہے وہ شہری زندگی گذارنے کا عادی ہے۔ حدیث شریف کے اندر نکاح کو نصف ایمان قرار دیا گیا یعنی جس نے نکاح کرلیا اس نے اپنے نصف ایمان کو محفوظ کرلیا انسان نکاح کی وجہ سے بہت سے گناہوں سے بچتا ہے اور میاں بیوی جب دونوں ایک ساتھ زندگی گذارتے ہیں تو ان کو قلبی سکون دلی راحت نصیب ہوتی ہے اور یہ بھی عبادت ہے چنانچہ حضرت مولانا محمود الحسن صاحب مظاہری بجنوری تحریر فرماتے ہیں کہ شریعت کے مطابق میاں بیوی کا اکٹھے ہوکر ایک دوسرے سے ملنا اللہ کے یہاں عبادت کہلاتا ہے۔ دین اسلام کا حسن دیکھئے کہ انسان اپنی ہی خواہش پوری کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر بھی اس کو اجر عطا فرماتے ہیں۔اور مجرد زندگی گذارنے کے متعلق فرمایا: ”لَا رَهْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَامِ“ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔اسلام نے یہ تعلیم نہیں دی کہ تم جنگلوں اور غاروں میں جاکر زندگی بسر کرو بلکہ اللہ رب العزت نے فرمایا: ”وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ“ تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح کے ہوں ان کا نکاح کردو۔ (سورہ نور:۳۲) اس لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ“ (نکاح میری سنت ہے) (ابن ماجہ کتاب النکاح حدیث نمبر ۱۸۴۶) پھر فرمایا: ” فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ“ (جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میری

امت میں سے نہیں ہے)۔ (بخاری کتاب النکاح جلد ۶ صفحہ ۱۱۶) نکاح کی اہمیت کو واضح کرنے کیلئے اس سے زیادہ اور کیا زور دیا جاسکتا ہے ترمذی شریف کی روایت ہے کہ چار چیزیں انبیاء کی سنتیں ہیں ان میں ایک نکاح کی سنت ہے (ترمذی کتاب النکاح: ۱۰۸۰) اور قرآن مجید میں ارشاد ہے: ”وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجاً وَّ ذُرِّیَّةً“ (سورہ رعد: ۳۸) ”اے میرے محبوب ﷺ ہم نے آپ سے پہلے کتنے ہی انبیاء کو بھیجا اور ہم نے ان کیلئے بیویاں اور اولادیں بنائیں۔ یہ بات صاف اور واضح ہے کہ سب انبیاء دین کی دعوت کا فریضہ انجام دیا کرتے تھے اور اسی لئے وہ مبعوث ہوئے تھے وہ مخلوق کو اللہ سے ملایا کرتے تھے مگر اولاد اور بیوی انکے راستے میں رکاوٹ نہیں بنا کرتے تھے۔ گویا اس بات کو پختہ کردیا گیا کہ ازدواجی زندگی سے دامن بچانا تو درحقیقت معاشرتی حقوق کی ادائیگی سے فرار ہے۔ انسان کی زندگی میں نکاح کی اتنی اہمیت ہے کہ حدیث پاک میں نکاح کو آدھا دین کہا گیا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ جب بندہ نکاح کرلیتا ہے تو آدھا دین مکمل ہوجاتا ہے باقی آدھے دین میں وہ اللہ سے ڈرے۔ (الترغیب والترهیب) دین اسلام ہی نے نکاح یعنی ازدواجی زندگی کو عبادت کہا۔ ورنہ تو پہلے مذاہب ایسے تھے کہ ساری زندگی کنوارا رہنا عبادت اور نیکی سمجھتے تھے۔ علامہ ابن نجیم المصری نے الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے کہ ہمارے لئے کوئی اور عبادت سوائے نکاح اور ایمان کے ایسی نہیں ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اب تک برابر مشروع ہو اور جنت میں بھی باقی رہے۔

نکاح کرنا نبیوں کی سنت ہے

سچ تو یہ ہے کہ نکاح ایک ایسی عبادت ہے جو مخصوص وقت تک کیلئے ہی نہیں بلکہ میاں بیوی مستقل عبادت میں لگے رہتے ہیں ایک بزرگ نے نکاح کے دوران

ایک شخص کو بات کرتے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے کہ یہ نکاح بھی عبادت ہے اس لئے نکاح کے دوران بات مت کرو جب ہمیں یہ بات معلوم ہوگئی کہ نکاح عبادت ہے تو عبادت کے طریقہ پر کرنا چاہئے اور عبادت صرف اللہ ہی کیلئے ہوتی ہے تو نکاح بھی صرف اللہ ہی کیلئے ہونا چاہئے اس میں کسی طرح کا دکھاوا اور شہرت ہرگز نہ ہو نکاح انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے پیغمبر ہیں جنہوں نے ابھی تک نکاح نہیں کیا قرب قیامت آئیں گے پھر ان کا نکاح ہوگا۔ غرضیکہ ہر نبی نے شادی کی ہے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان بلکہ جانوروں کے اندر بھی جنسی خواہش رکھدی اور اس کی تکمیل کی ہر ایک کو حاجت بھی ہے انسانوں کیلئے بہتر طریقہ جنسی خواہش کی تکمیل کا نکاح اور شادی ہی ہے اس کے علاوہ اور طریقہ سے اگر جنسی خواہش کی تکمیل کی جاتی ہے تو شریعت کی نظر میں بہت بڑا گناہ ہے۔ دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں اس کیلئے دردناک عذاب ہے۔ جب شادی آسان ہوگی تو زنا مشکل ہوگا اور اگر شادی مشکل ہوگی تو زنا آسان ہوگا جیسا کہ آج کے دور میں شادیاں بہت مہنگی ہوگئی ہیں لوگ قرضہ لے کر شادیاں کرتے ہیں اور آئے دن شادیوں کے بعد مسائل بھی پیدا ہو رہے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ شادی کو آسان بنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت نبوی کے مطابق شادی بیاہ کرنے، کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عدلِ فاروقی رضی اللہ عنہ غیروں کیلئے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف کی تعلیم دیتا ہے حتی کہ دشمنی کے باوجود بھی عدل وانصاف کے دامن کو تھامے رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ ”وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا“ اور کسی قوم کی دشمنی اس بات پر آمادہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں بکثرت اس کی مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں کہ کس طرح انہوں نے ہر موقع پر اپنوں اور غیروں کے ساتھ عدل وانصاف کا برتاؤ کیا تعصب اور اقربا پروری ان کے

اندر بالکل ہی نہیں تھی۔ بڑے سے بڑا آدمی ہو مگر شریعت کے مطابق ہی فیصلہ کیا جاتا تھا اسلامی عدالت میں شرعی قوانین کے مطابق فیصلے کئے جاتے تھے اور یہ فیصلے اس قدر انصاف پر مبنی ہوا کرتے تھے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی ان فیصلوں پر مطمئن رہتے اور ان کو اس بات کا پورا یقین رہتا کہ مظلوم کو انصاف مل کر رہے گا خواہ ظالم شاہی گھرانے ہی کا کیوں نہ ہو اس سلسلہ میں عدل فاروقی تو بہت ہی مشہور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا کی چوری کرنے والے ایک غلام کا ہاتھ اس اندیشہ کی بنا پر نہ کاٹنے کا فتویٰ دیا کہ شاید غلام کے آقا نے فاقہ کشی پر مجبور کر دیا ہو۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک غیر مسلم بوڑھے کو سوال کرتے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تو کیوں سوال کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جزیہ کی ادائیگی کے لئے، کیونکہ میں اب کما کر جزیہ ادا نہیں کر سکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ تو بڑی ناانصافی ہوگی کہ جوانی میں ہم اس سے ٹیکس وصول کریں اور بوڑھے ہونے پر اسے بھیک مانگنے کیلئے چھوڑ دیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے غیر مسلم معذروں کیلئے بھی وظائف مقرر کر دیئے۔

اب ذرا زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں بھی توازن کی چند مثالیں دیکھئے: ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے بال بے تحاشا بڑھے ہوئے ہیں، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو ہدایت کی کہ اپنی صورت انسانوں جیسی بناؤ، درندوں جیسی نہیں۔ ایک دفعہ ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ فجر کی جماعت میں نہ پہنچے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ رات کو دیر تک عبادت کرنے کی وجہ سے آنکھ دیر سے کھلی، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ساری رات کی عبادت بھی نماز فجر کا بدل نہیں بن سکتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک شخص کو اس بنا پر تنبیہ کی کہ اس نے اپنے جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد رکھا تھا۔ ایک عابد وزاہد نوجوان کو جو جہاد میں حصہ لینا چاہتا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے اس لئے جہاد پر جانے سے روک دیا کہ اس کے والدین عمر رسیدہ اور خدمت

کے محتاج تھے۔ عورتوں اور گھر والوں کی رعایت کرتے ہوئے سپاہیوں کو محاذ سے جلد از جلد واپس آنے کے احکام جاری کئے۔ یہ مختلف قسم کے واقعات بتاتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زندگی کے ہر پہلو میں عدل قائم کیا تھا۔ لیکن یہ نہ سمجھئے کہ یہ عدل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی اپنی ایجاد تھی، بلکہ یہ عدل دراصل اسلامی تعلیمات پر مبنی تھا، جس نے ہم کو بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسول اسلئے بھیجے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان اسلئے اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہو جائیں۔

قباؤں میں پیوند

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لقب تھا فاروق یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس راستہ سے عمر جاتے ہیں اس راستہ سے شیطان نہیں گذرتا ایسی ہیبت تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی، بڑے بڑے بادشاہ اور پہلوان جن کی طاقت وقوت کے چرچے ہر طرف تھے وہ بادشاہ اور پہلوان بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام سن کر کانپتے تھے اور خود عمر فاروقؓ کا حال یہ تھا کہ بڑی ہی سادگی کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے لاکھ سے زائد مربع میل پر حکمرانی ہونیکے باوجود سر کے نیچے اینٹ رکھ کر سو جایا کرتے تھے اور کپڑوں میں کئی کئی پیوند لگے ہوتے تھے ہمیشہ غریبوں، محتاجوں او رفقراء و مساکین کا خیال کرتے کسی شاعر نے انہیں کی شان میں کتنی اچھی بات کہی ہے۔

قباؤں میں پیوند پیٹوں پہ پتھر
قدم کے تلے تاج کسریٰ و قیصر

اس امت مسلمہ کو درپیش مسائل اور چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے لئے عمر ثانی کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ اس امت میں کوئی عمر پیدا کرے جو ہماری باگ ڈور سنبھال کر عظمت رفتہ کو واپس لائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا انصاف

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات! اسلام نے ہم کو عدل وانصاف کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ”اے ایمان والو انصاف قائم کرنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ اگر چہ وہ گواہی تمہارے ہی خلاف پڑے یا تمہارے والدین یا تمہارے رشتہ داروں کے ہمیں اس بات کی قطعی اجازت نہیں ہے کہ ہم کسی کے اوپر رحم کھا کر اس کی غربت اور پریشانی کو دیکھ کر اس کی موافقت

میں غلط اور جھوٹی گواہی دیں یا یہ کہ کوئی صاحب ثروت اور منصب والا ہے تو اس کا خیال کر کے اس کی موافقت میں گواہی دیں بلکہ ہمیشہ صحیح اور سچی گواہی دیں خواہ وہ کسی کے خلاف پڑے یا کسی کی موافقت میں ہمیں اس کی قطعاً پروانہیں کرنی چاہیے ہمیشہ عدل وانصاف سے کام لینا چاہئے اور یہ صرف گواہی کی حد تک نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں عدل وانصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے۔

ایک بار مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے بارے میں ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ اس نے مجھ کو بلا سبب کوڑوں سے یہ کہتے ہوئے مارا کہ میں ”معزز گھرانے کا فرد ہوں“ پھر مجھے اس ڈر سے قید خانے میں ڈال دیا کہ میں کہیں امیر المومنین تک شکایت نہ پہنچاؤں۔ میں قید خانے سے کسی طرح بھاگ کر آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گورنر کو اپنے بیٹے کے ساتھ آنے کا حکم دیا اور واقعہ کی تصدیق کے بعد شکایت کرنے والے سے کہا ”یہ کوڑا لو اور اس سے اس معزز گھرانے کے فرد کو مارو“۔ اس واقعہ کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مارنے سے پہلے ہماری خواہش تھی کہ یہ شخص خوب مارے، لیکن جب اس نے مارنا شروع کیا تو اتنا مارا کہ تماشائی دل میں کہنے لگے کاش! اب یہ مارنا بند کردے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہی کہتے جاتے تھے کہ ”اس معزز گھرانے کے فرد کی ٹھکائی کرو!“ پھر اس سے کہا: ”یہ کوڑا ذرا گورنر صاحب کے گنجے سر پر بھی تو پھراؤ کیونکہ بیٹے نے انہی کے زور پر تو تیرے ساتھ ظلم کیا تھا“۔

لیکن اس شکایت کرنے والے شخص نے کہا: امیر المومنین! میں نے مارنے والے کو مار کر اپنا حق پوری طرح وصول کرلیا ہے۔

سب سے حیرت انگیز واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے بارے میں شکایات موصول ہوئیں۔ اس وقت وہ ایرانی

افواج کے خلاف لڑنے والی فوج کے کمانڈر اور مفتوحہ علاقوں کے گورنر تھے۔ ایرانی فوج نہاوند میں جمع ہو کر ایک فیصلہ کن لڑائی کی تیاری کر رہی تھی۔ لیکن اس نازک موقع پر بھی آپ رضی اللہ عنہ نے شکایت کی تحقیق کرانے میں ادنیٰ تاخیر نہ کی۔ تحقیقاتی کمیشن بھیجا جس نے بالکل کھلی تحقیق کا طریقہ اختیار کیا اور ہر شخص کو اپنی شہادت پیش کرنے کی دعوت دی۔ تحقیقات کے بعد شکایات بالکل بے بنیاد ثابت ہوئیں۔ لیکن شکایت کرنے والوں کے خلاف نہ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے کوئی انتقامی قدم اٹھایا اور نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تادیب کرنا ضروری سمجھا۔

قانون کی نگاہ میں تمام لوگوں کے مساوی ہونے کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ نے تحریری احکام بھی جاری کئے۔ چنانچہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام اپنے اس تاریخی خط میں جس میں عدلیہ کے لئے بنیادی ہدایات دی ہیں، انہوں نے لکھا تھا: ’’اپنی توجہ اور اپنی نشست و برخاست میں لوگوں کے ساتھ یکساں سلوک کرو!‘‘ عملی طور پر بھی اس کی تعلیم دی۔ چنانچہ ایک مقدمے میں، جس میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک فریق تھے، جب مدینے کے قاضی نے ان کے ساتھ امتیازی سلوک کرنا چاہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ان کے اس رویہ پر ٹوکا اور فریقین کے ساتھ یکساں معاملہ کرنے کی ہدایت کی۔ خود اپنے بارے میں کہتے تھے کہ جب کوئی دو آدمی میرے پاس کوئی مقدمہ لے کر آتے ہیں تو مجھے اس بارے میں ذرا بھی فکر نہیں ہوتی کہ مقدمہ کا فیصلہ کس کے حق میں ہوگا اور کس کے خلاف۔

آپ علیہ السلام کی صحبت کا اثر

حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت بابرکت کا اثر تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی خواہشات کو شریعت کے مطابق ڈھال لیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اتنے مسکن

مزاج اور خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے کے ایک دفعہ رات کو گشت کر رہے تھے کہ آبادی سے دور ایک خیمہ سے عورت کے کراہنے کی آواز آئی جس کو درد زہ ہو رہا تھا صورت حال معلوم کر کے گھر جاتے ہیں اور بیت المال سے ضروری سامان اپنے کندھے پر لاد کر لے جاتے ہیں ان کے غلام اسلم نے بہت اصرار کیا کہ سامان میں اپنے سر پر اٹھا لیتا ہوں مگر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نہ مانے اور اپنی اہلیہ کے ہمراہ جاتے ہیں اہلیہ محترمہ خیمہ کے اندر عورت کے پاس چلی جاتی ہیں اور خود چولہا پھونک کر کھانے کا نظم کرتے ہیں کیا آج کے اس دور میں کوئی بادشاہ بلکہ معمولی رئیس بھی اس طرح کی قربانی دینے کو تیار ہے؟ حالانکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رعب و دبدبہ ایسا تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ ان کا نام سن کر کانپ اٹھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نیک عورتوں کی صفات

اَلسَّلامُ عَلَیکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصَّآئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات! بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! سورۂ احزاب کی یہ آیت جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ بعض صحابیات نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ شکوہ کیا۔ یارسول اللہ ﷺ قرآن کریم میں ہر جگہ اللہ تعالیٰ صرف مردوں ہی کو خطاب فرماتا ہے عورتوں کو خطاب کیوں نہیں فرماتا

اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی جس میں گویا یہ تسلی دی گئی کہ جس طرح مردوں کو نیک اوصاف کا حامل ہونا چاہئے اسی طرح عورتوں کو بھی انہیں اوصاف سے متصف ہونا چاہئے اور مرد و عورت ہونیکی بنیاد پر کسی کے عمل میں کمی بیشی نہیں ہوسکتی جیسے جس کے اعمال ہوں گے اسی کے بقدر اس کو دربار الٰہی سے نیکیاں عطا کی جائیں گی۔

حضور نبی علیہ السلام نے نیک بیوی کی چار نشانیاں بیان فرمائی ہیں: (۱) پہلی نشانی یہ ہے: اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ. جب اسکو خاوند کسی بات کا حکم دے تو وہ اس کے حکم کو مانے، ضد کرنے والی نہ ہو۔ ماں باپ کو اپنی بچیوں کی تربیت کرنی چاہئے اور سمجھانا چاہئے کہ تم کو خاوند کے پاس جانا ہے تو ضد نہ کرنا۔ اپنی بات منوانے کے بجائے اسکی مان کر زندگی گزارنا اسی میں برکت ہوتی ہے۔ (۲) دوسری نشانی یہ ہے ۔وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ. جب خاوند اسکی طرف دیکھے تو اس کا دل خوش ہوجائے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ گھر میں صاف کپڑے پہنے ایسا نہ ہو کہ جب وہ گھر سے نکلے تو فیشن ایبل کپڑے پہنے۔ اور گھر میں میلے کپڑے پہنے پھرے اور اسکے بدن سے بدبو آئے۔ اور جب باہر نکلے تو خوشبو لگا کر نکلے۔ شریعت نے اس کو پسند نہیں کیا۔ (۳) تیسری نشانی یہ ہے کہ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ . اگر خاوند کسی بات پر قسم کھالے کہ ایسا کرو تو اسکی قسم کو پورا کردے۔ ۴- چوتھی نشانی یہ ہے کہ۔ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ. جب خاوند گھر میں نہ ہو تو وہ اسکے مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔ (ابن ماجہ کتاب النکاح، حدیث نمبر: ۱۸۵۷)

دنیا کی بہترین عورت

ایک مرتبہ نبی پاک ﷺ کی محفل میں بات چلی کہ دنیا کی عورتوں میں بہترین عورت کونسی ہے؟ کسی نے کوئی صفت بتائی اور کسی نے کوئی صفت بتائی۔

بات چیت ہوتی رہی۔ حضرت علی ؓ کسی کام سے گھر تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمہ زہرا ؓا کو بتایا کہ محفل میں یہ تذکرہ ہو رہا ہے کہ دنیا کی بہترین عورت کون سی ہے ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔ حضرت فاطمہ ؓا نے فرمایا کہ میں بتلادوں کہ سب سے بہترین عورت کونسی ہے فرمایا ہاں بتایئے۔ فرمایا کہ سب سے بہترین عورت وہ ہے جو نہ خود کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اس کو دیکھے۔ حضرت علی ؓ محفل میں واپس تشریف لائے اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میری اہلیہ نے دنیا کی بہترین عورت کی پہچان بتائی کہ جو نہ خود کسی غیر مرد کو دیکھے نہ ہی کوئی غیر مرد اس کو دیکھ سکے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ" یعنی فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ یعنی اس نے صحیح بات بتلائی۔

سیرتِ رسول ﷺ کو اپنائیں

ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ اس حدیث پر ہمارا کتنا عمل ہے سینکڑوں مخرب اخلاق آلات وجود میں آگئے ہیں بچوں سے لے کر بوڑھوں تک اس میں ملوث ہو کر اپنی زندگیاں تباہ کر رہے ہیں اور جس مقصد کے لئے ہماری تخلیق ہوئی وہ مقصد ہی گویا فوت ہو رہا ہے۔ شریعت نے خواتین کے لئے جو سب سے عمدہ اوصاف تجویز کئے تھے ہم اس سے کوسوں دور ہیں صحابیات احکام شرع کی کیسی پابند تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت پر مرنے کے لئے تیار تھیں اس میں ہماری ترقی کا راز مضمر ہے غیروں کے طور طریق کو اپنا کر ہم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول ﷺ کی سیرتیں عمدہ نمونہ ہے صحابیات اور تابعات نے عمل کر کے دکھا دیا تاکہ بعد میں آنے والے بھی انہیں طریقوں کو اپنا کر اپنی زندگیاں

سنواریں اور اپنی آخرت کو درست کریں۔ آج عریانیت فحاشی آوارگی اور بے حیائی۔ غرضیکہ ہر طرح کی برائی کو فروغ مغرب کی گندی تہذیب سے ہی مل رہا ہے ایسی حالت میں ہمارے لئے اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کرنا اور بالخصوص پردہ جیسی عظیم نعمت کو مضبوطی سے پکڑنا بے حد ضروری ہے اس لئے کہ صنف نازک کے لئے عفت و پاکدامنی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے احکام بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

رمضان کے ہر عمل پر جنت کا وعدہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! قرآن واحادیث میں رمضان المبارک کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں روزے کی فرضیت صرف امت محمدیہ کی خصوصیت نہیں بلکہ گذشتہ اقوام پر بھی روزے فرض قرار دیئے گئے۔ البتہ نوعیت الگ الگ تھی کیفیت اور مقدار میں اختلاف تو ضرور ہے مگر نفس روزہ ہر ایک پر فرض قرار دیا گیا تھا حتی کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں یہاں کے غیر مسلم بھی اپنے مذہب

کے مطابق روزے رکھتے ہیں لیکن آخرت میں کام آنے والا روزہ وہی ہے جس کو اسلام نے مشروع کیا۔

رمضان المبارک اہل ایمان کے لئے بڑی نعمت ہے۔ سب سے افضل اور بابرکت مہینہ ہے۔ جو شخص اس کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم رہ گیا وہ ساری خیر سے محروم ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے رمضان سے دو ماہ قبل ماہ رجب کا چاند دیکھتے ہی یہ دعا فرمائی کہ ''اے اللہ ہمارے ماہ رجب اور ماہ شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہونچا دیجئے''۔

رمضان کے مہینہ کو غنیمت جان کر اس کی قدردانی کریں، رمضان کا چاند نظر آنے کے بعد کوئی لمحہ غفلت اور گناہ میں نہ گذرے، مسلمان دن میں اپنے ہوٹل بند رکھیں۔ احترام رمضان میں معذور مسلمان بھی بازار میں چائے، پانی، پان وغیرہ نہ کھائیں۔ پورے مہینہ روزانہ بیس رکعت تراویح اہتمام کے ساتھ پڑھیں، سات اور دس دن میں تراویح میں قرآن پاک ختم کرنے کا معمول نہ بنائیں۔ ۲۷ اور ۲۹ دن میں قرآن ختم کریں۔ تراویح اور قرآن پاک کی بے حرمتی کر کے نیکی برباد و گناہ لازم کا مصداق نہ بنیں۔ روزہ کا بھی احترام کریں۔ اپنی زبان کی حفاظت کریں۔ جھوٹ، غیبت، چغلخوری، تہمت و بہتان، گالی گلوج، بدزبانی سے پرہیز کریں ورنہ روزہ خراب ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''وہ شخص ہلاک ہو جائے جو رمضان جیسا مبارک مہینہ پائے اور اپنی مغفرت نہ کروائے''۔ رمضان کے ہر عمل پر مغفرت اور جنت کا وعدہ ہے۔ افطار و سحر کے وقت اللہ تعالیٰ بندوں کو معاف فرما کر جنت کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ شب قدر کی عبادت ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس کی تلاش میں آخری عشرہ کا اعتکاف ہے، جو سنت موکدہ ہے، ہر مومن بندہ کو آخری عشرہ کے اعتکاف کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تا کہ شب قدر یقینی طور پر میسر ہو جائے۔

اس ماہ میں حضور ﷺ موسلا دھار بارش کی طرح خرچ کرتے تھے۔ لہٰذا غریبوں اور ضرورت مندوں پر خوب خرچ کریں۔ اپنے مال کی پوری زکوۃ حساب لگا کرادا کریں۔ عید الفطر سے قبل صدقۃ الفطر ادا کریں۔

● رمضان المبارک میں مرد اور عورتیں بازاروں میں جا کر اپنے روزے برباد نہ کریں۔ خصوصاً عورتیں بالکل پرہیز کریں۔ ● شادی ہال میں روزہ افطار نہ کروائیں۔ گھروں اور مسجدوں میں روزہ افطار کروا کر افطار کا ثواب حاصل کریں۔ ● روڈ پر روزہ افطار نہ کروائیں۔ چندہ کر کے روزہ افطار نہ کروائیں۔ رمضان المبارک میں تہجد کی نماز کا بھی اہتمام کریں۔ ہر وقت دعاؤں میں مشغول رہیں۔ اپنے لئے اور پوری امت کے لئے دعاء کریں۔ دعا میں بخل نہ کریں۔ مانگنے والوں سے اللہ خوش ہوتا ہے۔

رمضان کے تین حصے

حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک میں بڑی کثرت سے دعائیں کیا کرتے تھے حدیث شریف میں آتا ہے: ''اَوَّلُهَا رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهَا مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهَا عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ'' رمضان کا پہلا عشرہ رحمت کا دوسرا عشرہ مغفرت کا اور آخری عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ اس لئے تینوں عشروں میں رحمت خداوندی ومغفرت کے حصول اور جہنم سے آزادی کے لئے خوب جدوجہد کرنی چاہئے۔ محتاجوں اور غریبوں پر بھی خرچ کرنا چاہئے۔ رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ ﷺ کی سخاوت تیز ہوا سے بھی زیادہ ہو جاتی تھی۔ اس لئے ہمیں بھی حسب حیثیت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

عورتیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت اختیار کریں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات، ماؤں اور بہنو! یہ آیت کریمہ سورہ احزاب کی ہے زمانہ جاہلیت میں عورتیں سینہ کھول کر چلتی تھیں دوپٹہ نہیں ڈالتی تھیں بالفاظ دیگر مقام زینت کو ظاہر کرتی تھی جس کی وجہ سے معاشرے میں بے حیائی پھیلتی تھی آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اور اہل خانہ حاشا وکلا نہ تو شادی اور نبوت سے پہلے ایسی تھیں اور نبوت کے بعد تو امکان ہی نہیں البتہ حکم دیا جارہا ہے کہ عام مومنات کو اور ان عورتوں کو جو زمانہ جاہلیت میں اس طرح کی حرکات کا ارتکاب کیا کرتی تھیں۔

زمانہ جاہلیت میں جس طرح کی رسوم ورواج تھیں اور اسلام نے بڑی شدت سے ان کو روکا تھا آج پھر وہی رسوم ورواج بڑی تیزی کے ساتھ لوٹ کر آرہے ہیں بلکہ کئی گنا بڑھ کر برائیاں لوگوں میں پروان چڑھ رہی ہیں اور غیروں کی تقلید میں لوگ شانہ بشانہ چل رہے ہیں اور اسی کو فخر سمجھتے ہیں اور اسلام کے قوانین واحکام کی سرعام دھجیاں اڑا رہے ہیں جب کہ ہماری دنیا وآخرت کی تباہی اسی میں ہے ہمیں مسلمان ہونے کی وجہ سے صحابیات کے نقش قدم پر چلنا ضروری ہے۔

حضرت فاطمہ ؓ جنت کی خواتین کی سردار ہیں نکاح کے بعد حضرت علی ؓ کے گھر تشریف لے گئیں تو حضرت علی ؓ اور حضرت فاطمہ ؓ نے یہ بات طے کرلی کے حضرت علی ؓ گھر کے باہر کے کام کریں گے اور حضرت فاطمہ ؓ گھر کے اندر کے کام کریں گی۔ چنانچہ حضرت فاطمہ ؓ بڑی محنت سے گھر کے کام انجام دیتی تھیں۔ اپنے شوہر کی خدمت کرتیں بچوں کی تربیت کرتیں کھانا بنانے کے لئے پہلے چکی کے ذریعے آٹا پیستیں، تندور کے لئے لکڑیاں کاٹ کر لاتیں، تندور سلگاتیں اور پھر روٹی پکاتیں۔ اتنا لمبا چوڑا عمل تھا لیکن حضرت فاطمہ ؓ ذوق وشوق سے یہ مشقت اٹھاتی تھیں ایک مرتبہ اپنے والد سے درخواست کی اور مشقت کا ذکر کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ ایک غلام باندی مجھے بھی مل جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک اہل مدینہ کو غلام باندی نہ مل جائیں میں تم کو غلام باندی دینا پسند نہیں کرتا۔ البتہ میں تمہیں ایک ایسا نسخہ بتاتا ہوں جو تمام غلام اور باندی سے بہتر ہوگا وہ نسخہ یہ ہے کہ جب بستر پر لیٹنے لگو تو اس وقت ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے غلام اور باندی سے زیادہ بہتر ہوگا۔ حضرت فاطمہ ؓ اس پر مطمئن ہوگئیں اسی لئے ان کو تسبیح فاطمی ؓ کہا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیٹی کو خواتین کے لئے مثال بنادیا۔ (اصلاحی خطبات)

وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ اور عورت اپنے شوہر کے گھر پر اور اس کی اولاد پر نگہبان ہے۔ گویا عورت کو دو چیزیں دی گئی ہیں ایک شوہر کا گھر دوسرے اس کی اولاد۔ یعنی گھر کی حفاظت کرے۔ گھر کا انتظام صحیح رکھے گھر کے معاملات کی دیکھ بھال صحیح کرے۔ اور اولاد کی دیکھ بھال صحیح کرے دنیوی دیکھ بھال بھی اور دینی دیکھ بھال بھی۔ یہ عورت کے فرائض میں داخل ہے۔ کوئی بھی عورت اس سے سبکدوش نہیں ہوسکتی۔

عورت کی ذمہ داری گھر کے اندر کی ہے

بچوں کی پرورش اور گھر کے ساز وسامان کی دیکھ بھال عورت کی بہت بڑی ذمہ داری ہے شریعت نے اس کو گھر کے اندر کے کام کاج کی ذمہ داری سونپی ہے اور معاش کی ذمہ داری اس کے سر نہیں ڈالی گئی کیونکہ اس میں مشکلات اور پریشانیاں ہیں اور عورتوں کے جسم کی ساخت ان مشکلات کو برداشت نہیں کرسکتی جو لوگ اپنی عورتوں سے اس طرح کے کام لیتے ہیں اور معاشی مشکلات میں مبتلا کرتے ہیں درحقیقت وہ ظلم کرتے ہیں یہ ذمہ داری عورتوں کی نہیں بلکہ مردوں ہی کی ہے اس کا خوب خیال کرنا چاہیے جو عورت تلاش معاش کیلئے گھر سے باہر قدم رکھے گی تو یقیناً اس کے اندر سے شرم وحیا ختم ہوکر رہے گی۔ مغربی ممالک میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آنکھوں کے سامنے ہے عورتوں کو مردوں کے مساوی قرار دے کر ان کے اندر سے شرم وحیا کی چادر کو کھینچ لیا گیا اور مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کرنے کے بہانہ ذلت وپستی کے غار میں ڈھکیل دیا گیا جو عورت دن بھر آفسوں میں کام کرے گی یا اسکولوں میں پڑھائے گی وہ شام کو خود تھکی ماندی ہوگی پھر کیسے ممکن ہے کہ شوہر کی خدمت کرے اور اپنی اولاد کی تربیت کرے اور جب شوہر کی خدمت نہیں ہوگی تو یہیں سے

دونوں میں نفرتیں اور عداوتیں پنپنی شروع ہونگی اور طلاق وجدائی تک کی نوبت ہوجائے گی اور جب مرد وعورت میں جدائی ہوگئی تو شیطان کو کھلی چھوٹ مل گئی اور مختلف طریقوں اور بہانوں سے مطلقہ عورت کو گناہوں میں مبتلا کردے گا اس لئے عورت کا گھر سے نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے۔ عورت کا سب سے بڑا وصف اور خوبی شرم وحیا ہے ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت فرمایا کہ عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً مجلس سے اٹھ کر گھر تشریف لے گئے اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ ابھی ابھی حضور ﷺ کی مجلس میں یہ بات چھوٹی تھی کہ عورت کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے اگر تمہیں معلوم ہو تو بتاؤ! فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کسی غیر محرم کو نہ دیکھے اور کوئی غیر محرم اسے نہ دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کی جلد اول تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول ودوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفر نامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دختر انِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی ﷺ	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر تع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	
۲۵	مجرباتِ حبانی	

☆☆☆

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد دوم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی (ایم ڈی) چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مهتمم دار العلوم محمدیه بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد دوم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی ومولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	8
2	تقریظ	9
3	حرف اول	11
4	صدقۂ عید الفطر کی فضیلت	12
	صدقۂ فطر کوتاہیوں کی تلافی	13
	عید الفطر کی سنتیں	14
	مسلمانوں کے لئے دو ہی عیدیں ہیں	15
5	مسلمان عورت کی خوبیاں	16
	رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا تقویٰ	20
6	خواتین گھریلو بجٹ میں اپنی آمدنی کا خیال رکھیں	21
	خرچ کرتے وقت مستقبل کا خیال رکھیں	24
7	بیٹی کی تربیت پر جنت کا وعدہ	25

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	بچیوں کی پرورش پر خصوصی توجہ دیں	27
8	مسواک کی اہمیت اور ضرورت	29
	مسواک کرنے کا طریقہ	30
	مسواک کے ذریعہ فتحیاب ہو گئے	31
9	مسواک کے روحانی اور مادّی فائدے	33
	مسواک کے فضائل	34
	ہم سنتوں کو زندہ کریں	35
10	لڑکی کا نکاح کرنے کے لئے مالی وسائل کی کیا ضرورت!	37
	احکام شریعت بھول گئے	39
11	مردوں وعورتوں پر ایک دوسرے کے حقوق لازم ہیں	41
	قبل از اسلام اور بعد از اسلام	43
12	عالمی یوم خواتین منایا جاتا ہے مگر......	45
	مرد و عورت کی الگ الگ ذمہ داریاں	48
13	حضور ﷺ کو عورتوں کی کتنی فکر تھی؟	49
	کوئی عادت تو پسند ہوگی	52
14	نماز تہجد کی فضیلت	53
	تہجد کا معمول بنائیں	56
15	جہیز سماج کا ایک ناسور ہے	57
	فضول خرچی سے اجتناب کریں	60
16	خیر و شر کے ذریعے انسان کی آزمائش	61
	صبر و شکر سے کام لیں	63

17	پردے کا حکم کیوں؟	65
	عورت گھر کے باہر زینت نہ اختیار کرے	67
18	جہیز کی لعنت سے کیسے چھٹکارا ملے	69
	عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شادی	72
19	واک اور ورزش بھی سنت ہے	73
	ورزش کئی بیماریوں کا علاج	75
20	اسلام عورت کے حقوق کا محافظ ہے	76
	طلوع اسلام سے قبل عورت کی حالت زار	77
	عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید	78
	عرفہ کے خطبہ میں بھی عورتوں کا ذکر	80
21	لباس پہننے کا مقصد	82
	لباس کے تین مقاصد	83
	مشابہت غیر کی مذمت	85
	تشبہ اور اس کا مفہوم	86
	ساتر لباس پہنیں	86
22	ہمیشہ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو	88
	شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	91
23	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور انکساری	92
	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رعایا پروری کا اہم واقعہ	94
24	نکاح کا اصل مقصد	96
	دیندار رشتہ آنے پر نکاح نہ کرنا فساد کا باعث ہے	98

25	کلام الٰہی کے ساتھ رسالت کی اہمیت	100
	معلم کے بغیر کتاب کو سمجھا نہیں جا سکتا	101
	رہنما کے بغیر منزل تک نہیں پہونچ سکتے	102
26	برکت والا نکاح اور شادی	104
	دور نبوت میں نکاح بہت آسان تھا	106
27	روزہ کے جسمانی اور روحانی فائدے	108
	روزہ دار روزہ کی حالت میں کن باتوں کا لحاظ رکھے؟	109
	روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو	110
	حالت سفر میں روزہ رکھنا	110
	شریعت نے سہولت بھی دی ہے	111
28	معاملات کی درستگی ہی اصل دین ہے	112
	حقوق سے دستبرداری جھگڑوں کو ختم کر دیتا ہے	113
	مکمل اسلام میں داخل ہو جاؤ	115
29	مدینہ میں مسلمانوں کی غربت اور حضورؐ کی شفقت ومحبت	116
	حضورؐ نے ہر حال میں صبر وشکر کا دامن پکڑا	117
	یہ آپؐ کا معجزہ تھا	118
30	مخلص افراد ہی صالح معاشرہ کی بنیادیں	121
	عمل صالح معاشرے کا ذریعہ	122
	صالح معاشرے کے لئے نسخہ کیمیا	123
31	علم دین کی فضیلت اور اہمیت	125
	اولاد کے تعلق سے والدین سے باز پرس ہوگی	128

32	دنیا سے بے رغبتی آخرت میں سب سے زیادہ کام آئے گی	130
	آپ ﷺ کا فاقہ	132
	ہم دنیا کے طرف راغب ہو رہے ہیں	132
33	جہیز کی لعنت معاشرہ کا کینسر ہے	134
	راجیہ سبھا کی رپورٹ	136
	زنا معاشرہ کے لئے ناسور ہے	138
	برکت والا نکاح	138
34	اکثر مسلمان عملاً قرآن سے دور ہیں!	139
	قرآن سے بے اعتنائی	140
35	حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ زندگی!	142
	حلال کھانے والا عقلمند ہے	143
	تم ابراہیم بن ادہم تو نہیں ہو	144
36	زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے	146
	دل کو بھی عوارض لاحق ہوتے ہیں	147
	دل کو سنوارنے کی ضرورت	149
37	قرآن کریم کی تلاوت کے بار بار اور مسلسل احکامات	151
	تلاوت قرآن صرف ایک عبادت ہی نہیں	152
	تجوید	153
	روزانہ کا معمول	153
38	حضور ﷺ کی ہجرت خالص رحمت الٰہی کے سائے میں	155
	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے مثال قربانی	157

طالبات تقریر کیسے کریں؟ کی جلد دوم کا

انتساب اور ثواب

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کے ذریعہ اسلام کو قوت حاصل ہوئی، جن کی بدولت حرمِ مکی میں پہلی اذان و اقامت اور نماز با جماعت ادا کی گئی، جن کا غضب بروایت علیؓ بارشادِ نبوتؐ رب ذوالجلال کا غیض وغضب قرار دیا گیا، جن کی سختی نے اسلام کو وسعت اور نرمی نے لوگوں کے قلوب میں شعائرِ اسلام کو جگہ دی۔ جن کا عدل اور حکومت مثالی رہی، جن کے خوف و ہراس سے شیطان راستہ تبدیل کر دیا کرتا تھا، جنہیں بزبانِ نبوتؐ بروایت علیؓ ''چراغ اہل جنت'' قرار دیا۔ جن کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ امت کی ماں قرار پائیں اور آپؓ کو اعزائے رسولؐ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا، بالآخر یہ شرف اس قدر قریب ہوا کہ روزِ قیامت تک آپؓ نبیؐ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ آپؓ کی قبر اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب

آستانۂ فاروقیہؓ

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاوَلی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸/ جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کرکے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور
مورخہ: ۱۷؍جون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸/ جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

صدقۂ عید الفطر کی فضیلت

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ. وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! جو لوگ اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیاں اگیں اور ہر بالی میں سو سو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے چند گنا کرتا ہے اور اللہ وسیع علم والا ہے۔ اسلام نے دو عیدیں مشروع کی ہیں زمانہ جاہلیت میں بہت سے رسوم ورواج لوگوں میں پائے جاتے تھے اسلام نے ان سب کو ختم کردیا اور دو عیدیں جو مشروع کی ہیں ان میں بھی غیروں کی طرح شور وشرابہ اور ہنگامہ نہیں۔ پٹاخے ناچ گانے اور شراب وکباب نہیں بلکہ اس میں بھی شکرانہ کی دو رکعتیں پڑھی

جاتی ہیں اپنی خوشی میں غریبوں اور محتاجوں کو بھی شریک کیا جاتا ہے ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد پیش کی جاتی ہے غرضیکہ یہ دونوں عیدیں امن وامان پیار ومحبت اور اخوت وبھائی چارگی کی تعلیم دیتی ہیں۔ صدقہ فطر کے جہاں اور بہت سے فوائد ہیں وہیں ایک بڑا فائدہ اور سبب یہ ہے کہ عید کا دن خوشی کا دن ہے ممکن ہے کہ بہت سے غریب مسلمان اپنی غربت وافلاس کی وجہ سے عید کے دن بھی کھانے پینے کا نظم نہ کرسکیں اور ایسی صورت میں دوسروں کو دیکھ کر ان کے دلوں میں حسرت ویاس پیدا ہو اور دوسرے مسلمانوں کی طرح یہ لوگ خوشی نہ مناسکیں اسلئے صدقہ فطر کولازم کیا گیا۔

صدقہ فطر کوتاہیوں کی تلافی

روزہ دار کتنا ہی اہتمام کرے روزہ کے دوران کچھ نہ کچھ کوتاہی ہوہی جاتی ہے، کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی باتوں سے بچنا تو آسان ہوتا ہے لیکن فضول مصروفیات اور نامناسب گفتگو سے مکمل احتراز نہیں ہوپاتا، اس لئے اس طرح کی کوتاہیوں کی تلافی کے لئے شریعت میں رمضان المبارک کے ختم پر صدقۂ فطر کے نام سے گویا کہ روزہ کی زکوٰۃ الگ سے واجب قرار دی ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

”فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَکٰوۃُ الْفِطْرِ طُھْرَۃٌ لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطَعْمَۃِ لِّلْمَسَاکِیْنِ مَنْ اَدَاھَا قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَھِیَ زَکٰوۃٌ مَقْبُوْلَۃٌ وَمَنْ اَدَاھَا بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَھِیَ صَدَقَۃٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ“ (ابوداؤد:۱۶۰۹)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو ضروری قرار دیا جو روزہ دار کیلئے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور مسکینوں کیلئے کھانے کا انتظام ہے جو شخص اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کردے تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر واجب ہونے کے دو مقاصد ہیں۔ پہلا مقصد روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی۔ دوسرا مقصد امت کے مسکینوں کیلئے عید کے دن رزق کا انتظام۔ اسلئے صاحب وسعت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ صدقہ فطر بروقت ادا کرنے کا اہتمام کریں، جیسا کہ حدیث بالا میں فرمایا گیا ہے کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے، اسی بنیاد پر ”حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ عید سے دوتین دن پہلے ہی صدقہ فطر ادا کردیا کرتے تھے۔“ (ابوداؤد:۱۶۱۰)

اور یہ مناسب بھی ہے تاکہ مستحق حضرات پہلے ہی سے عید کی تیاری کرسکیں۔ جو شخص زندگی کی لازمی ضروریات کے علاوہ اتنی قیمت کے مال کا مالک ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوسکے اس شخص پر عیدالفطر کے دن صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع گیہوں (یعنی پونے دوکلو) یا ایک صاع جو یا کھجور یا ان چیزوں کی قیمت کے بقدر کوئی دوسری چیز یا نقد روپئے ہے۔

عیدالفطر کی سنتیں

عید کے دن تیرہ (۱۳) چیزیں مسنون ہیں: (۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو بہت سویرے اٹھنا (۷) عیدگاہ میں بہت سویرے جانا (۸) عیدگاہ جانے سے قبل کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا (۹) عیدگاہ جانے سے قبل صدقۂ فطر دے دینا (۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں جاکر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا (۱۱) جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۲) پیدل جانا (۱۳) اور راستے میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد آہستہ آواز میں پڑھتے ہوئے جانا۔

مسلمانوں کے لئے دو ہی عیدیں ہیں

کتنی پیاری تعلیم ہے اسلام کی اس سے عمدہ تعلیم اور اس سے بہتر عید کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہم جس ملک میں رہتے ہیں یہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے آئے دن ان کی کوئی نہ کوئی عید رہتی ہے جس میں خرافات بے حیائی شراب و کباب اور پٹاخے پھوڑنا یہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں یہی دستور عیسائیوں کا ہے، کرسمس ڈے کے موقع پر ساری برائیاں ہوتی ہیں بلکہ جتنی شرابیں اس دن بکتی ہیں اتنی کئی مہینوں میں بھی نہیں بکتی گویا ساری برائیاں خوشی خوشی منائی جاتی ہیں اور کوئی عیب تصور نہیں کیا جاتا۔ ہمارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے لئے دو عیدیں ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ عید الفطر تو رمضان کے روزہ رکھنے کے شکریہ میں اور عید الاضحیٰ سید نا ابراہیم واسماعیل علیہم السلام کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا کرم ہے اس نے ہم سب کو اسلام کی عظیم دولت سے نوازا اور حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مسلمان عورت کی خوبیاں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے مسلمان عورت کی خوبیاں اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش خدمت ہیں ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں یہ بات ہوئی کہ سب سے بہتر عورت کون ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مجلس سے اٹھ کر فوراً گھر تشریف لے گئے۔ اہلیہ محترمہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ سب سے بہتر عورت کونسی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے بہتر عورت وہ جو کسی غیر محرم کو نہ دیکھے اور نہ کسی غیر محرم کی نظر اس پر پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ

ﷺ میری اہلیہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے بہتر عورت وہ ہے جو کسی غیر محرم کو نہ دیکھے اور نہ ہی کسی غیر محرم کی نگاہ اس پر پڑے۔ آپ علیہ السلام نے خوش ہوکر فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ تو گویا عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بے پردہ نہ پھرے خصوصاً آج کل کے ماحول میں جب کہ بے پردگی بے حیائی عریانیت وفحاشی عروج پر ہے طرح طرح مخرب اخلاق آلات واسباب وجود میں آگئے جن کی وجہ سے ہر عمر کے لوگ تباہی کے شکار ہورہے ہیں۔ اور اپنی زندگی کے قیمتی اوقات ضائع کررہے ہیں اور ان کو احساس تک نہیں ہوتا۔

عورت شعلہ بھی ہے اور شبنم بھی۔ اگر وہ خدا کے خوف سے عاری ہے اور اسکا دل ونگاہ بے باک ہے، ایمان کی نعمت سے محروم ہے تو وہ ایک شعلہ کی مانند ہے جس سے زندگی وروح کی خرمن کو آگ لگ جانے کا خطرہ ہے اور صرف خطرہ ہی نہیں بلکہ زندگی کی حقیقی مسرت وشادمانی جھلس جایا کرتی ہے۔

اس کے برخلاف مومن عورت جس کا دل ودماغ ایمان کے چراغ سے روشن ہوتا ہے خدا کی محبت اور اس کے خوف سے سرشار رہتا ہے اور اپنی زندگی کو ایک متاع گرانمایہ سمجھتی ہے تو وہ اس شبنم کی طرح ہے جس سے سارا باغ ٹھنڈک محسوس کرتا ہے جس کی آمد سعید پر پتہ پتہ کھل اٹھتا ہے اور ڈالی ڈالی جھوم جاتی ہے اور زمین کا ہر حصہ سیراب ہوتا ہے۔

مسلمان عورت صبر وتحمل، عفت وعصمت، وقار وتمکنت، خدمت واطاعت، خوف ومحبت، اور ان جیسے بیش بہا اوصاف سے متصف ہوکر جس خانہ ویران میں داخل ہوتی ہے اس کو روشن بنا دیتی ہے اور ہر ایک کے لئے اچھی مثال قائم کرجاتی ہے وہ ایمان ویقین کی منزل سے گزرتی ہے اور کسی لمحہ بھی اس کے قدم کو لغزش اور اس کے خیال میں تبدیلی نہیں پیدا ہوتی، وہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شکل میں سامنے آتی

ہے اور ایمان ویقین کی مشعل جلاتی ہے، مصیبتوں کو دعوت دیتی ہے اور آخر کار ابوجہل کا برچھا کھا کر موت کی آغوش میں جا سوتی ہے مگر لب تک کفر کے کلمات انہیں آتے۔ اس کو اپنا شوہر، اپنی اولاد اپنے اعزاء اپنی دولت چھوڑتے ہوئے سعادت معلوم ہوتی ہے کہ زہے قسمت کہ یہ چیزیں خدا کی محبت وخوف کی راہ میں قربان ہورہی ہیں، وہ دیوانہ وار گھر سے نکلتی ہے اور یہ سن کر کہ حضور ﷺ شہید ہوگئے بے قرار ہوجاتی ہے وہ ہر ایک سے پوچھتی ہے، کوئی کہتا ہے کہ تمہارے باپ شہید ہوگئے، کوئی سناتا ہے کہ تمہارا بھائی قربان ہوگیا، کسی کی زبان سے نکلتا ہے کہ تمہارا شوہر راہی مالک بقا ہوا، مگر وہ ایمان ویقین کی بندی رضائے مولیٰ اور محبت رسول پر جان دینے والی آگے بڑھتی جاتی ہے اور حضور ﷺ کو پوچھتی جاتی ہے، ناگاہ حضور ﷺ پر نظر پڑتی ہے تو زبان سے بے اختیارانہ نکلتا ہے: "كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ" آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہلکی ہے، اسی واقعہ کو مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم کی ہے جس کے دو آخری شعر یہ ہیں:

بڑھ کے اس نے رخ اقدس جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہے سب رنج والم
میں، اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

وہ لڑکی ہو یا بڑی، دن کی روشنی میں بھی اور رات کی تاریکی میں خدا سے ڈرتی ہے اور ایسے موقع پر اپنے بڑوں کو بھی سبق دیتی ہے جب اس کو اس کی ماں حکم دیتی ہے کہ بیٹی اس سے پہلے کہ رات کی سیاہی اپنی چادر لپیٹے اور صبح نمودار ہو، دودھ میں پانی ملا دے، مسلمان بیٹی کہتی ہے کہ اماں کل امیر المومنین نے منادی کرائی تھی کہ دودھ میں پانی کوئی نہ ملائے، ماں کے کہنے پر کہ امیر المومنین اس وقت کہاں دیکھ

رہے ہیں، بیٹی خدا کے خوف سے لرز اٹھتی ہے اور جواب دیتی ہے کہ اماں اگر امیر المومنین کی نگاہ یہاں نہیں پہنچ سکتی ہے تو کیا خدا دانا و بینا بھی نہیں دیکھ رہا ہے؟ وہ گھر کا کام بھی کرتی ہے تو خدا کو بھول کر نہیں، رضائے مولی سے بے نیاز ہو کر نہیں، وہ قدم قدم پر خدا کو راضی کرتی ہے، اسکی نگاہ ادھر سے ادھر اٹھتی نہیں، اسکے پیش نظر یہ آیت رہتی ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. (سورۂ نور:۳۰) ’’اور فرما دیجئے مسلمان عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عفت و آبرو کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی جگہوں کو ظاہر نہ کریں مگر جو کھلی ہوئی رہتی ہیں اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہیں۔ وہ کسی مجلس میں آزادانہ شریک نہیں ہوتی، نہ بیباک نگاہیں ڈالتی پھرتی ہیں، اس کو اپنی عزت و آبرو ہر چیز سے زیادہ عزیز ہوتی ہے، وہ اگر اپنے باپ سے بھی بات کرے گی تو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چل کر، نہ اس کا دل گندے تصورات سے آشنا ہوگا، نہ دماغ فحش خیالات سے متاثر، اس کا لباس ساتر ہوتا ہے، نہ اتنا باریک ہوتا ہے کہ جسم جھلکے نہ اس طرح کھلا ہوتا ہے کہ جسم کا کوئی حصہ نظر آئے، وہ رسول اللہ ﷺ کی اس وعید سے ڈرتی ہے کہ جو عورتیں اس طرح لباس پہنتی ہیں کہ پہننے کے بعد بھی ننگی معلوم ہوتی ہیں اور اتراتی چلتی ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گی، نہ ان کو جنت کی خوشبو آئے گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو دور سے محسوس ہوگی۔

وہ عبادت کرتی ہے تو ایسی کرتی ہے کہ بڑے بڑے ہمت والے ہمت چھوڑ بیٹھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس کی آخری مثال تھیں، وہ اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے رسی باندھ کر لٹکا لیتی تھیں کہ مبادا نیند نہ آجائے، ان سے حضور ﷺ کو کہنا پڑا کہ میانہ روی اختیار کرو بہتر عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے جو خواہ تھوڑا ہو۔

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا تقویٰ

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا ایک خاتون ہی تھیں جو بہت سے مردوں پر فوقیت لے گئیں ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کا عالم یہ تھا کہ ایک دفعہ سالن بنانا تھا مگر پیاز نہیں تھی خادمہ نے عرض کیا کہ پیاز نہیں ہے تو کہنے لگیں کہ اگر پیاز ہوتی تو اچھا ہوتا تھوڑی ہی دیر میں ایک کوا آیا اور اپنی چونچ میں پیاز لئے گھر میں ڈل دی خادمہ نے عرض کیا کام بن گیا پیاز کا انتظام ہوگیا کہنے لگیں کہاں سے آگئی؟ تو خادمہ نے کہا کہ ایک کوا لے کر آیا ہے تو رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ پیاز کوا لے کر آیا ہے پتہ نہیں حلال ہوگی کہ حرام معلوم نہیں کہاں سے لے کر آیا ہے اس لئے سالن بغیر پیاز کے بنالو چنانچہ بغیر پیاز کے سالن بنایا گیا آج کل کا کوئی مرد یا عورت ہوتی اور اس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آتا تو اس کو اپنی اعلیٰ کرامت تصور کرتی اور لوگوں میں مشہور ہوجاتا کہ فلاں بہت بزرگ ہے اس سے تو بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں ہم سب کو صحابیات اور تابعات کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی گذارنی چاہئے اسی میں ہماری کامیابی ہے اور دارین کی فلاح وسعادت مضمر ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

خواتین گھریلو بجٹ میں

اپنی آمدنی کا خیال رکھیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْراً اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْآ اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْراً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! کفایت شعاری ایک عمدہ خصلت ہے جس نے بھی یہ خصلت اپنالی وہ کبھی بھی مال بحراں کا شکارنہیں ہوسکتا اور دوسروں کے سامنے کبھی محتاج نہیں ہوسکتا کم آمدنی کی صورت میں بھی وہ پریشانی کی زندگی نہیں گذارے گا اور زیادہ آمدنی کی صورت میں وہ کبھی اترائے گا نہیں بلکہ ہر حال میں میانہ روی اختیار کرے گا عورتوں کو خاص طور پر کفایت شعاری کو اختیار کرنا چاہئے۔ کسی کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے اس لئے فضول خرچی

سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہئے وہی خواتین کامیاب اور خوش وخرم زندگی گذارتی ہیں جو خرچ کرنے میں احتیاط کرتی ہیں اور جن عورتوں کو فضول خرچی کی عادت پڑ گئی ان کی آمدنی خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو مگر ان کا خرچہ آسانی سے پورا نہیں ہوسکتا۔ اور دوسری اہم چیز یہ ہے کہ دوسروں کو نہیں دیکھنا کہ وہ تو اچھے اچھے لباس پہنتی ہے عمدہ کھانا کھاتی ہے اونچے بنگلوں میں رہتی ہے عیش وآرام کی ساری اشیاء میسر ہیں اس سے نعمت خداوندی کی ناشکری ہوگی ہمیشہ اپنے سے غریبوں کو دیکھنا چاہئے۔

وہ زمانہ اب نہیں رہا جب عورتوں کو گھر کی چہار دیواری تک محدود رہنا پڑتا تھا، انہیں، زیادہ سے زیادہ گھر کا کام کاج انجام دینا ہوتا تھا۔ آج عورتیں ہی نہیں نوعمر لڑکیاں بھی مختلف پیشوں میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھارہی ہیں، اسلئے جب ان کے ہاتھ میں بچوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ گھریلو بجٹ تیار کرنے کا کام آتا ہے تو وہ اس میں مردوں سے زیادہ اہلیت اور مہارت کا ثبوت دیتی ہیں۔ پھر بھی اس کیلئے ضروری ہے کہ عورت پڑھی لکھی ہو امور خانہ داری میں اسے خاطر خواہ دلچسپی ہو اور فضول خرچی سے پہلو بچاتی ہو، جب کسی عورت میں یہ صلاحیتیں جمع ہوجاتی ہیں تو وہ گھر کا بجٹ متوازن رکھنے میں کامیاب رہتی ہے۔ آج اس شدید مصروفیات کے دور میں جب کہ مرد اپنا کاروبار چلانے یا نوکری کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے تو متعدد گھروں کیلئے خریداری کا کام عورتیں ہی کرتی ہیں اور جو سلیقہ مند خاتون ہوتی ہیں، وہ خریداری سے پہلے اپنی گھریلو آمدنی کو سامنے رکھ کر بجٹ بنالیتی ہیں، کیونکہ وہ اس حقیقت سے واقف ہوتی ہیں کہ جتنی چادر ہو اتنے ہی اپنے پیر پھیلانے چاہئیں۔

بجٹ سرکاری ہو یا گھریلو ہو وہ ایک چیلنج ہوتا ہے اور اس کو تیار کرتے وقت اپنی ضرورتوں کا لحاظ کرکے آمدنی وخرچ کو دیکھا جاتا ہے۔ انسانی ضروریات میں پہلی ضرورت اس کا مکان ہوا کرتی ہے۔ دوسری ضرورت اس کا لباس ہوتی ہے۔ جس

کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ پہنو جو لوگوں کو پسند آئے، پھر اس کے بعد کھانے پینے کی ضرورت کا نمبر آتا ہے، سمجھ دار اور گھر کی خواتین ذمہ دار اپنی آمدنی کے اندر بجٹ بناتی ہیں اور جو آمدنی کا لحاظ نہیں رکھتیں، انہیں مالی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اسی طرح دوسری گھریلو ضرورتوں کو پورا کرنے کی کافی اہمیت ہوتی ہے، مثال کے طور پر تعلیم کا خرچ، اخبارات کا بل، بجلی، پانی اور ٹیلی فون کے ماہانہ اخراجات، تہوار، تقاریب، مہمان نوازی، سیر و تفریح اور ایسے ہی دوسرے پروگراموں کیلئے رقم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اچھی گرہستن خواتین اپنا بجٹ بناتے وقت اخراجات کی ان سب مدوں کا خیال رکھتی ہیں اور سمجھدار بیویاں تو اپنے شوہر سے صلاح و مشورہ بھی کر لیتی ہیں اور جو ان سبھی پہلوؤں کو سامنے نہیں رکھتیں، انہیں بعد میں مالی دقتوں کا شکار ہونا پڑتا ہے اور ایک مرتبہ جب ان کے گھریلو بجٹ کا توازن بگڑ جاتا ہے تو پھر وہ مہینوں سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ اسلئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ شروع سے فضول خرچی کی عادت نہ ڈالی جائے اور کفایت شعاری کی زندگی گذاری جائے۔ درحقیقت گھریلو بجٹ بنانا اپنی آمدنی کو ایک توازن کے ساتھ خرچ کرنے کا دوسرا نام ہے، جس میں کفایت شعاری کافی مددگار ثابت ہوتی ہے اور فضول خرچی پریشانی کا باعث بنتی ہے پھر دن بدن آسمان کو چھوتی مہنگائی کے اس دور میں انسان دو باتوں پر خاص توجہ دے تو وہ سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ پہلی بات یہ کہ خرچ کرنے سے قبل سوچ لے کہ کہیں وہ غیر ضروری تو نہیں ہے۔ فضول چیزوں پر ایک پیسہ صرف نہ کیا جائے، کس دل میں خواہش اور امنگیں نہیں ہوتیں، لیکن ان کو اپنی قوت خرید کا پابند رکھنا چاہئے، دوسرے یہ کہ مہنگائی برق رفتاری کیساتھ بڑھ رہی ہے۔ لہٰذا مستقبل کیلئے بھی کچھ نہ کچھ رقم ضرور پس انداز کر کے رکھ لینی چاہئے، آج کے مزہ کیلئے کل کی پریشانی مول لینے والے اچھے بجٹ ساز نہیں ہو سکتے۔

خرچ کرتے وقت مستقبل کا خیال رکھیں

انسان کو مستقبل میں پیش آنے والے امور کے تعلق سے فکرمند رہنا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ کل جب خرچ بڑھ جائے گا اولاد بڑی ہو جائے گی لڑکیاں جوان ہو جائیں گی اور ان کی شادی بیاہ کیلئے ہزاروں بلکہ آج کل کے دور میں لاکھوں روپے کا خرچ آئے گا اس وقت ہم کیا کریں گے ہماری قوت بھی جواب دیدیگی ہم کما بھی نہ سکیں گے اس لئے ان ایام کی تیاری پہلے ہی کر لینی چاہئے تاکہ کف افسوس نہ ملنا پڑے۔ بسا اوقات انسان کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ میری آمدنی تو بہت زیادہ ہے مجھے مستقبل کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے جوانی میں عیش و عشرت کے مزے لوٹ لیں حالانکہ ان کی یہ سوچ بسا اوقات ان کیلئے بہت نقصاندہ ثابت ہوتی ہے ان کی وہ ملازمت نوکری تجارت و بزنس ختم ہو جاتی ہے اور کوڑی کوڑی کے محتاج ہو جاتے ہیں اور در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں مذہب اسلام نے بخل سے منع کیا ہے سخاوت کا حکم دیا ہے مگر بخل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی اپنے خرچہ میں چار پیسے مستقبل کیلئے بچا کر رکھ لے بلکہ یہ بھی شریعت ہے اور سخاوت کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ جتنا مال ہے پورا خرچ کر دے اور کل دوسروں کا محتاج بنا پھرے بلکہ ہونا یہ چاہئے کہ غریبوں محتاجوں اور فقراء، مساکین کا حتی المقدور خیال رکھے لیکن فضول خرچی نہ کرے قرآن نے فرمادیا کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور جس گھر کی عورت فضول خرچی کرنے کی عادی ہوگئی تو اس گھر کا دیوالیہ نکل جائے گا۔ خواہ کتنی ہی کمائی کیوں نہ ہو اور جس عورت کی عادت کفایت شعاری کی ہو جائے تو وہاں کبھی محتاجگی نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کفایت شعاری کے ساتھ زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

بیٹی کی تربیت پر جنت کا وعدہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ کَظِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! معاشرے کے اندر جو کمزور سمجھے جاتے ہیں یا یہ کہ اسلام کی آمد سے قبل جن کو کمزور سمجھا جاتا تھا جیسے خواتین اور غلام باندیاں مذہب اسلام نے ان کو احساس کمتری سے نکال کر احساس برتری عطا کی۔ ذلت و پستی کے عمیق غار سے نکال کر عزت و رفعت کے کوہ ہمالیہ تک پہونچا دیا اور ان کے بہت سارے حقوق بیان کئے۔ چین و سکون اور راحت و آرام کے ساتھ زندگی گذارنے کا سلیقہ عطا کیا سچ تو یہ ہے کہ مذہب اسلام نے ان لوگوں پر بہت بڑا احسان کیا۔ اسلام سے قبل پیدا ہونے والی بچیوں بلکہ عام عورتوں کے ساتھ ایسے مظالم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے کہ ان کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے

ہیں کسی ایک شہر یا مخصوص ملک میں نہیں بلکہ عمومی طور پر پوری دنیا کا یہی حال تھا عورتوں اور غلاموں کے ساتھ ناروا سلوک ہی کیا جاتا تھا بلکہ بہت سے ایسی ذہنیت کے بھی حامل تھے جو عورتوں کو انسان سمجھنے کے روادار نہ تھے۔

اسلام سے پہلے لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا لیکن اسلام نے لڑکی کو بہت بڑا مقام عطا کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو لڑکی کی نعمت سے نوازا گیا پھر اس نے اس کو تکلیف نہیں پہنچائی اور نہ اس کی توہین کی اور نہ اس پر بیٹے کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اللہ نے بیٹیاں دے کر آزمایا پھر اس نے لڑکیوں کیساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ لڑکیاں اس کیلئے جہنم سے آڑ ہوں گی۔ (بخاری و مسلم) یعنی اپنے باپ کو جہنم میں داخل نہیں ہونے دیں گی۔ ابن شریط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے یہاں فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں اے گھر والو السلام علیکم کہ تم پر سلامتی ہو، فرشتے پیدا ہونے والی لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اسکے سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں یہ ایک ناتواں کمزور جان ہے جو ایک کمزور و ناتواں جان سے پیدا ہوئی جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمہ داری اٹھائے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال ہوگی۔ (مجمع الزوائد) خطبات حبان صفحہ ۹۴-۹۵) اور عورت صرف شوہر کے گھر کی نگہبان نہیں بلکہ اس کی اولاد کی بھی نگہبان ہے۔ اور اولاد کی پرورش، اولاد کی خدمت، اولاد کی تربیت اور اس کی تعلیم کی ذمہ داری حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت پر ڈالی ہے۔ اگر اولاد کی تربیت صحیح نہیں ہو رہی ہے ان

کے اندر اسلامی آداب نہیں آ رہے ہیں تو اس کے بارے میں پہلے عورت سے سوال ہوگا اور بعد میں مرد سے ہوگا اس لئے کہ ان چیزوں کی پہلی ذمہ داری عورت کی ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری اگر چہ باپ پر بھی عائد ہوتی ہے لیکن اس سلسلہ میں ماں جو کردار (رول) ادا کرسکتی ہے اس کے مقابلے میں باپ کی حیثیت ثانوی درجہ کی رہ جاتی ہے۔ اس لئے کہ ماں کی گود بچے کا سب سے پہلا مدرسہ اور تعلیم گاہ ہوتی ہے۔ پھر بچے کو ماں سے دن رات کے چوبیس گھنٹے میں اکثر اوقات سابقہ پڑتا ہے جب کہ باپ سے بہت کم سابقہ پڑتا ہے۔ اس لئے عورت پر بچوں کی تعلیم وتربیت کی نازک ذمہ داری باپ سے زیادہ عائد ہوتی ہے۔

بچیوں کی پرورش پر خصوصی توجہ دیں

ماں کی تربیت جیسی ہوگی اولاد پر ویسے ہی اثرات مرتب ہوں گے ماں اگر نیک اور صالح ہے تو اولاد بھی نیک اور صالح بنے گی اس لئے مائیں خود بھی پابند شرع ہوں اور اولاد کو بھی شریعت کے ایک ایک حکم پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کریں بالخصوص بچیوں کی تعلیم وتربیت پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اس لئے کہ لڑکیوں میں سدھار پیدا ہوگا اور ان کے اندر پرہیز گاری کی انمول صفات پیدا ہوں گی تو اس کے فوائد متعدی ہوں گے اور پورا خاندان مستفید ہوگا اسی لئے شریعت نے بھی بچیوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت پر جنت کی بشارت اور خوشخبری سنائی ہے ایک دفعہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ آئی اور سوال کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس صرف تین کھجوریں تھیں وہی اٹھا کر دیدیں اس عورت نے ایک ایک کھجور دونوں بچیوں کو بانٹ دی اور تیسری کھانے کیلئے جیسے ہی منہ کی طرف بڑھایا دونوں بچیوں نے مانگ لیا اس عورت نے وہ کھجور بھی آدھی آدھی کر

تقسیم کردی اور خود کچھ نہیں کھایا اس واقعہ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل پر گہرا اثر پڑا جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور واقعہ بیان کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے ایسی عورتوں اور مردوں کو جنت کی خوشخبری سنائی جن کو بچیوں کی پرورش میں مبتلا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اولاد خاص کر بچیوں کی تعلیم وتربیت پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مسواک کی اہمیت اور ضرورت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات!

مسلمانوں کو کامیابی اسی وقت مل سکتی ہے جب وہ اللہ ورسول کے ارشادات وفرمودات پر اچھی طرح عمل کریں۔ نبی کریم ﷺ کے تعلق سے قرآن اعلان کرتا ہے: وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا رسول جو تم کو دے وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ کوئی بھی بات آپ علیہ السلام خواہش نفس سے نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوا کرتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ایک ایک نقل وحرکت امت کے لئے نمونہ اور اسوہ ہے اسی نمونہ پر چل کر امت کامیاب ہوسکتی ہے آج ہم نے سنت نبوی کو چھوڑ دیا اور بڑی سے بڑی سنت کی ہمارے یہاں کوئی اہمیت نہیں رہی جب کہ نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس میں دین کا فائدہ تو ہے ہی دنیا کا فائدہ بھی ہے آدمی کی صحت وتندرستی رہتی ہے سینکڑوں بیماریوں سے نجات ملتی ہے انہیں سنتوں میں سے ایک اہم سنت مسواک کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری امت پر شاق گذرے گا تو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیتا مگر امت پر مشقت کی بنیاد پر حکم نہیں دیا گیا مگر امت کی فلاح وبہبودی اسی میں ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کو لازم پکڑیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کسی عالیشان دربار میں جانا ہو تو پہلے ظاہری شکل وصورت وشباہت کا سنوارنا اور دانتوں کو صاف کرنا بھی بڑا ضروری ہے کیونکہ بات چیت کرنیکے وقت دانتوں کی زردی اور میل نظر پڑنے سے سلیم الفطرت کو نفرت ہوتی ہے، پس احکم الحاکمین سے بڑھ کر کس کا دربار عالیشان ہوسکتا ہے اسی وجہ سے نماز پڑھنے سے پہلے جیسا کہ دیگر گندگیوں اور میل کچیل صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے ایسے ہی دانتوں کے میل ومنہ کی سخت بدبو دور کرنا بھی مستحسن ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک کا استعمال کیا جاتا ہے، ان احکام پر عمل کرنے سے جسمانی فائدے کے علاوہ اخروی اجر وثواب بھی ملتا ہے۔

مسواک کرنے کا طریقہ

حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب سکھروی مدظلہ فرماتے ہیں: مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ میں اس طرح لیں کہ مسواک کے

ایک سرے کے قریب انگوٹھا اور دوسرے کے نیچے اخیر کی انگلی اور درمیان میں اوپر کی جانب باقی انگلیاں رکھیں اور مٹھی باندھ کر پکڑیں اور پہلے اوپر کے دانتوں میں داہنی طرف مسواک کریں، پھر بائیں طرف، اسی طرح پھر نیچے کے دانتوں میں داہنی طرف، پھر بائیں طرف اور ایک بار مسواک کرنے کے بعد مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑیں اور از سرنو پانی سے بھگوکر دوبارہ کریں، اسی طرح تین بار کریں، نیز دانتوں کی چوڑائی میں مسواک نہ کریں۔

مسواک کے ذریعہ فتحیاب ہوگئے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو ایک ایک سنت کو دل وجان سے قبول فرماتے تھے ایک دفعہ کسی جنگ میں گئے کئی روز ہوگئے مگر فتح حاصل نہ ہوئی۔ صحابہ کرام نے آپس میں مشورہ کیا کہ آخر فتح کیوں نہیں حاصل ہورہی ہے غور وفکر کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے کہ آپ علیہ السلام کی ایک اہم سنت مسواک کو ترک کئے ہوئے ہیں امیر لشکر نے حکم دیا کہ سب لوگ مسواک کریں چنانچہ جب سارے لشکر نے مسواک کرنی شروع کی تو کفار کے دلوں میں ہیبت بیٹھ گئی اور ڈر کر بھاگ گئے اور اس طرح مسلمانوں کو مسواک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ علمائے کرام نے مسواک کرنے کے بڑے فوائد بتائے ہیں ان میں ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہوجاتا ہے۔ (اللہ اکبر) کتنا عظیم فائدہ ہے۔ **انما الاعتبار بالخواتیم** اعتبار خاتمہ کا ہے آدمی کی زندگی خواہ کیسی ہی گذری ہو اگر مرتے وقت اسے کلمہ نصیب ہوگیا تو اس کا بیڑہ پار ہے اور انجام کار وہ جنت میں داخل ہوکر رہے گا اطباء وحکماء نے بھی اس کے بیشمار فوائد لکھے ہیں مگر افسوس اس بات پر ہے کہ ہم نے برش کا استعمال جب سے شروع کیا اس وقت سے مسواک کو ہاتھ لگانا بھی بھول گئے ہیں

اور ہمارے ذہن ودماغ میں یہ بات پیوست ہوگئی ہے کہ برش سے دانت زیادہ صاف ہوتے ہیں اور مسواک سے کم صاف ہوتے ہیں آپ یقین کریں اگر پانچ وقت مسواک کریں گے تو بلاشبہ دانت بھی صاف ہوں گے اور بہت سی بیماریوں سے نجات بھی ملے گی۔ آیئے ہم سب مل کر اس بات کا عہد کریں کہ آج سے مسواک پابندی سے کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کریں گے۔ انشاء اللہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مسواک کے روحانی اور مادّی فائدے

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحٰبِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ. اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ وَمَا نَهٰکُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ.

سامعین عظام مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے ''مسواک کے روحانی اور مادّی فائدے'' اسلام کے جتنے بھی احکام ہیں ہر ایک میں دنیوی فوائد بھی ہیں اور اخروی فوائد بھی ہیں نماز کو دیکھ لیں آخرت میں جو اس کا ثواب ملے گا اور مومنین کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی ان کا دل خوش اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ بھی خوش ہوں گے بلند درجات سے نوازا جائے گا جنت جیسی لازوال نعمت ملے گی جہاں ہمیشہ ہمیشہ مومنین رہیں گے اور وہاں سے کبھی نہیں نکلیں گے یہ نماز کا اخروی فائدہ ہے اس سے بڑھ کر فائدہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ مگر دنیا کے اندر بھی اس کے بہت سے فوائد ہیں جب انسان صبح کی نماز

کے لئے اٹھتا ہے اور مسجد کا رخ کرتا ہے تو ٹھنڈی ہوائیں اس کے ذہن ودماغ کو تروتازہ کرتی ہے اور نماز پڑھتے وقت جو رکوع اور سجدے کرتا ہے تو اس سے جسم کی ورزش ہوتی ہے اور دن بھر چاق وچوبند رہتا ہے سستی وکاہلی اس کے قریب نہیں آتی اور اس طرح ایک فریضہ ادا کرنے کی وجہ سے انسان بہت سی بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کرلیتا ہے یہ نماز کا فائدہ ہے۔

مسواک کے فضائل

کتب فقہ وحدیث میں مسواک کے بہت سے فضائل اور مسائل بیان کئے گئے ہیں اور مسواک کے بہت سے فوائد بھی روایات میں مذکور ہیں اور ان فوائد میں سے بعض کا تعلق دنیا سے ہے اور بعض کا تعلق آخرت سے ہے اس لئے مسواک کے فوائد لکھے جاتے ہیں۔

(۱) مسواک منہ کو صاف رکھتی ہے (۲) مسواک سے حافظہ قوی ہوتا ہے (۳) مسواک سے بلغم دور ہوتا ہے (۴) مسواک شیطان کو غصہ دلاتی ہے (۵) ہاضمہ کو درست کرتی ہے (۶) منہ کی زائد رطوبت کو ختم کرتی ہے (۷) ذہانت اور فطانت کو نکھارتی ہے (۸) بڑھاپے کو دور کرتی ہے (۹) کمر کو سیدھا رکھتی ہے (۱۰) دشمن پر رعب کا سبب ہے جیسا کہ حکایت نقل کی گئی ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ مسلمانوں کا لشکر کفار سے قتال کررہا تھا قریب تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوجاتی، ان کی آپس میں گفتگو ہوئی کہ شکست کی کیا وجہ ہے؟ تو صلحاء نے نصیحت کی کہ مسواک کیا کرو انہوں نے کھجوروں کی مسواک بنائی اور استعمال کی تو اس سے دشمن کے دل میں رعب بیٹھ گیا کہ یہ تو درختوں کو کھارہے ہیں، ہمارے ساتھ کیا کریں گے؟ بس دشمن خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

(۱۱) مسواک منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے (۱۲) مسواک کرنے والے سے فرشتے خوش ہوتے ہیں (۱۳) خلقی قوتوں کو درست کرتی ہے (۱۴) روح جلدی سے نکلتی ہے (۱۵) مال میں وسعت پیدا کرتی ہے (۱۶) رزق کو آسان کرتی ہے (۱۷) سر کے درد کو دور کرتی ہے (۱۸) دانتوں کو مضبوط کرتی ہے (۱۹) بدن کو قوی کرتی ہے (۲۰) دل کو صاف کرتی ہے (۲۱) فرشتے مسواک کرنے والے سے جب یہ نماز کو چلتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں (۲۲) اولاد کی کثرت کا سبب ہے (۲۳) جسم سے حرارت کو دور کرتی ہے (۲۴) سینے کے درد کو ختم کرتی ہے (۲۵) دانتوں کو سفید بناتی ہے (۲۶) حاجات کو پورا کرنے کا سبب ہے (۲۷) فصاحت کو بڑھاتی ہے (۲۸) مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے (۲۹) موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔

ہم سنتوں کو زندہ کریں

آدمی دنیا کے حقیر سے فائدہ کے لئے کتنی محنتیں اور مشقتیں اٹھاتا ہے چند کوڑیوں کی خاطر راتوں رات جاگتا ہے اور یہاں ایک سنت کو ادا کرنے کی وجہ سے اتنے کثیر فوائد ہیں مگر اس کی طرف کوئی توجہ نہیں حقیقت یہ ہے کہ احکام اسلام کی ہمارے دلوں میں کوئی اہمیت نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کی پروانہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ بلا کسی مشقت کے محض نمازوں کے اوقات میں ایک دو منٹ مسواک کر لینے سے اتنے فوائد حاصل ہو رہے ہیں اور ہم اسکو حاصل نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ معمول تھا کہ کسی بات کا آپ ﷺ حکم کرتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عمل کرنے کے لئے دوڑ پڑتے تھے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے یہ امکان سے باہر بات تھی کہ آپ علیہ السلام کسی بات کا حکم کریں اور جانثار صحابہ اس میں پس وپیش کریں ہم بھی تو آپ علیہ السلام ہی کے نام لیوا کہلاتے ہیں

ہم آپ ﷺ کی محبت کا دم بھی بھرتے ہیں مگر جب عمل کی نوبت آتی ہے تو کنارہ کشی کرتے ہیں بلکہ کوسوں دور ہوتے ہیں کہ ہم ہمارے لئے کامیابی اسی وقت ہے جب کہ اللہ ورسول کے بتائے ہوئے احکام وقوانین کے مطابق زندگی گذاریں۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ جس نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر ہے اور اس وقت امت مسواک جیسی اہم سنت کو چھوڑے ہوئے اسلئے اس سنت پر عمل کرنا یقیناً کثرت ثواب کا باعث ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

لڑکی کا نکاح

کرنے کیلئے مالی وسائل کی کیا ضرورت؟

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

جامعہ ہٰذا کی مشفق ومہربان معلمات، اور صدر معلّمہ! نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً“ سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو دور نبوت میں اور بعد کے ادوار میں شادیاں بڑی آسانی سے ہو جاتی تھیں خصوصاً لڑکی والوں کو کچھ خرچ ہی نہ کرنا پڑتا تھا جو کچھ ذمہ داری ہوتی تھی وہ لڑکوں پر ہوتی تھی گھر کا بندوبست کرنا اور ساز وسامان کا انتظام کرنا یہ

سب لڑکے والے ہی کیا کرتے تھے اور آج بھی عرب ممالک میں جہیز کی وہ لعنت نہیں ہے جیسا کہ ہمارے معاشرے میں ایک عام وبا پھیل گئی ہے کہ ایک لڑکی کی شادی کرنے کیلئے باپ کو اپنی جائداد اور بعض بیچاروں کو اپنا گھر بھی بیچنا پڑتا ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا کہ تمہارے پاس کچھ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا تو تمہاری ضرورت کیلئے ہے زرہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت میرے پاس لاؤ، چار سو اسی درہم میں وہ زرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کردی اور حاضر خدمت ہو کر وہ رقم حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دی، آپ ﷺ نے اس میں سے ایک مٹھی درہم اٹھا کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیئے اور فرمایا کہ جاؤ اس سے خوشبو وغیرہ خرید لاؤ اور باقی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دے کر فرمایا کہ اس کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے اور گھر کے ضروری سامان میں خرچ کرو۔

معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز کا انتظام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی رقم سے ہوا، اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے اس جنتی جوڑے کو اس وقت جو سامان دیا وہ کل پانچ چیزیں تھیں ایک لحاف، ایک گدا، جس میں روئی کے بجائے کسی درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، چکی، مٹی کے دو عدد گھڑے ایک مشکیزہ۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب رقم طراز ہیں کہ کچھ سال قبل شیخ عبد الفتاح ہمارے یہاں تشریف لائے اتفاق سے ایک مقامی دوست بھی اس وقت آگئے اور جب انہوں نے ایک عرب بزرگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ میری دو بیٹیاں شادی کے لائق ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی شادی کے اسباب پیدا فرمائے، شیخ نے ان سے پوچھا کہ کیا ان کیلئے کوئی مناسب

رشتہ نہیں مل رہا ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ رشتہ تو دونوں کا ہو چکا ہے لیکن میرے پاس اتنے مالی وسائل نہیں ہیں کہ ان کی شادی کر سکوں، شیخ نے یہ سن کر انتہائی حیرت سے پوچھا وہ آپ کی لڑکیاں ہیں یا لڑکے کہنے لگے کہ لڑکیاں ہیں، شیخ نے سراپا تعجب بن کر کہا! لڑکیوں کی شادی کیلئے مالی وسائل کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس انہیں جہیز میں دینے کیلئے کچھ نہیں ہے، شیخ نے پوچھا جہیز کیا ہوتا ہے؟ اس پر حاضرین مجلس نے انہیں بتایا کہ ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ باپ شادی کے وقت اپنی بیٹی کو زیورات، کپڑا، گھر کا اثاثہ اور بہت ساز وسامان دیتا ہے اسے جہیز کہتے ہیں اور جہیز دینا باپ کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے جسکے بغیر لڑکی کی شادی کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اور لڑکی کے سسرال والے بھی اس کا مطالبہ کرتے ہیں جب شیخ نے یہ تفصیل سنی تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے، اور کہنے لگے کہ کیا بیٹی کی شادی کرنا کوئی جرم ہے، جس کی یہ سزا باپ کو دی جائے؟ پھر انہوں نے بتایا کہ ہمارے ملک میں اس قسم کی کوئی رسم نہیں ہے البتہ والد اپنی بیٹی کو رخصت کے وقت کوئی مختصر تحفہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے لیکن وہ بھی کچھ ایسا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔

احکام شریعت بھول گئے

اس واقعہ سے کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں جہیز کو جس طرح بیٹی کی شادی کا ایک ناگزیر حصہ قرار دے دیا گیا ہے اس کے بارے میں عالم اسلام کے دوسرے علاقوں کا کیا نقطہ نظر ہے۔ جیسا کہ شیخ کے حوالے سے پیچھے بیان کیا گیا شرعی اعتبار سے بھی جہیز کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اسے کوئی تحفہ اپنی استطاعت کے مطابق دینا چاہے تو دیدے اور ظاہر ہے کہ تحفہ دیتے وقت لڑکی کی آئندہ ضروریات کو مدنظر رکھا جائے تو زیادہ

بہتر ہے، لیکن نہ وہ شادی کے لئے لازمی شرط ہے نہ سسرال والوں کو کوئی حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کا مطالبہ کریں، اور نہ یہ کوئی دکھاوے کی چیز ہے کہ شادی کے موقع پر اس کی نمائش کر کے اپنی شان وشوکت کا اظہار کیا جائے۔ غور کریں اس بات پر وہ لوگ جو آج کل کے جہیز کو سنت ثابت کرنے کے لئے خاتون جنت کی شادی کی آڑ لیتے ہیں اور اگر بالفرض مان لیں کہ جہیز سنت ہے تو کیا اسی جہیز کو جس میں بے شمار بے ضابطگیاں دکھاوا، فضول خرچی ہو جو ہم کرتے ہیں، سنت کہے گا کوئی؟ اللہ ہم سب کو ہدایت کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!

قرآن کی ہدایت بھول گئے سنت کی فضیلت بھول گئے
افسوس کہ ہم رفتہ رفتہ احکام شریعت بھول گئے

ہم نے شادیوں میں فضول خرچیاں کر کے شادی کو اتنا مشکل کر دیا کہ جوان لڑکے اور لڑکیاں گھروں میں بیٹھیں سسکیاں لے رہی ہیں اور رفتہ رفتہ ان کی جتنی زندگی ڈھل رہی ہے اور شادی کے اسباب ان کو میسر نہیں ہو پا رہے ہیں اگر شریعت کے احکام پر عمل کرتے تو آج یہ نوبت نہ آتی بلکہ جیسے لڑکی جوان ہوئی فوراً اس کے رشتہ کر دیں اور سکون واطمینان کی زندگی بسر کریں اس طرح معاشرے کے اندر برائیاں نہیں پھیلتیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ فضول خرچی سے اجتناب کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مردوں وعورتوں پر ایک دوسرے کے حقوق لازم ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

یعنی عورتوں کے بھی حقوق مردوں پر واجب ہیں جیسا کہ مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں قاعدہ شرعی کے مطابق۔ سورہ بقرہ کی ۲۲۸ ویں آیت عورتوں اور مردوں کے باہمی حقوق وفرائض اوران کے مراتب ودرجات ایک شرعی ضابطہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عورت کے اس موقف ومرتبہ کی کچھ تشریح کردی جائے جو اسلام نے اس کو عطا کیا ہے، جس کو سمجھ لینے کے بعد یقینی طور پر اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایک عادلانہ اور متعدلانہ نظام کا تقاضہ

یہی تھا اور یہی وہ مقام ہے جس سے اونچ نیچ یا انحراف انسان کے دین ودنیا کے لئے عظیم خطرہ بن جاتا ہے۔

غور کیا جائے تو دنیا میں دو چیزیں ایسی ہیں جو اس عالم کی بقاء اور تعمیر وترقی میں عمود کا درجہ رکھتی ہیں۔ ایک عورت دوسرے دولت: لیکن تصویر کا دوسرا رخ دیکھا جائے تو یہی دونوں چیزیں دنیا میں فساد وخون ریزی اور طرح طرح کے فتنوں کا سبب بھی ہیں اور غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ دشوار نہیں کہ یہ دونوں چیزیں اپنی اصل میں دنیا کی تعمیر وترقی اور اس کی رونق کا ذریعہ ہیں، لیکن جب کہیں ان کو اپنے اصلی مقام اور موقف سے ادھر ادھر کیا جاتا ہے تو یہی چیزیں دنیا میں سب سے بڑا زلزلہ بھی بن جاتی ہیں۔

قرآن نے انسان کو جو نظام زندگی دیا ہے اس میں ان دونوں چیزوں کو اپنے اپنے صحیح مقام پر ایسا رکھا گیا ہے کہ ان کے فوائد وثمرات زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں اور فتنہ وفساد کا نام نہ رہے۔ دولت کا صحیح مقام، اس کے حاصل کرنے کے ذرائع اور خرچ کرنے کے طریقے اور تقسیم دولت کا عادلانہ نظام یہ ایک مستقل علم ہے جسے اسلام کا معاشی نظام کہا جاسکتا ہے لیکن یہاں عورتوں کے بارے میں ہدایت وتاکید کا ذکر ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں عورت کے حقوق وفرائض کا ذکر ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں جن کی ادائیگی ضروری ہے، اسی طرح مردوں پر عورتوں کے بھی حقوق لازم ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ مردوں کا مرتبہ عورتوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اسلام کے اس عدل وکرم کے مقابلہ میں دیگر مذاہب واقوام کا ظلم وستم بھی قابل دید ہے۔

قبل از اسلام اور بعد از اسلام

مذہب اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب اور قوم نے عورتوں کو وہ حقوق نہیں دیئے جس کی وہ حقدار تھی بلکہ اسے ہر دور میں ظلم وستم کا شکار ہی ہونا پڑا قرآن کریم نے زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر ہورہی ایک زیادتی کا یوں ذکر کیا ہے۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا. اے ایمان والوتمہارے لئے جائز نہیں کہ تم عورتوں کو میراث میں لو۔ زمانہ جاہلیت میں ہوتا یہ تھا کہ شوہر کے مرنے کے بعد سوتیلا بیٹا یا شوہر کا بھائی یا اور کوئی وارث عورت لے لینا چاہتا تو اس کے ساتھ نکاح کر لینا یا بغیر نکاح کے پوری زندگی اپنے پاس رکھنا یا کسی سے نکاح کر دینا اور مہر خود لے لینا رائج تھا اس کے علاوہ عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے میراث میں جو کچھ مال ملتا وہ سب دوسرے وارث رکھ لیا کرتے اور عورت کو کچھ بھی نہ ملتا۔

قرآن کریم نے سختی کے ساتھ منع کر دیا کہ یہ جو تم کر رہے ہو یہ جائز نہیں ہے بلکہ شوہر کے مرنے کے بعد عورت اپنے نفس کی مالک ہے اپنے اختیار سے جہاں چاہے جس سے چاہے نکاح کرلے شوہر کے بھائی یا کسی اور وارث کو اس کا اختیار نہیں کہ عورت کو زبردستی روک لیں غرضیکہ اسلام سے قبل عرب ہی نہیں بلکہ عموماً پورے عالم کا یہی حال تھا کہ عورتوں کے لئے ظلم وستم کو روا رکھا جاتا تھا اور جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا اور کتنے لوگ ایسے تھے جو معاشرے میں عقلمند اور زمانہ کے دانشمند سمجھے جاتے تھے وہ عورتوں کو انسان ماننے کے لئے تیار نہ تھے اور اسی میں سے کچھ نرم گوشہ رکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ عورت ہے تو انسان مگر اس کی تخلیق صرف اس لئے ہوئی ہے کہ وہ مرد کی خدمت کرے اور نوکرانی جیسی زندگی گذارے اس کیلئے حقوق نہیں اس کو مرد کے کسی کام میں مشورہ دینے کا کوئی حق نہیں بلکہ اپنے امور کے

لئے بھی وہ مختار نہیں شوہر کی اجازت کے بغیر کچھ بھی نہیں کرسکتی۔ ہمارے ہندوستان کا بھی یہی حال تھا مرد کے انتقال کے بعد عورت کو زندہ رہنے کا کوئی حق ہی نہیں سمجھا جاتا تھا شوہر کے فوت ہونے کے بعد عورت کو ایسی ذلت ورسوائی سے زندگی گذارنی پڑتی تھی کہ اس سے بچنے کے لئے موت کو زندگی پر ترجیح دیا کرتی اور مرد کی لاش کے ساتھ اس کو بھی ستی کر دیا جاتا تھا۔ یعنی شوہر کے ساتھ عورت کو بھی جلا دیا جاتا تھا۔

عرب میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا جیسے ہی لڑکی پیدا ہوتی صحرا اور جنگل میں لے جاکر گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا کرتے سبھی لوگ تو ایسا نہیں کرتے تھے بلکہ بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جو لڑکیوں کی بڑی تکریم وتعظیم کرتے اور لڑکیوں کے نام پر اپنی کنیت بھی رکھا کرتے تھے یہ تھی اسلام سے قبل عورتوں کی حالت زار اسلام نے آکر عورتوں کو صحیح حقوق دلائے عزت ورفعت عطا کی مردوں کے ہاتھوں کا کھلونا بننے کے بجائے پیار ومحبت کے ساتھ زندگی گذارنے کا درس دیا مگر افسوس یہ ہے کہ عورت کو پھر زمانہ جاہلیت کی طرف لوٹایا جارہا ہے اور آزادی کے نام پر ہر طرح کی زیادتی کی جارہی ہے اور عورت پیاری بھولی بھالی اس دام فریب میں آکر ذلت ورسوائی کا سامنا کرنے پر مجبور ہورہی ہے اگر عورت کو عزت وشرافت کی زندگی گذارنی ہے تو اسلامی احکام پر بجا طور پر عمل کرنے میں ہی کامیابی مل سکتی ہے مذہب اسلام کے علاوہ کوئی ایسا مذہب نہیں جو عورت کو عزت دلا سکے۔

اللہ تعالیٰ عورتوں کی حفاظت فرمائے اور مغرب کی تہذیب وتمدن سے مکمل حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عالمی یوم خواتین منایا جاتا ہے مگر.....

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق ذکر فرمادیئے اور یہ واضح کردیا گیا کہ جس طرح مردوں کے حقوق ہے اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں اور مردوں کو تاکید بھی کردی کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں ان کے ساتھ صحیح انداز پر زندگی گذاریں اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی عملی زندگی سے ثابت کردیا کہ عورتوں کے کیا حقوق ومراتب ہیں اور کس طرح ان کے ساتھ زندگی گذارنی چاہئے۔ ایک موقع پر ارشاد

فرمایا: خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ. تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہوں۔ ایک اور موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا حَسَنَهُمْ خُلُقًا و الطفهم بِاَهْلِهٖ. مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی برتاؤ سب کے ساتھ اچھا ہو اور خاص کر بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف ومحبت کا ہو۔ اس طرح کی تعلیمات کافی ہیں عورتوں کے حقوق کیلئے بس ان پر عمل آوری کی ضرورت ہے اگر صحیح معنوں میں عورتوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے جو اسلام نے بتائے ہیں تو عورت بڑی پاکیزہ زندگی گذارے گی۔

ماہ مارچ میں ۸/تاریخ کو یوم خواتین منایا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں اس موقع پر بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں سیمنار اور سمپوزیم ہوتے ہیں، لمبی لمبی تقریریں ہوتی ہیں اور خواتین کے تئیں ہمدردی کے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ عورت کی ہمدردی میں مگر مچھ کے آنسو بہائے جاتے ہیں۔ اس غریب مخلوق کی مظلومیت کا رونا رویا جاتا ہے، معاشرے میں اسے اس کا جائز حق دلانے کی قسمیں کھائی جاتی ہیں، پستی کے جس غار میں وہ پڑی ہے اسے اوپر اٹھانے کے نعرے لگائے جاتے ہیں، غرضیکہ ہر اعتبار سے ترقی دینے کے پروگراموں کا اعلان ہوتا ہے، نئی نئی اسکیمیں بنائی جاتی ہیں اور اس طرح پورا دن اسی ہنگامے کی نذر ہوتا ہے۔ دنیا کے ہر گوشے میں یہی منظر ہوتا ہے، خواہ امریکہ اور یورپ کے گل وگلزار ہوں یا افریقہ کے ریگزار، ایشیا کے سبزہ زار ہوں یا آسٹریلیا کے صحرا، ہر جگہ ایک ہی نعرہ سنایا جاتا ہے، ہر جگہ ایک ہی نغمہ گایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ ہمیں عورت کو اس کا جائز مقام دینا ہے، ہمیں عورت کو اس سے چھینا ہوا حق واپس دلانا ہے وغیرہ وغیرہ۔

آیئے ذرا غور کیجئے کیا آج کے زمانے میں عورت واقعی اتنی ہی مظلوم ہے جتنا کہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ کیا واقعی وہ معاشرے کی سب سے مظلوم مخلوق ہے، کیا حقیقت میں اس کے سارے حق چھین لئے گئے ہیں اور وہ اپنا سب کچھ گنوا کر جانوروں کی سی زندگی گذار رہی ہے۔ کیا فی الواقع حالات زمانہ نے خاتون خانہ کو اتنا پژمردہ، مضمحل اور افسردہ خاطر کر دیا ہے کہ اس کی دلجوئی کے لئے ہمیں ''ناری شکتی'' کا نعرہ دینا پڑ رہا ہے، موجودہ صورتحال پر ہلکی سی نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ ایسا بالکل نہیں جیسا کہ کہا جا رہا ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں عورت نے دنیاوی اعتبار سے جتنی ترقی کی ہے اتنی پہلے کبھی نظر نہیں آتی۔ حکومت میں وہ شریک، انتظامیہ میں وہ موجود، بزنس کے میدان میں وہ دکھائی پڑتی ہے، تعلیم کے میدان میں اس نے اتنی ترقی کی ہے کہ مردوں کے شانہ بہ شانہ نظر آتی ہے، صحافت کے میدان میں وہ مردوں سے ٹکر لینے کے لئے تیار بلکہ وہ بہت سے ایسے کام جو اب تک مردوں کے لئے مخصوص سمجھے جاتے تھے، ان تک میں اس کی شمولیت ہو چکی ہے، پھر آخر اتنا واویلا کیوں؟ پھر اتنا شور وغوغا کس بنا پر، آخر ترقی کی وہ کون سی منزل ہے جس پر یہ عورت کو فائز دیکھنا چاہتے ہیں۔

اگر صورتحال اور اس کے اسباب پر غور کریں تو یہ حقیقت نکل کر سامنے آئے گی کہ بظاہر آج کی عورت نے بڑی ترقی کی ہے۔ زندگی کے ہر میدان میں وہ مردوں کے شانہ بہ شانہ نظر آتی ہے۔ بلکہ چاند سے آگے سورج پر کمند ڈالتی نظر آئے گی، لیکن یہ دنیا والے جس چیز کو عورت کو ترقی مان رہے ہیں اور اس کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، وہ اصل میں ترقی نہیں بلکہ حقیقت میں ترقی کے نام پر اس غریب کا استحصال ہے۔ اس کی نسوانیت کا مذاق ہے۔ آج کتابوں، میگزینوں کے سرورق پر اور ماس میڈیا کے ذریعہ الیکٹرانک اسکرینوں پر عورت کو پیش کرنا عورت کی عزت

نہیں بلکہ اس کی سب سے بڑی بے عزتی ہے اور ابوالہوسوں کے لئے ان کی ہوس کی تسکین کا سامان ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

مرد وعورت کی الگ الگ ذمہ داریاں

دنیوی ترقی میں واقعی عورت مرد کے شانہ بہ شانہ ہی چل رہی ہے اور کسی بھی شعبہ میں عورت پیچھے نہیں اگر حقیقت کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو عورت کی ترقی یہ نہیں ہے جس کے لئے وہ سرگرداں ہے او رمردوں کی طرح محنت ومشقت برداشت کر رہی ہے اس سے طرح طرح کی برائیاں پھیل رہی ہیں گھر ویران ہو رہے ہیں اولاد تربیت سے محروم ہوتی جا رہی ہے ماں کی ممتا اور پیار جو بچوں کو ملنا چاہئے وہ نہیں مل پا رہا ہے عورت دن بھر آفس میں کام کرتی ہے کبھی رات کی ڈیوٹی کبھی دن کی ڈیوٹی اور مرد بھی کام میں لگا ہوا ہے دونوں تھکے ماندے گھر آتے ہیں اور سو جاتے ہیں کون کسی کی خیریت پوچھے گا صبح ہوتے ہی پھر دونوں اپنی اپنی ڈیوٹی پر چلے جاتے ہیں دونوں کے کام کاج کی وجہ سے گھر میں پیسے تو آ گئے زندگی کی سہولیات تو میسر ہو گئیں اچھے شاندار بنگلے میں کاریں ہیں گھر میں ہر طرح کے ساز وسامان موجود ہیں مگر پھر بھی سکون میسر نہیں اس لئے کہ عورت کا گھر کے باہر قدم رکھنا ہی سارے سکون کو غارت کر دیتا ہے۔ عورت پردے کی چیز اس کو جتنا بھی چھپا ؤ گے اتنی ہی عزت ملے گی۔ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ بیوی بچوں کے کھانے پینے کا نظم کرے ان کا خرچہ برداشت کرے اور عورت کے ذمہ گھریلو کام ہیں اولاد کی تربیت اس کی پرورش گھر کی دیکھ بھال اس طرح اگر مرد وعورت دونوں اپنی اپنی ذمہ داریاں تقسیم کر لیں تو کبھی لڑائی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یوم خواتین منانے کی ضرورت پڑے گی۔ بلکہ ہر عورت چین وسکون کی زندگی گذارے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ماؤں اور بہنوں کو صحابیات والی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضور ﷺ کو عورتوں کی کتنی فکر تھی؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات! نبی کریم ﷺ نے مردوں کو تاکید فرمائی کہ عورتوں کے حقوق کا خیال رکھیں اور تاکید و حکم بھی نہیں فرمایا بلکہ اس کو عملاً دکھایا بھی کہ عورتوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں خدا کی قسم میں یہ منظر دیکھا ہے کہ ایک روز حبشی لوگ مسجد میں نیزہ ماری کا کھیل کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مجھے ان کا کھیل دکھانے کیلئے میرے لئے اپنی چادر کا پردہ کرکے میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہوگئے میں آپکے کاندھے اور کان کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھتی رہی۔ آپ ﷺ میری وجہ سے مسلسل

کھڑے رہے یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود ہی لوٹ آئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس واقعہ سے اندازہ کرو کہ ایک نوعمر اور کھیل تماشہ سے دلچسپی رکھنے والی لڑکی کا کیا مقام ہے۔ بہرحال حضور علیہ السلام نے جو تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں انہیں پر عمل کرلیا جائے تو عورتوں کے ساتھ حقوق اور ہوجائیں مزید کسی کانفرنس پروگرام وغیرہ کی ضرورت نہیں، عورت کو گھر سے نکالنے کی قطعی ضرورت نہیں۔

آج ترقی کے نام پر عورت کو گھر کی دہلیز سے باہر گھسیٹ کر بیچ چوراہے پر لاکر کھڑا کردیا ہے۔ مرد وزن میں مساوات کے نام پر اس کی نسوانیت کا مذاق اڑایا گیا، عزت دینے کے نام پر اس کی سراسر بے عزتی کی گئی، ترقی کے نام پر وہ کلیتاً تنزلی کا شکار ہوئی۔ عورت کا اصل مقام یہ نہیں تھا کہ وہ گھر کو چھوڑ کر باہر نکل جائے اور گھر کا نظام خادموں کے سپرد کردیا جائے۔ اور بچوں کی صحیح تربیت کی ذمہ داری سے منہ موڑ لیا جائے۔ عورت کی ذمہ داری یہ نہیں تھی کہ وہ پیسہ کمانے کی مشین بن جائے۔ چونکہ اس فرض کی ادائیگی کے فقدان کی وجہ سے صالح معاشرہ وجود میں نہ آسکا۔ خاتون خانہ کا مقام اور کام جتنا بلند تھا اس کی طرف سے اس فرض کی کوتاہی کی وجہ سے معاشرہ کو اس کا وبال دیکھنے کو ملا، آج ہم آئے دن اخبارات و ذرائع ابلاغ میں جو جرائم کی بڑھتی ہوئی تعداد دیکھتے ہیں، اس میں ایک بڑا سبب عورت کا اپنی ذمہ داری کو ادا نہ کرنا بھی ہے۔ یہ تو صرف ایک آفت اور نقصان ہے، اس سے بڑھ کر اور اس سے پہلے خود اس عورت کو جو گھر سے باہر ترقی اور مساوات کے نام پر نکلی تھی، خود اپنی عزت کو بچانے کے لالے پڑتے نظر آئے، وہ اعداد وشمار تو اب بہت پرانی بات اور بیتی کہانی بن چکے ہیں، جن میں گھر سے باہر دفتروں میں کام کرنے والی خواتین کے Sexual Harasment (جنسی استحصال) کی بابت نشاندہی کی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آج عورت کو آزادی کی ضرورت نہیں اس لئے

کہ وہ تو مکمل آزاد ہے، ہاں اسے تحفظ کی ضرورت ہے اور جو تحفظ اسلام نے عورت کو دیا ہے وہ دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دیا۔ کیا ہم آج جب کہ دنیا ''ویمنس ڈے'' منا رہی ہے، عورت کی حقیقی ترقی اور اس کی حقیقی ذمہ داری پر غور کریں گے؟

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم عورت کو صرف اور صرف گھر کی چہار دیواری میں قید کرنا چاہتے ہیں اور گھر سے باہر قدم نکالنا اس کے لئے گناہ عظیم کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کی ترقی اور مساوات کے نام پر جس طرح عورت سے اس کا گھر چھڑا دیا گیا ہے ہم اس ذہنیت اور اس فکر کے خلاف ہیں، ورنہ یہ بات کس سے پوشیدہ ہے کہ جب قوم کو ضرورت پڑی ہے تو یہی خاتونِ اسلام گھر سے باہر بھی نکلی ہے اور مختلف میدانوں میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ غزوہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ ازواج مطہرات اور صحابیات کا نکلنا اور تزکیۂ نفس میں رابعہ بصریہ اور سیدہ زینب جیسی خواتین کا بلند مقام، سماجی اور ملی خدمات میں زبیدہ زوجہ ہارون رشید کا تاریخی اور انقلابی اقدام۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کی مثالیں دیگر قومیں ابھی بھی دینے سے قاصر ہیں۔ ان عظیم خواتین نے یہ عظیم خدمات گھر کی چہار دیواری کے اندر رہتے ہوئے انجام دی ہیں۔ ہمارے نزدیک ''ویمنس ڈے'' کا انعقاد اور بڑے بڑے پروگراموں کا اعلان صرف ایک فیشن ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں اور بہ حیثیت خیر امت ہمارا یہ دینی واخلاقی فریضہ ہے کہ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں اور جو باعزت مقام دیا ہے وہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ انسان دنیا سے رخصت ہوتے وقت جو اہم ترین بات ہو بس وہ کہتا ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت جو آخری نصیحت فرمائی وہ یہ تھی: ''اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْـرًا'' نبی آخر الزماں ﷺ کو عورت کی کتنی فکر تھی، اسی واقعہ سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیا عورتوں کی ترقی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اس پر غور کریں گے؟

کوئی عادت تو پسند ہوگی

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لا یفرک مومن مومنة ان کرہ منھا خلقا رضی منھا آخر** کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا۔ اس کو نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ اگر اس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو دوسری کو عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔ قرآن کریم میں بھی اس کی ہدایت دی گئی ہے: **وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا كَثِیْرًا.** اور بیویوں کے ساتھ مناسب ومعقول طریقہ سے گذاراں کرو اگر وہ تمہیں ناپسند بھی ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو اور اللہ نے اس میں بہت خیر وخوبی رکھی ہو۔ یہ ہے اسلامی تعلیمات عورتوں کے متعلق سے ان پر عمل کرنے سے دین بھی بنے گا اور دنیا میں بھی ہم خوشگوار زندگی گذار سکیں گے۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **انما المرأة ماتت وزوجھا راض دخلت الجنة** جس عورت کا انتقال اس حال میں ہو کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

اسلامی احکام وقوانین فطرت انسانی کے موافق ہیں انہیں کے ذریعہ دنیا میں امن وامان قائم ہوسکتا ہے۔ آیئے عہد کریں کہ خود بھی اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کریں گے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں گے۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

نماز تہجد کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَةً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ سامعین ماؤں اور بہنو! آج اس مجلس میں تہجد کی فضیلت کے عنوان سے کچھ باتیں عرض کرنی ہیں۔ صحابہ کرام اور بعد کے اولیاء عظام نماز تہجد کی بڑی پابندی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ابتدائے اسلام میں تہجد کی نماز فرض تھی صحابہ کرام کم از کم ایک تہائی رات تہجد میں گذارا کرتے تھے بعض تو اپنے بال رسی سے باندھ لیا کرتے تھے تاکہ اگر نیند آئے تو جھٹکا لگ کر تکلیف سے نیند کھل جائے اور بعض صحابہ تو رات بھر سوتے نہ تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ نیند لگ جائے اور ایک تہائی جاگنا بھی نصیب نہ ہو۔ سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ نے نماز تہجد کی فرضیت کا ذکر کیا اور پھر اسی سورت میں فرضیت کے سقوط کا بھی ذکر کیا ہے: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ

الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ. قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا. نِصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا. اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا. اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا. اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِیْلًا. اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا. وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا. ''اے کپڑے میں لپٹنے والے (خطاب ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) رات کھڑے رہا کرو، مگر تھوری سی رات یعنی نصف رات میں آرام کرو یا اس سے کسی قدر کم کرو یا نصف سے کچھ بڑھا دو، مطلب یہ ہے کہ مقدار قیام کی تین صورتوں میں اختیار ہے، دو تہائی رات، ایک تہائی رات اور اس قیام میں قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو۔ ہم آپ پر ایک بھاری کلام ڈالنے والے ہیں بیشک رات کا اٹھنا نفس کے کچلنے میں خوب موثر ہے اور بات خوب نکلتی ہے، بیشک آپ کو دن میں بہت کام رہتا ہے اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے تعلق قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو۔''

ان آیات میں اللہ جل شانہ وعم نوالہ، نے رات کے قیام کی تاکید اور اپنی ذات سے تعلق پیدا کرنے کی ترغیب و تاکید فرمائی ہے گویا اللہ نے اپنی ذات سے تعلق قائم کرنے کا نسخہ بتلا دیا ہے تاکہ بندہ اسباب کے پیچھے زیادہ نہ دوڑے کام صرف اسباب کے درپے ہونے سے نہیں بنتا شور، ہنگامہ، جلسہ، جلوس سے کام نہیں بنتا، بلکہ اللہ کے سامنے رونے اور گڑگڑانے سے کام بنتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آیا ہے: ''اذا حزبہ امر بادر الی الصلوٰۃ'' جب آپ کو کوئی پریشان کن امر پیش آتا تھا تو آپ نماز کی طرف سبقت کرتے تھے، ہر مسئلہ کا حل نماز تھی، آج ہر مسئلہ کا حل ترک صلوٰۃ میں سمجھ لیا گیا ہے۔

ترکیب و تدبیر اختیار کرنے کو منع نہیں کیا گیا ہے، لیکن ان چیزوں سے وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا، سب سے آسان چیز اللہ سے تعلق پیدا کرنا ہے، حدیث قدسی

ہے: ”جب بندہ اللہ کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو اللہ اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتے ہیں، جب اللہ کی طرف بندہ چل کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتے ہیں، کس قدر جلد واصل الی اللہ ہو جائے گا، اللہ سے تعلق جوڑ و سارا کام بن جائے گا، اوپر کی آیات میں تہجد کی نماز کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، یہ نماز اللہ کا خاص عطیہ ہے، اپنی ذات سے تعلق جوڑنے کا طریقہ قیام لیل بتایا ہے، حضور ﷺ نے عمل کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دکھلایا ہے، حضور ﷺ رات میں اتنا قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک ورم ہو جاتے تھے اور ہم سے دو رکعت بھی نہیں ہو سکتی، کتنے افسوس کی بات ہے، ہائے ہم بھی تو آپ ﷺ ہی کے امتی اور نام لیوا ہیں۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ تہجد دو رکعت ہے چار رکعت اور آٹھ رکعت کا بھی قول ہے، ہمارے اکابر کا معمول آٹھ رکعت کا تھا، ایک مرتبہ حضرت شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ اجی تہجد ایک رکعت بھی ہے، مثلاً کسی نے صبح صادق سے پہلے ایک رکعت پڑھا اور صبح صادق کے بعد دوسری رکعت پڑھا تب بھی تہجد ہوگئی۔ تہجد کی نماز اسلاف صلحاء، کا شیوہ اور معمول یہ تھی، لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے حالات اچھے ہوں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ حالات کی درستگی کا دار و مدار اعمال ٹھیک کرنے پر ہے، جو قیام لیل کا عادی بنے گا، اس کے رات دن اچھے ہوں گے اور جب رات دن بہتر ہوگا تو ساری چیزیں ٹھیک ہو جائے گی۔ نماز کے خیرات و برکات بے انتہاء ہیں کہ جس کو کچھ ملا ہے اسی نماز کی برکت سے ملا ہے۔

ہر رات کے پچھلے حصہ میں کچھ دولت لٹتی رہتی ہے
جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے جو جگتا ہے وہ پاتا ہے

افسوس! آج امت اس سے یکسر خالی ہے، قرآن میں دوسری جگہ ہے: ”وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ“، محدثین نے مستقل باب قائم کیا ہے۔

تہجد کا معمول بنائیں

ایک معمول بنا لینا چاہئے کہ ہر روز ہم کو اتنی رکعتیں تہجد پڑھنی ہیں کوئی مشکل کام نہیں ہے ہمت و ارادہ کریں تو ضرور اللہ توفیق عطا فرمائیں گے۔ ہم کوشش ہی نہ کریں اور یہ سوچیں ہر چیز یوں ہی مل جائے آخر دنیا کی چند کوڑیوں کی خاطر کتنی مشقتیں اٹھاتے ہیں۔ ریلوے ملازم راتوں رات جاگتے ہے کیا ان کو نیند نہیں آتی یقیناً نیند آتی ہے مگر ان کی نظر تنخواہ پر ہوتی ہے۔ اسی طرح ہم کو اپنی نیند قربان کرنے کے پابندی کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھنی اور ہمارے نظر آخرت پر ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے راتوں میں اٹھکر تہجد پڑھنے والوں کے لئے عظیم نعمتیں تیار کر رکھی ہے۔

ان کی کروٹیں ان کے بستروں سے جدا رہتی ہیں وہ لوگ اپنے رب کو امید وخوف کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں سو کسی کو بھی نہیں معلوم جو کچھ چھپا دی گئی ہیں ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ ہے اس کا جو وہ کیا کرتے تھے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ میں اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں وہ نعمتیں چھپا رکھی ہیں جو نہ آنکھوں دیکھی نہ کانوں نے سنی نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گذرا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

جہیز سماج کا ایک ناسور ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْراً وَّ نِسَآءً . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! جہیز ہمارے معاشرہ کا ایک بہت ہی گھناؤنا ناسور بن چکا ہے جس نے کتنی ہی غریب بچیوں کا سہاگ لوٹ لیا۔ جہیز کی کثرت ہی نے بہت سی لڑکیوں کو خودکشی پر مجبور کر دیا اور سینکڑوں ہزاروں دوشیزائیں آج بھی بن بیاہی بیٹھی ہیں اس لئے کہ ان کے والدین کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ وہ سامان جہیز خرید سکیں اور لالچ رکھنے والے دامادوں کو دے سکیں حیرت وافسوس اس بات پر ہے کہ ہم جس مذہب کے پیروکار ہیں وہ شادی میں زیادہ خرچ کرنے کو انتہائی ناپسند کرتا ہے۔ محسن انسانیت ﷺ

فرماتے ہیں: ”اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً“ سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہے کیا مسلم معاشرہ اس حدیث پر عمل کر رہا ہے اور فضول خرچیوں سے احتیاط کرتا ہے۔

شادی کے لئے جہیز کو لازمی شرط سمجھا جاتا ہے جب تک والدین کے پاس جہیز کا سامان خریدنے کے پیسے نہ ہوں شادی ہی نہیں ہوتی، ہمارے معاشرے میں بہت سی غریب اور متوسط گھرانوں کی لخت جگر اسی وجہ سے بن بیاہی رہتی ہیں کہ والدین کے پاس اتنی جمع پونجی نہیں کہ بچیوں کا جہیز تیار کر سکیں اور اگر رشتہ ہو بھی جائے تو جہیز کی شرط پوری کرنے کے لئے بیچارے غریب شخص کو بعض اوقات ناجائز ذرائع (دھوکہ دہی، خیانت، فریب، رشوت، جعل سازی) اختیار کرنے پڑتے ہیں اور اگر کوئی باضمیر شخص ہے تو وہ بے چارہ قرض کے بوجھ تلے اپنے آپ کو دبا لیتا ہے۔

لاکھ اسلامی تعلیمات کا حوالہ دے لیجئے، سمجھا لیجئے کہ ہم جس مذہب کے پیروکار ہیں وہ انسانیت پر ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکتا، وہ تو نیکی، خیرخواہی سہولت کا درس دیتا ہے اسلام یہ حکم نہیں دیتا کہ لاکھوں روپئے کا جہیز اکٹھا کر کے بیٹی کی رخصتی کرو، یا کسی کی بیٹی کو لاکھوں کے جہیز کے ساتھ بیاہ کر لاؤ، وہ بیٹیوں کو بوجھ قرار نہیں دیتا بلکہ نبی پاک ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق بیٹیاں تو رحمت ہیں پھر یہ جہیز کی ظالمانہ رسم اللہ کی رحمت کو زحمت بنانے کے مترادف ہے۔

زندگی کتنی دشوار، کس قدر مشقتوں بھری اور اذیت ناک ہے اس رسم جہیز کے ہاتھوں یہ پوچھئے اس باپ سے جس کے ہاتھ محنت ومشقت کرتے کرتے شل ہو چکے ہیں اور اپنی غربت وناداری اور روز افزوں بڑھتی ہوئی مہنگائی کے سبب ہر روز جیتا ہے اور مرتا ہے مگر بیٹیوں کے جہیز کی فہرست ہے مکمل ہونے کا نام ہی نہیں

لیتی، آنکھوں میں بیٹیوں کے گھر بسنے کا خواب کرچیاں چھا دیتا ہے۔ ذرا اس ماں کے دل سے تو پوچھیئے جس کے ہاتھ سلائی مشین چلاتے چلاتے اور گھروں میں برتن دھوتے دھوتے عجیب کھر درے ہو گئے ہیں، جو ہر لمحہ اپنی بیٹی کو سرخ ملبوسات اور اسکے حنائی ہاتھوں میں کھنکتی چوڑیاں سجانے کا خواب دیکھتی ہے اور سوچتی ہے کہ کب وہ دن آئے گا جب میرے یہ خواب حقیقت میں بدل جائیں گے۔

بھائیوں کے لئے بہنوں کو ڈولی میں بٹھانے کا ارماں لمبی مسافتوں کے کتنے طویل سفر کراتا ہے، یہ معلوم کیجئے اس بھائی سے جو دیار غیر میں تیز دھوپ کی تمازت اور خود اپنے ہاتھوں سے کھانا بنانے اور کپڑے دھونے کی دقت جھیل رہا ہے مگر اس کی اتنی طویل مسافت تھکا دینے والی محنت اور زائد اوقات میں کام کرنا اسے یہ احساس دلاتا ہے کہ میں جو گھر والوں سے دور دیار غیر کی خاک چھار رہا ہوں اس میں سے ابھی تک اتنا سونا نہیں نکلا جس سے میری بہن کے جہیز کا زیور بن سکے وہ مہندی جو دلہن کے ہاتھ پر لگتی ہے، کتنی مہنگی ہوگئی، اس لئے کہ بہن کی ضروریات کا سامان اس کا دل خوش کرنے کے لئے دیا جاتا ہے مگر اس رسم جہیز کی وجہ سے جہیز کی نمائش بھی ضروری سمجھی جاتی ہے اور تصور یہ ہے کہ جہیز ایسا ہو کہ دیکھنے والے خوش ہوں اور اس کی تعریف کریں۔

بہت سے والدین دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بیٹا دے، بیٹی نہ دے، وہ اس لئے کہ بیٹیوں کو رخصت کرنے کے ہمارے یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو پائیں، انہیں ہر لمحہ یہ خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ:

ہر مصیبت سے بچا لائیں گے بیٹی کو مگر
جب جواں ہوگی جلادی جائے گی

ایسے میں ان کے وجود گیلی لکڑی کی مانند سلگنے لگتے ہیں۔

اس سلسلے میں اصلاح معاشرہ کے بے شمار پروگرام ہوتے ہیں بہت سے احباب مضامین لکھتے ہیں بہت سے مقتدا کہلانے والے حضرات بھی اس لعنت سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہیں کرتے، اسٹیج پر، مساجد میں، اور نا جانے کہاں کہاں اصلاح معاشرہ سے متعلق بیان ہوتا ہے اور اس پر کتنا عمل ہوا اور ہو رہا ہے یہ ہم سب کے سامنے ہے۔

فضول خرچی سے اجتناب کریں

آج کے دور میں شادی اتنی مہنگی ہوگئی ہے کہ غریب تو غریب ایک متوسط درجہ کا آدمی بھی شادی کے نام پر ایک عرصہ سے رقم جمع کرتا ہے کہ کل کے روز بچیوں کی شادی کرنی ہے ہزاروں نہیں لاکھوں روپے شادی محل کے لئے اور کھانے کا انتظام کرنے کے لئے لاکھوں روپئے لڑکی کے زیورات کے لئے لاکھوں روپے اور سامان جہیز کے لئے لاکھوں روپئے اتنی کثیر رقم خرچ کر کے شادی کی جاتی ہے اور بعض دفعہ خلع اور طلاق وغیرہ کا مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور عمر بھر کمائی ہوئی پوری پونجی ڈوب جاتی ہے اور آدمی کنگال ہو کر رہ جاتا ہے۔ فضول خرچی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں لڑکے کے والدین توجہ دینے کی ضرورت ہے خود منع کردینا چاہئے کہ میرے بیٹے کو کچھ نہیں چاہئے صرف نکاح کرکے لڑکی رخصت کردو شادیوں پر خرچ کی جانی والی رقم پر کنٹرول کرنے کی سخت ضروری ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

خیر وشر کے ذریعے انسان کی آزمائش

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً، وَاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اللہ تعالیٰ انسان کی آزمائش مختلف طریقے سے کرتا رہتا ہے کبھی مال دے کر کے کبھی غربت وافلاس میں مبتلا کر کے ان دونوں موقعوں پر مسلمانوں کو بڑی ہوشیاری سے کام لینا چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اگر فاقہ وتنگدستی ہے تو صبر کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ. اگر میرا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ میں تمہیں دونگا اور

اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دیا: اِعْمَلُوْآ اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ. اے داؤد کے گھر والو کام کرو شکر مان کر میرے بندوں میں شکر کرنے والے بہت کم ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ رب العزت نے بڑے احسانات فرمائے تھے۔ نبوت ورسالت بھی عطا فرمائی تھی اور حکومت وسلطنت سے بھی نوازا تھا کہتے ہیں داؤد علیہ السلام نے تمام گھر والوں پر اوقات تقسیم کر دیئے تھے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی وقت ایسا نہ تھا جب ان کے گھر میں کوئی نہ کوئی شخص عبادت الٰہی میں مشغول نہ رہتا ہو۔ اللہ داؤد علیہ السلام کو بڑی عمدہ آواز عطا فرمائی تھی۔ آج بھی لحن داؤدی مشہور ہے بہر حال نعمتوں پر شکر گذاری ہمارا فریضہ اور ذمہ داری ہے۔

وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً الآیۃ: یعنی ہم تمہاری آزمائش کریں گے خیر اور شر کے ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں کبھی آزمائش مال دے کر ہوتی ہے کہ اس حال میں میرا بندہ شکر کرتا ہے یا ناشکری، میری اطاعت کرتا ہے یا نافرمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی آزمائش ہوتی ہے فقر وفاقہ اور تنگدستی کے ذریعہ اور مومن کی تو ہر حالت میں کمائی ہے، اچھے حال میں ہے تو شکر کے ذریعہ اور تنگدستی کے حال میں ہے تو صبر کے ذریعہ، ہر حال میں اس کو اجر ہی ملتا ہے، ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ مومن کا عجیب حال ہے کہ ہر حالت میں اپنی کمائی کر لیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صحت ہو یا بیماری، فقر وفاقہ ہو یا مالداری اس کا کوئی حال اس سے خالی نہیں جس میں وہ کمائی نہ کر سکتا ہو، فقر وفاقہ اور تنگدستی وبیماری ہو تو صبر کے ذریعہ اور مال وغنا ہے تو شکر کے ذریعہ۔

لیکن ہم لوگوں کی یہ حالت یہ ہے کہ اس راہ سے لینا اور ثواب کمانا جانتے ہی نہیں، اور مال آیا تو تکبر کرنے لگے اور اللہ کو بھول گئے، اللہ کے دیئے ہوئے مال کو

اللہ کی نافرمانی میں صرف کرنے لگے، لوگوں کے حقوق ضائع کرنے لگے، اللہ نے مال دیا تو سب سے پہلے گھر میں ٹی وی لے آئے اور عیش وعشرت اور غفلت میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کو بھول گئے۔ اور اگر ذرا کوئی تنگی اور پریشانی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی ناشکری شروع کردی، بیماری لگ گئی تو جزع فزع کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے لگے، سال بھر تک اللہ نے صحت مند رکھا، کچھ احساس نہیں اس کے شکر کی توفیق نہیں، ایک دن سر میں درد ہو گیا کوئی بیماری لاحق ہوگئی، بس جزع فزع کردی، سال بھر تک اللہ نے پیٹ بھر کھانا کھلایا ایک دن فاقہ ہو گیا چند روز تک چٹنی روٹی کھانی پڑ گئی بس شکوہ شکایت کرنے لگے، بے صبری کا ظہور ہونے لگا، ارے صاحب بڑی تنگدستی ہے، چٹنی روٹی کھاتے کھاتے اکتا گئے اور سال بھر تک گوشت روٹی سے پیٹ بھرا اس کا ذکر نہیں، اس کو یاد کر کے شکر نہیں کرتے۔

صبر وشکر سے کام لیں

حضور نبی کریم ﷺ اگر چاہتے تو مدینہ کے پہاڑ سونا بن کر آپ کے ساتھ پھرا کرتے۔ مگر یہ پسند نہ کیا اور خود فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں دوسرے دن بھوکا رہوں جس دن کھاؤں اس دن اللہ کا شکر ادا کروں اور جس دن بھوکا رہوں اس دن صبر کروں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے سے تشریف لے گئے مگر دو روز جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ ایک دفعہ گھر میں تشریف لے گئے عرض کیا کھانے کے لئے کچھ ہے معلوم ہوا روٹی اور سرکہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لاؤ، روٹی اور سرکہ تناول فرما رہے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ کتنا شاندار کھانا ہے اور ہم ہیں کہ دسیوں قسم کا کھانا کھا لیتے ہیں مگر کبھی ادائے شکر کی توفیق نہیں ہوتی۔ نبی کریم علیہ السلام کے گھر میں دو دو مہینے تک چولھے

نہیں جلتے تھے کھجور اور پانی پر گذرا ہوتا تھا کیا آج کے اس دور میں کوئی ایسا ہے۔ غریب شخص بھی دو تین وقت پیٹ بھر کر کھاتا ہی ہے اور اس پر بجائے شکر ادا کرنے کے ناشکری اور فقر وفاقہ کا واویلا کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو حکم دیا میرا شکر ادا کرو۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا یا اللہ میں کیسے تیری نعمتوں پر شکر ادا کروں کیونکہ شکر بھی ایک نعمت ہے اگر میں ہزار بار شکر کروں تو یہ بھی تیری ہی توفیق سے ہوگا اور یہ بھی ہزار نعمتیں ہوتیں پھر کیسے شکر ادا کر سکتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: اے داؤد علیہ السلام یہی میرا شکر ہے۔ شکر گذار بندے اللہ کو بہت پسند ہیں۔ اسلئے ہر حال میں شکر کرنا چاہئے۔ اور اگر تھوڑے بہت حالات پیش آجائیں تو ان پر صبر کرنا چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

پردے کا حکم کیوں؟

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے پردے کا حکم کیوں؟ اسی تعلق سے کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کرنی ہیں۔ عورتوں کے لئے خواہ وہ کسی بھی قوم ومذہب کی ہوں پردہ کرنا چاہئے اسی میں ان کی عزت وناموس محفوظ رہے گی پردہ شرم وحیا کا پیکر ہے ایسی عورتوں کو معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

مسلمان عورت کو اس کا صاف اور صریح حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں کے اختلاط او رمیل جول سے بچے اور ان تمام لغزشوں سے حفاظت کے لئے زیب

وآرائش کے اظہار اور بن ٹھن کر نکلنے کی ممانعت سختی کے ساتھ کی گئی ہے حتی کہ حکم ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھے، قرآن کریم نے اس کی تفصیل سے ہدایت کی ہے اور بغیر کسی تفریق کے حکم دیا ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ. (اور فرما دیجئے مسلمان عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی جگہوں کو ظاہر نہ کریں، مگر جو کھلی ہی رہتی ہیں۔ جس کے چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہیں)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اسی ایک حکم پر عمل کیا جاتا تو آج بے حیائی کے یہ مناظر دکھائی دیتے ہیں ان کا نام ونشان تک نہ ہوتا اور آزادی وبے باکی پرورش نہ پاتی، تجربہ بتلاتا ہے کہ جس زمانہ تک مسلمان مردوں اور عورتوں نے اس حکم پر سختی سے عمل کیا پورے پورے ملک میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہ آیا جو بے حیائی کا مرقع کہلایا جاسکتا اور صرف یہی نہیں کہ کوئی برائی میں مبتلا ہوتا، کسی کی یہ مجال تک نہ ہوتی کہ وہ کسی عورت کی طرف بری نگاہ اٹھا سکے اور آج بھی جن مسلمان ملکوں میں حیا وپاکدامنی کا یہ شعاء قائم ہے وہاں برسوں گزر جاتے ہیں، مگر کسی عورت کے بے آبروئی کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں آتا، لیکن ایک آدھ ملک کے علاوہ ہر ملک میں بے حجابی کی منظم تحریکیں چلائی گئیں اور ان پاکباز بیبیوں کو (جن کو نگاہ تک نیچی رکھنے کا صریح حکم ہے) آوارہ پھرنے اور غیر مردوں سے اختلاط کی تلقین کی گئی، اس کیلئے ایسے دلکش انداز اور دل آویز طریقے اختیار کئے گئے اور چاروں طرف ایسا ماحول بنایا گیا کہ حجاب فرسودہ اور ناقابل عمل طریقہ سمجھا جانے لگا، وہ مسلمان خاندان جو نئی تعلیم سے آراستہ تھے اور یورپین تہذیب وتمدن کے دلدادہ تھے، وہ حجاب ونقاب کو

باعث شرم سمجھنے لگے، غیر مردوں اور غیر عورتوں کا اختلاط، دوستی اور بے تکلفی، رقص وسرور، جسموں کی آرائش وزیبائش اور مختلف طریقوں سے ان کا اظہار عین ترقی یافتہ سمجھا جانے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے حیائی کے تمام وہ مناظر سامنے آئے جن کے تصور سے بھی اب سے پہلے کوئی مسلمان عورت کانپ اٹھتی تھی۔

ان تمام فحش کاریوں اور بے حیائی کے مناظر کے سلسلے کی پہلی کڑی چہرے سے نقاب الٹنے کی تحریک تھی، جس کو قرآن وحدیث کے نام اور تہذیب وتمدن کے واسطے سے شروع کیا گیا اور یہ بات اتنی بڑھی کہ رقص گاہوں ،کلبوں اور ان میں اختلاط اور بے تکلفی کو نا کافی سمجھا گیا اور ایسے ایسے طریقے نکالے گئے ہیں کہ جس کے بعد بے حیائی کا شاید ہی کوئی درجہ ہو۔

عورت گھر کے باہر زینت نہ اختیار کرے

قرآن کریم میں کئی جگہوں پر پردے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ازواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے حکم ساری ہی عورتوں کو ہے: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى. اور گھروں میں قرار پکڑو یعنی بلا شدید ضرورت کے گھروں سے باہر ہرگز نہ نکلو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے بناؤ سنگار کرنے کی طرح بناؤ سنگار نہ کرو ظاہر سی بات ہے یہ حکم ہے ہر ایک عورت اس کی مکلّف ہے اور ازواج مطہرات تو بلا شبہ زمانہ جاہلیت میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتی تھیں۔ قرآن عظیم نے جس سے منع کیا تھا آج پھر خواتین اسی کی طرف لوٹ رہی ہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ بناؤ سنگار اور زیب وزینت اختیار کیا جاتا ہے۔ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ. اور اپنے پاؤں کو زمین پر نہ ماریں تا کہ جان لیا جائے ان کا بناؤ سنگار جس کو

وہ چھپاتی ہیں یعنی چال ڈھال ایسی نہ ہونی چاہئے کہ زیور وغیرہ کی آواز جانب کو ادھر میلان اور توجہ ہو بسا اوقات اس قسم کی آواز صورت دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کے لئے محرک ہوجاتی ہے۔ اس لئے ہر ایسے طریقے احتیاط کرنی لازمہ ہے جس کی وجہ سے گناہوں میں ملوث ہونے کا اندیشہ ہو۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ’’النسآء حبائل الشیطان‘‘ عورتیں شیطان کی جال ہیں۔ جس طرح شکاری جال کے ذریعہ مچھلیوں کا شکار کرتا اسی طرح شیطان عورت ہی کے ذریعہ مردوں کو پھانستا ہے اور ان کو شکار کرکے گناہ کے لئے آمادہ کرتا ہے اس لئے عورتوں کو گھر سے نکلنا ہی نہیں چاہئے اور اگر نکلنے کی شدید ضرورت ہو تو مکمل پردے کا خیال کر کے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جیسے ضرورت پوری ہوجائے فوراً واپس لوٹ آئے۔ اس لئے دن بدن حالات خراب ہوتے جارہے ہیں۔ جگہ جگہ نفسانی جذبات کو بھڑکانے والی تصاویر گلی ہوتی ہیں اور جب باہر نکلیں گے تو بلاشبہ ان تصاویر پر نظر پڑے گی اس لئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ باہر نہ جانا پڑے۔ آج کل جو یہ رواج بن گیا ہے کہ گھر کا سودا عورت ہی خرید کر لائیں گی یہ بھی فتنہ ہے یہ تو مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ سودا خرید کر لائے عورت کی ذمہ داری گھر کے اندر ہے نہ کہ باہر۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور مسلم خواتین کی مکمل حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

جہیز کی لعنت سے کیسے چھٹکارا ملے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے جہیز کی لعنت سے کیسے چھٹکارا ملے۔ یہ لمحہ فکریہ ہے جہیز کی لعنت نے آج مسلم معاشرے کو تباہ وبرباد کرکے رکھ دیا ہے سینکڑوں ہزاروں جوان بیٹیاں بن بیاہی گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں ان کے شادی کا بندوبست نہیں ہورہا ہے۔غریب اور بوڑھے والدین کی کمر کماتے کماتے دوہری ہوگئے جوان بیٹیوں کو دیکھ کران کی نیندیں حرام ہوجاتی ہیں اور جب جوڑا تلاش کرنے کے لئے نکلتے ہیں تو لڑکے والدین سامان جہیز کا مطالبہ کرکے ان کو مایوس کررہے ہیں اورلڑکی کے غریب والدین پر ذرا بھی رحم نہیں

کرتے کہ آخر بوڑھا باپ جس نے اپنی بیٹی کو پال پوس کر بڑا کیا اوراب ہمارے حوالہ کررہا ہے یہی بہت بڑی قربانی ہے کتنے تو ایسے بے شرم ہوتے ہیں کہ زبان کھول کر مطالبہ کرتے ہیں بلکہ سامان کی ایک لمبی فہرست بھی حوالہ کردیتے ہیں کہ یہ سب چیزیں آپ کو دینی ہیں تب شادی ہوگی۔اس معاملے میں سب سے زیادہ ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو کھاتے پیتے امیر اور دولت مند گھرانے کہلاتے ہیں اس عذاب سے نجات اس وقت تک نہیں ہوسکتی ہے جب تک کھاتے پیتے اور امیر کہلائے جانے والے لوگ اس بات کا اقدام نہ کریں کہ ہم اپنے خاندان میں شادیاں اور نکاح سادگی کے ساتھ کریں گے اوران غلط رسموں کو ختم کردیں۔اس وقت تک تبدیلی نہیں آئے گی۔اس لئے کہ ایک غریب آدمی تو یہ سوچتا ہے کہ مجھے اپنی سفید پوشی برقرار رکھتے ہوئے اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے مجھے کام کرنا ہی ہے اس کے بغیر میرا گزارہ نہیں ہوگا۔اگرلڑکی کو جہیز نہیں دیں گے تو سسرال والے طعنہ دیا کریں گے کہ کیا لے کر آئی اورلڑکی کو ستائیں گے کہ جیسا کہ آج کل لڑکیوں کو ستایا جارہا ہے ان لوگوں کو جو نکاح سے مال ودولت یا عزت وناموس یا کسی اور چیز کے طالب ہوتے ہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے دین دنیا ہلاکت وبربادی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ جوڑے اور جہیز کے لئے شادی کرنے والے ذرا ہوش سے اللہ کے نبی صادق المصدوق کا ارشاد سن لیں آپ ﷺ فرماتے ہیں (جو کسی عورت سے اس کی (دنیوی) عزت وحیثیت کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ذلت ہی میں اضافہ کرے گا۔اور جو اس کے مال کے سبب شادی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے فقر وافلاس ہی میں اضافہ کرے گا، اور جو اس کے مال کے حسب ونسب کی وجہ سے نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اور پست کرے گا، اور جو عورت سے صرف اس لئے نکاح کرتا ہے کہ اس کی آنکھ نیچی رہے اور شرم گاہ محفوظ رہے اور صلہ رحمی

کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں (مرد وعورت کو) ایک دوسرے کے لئے مبارک بنائے گا۔ (الترغیب وترہیب) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے حق میں بددعا کی ہے یا اطلاع وخبر دی ہے جو لوگ نکاح مال ودولت یا جاہ وعزت کے لئے رچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ تنگ دستی میں مبتلا کرے گا یعنی ان کے مال میں برکت نہ ہوگی۔

آج جہیز کو شادی کا ایک لازمی حصہ سمجھ لیا گیا ہے گھر کی ضرورت کا سامان مہیا کرنا جو شوہر کے ذمے واجب تھا وہ آج بیوی کے باپ کے ذمے واجب ہے۔ گویا باپ اپنی بیٹی اور لخت جگر کے ٹکڑے کو بھی دے اور اس کے ساتھ اس کے شوہر کو لاکھوں روپیہ بھی دے اور گھر کا فرنیچر مہیا کرے اور اس طرح وہ دوسرے کا گھر آباد کرے۔ یہ سب جہیز کا لین دین جیسا کہ لوگوں کا معمول بن گیا ہے کہ بے شرمی کیساتھ مطالبہ کر کے لیتے ہیں ناجائز اور حرام ہے اسی طرح اگر لڑکی کے والدین بھی اپنی شان دکھانے کے لئے نمائش کر کے کرتے ہیں تو یہ بھی حرام ہے۔ یعنی جوڑے گھوڑے کا لین دین غلط یعنی قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ ٹھیک ہے اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو بغیر کسی زبردستی کے اور بغیر مطالبے کے اپنی خوشی سے کچھ دینا چاہتا ہے تو سادگی کے ساتھ کچھ دے دے تو کوئی حرج نہیں بہرحال جو مالدار کھاتے پیتے گھرانے کہلاتے ہیں ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جب تک وہ اس سادگی کو نہیں اپنائیں گے اور اس کو ایک تحریک کی شکل میں نہیں چلائیں گے اس وقت تک اس عذاب سے نجات ملنی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے یہ بات دلوں میں ڈال دے۔ آمین۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شادی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ میں سے ہیں لسان نبوت نے دنیا ہی میں ان کو جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری سنادی۔ نبی کریم ﷺ سے حد درجہ قربت رکھنے والے اعلی درجہ کے رفیق اور ساتھی مگر ان کی شادی واقعہ سماعت فرمائیں۔ ایک دفعہ وہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں شریک ہوئے آپ علیہ السلام نے ان کے جسم پر کچھ نشانات دیکھے دریافت کیا، کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں ایک انصاریہ عورت سے شادی کی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے ناگواری کا اظہار فرمایا۔ غصہ نہیں ہوئے بلکہ فرمایا! ''ولم لو بشاۃ'' ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری سے ہو غور فرمائیں کہ اگر ہمارے یہاں کوئی ادنی تعلق رکھنے والا شخص بھی شادی کرے اور ہمیں نہ پوچھے تو ہم کو کتنی ناگواری ہوگی مگر آپ علیہ السلام کے دور میں ایسا نہیں تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے نکاح پڑھوانا الگ رہا اطلاع دینے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ واقعی شادی اسی طرح سادگی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ تب جا کر معاشرے کی اصلاح ہوسکتی ہے اور لوگوں کی پریشانیاں ختم ہوسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلم معاشرے میں پھیلے ہوئے جہیز جیسے ناسور کو ختم فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

واک اور ورزش بھی سنت ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَقَدْ کَانَ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! ہمارا مال ہمارا جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہمارے اوپر عائد ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنے جسم کی حفاظت نہیں کرتے ہیں تو قیامت کے روز اس کے بارے میں بھی سوال ہوگا خصوصاً آج کے دور میں جب کہ ہر چیز نقلی آرہی ہے کوئی سامان کھانے پینے کے تعلق سے بازار میں خریدنے کے لئے چلے جائیں تو اصلی سامان ملنا مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ اب بیماریاں بڑھتی جارہی ہے اور نئی نئی بیماریاں جن کا ہمارے باپ دادا نے نام بھی نہیں سنا تھا وہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے اور سینکڑوں ہزاروں لوگ ان بیماریوں میں مبتلا ہو کر لقمہ اجل بن رہے ہیں یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ موت کا جو وقت مقرر کیا جاچکا ہے اسی وقت پر آئے گی اور جس سبب

سے مقرر کیا گیا ہے اسی سبب سے آئے گی اس میں کسی طرح تبدیلی ممکن نہیں مگر ہمارا بھی فریضہ ہے کہ بیماری سے بچنے کے لئے ہر طرح کے ذرائع کا استعمال کریں اور اپنے جسم جان کی حفاظت کا بندوبست کریں اس کے ورزش اور کثرت کریں تاکہ جسم چست رہے اور خون کا صحیح دوران ہونے کی وجہ سے صحت اچھی رہے۔

ایک مرتبہ سفر سے حضور اقدس ﷺ چلے آرہے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ساتھ تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں، آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا: ''تقدموا'' تم لوگ ذرا آگے نکل جاؤ۔ تو سب کے سب آگے چلے جاتے ہیں۔ اب آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں: عائشہ! چلو ہم Race کرتے ہیں۔ حضور ﷺ بھی دوڑ رہے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی دوڑ رہی ہیں کہ میں آگے نکل گئی اور حضور اقدس ﷺ پیچھے رہ گئے، کچھ مدت بعد، چند مہینوں کے بعد پھر ایسی ہی ہوا تو اب میرا بدن بھاری ہو چکا تھا، اس لئے اب کی بار جو Race ہوئی تو حضور اقدس ﷺ جیت گئے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں نے بدلہ لے لیا، اس وقت تم جیتی تھی، اب کی بار میں جیت گیا، یہ میرا بدلہ ہوگیا، تو حضور اقدس ﷺ بھی بیوی کے ساتھ گھر والوں کے ساتھ ہنسی مذاق اور کھیل فرما رہے ہیں، اس لئے کہ یہ برحق ہے۔

اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوڑنا اور ورزش کرنا، یہ بھی سنت ہے اور کرنا ہی چاہئے، خاص طور پر Walking جو ہمارے بڑے بوڑھے ہیں ان کیلئے تو بہت فائدہ مند ہے، گھر میں بیٹھ کر T.V. دیکھنے کے بجائے Walking کیلئے جائیں، اور آدھا پونہ گھنٹہ کا لمبا Walk کریں، دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف Brisk Walk کرتے رہیں، بہت فائدہ مند ہے۔

ورزش کئی بیماریوں کا علاج

افسوس میں گھنٹوں گھنٹوں کمپیوٹر پر جو لوگ بیٹھے رہتے ہیں ان کے لئے ورزش تو اور بھی ضروری ہے مستقل ایک جگہ بیٹھنے کی وجہ سے قبض کی بھی شکایت رہتی ہے جس کو حکماء ام الامراض کہتے ہیں یعنی قبض ساری بیماریوں کی ماں ہے جب قبض کی شکایت پیدا ہوگی تو دسیوں بیماریاں جنم لیں گی اور جس کا پیٹ صحیح ہو وقت وقت پر قضائے حاجت کرلیا کرے تو اس کو بیماریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور اس کی صحت وتندرستی برقرار رہتی ہے اس لئے ہلکی پھلکی ورزش اپنی زندگی معمول بنالینا چاہئے اور نمازوں کی پابندی بھی کرتے ہیں۔اس لئے کہ نماز میں ورزش ہوتی رہتی ہے تو ایک ساتھ دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو نماز کا ثواب ملا مرنے کے بعد آخرت میں کام آئے گا اور دوسرا فائدہ صحت وتندرستی کا جس سے مزید عبادت میں چستی اور نشاط پیدا ہوگا تو گویا دنیوی فائدہ بھی ہوا اور دینی فائدہ بھی ہوا۔واک اور ورزش حاملہ خواتین کیلئے بھی بہت مفید ہے اگر وہ مستقل واک کرتی رہیں اور سست ہو کر نہ بیٹھیں تو بلکہ حالت حمل میں بھی اپنے کام کاج کرتے ہیں تو ان کی ولادت میں بھی آسانی ہوگی اور آپریشن کے مشکل مرحلے سے ان کو گذرنا نہ پڑے گا۔یہ بہت بڑی بیماری لوگوں میں پیدا ہوتی جارہی ہے کہ راحت وآرام کے طلبگار ہوگئے ہیں کہ بدن کو حرکت نہیں دینا چاہتے آسائش وراحت کی ساری اشیا گھر میں رکھ لیتے ہیں تھوڑا بھی مشقت برداشت نہیں کرتے اس لئے شوگر بی پی ہارڈ اور دیگر امراض میں مبتلا ہو کر گھٹ گھٹ کر زندگی بسر کرتے ہیں اور پھر ہزاروں لاکھوں روپیوں کی دوائیاں کھا کر ڈاکٹروں کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر ہسپتالوں میں مرتے ہیں۔اللہ ہمارے صحت وتندرستی کو برقرار رکھے۔آمین۔وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

اسلام عورت کے حقوق کا محافظ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَسْکِنُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِکُمْ وَلَا تُضَآرُّوْھُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات،عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اسلام ہی عورتوں کے حقوق کا محافظ ہے دیگر موجودہ مذاہب میں کہیں بھی عورتوں کے حقوق کا لحاظ نہیں کیا جاتا بلکہ ہر ایک کے یہاں صنف ناز کے حقوق کی پامالی ہوتی ہے اور طرح طرح سے اس کو ستایا اور کمزور کیا جاتا ہے، اس دور میں تو آزادئ نسواں کا نعرہ بلند کرکے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا اور بڑی تیزی کے ساتھ لوگوں نے اس کو قبول کرلیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کے اندر تباہی پھیل گئی، برائیاں عام ہوگئیں صنف نازک کی عزتیں نیلام ہونے لگیں مگر افسوس اس بات پر ہے کہ مغربی تہذیب وتمدن کے دلدادہ لوگوں نے اس کو ترقی کا نام دے رکھا ہے۔قبل از اسلام لوگوں میں جتنی برائیاں او ربے حیائیاں تھیں آج اس سے بھی کہیں زیادہ برائیاں لوگوں میں عام ہوگئے ہیں۔

طلوع اسلام سے قبل عورت کی حالت زار

آفتاب اسلام کے طلوع ہونے سے قبل زمانۂ جاہلیت کے تاریک دور میں دنیا کی تمام اقوام میں یہ حال تھا کہ عورت کی حیثیت گھریلو استعمال کی اشیاء سے زیادہ نہ تھی۔ چوپاؤں کی طرح اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ اس کو اپنے شادی بیاہ میں کسی قسم کا کوئی اختیار نہ تھا۔ اسکے اولیاء وسرپرست جس کے حوالے کردیتے وہاں جانا پڑتا تھا۔ عورتوں کو اپنے رشتہ داروں کی میراث میں سے کوئی حصہ نہ دیا جاتا تھا بلکہ وہ خود گھریلو چیزوں کی طرح مال وراثت سمجھی جاتی تھی۔ وہ مردوں کی ملکیت تصور کی جاتی تھی۔ اس کی ملکیت کسی چیز پر نہ تھی اور جو چیزیں عورت کی ملکیت کہلاتی تھیں ان میں اس کو مرد کی اجازت کے بغیر کسی قسم کے تصرف کا کوئی اختیار نہ تھا۔ ہاں اس کے شوہر کو ہر قسم کا اختیار تھا کہ اسکے مال کو جہاں چاہے اور جس طرح چاہے خرچ کرڈالے۔ اس کو پوچھنے کا بھی کوئی حق نہ تھا۔ یہاں تک کہ یورپ کے وہ ممالک جو آج کل دنیا کے سب سے زیادہ متمدن ملک سمجھے جاتے ہیں اور عورتوں کی آزادی اور حقوق کے بزعم خود علمبردار بنے ہوئے ہیں ان میں بعض لوگ اس حد کو پہنچے ہوئے تھے کہ عورت کے انسان ہونے کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے۔

عورت کیلئے دین ومذہب میں بھی کوئی حصہ نہ تھا، نہ اس کو عبادت کے قابل سمجھا جاتا تھا بلکہ یہ عمل باپ کیلئے عزت کی نشانی اور شرافت کا معیار تصور کیا جاتا تھا۔ اگر شوہر مرجائے تو بیوی کو بھی اس کی لاش کیساتھ جلا کرستی کردیا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے بعد اور آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے ۵۸۶ء میں فرانس نے عورت پر یہ احسان کیا، بہت سے اختلافات کے بعد یہ قرارداد پاس کی کہ عورت ہے تو انسان مگر وہ صرف مرد کی خدمت کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ الغرض پوری دنیا اور

اس میں بسنے والے تمام اقوام ومذاہب نے عورت کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہوا تھا کہ جس کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، اس بے چاری مخلوق کیلئے نہ کہیں عقل ودانش سے کام لیا جاتا تھا نہ عدل وانصاف ہے۔

قربان جایئے رحمۃ للعالمین ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین حق پر کہ جس نے دنیا کی آنکھیں کھولیں، انسان کو انسان کی قدر کرنا سکھایا۔ عدل وانصاف کا قانون جاری کیا۔ عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی لازم کئے جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں۔ اس کو آزاد وخود مختار بنایا۔ وہ اپنے جان ومال کی ایسی ہی مالک قرار دی گئی جیسے مرد، کوئی شخص خواہ باپ دادا ہی کیوں نہ ہو بالغ عورت کو کسی شخص کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کرسکتا اور اگر بلا اس کی اجازت کے نکاح کردیا جائے تو وہ اس کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ اگر نامنظور کردے تو باطل ہوجاتا ہے۔ اس کے اموال میں کسی مرد کو بغیر اس کی رضا واجازت کے تصرف کا کوئی حق نہیں۔ شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد وہ خود مختار رہے، کوئی اس پر جبر نہیں کرسکتا۔ اپنے رشتہ کی میراث میں اس کو بھی ایسا ہی حصہ ملتا ہے جیسا لڑکوں کو۔ اس پر خرچ کرنے اور اس کو راضی رکھنے کو اسلام میں ایک اہم عبادت اور اجر عظیم قرار دیا، شوہر اس کے حقوق واجبہ ادا نہ کرے تو اسلامی عدالت کے ذریعہ وہ اسے ادائے حقوق پر ورنہ طلاق پر مجبور کرسکتی۔

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

حضور نبی کریم ﷺ نے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم فرمایا:

''استوصوا بالنسآء خیراً فانهن خلقن من ضلع وان اعوج شئی فی الضلع اعلاہ فان ذهبت نقیمه کسرته وان ترکته لم یزل اعوج

فاستوصوا بالنسآء ‘‘ لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو یعنی میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کی ان بندیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو نرمی اور مدارات کا برتاؤ رکھو۔ ان کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے جو قدرتی طور پر ٹیڑھی ہوتی ہے اور زیادہ کجی پسلی کے اوپر کے حصہ میں ہوتی ہے اگر تم اس ٹیڑھی پسلی کو زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اسے یوں ہی اپنے حال پر چھوڑ دو گے اور درست کرنے کی کوشش نہ کرو گے تو پھر ہمیشہ ویسی ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اس لئے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔ کس قدر ہمدردی اور خیرخواہی کا جذبہ عورتوں کے تئیں آپ ﷺ کے دل میں موجود تھا اسلام کی آمد سے قبل عورتوں کو جتنا پست کیا گیا تھا اسلام نے اتنا ہی عورتوں کے مقام کو اونچا اور بلند کر دیا۔

معاشی امور کے تعلق سے اس کو مستغنی کر کے مردوں کے اوپر اس کی ذمہ داریاں ڈالدیں اور جس طرح عورتیں ذلت ورسوائی کی زندگی گذارتی تھیں معاشرے اور خاندان میں ان کا کوئی وقار اور مقام نہیں تھا وہ میراث میں حقدار نہیں سمجھی جاتی تھی بلکہ وہ خود ہی میراث کے طور پر سوتیلے بیٹے یا دیگر ورثا کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر زندگی گذارنے پر مجبور ہوتی تھی قرآن کریم نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا تھا۔ **یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا**۔ اے ایمان والو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ۔ **الحمد للہ** آج عورت عزت ورفعت کی زندگی بسر کر رہی ہے اس کے لئے بھی جسے مردوں کے حقوق ہیں وہ بھی میراث میں حصہ دار ہے جس طرح مرد حصہ دار ہوتا ہے۔

عرفہ کے خطبہ میں بھی عورتوں کا ذکر

حضور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: ’’**اتقوا اللہ فی النسآء وانکم اخذتموھن بامان اللہ واستحللتم فروجھن بکلمۃ اللہ ولکم علیھن الا بوطین فرشکم احدا نکرھونہ فان نعلن ذالک فاضربوھن ضربا غیر مبرح ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف**‘‘ لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے اور اسی اللہ کے کلمہ اور حکم سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا گھر میں آنا اور بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس کو آکر وہاں بیٹھنے کا موقع نہ دیں بس وہ اگر ایسی غلطی کریں تو ان کو تنبیہ وتادیب کے طور پر تم سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو اور تمہارے ذمہ مناسب طریقہ پر ان کے کھانے کپڑے وغیرہ کا بندوبست کرنا ہے۔ اسلام سے پہلے عربوں کی معاشرت میں گھروں کے اندر دور وفریب کے رشتہ داروں اور دوسرے تعلق والوں کے آنے جان اور عورتوں سے بات چیت کرنے کا عام رواج تھا حالانکہ ان میں ایسے بھی ہوئے تھے جن کا گھر میں آنا اور بیوی سے بات چیت کرنا شوہر کو ناگوار اور ناپسند ہو سکتا تھا اسی لئے اس حدیث میں فرمایا گیا کہ اس معاملہ میں شوہروں کی مرضی کی پابندی کریں اور ایسے کسی مرد یا عورت کو گھر آنے اور پاس بیٹھ کر بات چیت کرنے کی اجازت نہ دیں جن کا آنا شوہر کو ناپسند ہو۔ مرد وعورت دونوں کے حقوق بیان کر دیئے گئے۔ ان کو الگ الگ ذمہ داریاں سونپی گئی تاکہ گھر کا نظام صحیح طریقہ پر انجام پائے ایک عورت بچوں کی تربیت کا جس انداز میں نظم کرسکتی ہے مرد نہیں کرسکتا اور ایک عورت کے سدھر جانے سے پورے خاندان

ومعاشرے میں سدھار پیدا ہوسکتا ہے اور عورت کے بگڑنے سے پورے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے اس لئے عورتوں کو اپنے حقوق کا لحاظ کرنے کے ساتھ اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔شوہروں کی اطاعت وفرمانبرداری کا ہمہ وقت خیال بھی رکھنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبردار رہے تو پھر اسے حق ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

لباس پہننے کا مقصد

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاساً یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشاً وَّلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات! لباس انسان کی بنیادی ضرورت ہے انسان اور دیگر حیوانات میں جو نمایاں فرق ہے وہ لباس کا ہے کہ حیوانات لباس زیب تن نہیں کرتے ،لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی شرمگاہوں کو پوشیدہ رکھنے کے لئے ان کے اعضا کچھ اس طرح بنائے ہیں جس سے شرمگاہ چھپ جاتی ہیں کسی کی دُم اور کسی کے بال وغیرہ لیکن انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس کے لئے صرف یہی چیزیں کافی نہیں تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے کپڑے بھی اتارے جس کو وہ پہنے اور زیب وزینت اختیار کرے ویسے لباس کا مقصد ستر پوشی ہے کہ انسان ان اعضاء کو چھپا سکے جن کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرتے ہوئے شرم کرتا ہے۔ جیسے

جیسے دور نبوت سے بعد ہوتا جا رہا ہے دین سے دوریاں بھی بڑھتی جا رہی ہیں۔ ترقی کے نام پر بے حیائیاں عروج پر ہیں فیشن پرستی کے اس ماحول میں سنت کو پامال کیا جا رہا ہے اور لوگوں کے ذہن و دماغ کو اس بات سے متاثر کیا جا رہا ہے۔ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ ماڈرن نیو زمانہ کہاں سے کہاں پہنچ چکا اب تو دین کے احکام پر عمل کرنے کے لئے بھی مشکلیں پیش آتی ہیں اس لئے کہ جو غیر اسلامی طور و طریق ہیں ان کو اسلامی بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور کم علمی اور جہالت کی وجہ سے ہم اسی کو دین سمجھ بیٹھتے ہیں لباس کا اصل مقصد تو ستر پوشی ہے مگر ہمیں اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسا لباس ہر گز نہ پہنیں جو خلاف شرع ہوں اور غیروں کی مشابہت پائی جاتی ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے ہوگا۔ اس لئے ہم کو غیروں کی مشابہت سے کلی طور پر احتیاط کرنی چاہئے صلحاء اور نیک لوگوں کا لباس پہننا چاہئے۔

لباس کے تین مقاصد

لباس کے تین مقاصد ہوتے ہیں۔ (۱) انسانی بدن کے جن حصوں پر دوسروں کی نظر نہیں پڑنی چاہئے وہ چھپے رہیں (۲) جسم کو سردی اور گرمی کی تکلیف سے بچایا جائے (۳) انسانی شخصیت کو زیب و زینت نصیب ہو یا الفاظ دیگر لباس تین طرح کے ہیں۔ آسائش کا لباس زیبائش کا لباس۔ یہ دونوں جائز ہیں، تیسرا لباس زیبائش کا لباس ہے جو ناجائز ہے۔

لباس شہرت: نام و نمود اور دکھلاوے کے لباس کی احادیث میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے لباس شہرت، لباس جہنم اور اعراض خداوندی کا باعث ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شہرت کے لئے

لباس پہنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرما لیتے ہیں تاوقتیکہ اسے نکال نہ دے۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص شہرت کے لئے دنیا میں کوئی لباس پہنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ پھر اس میں جہنم کی آگ لگا دے گا۔ (شمائل کبریٰ ج۱ص۲۹۵)

لباس شہرت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اچھا یا امتیازی لباس اس لئے پہنے تا کہ لوگوں میں اس کے لباس کا چرچا ہو۔ لوگ اس کے لباس کی تعریف کریں۔ یہ نیت درست نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک ذلت و رسوائی و ناراضگی کا باعث ہے۔ ہاں لباس میں یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ستر چھپانے کو دیا ہے اور یہ اس کی تعمیل ہے اور یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور نظافت و جمال کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے نظیف و جمیل لباس پہنتا ہوں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہو اس نے ہمیں اظہار نعمت کا حکم دیا ہے نہ کہ اظہار کبر و بڑائی۔ یہ قصد و ارادے محمود اور باعث ثواب ہیں۔

لباس میں تواضع و سادگی ہو۔ اس کی بھی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک صاحب نے آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ سادہ لباس ایمان کی علامت ہے۔ سادہ لباس ایمان کی علامت ہے۔ (ابوداؤد، ترغیب ج۳ ص۱۰۲)

حدیث پاک میں جس کو ایمان کہا گیا ہے اس کے معنی زینت اور خوشنما کو ترک کرتے ہوئے کم درجہ کا لباس اختیار کرنا ہے۔ (منذری ص۱۰۸) اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ عمدہ لباس اور قیمتی لباس کی اجازت نہیں ہے بلکہ یہ اگر ریاء کبر اور فخر کے لئے ہو تو حرام ہے ورنہ تو اس کی بھی اجازت ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور اسے پسند ہے

کہ اپنے بندے پر نعمت کا اثر دیکھے۔ (المطالب العالیہ، ج۲،ص۲۶۲) ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خوبصورت وعمدہ لباس اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا باوجود وسعت کے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اپنے سے کمترین (مسکین، غریب، یتیمیہ) سے شادی کرے گا اللہ جل جلالہ اسے بادشاہوں کا تاج پہنائے گا۔ (ابوداؤد، بحوالہ شاء کبری ج۳،ص۲۹۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں عمدہ جوڑے پہنتا ہوں کیا یہ کبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ پھر پوچھا کہ میں چاہتا ہوں کہ کھانا بناؤں اور سب کو دعوت کروں کیا یہ کبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ کبر تو یہ ہے کہ تو حق کو بھول جائے اور لوگوں کی تحقیر کرے تو معلوم ہوا کہ عمدہ لباس کبر نہیں ہے۔ اس کا تعلق لباس یا شئی کی عمدگی اور خوشحالی سے نہیں ہے بلکہ دل سے ہے اگر اس سے دوسروں کی تحقیر وتذلیل ہے تو یہ مذموم برا ہے۔

مشابہت غیر کی مذمت

"تشبہ بالکفار "تشبہ بالنسآء" تشبہ بالرجال" یعنی غیروں اور اسلام کے دشمنوں کے لباس کی مشابہت اختیار کرنا۔ اسی طرح مردوں کا عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا یہ سب حرام ہے اور لعنت کی بات ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (بخاری: ج۲،ص۸۷۴) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ایک عورت کا ذکر کیا گیا جو مردوں جیسے جوتیاں پہنتی تھی اور اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

فرمایا خدا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت پر لعنت بھیجی ہے جو مردوں کے طور کو اختیار کرے۔ (مشکوۃ ج۲،ص۳۸۳)

تشبہ اور اس کا مفہوم

اپنی ہیئت اور وضع تبدیل کر کے دوسرے قوم یا دوسری جنس کی وضع اور ہیئت اختیار کرنے کا نام تشبہ ہے۔ مذکورہ بالا روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو لباس عرف میں مردوں یا عورتوں کے لئے خاص ہے ایک دوسرے کو اس کا استقبال ناجائز اور حرام ہوگا چنانچہ مردوں کو پرنٹ کرتا یا عورتوں کو مردوں کا سا پائجامہ پتلون کوٹ ٹی شرٹ وغیرہ پہننا درست نہیں، باعث لعنت ہے، عموماً جدید تعلیم یافتہ اور دیگر عورتیں اس سے احتیاط نہیں کرتیں اور مردوں کی مشابہت میں فخر محسوس کرتی ہیں اور لعنت میں گرفتار ہوتی ہیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عمل نصیب ہو جائے۔

ساتر لباس پہنیں

فیشن کے اس دور میں مختلف قسم کے کپڑے رائج ہو گئے ہیں اور آئے دن نئے نئے ڈیزائن کے کپڑے مارکیٹ میں آرہے ہیں اور فیشن کے نام پر ایک کپڑے کی مانگ بڑھ رہی ہے خواہ ستر پوشی ہو یا نہ ہو بلکہ بہت سے لباس تو ایسے ہیں کہ ان کے پہننے سے وہ اعضاء بھی نظر آتے ہیں جن کا چھپانا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بعض عورتیں کپڑا پہنے ہوئی ہیں پھر بھی ننگی ہوتی ہیں، مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوتی ہیں آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ عورتیں ایسے کپڑے پہن رہی ہیں کہ چست ہونے کی وجہ سے بدن کے اعضاء دیکھتے ہیں یا کپڑے ہونے کی وجہ سے بدن کھلے رہتے

ہیں یا اتنے باریک ہوتے ہیں کہ کپڑا پہننے کے باوجود جسم نظر آتا ہے اسی طرح مرد اس انداز کا کپڑا پہنتے ہیں جس سے ان کی ستر پوشی بھی نہیں ہوتی جب کہ کپڑا پہننے کا اصل مقصد یہی ہے۔ اگر ہم عذاب آخرت سے بچنا چاہتے ہیں تو اسے کپڑوں سے گریز کرنا چاہیئے۔ ورنہ کل قیامت کے دن اللہ ورسول ﷺ کو کیا منھ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ہمیشہ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

جس طرح پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اسی طرح سارے انسان فضیلت ومرتبت اور مال ودولت میں برابر نہیں کیا کوئی غریب ہے کوئی امیر کوئی عالم ہے کوئی ان پڑھ کوئی حاکم ہے کوئی نوکر ہر ایک سے مل کر ہی اس دنیا کا نظام چل رہا ہے۔ البتہ ہر ایک لئے اصول وضوابط ہیں کہ کس طرح زندگی گذاریں۔ غریبوں کو کس طرح رہنا چاہیئے اور مالداروں کی کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں نعمت خداوندی کی

قدر کے لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنے سے نیچے والے کو دیکھے۔ بخاری ومسلم کی ایک حدیث ہے۔ **عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”انظروا الی من ھو اسفل منکم ولا تنظروا الی من ھو فوقکم، فھو اجدر لا تزدورا نعمۃ اللہ علیکم“** (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اپنے سے اوپر والے کو مت دیکھو، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اپنے اوپر تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہیں سمجھو گے۔

اللہ رب العزت ہم سب کا خالق ومالک ہے اور اس نے اپنی حکمت ومشیت سے ہر ایک آدمی کو جیسا اور جس طرح چاہا پیدا کیا۔ جسمانی ساخت وہیئت ہی ہیں بلکہ مختلف امور ومعاملات میں سب کو ایک دوسرے سے بہت ممتاز اور الگ تھلگ طریقے پر پیدا کیا۔ ساری انسانی برادری یکساں اور برابر نہیں بلکہ ایک والدین کی ساری اولاد اپنی خلقت اور دیگر امور میں برابر نہیں۔ یہ اللہ کی کیسی بڑی حکمت ومصلحت ہے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، بامنصب اور بے منصب، شہ زور اور کمزور، صحت مند وبیمار، عقلمند وبے وقوف اور مجنوں، اسی طرح عالم وجاہل وغیرہ ہم کا فرق سب اللہ کی حکمت ومشیت سے ہے۔ اس لئے اللہ کے کمال قدرت اور حکمت ومشیت کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: کسی بھی معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اپنے سے اوپر والے کو نہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ کی کسی بھی نعمت کو کبھی حقیر ومعمولی نہیں سمجھو گے۔ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔ اس نعمت کی قدر کا جذبہ پیدا ہوگا اور بندہ ناشکری سے بچے گا۔ آج ہمارے سامنے مسائل اور مشکلات اسی لئے کھڑی ہوتی ہیں کہ ہم دنیاوی معاملات میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھنے لگتے ہیں اور اس بات کو بہت اہمیت دینے لگتے

ہیں یا جس کا کوئی فائدہ ہمیں نہیں ہوتا، بلکہ اس کے برعکس بغض وحسد، عداوت ودشمنی اور بعد ودوری اور آپسی رنجش جیسے امور کے ہم شکار ہوجاتے ہیں۔ غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ فرمان میں کتنی حکمت پوشیدہ ہے اور ہمارے لئے اس میں کتنا سبق چھپا ہوا ہے۔ سماجی ومعاشرتی زندگی گذارنے کا کیسا طریقہ بتایا گیا ہے۔ کسی بھی معاشرہ اور سماج میں امن وشانتی تب ہی بحال ہوگی، جب وہاں کے لوگ راضی ہوجائیں کہ ہم کسی بھی معاملہ میں اپنے سے اوپر والوں کو نہیں، بلکہ نیچے والوں کو دیکھیں گے۔ اس کو اللہ کا فیصلہ مانیں گے اور اللہ کی بخشی ہوئی کسی بھی نعمت پر اسکا شکر ادا کریں گے۔ نیچے والے کو دیکھنے سے اتنا تو سمجھ میں آئے گا کہ کوئی اس دنیا میں اگر ہم سے اچھا ہے تو ہم بھی کس سے اچھے ہیں۔ اس سے بلاواسطہ اللہ کے شکر کا جذبہ پیدا ہوگا اور اللہ کے شکر گذار بندے ہوں گے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **”اذا نظر احدکم الی من فضل علیہ فی المال والخلق فلینظر الی من ھو اسفل منہ“**

مال اور خلقت میں جب اپنے سے بڑھے ہوئے کسی آدمی پر کسی کی نظر پڑ جائے تو اسے جلد ہی اپنے سے کمتر آدمی کو دیکھ لینا چاہئے۔ اس سے وہ احساس کمتری کا شکار بھی نہیں ہوگا اور اللہ کا شکر گذار بندہ بھی رہے گا۔ اس شکر گذاری کا اسے فائدہ بھی ہوگا کہ اللہ اور کسی دوسری چیز سے نواز دے گا، کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے: ”لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ . وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ“ اگر تم شکر ادا کروگے تو ہم تمہیں اور دیں گے۔ لیکن اگر ناشکری کی تو.... یاد رکھو کہ میرا عذاب سخت ہے۔

اس اعتبار سے بھی دیکھیں سبق ملتا ہے کہ ہمیں کسی بھی حال میں اپنے سے اوپر والوں کو نہیں، بلکہ نیچے والوں کو دیکھنا چاہئے، اسی میں خیر اور ہر طرح کی بھلائی وبہتری ہے۔ اللہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

اگر ہم اپنے سے اوپر والے کو دیکھیں گے تو کبھی بھی شکر گذاری کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ مزید ہوس اور لالچ بڑھے گی جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی اگر ایک وادی سونا انسان کو مل جائے تو اس کی خواہش ہوگی کہ ایک اور وادی سونے سے بھری ہوئی مل جائے اور جب اپنے سے کم پیسے والے پر نظر رکھیں گے تو ہمیشہ سکون واطمینان کے ساتھ زندگی گذاریں گے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ متلاشی کی نوبت آگئی میرے پاس چپل بھی نہیں تھا اور پیسے بھی نہ تھے کہ چپل خرید سکوں اس سے پہلے کبھی ایسی نوبت نہیں آئی تھی بڑی شرم آئی کہ ننگے پاؤں چل رہا ہوں مگر دمشق کی جامع مسجد کے باہر جب نکلا تو دیکھا کہ ایک شخص کے پاؤں ہی نہیں میں نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا کہ یا اللہ اگر چپل نہیں تو کوئی حرج نہیں تو نے پاؤں تو عطا کیا ہے ایسے ہر وقت اپنے سے نیچے والے کو دیکھنا چاہئے تاکہ اللہ کی نعمتوں کی قدر کرنے والے بن جائیں اور شکر گذاروں میں ہمارا شمار ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ہر نعمتوں پر چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی شکر ادا کرنے اور کسمپرسی کے عالم میں صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی

عاجزی اور انکساری

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے صحابی ہیں انبیاء علیہم السلام کے بعد پوری انسانیت میں سب سے برگزیدہ اور اللہ کے نزدیک معزز ومکرم ہستی خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے اس کے بعد دوسرے نمبر پر قیامت تک آنے والے انسانوں میں امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں جن کی شان میں قرآن کریم کی کئی ایک آیتیں نازل ہوئیں ان کی رائے اور منشا کے مطابق قرآن کی کئی آیتیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لو کان بعدی نبی لکان عمر** اگر میرے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری رہتا تو عمر فاروق کے اندر وہ استعداد و صلاحیت موجود ہے کہ وہ نبی بنائے جائیں مگر میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ علیہ السلام نے ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: **لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر** تم سے پہلی امتوں میں محدث یعنی ایسے لوگ ہوتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی نعمت سے خاص طور پر نوازے جاتے تھے تو اگر میری امت میں کسی کو اس نعمت سے خاص طور پر نوازا گیا تو وہ عمر ہیں۔ یعنی اتنا بڑا مقام و مرتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے مگر ان کی عاجزی وانکساری ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی اہم سرکاری کام میں مشغول تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: امیر المومنین! میرے ساتھ چلئے اور فلاں شخص سے جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے، میرا حق دلائیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی مشغولیات کے باعث غصہ آ گیا، انہوں نے اس کے سر پر ایک درہ مارا اور کہا: میں کہاں کا امیر المومنین ہوں! میں تو ہمہ وقت تمہارے قبضے میں ہوں چاہے میں کسی کام میں بھی مشغول ہوں، تم لوگ آجاتے ہو اور کہتے ہو چلو! فلاں سے حق دلاؤ، چلو! فلاں سے حق دلاؤ، وہ شخص منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا ہوا واپس جانے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے واپس بلوایا۔ وہ آیا تو درہ اس کی طرف پھینک کر کہا: حکم بجالاؤ'' (یعنی میرے سر پر درہ لگاؤ) اس شخص نے کہا نہیں، خدا کی قسم! میں آپ کی زیادتی کو اللہ کے لئے اور آپ کے لئے معاف کرتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک بات کہو! اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کی نیت سے یا میرے لئے؟ اس آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کی نیت سے۔

تب آپ رضی اللہ عنہ واپس آئے، گھر میں دو رکعت نفل نماز ادا کی، پھر اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا: ''اے خطاب کے بیٹے! تو پست تھا، اللہ نے تجھے بلند مرتبہ دیا۔ تو گمراہ تھا، اللہ نے تجھ کو ہدایت دی، تو ذلیل تھا، اللہ نے تجھ کو عزت بخشی، پھر تجھ کو لوگوں کے سر پر بٹھایا، پھر تیرے پاس ایک شخص انصاف طلب کرنے آیا تو تو نے اس کو مارا، کل جب تو اپنے رب کے پاس جائے گا تو اس کو کیا جواب دے گا؟ پھر دیر تک اپنے آپ کو اس طرح ملامت کرتے رہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رعایا پروری کا اہم واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے ساتھ حرہ کی طرف جا رہا تھا کہ ایک جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دی امیر المومنین نے فرمایا کہ شاید کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کی وجہ سے شہر میں نہیں آسکا اور باہر ہی پڑاؤ ڈال دیا۔ چنانچہ اس طرف چلدیئے جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت ہے اور چند چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو رو رہے ہیں امیر المومنین نے بوڑھی ماں سے پوچھا کہ بچے کیوں رو رہے ہیں کہنے لگی کہ بھوک کی وجہ سے عرض کیا دیگچی میں کیا ہے کہنے لگی پانی بھر کر آگ پر بہلانے کے لئے رکھدی ہے کہ ذرا تسلی ہو جائے اور سو جائیں۔ امیر المومنین کا اور میرا اللہ ہی کے یہاں فیصلہ ہوگا کہ میری تنگی کی خبر نہیں لیتے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھلا عمر کو تیرے حال کیا خبر؟ بڑھیا نے کہا وہ ہمارے امیر بنے ہیں اور ہمارے حال کی خبر نہیں اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لے کر گھر آئے اور بیت المال سے کھجوریں آٹا گھی وغیرہ ایک بوری میں بھریں اور مجھ سے فرمایا کہ میرے اوپر لاد دو میں نے بہت اصرار کیا کہ نہیں میں ہی اس کو لے جاؤں گا امیر المومنین نے فرمایا کیا قیامت میں میرا بوجھ بھی تو

اٹھائے گا میں ہی اٹھاؤں گا اسلئے میرے اوپر لاد دے۔ چنانچہ میں نے لاد دیا اس کو لے کر خیمہ کے پاس پہونچے اور چولھا جلا کر پکایا اور بچوں کو کھلایا اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی گنجان داڑھی سے دھواں نکل رہا تھا اور وہ دھونک دھونک کر کھانا پکا رہے تھے بہر حال جب تیار ہو گیا تو بچوں نے کھایا اور کھیلنے لگے۔ بوڑھی ماں کہنے لگی اسکے حقدار تھے کہ عمر کے بجائے تم خلیفہ بنائے جاؤ۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر واپس آگئے اور فرمایا کہ میں نے بچوں کو روتے ہوئے دیکھا تھا میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر ان کو ہنستا ہوا بھی دیکھ لوں یہ تھے اپنے وقت کے امیر المومنین جن کے نام سے بڑے بڑے سورماؤں کے پسینے چھوٹ جاتے تھے۔ اور یہ خود اس قدر متواضع اور متفکر رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نکاح کا اصل مقصد

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، ماؤں اور بہنو! اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو نمونہ اور اسوہ بنایا ساری امت کے لئے۔ ارشاد ربانی ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول ﷺ کی سیرت میں بہتر پیروی ہے صرف مذہب اسلام کی خصوصیت ہے کہ ہر ہر عمل کے لئے ہم کو اسوہ اور نمونہ مل سکتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ صرف حکم ہی نہیں فرماتے بلکہ اس کو عمل کرکے اور برت کر دکھاتے تھے چنانچہ ارشاد نبوی ہے: صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز

پڑھتا ہوا دیکھتے ہو۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں ۔ یہ ہے فرمان نبوت کے ساتھ عمل نبوت صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو برت کر دکھایا بھی جاتا ہے یہی صورت حال نکاح اور شادی کی بھی ہے حضور علیہ السلام نے ایک نہیں بلکہ کئی کئی نکاح فرمائے اور کس سادگی کے ساتھ فرمائے وہ بھی آج ہمارے سامنے اور قیامت تک انسانوں کے لئے اسوہ اور نمونہ ہے۔ دوسرے مذاہب میں کوئی عملی نمونہ آپ کو مل ہی نہیں سکتا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ نکاح کا اہم مقصد عفت وعصمت وپاکدامنی ہے۔ محض جنسی لذت ہی مقصد نہیں ہے۔ آج کل لوگ مال ودولت کی خاطر عزت وجاہ کی خاطر اور نفسانی خواہش کی تکمیل کیلئے نکاح کرتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ نکاح جس کے رچانے کیلئے اتنی دھوم مچائی جارہی ہے اسکا عظیم ترین مقصد اسلام کی نظر میں نظر کی حفاظت اور شرم گاہ کا تحفظ ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اے نوجوانوں کے گروہ تم میں جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے اس کو نکاح کر لینا چاہئے۔ کیونکہ نکاح آنکھوں کو پست رکھنے اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ (مشکوۃ شریف:۲۶۷)

اس سے معلوم ہوا کہ نکاح عفت وعصمت اور پاکدامنی کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کاموں میں جلدی کرنے کی وصیت فرمائی۔ (۱) نماز کا جب وقت آجائے تو اس کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔ (۲) جب کوئی آدمی مرجائے تو اس کے کفن دفن میں جلدی کرو۔ (۳) جب بیٹی یا بیٹے کے لئے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں جلدی کرو۔ (مسند احمد)

آج دین سے دوری کا یہ حال ہے کہ کئی گھروں میں بچیاں دس دس پندرہ پندرہ سال سے جوان ہو چکی ہوتی ہیں لیکن ان کے والدین ان کا رشتہ نہیں کرتے۔ یقین جانئے کہ وہ اپنے لئے جہنم خرید رہے ہیں۔ ہمارے اکابر ایسے لوگوں کے کنویں سے پانی بھی نہیں پیا کرتے تھے جو گھروں میں بچیوں کو بٹھائے رہتے تھے اور ان کی شادیاں نہیں کرتے تھے۔

یاد رکھئے! جہاں نکاح سستا ہوگا وہاں زنا مہنگا ہوگا اور جہاں نکاح مہنگا ہوگا وہاں زنا سستا ہوگا۔ یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اس نے انسانی ضروریات کو جائز طریقے سے پوری کرنے کیلئے خود ترغیب دی ہے کہ تم اس معاملے میں جلدی کرو۔

دیندار رشتہ آنے پر نکاح نہ کرنا فساد کا باعث ہے

معلوم ہونا چاہئے کہ دیندار رشتہ آنے کے بعد نکاح نہ کرنا اور مال ودولت اور حسن وجمال کا انتظار کرنا اسلام کی نظر میں سخت ناپسندیدہ بات ہے بلکہ حدیث میں اس کو فساد کا باعث بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ (جب تمہارے پاس ایسے لوگ نکاح کا پیغام بھیجیں جن کا دین واخلاق پسندیدہ ہو تو اس سے نکاح کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا)۔ (ترمذی کتاب النکاح، حدیث نمبر ۱۰۸۹) اس حدیث کے مطابق نکاح نہ کرنے پر اور مال ودولت کے انتظار میں تاخیر کرنے پر جو فساد اور فتنہ مچا ہوا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی تمام فتنوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسان بلکہ انسانوں کی خصوصیت نہیں جانوروں میں خواہشات پیدا کردی ہے اور ہر ایک کو ان خواہشات کی تکمیل کی حاجت وضرورت بھی ہے جانوروں کے کوئی اصول وضابطہ نہیں وہ احکام شرع کے مکلّف بھی نہیں مگر انسان تو احکام خداوندی کا مکلّف ہے۔ اس کے لئے اصول

وضابطہ ہے وہ اپنی من مانی خواہش کو پوری نہیں کرسکتا۔ اس کے لئے حلال اور پاکیزہ طریقہ شریعت نے مقرر کردیا ہے انہیں طریقوں سے اپنی خواہشات کی تکمیل کرسکتا ہے۔ اور شریعت نے اس میں بھی اس کے لئے ثواب رکھا ہے۔ یہ کتنا بڑا فضل وکرم ہے ہم پر اللہ تعالیٰ کا کہ اس کو بھی باعث ثواب بنادیا۔ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ جب کوئی اپنی بیوی سے ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی اسے ثواب عطا فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام نے حیرت واستعجاب سے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ ہم میں ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے کیا اس پر ثواب ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر حلال جگہ چھوڑ کر حرام جگہ میں خواہش پوری کرتا تو گناہ ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور گناہ ہوتا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حرام کو چھوڑ کر حلال طریقہ اختیار کیا تو اس کو ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حلال طریقوں پر عمل کرنے اور حرام چیزوں سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

کلامِ الٰہی کے ساتھ رسالت کی اہمیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! سورہ جمعہ کی آیت ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے وہ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا انہیں میں سے جو ان پر جن کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور بلاشبہ وہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اب قیامت تک کوئی نبی ورسول نئی شریعت نئی کتاب لے کر نہیں آئے گا بلکہ شریعت محمدی ہی رہتی دنیا تک کے انسانوں کو ضلالت وگمراہی کے عمیق غاروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتی رہے گی۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ عُلَمَآءِ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ

اسرائیل میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں بہر حال نبی ورسول کے بغیر اللہ کی کتاب کو سمجھا نہیں جا سکتا۔

معلم کے بغیر کتاب کو سمجھا نہیں جا سکتا

''رسالت'' اور ''کتاب'' دونوں اسی ایک خدا کی طرف سے ہیں، دونوں ایک امر ربانی کے اجزاء اور ایک ہی مقصد اور ایک دعوت کی تکمیل کے ذریعے ہیں، وہی اللہ کا علم اور اسکی حکمت رسول ﷺ کے سینے میں بھی ہے اور کتاب کے اوراق میں بھی، جس تعلیم کا لفظی بیان ''کتاب'' ہے اسی کا نمونہ رسول ﷺ کی زندگی ہے۔

انسان کی فطرت کچھ اس طور پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مجرد کتابی تعلیم سے کوئی غیر معمولی فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اسکو علم کیساتھ ایک انسانی معلم اور رہنما کی بھی حاجت ہے، جو اپنی تعلیم سے اس علم کو دلوں میں بٹھا دے اور اسکا مجسمہ بن کر اپنے عمل سے لوگوں میں وہ روح پھونک دے جو اس تعلیم کا حقیقی منشا ہے۔ آپ کو پوری انسانی تاریخ میں ایک مثال بھی ایسی نہ مل سکے گی کہ تنہا کسی کتاب نے انسانی معلم کی ہدایت اور تعلیم کے بغیر کسی قوم کی ذہنیت اور زندگی میں انقلاب پیدا کیا ہو، جن رہنماؤں نے ان قوموں کے افکار و اعمال میں زبردست انقلابات پیدا کئے ہیں، اگر وہ خود اپنی تعلیم کے مکمل عملی نمونے بن کر نہ پیدا ہوتے اور صرف انکی تعلیمات اور ان کے اصول کسی کتاب کی شکل میں شائع ہو جاتے تو انسانی فطرت کا کون راز داں یہ دعویٰ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کہ محض اس کتاب سے وہی انقلابات رونما ہوتے جو ان رہنماؤں کی عملی تعلیم سے ہوئے۔

دوسری طرف یہ بھی انسانی فطرت ہے کہ وہ انسانی رہنما کے ساتھ اس کی تعلیم کا ایک مستند اور معتبر بیان بھی چاہتی ہے، خواہ وہ کاغذ پر لکھا ہوا ہو یا سینوں میں

محفوظ ہو، رہنما جن اصولوں پر جماعت کے افکار و اعمال اور اخلاق و تمدن کی بناء رکھتا ہے وہ اگر اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہ رہیں تو رفتہ رفتہ اس کی تعلیم کا نقش دھندلا ہوتا جاتا ہے اور اس نقش کے مٹنے کے ساتھ انفرادی سیرت اور اجتماعی نظم و آئین کی بنیادیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں حتی کہ آخر میں اس جماعت کے پاس صرف افسانے ہی افسانے رہ جاتے ہیں جن میں ایک طاقتور نظام تمدن کو سنبھالنے کی قوت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جن رہنماؤں کی تعلیم محفوظ نہیں رہی، ان کے متبعین گمراہی میں پڑ گئے۔ ان کی بنائی ہوئی امت ہر قسم کے اعتقادی، فکری، عملی، اخلاقی اور تمدنی مفاسد میں مبتلا ہو گئی اور کوئی چیز ان کے پیچھے باقی نہیں رہی، جس سے وہ صحیح اور اصلی اصول اخذ کئے جا سکیں جن پر ابتداء اس امت کی شیرازہ بندی کی گئی تھی۔

فاطر کائنات اپنی مخلوق کی اس فطرت سے واقف تھا، اس لئے اس نے جب نوع بشری کی ہدایت کا ذمہ لیا تو اس کے لئے رسالت اور تنزیل دونوں کا سلسلہ ساتھ ساتھ جاری کیا، ایک طرف بہترین سیرت رکھنے والے انسانوں کو رہنمائی کے منصب پر مقرر کیا اور دوسری طرف اپنا کلام بھی نازل کیا تا کہ یہ دونوں چیزیں انسانی فطرت کے ان دونوں مطالبوں کو پورا کر دیں، اگر رہنما کتاب کے بغیر آتے، یا کتابیں رہنماؤں کے بغیر آتیں تو حکمت کا مقصود پورا نہ ہو سکتا۔

رہنما کے بغیر منزل تک نہیں پہونچ سکتے

کتاب کے ساتھ رسول کا ہونا بھی بہت ہی ضروری ہے صرف کتاب کافی نہیں اگر ایسا ہی ہوتا تو نبی و رسول کو مبعوث کرنے کے بجائے آسمانی کتابوں کو پہاڑوں پر رکھ دیا جاتا اور جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعہ اطلاع کرا دی جاتی کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس کو پڑھو اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذارو۔ جب تک کوئی رہنما اور

رہبر نہ ہو اس وقت تک انسان کو راہِ ہدایت نہیں مل سکتی بالکل ایسے ہی جیسے میڈیکل اور ڈاکٹری کی بہت ساری کتابیں ہیں لیکن کوئی بھی محض کتابوں کا مطالعہ کرکے ہرگز ڈاکٹر نہیں بن سکتا۔ بلکہ ڈاکٹر بننے کے لئے کسی ماہر تجربہ کار ڈاکٹر کی رہنمائی ضروری ہے پھر اللہ کی کتاب یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی ورسول کی رہبری کے بغیر سمجھ لی جائے، قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتابیں اور صحیفے جن کو ہم جانتے ہیں وہ بھی اور جس کو ہم نہیں جانتے ہیں وہ بھی سب کی صحیح اللہ ہی جانتے ہیں اور پھر انبیاء علیہم السلام جن کو ان کتابوں کی تبیین وتشریح اور امت کو صحیح معنی ومفہوم بنانے کا مکلّف بنایا جاتا ہے وہ مراد خداوندی کو سمجھتے ہیں پھر علماء کرام جو نبیوں کے وارث ہوتے ہیں وہ بھی صحیح طور پر مراد خداوندی تک پہونچنے کی کوشش کرتے ہیں اگر صحیح مراد تک نہیں پہونچ سکتے تو بھی ایک ثواب ملتا ہے۔ اور اگر صحیح مراد تک پہونچ جائیں تو ان کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔ یہ اللہ کا اعزاز ہے۔ جو علماء کرام کو عطا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کرام کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

برکت والا نکاح اور شادی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

حدیث شریف میں آتا ہے کہ نکاح کرنا سنت ہے اور ایک دوسری حدیث میں جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں اس لئے جب شادی کی عمر کو لڑکی اور لڑکے پہونچ جایں تو ضرور ان کی شادی کردیا کریں تاکہ اس سنت پر صحیح معنوں میں عمل ہوسکے اور اس کے لئے بہت زیادہ مال خرچ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ نکاح میں کم خرچ کرنا چاہئے ایسے نکاح کو بابرکت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:" اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَيْسَرُهٗ مَؤُنَةً (مشکوۃ شریف: ۲۶۸) یعنی زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے کہ جس کا خرچ کم سے کم اور ہلکا ہو۔ معلوم ہوا کہ اسلامی نکاح وہ

ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں نہایت سادگی سے انجام دیا جائے اور جو نکاح ایسا نہ ہو اس میں برکت نہ ہوگی۔ شریعت نے ہمیں حکم دیا کہ تم نکاح کو عام اور سستا کرو تاکہ لوگ آسانی سے نکاح کر سکیں۔ صحابہ کے دور میں تو نکاح کا یہ حال تھا۔ بعض صحابہ نکاح اتنی سادگی سے کرتے تھے کہ حضور ﷺ تک کو خبر نہ ہوتی تھی۔ جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا کہ نکاح کے اگلے دن حضور ﷺ نے ان کے کپڑوں پر خوشبو کا نشان دیکھا تو ان سے پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کل نکاح کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے، ولیمہ کر چاہے ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح حدیث: ۵۰۷۹) یہ حضور ﷺ سے ملتے رہتے تھے لیکن انہوں نے حضور ﷺ کو نکاح میں شرکت کی دعوت نہیں دی اسلیئے کہ عہد مبارک میں اس کا عام رواج تھا کہ نکاح کیلئے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ نکاح ہو رہا ہے تو ایک طوفان برپا ہے اور مہینوں پہلے سے اس کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ پورے خاندان میں اس کی دھوم ہے۔

شریعت نے نکاح کو جتنا آسان کیا تھا ہم نے اس کو اپنی غلط رسموں اور جوڑے جہیز اور بڑی بڑی دعوتوں کے ذریعے اتنا ہی مشکل بنا دیا۔ اس کا نتیجہ دیکھ لیجئے کہ لڑکیاں بغیر نکاح کے گھروں میں بیٹھی ہیں۔ اس لئے کہ جہیز مہیا کرنے کو پیسے نہیں ہیں یا عالی شان تقریب کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ اب ان کاموں کے واسطے پیسے جمع کرنے کے لئے حلال وحرام ایک ہو رہا ہے اور یہ سب رسومات غیر اسلامی ہیں اور جوڑے جہیز کا مطالبہ کر کے لینا چاہے کھلم کھلا بھیک مانگے یا خفیہ طو ر پر اشارہ وغیرہ کے ذریعہ ڈمانڈ کرے اسی طرح تقاضہ کر کے بڑی دعوت لڑکی

والوں سے لینا یہ سب ناجائز اور حرام ہے۔ لیکن افسوس کہ عام مسلمان بلکہ بعض دیندار بھی اس لعنت سے پرہیز نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ حلال راستے مشکل ہیں لیکن روپیہ ہو تب جا کر نکاح کر سکے گا۔ دوسری طرف حرام کے راستے چوپٹ کھلے ہیں جب چاہے جس طرح چاہے اپنی خواہش پوری کر لے۔ رات دن ٹی وی چل رہی ہے فلمیں آ رہی ہیں اور اس کے ذریعے نفسانی خواہش اور شہوانی جذبات کو ابھارا جا رہا ہے اگر بازار میں نکلو تو آنکھوں کو پناہ ملنا مشکل ہے اور اس کے نتیجے میں فحاشی عریانی بے غیرتی اور بے حیائی اور بے پردگی کی لعنت مسلط ہو رہی ہے لہٰذا ان رسومات نے ہم کو تباہی و بربادی کے دہانے پر پہونچا دیا ہے۔

دور نبوت میں نکاح بہت آسان تھا

دور نبوت میں شادیاں بڑی آسانی سے ہو جایا کرتی تھیں اس کے لئے لڑکی والوں کو کچھ بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں تھی ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں ایک خاتون تشریف لاتی ہیں اور عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے کو آپ کو ہبہ کر رہی ہوں قبول فرما لیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے سکوت فرمایا ایک نوجوان صحابی کھڑے ہوئے انہوں نے درخواست کی یا رسول اللہ ﷺ میرا نکاح ان سے کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہر کی ادائیگی کے لئے مال تمہارے پاس ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بدن پر جو کپڑے ہیں اس کے سوا کسی چیز کا میں مالک نہیں ہوں یعنی کچھ بھی میرے پاس نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جاؤ گھر میں دیکھ لو ہوسکتا ہے کچھ مل جائے۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں گھر گئے مگر گھر میں کچھ رہتا تو ملتا؟ واپس لوٹ کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں آپ ﷺ نے فرمایا وہ سورتیں اس خاتون کو

سکھا دینا اور یہی تمہارا مہر ہے اس طرح بغیر روپے پیسے کے نکاح ہو جایا کرتا تھا۔ آج بھی سعودی میں نکاح کے لئے کوئی مسئلہ نہیں لڑکی والوں کو کچھ بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہاں لڑکی کے والدین رخصت کرتے وقت کچھ تحفہ کے طور پر دیتے ہیں مگر اس کا شادی سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کوئی ضروری بھی نہیں سمجھا جاتا، نکاح تو ایک عبادت ہے۔ اس کو عبادت کے طریقہ پر کرنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے جس نے عزت وشہرت حاصل کرنے کی نیت سے شادی کی اس کو ذلت ورسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور جس نے مال حاصل کرنے کے ارادے سے شادی کی اس کو فقر وفاقہ اور تنگدستی کے سوا کچھ نہ ملے گا اس لئے شادی کرتے وقت نیت بھی درست ہونی چاہئے تاکہ شادی کرنے کا ثواب بھی ملے۔ انبیاء علیہم السلام کی سنت رہی ہے۔ اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے نکاح کرنا چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

روزہ کے جسمانی اور روحانی فائدے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، صدر معلّمہ ماؤں اور بہنو! اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن روزہ بھی ہے روزہ امت محمدیہ کی کوئی خصوصیت نہیں یعنی صرف ہمارے ہی روزہ فرض نہیں کیا گیا بلکہ ہم سے پہلی کی جو امتیں گذر چکی ان پر بھی روزے فرض کئے گئے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے امتوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔

روزے کی تعداد اور اس کی کیفیت کے بارے میں اختلاف تو ہوسکتا ہے لیکن نفس روزہ کی فرضیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے یہاں کے ہندوؤں کو دیکھئے وہ بھی روزہ رکھتے ہیں یہ اور بات ہے کہ وہ ہماری طرح روزہ نہیں رکھتے مگر وہ ایک اچھا اور نیک کام سمجھ کر ہی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روزہ جو فرض قرار دیا ہے اس کے اخروی فوائد جو بھی ہوں مگر روزے دار کی صحت وتندرستی بھی صحیح رہتی ہے۔

● روزہ تقرب الٰہی کا اہم ذریعہ ہے ● تقویٰ حاصل کرنے کا ایک زریں موقع ہے ● خوشحالی اور تنگدستی میں امتیازی فرق محسوس کرنے کا ذریعہ ہے اور خوشحال شخص اسکے ذریعہ بھوک اور پیاس کا اندازہ کرسکتا ہے ● نفس انسانی پر کنٹرول کرنے اور اسے نیک بخت بنانے کا ایک اہم ذریعہ ہے، بلکہ یہ تزکیہ نفس کا اہم حصہ ہے ● انسانی معدہ کو راحت پہنچانے اور اسے مضر اثرات سے روکنے کا ذریعہ ہے، روزہ جسم کی زکوٰۃ اس کی پاکی وصفائی کا بہترین مظہر ہے ● روزہ سے اسلامی سوسائٹی میں مساوات کا سبق ملتا ہے، اس معاملے میں شاہ وگدا امیر وغریب حکم میں برابر ہیں (۷) اطباء کا اتفاق روزہ ہیشگی ودائمی مرض سے بچاتا ہے بالخصوص سل (T.B.)، سرطان (Cancer)، جلدی امراض اور معدے کی تمام بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے ● روزہ دار اللہ کی نعمتوں سے صحیح طور پر واقف ہوتا ہے۔ (رمضان کا نایاب تحفہ:۲۶)

روزہ دار روزہ کی حالت میں کن باتوں کا لحاظ رکھے؟

روزہ دار غیبت، جھوٹ، گالی گلوج، لڑائی، جھگڑے اور جہالت کے کاموں سے دور رہے۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث منقول ہے کہ ”جس نے غلط بیانی، جھوٹ اور جہالت کا کام نہ چھوڑی تو ایسے شخص کا کھانے پینے کو ترک کرنا اللہ کو منظور نہیں“۔

سحری کھاتے وقت کسی مخصوص ومسنون، دعا کا ثبوت کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے البتہ بسم اللہ کے ساتھ سحری کرنا ہی بہتر ہے۔

”سحری کھانے میں برکت ہے اور سحری دیر سے کھانا مستحب ہے“ (بخاری مسلم)

اگر سحری کھاتے ہوئے اذان ہوجائے تو کھانا فوراً ترک کرنے کی بجائے جلدی جلدی کھالینا چاہیئے۔ (ابوداؤد) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ سحری اور اذان فجر کے درمیان کتنا وقفہ ہوتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: پچاس آیات پڑھنے کی بقدر۔ (بخاری، مسلم) یعنی سحری آخری وقت کھانا چاہیئے اور یہ وقفہ بقدر پچاس آیات اندازاً دس منٹ ہے۔ (ریاض الصالحین ۱۴۱/۲) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کھانا ہے۔ (مسلم)

روزہ دار بھول کر کچھ کھا پی لے تو

جی نہیں! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص بھول کر کھا پی لے (روزہ کی حالت میں) تو چاہیئے کہ وہ اپنا روزہ مکمل کرلے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا، پلایا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حالت سفر میں روزہ رکھنا

حالت سفر میں سحری وافطاری کی سہولت ہو اور مسافر پر شاق نہ گزرے تو ایسے مسافر کا روزہ رکھنا بہتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حالت سفر میں روزہ رکھتے تھے اور بعض رخصت پر عمل کرتے تھے اور بعد میں قضاء کرلیتے تھے کوئی کسی پر نکیر نہیں کرتا تھا۔ (مسلم) بلکہ نبی کریم ﷺ نے صاف الفاظ میں فرمایا۔ ’یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے جو اس کے لئے بہتر ہے اور جو کوئی روزہ رکھنا چاہے تو رکھے کوئی حرج نہیں ہے“۔ (مسلم)

شریعت نے سہولت بھی دی ہے

اللہ تعالیٰ نے کتنی سہولتیں ہم کو عطا کی ہیں جو بیس گھنٹوں میں صرف پانچ وقت کی نمازیں پڑھتا اور رمضان المبارک کے ایک ماہ روزے رکھنا اگر اللہ نے صاحب وسعت بنایا مال ودولت عطا کی تو سال میں ایک بار مال چالیسواں حصہ غریبوں اور مسکینوں میں خرچ کرنا اور عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا اور اگر ان فرائض کی ادائیگی میں مشکلات پیش آرہی ہیں صحت برابر نہیں سفر میں جا رہے مال نہیں ہے تو شریعت کی طرف سے رخصت ہے تکلیف بالاطلاق نہیں ہے یعنی ایسی چیزوں کا مکلّف انسان کو بنایا گیا ہے جو انسان سے نہ ہو سکے اتنی سہولت کے باوجود اگر ہم سستی کریں تو یہ ہماری بدنصیبی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

معاملات کی درستگی ہی اصل دین ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ ومشفق ومہربان معلمات! دین ایک نظام حیات کا نام ہے یعنی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے شریعت مطہرہ نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت اخلاقیات انکے علاوہ سماجیات سیاسیات ہر ایک گوشہ کو واضح کر کے بنا دیا واقعی جو شخص سچا پکا مسلمان ہے وہ شریعت کے تمام شعبوں پر عمل کر کے زندگی گذاریگا اس وقت مجھے معاملات سے متعلق چند باتیں گوش گذار کرنی ہیں ہم سب کو یہ اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ معاملات ہی اصل ہے ایسی ہی دین جب ہمارا صحیح رہے گا تو کبھی اختلاف وانتشار کی نوبت نہیں

رہے گی۔عبادتیں تو بہت سے لوگ کر لیتے ہیں مگر معاملات میں کچے ہوتے ہیں اور معاملات میں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے تعلقات بھی کشیدہ ہوجاتے ہیں ہم مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ عبادات تو ٹوٹی ہوئی کر لیتے ہیں مگر معاملات کا نمبر آتا ہے تو غیر ہم سے آتے بڑھ جاتا ہے اور اسکے معاملات ہم سے کہیں بہتر ہوتے ہیں۔

حقوق سے دستبرداری جھگڑوں کو ختم کردیتا ہے

معاملات کے باب میں تو آپ ﷺ کی کتنی ہی سنہری تعلیمات ایسی ہیں کہ جنہیں سارے معاشرے نے یکسر نظرانداز کررکھا ہے، مثلاً آپ ﷺ کا فرمان ہے: **اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّۃِ لِمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَاِنْ کَانَ مُحِقًّا.** ''یعنی میں اس شخص کو جنت میں ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑے کو ناپسند کرتے ہوئے اپنے حق سے دست بردار ہوجائے''۔ ہمارے معاشرے میں اس کی کوئی عملی تصویر دیکھنے کو ملتی ہے؟ ہم تو بس ہر حال میں اپنا حق حاصل کرنا ہی جانتے ہیں۔فضیلت کا ایک مقام ومعیار یہ بھی ہے کہ آدمی زندگی میں کبھی کبھی اپنے حق سے دست بردار بھی ہوجائے، محض جھگڑے اور اختلافات کو ناپسند کرتے ہوئے۔آپ ﷺ کی صرف اس ایک تعلیم پر عمل ہوجائے تو نہیں معلوم عدالتوں کو اس سے کتنی راحت مل جائے گی!

حضور ﷺ کے سلسلے میں احادیث میں ایک وصف یہ آیا ہے کہ آپ نے زندگی میں کبھی کسی سائل کو نہیں نہیں فرمایا۔ایک مرتبہ صحابیہ ایک خوب صورت چادر لے کر آئیں اور اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ چادر میں نے آپ کیلئے اپنے ہاتھ سے بنی ہے۔آپ ﷺ وہ چادر زیب تن کئے ہوئے تشریف لائے تو صحابہ نے دیکھا کہ آپ اس چادر

میں بڑے خوبصورت لگ رہے تھے، اتنے میں ایک صحابہ نے آگے بڑھ کر وہ چادر آپ سے مانگ لی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ چادر مجھے دے دیجئے آپ ﷺ فوراً گھر کے اندر تشریف لے گئے اور چادر اتاری اوران صحابی کے حوالے کردی۔

کیا ہمارے معاشرے میں آج ایسا کوئی عملی نمونہ ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے کہ کسی کی داد ودہش کا یہ معیار ہو کہ اس نے کبھی کسی سائل سے نہیں نہیں کہا ہو؟ اور لوگوں کے حق میں ایسی وسعت قلبی کا ثبوت دیا ہو کہ کسی کے پوچھنے اور مانگنے پر اپنی من پسند چیز کو قربان کیا ہو!

تجارت وکاروبار کے معاملے میں آپ ﷺ کا یہ فرمان کس قدر عظیم اخلاق کی تعلیم دے رہا ہے کہ ''**رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلاً سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی**'' (بخاری) ''اللہ کی رحمت ہو اس بندے پر جو کوئی بھی چیز بیچتے ہوئے اور خریدتے ہوئے یا پھر کسی سے اپنے حق کا تقاضا کرتے ہوئے فیاضی کا معاملہ کرتا ہے''۔

بیچتے ہوئے فیاضی کا معاملہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مشتری سے تھوڑی سی قیمت وضع کردے۔خریدتے ہوئے فیاضی کا مطلب یہ ہے کہ بیچنے والے نے جتنی قیمت بتائی ہے مناسب ہے تو بغیر کم کئے اتنی قیمت یا کبھی اس سے زائد بھی دے دے۔تجارت وکاروبار کے باب میں صرف آپ ﷺ کی اس ایک تعلیم پر تاجر طبقہ عمل کرنے لگے تو دھوکہ دہی اور غلط بیانی کے سارے راستے مسدود ہوجائیں گے اوراگر خریدار اس پر عمل کرنے لگیں تو بعض بھولے بھالے تاجروں کے استحصال کی تمام تر شکلیں ختم ہوجائیں گی۔مگر ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم کوئی بھی چیز بیچتے ہوئے بھی اور خریدتے ہوئے بھی بس اپنا فائدہ دیکھتے ہیں، بھلے سے سامنے والے کا نقصان کر کے ہی سہی! (ماہنامہ راہ اعتدال عمرآباد، مئی ۲۰۱۲)

مکمل اسلام میں داخل ہو جاؤ

میں نے جو آیت کریمہ خطبہ میں آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو! پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو واقعی وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا چونکہ پہلے یہودی رہ چکے تھے اور اونٹ کا گوشت ان کے یہاں ناپسند کیا جاتا ہے اور وہ لوگ کھاتے نہیں تھے تو اسلام لانے کے بعد وہ اونٹ کے گوشت سے کراہیت محسوس کرتے تھے اسی موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سچا پکا مومن وہی ہے جو اسلام کے سارے احکام پر عمل کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مدینہ میں مسلمانوں کی غربت اور حضور ﷺ کی شفقت و محبت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْۢبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا بڑا احسان کیا کہ حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں پیدا فرمایا جو سارے نبیوں کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب اور چہیتے ہیں ایک قدسی ہے جو الفاظ کے اعتبار سے تو موضوع ہے مگر معنی کے لحاظ سے صحیح اور فضائل میں ایسی حدیثیں مغیر ہو جاتی ہیں اس لئے عرض کئے دیتی ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَوْلَاکَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ۔ اے نبی اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں آسمانوں اور زمینوں کو بھی پیدا نہ کرتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ساری دنیا کا وجود آپ ہی کے صدقہ طفیل ہے۔

حضور علیہ السلام نے ہر حال میں صبر وشکر کا دامن پکڑا

نبی کریم ﷺ زندگی میں بہت سارے نشیب وفراز سے گزرتے، یتیمی ویسیری، فقر وفاقہ، خوف والم کا پرفتن دور، کفر وظلمات کے بحر بیکراں اور اپنوں اور غیروں کی طرف سے مختلف آزمائشیں وغیرہ، مگر کسی حال میں صبر وشکر کا دامن نہ چھوڑا۔ دنیا والوں سے شکوہ شکایت کی بجائے اللہ ہی سے لو لگا کر اسی کے بندے ہو کر رہے۔ ذیل میں وہ احادیث پیش کی جارہی ہیں جن میں آپ ﷺ کی نجی زندگی کے یادگار دن پوشیدہ ہیں اور وہ دن بھی امت کے لئے نمونہ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک روٹی بنائی تھی۔ جب تک ٹکڑا آپ کے پاس لے کر نہیں آئی مجھے قرار نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تین دن میں پہلا کھانا ہے جو تمہارے باپ کے منہ میں جارہا ہے۔ (اسنادہ حسن، اخرجہ الاصبہانی فی اخلاق النبی ﷺ: ۴/۴۴، رقم الحدیث: ۸۳۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان ساتھ آدمیوں میں سے ساتواں پایا (جنہوں نے اسلام سب سے پہلے قبول کیا تھا) اس وقت ہمارے پاس کھانے کے لئے یہی کیکرے کے پھل یا پتے ہوتے، ان کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کھاتے کھاتے ہم لوگوں کی اجابت بھی بکری کی مینگنیوں کی طرح ہوگئی تھی۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں نے تین دن مسلسل کبھی آسودہ ہو کر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۴۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ سخت بھوک لگی، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور قرآن کی آیتیں سنانے کی خواہش ظاہر کی، وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور میرے لئے دروازہ کھولا، میں تھوڑی دور چلا تھا کہ اپنے منہ کے بل بھوک کی وجہ سے گر پڑا، دیکھا تو میرے سر کے پاس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہیں، آپ ﷺ نے آواز دی، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھڑا کیا، اور آپ نے میری حالت پہچان لی۔ چنانچہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور ایک پیالہ دودھ پینے کا حکم دیا میں نے اس میں سے پی لیا۔ پھر فرمایا: اور پیو اے ابوہریرہ! میں نے دوبارہ پیا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اور پی لو! چنانچہ میں نے پی لیا، یہاں تک کہ میرا پیٹ پیالہ کی طرح ہوگیا۔ پھر میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اپنی حالت بیان کی اور میں نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! اللہ نے اس کام کا اسے مالک بنادیا جو اس کا زیادہ مستحق تھا۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے میری بھوک کی تکلیف دور کی، بخدا میں نے تم سے آیت پڑھنے کو کہا تھا، حالاں کہ میں تم سے زیادہ آیتوں کا پڑھنے والا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں (سمجھا نہیں تھا، ورنہ) بخدا تمہیں اپنے گھر میں داخل کرنا (یعنی مہمان بنانا) مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے پاس سرخ اونٹ ہوں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر: ۳۴۶)

یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ تھا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی کم زور آواز سنی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ آپ

بھوکے ہیں ،تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں ،اپنے دوپٹہ کے ایک حصہ میں لپیٹا، پھر میرے کپڑے کے نیچے چھپا کر مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ میں وہ روٹی لے کر گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ مسجد میں ہیں اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں۔ میں ان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ مجھ سے آپ ﷺ نے پوچھا: تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: چلو اور یہ کہہ کر آپ روانہ ہوئے اور میں بھی روانہ ہوا، اور آگے چلا، یہاں تک کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا تو ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو بھی لے آئے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ان سب کو کھلائیں، ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ابوطلحہ آگے بڑھے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! تیرے پاس جو کچھ ہے لے آ۔ ام سلیم وہ روٹیاں لے آئیں۔ آپ ﷺ نے ان روٹیوں کے توڑنے کا حکم دیا اور ام سلیم نے گھی ڈال کر اس کو ملیدہ بنایا۔ پھر اس پر رسول اللہ ﷺ نے پڑھا جو اللہ نے چاہا۔ پھر فرمایا: دس آدمیوں کو بلاؤ۔ انہیں آنے کی اجازت دی گئی، ان لوگوں نے کھایا، یہاں تک کہ آسودہ ہو گئے۔ جب وہ باہر چلے گئے تو فرمایا دس آدمیوں کو اور آنے کی اجازت دو۔ وہ لوگ بلائے گئے تو انہوں نے بھی آسودہ سیر ہو کر کھایا۔ جب یہ لوگ باہر نکلے تو پھر فرمایا کہ اور دس آدمیوں کو بلاؤ، وہ لوگ اندر آئے اور خوب سیر ہو کھایا۔ جب یہ لوگ بھی باہر چلے گئے تو مزید دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا تمام لوگوں نے کھایا اور آسودہ ہو کر کھایا اور ہم کل اسّی آدمی تھے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۵۲)

ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ رب العزت نے ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ** اے

نبی ﷺ ہم نے آپ کو سارے جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اسی لئے تو جب طائف والوں کے لئے بددعا کرنے کی درخواست کی گئی تو آپ علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ **اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ**. اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما یہ مجھے جانتی نہیں ہمیں یہی دعا کرنی چاہئے۔ کہ یا اللہ خاتمہ بالخیر نصیب فرما اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مخلص افراد ہی صالح معاشرہ کی بنیاد ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو! ایک دوسرے موقع پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے ایمان والو! ایمان لے آؤ یعنی صحیح معنوں میں سچے اور پکے مسلمان بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اخلاص کے قدرداں ہیں اور جس آدمی کے اندر اخلاص وللّٰہیت ہوگی وہی دوسروں کی فکر کرے گا اسی کے ذریعہ معاشرے میں اصلاح ودرستگی پیدا ہوسکتی

ہے قوموں کی گمراہیاں ہدایت میں تبدیل ہوسکتی ہیں صحابہ کرام کا اخلاص اور خوف خدا ہی تھا کہ علاقہ کی ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ بنے ایک ایک صحابی ہزاروں کے لئے کافی ہوا کرتا تھا ایسا نہیں کہ ان کے پاس روپے پیسے تھے یا ہر طرح کی سہولیات میسر تھیں بلکہ ان کے اندر کا اخلاص کارفرما تھا آج بھی اسی اخلاص کی ضرورت ہے تاکہ قوم مسلم جو سخت پیاس ہے اس کی اصلاح ہوسکے آج معاشرے میں نیک اور صالح لوگوں کی قلت ہے لوگ پریشان ہیں ان کی صحیح رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

عمل صالح معاشرے کا ذریعہ

عمل صالح جماعتوں اور نیک کردار معاشروں کی نہ صرف تشکیل کی ضمانت ہے، بلکہ وہ گارا اور اینٹ ہے جس سے شاندار عمارتوں کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کی مضبوطی اور پائیداری ایسی بے مثال ہوتی ہے کہ مخلص دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ان کے کارنامے اور خدمات آثار قدیمہ کے طور پر دنیا میں باقی رہ جاتے ہیں اور آئندہ نسلوں کے لئے اخلاص کا نمونہ چھوڑ جاتے ہیں، جس میں اپنی زندگیوں کے خط وخال سنوارتے ہیں۔ پھر دین وملت اور قوم وملک کیلئے رضا اور خوشنودی الٰہی کے طلب گار اور گرویدہ ہوجاتے ہیں۔

سورہ الصّٰفّٰت میں مختلف اولوالعزم پیغمبروں کے تذکرے کے بعد یہ فرمایا گیا: اِلَّا عِبَادَاللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ ۔یعنی جو افراد اور معاشرے گندگیوں میں مبتلا ہیں ان سے ہمارے مخلص بندے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اسکی مدد سے یکسر بچائے گئے ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ عہد نبوت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جو صالح جماعت تشکیل پائی تھی، من جملہ ایمانی خصوصیات وکیفیات سے متصف تھی، خصوصاً ان کے اخلاص وعمل نے ان کو ایسا سرشار کردیا تھا کہ وہ سرزمین حجاز کی بدویانہ زندگی سے ایسے

متمدن ہوئے کہ تہذیب وتمدن سے بچھڑی ہوئی قومیں ان کے رنگ میں ایسے رنگ گئیں کہ ان کو جینے اور مرنے کا سلیقہ آ گیا۔اس کے برخلاف عہد نبوت کا منافق اور ریاکار معاشرہ انسانیت کے لئے ناسور بن گیا تھا۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین ہوتے ہوئے بھی ان کو کافرین، فاسقین وغیرہ کے القاب سے قرآن کریم نے یاد کیا۔

صالح معاشرے کے لئے نسخہ کیمیا

آج بھی صالح اور نیک معاشرے کے قیام کے لئے کوششیں ہوتی ہیں، جماعتیں بنتی ہیں، انجمنیں قائم ہوتی ہیں، پروگرام طے پاتے ہیں اور پھر ان پر محنتیں صرف ہوتی ہیں، لیکن خاطر خواہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعتی کردار نہیں ہے اور اگر جماعتی کردار ہے بھی تو اس میں روح اخلاص مفقود ہوتا ہے۔ پھر ساری جدوجہد اور محنت وکوشش کولہو کے بیل کی طرح ہے جو گھومتا رہتا ہے، لیکن اس کی روش ایک دائرے کی شکل میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔یہی بات تھی کہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: لَنْ يَّصْلَحَ آخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهَا اَوَّلِهَا. اس نسخے سے امت مسلمہ کا آخری طبقہ صالحیت وصلاحیت سے ہمکنار ہو سکتا ہے جس نسخے سے سرخیل امت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمکنار ہوئے تھے۔اس جماعت کو سورۂ حجرات میں اُولٰٓئِکَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ’’یہی ہدایت یافتہ ہیں‘‘ کہا گیا۔ افسوس کہ آج افراد و جماعات نے اخلاص کی دولت کھو دی اور اللہ تعالیٰ نے ثریا سے انہیں زمیں پر دے مارا۔

اے بادصبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے امت بے چاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

(ماہنامہ راہ اعتدال عمرآباد، مئی ۲۰۱۲ء)

ہم نے نبی کے اسوہ کو نہیں اپنایا صحابہ کرام کے طور وطریق کو اختیار نہیں کیا۔ قرآن تو پکار کر کہہ رہا ہے کہ تمہیں سربلند ہو گے بشرطیکہ مومن کامل بن کر رہو۔حضور علیہ السلام کی ایک ایک سنت پر عمل کیا جائے ۔ معاملات ،معاشرت اور اخلاقیات کو درست کیا جائے اسلام نے تو اہم تعلیم دی ہے۔اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ۔حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں کیا ہم اس حدیث پر عمل کر رہے ہیں پڑوسیوں کے تعلق سے ہم کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو شخص آسودہ ہو کر سوئے اور اس کا پڑوسی اس کے بازو میں بھوکا سوئے وہ ہم میں سے نہیں، کتنی پیاری تعلیم ہے اسلام کی اگر واقعی ہم ان تعلیمات نبوی پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والے بن جائیں تو معاشرے میں امن وامان اور پیار ومحبت کا ڈنکا بجنے لگے گا اختلاف وانتشار کافور ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام کی عمل کردہ زندگیوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

علم دین کی فضیلت اور اہمیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سامعین عظام عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے ''علم دین کی فضیلت اور اہمیت'' اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے سامنے عرض کرتی ہوں میں نے قرآن کریم کی جو آیت پڑھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں یعنی یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے بلکہ پڑھے لکھے لوگوں کا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے مذہب اسلام نے تعلیم و تعلم پر خاص توجہ دی ہے۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت جو غار حرا میں نازل ہوئی اس میں قراءت اور پڑھائی کا ذکر موجود ہے۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا علم دین کی

فضیلت واہمیت ہی کی وجہ سے ہمارے اکابر واسلاف نے علم دین کے حصول میں وہ کوششیں کی ہیں جن کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے ایک ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے سینکڑوں کا میلوں کا پیدل سفر کیا کرتے تھے ان کی زندگی کا مقصد ہی حصول علم اور اشاعت اسلام تھا انہیں بزرگوں کی قربانیوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج دین صحیح سالم ہم تک موجود ہے۔ علم دین کی فضیلتیں حدیث میں وارد ہوئی ہیں ان میں سے چند حدیثیں بھی بیان کرتی ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ (بخاری) ومسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ے فرمایا: رشک کے قابل صرف دو آدمی ہیں، ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا، پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے دانائی سے نوازا، پس وہ اسکے ساتھ (لوگوں سے معاملات کے) فیصلے کرتا اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔ (بخاری ومسلم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جو علم (دین) کی تلاش کے لئے کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے'۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، مگر تین چیزوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے'۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: 'دنیا ملعون ہے اور جو کچھ سامان اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ تعالیٰ

کے ذکر اور اس کے متعلقات کے او رعالم یا متعلم کے‘۔ (ترمذی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’جوشخص علم کی جستجو میں نکلتا ہے تو وہ لوٹنے تک اللہ کی راہ میں (شمار) ہوگا‘۔ (ترمذی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنیٰ آدمی پر۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’بے شک اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور آسمان وزمین کی مخلوق حتی کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی تک (پانی میں) لوگوں کو بھلائی سکھلانے والوں پر (اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں‘۔ (ترمذی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ’جوشخص ایسے راستے پر چلے جس میں وہ (دین کا) علم تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل سے خوش ہوکر آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالب علم کے لئے اس کے اس عمل سے خوش ہوکر اپنے پر رکھ دیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان وزمین کی ہر مخلوق، حتی کہ مچھلیاں پانی میں مغفرت کی دعاء کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے اپنے ورثے میں دینار او ردرہم نہیں چھوڑے، وہ تو (دین کا) علم ہی ورثے میں چھوڑ کر جاتے ہیں، پس جس نے وہ علم حاصل کیا، اس نے (شرف وفضل کا) ایک بڑا حصہ حاصل کرلیا‘۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’جس سے علم دین کی کوئی بات پوچھی جائے، پھر وہ اسے چھپائے تو قیامت والے دن اس کو آگ کی لگام دی جائے گی‘۔ (ابوداؤد، ترمذی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’جوشخص وہ علم جس سے اللہ کی رضا مندی طلب کی جاتی

ہے اس لئے حاصل کرے تا کہ اس کے ذریعہ سے دنیا کا ساز وسامان حاصل کیا جائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا‘۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے کھینچ لے، لیکن وہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے سے اٹھائے گا یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اور (یوں) خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری ومسلم)

اولاد کے تعلق سے والدین سے باز پرس ہوگی

رفتہ رفتہ علم ہم سے رخصت ہورہا ہے علمائے اکابر ہمارے درمیان سے اٹھتے جارہے ہیں ان کی جگہ لینے والے دوسرے پیدا نہیں ہورہے ہیں اور جس طرح ہمارے اکابر اسلاف نے حصول علم کے لئے محنتیں اور کوششیں تھیں اور علم دین کی یہ عظیم الشان امانت ہم تک پہونچائے تھے ہم نے اس کی قدر نہ کی اور مسلم بچے جن کو علم دین حاصل کرنا تھا اور لوگوں تک علم دین کو پہونچانا تھا آج وہ اسکولس وکالجس میں پڑھ رہے ہیں جہاں کی تہذیب وتمدن اور معاشرت غیر اسلامی ہے کل قیامت میں والدین سے باز پرس ہوگی کہ اپنی اولاد کو علم دین سکھایا تھا کہ نہیں اس وقت کیا جواب دیں گے اس لئے اپنے بچوں کو علم دین سیکھنے کیلئے تیار کریں اور عالم وفاضل بنائیں تا کہ کل کے دن یہ ہمارے کام آویں حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکا عمل بھی منقطع ہوجاتا ہے البتہ تین شخص ایسے ہیں کہ انکا عمل منقطع نہیں ہوتا ایک وہ شخص جس نے کوئی صدقہ جاریہ کرتا ہو مثلاً کوئی نہر کھود

وائی، مسجد ومدرسہ بنوایا یا علم دین سکھا دیا یا کوئی کتابیں ہی لکھ دیا اور تیسرے نمبر والد صالح جو اپنے والدین کیلئے دعائیں کرے اگر تین میں کوئی کام کرگیا یا ہفتوں کام کرگیا ہے تو مرنے کے بعد بھی اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

دنیا سے بے رغبتی

آخرت میں سب سے زیادہ کام آئے گی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا. وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت مزین کردی گئی عورتیں بیٹے اور سونے چاندی کے خزانے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتیاں یہ سب دنیوی زندگی کے ساز وسامان ہیں اور اللہ ہی کے پاس بہتر ٹھکانہ ہے دنیا تو ابتلاء وآزمائش کا گھر ہے اللہ تعالیٰ انسانوں کو بالخصوص مومن بندوں کو مختلف طریقوں سے

آزماتے ہیں کبھی مال دے کر کبھی فقر و فاقہ میں کبھی بیماری انسان ان تمام حالتوں میں صبر و شکر سے کام لینا چاہئے اور کوشش یہ کرنی چاہئے کہ دنیا سے تعلق نہ ہو بلکہ بے تعلقی کے ساتھ زندگی گذارے۔

عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے زیادہ نماز پڑھتے ہو۔ روزہ رکھتے ہو، زیادہ جہاد کرتے ہو، لیکن وہ تم سے بہتر تھے، لوگوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن ایسا کیوں؟ انہوں نے کہا وہ تم سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی برتنے والے تھے اور تم سے زیادہ آخرت کی رغبت رکھنے والے تھے۔ (رواہ ابوداؤد فی الزہد)

ابوواقد لیثی کہتے ہیں کہ ہم نے اعمال کو ٹٹولا تو دنیا سے بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی چیز طلب آخرت کے لئے کارگر نہیں پائی۔ (رواہ ابوداؤد فی الزہد)

ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ مجھ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے ربیع تم زہد کو لازم پکڑو اس لئے کہ زہد، زاہد کے لئے اس سے زیادہ خوبصورت ہے جتنا کہ زیور کسی جوان عورت کے جسم پر ہوتا ہے۔ (ابونعیم فی الحلیۃ) حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی، پھر آپ تیزی سے نکلے، آپ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے کہ آپ مسجد سے تیزی سے نکلے، آپ نے فرمایا میرے پاس سونے کا ایک ڈالا تھا، میں نے یہ ناپسند کیا کہ وہ میرے پاس رات بھر رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری فی الزکوۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں آخرت میں وہی بہت کم مال والے ہوں گے سوائے اس شخص کے جو اپنا مال اس طرح اور اس طرح خرچ کرے ابومعاویہ (راوی) نے اپنے ہاتھ سے دائیں بائیں اشارہ کیا۔ (مسلم فی الزہد و بخاری فی الرقائق)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ روٹی کا ایک ٹکڑے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، آپ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں ایک روٹی بنائی تھی جب تک ٹکڑا آپ کے پاس لے نہیں آئی مجھے قرار نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تین دن میں پہلا کھانا ہے جو تمہارے باپ کے منہ میں جا رہا ہے۔ (اسنادہ حسن اخرجہ الشیخ فی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ص ۲۹۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فاقہ

سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹ بھر روٹی کھجور بھی میسر نہیں تھی اور لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اگر انواع و اقسام کی کھجوریں، مکھن اور کپڑے میسر نہ ہوں تو وہ خوش نہیں رہتے۔

(رواہ مسلم فی الزہد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی وفات تک کبھی تین رات مسلسل گیہوں کی روٹی پیٹ بھر نہیں کھائی۔ (بخاری فی الرقائق، مسلم فی الزہد)

ہم دنیا کے طرف راغب ہو رہے ہیں

آج غریب سے غریب انسان بھی دو وقت کا کھانا تو کھا ہی لیتا ہے اور گذر بسر کے لئے کچھ روپئے پیسے تو ہوتے ہی ہیں مگر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال نہ تھا وہاں تو کئی کئی دن تک چولہے نہیں جلتے تھے پانی اور کھجور پر گذر کیا جاتا آج کل تو عمدہ سے عمدہ غذائیں کھائی جا رہی ہیں جس کا اسوقت تصور اور وہم وگمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گذاری کی توفیق

نہیں ہوتی بس اچھا کھانے اچھا پہننے عمدہ بنگلے اور زندگی کے سارے اسباب و رسائل اکٹھا کرنے کی ہی فکر لگی رہتی ہیں جب کہ مومن کے لئے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت پیدا کرنا چاہئے۔حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّةُ الْکَافِرُ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارا اصل ٹھکانہ دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے اس لئے آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور دنیا سے روا رہنا چاہئے جنہوں نے اپنی آخرت کو سنوار لیا انہیں کے لئے کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا سے لاتعلق اور آخرت سے تعلق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

جہیز کی لعنت معاشرہ کا کینسر ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق و مہربان معلمات، ماؤں اور بہنو!

اسلام نے عورتوں پر بڑے احسانات کئے ہیں ان کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لاکھڑا کیا اور جس طرح مردوں کے لئے حقوق متعین کئے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی حقوق بیان کئے۔اسلام سے قبل عورتوں کے لئے کوئی حق نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ اس کی حیثیت ایک جانور کے مثل تھی مگر افسوس کہ آج عورتوں کو اسی دور جاہلیت کی طرف لوٹایا جارہا ہے۔

پیام عرفات کے کالم میں جناب شبیر الدین لکھنوی لکھتے ہیں کہ اسلام صرف کچھ عبادتوں کا نام نہیں، بلکہ وہ ایک مکمل نظام حیات ہے، جو زندگی کے تمام گوشوں کی رہنمائی کرتا ہے، جس میں افراط ہے نہ تفریط، اسلام اپنے معاشرے میں کسی دکھیارے کو نہیں دیکھنا چاہتا جس کی درد بھری آہوں سے پورا سماج لرز اٹھے، اسلام سراپا انصاف اور درمیانی چال سے عبارت ہے، انہیں احکام ومسائل میں سے ایک اہم عنوان نکاح اور جہیز کا ہے۔

جہیز کی لعنت معاشرہ کا وہ کینسر ہے جو آہستہ آہستہ پورے ہندوستانی سماج کی جڑوں کو متاثر کرتا چلا جارہا ہے۔

میرے دوستوں! امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر کاربند رہنا مسلمانوں کے ایک ایک فرد پر لازم ہے۔ بھلائی کی طرف حکم دینے اور برائیوں سے روکنے کی اسلام میں بہت بڑی اہمیت ہے معاشرہ اور سماج میں برائیاں دیکھ کر اور ظلم وستم تباہ کاری اور اسلام کے خلاف طرز عمل کو برداشت کرلینا پورے سماج پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے قہر وغضب کو دعوت دینا ہے۔

جہیز کی تباہ کاریاں اتنی زیادہ ہیں کہ ان پر لکھنے کے لئے دفتروں کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ اب تو حالات ایسے خوفناک رخ اختیار کرچکے ہیں کہ جہیز کے مطالبوں سے تنگ آکر غریب ماں باپ کی قابل سے قابل بیٹیاں اپنے مستقبل سے مایوس ہوکر زہر کھا کر خودکشی کرنے یا اپنے گلے میں پھانسی کا پھندہ ڈال کر مرجانے یا اپنے آپ کو آگ میں جلا ڈالنے پر آمادہ ہورہی ہیں۔ بعض شہروں میں تین چار بہنوں کی اجتماعی خودکشی کرنے کی رونگٹے کھڑے کردینے والی خبروں نے ملک کے بعض امیر اور اہل دل افراد کو چونکا کر رکھ دیا۔

راجیہ سبھا کی رپورٹ

راجیہ سبھا میں دی گئی رپورٹ کے مطابق ۱۹۷۷ء، ۱۹۷۸ء، ۱۹۷۹ء میں بیویوں کو زندہ جلانے کے (۲۸۷۹) واقعات پیش آئے ان کے علاوہ ۶۱ دلہنوں نے خودکشی کرلی۔ ۱۹۸۵ء میں (۸۷۳) ۱۹۸۶ء میں (۱۳۱۹) ۱۹۸۷ء میں (۱۹۱۲) ۱۹۸۸ء میں (۲۲۰۹) ۱۹۸۹ء میں (۴۰۰۰) ۱۹۹۰ء میں (۵۱۸۷) ۱۹۹۳ء میں (۱۹۵۲) ۱۹۹۴ء میں (۴۸۵۰) عورتوں کو جہیز کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ یکم اگست بی بی سی لندن کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۰ء میں ۱۱۰۰۰ سے زیادہ اموات ہوئیں۔ ۱۹۹۴ء میں ۱۸ جہیزی اموات روزانہ ہوئیں۔

جرائم ریکارڈ بیورو کے مطابق ۱۹۹۷ء میں تمام ملک میں ۶۰۰۶ جہیزی اموات واقع ہوئی ہیں۔ سب سے زیادہ جہیزی اموات یوپی میں ہوئیں جہاں ۱۷۸۶ عورتوں کو جہیز کے لئے ماردیا گیا یا انہوں نے جہیز کے جھگڑوں سے تنگ آکر خودکشی کرلی۔ یوپی کے بعد بہار میں ۷۶۱، مدھیہ پردیش میں ۵۵۰، آندھرا پردیش میں ۵۲۰، مہاراشٹر میں ۴۲۰، اور راجستھان میں ۳۵۶ جہیزی اموات رکارڈ کی گئیں۔ تمل ناڈو میں ۱۸۳ جہیزی اموات کا اندراج کیا گیا۔ کرناٹک میں ۹۵، کیرالہ میں ۲۵، پانڈیچری میں اس قسم کی موت کی تعداد صرف ۲ تھی۔

حالیہ رپورٹ کے مطابق: سالانہ ۷۰۰۰ اموات درج پائی جاتی ہیں، جب کہ این سی آر بی کا کہنا ہے کہ یہ رپورٹ آدھی ہے یعنی تقریباً ۱۴۰۰۰ سالانہ جہیز کی وجہ سے اموات ہورہی ہیں۔ جس رفتار سے ہمارا ملک ترقی راہ میں گامزن ہے اسی طرح جہیز کی اموات میں سالانہ ۳۸ فی صد کا اضافہ ہورہا ہے بنگلور کے سٹی ہاسپٹل میں روزانہ ۵ سے ۷ ایسی عورتوں کو بھرتی کردیا جاتا ہے جو جہیز کی وجہ سے جلادی جاتی ہیں۔

جب ہم پورے ملک پر عمومی نظر ڈالتے ہیں تو ایک خطرناک اور دل خراش رپورٹ ہمارے سامنے آتی ہے۔امریکہ کی طرح بھارت میں بھی منٹ اور گھنٹہ کے تناسب سے جرائم ہورہے ہیں۔مثلاً ہر ۱۵ منٹ پر ایک عورت جہیز کی خاطر ماردی جاتی ہے اور جب والدین کی رنجور نگاہیں اپنی لخت جگر اور تسکین روح کی مردہ لاشوں پر پڑتی ہیں تو جگر شق ہوجاتا ہے اور بے اختیار زبان حال سے نکل پڑتا ہے۔

اب یاد آیا اے یاران جاں اس نامرادی میں
کفن دینا تجھے ہم بھولے تھے سامان شادی میں

جہیز کی وجہ سے لڑکیوں کی شادی وقت پر نہیں ہو پاتی ہیں لہٰذا لڑکیاں خود ہی فحاشی اور عریانیت میں مبتلا ہوجاتی ہیں اور غلط طریقہ سے اپنی خواہشات کی تکمیل کرنے پر مجبور ہوجاتی ہیں۔اور کبھی شریف گھرانے کی لڑکیاں بھی کسی کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں اور اپنے گھرانے کی عزت وقار کو خاک میں ملادیتی ہیں۔ کچھ لڑکیاں جسم فروشی کا پیشہ اختیار کرلیتی ہیں اور اس طرح سے جسم فروش عورتوں کی تعداد ملک میں ۲۵ لاکھ اور ان کے بچوں کی تعداد ۵۳ لاکھ ہے۔بہت ساری لڑکیاں اپنی شادی کے لئے نوکریاں کرتی ہیں جس کے نتیجہ میں انہیں ٹیمپو اور بسوں میں دھکہ کھانے اور آفیسر کی جھڑکیاں سننی پڑتی ہیں وہ گھر کی زینت بننے کے بجائے آفس کی زینت بنتی ہیں اور گھر کے باہر قدم رکھنے کی وجہ سے چھیڑ خانی، اغوا، زنا بالجبر اور جنسی بے حرمتی کا شکار ہورہی ہیں۔اگر جہیز کے خاتمہ اور شادی کی جملہ کاروائی کو آسان سے آسان تر بنانے کی حتی الامکان کوشش نہیں کی گئی تو جسم فروشی کے پیشہ میں داخل ہونے والی لڑکیوں کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوگا۔حالانکہ ہر سال ۲۶ ہزار لڑکیوں کا جسم فروشی میں داخل ہونا پاکیزہ معاشرہ میں سانس لینے والوں کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے اور ہندوستانی سماج کے چہرے پر ایک بدنما دھبہ ہے۔

زنا معاشرہ کے لئے ناسور ہے

زنا ایسی خطرناک بدی ہے کہ جو پورے معاشرے کو برباد کر کے رکھدیتی ہے جس خاندان وقبیلہ کے اندر یہ برائی داخل ہوگئی اس خاندان میں عفت وپاکدامنی کا جنازہ نکل گیا مگر حیرت وافسوس کی بات ہے کہ اس طرح کی نازیبا اور غیر مناسب حرکتوں کو برداشت کیا جاتا ہے اور اس کے سدباب کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا جاتا دور نبوت میں اور بعد کے ادوار میں بھی شادیاں بڑی آسان تھیں زنا بہت مشکل کام تھا آج اسلامی اصول وضابطہ کو توڑنے کی وجہ سے شادی مشکل اور زنا آسان ہوگیا۔

برکت والا نکاح

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرْکَةً اَیْسَرُهٗ مَؤُنَةً سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے بڑے مالدار صحابی ہیں آپ ﷺ کے قریبی ہیں مگر جب شادی کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو بلانا اور نکاح پڑھوانا دور کی بات ہے اطلاع کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتے بعد میں جب حضور ﷺ کو معلوم ہوتا ہے تو ارشاد فرماتے ہیں کہ اولم ولو بناۃ ولیمہ کرو چاہے ایک بکری سے ہو۔آپ علیہ السلام نے ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا کہ کیوں شادی میں مجھے نہیں بلایا کیوں کہ میرے ذریعہ نکاح نہیں پڑھوایا بلکہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیتے ہیں کہنے کا مطلب ہے کہ شادی کو اتنا ہلکا سمجھتے تھے کہ اس کیلئے لوگوں کو بلانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

اکثر مسلمان عملاً قرآن سے دور ہیں!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات!

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رشد وہدایت کے لئے بہت سے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے جنہوں نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کی خدا اور بندوں کے درمیان رشتہ کومضبوط کیا ان کوزندگی کے اصول وضوابط سکھائے مرنے کے بعد پیش آنے والے امور سے آگاہ کیا ہر ایک نبی کا جووقت موعودتھا اسی وقت پروہ چلا گیا پھر دوسرے نبی آئے اور وہ بھی چلے گئے اللہ تعالیٰ کی سنت یہی رہی ہے کہ کوئی یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح انبیاء ورسل مبعوث فرمائے

اسی طرح بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں ہماری ہدایت ورہنمائی کے لئے رسولوں کودی گئیں بڑی بڑی کتابوں میں چار کتابیں توراۃ، زبور، انجیل اور قرآن کریم مگر جس طرح انبیاء علیہم السلام دنیا میں نہیں رہے اسی طرح ان کی کتابیں بھی سوائے قرآن کریم کو کہ اسکو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جس طرح محمد عربی ﷺ پراترا تھا اسی طرح بالکل صحیح سالم ایک حرف نقطے اور شوشے کے بغیر ہمارے سامنے موجود ہے یہ قرآن کا عظیم الشان معجزہ ہے مگر ہماری بہت بڑی غلطی اور سستی ہے کہ ہم ے قرآن کو جس طرح مضبوطی سے پکڑنا چاہئے تھا اس طرح نہیں پکڑا اور قرآن کی طرف سے بڑی غفلت اور سستی سے کام لے رہے ہیں۔

قرآن سے بے اعتنائی

مسلمانوں کی زندگیوں میں قرآن سے دوری، بے اعتنائی اور غفلت کے مختلف مظاہر پائے جاتے ہیں۔ سطور ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

آج مسلمانوں کی اکثریت کا عملاً قرآن سے اگر کچھ تعلق نظر آتا ہے تو بس یہ کہ وہ اسے اپنے گھروں میں ریشمی جزدانوں میں لپیٹ کر الماریوں میں سجا کر رکھتے ہیں، مختلف امراض کے علاج کے لئے اس کی آیتوں کے تعویذ بنا کر گلے میں باندھتے اور دھوکر پیتے ہیں، جنات اور بھوت پریت بھگانے کے لئے اسے پڑھ کر پھونکتے ہیں۔ تنازعات کی صورت میں اس پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتے ہیں، دوکانوں اور مکانوں کی برکت کے لئے قرآنی آیات کے طغرے لگاتے ہیں اور ان کے افتتاح کے موقع پر قرآن خوانی کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مولانا ماہر القادری نے بڑے پرسوز موزانداز میں مسلمانوں کے اس رویہ کا شکوہ کیا ہے۔ ان کی مشہور نظم قرآن کی فریاد ہے ان کی مشہور نظم 'قرآن کی یاد' کے چند اشعار سماعت فرمائیں۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں میں لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزداں حریر وریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول قسم لینے کے لئے، تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت ہوتی ہے، ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں

بہت سے مسلمان ہیں جو قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں روزانہ اسکا کچھ حصہ پڑھتے ہیں ماہ رمضان المبارک میں اس کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے جب حفاظ کرام قرآن سنانے کیلئے کمربستہ ہوجاتے ہیں اور عام مسلمان تراویح میں، اپنی نفل نمازوں میں اور نمازوں کے علاوہ بھی اپنا زیادہ تر وقت قرآن پڑھنے میں لگاتے ہیں۔

صحابہ کرام کے دور میں قرآن کریم پڑھنے سننے اور سنانے کا کثرت سے ماحول تھا صحابہ کرام نفلوں میں قرآن پڑھا کرتے تہجد کی نماز میں قرآن پڑھتے تھے اور صرف الفاظ پڑھ نے پر ہی اکتفا نہیں کرتے تھے مگر معانی قرآن پر غور وفکر کرتے تھے۔ آیت عذاب پڑھ کر روتے تھے اور اللہ کے عذاب سے ڈرنے اور پناہ مانگتے تھے ہم بھی انہیں کے نام ہو رہے ہیں مگر ان کی سیرتوں اور کرداروں سے بہت دور ہیں اسی لئے ہم لوگ دردر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں آج اس بات کا عہد کریں کہ قرآن کو سینوں سے لگائیں گے اس کی تلاوت کریں گے اور قرآن کے احکام پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان بالخیر پر خاتمہ فرما۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ زندگی!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے 'حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کی مجاہدانہ زندگی'۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: 'عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ' میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ ہمارے پیغمبر نبی آخرالزماں ﷺ ہیں قیامت تک کوئی نبی ورسول نہیں آئے گا آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: 'اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَ بَعْدِیْ' میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ایک دوسری حدیث میں

ارشاد فرمایا: 'لَوْ کَانَ بَعْدَ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَر ' میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ مگر نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے لیکن نبی کی ضرورت تو قیامت تک باقی رہے گی تو اس ضرورت کو کون پورا کرے گا اس کو علماء کرام پورا کریں گے علما کرام انبیاء کے نائب ہیں انہیں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ قیامت تک دین کا کام لیتا رہے گا اور یہ امت کو ضلالت و گمراہی سے نکال کر راہ مستقیم پر لاتے رہیں گے تاریخ میں ایسے بہت سے علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے نام موجود ہیں جن پر تاریخ بھی فخر کرتی رہے انہیں میں ایک ابراہیم بن ادھمؒ ہیں انکے تعلق سے چند باتیں گوش گذار کرتی ہوں۔

حلال کھانے والا عقلمند ہے

حضرت شفیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے بلاد شام میں میری ملاقات ہوئی، میں نے حضرت سے کہا کہ آپ نے خراسان کی مزے کی زندگی کو چھوڑ دیا ہے، کہنے لگے لطف ومزہ تو شام کی زندگی میں ہے میں اپنے دین کو لے کر ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر بھاگ رہا ہوں کوئی مجھے دیکھ کر خبطی کہتا ہے اور کوئی حمال کہتا ہے اور اے شفیق عقلمند ہمارے نزدیک وہ نہیں ہے جو زائد حج و جہاد وغیرہ عبادات کرنے والا ہو بلکہ اصل عقلمند وہ ہے جو اس کو سمجھتا ہو کہ اس کے پیٹ میں کیا داخل ہو رہا ہے۔ (یعنی حلال وطیب غذا اصل ہے) حلال خالص کی دو روٹیاں کافی ہیں اے شفیق، اللہ پاک نے فقراء پر کتنا بڑا انعام فرمایا ہے، کہ آخرت میں ان سے نہ حج کا سوال ہوگا نہ جہاد کا نہ زکوۃ کا، اور نہ صلہ رحمی وغیرہ کا، سوالات ہوں گے تو ان مسکینوں یعنی مالداروں سے ہوں گے۔ (کذافی تہذیب الکمال، ص ۳۱۴، ج:۱) وہ سوال و جواب میں پھنس کر رہ جائیں گے اور فقراء کرام اولیاء اللہ جنت میں بہت پہلے داخل ہو چکے ہوں گے۔

تم ابراہیم بن ادہم تو نہیں ہو

فائدہ: ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں رزق حلال پر زور دیا ہے وہ ہی اصل چیز ہے قبولیت اعمال صالحہ اسی پر موقوف ہے، خود ان کی تمام عمر اسی حزم واحتیاط میں گذری اور حلال خالص کیلئے بہت زبردست مجاہدات اختیار کئے، چنانچہ ابراہیم بن بشار جو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص تھے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سے معلوم کیا کہ آپ ہمیں اپنے ابتدائی احوال سے واقف کرائیں کہ کس طرح اس عظیم مقام پر جائز ہوئے؟ فرمایا اور کچھ معلوم کرو وہ بہتر ہے، لیکن میں نے اصرار کیا کہ حضرت بتا دیں تاکہ ہمیں فائدہ پہنچے، تب حضرت نے فرمایا کہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے رہنے والے تھے اور خراسان کے بادشاہ سلطان تھے اور وہ مالدار انسان تھے، زندگی بڑے عیش وآرام میں گذر رہی تھی اور شکار کرنا ہمارا مشغلہ تھا، میں گھوڑے پر سوار ہو کر اور شکاری کتوں کو ساتھ لے کر شکار کیلئے نکلا اور اسی مشغلہ میں لگا ہوا تھا کہ پیچھے سے آواز سنائی دی کہ تم کو اس کام کیلئے نہیں پیدا کیا گیا میں نے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا میں اس کو ایک فضول آواز سمجھا اور آگے چل دیا پھر اسی طرح کی آواز آئی کئی بار ایسا ہوا تو توجہ کی اور سمجھا کہ یہ تنبیہ اللہ پاک کی طرف سے ہے تب میں نے یہ سب کچھ ترک کر دیا اور اپنے والد بزرگوار کے چرواہوں کے پاس گیا اور ان کا لباس پہن لیا اور اپنا لباس اتار دیا اور زہد فی الدنیا اور رغبت الی اللہ اور رغبت الی الآخرت کو اپنا مقصد زندگی بنا لیا، عراق آیا وہاں کچھ عرصہ کام کیا اور طلب حلال میں محنت کی اور عبادت الٰہی اختیار کی مگر حلال خالص میسر نہ آیا تو بعض مشائخ سے معلوم کیا انہوں نے بلاد شام کا مشورہ دیا، میں نے بلاد شام کا رخ کیا اور منصورہ پہنچا وہاں محنت کی مگر تسلی بخش کیفیت حاصل نہ ہوئی، پھر مشورہ کیا تو بعض لوگوں نے راطوس کا

مشورہ دیا میں وہاں آیا اور باغوں اور کھیتوں کی نوکری کی وہاں ایک واقعہ اور پیش آیا کہ ایک صاحب نے کہا او نگران باغ ایک بڑا انار لاکر دے جو عمدہ ہو، میں گیا اور ایک بڑا انار لایا اس نے اس کو کھایا مگر وہ کھٹا نکلا تو اس پر اس نے کہا کہ تجھے اتنا عرصہ گذر گیا یہاں کھاتے اور رہتے اور تجھے پتہ نہیں چل سکا کہ کونسا کیا ہے، تب میں نے کہا کہ میں نے کبھی اس باغ کا پھل نہیں کھایا، اس نے کہا کہ تم ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ تو نہیں ہو؟ میں نے جان لیا کہ اس نے مجھے پہچان لیا وہ چلا گیا اور لوگوں میں اس کے چرچے ہونے لگے، تب میں وہاں سے دوسرے شہر میں نکل گیا۔

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ اور وہ لوگ جو ہمارے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ضرور اپنے راستہ کی رہنمائی کردیں گے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے محنت کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، انسان کو کوشش کرنا چاہئے کہ حلال اور پاکیزہ رزق کی تلاش میں رہے اور حرام اور زمی سے ہر وقت سے بچتا رہے اس لئے کہ کھانے کا بہت اثر پڑتا ہے حلال کھائیں گے تو نیک کاموں کی توفیق ہوگی اور حرام مال سے انسان برائی میں مبتلا ہوگا اس لئے حلال کمائیں حلال کھائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمام امت مسلمہ کو رزق حلال عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات! زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. سن لو اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے اور جب دل کو اطمینان حاصل ہوگا تو پورے جسم کو سکون نصیب ہوگا اگر دل کو سکون نہیں ہے تو زندگی بھر سکون مل نہیں سکا اس لئے ہمیں ایسے کام کرنا چاہئے جس سے ہمارے قلوب کو سکون حاصل ہو اور وہ اللہ کی عبادت اور ذکر واذکار رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور بندوں کو حکم فرماتے ہیں۔ یَآ اَیُّهَا

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰہَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا وَّسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلاً ۔اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔ جن کی زندگیوں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ کسی سے خوف نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کو حقیقی سکون اور قلبی اطمینان عطا کرتا ہے ان کے راحت وآرام کے سامان نہیں ہوتے۔ ایئر کنڈیشن ان کے گھروں میں نہیں لگے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ ان کو نعمت باطنی عطا کر دیتا ہے وہ ظاہری دولت اور جھوٹی شان وشوکت سے کہیں بڑھی ہوئی ہے۔

دل کو بھی عوارض لاحق ہوتے ہیں

انسانی جسم کو جو جو عوارض لاحق ہوتے ہیں وہ سب انسانی دل کو بھی لاحق ہوتے ہیں۔ جسمانی عوارض مادی اسباب کو اپنانے سے دور ہوتے ہیں جبکہ قلبی عوارض روحانی اسباب کو اپنانے سے دور ہوتے ہیں۔ جس طرح جسم بیمار ہوتا ہے، بے ہوش ہوتا ہے، بھوکا اور پیاسا ہوتا ہے، بالکل اسی طرح دل بھی بیمار ہوتا ہے، مدہوش ہوتا ہے، بھوکا پیاسا ہوتا ہے، جسم کی بھوک اور پیاس کھانے پینے سے مٹتی ہے، جب کہ دل کی بھوک اور پیاس تلاوت قرآن اور ذکر باری تعالیٰ کی روحانی غذا سے مٹتی ہے۔ جسم کو دوا کھانے سے شفا ملتی ہے تو دل کو تعلق باللہ سے شفا ملتی ہے۔ دل کی زندگی کا پورا انحصار اللہ سے جڑنے پر ہے، اسی لئے اس دنیا میں انسانی جسم پر صرف ایک مرتبہ موت طاری ہوتی ہے۔ انسانی جسم صرف ایک مرتبہ مرتا ہے، پھر اسے روز حشر ہی زندگی نصیب ہوتی ہے، مگر دل پر بار بار موت طاری ہوتی ہے، پھر وہ زندہ ہوتا ہے۔ جب جب انسان اللہ سے اپنا تعلق ختم کر لے اور اس کے احکامات وتعلیمات سے روگردانی کرے، اس کے دل پر موت طاری ہوتی ہے او رجب جب وہ اللہ سے جڑے اور اس سے قریب ہونے کی کوشش کرے، ایک نئی

زندگی دل کو ملا کرتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے دلوں پر بھی ان کے جسموں کی طرح صرف ایک بار موت اس دنیا میں طاری ہوتی ہو اور بڑے غافل ولا پروا ہیں وہ لوگ جن کے دلوں پر بار بار موت طاری ہوتی ہو۔

جسم اور دل کی زندگی میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ عمر کے گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم بھی کمزور اور بوڑھا ہوتا جاتا ہے جب کہ دل کا معاملہ بالکل اس سے مختلف ہے۔ اس کی طاقت اور کمزوری کا سارا دارومدار اور اس کی جوانی اور بڑھاپے کا پورا انحصار عبادتوں اور ریاضتوں پر ہوا کرتا ہے، جس کا تعلق اپنے رب سے جتنا گہرا ہوگا اس کا دل اتنا ہی جوان ہوگا۔ اس معیار کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو کتنے بوڑھے ہیں جن کے دل جوان ہیں اور کتنے جوان ہیں جن کے دل بوڑھے ہو چکے ہیں۔ کتنے صحت مند ہیں جن کے دل بیمار ہیں اور کتنے بیمار ہیں جن کے دل صحت مند ہیں۔ کتنے کمزور ہیں جن کے دل توانا اور طاقت ور ہیں اور کتنے طاقتور ایسے ہیں جن کے دل کمزور ہیں۔ کتنے خوش حال ہیں جن کے دل تنگ ہیں اور کتنے تنگ دست ہیں جن کے دل کشادہ ہیں۔ انسان کی حقیقی قیمت اس کے دل سے ہے نہ کہ جسم سے زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے، اس کے بغیر محض جسم کی زندگی بے معنی ہے۔ اسی لئے اس انسان کے بدلنے کے لئے اس کے دل کا بدلنا از حد ضرور ہوتا ہے۔ جس کا دل نہ بدلے اس انسان کی تبدیلی کا کوئی اعتبار نہیں۔

ایک عربی شاعر نے کیا خواب کہا:

یَا خَادِمَ الۡجِسۡمِ کَمۡ تَشۡقٰی بِخِدۡمَتِہٖ
فَاَنۡتَ بِالۡقَلۡبِ لاَ بِالۡجِسۡمِ اِنۡسَانُ

(اے جسم کے خدمت گذار! تو کب تک اپنے جسم کو سنوارنے کی بدبختی میں مبتلا رہے گا، تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تو اپنے دل کیوجہ سے انسان ہے نہ کہ اپنے جسم کیوجہ سے)

دور حاضر کا ایک المیہ یہ ہے کہ اکثر انسانوں کے جسم آباد ہیں مگر دل ویران ہیں۔ بظاہر دیکھو تو انسان خوش پوشاک، حسین سراپا اور ظاہری چمک دمک لئے گھوم پھر رہے ہیں، مگر ان کے دل کی دنیا دیکھو تو رات کے اندھیروں سے زیادہ تاریک اور قدیم کھنڈروں سے زیادہ ویران نظر آتی ہے۔ جدید تہذیب نے انسان کو مادہ پرستی کا ایسا سبق پڑھایا ہے کہ وہ صورتوں کا پرستار اور حسین چہروں کا غلام بن کر رہ گیا ہے، جب کہ وہ اپنے دل کی صفائی اور طہارت باطن سے یکسر غافل ہے۔ نتیجے میں آج روئے زمین پر انسانی بھیس میں کتنے ایسے درندے پل رہے ہیں جن کے نزدیک نہ سیرت واخلاق کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی کردار وعمل کا کوئی وزن: 'اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ' (الاعراف:۱۷۹) ''وہ تو جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں''۔

وہ جسم کو سنوارنے کے لاکھ سامان کرتے ہیں مگر دل کو سنوارنے والے اسباب سے عاری ہیں۔ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۔(الروم:۷) ''لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں''۔ (از ماہنامہ راہ اعتدال، مئی ۲۰۱۲ء عمر آباد)

دل کو سنوارنے کی ضرورت

ہمارے اکابر واسلاف نے دل کو سنوارنے کے لئے بڑے مجاہدے کئے اور سنۃ اللہ یہی ہے کہ جو لوگ ہمارے لئے مجاہدے کریں گے ہم ان کو سیدھے راستہ کی رہنمائی کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو اتنا صاف ستھرا کر دیا کہ دنیا کی گندگی ان کے قلوب پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی وہ دنیا کو دھتکارتے تھے اور دنیا ان کے قدموں میں آکر گر پڑتی ہیں مگر آج کل لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنے جسم کے لئے

بڑی محنت کرتے ہیں اس کے سینکڑوں اور ہزاروں خرچ کرتے ہیں جب کہ اصل دل ہے اس کی طرف توجہ دینے چاہئے اگر دل مطمئن رہا تو پورا جسم راحت آرام اور چین وسکون مل جائے گا لیکن جسم کے حسین وجمیل اور خوبصورت ہونے سے کوئی ضروری نہیں کہ دل کو بھی سکون واطمینان حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو مجلیٰ ومصفیٰ بنائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

قرآن کریم کی تلاوت کے بار بار اور مسلسل احکامات

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین عظام صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات!

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے جو حضرت نبی اکرم ﷺ پر تیئس سال کے عرصہ میں موقع اور ضرورت کے لحاظ سے تھوڑا تھوڑا نازل ہوا جس کے حرف حرف میں نورانیت ہی نورانیت ہے کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے سینوں میں مکمل قرآن ہے اور اس کی تلاوت سے محفوظ ہوتے ہیں جس کے ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں: 'مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا' جو ایک نیکی

لے کر آئے گا اس کو اسی جیسی دس نیکیاں ملیں گی صرف زبان کو تھوڑی سی حرکت دیتی ہے کہ نہ کوئی محنت نہ مشقت دنیا کی چند کوڑیوں کی خاطر راتوں رات محنت کرتے ہیں گھر بار اور وطن چھوڑ کر سینکڑوں ہزار میل دور چلے جاتے ہیں کیا قرآن کی تلاوت کر کے ہم ان عظیم فوائد کو حاصل نہیں کر سکتے۔

تلاوت قرآن صرف ایک عبادت ہی نہیں

تلاوتِ کلام پاک ایک بہت بڑی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان کو تروتازہ رکھنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ قرآن صرف ایک بار پڑھ لینے کی چیز نہیں ہے بلکہ بار بار پڑھنے اور ہمیشہ پڑھتے رہنے کی چیز ہے اگر قرآن بس ایک مرتبہ پڑھ لینے کی چیز ہوتی تو کم از کم نبی اکرم ﷺ کو تو اس کے بار بار پڑھنے کی قطعاً کوئی حاجت نہ تھی۔ لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مسلسل قرآن پڑھتے رہنے کی بار بار تاکید ہوئی۔ عہد رسالت کے بالکل ابتدائی ایام میں تو انتہائی تاکیدی حکم ہوا کہ رات کا اکثر حصہ اپنے رب کے حضور میں کھڑے ہو کر ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے ہوئے بسر کرو۔ بعد کے ادوار میں بھی، خصوصاً جب مشکلات ومصائب کا زور ہوتا تھا۔ اور صبر واستقامت کی خصوصی ضرورت ہوتی تھی، آنحضور ﷺ کو تلاوت قرآن ہی کا حکم دیا جاتا تھا۔ چنانچہ سورۃ الکہف میں ارشاد ہوا ہے: ''وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا'' (الکہف:۲۷) ''اور پڑھا کر جو وحی ہوئی تجھ کو تیرے پروردگار کی کتاب سے۔ کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں اور نہ ہی تو کہیں پا سکے گا اسکے سوا پناہ کی جگہ''۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ (العنکبوت:۴۵) ''پڑھا کر جو وحی ہوئی تیری طرف کتاب الٰہی اور قائم رکھ نماز کو!''

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت مسلسل کرتے رہنا ضروری ہے اور یہ مومن کی روح کی غذا، اس کے ایمان کو تروتازہ اور سرسبز وشاداب رکھنے کا اہم ترین ذریعہ اور مشکلات وموانع کے مقابلے کے لئے اس کا سب سے موثر ہتھیار ہے۔

کتاب الٰہی کے اصل قدر دانوں کی یہ کیفیت قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے کہ: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ (البقرہ:۱۲۱) ”جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اسکی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے“۔

تجوید

اس سلسلے میں سب سے پہلی ضروری چیز قرآن مجید کے حروف کی شناخت ان کے مخارج کا صحیح علم اور رموز اوقاف قرآنی کی ضروری معلومات کی تحصیل، جسے اصلاحاً تجوید کہتے ہیں اور جس کے بغیر قرآن مجید کی صحیح اور تلاوت ممکن نہیں۔

روزانہ کا معمول

قرآن مجید کے حق تلاوت کی ادائیگی کے لئے دوسری ضروری چیز یہ ہے کہ تلاوت قرآن کو زندگی کے معمولات میں مستقل طور پر شامل کیا جائے اور ہر مسلمان تلاوت کا ایک مقررہ نصاب پابندی کے ساتھ لازماً پورا کرتا رہے۔ مقدار تلاوت مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہوسکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ مقدار جس کی آنحضور ﷺ نے توثیق فرمائی ہے یہ ہے کہ تین دن میں قرآن ختم کیا جائے یعنی دس پارے روزانہ پڑھے جائیں اور کم سے کم مقدار، جس سے کم کا تصور بھی ماضی قریب تک نہ کیا جاسکتا تھا یہ ہے کہ ایک پارہ روزانہ پڑھ کر ہر مہینے ایک قرآن ختم کرلے۔

(ڈاکٹر اسرار احمد، مفسر قرآن، کراچی پاکستان)

صحابہ کرام ایک ایک رات میں کئی کئی پارے تلاوت کرتے تھے بلکہ بعض صحابہ کرام تو ایک ہی رات میں پورا قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور بعد کے ادوار میں بھی تلاوت قرآن کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان کے مہینہ میں اکسٹھ قرآن ختم کرتے تھے تیس دن میں تیس رات میں اور ایک تراویح میں ہم اگر کمزور ہیں اتنا نہیں پڑھ سکتے تو کم ازکم مہینہ میں ایک دو قرآن تو ختم کرسکتے ہیں عزم وہمت کریں کوئی مشکل کام نہیں۔

اللہ تعالیٰ تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضور ﷺ کی ہجرت

خالص رحمت الٰہی کے سائے میں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ. اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات!

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے ایک لاکھ سے زائد انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن صبح کے ولادت باسعادت ہوئی ہے والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے اور جب چھ سال کی عمر کو

پہونچتے ہیں تو والدہ محترمہ کا وصال ہوتا ہے پھر آٹھ سال کی عمر کو پہونچتے ہیں تو دادا کا انتقال ہوتا ہے اس کے چچا ابوطالب پرورش کرتے ہیں اور چالیس سال کی عمر میں تاج نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے اور اعلان نبوت کرتے ہیں تو مکہ کے سردار مخالفت کرتے ہیں خود آپ ﷺ اور آپ کے جان نثاروں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں پھر ہجرت کا حکم ہوتا ہے صحابہ کرام ہجرت کر جاتے ہیں اور سب سے اخیر میں آپ ﷺ ہجرت کرتے ہیں۔

جناب صدر الدین البیانوی لکھتے ہیں: کہ واقعۂ ہجرت کو جو بھی پڑھتا ہے حیران رہ جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سفر کی کتنی ہمہ پہلو تیاری کی۔ پوری منصوبہ بندی کے ساتھ، تمام ممکنہ وسائل کو آپ بروئے کار لائے حالاں کہ آپ ﷺ کو وحی ربانی کی مکمل تائید بھی حاصل تھی اور اللہ قادر مطلق اس بات کی مکمل طاقت رکھتا تھا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے تمام اصحاب بغیر کسی تکلیف اور مشقت کے مدینہ پہنچا دیئے جاتے۔ لیکن اللہ عزوجل کو امت کے لئے ابدی قانون اور داعیان حق کے لئے بہترین سنت قائم کروانا تھی۔ آیئے آپ ﷺ کی تیاریوں اور منصوبہ بندی کی کچھ جھلکیاں دیکھیں: ● دو تیز رفتار سواریوں کی یوں تیاری کی کہ چار ماہ تک دونوں اونٹنیوں کی خوب دیکھ بھال کی گئی اور عین سفرِ ہجرت کے موقع پر انہیں ضروری ساز وسامان سے پوری طرح لیس کیا گیا۔ ● راستوں کے ماہر عبداللہ بن اریقط کو راستے کی نشان دہی کے لئے باقاعدہ اجرت پر ساتھ لیا۔ اگرچہ عبداللہ اس وقت مشرک تھے، لیکن اپنے کام میں خوب مہارت رکھتے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے ان کا انتخاب کیا۔ ● زاد راہ اور سامان خورد ونوش کا باقاعدہ انتظام کیا گیا۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا ہر شام کھانا پہنچایا کرتیں اور عامر بن فہیرہ رات کو دودھ پہنچایا کرتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی جمع پونجی (تقریباً چھ ہزار درہم) سفر میں اپنے

ساتھ رکھی۔ ● ہجرت کے معاملے کو مکمل راز داری میں رکھا گیا۔ صرف انہی چند لوگوں کو اس کی خبر تھی جنہیں براہ راست اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانا تھا، راستوں کے بارے میں دشمنوں کو مغالطہ دینے کے لئے آپ ﷺ نے جنوب میں واقع یمن کا راستہ اختیار کیا حالاں کہ مدینہ سمت شمال میں واقع ہے، اسی طرح دشمنوں کی نقل وحرکت سے لمحہ بہ لمحہ باخبر رہنے کا انتظام بھی تھا۔ ● غار ثور میں تین روز تک قیام پذیر رہے تاکہ دشمن کی تگ ودو ماند پڑ جائے، قدموں کے نشان مٹانے کا بھی مکمل انتظام کیا گیا، کہ کہیں یہ نشان کفار کو سمتِ سفر اور جگہ کی تعین میں مدد نہ دیں۔

ان تمام اسباب ووسائل کی باحسن فراہمی کے بعد اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اسی پر مکمل اعتماد تھا، آیئے! توکل علی اللہ کے جذبے سے لبریز وہی مکالمہ ایک بار پھر بگوش ہوش سنیں۔

سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر ان (تعاقب کرنے والوں) میں سے کسی نے بھی اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو ہم ضرور دیکھ لئے جائیں گے۔ رسول اکرم ﷺ: ابوبکر رضی اللہ عنہ! ان دو کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جس کا تیسرا اللہ تعالیٰ خود ہو۔

اللہ پر کامل اعتماد، بہترین تیاری، منصوبہ بندی اور فراہمی اسباب ووسائل کے بعد پھر اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ برحق ہے، اس سارے عمل کا براہ راست پھل اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت اور سفر ہجرت کی بحفاظت تکمیل کی صورت میں برآمد ہوا تھا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے مثال قربانی

سفرِ ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے لئے فداکاری اور محبت کی بے مثال تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔

انہیں اس ذمہ داری کا پوری شدت سے احساس تھا کہ انہیں کتنی عظیم ہستی کو منزل مراد تک بحفاظت پہنچانا ہے۔ راہ خدا میں اپنے مشن کی تکمیل کے لئے کس جذبے، محبت وفداکاری کی ضرورت ہے، احیائے اسلام کے لئے جدوجہد کرنے والوں کے لئے اس میں اہم سبق ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم! اس (غار) میں آپ سے پہلے میں داخل ہوں گا، اس میں اگر کوئی خطرناک چیز ہو تو آپ کے بجائے مجھے نقصان پہنچائے'' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں موجود تمام سوراخ بند کر چکے تو ایک سوراخ ایسا باقی تھا جو بند نہیں کیا جا سکا تھا۔ اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں رکھ کر بند کر دیا۔ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ اسی دوران بل میں موجود کسی زہریلی چیز نے ڈنک مارا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے تک نہیں کہ کہیں آپ ﷺ کی نیند نہ خراب ہو جائے۔ یہاں تک کہ تکلیف کی شدت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بے اختیار بہہ پڑنے والے آنسو آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر گرے تو صورت واقعہ کا علم ہوا۔

پھر مدینہ کے راستے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی آپ ﷺ کے آگے چلتے تو کبھی پیچھے۔ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اضطراب کو بھانپ گئے، پوچھنے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یا رسول اللہ ﷺ! جب مجھے کفار کی طلب اور جستجو یاد آتی ہے تو آپ ﷺ کے پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب ان کا اعلان کردہ انعام میرے ذہن میں آتا ہے تو آپ ﷺ سے آگے چلنے لگتا ہوں، فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کوئی چیز ایسی ہے جو تم پسند کرتے ہو کہ میرے بجائے تمہیں مل جائے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ہاں! اس راہ میں مارا جانا۔ میں اگر قتل ہوتا ہوں تو میں اکیلا ہی مارا جاؤں گا اور اگر آپ ﷺ شہید ہو گئے تو گویا ساری امت ہلاک ہو گئی۔

کتنی محبت تھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سرورِ کونین ﷺ سے ہرگز یہ گوارا نہ تھا کہ ان کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کو کوئی معمولی تکلیف بھی پہونچے۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو کفار کی طرف سے ان کو بھی بڑی تکلیفیں پہونچائی گئیں ایک دفعہ تو کفار نے مار مار کر بیہوش کر ڈالا لیکن جب بعد میں ہوش آیا تو یہی سوال کیا لوگوں سے کہ میرے حبیب ﷺ کیسے ہیں لوگوں نے کہا کہ انہیں کی وجہ سے یہ حالت ہوئی اور انہیں کو پوچھ رہے ہو مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی ذرہ بھی پروانہ کی یہ تھا آپ ﷺ سے عشق و محبت کہ سب کچھ آپ کے لئے قربان کر دیا، اسی قربانی اور محبت کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبیوں کے بعد سارے انسانوں سے بڑا مقام و مرتبہ عطا کیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسی محبت اور اسلام پر مر مٹنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کی جلد دوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول و دوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی ﷺ	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر تع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشور امسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	
۲۵	مجرباتِ حبانی	

☆☆☆

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلدسوم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلدسوم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبیدالرحمٰن قاسمی ومولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبرشمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	8
2	تقریظ	9
3	حرف اول	11
4	اذان کی فضیلت	12
	اذان کا جواب	14
	اذان کے بعد کی دعا	14
	ایک لوہار کا قابل رشک عمل	15
5	والدین کی تعظیم اور ادب کا حکم	16
	والدین کو اُف بھی نہ کہو	17
	ماں کا درجہ باپ تین درجے بڑھا ہے	18
6	نفاق دل کا روگ اور ایمان کی ضد ہے	19

	نفاق ایک مہلک مرض ہے	20
	صحابۂ کرام کی شان	21
7	حسد نیکیوں کو کھا جانے والی آگ ہے	23
	حسد کی حقیقت	24
	حسد کے درجات	24
	صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے خیر خواہ تھے	25
8	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام حضور ﷺ کی نظر میں	27
	ان کے مشیر ہم تھے ہمارا.......	31
9	اشاعتِ علم کیلئے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کی قربانیاں	33
	یہ اشراف ہے	36
10	اللہ تعالی صورت کو نہیں قلوب کو دیکھتے ہیں	38
11	اللہ و رسول ﷺ کے فیصلہ کے بعد کوئی اختیار نہیں	40
12	رنگین یہ دنیا یادرہی..........	42
	سرکار دوعالم ﷺ نے کس طرح نکاح فرمائے	45
13	سلام ہے علماء اور طلباء کی عظمت کو	46
	آپ تو اللہ کے چنیدہ بندے ہیں	48
14	میزبانی اور مہمانی کے آداب	51
	خادم کو بھی ساتھ میں کھانا کھلائیں	53
	عظیم ایثار	53
15	حسد ایک مہلک نفسیاتی مرض ہے	55
	ہر گناہ کی ایک سزا مقرر ہے	57

	حسد اور رشک میں فرق	58
16	بارش کے ذریعے رزق کا انتظام	60
	ہر مخلوق اللہ کے وجود پر شاہد	62
17	تقویٰ ہی سے انسان عروج پر پہونچتا ہے	64
	تقوے کی برکت	65
18	سفر کے آداب اور مسنون طریقہ	68
	سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے کا راز	69
19	محدثِ کبیر بقی الدین ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کی حصول علم کیلئے مشقتیں	72
	علم حاصل کرنے کے لئے ذلت بھی گوارا کرلی	76
20	اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا انسان پر فرض ہے	79
	عالم بڑا وسیع ہے	81
21	حضور ﷺ کا مبارک لباس	83
	متکبرانہ لباس سے احتیاط ضروری	84
22	زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر دنیا وآخرت میں سزا	86
	زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام	88
23	اسلام میں دوسروں کو حقیر سمجھنے کی گنجائش نہیں!	90
	اختلاف کے باوجود بھی اتحاد کی چند مثالیں	92
	صحابہ کرام کی تعریف قرآن کی زبانی	93
24	رزق حلال کیلئے کسب معاش کی تلقین	95
	محنت کرکے کھانا چاہئے	97
	صادق وامین تاجر کا مقام	98

25	فرض نمازوں کے بعد تہجد سب سے بہتر نماز ہے	99
	تہجد شکر گذاری کے لئے بھی ہے	101
	تہجد کی تاکید	102
26	بچوں کو مسجد میں لاکر بہتر تربیت کریں	104
	حضور علیہ السلام نماز میں بھی بچوں کا خیال فرماتے	105
	خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں بچے آتے ہیں	106
	ہم بچوں کی تربیت میں رکاوٹ بن رہے ہیں	107
	بچوں کا دل سادہ لوح ہے	107
27	چھ اعمال پر جنت کی ضمانت	109
28	بارش اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانی	113
	بارش میں قدرت کی نشانیاں	114
29	فاحشہ اور بے شرم عورت کو جہنم کی وعید	117
	عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان جھانکتا ہے	119
30	اصلاحِ اُمت کیلئے دعوتِ اسلامی کا فریضہ انجام دیں	121
	معمولی اخلاق بھی قبول اسلام کا سبب بن گیا	123
31	اسلام کا پیغام غیر مسلموں تک پہونچانا فرض ہے	126
	تبلیغ دین کے لئے قدرت کی طرف سے زریں موقع عنایت کیا گیا تھا	128
32	بچوں کو کیسے نمازی بنائیں؟	131
	بچوں کی صفیں کیسے بنائیں	132
	آپ ﷺ کا بچوں سے پیار	132
33	حضور اکرم ﷺ انسانوں کے سب سے زیادہ مہربان	135

	رسول اللہ ﷺ کے کھانے پینے کا طریقہ!	137
34	صنعت وحرفت وزراعت انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے	139
	ہنر اور پیشہ سیکھنے کی ضرورت ہے	142
35	انسانی زندگی کا اصل جوہر	143
	کمائیوں میں برکت نہیں	146
36	مصر کا ایک ٹی وی چینل سارا اسٹاف باحجاب خواتین پر مشتمل	148
	حجاب آڑے نہیں آتا	149
	عزم وحوصلہ کی ضرورت	151
37	دنیا میں اس طرح رہو گویا تم مسافر ہو	152
	ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال وکردار سے کوسوں دور	154
38	واقعۂ اصحاب فیل اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت	156
	رسول اللہ ﷺ کے والد	158
	ولادت باسعادت	159

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ کی جلد سوم کا

انتساب

خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جنہیں دیکھ کر فرشتے شرمایا کرتے تھے، جنہیں نبی پاک ﷺ کی دو صاحبزادیوں کی بدولت ''ذوالنورین'' کا لقب عطا ہوا، اور جب دونوں صاحبزادیاں دنیا سے پردہ فرما گئیں تو خاتم الرسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میرے چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیتا جاتا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہتی''۔

جن کی دریادلی اور وسعت قلبی نے مسلمانوں کی زبوں حالی میں بے انتہا معاونت کی جسے دیکھ کر زبانِ نبوت ﷺ نے ''غنی'' کا لقب عطا کیا، اور جن کے بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ''جو میری اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر کے درمیان دفن ہوگا اس کی مغفرت اللہ رب العزت ایسے ہی فرمادیں گے''۔ آپ رضی اللہ عنہ کی قبر اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب

آستانۂ ذوالنورین

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸ر جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدآرقاسمی زیدمجدہم

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اورلڑکیوں کی تعلیم وتربیت پرکوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کومقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کولازمی اوراجروثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جوعورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذارسکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اورعورتیں آزادی کے نام پررسوائی وذلت کوفخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کودوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کواس کا صحیح منصب ومقام یاددلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پرنکیرتو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت ازحد ہے۔ اس ضرورت کوحبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اوراپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باورکرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اورپاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زیدمجدہم نے آپ کے ارشادات کوشروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کرایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پراصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اورمجالس سے مزید عناوین کواخذ کرکے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کوقبول فرمائے اورناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کوجزائے خیرعطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدآرقاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷رجون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

اذان کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات صدر معلّمہ، ماؤں اور بہنو! اذان کی فضیلت کے تعلق سے مجھے چند باتیں عرض کرنی ہیں احادیث شریفہ میں اذان کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اذان کے ذریعہ درحقیقت اللہ ورسول ﷺ کی عظمت کا پرچار ہوتا چوبیس گھنٹوں میں کوئی منٹ بلکہ کوئی سکنڈ ایسا نہیں ہوتا جس میں کہیں اذان نہ ہوتی ہے اور اللہ ورسول ﷺ کی عظمت وبڑائی نہ ہوتی ہو اذان ہی کے ذریعہ لوگوں کو نماز کی اطلاع ہوئی گھڑی آ گئی لوگوں کو نماز کا وقت اور بھی معلوم ہوگیا مگر ہر ایک اذان ہی کا انتظار کرتا ہے اس لئے اذان بھی کسی نیک اور صالح آدمی کے ذمہ کرنا چاہیے

ہر کسی کو اذان کے لئے کھڑا نہیں کر دینا چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں حضرت بلال اور حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اذان دعا کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ اس فضیلت کو جان لیں جو اذان دینے اور پہلی صف میں ہے، پھر وہ اس پر قرعہ اندازی کے بغیر کوئی چارہ نہ پائیں، تو یقیناً وہ اس پر قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ اول وقت آنے میں کیا فضیلت ہے، تو وہ ضرور اس کی طرف دوڑ دوڑ کر آئیں اور اگر وہ جان لیں کہ عشاء اور فجر کی نماز کی کتنی فضیلت ہے تو وہ ضرور اس میں شریک ہوں اگر چہ انہیں گھسٹ گھسٹ کر آنا پڑے۔'' (بخاری، مسلم) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''اذان دینے والے قیامت کے دن دیگر تمام لوگوں سے لمبی گردن والے ہوں گے''۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو، پس جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کیلئے اذان کہو تو اذان میں اپنی آواز کو اونچا کیا کرو، اسلئے کہ موذن کی آواز کو آخری حصہ تک جو جن، انسان اور کوئی اور چیز سنتی ہے تو قیامت والے دن وہ اس کے لئے گواہی دے گی۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پادتا (ہوا خارج کرتا) ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تا کہ اذان کی آواز نہ سنے، پس جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو (واپس) آ جاتا ہے، یہاں تک کہ جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے، پھر جب تکبیر پوری ہو چکتی ہے تو (پھر) آ جاتا ہے حتی کہ آدمی اور اس کے نفس کے درمیان

وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے، فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر، وہ چیزیں جو اس سے پہلے اسے یاد نہ تھیں، یہاں تک کہ آدمی کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ اسے پتہ نہیں چلتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے''۔ (بخاری ومسلم)

اذان کا جواب

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح موذن کہتا ہے''۔ (بخاری، مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اذان سن کر کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا، (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں، تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

اذان کے بعد کی دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اذان سن کر یہ کہے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ، وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ، اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ، وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ. (اے اللہ، اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے مالک! محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے) تو قیامت والے دن میری شفاعت اس کیلئے حلال (واجب) ہوگی۔ (بخاری)

ایک لوہار کا قابل رشک عمل

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ایک لوہار رہتا تھا جب اس کا انتقال ہوگیا تو کسی محدث نے اس کو خواب میں دیکھا پوچھا کیا معاملہ ہوا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ میں رکھا ہے اب میں انہیں کے ساتھ رہتا ہوں یہ محدث تو بہت حیران ہوئے کہ کہاں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جن کا مقام ومرتبہ یہ تھا کہ لوگ ان کے درس حدیث کو سننے کے لئے سینکڑوں ہزاروں میل کا سفر کرکے آئے اور ان سے درس حدیث پڑھتے تھے مسئلہ خلق قرآن میں جس میں بڑے بڑے علماء کے پسینے چھوٹ گئے اور بادشاہ کے ظلم کو برداشت نہ کرسکے لیکن امام احمد نے ساری تکالیف برداشت کی اور حق کا بول بالا ہوا اور یہ لوہار دن بھر لوہا کوٹتا تھا یہ کیسے امام رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ کو پہونچ گیا خیر وہ محدث لوہار کے گھر پہونچے اور اس کی بیوی سے دریافت کیا کہ تمہارے شوہر کا کونسا عمل تھا کہ ان کو جنت میں بہت بڑا مقام عطا کیا گیا تو اس کی بیوی نے کہا کہ میرا شوہر دن لوٹتا تھا مگر جیسے اذان کی آواز سنتا تو فوراً ہتھوڑا رکھ کر مسجد چلا جاتا اور یہ کہتا کہ میرے آقا نے مجھے بلایا ہے اگر ہتھوڑا مارنے کیلئے اوپر اٹھالیتا تو اس کو رکھ دیتا کہ میرے مالک کا حکم آگیا اور پھر رات کو جب گھر آتا تو امام احمد کو دیکھ کر کہتا کہ یا اللہ میرے بال بچے ہیں اور میرے گھر میں کوئی کمانیوالا نہیں ہے میں دن بھر کام کرکے تھک جاتا ہوں رات میں عبادت نہیں کرسکتا اگر میرا بوجھ ہلکا ہوتا تو میں امام رحمۃ اللہ علیہ کی طرح رات رات قرآن پڑھتا وہ محدث کہنے لگے کہ یہی اس کا نیک عمل ہے جو اس کو بڑے مرتبہ پر لے گیا۔ ہمیں بھی اذان کا احترام کرنا چاہئے اور جیسے ہی اذان ہو ہمیں مسجد کی طرف چل دینا چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

والدین کی تعظیم اورادب کا حکم

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار، محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! قرآن وحدیث میں شریعت نے اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت فرمانبرداری کے ساتھ والدین کی بھی اطاعت وفرمانبرداری اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے انسان کی ولادت کا سبب ظاہری والدین ہی ہوتے ہیں اس لئے جتنے بھی حقوق والدین کے اولاد پر ہوں سب قرین قیاس ہیں اولاد کی تربیت اور بچپن میں ان کی دیکھ ریکھ واقعی اہم مسائل ہوتے ہیں جن کو برداشت کرکے بلکہ خوشی خوشی والدین ان کو انجام دیتے ہیں۔ خصوصاً ماں کا کردار باپ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتا ہے حمل کا زمانہ ولادت کا مرحلہ پھر رضاعت میں طرح طرح کی مشکلات اور

بچے کی خاطر کھانے پینے میں احتیاط اور پرہیز یہ سب مائیں بچوں کی خاطر برداشت کرتی ہیں اسی لئے شریعت مطہرہ نے ان کے لئے بڑے حقوق مقرر کئے ہیں۔

والدین کو اُف بھی نہ کہو

’’اللہ سبحانہ نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا بہت تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے۔اس حکم میں کتنا زور پایا جاتا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے اس کا تذکرہ اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ کیا ہے اور دونوں احکام ایک ساتھ دیئے ہیں۔پھر ان کے حسن معاملہ کے دائرہ کو اور تنگ کر دیا ہے چنانچہ اگر ماں باپ کے کسی رویہ یا فعل پر ناگواری کے اسباب ومحرکات موجود ہوں اور واقعی ایسے حالات پائے جائیں کہ صبر اور برداشت کا دامن ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہو تو بھی بیٹے کو ناگواری کا ایک لفظ منہ سے نکالنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے‘‘۔

بوڑھے ماں باپ کے تعلق سے آیت بالا میں پہلی بات یہ کہی گئی ہے کہ انہیں ’اُف‘ نہ کہو۔’اُف‘ سے مراد زبان سے کوئی ایسا لفظ نکالنا ہے جس سے ناگواری کا اظہار ہوتا ہو۔ماہر لغت اصمعی فرماتے ہیں:’’اُف‘‘ اصلاً کان کے میل کو کہتے ہیں۔یہ لفظ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی چیز سے گھن ظاہر کرنی ہو۔پھر اس کا استعمال ہر اس موقع پر ہونے لگا جب کسی چیز پر ناپسندیدگی اور ناگواری کا اظہار کرنا ہو‘‘۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:’’اُف نہ کہو‘ یہ ایک تعبیر ہے۔اسے اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب اذیت پہنچانے والی اور ناگوار معمولی سی بات سے روکنا مقصود ہو۔اس کے ذریعہ اذیت پہنچانے والی دیگر تمام باتوں اور کاموں سے روک دیا گیا ہے۔ یہ ادنیٰ کے ذریعہ اعلیٰ پر استدلال کے قبیل سے ہے۔ یہ کہہ کر گویا والدین کی انتہائی تعظیم اور ادب کا حکم دیا گیا ہے‘‘۔

ماں کا درجہ باپ تین درجے بڑھا ہے

ایک صحابی خدمت نبوی میں شریف لاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار اور مستحق کون ہے یعنی میں کس کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ زیادہ کروں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں، سائل نے دوبارہ دریافت کیا پھر بھی آپ علیہ السلام نے جواب دیا تمہاری ماں، سائل نے تیسری بار سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا تمہاری ماں۔ جب سائل نے چوتھی دفعہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے والد اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ماں کے حقوق باپ کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔ایک دفعہ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے جہاد میں شرکت کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں انہوں نے کہاں ہاں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی ماں کی خدمت کرو یعنی تمہارے لئے اس وقت اپنی ماں کی خدمت جہاد سے بڑھ کر ہے درحقیقت والدین کی خدمت انسان کو جنت کا مستحق بنائی ہے اور ان کی نافرمانی جہنم میں داخل کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس لئے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنی چاہئے اور ان کی نافرمانی سے کوسوں دور رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کا اطاعت وفرمانبردار بنائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نفاق دل کا روگ اور ایمان کی ضد ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضاً وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات محترمہ صدر معلّمہ، ماؤں اور بہنو! رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے بہت سے یہودی بظاہر مسلمان ہوگئے تھے جن کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانا تھا اور کوئی ایسا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور حتی الامکان اسلام کو مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ لیکن اللہ کی تدبیر غالب آئی اور ان بدبختوں کی ساری کوششیں اور تدبیریں ناکام ہوئیں۔ یُرِیْدُوْنَ

اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْکَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ. دشمنانِ اسلام تو چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ اپنا مکمل کئے بغیر نہ رہیں گے اگرچہ کافروں کو ناگوار ہی گذرے۔ چنانچہ چند ہی سالوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دیا اس کی وجہ سے منافقین اور بھی چراغ پا ہونے لگے اور ہر دور میں اسلام کو نقصان پہچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور آج بھی منافقوں کی تعداد بہت ہے مگر وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ اس لئے ہم کسی کے متعلق یہ ہیں کہہ سکتے کہ فلاں منافق ہے۔

نفاق ایک مہلک مرض ہے

نفاق ایک خطرناک مرض ہے۔ یہ ایمان کی ضد ہے۔ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ جس دل میں نفاق ہوگا وہ ایمان سے خالی ہوگا اور جہاں ایمان خالص ہوگا وہ نفاق سے پاک ہوگا۔ سورۂ بقرہ کے شروع ہی میں منافقین کے بارے میں کہا گیا کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ وہ اپنی چرب زبانی سے اہل ایمان کو دھوکا دینا چاہتے ہیں، حالاں کہ وہ خود فریب خوردہ ہیں۔ اہل ایمان کے درمیان اپنے ایمان کا چرچا کرتے ہیں، لیکن اپنے حلقے میں پہنچتے ہیں تو انہیں اپنی دوستی کا یقین دلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان والوں سے مذاق کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل قرآن میں جگہ جگہ موجود ہے۔ اس پستی کردار کی وجہ ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضاً وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ (البقرہ:۱۰) ’’ان کے دلوں میں روگ ہے اللہ تعالیٰ نے اس روگ میں اضافہ کر دیا ہے ان کیلئے دردناک عذاب ہے، اس جھوٹ کی بنا پر جو وہ بولتے ہیں‘‘۔

ان کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے اور اسے چھپانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لے رہے ہیں۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مرض کو اور بڑھا دیا۔

اس کے برخلاف حقیقی ایمان خدا اور رسول پر یقین کامل کا نام ہے، جو ہر شائبہ شک وتردد سے پاک ہوتا ہے۔اس کی پہچان ہی یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں جان ومال کی قربانی آسان ہوجاتی ہے۔(الحجرات:۱۵)

صحابۂ کرام کی شان

نفاق کو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے دین سے بیر ہوتا ہے،لیکن ایمان سے اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں جاگزیں ہوتی ہے۔ایک جگہ اصحاب رسول ﷺ کی تعریف کی گئی ہے:وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الرّٰشِدُوۡنَ. فَضۡلاً مِّنَ اللّٰہِ وَنِعۡمَۃً وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ. (الحجرات:۷-۸) ’’لیکن اللہ نے تمہیں ایمان کی محبت دی، اس سے تمہارے دلوں کو آراستہ کیا، کفر، فسق اور معصیت سے تمہارے اندر نفرت پیدا کردی۔ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہ سب اللہ کا فضل اور انعام ہے۔اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے‘‘۔

نفاق کی پہچان نازک مواقع پر خوف اور ہراسانی ہے۔ جب آزمائش کا مرحلہ سامنے ہوتا ہے تو منافق اس سے بچنے کی تدبیر سوچنے لگتا ہے۔ وہ جرأت وہمت کے مظاہرے کی جگہ اپنی بزدلی کی توجیہ کرنے لگتا ہے۔اسے اپنی اصلاح کی فکر تو نہیں ہوتی، البتہ دوسروں کی کمزوریاں تلاش کرنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔جنگ احد میں مسلمانوں کو فتح ونصرت کے بعد بعض لوگوں کی غفلت کی وجہ سے شکست سے دوچار ہونا پڑا اور بڑا جانی نقصان بھی ہوا۔اسے اہل ایمان نے اللہ کا

فیصلہ سمجھا اور نئے عزم وہمت سے پیش قدمی جاری رکھی، لیکن منافقین کہنے لگے:ھَلۡ لَّنَا مِنَ الۡاَمۡرِ مِنۡ شَیۡءٍ.....لَوۡ کَانَ لَنَا مِنَ الۡاَمۡرِ شَیۡءٌ مَّا قُتِلۡنَا ھٰہُنَا: ’’کیا ہمارا اس معاملہ میں کوئی اختیار ہے؟ (ہماری تو کوئی نہیں سنتا)....اگر معاملات میں ہمارا بھی کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے‘‘۔

قرآن مجید نے اس کے جواب میں کہا کہ موت کا جو وقت طے ہے اور جہاں موت آنی ہے اسی وقت اور اسی جگہ موت آئے گی۔تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو تب بھی موت تمہیں باہر کھینچ لائے گی۔

غزوہ احد کیلئے جب حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے جا رہے تھے تو منافقوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھی ساتھ تھی لیکن منافقوں کا سردار ابی بن سلول اپنے بہت سے ساتھیوں کو لے کر الگ ہوگیا اس کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا گیا اور یہ عذر پیش کیا کہ جب محمد کی رائے پر عمل نہیں کیا گیا تو ہم لوگ شرکت کریں اور کیوں اپنی جانیں ضائع کریں لیکن اللہ کو جو منظور تھا وہی ہے اور احد کا معرکہ پیش آیا اور ستر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حسد نیکیوں کو کھا جانے والی آگ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات! حسد ایک خطرناک اور مہلک مرض ہے جس آدمی کو لگ جائے وہ تباہ وبرباد ہو جاتا ہے حسد کرنے والے کی صحت پر متاثر ہوتی ہے اس کی معاشیات بھی متاثر ہوتی وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔ کسی لمحہ اسے چین وسکون نہیں آتا ہر وقت محمود کی تباہی وبربادی کی فکر میں لگا رہتا ہے مگر اس کا تو کچھ ہوتا نہیں بلکہ اللہ کو جو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت دیتا ہے جسے چاہے مالدار بناتا ہے اور جسے چاہے فقیر ومحتاج کر دیتا ہے۔ دنیا میں ہر طرح کے لوگ رہتے اور بستے ہیں اور انہیں تمام لوگوں سے مل جل کر یہ دنیا آباد ہوتی ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ دنیا میں سب ایک ہی طرح کے لوگ

ہو جائیں اگر ایسا ہو جائے تو دنیا کا نظام ٹھپ پڑ جائے گا اس لئے اللہ کی مشیت پر راضی رہنا چاہیئے اور کسی کے مال ودولت یا علم پر حسد نہیں کرنا چاہیئے۔

حسد کی حقیقت

حسد کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو دیکھا کہ اسکو کوئی نعمت ملی ہوئی ہے وہ نعمت چاہے دین کی ہو یا دنیا کی اس نعمت کو دیکھ کر اسکے دل میں جلن اور کڑھن پیدا ہوئی کہ اس کو یہ نعمت اس سے چھن جائے تو اچھا ہے، یہی حسد کی حقیقت ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو علم دیا، اب دوسرے شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ نعمت اس کو کیوں ملی؟ اس سے یہ نعمت چھن جائے تو بہتر ہے اور اس کے خلاف کوئی بات آتی ہے تو یہ اس سے خوش ہوتا ہے، اور اگر اس کی ترقی سامنے آتی ہے تو اس سے دل میں رنج اور افسوس ہوتا ہیکہ وہ کیوں آگے بڑھ گیا، اسی کا نام ''حسد'' ہے۔ اب اگر ہم حسد کی اس حقیقت کو سامنے رکھ کر ذرا غور کریں تو یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ حسد کرنے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اس کو کیوں دی؟ اور ساتھ ہی ساتھ یہ خواہش کر رہا ہے کہ یہ نعمت کسی طرح اس سے چھن جائے اسی وجہ سے اس کی سنگینی اور خطرناکی بہت زیادہ ہے۔

حسد کے درجات

حسد کے تین درجے ہیں: پہلا درجہ یہ ہے کہ دل میں یہ خواہش ہو کہ مجھے ایسی نعمت مل جائے، اب اگر اس کے پاس رہتے ہوئے مل جائے تو بہت اچھا، ورنہ اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے، یہ حسد کا پہلا درجہ ہے۔

حسد کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ جو نعمت دوسرے کو ملی ہوئی ہے وہ نعمت اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے، اس میں پہلے قدم پر یہ خواہش ہے کہ اس سے وہ چھن جائے اور دوسرے قدم پر یہ خواہش ہے کہ مجھ مل جائے یہ حسد کا دوسرا درجہ ہے۔

حسد کا تیسرا درجہ: حسد کا تیسرا درجہ یہ ہے کہ دل میں یہ خواہش ہو کہ یہ نعمت اس سے کسی طرح چھن جائے اور اس نعمت کی وجہ سے اس کو جو امتیاز اور جو مقام حاصل ہوا ہے اس سے وہ محروم ہو جائے، پھر چاہے وہ نعمت مجھے ملے یا نہ ملے، یہ حسد کا تیسرا اور سب سے رذیل ترین درجہ ہے۔

حسد کے انہیں مضر اثرات ونقصانات کو دیکھتے ہوئے قرآن وحدیث اور حکماء وعلماء کے اقوال میں حسد کی مذمت وشناعت جا بجا بیان کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ '' (النساء:۵۴) ''کیا یہ دوسروں سے اس لئے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنے فضل سے نوازا؟ کفار حضور ﷺ سے اس لئے حسد کرتے تھے کہ آپ ﷺ عربی النسل تھے، بنی اسرائیل سے نہ تھے، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''نَحْنُ النَّاسَ دُوْنَ النَّاسَ'' (تفسیر ابن کثیر: ۳۳۶/۲) یعنی اس آیت میں ہمیں لوگ مراد ہیں کوئی اور نہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ'' (ابوداؤد، باب فی الحسد: ۴۹۰۵) حسد سے بچو! چونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے خیر خواہ تھے

ایک اور حدیث میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبُغْضَاءُ ھِیَ

الْحَالِقَۃُ لَا اَقُوْلُ تَحْلُقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلُقُ الدِّیْنَ. اگلی امتوں کی مہلک بیماری یعنی حسد وبغض تمہاری طرف چلی آ رہی ہے۔ یہ بالکل صفایا کر دینے والی اور مونڈا دینے والی ہے پھر اپنا مقصد واضح کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے اس کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ بالوں کو مونڈنے والی ہے بلکہ یہ مونڈ دیتی ہے اور صفایا کر دیتی ہے دین کا جیسے جیسے دور نبوت سے بعد ہوتا جا رہا ہے لوگوں میں اس طرح کی مہلک بیماریاں عام ہوتی جا رہی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تعلق سے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ رحماء بینھم کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر شفیق ومہربان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ملا دیا تھا وہ آپس میں ایک دوسرے کے ہمدرد وبہی خواہ تھے زمانہ جاہلیت میں جو آپسی دشمنی آ رہی تھی اس کو یکسر بھلا کر ایک دوسرے پر جان قربان کرنے والے بن گئے ایک جگہ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ اللہ کا یہ خاص انعام ہے کہ اس نے تم پر ایمان لانے والوں کے دل ملا دیئے اگر تم اس مقصد کے لئے دنیا کی ساری دولت اور خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی ان کے دلوں میں یہ الفت ومحبت پیدا نہ کر سکتے۔ (سورہ انفال) بہر حال عرض کرنے کا منشا یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بغض وحسد کو اپنے دلوں میں جگہ نہیں دی اس لئے وہ کامیاب رہے اور ہم نے بغض وحسد کر کے اپنی دنیا خراب کر لی اور آخرت بھی برباد ہو رہی ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضرت علی ؓ کا مقام

حضور ﷺ کی نظر میں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! اس وقت میں آپ کے سامنے نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی داماد اللہ ورسول ﷺ کے چہیتے شیر خدا حضرت علی ؓ کے فضائل ومناقب میں سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں آپ ﷺ کو حضرت علی سے اور حضرت علی ؓ کو آپ علیہ السلام سے بڑی گہری محبت تھی بچپن ہی سے مشرف بہ اسلام

ہوگئے تھے آپ کے والد خواجہ ابوطالب تو اسلام کا ساتھ دیتے رہے اور بڑی مشکلات کا سامنا کیا روسائے مکہ سے دشمنیاں مول لینی پڑیں مگر ہر موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کی مدد کی اور ساتھ دیا لیکن اسلام لانا ان کے مقدر نہیں تھا نہیں لائے اور حالت کفر ہی میں انتقال کر گئے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "مَنْ کُنْتَ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌ مَوْلٰی" ہر وہ شخص جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کا مولیٰ ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی ؓ اس کا دروازہ، جو شخص شہر میں آنا چاہے وہ پہلے دروازے پر آئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ سے کہا (اے علی ؓ!) تو میرے لئے ایسا ہی ہے جیسا ہارون موسیٰ کے لئے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ بیشک نبی ﷺ نے فرمایا: میں جس کا دوست ہوں علی ؓ بھی اس کے دوست ہیں۔ (احمد وترمذی شریف)

حضرت ام عطیہ روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں علی ؓ (بھی) تھے، انہوں (ام عطیہ) نے کہا کہ میں نے آپ کو سنا کہ آپ دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ فرما رہے تھے اے اللہ تو مجھے مار نہ دینا یہاں تک کہ تو علی ؓ کو مجھے دکھا دے۔ (احمد وترمذی شریف)

حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھ کو گالی دی۔ (احمد)

آنحضرت ﷺ فرماتے تھے: اے میرے اصحاب! معراج کی رات مجھے سب کے گھر دکھائے گئے (جنت میں) کہ میرے گھر سے

کس قدر فاصلہ رکھتے ہیں۔ اے علیؓ! تو راضی نہیں ہوتا کہ تیرا گھر میرے گھر کے مقابل ہوگا۔ (طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے (مسجد نبوی کے اندر) تمام لوگوں کے گھروں کے دروازوں کو بند کرا دیا مگر علیؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی۔ جب ان باتوں میں دیر ہوگئی تو لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا کے بیٹے سے دیر تک سرگوشی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: میں نے سرگوشی نہیں کی، خدا نے ان سے سرگوشی کی ہے۔ (بروایت حضرت جابرؓ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب سرور کائنات ﷺ نے ایک روز مجھ سے فرمایا کہ اے انسؓ! جو شخص سب سے پہلے میرے پاس آئے گا وہ مومنوں کا امیر اور مسلمانوں کا سردار اور وصیوں کا خاتم اور سفید ہاتھ اور منہ والوں کا پیشوا ہوگا۔ اچانک حضرت علیؓ تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت ﷺ نے پوچھا انسؓ یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا علیؓ ہیں۔ فرمایا دروازہ کھول دو۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ جناب علیؓ حضرت ﷺ کے پاس تشریف لائے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ ایک روز سیاہ بالوں کی منقش چادر اوڑھے باہر سے تشریف لائے۔ پھر حسنؓ بن علیؓ آئے۔ وہ بھی چادر میں داخل ہوگئے۔ پھر فاطمہؓ آئیں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے انہیں بھی اپنی چادر میں لے لیا۔ پھر علیؓ آئے آپ ﷺ نے ان کو بھی چادر میں لے لیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اے پیغمبر کی اہل بیت! خدا تو بس یہی چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے''۔ جس شخص کا میں دوست ہوں، علیؓ اس کا دوست ہے۔ (بروایت زید بن ارقمؓ)

علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور علیؓ ہر مومن کا دوست و مددگار ہے۔ (بروایت عمر بن حصینؓ)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا حضرت علیؓ سے: اے علیؓ! تحقیق خدائے تعالیٰ نے تجھے اور تیری اولاد کو اور تیرے اہل کو اور تیرے دوستوں کو بخش دیا ہے۔ الخ (بروایت حضرت ابوایوب انصاریؓ)

علیؓ سے منافق محبت نہیں کرتے اور مومن علیؓ سے بغض وعداوت نہیں رکھتا۔ (بروایت ام سلمہؓ)

ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے اصحاب جنت کا ذکر کر رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے (آنحضرت ﷺ کے بعد) علیؓ ابن ابی طالب ہیں۔ (بروایت حضرت جابرؓ)

علیؓ تمام انسانوں میں سب سے بہتر ہیں جس نے شک کیا وہ کافر ہوا۔ علی بروز قیامت میرے حوض کے مالک ہوں گے۔ اے علیؓ! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری منزل جنت میں میری منزل کے برابر ہوگی۔

علیؓ کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں اور علیؓ رسول کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ کے اندر چلے۔ ہمارا گزر ایک باغ سے ہوا۔ حضرت علیؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کتنا اچھا باغ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت میں تمہارا باغ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے یہاں تک کہ ہم لوگ سات باغوں سے گزرے ہر باغ کو دیکھ کر حضرت علیؓ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا اچھا باغ ہے اور ہر مرتبہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں تمہارا باغ اس باغ سے کہیں بہتر ہے۔ علیؓ بن ابی طالب کو مجھ سے ایسا رشتہ ہے جیسے میری روح کو میرے بدن سے۔

ان کے مشیر ہم تھے ہمارا.......

حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے کسی انسان کے لئے ایک ہی فضیلت اور ایک ہی جملہ دنیوی واخروی بھلائی کیلئے کافی ہے چہ جائیکہ اتنے فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آپ علیہ السلام نے بیان فرماتے ہیں ایک بہت بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ زبان نبوت نے دنیا ہی میں جن دس خوش نصیبوں کو بیک وقت جنت کی بشارت وخوشخبری سنائی اس چوتھے نمبر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے چوتھے خلیفہ حضرت ہی ہوں گے اور ایسا ہی ہوا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تھے مسلمانوں میں آپسی اختلاف نہیں رہے اور ہوئے تو چند ہی دنوں میں ختم ہو گئے اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ابتدائی زمانہ خلافت بھی پر سکون رہا۔ البتہ اخیر میں مسلمانوں میں ایسی اختلاف وانتشار پیدا جو دن بدن بڑھتا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عروج پر آیا اور کم وبیش چار سال کی خلافت اختلاط وانتشار کا شکار رہی اور ہزاروں ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنگ جمل اور جنگ صفین میں شہید ہو گئے۔ جو مشاجرات صحابہ کے عنوان سے کتابوں میں بڑی تفصیل سے ملتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں تو اختلاف نہیں تھا بلکہ بڑا ہی سکون تھا مگر آپ کے دور خلافت میں مسلمانوں ہی میں اور وہ صحابہ کرام اس قدر لڑائی جھگڑے کیوں ہو رہے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا کہ ان کے مشیر ہم تھے اور ہمارے مشیر آپ جیسے لوگ ہیں اسلئے اختلاف ہو رہا ہے۔ ایک ہندو شاعر نے اسی کو ایک شعر میں جمع کر دیا ہے۔

ایک روز مرتضٰی سے کسی نے یہ عرض کیا
اے نائب رسول امیں دام ظلہم

بوبکر وعمر کے زمانہ میں چین تھا
عثمان کے بھی دور میں لبریز تھا یہ غم
کیوں آپ ہی کے عہد میں جھگڑے یہ پڑ گئے
اپنی تو عقل ہوگئی اس مسئلہ میں گم
کہنے لگے یہ بات کوئی پوچھنے کی ہے
ان کے مشیر ہم تھے ہمارے مشیر تم

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اشاعتِ علم کیلئے

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کی قربانیاں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں نے چوتھے پارے کی شروع کی آیت پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ہرگز تم نیکی کو حاصل نہیں کرسکتے یہاں تک کہ اس میں سے خرچ کرو جو تمہیں پسند ہو اور جو کچھ خرچ کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ مرد حضرات تو اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں مگر بہت سی عورتیں اتنا خرچ کرتی ہیں کہ مردوں پر فائق ہوجاتی ہیں اسی سلسلہ کا ایک واقعہ بانی دارالعلوم مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ کا بھی حکیم

الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ نواب صاحب کو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت تھی، عرصے کے پیچھے لگے ہوئے تھے، کہ میں آپ کو اپنا بیٹا بنانا چاہتا ہوں، ان کے اصرار پر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاں کردی، نکاح ہوگیا، نواب صاحب نے اپنی بیٹی کے لئے اس زمانے میں جب استاذ کی تنخواہ دو روپیہ ہوتی تھی، ایک لاکھ روپئے کے زیورات بنائے، اس زمانے میں اور اپنی بیٹی کو رخصت کیا، جب رخصتی ہوگئی، تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پہلی رات اپنی اہلیہ کے پاس آئے، تو اہلیہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ میرے پاس آکر بیٹھ گئے، چار پائی پر، سلام کیا اور فرمایا کہ شادی کا مقصد ہوتا ہے کہ خاوند بیوی کے ذریعے گناہ سے بچے، اور بیوی خاوند کے ذریعے گناہ سے بچے، یہ شادی کا مقصد ہوتا ہے، اور دوسری بات فرمائی کہ زندگی تب اچھی گذرتی ہے جب میاں بیوی دونوں ایک لیبل پر ہوں، میں تمہاری مانند امیر بنا چاہوں، تو ساری زندگی محنت کروں تو نہیں بن سکتا، اور تم میری طرح بننا چاہو تو ابھی بن سکتی ہو، تو پہلے پوچھا کیسے؟ تو فرمانے لگے کہ یہ جتنے سارے زیورات ہیں یہ سارے اللہ کے راستے میں بھیج دو، فرماتی ہیں کہ میں نے سارے زیور نکالے، ایک لاکھ روپئے کے زیور، حضرت رومال میں باندھے اور اگلے دن وہ زیورات اللہ کے راستے میں پہنچادیئے، اب اگلے دن میں گھر میں تھی تو محلے کی عورتیں دیکھنے کے لئے آئیں تو جب شادی ہوتی ہے تو دلہن کو دیکھنے کے لئے بوڑھی بوڑھی عورتیں آتی ہیں، وہ دلہن کو کم دیکھتی ہیں، اپنے دلہن کے زمانے کو زیادہ یاد کرتی ہیں تو کہنے لگیں، بوڑھی عورتیں آگئی دو تین اور انہوں نے مجھے دیکھا تو میرے جسم پر زیور ہی نہیں، ان میں سے ایک بوڑھی فتنے کی تھی، وہ کہنے لگی، یہ تو بات کے بوجھ بنی ہوئی تھی، لگتا ہے اس نے اس سے جان چھڑائی ہے، کہنے لگی جب میں نے یہ سنا تو میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، مجھے روتے ہوئے دیکھا فرمایا: خیریت ہے! میں نے کہا: نہیں نہیں، بس آپ مجھے میرے والد صاحب کے گھر چھوڑ دیں، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے میری خواہش کا احترام کیا، اور مجھے اسی وقت لے کر میرے والد کے گھر چھوڑ دیا، اس زمانے میں مردان خانہ الگ ہوا کرتا تھا، زنان خانہ الگ ہوتا تھا مرد لوگ مردان خانے میں رہتے تھے اور بوقت ضرورت گھر کی عورتوں سے ملاقات کرتے تھے، کہنے لگیں میں دو دن وہاں رہی، تیسرے دن میرے والد صاحب زنان خانے میں آئے تو نظر پڑی، کہا: بیٹی تم یہاں ہو، تو پتہ چلا کہ یہ تو ایک ہی دن رہ کر آ گئی پوچھا کیوں؟ کہنے لگیں تو میں نے پھر رونا شروع کر دیا کہ میرے ساتھ تو یہ ہوا تو میں نے زیورات خوشی سے اپنے نفس سے دیئے تھے، مگر اوروں کا جو طعنہ تھا اس نے میرا دل دکھا دیا، تو نواب صاحب کہنے لگے، بیٹی یہ کونسی بڑی بات ہے، نواب صاحب نے ایک لاکھ روپے کے زیورات اور بنوائے، اور پھر اپنی بیٹی کو دیئے۔ اور کہا: اچھا، تم جاؤ، رخصت کر دیا، کہنے لگیں، جب میں آئی تو رات کو نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، سلام کیا، فرمانے لگے، دیکھئے، میں نے تو آپ کو ایک مشورہ دیا تھا کہ اللہ کے راستے میں دیدو، تم نے اپنی چاہت اور مرضی سے دیا تھا، اگر تمہاری چاہت نہیں تھی تو نہ دیتی، میں نے مجبور تو نہیں کیا تھا، اب تمہارے والد صاحب کے سامنے میری رسوائی ہوئی کہ میں نے مجبور کیا اور میں نے تو اس لئے کہا تھا کہ یہ سانپ اور بچھو اپنے ہاتھوں اور گلے میں کیسے پہنوگی، کہتے ہیں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں ایسی توجہ تھی، تاثیر تھی کہ مجھے بالکل یہ لگا کہ میری انگوٹھیاں بچھو ہیں جو چپکے ہوئے ہیں، اور یہ سانپ ہیں جو میرے گلے میں لٹکے ہوئے ہیں، کہنے لگیں، میں نے اس وقت اپنے زیورات اتارنے شروع کر دیئے، حضرت کہہ رہے ہیں، ناں ناں، اور میں اتارتی جا رہی ہوں، سب زیورات اتار

دیئے اور میں نے کہا: اب اس کو پھر اللہ کے راستے میں دیدیجئے آج کے بعد کسی کو نہیں کہوں گی، حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر ایک لاکھ کے زیورات اللہ کے راستے میں بھیج دیئے، اور پھر اس کے بعد انہوں نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنا شروع کیا، اتنا علم پڑھا، حضرت قاری صاحب فرمانے لگے، میں نے مشکوۃ شریف اپنی دادی اماں سے سبقاً سبقاً پڑھی ہوئی ہے تو یہ نہیں ہوتا تھا کہ سارے غریب غرباء ہوتے تھے، علم حاصل کرتے تھے امراء کے بیٹے بیٹیاں علم حاصل کرتے تھے، علم تو ایک نعمت ہے ہاں: فقیر طلبہ بھی ہوتے تھے اور اتنی قربانیوں سے پڑھتے تھے کہ ان کی قربانیاں دیکھ کر انسان حیران ہوتا تھا انہوں نے مثالیں قائم کر دیں، دین کے علم کو حاصل کرنے کے لئے مجاہدات کرنے کی۔

یہ اشراف ہے

میر مبارک بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ محدث تھے، پڑھانے کا وظیفہ نہیں لیتے تھے، چنانچہ کئی کئی دن کا فاقہ، ایک مرتبہ وضو کر کے اٹھے، تو چکر آیا اور گر گئے، ان کا شاگرد جس کا نام تھا میر حسین، اس نے حضرت کو اٹھایا، پوچھا استاذ جی خیرت ہے! بتایا آج پانچواں دن ہے فاقے کا، اس نے حضرت کو آگے بٹھایا، اور وہ چلا گیا، حضرت کو دل میں کھٹک گئی کہ میں بتا تو بیٹھا ہوں کہ فاقہ ہے، کچھ لے نہ آئے، اور وہی ہوا کہ وہ تھوڑی دیر کے بعد کھانا لے کے آ گیا، حضرت کھانا کھائیے، فرمایا نہیں: مخلوق سے طمع رکھنا اس کو شریعت میں ''اشراف'' کہتے ہیں اور یہ حرام ہے، بولے کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا، ہمارے جیسے ہوتے تو کہتے: اللہ کی مدد آ گئی، مگر ان حضرات کے اندر تقویٰ اتنا تھا اس نے کہا: کہ جی آپ کھا لیجئے، فرمایا: کہ نہیں چوں کہ میرے دل میں ایک امید لگ گئی تھی کہ یہ کھانا لے کے آئے گا، اب میں یہ کھانا نہیں کھا سکتا، مگر

وہ شاگرد بھی متقی پرہیزگار، سمجھ دار ہوتے تھے، اس نے اصرار نہیں کیا، اور کھانا لے کے واپس چلا گیا، نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد پھر پانچ منٹ بعد واپس آیا ،حضرت جب میں نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا تو امید تو کٹ گئی تھی، لے گیا، ہاں اب کھالیں، تو حضرت نے کھانا تناول فرمایا۔

آج کل تو لوگ امیدیں لگائے بیٹھے رہتے ہیں کہ فلاں صاحب تحفہ دیں گے اور بعض تو ایسے ہیں کہ اصرار کر کے تحفہ مانگتے ہیں اور اس کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اس لئے ہمیشہ دینے کی فکر کرنی چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ صورت کو نہیں قلوب کو دیکھتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْراً اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَ لاً مُّبِیْناً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

اللہ تعالیٰ ظاہری شکل وصورت کو نہیں دیکھتا حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ. اللہ تعالیٰ تمہارے صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتے لیکن تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں یعنی تمہارے دلوں میں کس کی محبت ہے کس کا خوف ہے احکام شرع کی کتنی پابندی کرتے ہو اس وقت میں آپ کے سامنے ایک صحابی رسول اسعد اسود رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کرتی ہوں۔

حضرت سعد اسود ؓ ایک جوان قابل قدر صحابی تھی، ان کا واقعہ سیرت کی کتابوں میں عجیب وغریب انداز سے نقل کیا گیا ہے، حضرت انس ؓ سے امام عزالدین ابن الاثیر ؒ نے اسد الغابہ کے اندر مفصل طور پر نقل فرمایا ہے، اس مفصل روایت کا خلاصہ ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ حضرت سعد اسود ؓ نہایت کالے اور نہایت بدصورت تھے، انہوں نے اپنی شادی کیلئے مدینہ منورہ کے ہر قبیلہ میں پیغام پیش کیا اور بڑی کوششیں کیں مگر ان کی بدصورتی اور ان کے زیادہ کالے ہونے کی وجہ سے کسی نے اپنی لڑکی ان کو دینا پسند نہیں کیا۔ حضرت سعد اسود ؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرا کالا پن اور بدصورتی مجھے جنت میں داخل ہونے سے روک سکتی ہے؟ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اگر تم اللہ اور رسول پر ایمان لا چکے ہو اور تقویٰ اور پرہیز گاری کا راستہ اختیار کر چکے ہو تو ایسا ہر گز نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں تمہارا بہت بلند مقام ہوگا۔ تو حضرت سعد اسود ؓ نے کلمہ پڑھ کر اپنا ایمان ثابت کیا، اور حضور اقدس ﷺ کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور جو آپ کو مجلس میں نہیں آتے ہیں دونوں قسم کے لوگوں کے یہاں میں نے اپنی شادی کا پیغام دیا ہے، لیکن میری بدصورتی کی وجہ سے کوئی بھی اپنی لڑکی دینے کیلئے تیار نہیں ہے، تو حضور اقدس ﷺ نے ان کیلئے مدینہ منورہ کی سب سے خوبصورت اور سب سے باعزت گھرانے کی پڑھی لکھی سمجھدار لڑکی منتخب فرمائی۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم عمیر بن وہب ثقفی ؓ کے پاس جاؤ ان کی لڑکی جو سب سے زیادہ خوبصورت سب سے زیادہ سمجھدار ہے اس کے ساتھ میں نے تمہارا نکاح کر دیا اور تم جا کر عمیر بن وہب ثقفی ؓ کو میرا پیغام سنا دینا کہ ان کی لڑکی کے ساتھ میں نے تمہارا نکاح کر دیا ہے۔

جب حضرت سعد اسود ؓ نے جا کر لڑکی کے ماں باپ کو اطلاع دی تو ماں باپ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور واپس کر دیا، جب لڑکی نے یہ منظر دیکھا تو ماں باپ سے کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے خلاف وحی نازل نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے غصب سے بچئے، میں تو اپنے لئے اس کو پسند کرتی ہوں جس کو اللہ اور رسول ﷺ نے پسند فرمایا ہے، اس لڑکی کے بھی کمال ایمان کی انتہا ہوگئی کہ اس نے دلوں کو دیکھا، صور کو نہیں دیکھا، اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشی کو دیکھا، جب لڑکی کے ماں باپ حضور اقدس ﷺ کی مجلس میں گئے تو حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تم نے میرا بھیجا ہوا آدمی واپس کر دیا، تو انہوں نے شرمندگی کا اظہار کیا، اور توبہ کی اور عرض کیا کہ ہم کو شبہ ہوا کہ انہوں نے کہیں جھوٹ نہ کہا ہو، ہم تو آپ کے تابع ہیں، ہم ان کو اپنی لڑکی دیتے ہیں، چنانچہ ماں باپ نے اپنی چہیتی بیٹی کو حضرت سعد اسود ؓ کے حوالے کر دی۔ لڑکی نے ماں باپ سے کہا تھا کہ جب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا کوئی فیصلہ ہوتا ہے تو اس میں کسی کو اختیار نہیں رہتا اور لڑکی نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا. (سورہ الاحزاب: ۳۶) ”اور کسی مرد مومن اور عورت کے لئے جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کوئی فیصلہ کر دیں تو ان کو اپنی طرف سے کوئی اختیار نہیں رہتا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا“۔

اللہ ورسول ﷺ کے فیصلہ کے بعد کوئی اختیار نہیں

اس کے بعد حضرت سعد اسود ؓ اپنی بیوی کے لئے بازار سے کچھ سامان خریدنے کے لئے تشریف لے گئے، اسی اثناء میں جنگ کا اعلان ہوا، تو انہوں نے

بیوی کے لئے سامان خریدنے کے بجائے اسی پیسہ سے تلوار، نیزہ، گھوڑا وغیرہ جنگی سامان خرید لیا، اور جنگ میں جا کر لڑتے لڑتے شہید ہوگئے تو حضور اقدس ﷺ نے ان کے سر مبارک کو اپنی گود میں لیا اور پھر ان کی تلوار اور گھوڑا وغیرہ ان کی بیوی کے پاس بھیجا اور ان کے سسرال والوں سے کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری لڑکی سے زیادہ خوبصورت لڑکیوں سے آخرت میں اس کی شادی کرادی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری خوبصورتی کو نہیں دیکھتا بلکہ اندرونی سیرت اور قلوب کو دیکھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد اسود رضی اللہ عنہ کو اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے۔ (اسد الغابہ: ۲/۱۸۴)

اس زمانہ میں کوئی غریب آدمی بھی اپنی خوبصورت لڑکی انتہائی کالے شخص کے حوالے نہیں کرسکتا، اور اگر اللہ نے مال عطا کردیا ہے تو مت پوچھئے اخبارات میں اشتہار آئیں گے لڑکی کے اوصاف اس کی قابلیت بیان کی جائیگی اور آخر میں لکھا جائے گا کہ شادی معیاری ہوگی شہر کے سب سے مہنگے شادی محل میں شادی کی جائیگی اور ہزاروں نے نہیں بلکہ لاکھوں روپے خرچ کرکے سنتوں کو جنازہ نکالا جائے گا اللہ فرماتے ہیں فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

رنگین یہ دنیا یادرہی..........

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار ماؤں اور بہنو! شادی کے معاملہ میں شریعت مطہرہ نے سادگی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس کے لئے اہتمام کرنے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ جب لڑکی بالغ ہوجائے اور اس کا رشتہ مل جائے تو اس کا نکاح کردیں۔

مولانا مفتی ناصرین الدین صاحب مظاہری ماہنامہ آئینہ مظاہر علوم میں لکھتے ہیں کہ: وہ بھی ایک بچی کا باپ تھا، ہر باپ کی تمنا وخواہش ہوتی ہے کہ اس کا بچہ یا بچی جب جوان ہوں گے تو اچھا سا رشتہ تلاش کرکے دھوم دھام سے شادی کروں گا۔

اس دنیا میں باپوں کی کوالٹیز بالکل یہاں کے باشندوں کی طرح ہیں، کسی کے پاس دولت وثروت کے انبار ہیں تو اولاد نہیں ہے، کسی کے پاس وسائل کی کثرت ہے تو بڑھاپے کی لاٹھی نہیں، کوئی بے سہارا غریب اور ایک ایک روٹی کا محتاج ہے، تو اس کے درجنوں اولاد موجود ہیں، جس میں اکثریت بچیوں کی ہے۔

بچی! جو بہرحال ہر گھر کے لئے رحمت ہوتی ہے جو اپنے بھائیوں کے لئے سراپا اخلاص، اپنے والدین کے لئے مکمل خادم، اپنے شوہر کے لئے سراپا پیکر مہر ومروت، اپنے بچوں کے لئے شفقت ومحبت کا سنگم، لیکن جن غریب گھرانوں میں بچیاں جنم لیتی ہیں وہاں اس کی پیدائش پر خوشی کے باوجود والدین خوش نہیں ہو پاتے، کیونکہ ان کے سامنے آنے والے کل بچی کی جوانی ہوتی ہے، داماد کی فرمائشیں ہوتی ہیں، جہیز کے اخراجات ہوتے ہیں، ظالم باراتیوں کی ضیافت کا لمبا چوڑا میدان ہوتا ہے، بچی کی شادی کے بعد بھی داماد کی حریص ولالچی طبیعت اور بات بات میں هَلْ مِنْ مَّزِيْدٌ کا خطرہ دھڑکا ہوتا ہے۔ وہ لڑکی بھی اکلوتی، گھرانے کی لاڈلی، ہر آنکھ کا تارہ، ماں باپ کی دلاری، نازونعم میں پلی بڑھی، اور جب جوان ہوئی تو باپ نے اس کی شادی کے سلسلہ میں وہ وہ تکلفات کئے کہ دوسرے امیر بھی عش عش کر اٹھے، ہر جگہ اس باپ کی اعلیٰ پیمانے کی تیاریاں موضوع بحث بنیں، ہر گھر میں بچی کی سعادت اور دولہا کی خوش قسمتی پر باتیں ہونے لگیں۔

شادی کے سلسلہ میں طرفین میں معاہدے، لڑکے والوں نے کہا کہ بارات کسی گھر، گھیر یا باغ وباغیچہ میں نہیں شہر کے عالیشان پانچ ستارہ ہوٹلوں میں قیام کرے گی، ہمارے باراتی کسی پنڈال میں کھانا ہیں کھائیں گے، کھانا بھی ہوٹل میں کھلایا جائے، پھر جہیز کی بابت گفتگو ہوئی، لڑکی کے باپ نے کہا کہ میں ہر باراتی کو اپنی طرف سے ایک ایک ہزار روپئے کا ہار بھی پہناؤں گا۔

بہرحال آپ نے دیکھا کیا ان معاہدوں میں کہیں بھی سنت کا خیال رکھا گیا، کہیں بھی سرکار دوعالم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آئیڈیل بنایا گیا، کسی کی زبان پر سادگی یا کم خرچ پر بات ہوئی؟ نہیں بالکل نہیں۔ شادی کارڈ بنے، صرف مالداروں کو دعوت دی گئی، شادی کی تاریخ آگئی، باراتیوں کو ان کی شایان شان کھانا کھلایا گیا، جہیز دینے میں لڑکی والوں نے لڑکے کی فرمائشوں سے زیادہ دل کھول کر مظاہرہ کیا، اور پھر آن بان شان سے لڑکی رخصت کر دیا گیا۔

قارئین کرام! اس پورے تذکرہ میں کہیں بھی آپ کو "نکاح" ہوتا نظر آیا، ظاہر ہے جواب نفی میں ہوگا کیونکہ نکاح ہوا ہی نہیں، اور اس کا پتہ اس طرح چلا کہ ایک عورت نے لڑکی کی ماں سے پوچھ لیا کہ مہر کتنا ہے؟ لڑکی کی ماں، مالدار گھر کی بہو، دولت اور دنیاداری کی تصویر مجسم اسے بھی پتہ نہیں تھا کہ مہر کتنا ہے، اس نے لڑکی کے باپ کو فون کیا اور پوچھا کہ مہر کتنا رکھا گیا ہے؟ اب باپ کو ہوش آیا اور انا للہ پڑھ کر کہنے لگا کہ اوہو! نکاح کا تو خیال ہی نہیں رہا، باپ نے فوراً بارات والوں کو فون کیا اور ان سے کہا کہ بارات جہاں کہیں پہونچی ہو وہیں روک لو! بارات رک گئی، لڑکی کا باپ ایک مولانا صاحب کو ساتھ لے کر وہاں پہونچا اور سڑک پر کھڑے کھڑے نکاح پڑھوا کر بارات کو رخصت کر دیا۔

یہ دنیا کس قدر عجیب ہے! مالدار بھی پریشان، غریب بھی حیران، اپنے بھی ناخوش، غیر بھی نالاں، پڑھے لکھے بھی سراپا حیرت، ان پڑھ وجاہل بھی عاجز و سرگرداں، دولت ہے تو اولاد نہیں، اولاد ہے تو دولت نہیں، غربت ہے تو اولاد کی کثرت، فارغ البالی ہے تو ایک اولاد بھی نہیں، دولت کی تقسیم کی طرح اولاد کی تقسیم بھی نرالی ہے، اس مشکل کو حل کرنا اور لاینحل مسئلہ کو آسان تر بنانا انسانوں ہی کا کام ہے، دولت مند غریبوں کیلئے رحم کا جذبہ اپنے اندر پیدا کر لیں تو مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔

سرکاردوعالم ﷺ نے کس طرح نکاح فرمائے

جس طرح سرکاردوعالم ﷺ نے اپنی پاکیزہ زندگی کے پاکیزہ نقوش ہمارے لئے چھوڑے ہیں، ہم ان کو اختیار کرکے معاشرے میں باعزت رہ سکتے ہیں، حضرت رسول اللہ ﷺ جو دنیا وآخرت میں سب سے عظیم ہیں، لیکن دولت وثروت ندارد، حضرت رسول اللہ ﷺ نے دونوں طرح سے عمل کرکے اپنی قوم کو دکھادیا کہ انسان اگر چاہے تو مشکلات کو دور کرنے کا حل اسی کے پاس ہے۔ آنحضرت ﷺ اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسے امیر وکبیر صحابی کے عقد میں دیں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب فرمایا، جن کے پاس دولت کا تصور بھی نہیں تھا، خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صاحب ثروت کے داماد بنے، تو دولت وثروت سے تہی دامن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بھی داماد بنے، آنحضرت ﷺ کی نرینہ اولاد زندہ نہیں رہی تو آپ ﷺ کبیدہ نہیں ہوئے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی منشاء اور رضاء کو پیش نظر رکھا، اور یتیموں کی کفالت، دوسروں کی اولاد کو متبنیٰ بنالیا، اس طرح خانگی مشکلات اور تفکرات بھی ختم ہوگئے اور امیر وغریب کے امتزاج نے ہر گھر میں خوشیاں بکھیر دیں۔

آج ہم نے شادی کو بہت بڑا مسئلہ بنالیا اسلئے لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وقت پر شادیاں نہیں ہورہی ہیں لڑکیاں جوان ہوکر گھروں میں بیٹھی ہیں اسلئے والدین کے پاس جوڑے کیلئے پیسے نہیں لڑکے کی مانگ پوری کرنے کی وسعت نہیں اس طرح لڑکے اور لڑکی دونوں ہی بن بیاہے بیٹھے ہیں جس سے معاشرے میں برائیاں پھیل رہی ہیں اور گناہوں میں مبتلا ہورہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو برکت والا نکاح اور سکون وچین والی زندگی عطا فرمائے۔ آمین!

سلام ہے علماء اور طلباء کی عظمت کو

اَلسَّلَامُ عَلَيۡكُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡاَنۡبِيَآءِ وَالۡمُرۡسَلِيۡنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحٰبِهٖ اَجۡمَعِيۡن. اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم. هَلۡ يَسۡتَوِى الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات! اس امت کے افراد نے علم دین حاصل کرنے کیلئے جو محنتیں اور مشقتیں برداشت کی ہیں اور اسفار کثیرہ کی صعوبتوں کو جھیلا ہے آج ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں میل کا سفر کرتے تھے جب کہ اس زمانہ میں ریل تو درکنار سائیکل بھی نہیں ہوا کرتی تھی۔ پیدال ہی سفر کرنا پڑتا تھا جنگل وبیابان کی خاک چھانا کرتے تھے ایک ایک حدیث حاصل کرنے کے لئے کئی کئی دن پیدل سفر کرکیا کرتے تھے ایک ملک سے دوسرے ملک کو جاتے تھے اور علم حاصل کرتے تھے واقعی یہی لوگ تھے حقیقی طالب علم اور انہیں لوگوں کے ذریعہ دین اسلام کو محفوظ رکھا گیا آج جب کہ ہر طرح کی سہولتیں میسر ہوگئیں

رہنے سہنے کا انتظام ہوگیا کھانے کا بندوبست ہوگیا اساتذہ ومعلمات خودآ کر درسگاہ میں پڑھا رہی ہیں مگر طلبا وطالبات اس لگن سے نہیں پڑھتے جیسا کہ پڑھنا چاہئے۔

حضرت ابوجعفر منصور حدیث کا عالم تھا، ایک مرتبہ وزراء نے کہہ دیا کہ آپ کو اللہ نے دنیا کی اتنی نعمتیں دی ہیں، قیل لابی جعفر منصور هل بقی من نعم الدنیا شئ (کوئی ایسی بھی خواہش ہے جو پوری نہ ہوئی) قال: شئ واحد ایک بات میری پوری نہیں ہوئی، قالوا ماهو. کہنے لگے کون سی قال: کہنے لگا: قال المحدث للشیخ حدثنی. کہ وہ شاگرد جو اپنے شیخ کو کہتے ہیں نہ اے استاذ ہمیں حدیث سنائے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس علم ہوتا کوئی مجھ سے بھی علم حاصل کرتا، دوسرا دن ہوا قال فغدا علیه الوزراء والند تو جو وزراء تھے کام کرنے والے تھے، وہ اپنے کاغذ قلم اور دواتیں لے کر آ گئے اور وہ سامنے بیٹھ گئے، فقالوا: آپ ہمیں حدیث سنایئے، فقال: اس وقت ابوجعفر منصور نے کہا ان وزراء کو لستم بهم (تم طالب علم نہیں ہو) انما هو الدنسة ثیابهم طالب علم تو وہ تھے کپڑے میلے ہوتے تھے۔ المغبرة وجوههم چہرے ان کے گردآلود ہوتے تھے، المشققة ارجلهم ان کے پاؤں کی ایڑیوں کا گوشت پھٹا ہوا ہوتا تھا، الطویلة شعورهم ان کے بال بڑے ہوتے تھے، رُواد الآفاق، دنیا کی خاک چھانتے تھے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے، قطاع المسافات مسافتوں کو پیدل طے کرنے والے ہوتے تھے، تارة بالعراق، تارة بالحجاز کبھی وہ عراق جاتے تھے حدیث لینے کے لئے تو کبھی حجاز جاتے تھے، وتارة بالشام وتارة بالیمن کبھی شام جاتے تھے کبھی یمن جاتے تھے، فهؤلاء نقلة الحدیث حدیث کی نقل کرنے والے، حدیث لینے والے یہ لوگ ہوا کرتے تھے، جنہوں نے دنیا کی مشقتیں اٹھائیں۔ مگر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث کو جمع کیا، سینے سے لگایا، مبارکباد کے لائق ہیں وہ نوجوان۔

آپ تو اللہ کے چنیدہ بندے ہیں

اپنی قسمت پر اللہ رب العزت کا شکرادا کرو، اللہ رب العزت نے آپ کو اس دین کے لئے چنا ہے، آپ اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں اور اس کی دلیل قرآن عظیم الشان میں ہے، اللہ رب العزت فرماتے ہیں ثم اورثنا الکتب پھر میں نے کتابوں کا وارث اپنے ان بندوں کو بنایا۔ اَلَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا جو میرے بندوں میں سے چنے ہوئے بندے تھے، کتاب کے وارث وہی بنتے ہیں جن کا اللہ کے یہاں چناؤ ہوتا ہے، یہ خوش نصیب اگر چہ ظاہر میں معمولی کپڑے پہنتے ہیں، مشقتیں اٹھاتے ہیں، مگر ان کا مقام اللہ کے یہاں بہت بلند ہے، ذرا غور کیجئے، آپ مختلف لوگ صبح کرتے ہیں کسی کے سامنے اللہ رب العزت نے کپڑا رکھ دیا، وہ کپڑے کو کاٹتا ہے، جوڑتا ہے، ہم اس کو درزی کہتے ہیں، کسی کے سامنے اللہ نے لکڑی کو رکھدیا، لکڑی کا کاٹتا ہے اور جوڑتا ہے فرنیچر بناتا ہے، ہم اس کو کارپینٹر کہہ دیتے ہیں، کسی کے سامنے اللہ رب العزت نے اینٹ کو رکھدیا، اینٹ کو دوسری اینٹ سے جوڑتا ہے ہم اسے معمار کہتے ہیں، وہ مکان تعمیر کرتا ہے، کسی کے سامنے اللہ نے لوہے کو رکھ دیا وہ لوہے کے پُرزوں کو کھولتا ہے، وہ لوہے کو جوڑتا ہے، اس سے اس کا گزران ہوتا ہے، آج کسی کے سامنے کچھ رکھا، کسی کے سامنے کچھ رکھا، عزیز طلبہ، سلام کرتا ہوں آپ کی عظمت کو، آپ صبح اٹھتے ہیں، اللہ آپ کی جھولی میں اپنا قرآن رکھ دیتا ہے، آپ کی جھولی میں اپنے محبوب کا فرمان رکھ دیتا ہے۔ آپ اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں، اللہ نے آپ کو اس کام کے لئے چن لیا، قیامت کے دن ہوگا اس وقت اصحاب صفہ کھڑے ہوں گے، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے، بتاؤ میرے بندو، کیا لے کر آئے، اس وقت یہ طلبہ بھی کھڑے ہوں گے، اللہ! ہم علم وعمل میں تو ان کے

پیچھے نہ چل سکے جیسے چلنا چاہئے تھا، مگر اے مولیٰ ہم نے ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوششیں تو کی تھی، عمل کی اپنی اساس کیا ہے، بجز ندامت کے پاس کیا ہے۔

رہے سلامت تمہاری نسبت
ہمارا قیامت کے دن یہ آسرا ہے

اللہ ہمیں طالب علموں میں شمار کردیں۔ حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے طلبہ کے سامنے ایک حدیث مبارکہ تلاوت کرتے تھے، قیامت کا دن ہوگا، اللہ کے سامنے علماء وطلباء کھڑے ہوں گے، اللہ فرمائیں گے یَا مَعْشَرَ الْعُلَمَآءَ اے علماء کی جماعت، میں نے تمہارے سینے کو علم کے نور سے اس لئے نہیں بھرا تھا، کہ آج دوسروں کے سامنے میں تمہیں رسوا کروں، آج دوسروں کے سامنے تمہارا مواخذہ کروں، فَانْطَلِقُوْا جاؤ میں نے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیا، اس دن طلباء کو پتہ چلے گا، اللہ رب کریم کی کیا نظر کرم ہوئی، اور یہ نسبت کتنی کام آگئی، ہمارے پلے کچھ نہیں مگر اتنا ضرور ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پوچھیں گے، میرے بندو کیا کرتے تھے، عرض کریں گے، اللہ! چٹائیوں پر بیٹھتے تھے، گھٹنوں کو دیکھ لیجئے، ٹخنوں کو دیکھ لیجئے، جیسے جانوروں کے نشان پڑے ہوتے ہیں، نیچے بیٹھتے بیٹھتے ہمارے نشان پڑ گئے، میرے مولیٰ، بس اسی کو قبول کرلیجئے، ہمارے عملوں کو نہ دیکھئے گا، ہمارے عمل خالص نہیں ہیں، مگر مولیٰ کوشش کیا کرتے تھے، میرے مولیٰ یہ وہ وقت تھا جب لوگ انگریزی تعلیم کے لئے بھاگتے تھے، کالج یونیورسٹیوں کیلئے بھاگتے تھے، ہمارے لئے مدرسوں میں جانا بھی طعنہ بنتا جارہا تھا، اپنے پرائے سمجھتے تھے، ان کاموں میں لگے ہوئے ہو، اللہ یہ وہ وقت تھا، مگر اللہ! اس وقت میں!

تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

میرے اللہ! اور ہمیں اپنے مقبول بندوں میں شامل فرمالیجئے، اللہ تعالیٰ سب طلبہ کو علم نافع عطا فرمائے، اور ہمیں قیامت کے دن اپنے اکابر کے قدموں میں جگہ نصیب فرمائیے۔

علم دین حاصل کرنے والوں کے لئے بڑی بشارتیں وارد ہوئی ہیں حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ عِلْمٍ فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَرْجِعُ" جو علم حاصل کرنے کے لئے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستہ میں رہتا ہے جب تک لوٹ نہ آئے، ایک اور حدیث میں ہے ان لوگوں کے لئے آسمان زمین کی تمام مخلوقات حتی کہ سمندر میں مچھلیاں اور خشکی میں سوراخوں میں چونٹیاں مغفرت کی دعائیں کرتی ہیں۔ اللہ ہمیں بھی علم دین حاصل کرنے کیلئے قبول فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

میزبانی اور مہمانی کے آداب

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرَاھِیْمَ الْمُکْرَمِیْنَ. اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْہِ فَقَالُوْا سَلٰماً قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْکَرُوْنَ. فَرَاغَ اِلٰٓی اَھْلِہٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ. فَقَرَّبَہٗٓ اِلَیْھِمْ قَالَ اَلَا تَاْکُلُوْنَ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان عزیزہ طالبات!

قرآن کریم کی چند آیتیں میں نے پڑھی ہیں جس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی میزبانی کا ذکر کیا گیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کے گھر چند فرشتے انسانی شکل وصورت میں تشریف لائے، جن کا قوم لوط کو عذاب دینا اور ابراہیم علیہ السلام کو ایک بیٹے

کی بشارت دینا تھا چونکہ فرشتے انسانی شکل وصورت میں آئے تھے اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے ان کو مہمان سمجھ کر کھانے کا بندوبست کیا اور بھنا ہوا ایک بچھڑا ہی خدمت میں پیش کر دیا مگر وہ تو فرشتے تھے ان کو کھانے پینے کی حاجت نہیں ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ چند اجنبی مہمانوں کی آمد ایک بچھڑا ہی پیش کر دیا۔ اسلام نے بھی مہمان نوازی کا حکم دیا ہے۔

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع کے لئے آداب سکھائے، تاکہ پورا معاشرہ باادب وباسلیقہ ہو اور کسی کو کسی کی طرف سے شکایت نہ ہو۔ خصوصاً میزبان کسی مہمان کی وجہ سے حرج میں مبتلا نہ ہو، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں مہمانوں سے خطاب فرمایا کہ میزبانوں کا پاس ولحاظ رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے، یعنی کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بلاتکلف میزبان کے گھر سے باہر نکل جائیں، تاکہ میزبان اپنے باقی ماندہ کام کر سکے۔ یا کسی ضروری کام میں مشغول ہو، وغیرہ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پردے کے حکم کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ زیب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کا موقع تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ دن چڑھنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی دعوت فرمائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت تک دوسرے لوگ (کھانے سے فارغ ہوکر) جا چکے تھے۔ آخر آپ بھی کھڑے ہو گئے اور چلتے رہے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے پر پہنچے، پھر آپ نے خیال کیا کہ وہ لوگ (بھی جو کھانے کے بعد گھر بیٹھے رہ گئے تھے) جا چکے ہوں گے۔ (اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے) میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آیا، لیکن وہ اب بھی اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پھر

واپس آ گئے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوبارہ واپس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے پر پہنچے، پھر وہاں سے واپس ہوئے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا، اب وہ لوگ جا چکے تھے۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور میرے درمیان پر دہ لٹکایا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ’’پھر جب تم کھانا کھا چکو تو دعوت والے کے گھر سے اٹھ کر چلے جاؤ‘‘۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۵۱۶۳)

خادم کو بھی ساتھ میں کھانا کھلائیں

دین میں ہر ایک کی خدمت کا اعتراف مطلوب ہے اگر چہ کہ وہ تنخواہ دار یا خادم ہی کیوں نہ ہو۔ دوسروں کے جذبات اور احساسات کو ٹھیس پہنچائے بغیر ہر ایک کی قدر کرنا، ہر ایک کا احترام کرنا ہر ایک سے حسن سلوک کرنا، یہ اسلام کی اعلیٰ قدریں ہیں جس کی نظیر دیگر تہذیبوں میں نہیں ملتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کا خادم اس کا کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمہ اس کھانے میں سے اسے کھلا دے۔ (کیوں کہ) اس نے (پکاتے وقت) اس کی گرمی اور تیاری کی مشقت برداشت کی ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۵۴۶۶)

عظیم ایثار

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں ہم کو ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے ان کی مہمان نوازی اور میزبانی کا طریقہ اور ان کے ایثار و قربانی کا پتہ چلتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں کوئی مہمان آئے کاشانہ نبوی میں کھانے کے لئے نہیں رہا ہوگا جس سے مہمان کی ضیافت کی جا سکے اس لئے ایک صحابی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مہمان رسول کو

اپنے گھر لے کر گئے گھر والی سے معلوم کیا گھر میں کچھ کھانے کو ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کو لے کر آیا بیوی نے کہا کہ بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ میں بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دیتی ہوں اور آپ مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں مگر کھانا تو کم ہی ہے اس لئے چراغ درست کرنے کے بہانے گل کردونگی اور آپ مہمان کے ساتھ منہ چلاتے رہیں تاکہ مہمان پیٹ بھر کر کھالے۔ چنانچہ عقلمند اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والی بیوی نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ آسمان سے وحی نازل ہوگئی۔ وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان کو فاقہ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا نتیجہ تھا کسی شاعر نے بڑی اچھی بات کہی ہے۔

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حسد ایک مہلک نفسیاتی مرض ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اخلاقی بیماریوں میں سے بڑی ہی خطرناک بیماری حسد ہے کہ انسان دوسروں کی خوبیوں کو دیکھ کر جلنے لگے جس کو بھی یہ روگ لگ گیا تو اس کی دنیا بھی تباہ، آخرت بھی برباد، زندگی کا چین وسکون اور راحت وآرام غارت ہوجائے گا بلکہ اپنی اس مہلک بیماری کی وجہ سے ہر وقت پریشان رہتا ہے کسی کو اچھی حالت میں دیکھ کر اندر ہی اندر گھٹتا رہتا ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر حاسد آسمان پر چلا جائے تو وہاں بھی اپنی اس بیماری کی وجہ سے سکون نہیں پائے گا بلکہ وہاں بھی پر؟ یشان ہی رہے گا اس لئے

حسد جیسی خطرناک بیماری سے ہمیشہ دور رہنا چاہئے۔ شیخ مصطفیٰ لطفی منفلوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے شاید ہی کسی کی حالت زار پر رونا آتا ہو، جتنا حاسد کی بیچارگی پر آتا ہے، حاسد بیچارہ چاہتا ہے کہ وہ محسود سے ان ساری نعمتوں کا انتقام لے لے جو خدا نے اپنے فضل سے اسے بخشی ہیں، صبح وشام کی بس یہی ایک آرزو اس کی آبلہ پائی میں باعث ہوتی ہے کہ روز وشب کی آمد وشد کسی ایسے سانحہ کو جنم دے دے جس میں اس کے محسود کی ساری نعمتیں چھن جائیں، زمانہ کوئی ایسی مصیبت نازل کر دے جو برق تپاں بن کر اس پر گرے اور لمحوں میں اس کے خرمن حیات کو خاکستر کر جائے، حالانکہ حاسد کو شاید پتہ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے اس فعل کے ذریعے محسود کا نقصان نہیں، بلکہ فائدہ کر رہا ہے، اپنے خون جگر سے اسے وہ آب حیات پلا رہا ہے جو اسے عنقریب حیات جاودانی بخشنے والا ہے اور اس کی رہنمائی ایک ایسے راستے کی طرف کر رہا ہے، جہاں سے عز وشرف اور عروج وسربلندی کی منزل زیادہ دور نہیں۔

حاسد کا چہرہ صلاحیتوں اور نعمتوں کو ناپنے کا ایک عمدہ پیمانہ ہوتا ہے، وہ دراصل ایک ایسی اسکرین کی مانند ہوتا ہے جس کے بدلتے رنگ اور وقفے وقفے سے اس پر ابھرتی ہوئی آڑی ترچھی لکیروں کے ذریعے اس کے اندرون میں چل رہے پروگرام کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، اگر آپ کو اپنی کسی صلاحیت کی قیمت کا اندازہ لگانا ہے تو اس کا اظہار اپنے حاسد کے سامنے کیجئے پھر ترچھی نظروں سے اس کے چہرے کا مشاہدہ کیجئے، ناپسندیدگی اور انقباض کے جتنے سیاہ بادل اس کے چہرہ پر منڈلاتے نظر آئیں آپ اپنی صلاحیت کو اتنا ہی روشن اور تابناک سمجھئے۔

خدا نے اپنے بندوں کو جن نعمتوں سے سرفراز کیا ہے، ان میں سب سے کم تر درجے کی نعمت وہ ہے جس پر کوئی حسد کرنے والا نہ ہو، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی کم تر درجے کی نعمت بھی اعلیٰ مراتب حاصل کرے تو خدارا اسے حاسدوں کے بازار

میں لے جایئے۔ ناقدروں کی منڈی میں رکھئے، اگر وہاں اس کی تحقیر کی کوشش کی جائے اور اسے بے فائدہ اور بے کار قرار دیا جائے تو خوش ہو جایئے کہ آپ کی آرزو بھی پوری ہوگئی اور حاسدوں نے بھی اسے سند فضیلت عطا کر دی۔ اگر آپ دو آدمیوں کے بیچ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان میں کون برتر ذہنیت کا مالک اور کون پست ذہن ہے تو دیکھئے کہ ان میں کون اپنے ساتھی کو پریشان دیکھنے کا خواہاں، اس کے کارناموں پر پردہ ڈالنے والا اور اس کی عزت کو داغدار اور اس کی شخصیت کو مجروح کرنا چاہتا ہے، ان میں سے جو بھی ایسے کردار کا مالک ہو سمجھ جایئے کہ دونوں میں یہ شخص انتہائی گھٹیا اور رذیل ہے۔

ہر گناہ کی ایک سزا مقرر ہے

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی ہر گناہ کی ایک سزا مقرر کر رکھی ہے جو گنہگار کو اس وقت ملتی ہے جب اس کا متعین وقت آجاتا ہے، چنانچہ شرابی شراب کی سزا اس وقت پاتا ہے جب بیمار پڑتا ہے، جواری جوئے کی سزا تب پاتا ہے جب فقروفاقے کی مصیبت آن پڑتی ہے چور کی مصیبت اس وقت آتی ہے جب جیل کی کال کوٹھری اس کا مقدر بنتی ہے، لیکن حاسد کا حال ان سب سے برا ہوتا ہے، اس کا تو پورا وجود سرتاپا سزا معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ایک لمحہ کو بھی اسے چین میسر نہیں آتا، اسے تو نعمت اور فضل خداوندی کی ہر وہ جھلک اذیت پہنچاتی ہے۔ جو اسے دوسروں کی جھولی میں نظر آتی ہے اسے دوسروں کی صلاحیتوں کا ہر وہ نظارہ تکلیف دیتا ہے جو اس کی نگاہوں کے سامنے سے گزرتا ہے۔ نعمت اور فضل الٰہی تو ایسی چیزیں ہیں جو ہر وقت انسان پر سایہ فگن رہتی ہیں اور نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوتیں، بس مناظر اور مظاہرہ بدلتے رہتے ہیں، اب ذرا اس شخص کا تصور کیجئے جسے اسطرح کے ہر منظر سے تکلیف

ہوتی ہو، ظاہر ہے اس کے غموں کا سلسلہ بھی لامتناہی ہوگا اور شاید اسے سکون دل اور قرار تبھی میسر آئے، جب اس کی آنکھیں پتھرا جائیں اور دل دھڑکنا بند کر دے۔

حسد مہلک بیماریوں میں سے ایک بیماری ہر مرض کا خالق نے ایک علاج پیدا کیا ہے، حاسد کے مرض کا علاج یہ ہے کہ وہ جس سے حسد کر رہا ہے اس کی زندگی کا جائزہ لے اور ان خصوصیتوں کا باریک بینی سے مطالعہ کرے، جن کے ذریعے وہ ان نعمتوں کا مستحق ٹھہرا ہے اور جو اس کے حسد کا باعث ہیں اور میرے خیال میں تجزیے کے اس عمل میں اسے اتنی مشقت اور ذہنی اذیت نہ اٹھانی پڑے گی جتنی اسے محسود کی قدر و منزلت گھٹانے اور اسے رسوا کرنے میں اٹھانی پڑتی تھی اگر وہ اس کے مال پر حسد کر رہا ہے تو اسے دیکھنا چاہئے کہ وہ مال اس نے کیسے کمایا ہے، اگر علم باعث حسد ہے تو اسے علم وادب سیکھنا چاہئے، اگر وہ ایسا نہ کر کے حسد کی روش اختیار کرتا ہے تو گویا اپنی زندگی کو جہنم میں جھونکتا ہے۔

حاسد کو کبھی چین سے رہتے نہیں دیکھا
سیماب کو یکجا کبھی رہتے نہیں دیکھا

حسد اور رشک میں فرق

حسد کے مانند ایک لفظ رشک ہے ایک حدیث میں حسد ہی کو رشک سے تعبیر کیا گیا مگر حسد اور رشک میں واضح فرق یہ ہے کہ حسد تو کسی حال میں جائز نہیں لیکن رشک کو شریعت نے دو شخصوں کے بارے میں جائز قرار دیا ہے سب سے پہلے رش کا مبنی جان لینا چاہئے رشک کہتے ہیں کسی کی محبوب شئی دیکھ کر اپنے لئے بھی اس جیسی ہونے کی تمنا کرنا یہ ہے رشک اگر اللہ نے کسی کو مال عطا کیا ہے اور وہ مال راہ خداوندی میں خوب خوب خرچ کر رہا ہے تو یہ تمنا کرنا کہ کاش ہمارے پاس مال ہوتا تو

ہم بھی اسی کی طرح خرچ کرتے اسی طرح کوئی بڑا عالم ہے تو دوسرے کے لئے یہ تمنا کرتا کہ کاش میرے پاس بھی اسی طرح علم ہوتا تو کتنا اچھا ہوتا میں بھی لوگوں کو تعلیم دیتا تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا فریضہ انجام دیتا یہ ہے رشک اس میں کوحرج نہیں اور حسد میں دوسرے کی نعمت کے زوال کی تمنا کی جاتی ہے تو کسی صورت میں جائز نہیں جب کوئی شخص کسی کی نعمت کو دیکھ کر اس کے زوال کی تمنا کرتا ہے تو محسود کی نعمت تو زائل ہوتی نہیں البتہ حاسد کی صحت اس کے ذہن ودماغ پر بہت برا اثر پڑتا ہے جو ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا کرتے رہنا چاہئے کہ یا اللہ حسد سے ہماری حفاظت فرما۔ آمین! ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بارش کے ذریعے رزق کا انتظام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَفِی الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِیْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَیْرُ صِنْوَانٍ یُّسْقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ، وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الْاُکُلِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

اللہ تعالیٰ نے بارش کے ذریعہ ہر مخلوق کو روزی نظم کیا دنیا کے اندر بہت ساری مخلوق ہیں ان میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ نے روزی مہیا فرماتے ہیں بلکہ ہر جاندار کو پانی ہی سے پیدا فرمایا خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ۔

"اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ"

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان وزمین بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک جاندار چیز کو۔

محترم پروفیسر شہزاد حسن صاحب لکھتے ہیں کہ بارش ہوتی ہے تو پانی کو ترسی ہوئی زمین پھبک اٹھتی ہے، مٹی نرم پڑتی ہے اور انسان قسم قسم کے غلوں اور پھلوں کے بیج لے کر حرکت میں آتا ہے۔ زمین پر ہل چلاتا ہے، بیج بوتا ہے اور پھر کھیت لہلہا اٹھتے ہیں۔ باغوں میں رنگ برنگے پھول بہار دیتے ہیں۔ درختوں پر پھول اور پھل آتے ہیں۔ انسان خوش اور مطمئن ہوتا ہے کہ اس کے اور اس کے جانوروں کی غذا اور درحقیقت زندہ رہنے کا سامان ہوگیا۔ اللہ کی شان ہے کہ زمین ایک ہے، زمین کے اجزاء ایک ہیں، ہوا اور پانی ایک ہیں، مگر زمین کے کسی قطعے میں گیہوں کی فصل ہے تو کسی دوسرے قطعے میں دوسرے غلے کی فصل، کہیں امرود کے پھل لگے ہوئے ہیں تو کہیں مسمی اور آم کے پھل ہیں، پھر ایک ہی زمین سے اُگنے والے ایک ہی قسم کے پھل کوئی مزے میں بہتر ہے اور کوئی کم تر۔ ’’سب کو ایک ہی پانی سیراب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر اور کسی کو کم تر بنا دیتے ہیں‘‘۔ (الرعد:۴)

پھر یہ سب وافر مقدار میں ہیں کہ انسان اور جانوروں کے لئے کافی ہیں مگر انسان اپنی خود غرضانہ حرکتوں سے خود بھی غذائی کمی کا شکار ہوتا ہے اور بعض اوقات قحط کا عذاب اس پر مسلط ہوجاتا ہے۔ یہ بھی اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ پانی ایک ہی ہوتا ہے مگر زمین کی خرابی پیداوار کو متاثر کرتی ہے۔ جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ اپنے رب کے حکم سے خوب پھل پھول لاتی ہے اور جو زمین خراب ہوتی ہے اس سے ناقص پیداوار کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ یہ بھی اللہ کی قدرت ہے کہ غلے کی ایک فصل پیدا ہوتی ہے تو اس کا بیج انسان کی اپنی غذا کے کام آتا ہے اور جب وہی فصل سوکھ جاتی ہے تو فصل کے پتے اور تنے اس کے جانوروں کے کام آتے ہیں۔ پھر

مخصوص قسم کے پودوں کی فصل جانوروں کے لئے بھی پیدا کی جاسکتی ہے، پودوں میں غذا کہاں سے آتی ہے؟ اللہ نے سبز پودوں میں غذا پیدا کرنے کا دلچسپ مگر پیچیدہ نظام بنایا ہے۔ بارش کا پانی پودوں کی جڑوں کے ذریعے جذب ہوکر شاخوں کے ذریعے پتوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ ’سبز پتے‘ کے ہر خلیے میں سبز ینہ نام کا کیمیاوی مادہ ہوتا ہے جو سورج کی روشنی سے قوت حاصل کرتا ہے اور فضا میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس پتوں کے سوراخوں کے ذریعے پتے کے خلیوں میں پہنچ جاتی ہے۔ اب پانی کی ہائیڈروجن اور آکسیجن، کاربن ڈائی آکسائیڈ سے کیمیائی شئے میں منتقل کردیتا ہے۔ گلوکوز اس تعامل کے نتیجے میں تشکیل پاتا ہے۔ یہ گلوکوز بعد میں نشاستے میں تبدیل ہوجاتا ہے تو ایک قوت بردار غذا ہے۔ یہ نشاستہ بیجوں، پھلوں اور جڑوں، پتوں اور شاخوں وغیرہ میں ذخیرہ ہوجاتا ہے۔ بس یہی چیز جب انسان کھاتا ہے تو پانی کے ذریعے حاصل کردہ توانائی انسان اور حیوانوں کے جسموں میں پہنچ جاتی ہے جو زندہ حیات کے اعضاء کی حرکت کی بنیاد ہے۔ اگر یہ توانائی جسم میں نہ پہنچے تو جسم مردہ ہوجائے گا۔

ہر مخلوق اللہ کے وجود پر شاہد

اللہ کی قدرت بڑی عجیب وغریب ہے مخلوق کی روزی رسانی کا اور بقائے حیات کے لئے غذا کا کس طرح سے نظم کیا ہے اگر انسان ان سب باتوں پر غور وفکر کرے تو معلوم ہوگا کہ کوئی ایسی ہستی ہے جو آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی مخلوقات حیوانات، نباتات، جمادات اور آسمان وزمین کے ماوراء جتنی بھی مخلوقات ہیں ہر شئی اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور ہر ایک شئی انسان کو اس وحدہ لاشریک لہ کی شہادت اور اس پر ایمان ویقین کی دعوت دے رہی ہے مگر یہ انسان کی بڑی ہی

ناسپاسی ہے کہ اس معبود برحق کو چھوڑ کر کسی اور کے در پر ماتھا ٹیکے یا اس کی خدائیت میں کسی غیر کو شریک کرے لیکن اس کی ذات کریمی کے کیا کہنے کہ ان سب چیزوں کو دیکھنے کے باوجود ہر ایک بندے کو روزی پہونچاتا ہے اس کی گرفت اور پکڑ نہیں کرتا اس کو ڈھیل اور کھلی چھوٹ دے رہا ہے۔ مگر بندے کو سمجھ میں نہیں آتی اور وہ یہ نہیں سوچتا کہ جس ذات نے مجھے پیدا کیا ہے ہم اسی کے ہو کر رہیں کسی غیر کی پرستش ہرگز نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرک جیسی عظیم گناہ سے بچائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

تقویٰ ہی سے انسان عروج پر پہونچتا ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْآ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ. اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ’’تقوے ہی سے انسان عروج پر پہونچتا ہے‘‘ اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں گوش گذار کرنی ہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں جگہ جگہ متقی اور پرہیزگار بندوں کی تعریف کی ہے اور ان کے لئے دنیا وآخرت میں خوشخبریاں اور بشارتیں سنائی ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے مختلف مواقع پر تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اور دین ودنیا میں سکون واطمینان اور راحت وآرام کا مدار تقویٰ اور خشیت الٰہی ہے۔

کوئی بھی عالم اور ولی تقویٰ کے بغیر صاحب کمال نہیں بن سکتا ،تقویٰ ہی سے انسان عروج پر پہنچتا ہے، اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کی تعریف کرتے ہوئے اس وصف کا خاص طور پر تذکرہ فرمایا ہے اور بار بار اس کی تاکید فرمائی ہے اللہ پاک نے متقین کے لئے سعادت دنیویہ اور کرامت اخرویہ کے تعلق سے ۱۲/انعامات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ۱-تقویٰ کو اللہ پاک نے بڑے کاموں میں سے شمار فرماتے ہوئے تعریف کی: قَالَ اللّٰہُ تَعالٰی : ''وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ'' کہ اگر صبر کرو اور تقویٰ سے کام لو تو یہ بڑے حوصلہ کی بات ہے۔

۲-تقویٰ کی وجہ سے منجانب اللہ حفاظت ہوتی ہے: قَالَ اللّٰہُ تَعالٰی: ''وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا'' کہ اگر تم صبر کرو اور تقویٰ سے کام لو تو کفار و فجار کے مکر و فریب اور غلط تدبیریں تم کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔

۳-تقویٰ سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ'' بیشک اللہ پاک ان لوگوں کیساتھ ہوتے ہیں (مدد وتائید) کے ساتھ جو ان سے ڈرتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں۔

۴-تقویٰ کی برکت سے رزق کی دشواریاں دور ہوتی ہیں جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ''وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا. وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ'' جو حق تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ پاک اس کیلئے پریشانیوں سے نکلنے کیلئے راستہ نکال دیتے ہیں اور اس کو اسطرح رزق عطا فرماتے ہیں جسکا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔

تقویٰ کی برکت

۵-تقویٰ کی برکت سے انسان کے سب کام درست ہوجاتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا

یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ'' کہ اے ایمان والو اللہ پاک سے ڈرو اور سچی بات کہو، اللہ پاک تمہارے سارے کام صحیح اور درست کردیں گے۔

۶-تقویٰ کی برکت سے گناہوں کی معافی ہوجاتی ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں: ''وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ'' کہ اللہ پاک تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔

۷-تقویٰ کی برکت سے اعمال کی قبولیت ہوتی ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں: ''اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ'' اللہ پاک متقی حضرات سے محبت کرتے ہیں۔

۸-تقویٰ کی برکت سے اعمال کی قبولیت ہوتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: ''اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ'' کہ اللہ تبارک وتعالیٰ متقی حضرات کے اعمال قبول فرماتے ہیں۔

۹-متقی حضرات کا اکرام واعزاز ہوتا ہے، اللہ پاک فرماتے ہیں: ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ'' بیشک تم میں سب سے زیادہ قابل اکرام اللہ پاک کے یہاں وہ ہوگا جو تم میں زیادہ متقی ہوگا۔

۱۰-موت کے وقت بشارت حاصل ہوتی ہے اللہ پاک فرماتے ہیں: ''اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ. لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ'' وہ لوگ جو ایمان اور تقویٰ اختیار کئے ہوئے تھے ان کو دنیا میں بھی بشارت حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں بھی بشارت حاصل ہوگی۔

۱۱-نجات تقویٰ کے ساتھ وابستہ ہے اللہ پاک فرماتے ہیں: ''ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا'' پھر ہم ان کو نجات دیں گے جو اللہ پاک سے ڈرتے تھے۔

۱۲-جنت میں دائمی نعمتیں متقیوں ہی کو حاصل ہوگی: ''اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازاً حَدَآئِقَ وَاَعْنَاباً الخ'' بیشک متقی حضرات کے لئے کامیابی ہے اور باغات ہوں گے اور انگور ہوں گے۔ (بحوالہ سید المحدثین)

یہ چند آیات کا ترجمہ آپ سبھوں کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ نصیحت حاصل کرنے کے لئے چند باتیں کافی ہوا کرتی ہیں اور نہ ماننے والوں کے لئے کتابوں کا دفتر بھی ناکافی ہوتا ہے۔ اسی کو شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

اللہ تعالیٰ ہم کو متقی و پرہیز گار بنائے اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

سفر کے آداب اور مسنون طریقہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! مذہب اسلام میں کوئی شعبہ تشنہ نہیں بلکہ زندگی کے جس شعبہ کے متعلق آپ کو اصول وضوابط اور فوائد معلوم کرنے ہوں آپ کو ضرور مل جائیں گے پیغمبر اسلام محسن انسانیت سید الاولین والآخرین نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ہر موڑ کی رہنمائی کی اور اپنی عملی زندگی کے ذریعہ لوگوں کو بتا دیا کہ اس کو کس طرح انجام دیں۔

● جہاں تک ہو سکے سفر میں کم از کم دو آدمی جائیں، تنہا آدمی سفر نہ کرے، البتہ ضرورت اور مجبوری میں کوئی حرج نہیں کہ تنہا آدمی سفر کرے۔ (فتح الباری، ج ۶، ص ۵۳)

● سواری کے لئے رکاب میں پاؤں رکھیں، تو بسم اللہ کہیں۔ (ترمذی)

● سواری پر اچھی طرح بیٹھ جائیں تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہیں پھر یہ دعا پڑھیں۔سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِیۡنَ وَاِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ. (الزخرف:۱۳-۱۴) ''پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے تابع بنائی یہ سواری اور نہیں تھے ہم اس کو قابو کرنے والے اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں''۔

● پھر یہ دعا پڑھیں:اَللّٰھُمَّ ھَوِّنۡ عَلَیۡنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاطۡوِعَنَّا بُعۡدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنۡتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالۡخَلِیۡفَةُ فِی الۡاَھۡلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ وَعۡثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَةِ الۡمُنۡظَرِ وَسُوۡءِ الۡمُنۡقَلَبِ فِی الۡمَالِ وَالۡاَھۡلِ وَالۡوَلَدِ''. (مسلم،حصن حصین) ''اے اللہ! آسان کردیجئے ہم پر اس سفر کو اور طے کردیجئے ہم پر درازی اس کی۔اے اللہ! آپ ہی رفیق (مددگار) ہیں سفر میں اور خبر گیراں ہیں گھربار میں، یا اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں آپ کی سفر کی مشقت سے اور بری حالت دیکھنے سے اور واپس آکر بری حالت پانے سے مال میں اور گھر میں بچوں میں''۔

● مسافرت میں ٹھہرنے کی ضرورت پیش آئے تو سنت یہ ہے کہ راستہ سے ہٹ کر قیام کرے، راستہ میں پڑاؤ نہ ڈالے کہ آنے جانے والوں کا راستہ نہ رُکے اور ان کو تکلیف ہو۔(مسلم: ج۲،ص،۱۴۴)

● سفر کے دوران جب سواری بلند پر چڑھے تو اللہ اکبر کہے۔(بخاری،ص:۴۲۰)

● جب سواری نشیب یا پستی میں اترنے لگے تو سبحان اللہ کہے۔(بخاری)

سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنے کا راز

مرقاۃ میں ہے کہ یہ سنت سفر کی ہے لیکن اپنے گھروں میں یا مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھتے وقت داہنا پاؤں بڑھائے اور اللہ اکبر کہے خواہ ایک ہی سیڑھی ہو اور نیچے اترتے وقت بایاں پاؤں آگے بڑھائے اور سبحان اللہ کہے خواہ معمولی ہو تو ثواب

سنت کی توقع ہے۔اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کا راز یہ بیان کیا ہے کہ بلندی پر ہم اگرچہ بظاہر بلند ہوتے نظر آرہے ہیں لیکن اے اللہ! ہم بلند نہیں ہیں بلندی اور بڑائی صرف آپ کیلئے خاص ہے اور پستی میں اترتے وقت سبحان اللہ کہنا اس لئے ہے کہ ہم پست ہیں، اے اللہ! آپ پستی سے پاک ہیں۔

● جس شہر یا گاؤں میں جانے کا ارادہ ہو جب اس میں داخل ہونے لگیں تو تین بار یہ دعا پڑھیں۔''اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ لَنَا فِیۡھَا'' (اے اللہ! برکت دے ہمیں اس شہر میں)۔پھر یہ دعا پڑھے:''اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنَا جَنَاھَا وَحَبِّبۡنَا اِلٰی اَھۡلِھَا وَحَبِّبۡ صَالِحِیۡ اَھۡلِھَا اِلَیۡنَا'' (حصن حصین) ''یا اللہ! نصیب کیجئے ہمیں ثمرات اس کے اور عزیز کردیجئے ہمیں اہل شہر کے نزدیک اور محبت دیجئے ہمیں اس شہر کے نیک لوگوں کی''۔

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو اپنے گھر لوٹ آئے، سفر میں بلاضرورت ٹھہرنا اچھا نہیں۔(بخاری:۴۲۱)

● دور دراز کے سفر سے بہت دنوں بعد زیادہ رات گئے اگر گھر آئے تو اسی وقت گھر میں نہ جائے بلکہ بہتر ہے کہ صبح مکان میں جائے۔(مشکوٰۃ،ص:۳۳۹)

البتہ اہل خانہ تمہارے دیر سے آنے سے آگاہ ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اسی وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔(مرقاۃ: ج۷،ص،۳۳۸) ان مسنون طریقوں پر عمل کرنے سے دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہوگی۔

● سفر میں کتاب اور گھنگرو ساتھ رکھنے کی ممانعت آئی ہے۔(مسلم: ج۱،ص:۲۰۲) کیوں کہ ان کی وجہ سے شیطان پیچھے لگ جاتا ہے۔

یہ ہیں سفر کے آداب جن کو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری امت کو تعلیم دی ان سنتوں پر عمل کرنے کی وجہ سے آخرت میں جو ثواب اور نیکیاں ملیں گی وہ تو ملیں گی ہی مگر دنیا کے اندر بھی اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔ معاشرے کے اندر

باوقار انسان کہلائیں گے اس لئے گزرے زمانہ میں بھی نیک اور صالح آدمی ہی کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسا عظیم الشان مذہب عطا کیا جس کے اندر دین و دنیا کی بھلائی ہے تو کیونکر غیروں کے طور وطریق کو ہم اختیار کریں اور کل قیامت میں جب اولین وآخرین کا اجتماع ہو اس وقت ہم کف افسوس ملیں اس لئے آج ہی اس کی تیاری کریں اور نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں تاکہ آخرت میں سرخرو ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

محدثِ کبیر بقی الدین ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ

کی حصولِ علم کیلئے مشقتیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! امت محمدیہ کے علماء نے تحصیل علم کے لئے جو کوششیں کیں ملکوں ملکوں کی خاک چھان کر علوم نبوت کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھا اور وہ بھی اس زمانہ میں جب کہ آج کل کی طرح سفر وغیرہ کی وہ سہولیات میسر نہیں تھیں ہزاروں ہزاروں میل پیدل ہی سفر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ بسا اوقات ان کے کھانے پینے کا بھی بندوبست نہیں رہتا تھا مگر ان سب کی پروا کئے اپنے دھن میں لگے رہتے اس موقع پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقولہ یاد آرہا ہے۔

”اَلْعِلْمَ لَا يُعْطِيكَ بَعْضَهٗ اِلَّا اِذَا اُعْطِيْتَهٗ كُلَّكَ فَاِنْ اُعْطِيْتَهٗ كُلَّكَ فَاَنْتَ مِنْ اَنْ يُّعْطِيَاتِ بَعْضَهٗ عَلٰى خَطَرٍ“ علم اپنا تھوڑا حصہ بھی آپ کو نہیں دے سکتا تا آنکہ آپ اپنا سب کچھ اسے دیدیں اور جب سب اسے دیدیں گے تو امکان ہے کہ اپنا کچھ حصہ آپ کو دیدے۔ اس سلسلہ میں بقی الدین ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ پیش خدمت ہے وہ اپنی سرگذشت بیان کرتے ہیں۔

بیس اکیس سال کی عمر جوانی مستانی کی عمر ہوتی ہے، نوجوان طلبہ کے لئے وساوس نفسانی شہوانی سے بچنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اس عمر کے اندر دین کی طلب کا ہونا عجیب نعمت ہے، چنانچہ اندلس کے علاقے میں ایک نوجوان تھے، ۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے، پچھتر سال کی عمر پاکے ۲۷۶ھ میں وفات ہوئی۔

بقی الدین ابن مخلد رحمۃ اللہ علیہ، اکیس سال ان کی عمر تھی، انہوں نے تذکرہ سن رکھا تھا امام احمد بن حنبل کا، اس واقعے کو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء میں نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا نام سن رکھا تھا، دل میں بڑی خواہش ہوئی کہ میں سنوں، میں ان کے پاس جاؤں، اور حدیث کا علم پڑھوں، لیکن راستے میں سمندر پڑتا تھا، اللہ پر توکل کر کے میں نے ایک جہاز تھا بڑی کشتی اس کے کیپٹن سے بات کی اور سفر پر نکل پڑا، اللہ کی شان کئی مہینے سفر کرنا پڑا، اور درمیان میں کشتی راستہ بھی بھول گئی، تو سفر اور لمبا ہو گیا، پھر اس سفر کے اندر ایسا وقت بھی آ گیا جب سمندر کے اندر طوفان ہوتا ہے اس وقت کشتی لنگر انداز ہو جاتی ہے، کہ اگر چلتی رہے گی تو الٹ جائے گی، ڈوب جائیں گے بندے، تو لنگر ڈالدیتے تھے ایک ایک ہفتہ طوفان رہتا، اور کشتی ایک ہی جگہ پر اور صرف جھٹکے لگ رہے ہیں، ابکائیاں آتی تھیں، پیٹ کی بیماریاں ہو جاتی تھیں، کہنے لگے میں اتنا بیمار ہو گیا کہ میری ڈی ہائے ڈریشن (جسم میں پانی کی کمی) ہونے کے قسمت سے طوفان کم ہوا، ہم آگے چلے اور

بالآخر زمین پر آئے، وہاں سے میں نے پیدل سفر کرنا شروع کیا اور وہاں سے میرا سینکڑوں میل کا سفر تھا، میرے کپڑے گندے، کھانے پینے کا سامان کچھ نہ بچا، اور میں اپنے سامان کو کمر پر رکھ کر چل رہا تھا، نقاہت کی وجہ سے میں گرنے لگتا تھا، خدا خدا کر کے وہ وقت آیا کہ میں بغداد کے قریب پہنچا، جب سامنے بغداد کا شہر نظر آیا میں اتنا تھکا ہوا تھا کہ میں ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا، نیند آ گئی، جب آنکھ کھلی تو میں نے اس وقت بغداد شہر کی طرف چلنا شروع کیا، مجھے راستے میں ایک آدمی آتا ہوا ملا۔ سلام دعا ہوئی، میں نے پوچھا سنائیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کیا حال ہے، اس نے کہا: کیوں پوچھ رہے ہو؟ کہا: میں ایک طالب علم ہوں، ہزاروں میل کا سفر کر کے آیا ہوں، دھکے کھائے ہیں، ان سے علم پڑھنے کے لئے، اس نے میرا چہرہ دیکھا، کہنے لگا اے طالب علم، افسوس ہے کہ تیری یہ حسرت پوری نہیں ہو سکتی، کہنے لگے: میری حسرت پوری نہیں ہو سکتی! اس نے کہا: ہاں: حاکم وقت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کسی بات سے ناراض ہو گیا، اس نے جامع مسجد میں ان کا درس بھی موقوف کر دیا، اور گھر میں نظر بند کر دیا، نہ وہ لوگوں سے مل سکتے ہیں اور نہ لوگ ان سے مل سکتے ہیں، تم علم حاصل نہیں کر سکتے ہو، کہنے لگے میرے لئے یہ خبر عجیب تھی، ہمت نہیں ہاری، شہر میں گیا، ایک سرائے کے اندر کمرہ کرائے پر لے لیا اور میں نے وہاں رات گزاری، تھکاوٹ کی وجہ سے نیند گہری آئی، دوسرے دن میں میرے دل میں خیال آیا کہ اچھا کسی کا تو درس ہوتا ہوگا، میں نے پوچھا سرائے والے سے کہ شہر میں کس کا درس ہوتا ہے، انہوں نے کہا: کہ یحیٰ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر حدیث پاک کا درس دیا، پھر اس کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ تھا، لوگوں نے سوال پوچھنے شروع کر دیئے، ایک نے سوال پوچھا، دوسرے نے پوچھا، تو اتنے میں میں بھی کھڑا ہوا، میں نے کہا: کہ مجھے ہشام بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بتائیں، انہوں نے کہا:

کہ وہ اتنے ثقہ ہیں کہ ان کی چادر کے نیچے عجب بھی آجائے تب بھی ان کی ثقاہت پر فرق نہیں پڑتا، وہ اتنے ثقہ بندے ہیں، میں نے کہا: بہت اچھا، میں نے کہا مجھے ایک دوسرا سوال پوچھنا ہے، پاس والے لوگوں نے میرے کپڑے کھینچنے شروع کردیئے، انہوں نے کہا: تو نووارد نظر آتا ہے اس مجلس کا دستور ہے، ہر بندہ ایک سوال پوچھ سکتا ہے، ایک بندہ سارے سوال پوچھے تو باقی کیا پوچھیں گے، تو ایک سوال پوچھ چکا بیٹھ، میں نے کہا: کہ میں مسافر ہوں غریب الدیار ہوں، اور میرا حال دیکھ رہے ہیں، اصل سوال تو مجھے اور پوچھنا تھا، یہ تو میں ایسے ہی پوچھ بیٹھا، پتہ ہوتا تو میں وہی سوال پوچھ لیتا۔

میں نے بڑی منت سماجت کی، لوگوں کو مجھ پر ترس آیا، کہنے لگے: اچھا پوچھو، کہنے لگے: میں نے یحییٰ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال پوچھا کہ آپ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، کہنے لگے میرے سوال پر سناٹا چھا گیا۔ مقامی لوگ حیران تھے، کہ بادشاہ ان کے اتنا خلاف اور یہ مجمع میں سوال کر رہے ہیں، یحییٰ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر سر جھکایا، پھر سر اٹھا کے کہنے لگے: کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تو امام المسلمین ہیں، یہ الفاظ تھے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کر کے رہوں گا، کہنے لگے میں گھر آیا، راستے میں میں نے ایک بندے سے کہا کہ مجھے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا گھر دکھا سکتے ہو، اس نے کہا: کہ بھئی پولیس والے اگر دیکھیں گے تو مجھے بھی سزا دیں گے اور تجھے بھی، میں نے کہا: تم سامنے سے گزر جانا، اور آنکھ کے اشارے سے کہہ دینا کہ یہ ان کا دروازہ ہے، پھر تم آگے چلے جانا، پھر میں جانوں اور میرا کام جانے، وہ اس بات پر آمادہ ہوگیا، اس نے گھر دکھا دیا، کہنے لگے: میں سرائے میں واپس آیا اور میں ساری رات سوچتا رہا کہ میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے علم کیسے حاصل کرسکتا ہوں۔

علم حاصل کرنے کے لئے ذلت بھی گوارا کرلی

عزیز طلبا: تقابل تو کیجئے آج دو وقت کا کھانا آرام سے ملتا ہے، پنکھے کمرے میں لگے ہوئے ہیں، استاذ پڑھانے کے لئے موجود ہوتے ہیں، پھر بھی ان کو فجر کے لئے جگانا پڑتا ہے اور ان کو اپنے درس میں بھیجنا پڑتا ہے اور طلبا درس میں بیٹھے ہوتے ہیں اور توجہ کہیں اور ہوتی ہے ایک وہ طالب علم تھے کہ استاذ گھر کے اندر مقید ہے اور شاگرد سوچ رہے ہیں کہ میں استاذ سے پڑھوں کیسے؟ کہنے لگے: ساری رات سوچتے رہے میرے ذہن میں خیال آیا، اگلے دن میں اٹھا، تو میں نے ایک کشکول بنالیا، اور میں نے اپنے گھٹنے کو ایک کپڑے سے باندھ لیا اور ایک کپڑا اپنے سر پر بھی لپیٹ لیا اور جیسے کوئی لنگڑا کے چلتا ہے میں سرائے سے باہر نکلا، میں نے ہاتھ آگے کر کے فقیری کی طرح بھیک مانگنی شروع کردی۔

اس زمانے میں جو مانگنے والے سائل ہوتے تھے وہ پیسہ نہیں مانگتے تھے وہ صرف اتنا کہتے تھے، اجرکم علی اللہ اور ان کی اس بات کو سن کے دینے والے دیا کرتے تھے، کہنے لگے: میں سرائے سے باہر نکلا اور میں نے کہنا شروع کردیا: اجرکم علی اللہ، اجرکم علی اللہ کچھ لوگ مجھے غور سے دیکھتے، نوجوان ہے، کیوں نہیں محنت مزدوری کرلیتا، میں نے ان کی تیکھی نظریں بھی برداشت کیں، ترش نگاہیں بھی برداشت کیں اور میں ہر ایک کے سامنے اپنے آپ کو پامال کرتا، کوئی بھیک مانگنا آسان کام ہوتا ہے، میں سارا دن بغداد کے مختلف راستوں پر بھیک مانگتا رہا اور ایسے وقت میں کہ مجھے اندازہ تھا کہ لوگ اپنے گھروں میں ہوتے ہیں، جو ظہر کے بعد کا وقت ہوتا ہے تو لوگ قیلولہ کے لئے گھروں میں آجاتے ہیں تو آمد و رفت کم ہوتی ہے، کہنے لگے وہ وقت نوٹ کر کے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر

پہنچا، بڑی زور سے آواز لگائی، اجرکم علی اللہ، اجرکم علی اللہ اتنی درد والی آواز تھی میری کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے دروازہ کھولا، ان کے ہاتھ میں ایک سکہ تھا، جب وہ مجھے محتاج سمجھ کے دینا چاہتے تھے، جب انہوں نے دروازہ کھولا، میں نے کہا: حضرت! میں مال کا سائل نہیں ہوں، میں محبوب کی سنتوں کو جمع کرنے والا بندہ ہوں، میں آپ سے حدیث علم حاصل کرنے آیا ہوں، امام صاحب نے کہا: پولیس تمہیں سزادے گی، مجھے سزادے گی، میں نے کہا: حضرت! میں سارادن سائل بن کر مانگتا پھروں گا اوراس وقت آپ کے گھر کے سامنے آ کے صدائیں لگاؤں گا، یہ سکہ اپنے پاس رکھ لیں، آپ دروازہ کھولنا، کوئی نہ ہوتو مجھ دو چار حدیثیں سنا دینا، کوئی آجائے تو آپ سکہ ڈالدینا، میں چلا جاؤں گا، امام صاحب تیار ہوگئے، میں ایک سال بغداد شہر میں بھیک مانگتا رہا۔ اجرکم علی اللہ، اجرکم علی اللہ، اور پھر میں ظہر کے بعد امام صاحب کے دروازے پر جاتا، دروازہ کھلتا تھا، کبھی مجھے دو چار حدیثیں سنا دیتے تھے، کبھی کسی کے آنے کی وجہ سے سکہ ڈالدیتے تھے، میں چلا جاتا تھا، میں نے پورا سال امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح علم حاصل کیا۔

اللہ کی شان کہ حاکم وقت کی وفات ہوئی، جو نیا حاکم بنا اس کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت تھی، اس نے ان کی نظر بندی بھی ختم کردی اوراس نے ان کا جو مسجد کا درس تھا وہ بھی شروع کروادیا، فرماتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو درس دینا تھا تو بغداد کے لوگوں پر عید کا سماں تھا، عصر کا وقت ہوا، مسجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، میں نے بڑی کوشش کی کہ میں جاؤں اوراستاذ کے قریب جا کر بیٹھوں، بھیڑ کی وجہ سے میں قریب پہنچ نہ سکا، ذرا دور کھڑا تھا، امام صاحب آئے ان کی نظر مجھ پر پڑی، امام صاحب کہنے لگے، لوگوں اس طالب کو آگے آنے دو، علم کا حقیقی طلب گار تم میں سے یہ شخص ہے۔ اللہ اکبر کبیراً علم حاصل کرنے کیلئے بھیک مانگتے تھے۔

تحصیل علم کے لئے کیسی کیسی قربانیاں انہوں نے دی ہیں آج تو اس کے تصور سے عقل انسانی حیران وششدر ہے یہی لوگ تھے جن پر یہ حدیث صادق آتی ہے۔ اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ. علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ. میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں جیسے ہیں ایسے ہی فرشتہ صفت انسانوں کے لئے سمندر کی مچھلیاں اور خشکی پر چیونٹیاں دعائیں کرتی ہیں۔ آج تو بڑی سہولتیں میسر ہوگئی ہیں مگر وہ شوق وجذبہ محنت ولگن نہیں پائی جاتی ہیں جب کہ آج بھی وہی جذبہ وشوق چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا انسان پر فرض ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! یعنی سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے۔ مراد یہ ہے کہ سب تعریفیں عمدہ سے عمدہ اول سے آخر تک جو ہوئی ہیں اور جو ہوں گی خدا ہی کو لائق ہیں کیونکہ ہر نعمت او رہر چیز کا پیدا کرنے والا اور عطا کرنے والا وہی ہے خواہ بلا واسطہ عطا فرمائے یا بواسطہ۔ دنیا میں جہاں کہیں کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہے کیونکہ اس جہانِ رنگ وبو میں جہاں ہزاروحسین مناظر اور لاکھوں دلکش نظارے اور کروڑوں نفع بخش چیزیں انسان کے دامن دل کو ہروقت اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں اور اپنی تعریف پر مجبور کرتی ہیں اگر ذرا نظر کو گہرا کیا جائے تو ان سب چیزوں کے پردے میں جہاں کہیں کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے اس کی حقیقت اس

سے زیادہ نہیں۔ جیسے کسی نقش ونگار یا تصویر یا کسی صنعت کی تعریف کی جائے کہ یہ سب تعریفیں درحقیقت نقاش اور مصور کی یا صناع کی ہوتی ہیں اس جملے نے کثرتوں کے تلاطم میں پھنسے ہوئے انسان کے سامنے ایک حقیقت کا دروازہ کھول کر یہ دکھلا دیا کہ یہ ساری کثرتیں ایک ہی وحدت سے مربوط ہیں او رساری تعریفیں درحقیقت اسی ایک قادر مطلق کی ہیں ان کو کسی دوسرے کی تعریف سمجھنا نظر وبصیرت کی کوتاہی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب ساری کائنات میں لائق حمد درحقیقت ایک ہی ذات ہے تو عبادت کی مستحق بھی وہی ذات ہوسکتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ’الحمد للہ‘ اگرچہ حمد وثنا کے لئے لایا گیا ہے لیکن اس کے ضمن میں ایک معجزانہ انداز سے مخلوق پرستی کی بنیاد ختم کردی گئی اور دل نشیں طریقے پر توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔

غور کیجئے کہ قرآن کے اس مختصر سے ابتدائی جملے میں ایک طرف تو حق تعالیٰ کی حمد وثنا کا بیان ہوا اسی کے ساتھ مخلوقات کی رنگینیوں میں الجھے ہوئے دل ودماغ کو ایک حقیقت کی طرف متوجہ کرکے مخلوق پرستی کی جڑ کاٹ دی گئی اور معجزانہ انداز سے ایمان کے سب سے اول واہم رکن توحید باری کا نقش اس طرح دیا گیا کہ جو دعویٰ سے اسی میں غور کروتو وہی اپنی دلیل بھی ہے۔ فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ.

الحمد للہ کے مختصر ابتدائی جملے کے بعد اللہ کی پہلی صفت ذکر کی گئی ہے رب کے معنی عربی زبان میں ترتیب اور پرورش کرنیوالے کے ہیں اور ترتیب کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس کے تمام مصالح کی رعایت کرتے ہوئے درجہ بدرجہ آگے بڑھانا یہاں تک کہ وہ حد کمال کو پہنچ جائے اور عالمین میں دنیا کی تمام اجناس، آسمان، چاند، سورج تمام مخلوقات، حیوانات، انسان، نباتات، جمادات سب داخل ہیں۔

اس لئے رب العالمین کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر ہر چیز اور تمام اقسام کی ترتیب کرنے والے ہیں اور یہ بھی بعید نہیں کہ جیسا کہ ایک عالم ہے

جس میں ہم بستے ہیں اور اس کے نظام شمسی، قمری اور برق و باراں اور زمین کی لاکھوں مخلوقات کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں یہ سارا ایک ہی عالم ہو اور اسی جیسے ہزاروں لاکھوں اور عالم ہوں جو اس عالم سے باہر کی ایک لامتناہی (غیر محدود) خلاء کا وجود دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے اس لئے کیا مشکل ہے کہ اس نے اس لامتناہی خلاء میں ہمارے پیش نظر عالم کی طرح کے اور بھی ہزاروں لاکھوں عالم بنا رکھے ہوں۔

عالم بڑا وسیع ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عالم چالیس ہزار ہیں یہ دنیا مشرق سے مغرب تک ایک ایک عالم ہے اسی طرح امام تفسیر حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ عالم اسی ہزار ہیں۔ (قرطبی) یہ تو متقدمین علماء کے اقوال ہیں آج کے راکٹوں اور سیاروں کے زمانے میں خلاء کی کوئی حد ونہایت نہیں ہے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس غیر متناہی خلاء میں کیا کچھ موجود ہے۔

اس سلسلے کی جدید معلومات کے لئے وہ مقالہ کافی ہے جو امریکی خلائی مسافر جان گلین نے خلاء کے سفر سے واپس آکر شائع کرایا ہے جس میں شعائی سال کا نام دے کر اے طویل مدت ومسافت کا پیمانہ قائم کیا ہے اور اس کے ذریعہ وسعت فکر کی حد تک خلاء کا کچھ اندازلگایا اور پھر یہ اقرار کیا کہ کچھ نہیں بتلایا جاسکتا کہ خلاء کی وسعت کتنی اور کہا ہے؟ قرآن کے اس مختصر جملے کے ساتھ اب تمام عالم اور اس کی کائنات پر نظر ڈالنے اور بچشم بصیرت دیکھئے کہ حق تعالیٰ نے ترتیب عالم کا کیسا مضبوط اور محکم محیر العقول نظام بنایا ہے۔ افلاک سے لے کر عناصر تک سیارات ونجوم سے لے کر ذرات تک ہر چیز اس سلسلۂ نظام میں بندھی ہوئی ہے اور حکیم مطلق

کی خاص حکمت بالغہ کے ماتحت ہر چیز اپنے اپنے کام میں مصروف ہے ایک لقمہ جو انسان کے منہ تک پہونچتا ہے، اگر اس کی پوری حقیقت پر انسان غور کرلے تو معلوم ہوگا کہ اس کی تیاری میں آسمان اور زمین کی عام قوتیں اور کروڑ وانسانوں اور جانوروں کی محنتیں شامل ہیں، سارے عالم کی قوتیں مہینوں مصروف خدمت رہیں، جب یہ لقمہ تیار ہوا اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ انسان اس میں غور وفکر سے کام لے اور سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے لے کر زمین تک اپنی تمام مخلوقات کو اس کی خدمت میں لگا رکھا ہے تو جس ہستی کو اس نے مخدوم کائنات بنا رکھا ہے وہ بھی بیکار وبیہودہ نہیں ہوسکتی، اس کا بھی کوئی کام ہوگا، اس کے ذمہ بھی کوئی خدمت ہوگی۔

قرآن حکیم نے انسانی آفرینش اور اس کے مقصد حیات کو اس آیت میں واضح فرمایا ہے۔ ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ'' یعنی میں نے جن اور انسان کو اور کسی کام کے لئے نہیں بنایا بجز اس کے کہ وہ میری عبادت کریں۔

ساری کائنات کو اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے پیدا کیا۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

ابر وباد ولہ وخورشید وفلک در کار اند — تا تو نانے بکف آری وبغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ وفرمانبردار — شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں بزی

''بادل ہوا چاند سورج اور آسمان سب کام میں لگے ہیں تاکہ تم ایک روٹی حاصل کرو اور غفلت کے ساتھ نہ کھاؤ سب تمہارے واسطے کام میں لگے ہیں اور فرمانبرداری کر رہے ہیں انصاف کی بات یہ نہیں ہے کہ تم فرمانبرداری نہ کرو۔ ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں دین کی اشاعت وتبلیغ کریں اور جس مقصد کے لئے ہم کو پیدا کیا ہر وقت اس کو پیش نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

حضور ﷺ کا مبارک لباس

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ،ماؤں اور بہنو! قرآن عظیم نے سرور کائنات ﷺ کی زندگی کو امت کے لئے نمونہ اور اسوہ قرار دیا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول کریم ﷺ کی سیرت میں بہتر نمونہ ہے۔ سیرت نبوی کا کوئی پہلو زیر پردہ نہیں ہے بلکہ نظروں کے سامنے ہے پیغمبر اسلام کی اہم خصوصیت ہے اس وقت مجھے رسول اللہ ﷺ کے لباس مبارک کے تعلق سے عرض کرنا ہے کہ کس طرح آپ علیہ السلام کا لباس ہوا کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کو لباس کے بارے میں بھی کوئی اہتمام و تکلف نہ تھا۔ جو کپڑا، تہبند، یا چادر، یا کرتہ، یا جبہ وغیرہ مل گیا اسی کو زیب تن فرمالیا۔
(بخاری ومسلم من حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا)

آپ کا اکثر لباس سفید رنگ کا ہوتا تھا اور فرماتے تھے کہ ایسا ہی (یعنی سفید) لباس اپنے زندہ آدمیوں کو پہناؤ اور اسی میں مردوں کو کفن دو۔ (ابن ماجہ، مستدرک حاکم وقال صحیح الاسناد)

آنحضرت ﷺ روئی دار قبا بلا جنگ اور جنگ میں استعمال فرماتے تھے۔
(بخاری ومسلم من حدیث المسور بن مخرمۃ)

بادشاہ اکیدر دومہ نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک جبہ سبز ریشم کا جس میں سونے کی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں ہدیہ میں پیش کیا آپ نے قبول فرمالیا اور بعض روایات میں ہے کہ مردوں کے لئے ریشمی لباس پہننے کی ممانعت سے پہلے آپ نے ایک روز اس کو استعمال بھی فرمایا تھا پھر نکال دیا۔ (مسلم من حدیث جابر رضی اللہ عنہ) اس کے بعد مردوں کے لئے ریشمی لباس حرام کردیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کے سب کپڑے کرتہ، قباء چادر وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رہتے تھے اور تہبند اس سے بھی اوپر نصف ساق تک رہتا تھا۔
(ابوالفضل محمد بن طاهر فی کتاب صفوة التصوف باسناد ضعیف ویویده روایة المستدرک من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ وروایة الترمذی فی الشمائل من حدیث الاشعب)

رسول اللہ ﷺ کے قمیص مبارک کی گھنڈیاں اکثر لگی رہتی تھی اور بعض اوقات نماز و خارج نماز میں کھلی بھی رہتی تھی۔ (ابوداؤد وابن ماجہ، شمائل ترمذی)

متکبرانہ لباس سے احتیاط ضروری

سرور کائنات ﷺ متکبرانہ لباس پہننے سے بہت منع کیا کرتے تھے۔ عہد نبوی میں عرب متکبرین کا یہ فیشن تھا کہ کپڑوں کے استعمال میں بہت اسراف اور فضول خرچیوں سے کام لیتے تھے اور بڑائی کی نشانی تصور کرتے تھے تہبند اس طرح باندھتے تھے کہ چلنے میں زمین پر گھسٹتا اسی طرح قمیص عمامہ وغیرہ میں بھی اسراف اور تکبر کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کے لئے بڑی سنگین وعیدیں بیان

فرمائی ہیں۔ارشادفرمایا:”من حدثو به خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیمة“ جوکوئی اپنا کپڑا استکبار اور فخر کے طور پر زیادہ نیچا کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہ اٹھائے گا۔تکبر اور فخر کے لئے لباس نہیں پہننا چاہئے اس کا انجام جہنم ہے لباس کا وہی طریقہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے اپنے قول وفعل سے ثابت کیا اور ہماری رہنمائی فرمائی مردوں کے لئے ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہنا تکبر کی وجہ سے حرام ہے اگر یوں ہی بے خیال میں نیچے چلا جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں اس لئے احتیاطاً درمیانی پنڈل تک ہوتا کہ ٹخنے کے نیچے پہونچ ہی نہ سکے اور آدمی اس وعید کا مستحق ہی نہ ہو۔ایسے ہی ریشم کے کپڑوں کا استعمال بھی مردوں کے لئے ممنوع ہے اس لئے اس سے بھی بچنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت نبوی کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

زکوٰۃ ادانہ کرنے پر دنیا وآخرت میں سزا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلاَ یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے حضور نبی کریم ﷺ ارشادفرماتے ہیں: بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلُ اللّٰـہِ اَقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ. اسلام کی بنیاد پانچ چیز پر ہے اس بات کی شہادت دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، رمضان کے روزہ رکھنا۔زکوٰۃ کے بے شمار دنیوی واخروی فوائد ہیں۔

دنیوی فوائد یہ ہے: زکوٰۃ حرام مال کو پاک کرتی ہے اور یہ مال کی افزائش اور اس کی بڑھوتگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ لوگ پاکیزہ زندگی

گزاریں، انہیں گذر بسر کا وافر سامان مہیا ہو، آسمانوں اور زمین کی برکات سے وہ فیضیاب ہوں۔ انہیں قلبی امن وسکون میسر آئے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا فیضان ان کے قلوب اوران کی زندگیوں پر ہو۔

اسلامی حکومت قائم ہوتو زکوٰۃ سرکاری بیت المال میں ہی جمع کرنا چاہئے اور حکومت کا یہ فرض ہے وہ زکوٰۃ وصول کرنے اور مستحقین میں تقسیم کرنے کا انتظام کرے، اسی طریقہ پر نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کا عمل بھی تھا۔ عہد صدیقی میں ہم دیکھتے ہیں کہ مانعین زکوٰۃ سے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قتال کیا تھا تو وہ چار قسم کے لوگوں تھے۔ (۱) مرتدین (۲) نماز اور زکوٰۃ کے منکرین (۳) صرف زکوٰۃ کے منکرین (۴) وہ لوگ جو زکوٰۃ تو دیتے تھے لیکن اسلامی بیت المال میں اسے جمع نہ کرتے تھے۔ اور جہاں اسلامی حکومت قائم نہ ہو وہاں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے طور پر زکوٰۃ جمع کرنے اور تقسیم کرنے کے لئے ایک اجتماعی نظم قائم کریں۔ اور جہاں کہیں اس طرح کا اجتماعی نظم قائم ہوتو اسے اپنے اموال زکوٰۃ سے مضبوط اور مستحکم کرنے اور بہتر طور پر جمع وصرف کا انتظام کرنے اوراس کے ذریعے ضرورتمندوں اور مستحقین تک زکوۃ پہنچانے اوران کی ضرورتوں کی تکمیل کا اہتمام کرنا چاہئے۔ جہاں اس طرح کا اجتماعی نظم نہ ہو وہاں الگ الگ زکوٰۃ نکالنا اور خرچ کرنا بھی صحیح ہے لیکن مسلمانوں کو نماز کی طرح زکوٰۃ کے لئے بھی اجتماعی نظم بنانے کی فکر اوراس کے لئے پیہم سعی وجہد بھی کرنی چاہئے کہ کیونکہ اس کے بغیر زکوٰۃ کی فرضیت کے فوائد ادھورے رہ جاتے ہیں۔

”ما منع قوم الزکوٰۃ الا ابتلاھم اللہ بالسنین“ (طبرانی) جو قوم زکوٰۃ ادانہیں کرتی اللہ اسے قحط میں مبتلا کردیتا ہے۔ ”ولم یمنعوا زکوٰۃ اموالھم الا منعوا القطر من السماء ولو لا البھائم لم یمطروا“ (بیہقی) جو قوم اپنے مال

کی زکوٰۃ ادانہیں کرتی اسے بارش سے محروم کردیا جاتا ہےاور اگر چوپائے نہ ہوں تو بارش نہ ہو۔ ایک اور حدیث میں: ”ما خالطت الصدقة مالا الا افسدته“ (بزار و بیہقی) جس مال میں صدقہ (زکوٰۃ) مل جاتا ہے اس کو بگاڑ کے رکھ دیتا ہے۔

اخروی سزا: حدیث: ”جو شخص سونے اور چاندی کا مالک ہےاوراس کا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کی تختیاں بنا کر جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے اس کے پہلو، پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی۔ وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ (مسلم) ایک اور حدیث میں ہے کہ ”اللہ نے جسے مال سے نوازا اور پھر اس نے زکوٰۃ ادانہیں کی، قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا جس کے آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ یہ سانپ اس کے گلے کا طوق ہوگا اور اس کے جبڑے پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں اور میں تیرا خزانہ ہوں۔ (بخاری)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام

میں نے جو آیت کریمہ پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اور جو لوگ سونا چاندی کو گاڑ کر رکھتے ہیں اور اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنادیجئے۔ عذاب کی ہولناکی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جس دن اس مال کو آگ میں تپایا جائے گا پھر اس کے ذریعہ آدمی کی پیشانی پہلو اوراس کی پشت کو داغا جائے گا اور کہا جائے گا یہی وہ مال ہے جس کو تم نے اپنے لئے گاڑ کر رکھا تھا تو اپنے گاڑنے کا مزہ چکھو کتنی سخت وعید ہے زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں پر آج ہم دنیا کی معمولی آگ کو برداشت نہیں کرپاتے پھر آخرت جو دنیا کے مقابلہ میں کئی گنا بڑھی ہوئی ہے جس کے شعلے محلوں کے مانند ہوں گے اور کالے کالے ہوں گے پھر اس کو کیسے ہم برداشت کرپائیں گے۔ اس لئے اس آگ

سے بچنے کی آج ہی فکر کریں اور خصوصاً زکوٰۃ کی ادائیگی سے بالکل غفلت نہ برتیں اس لئے مومن کا مال اور اس کی جان تو اللہ تعالیٰ نے جنت کے بدلہ خرید لیا ہے۔اس لئے جان مال تو ہمارے پاس اللہ کی امانت ہے۔اللہ کی مرضی کے موافق استعمال ہونی چاہئے۔اور سچ تو یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ مال میں مزید ترقی عطا فرماتے ہیں برکتیں عطا فرماتے ہیں ضائع ہونے سے حفاظت فرماتے ہیں اس کے لئے آیئے آج سے ہم عہد کریں کہ اگر اللہ ہمیں بھی مال ودولت عطا فرمائیں تو صحیح جگہوں پر اسے استعمال بھی کریں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام میں دوسروں کو حقیر سمجھنے کی گنجائش نہیں!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ،ماؤں او ربہنو!اسلام ادب واحترام کی تعلیم دیتا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ ارشادفرماتے ہیں:مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے او ربڑوں کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں دوسروں کو حقیر ذلیل سمجھنے کی قطعاً گنجائش

ہی نہیں خواہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو اگر ہم سے عمر میں بڑا ہے تو اس کا بھی خیال رکھیں۔ نبی کریم ﷺ تو یہودیوں سے بھی اچھے اخلاق سے پیش آتے تھے۔

مولانا ڈاکٹر عبداللہ جولم عمری لکھتے ہیں کہ فقہی مسائل میں سخت اختلاف کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں ایک دوسرے کا احترام کیا کرتے تھے۔ جنگ جمل میں حضرت علی ؓ کے ساتھ حضرت عمار ؓ تھے اور ان کے مقابلے میں حضرت ابومسعود ؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے طرف دار تھے۔ ایک مجلس میں حضرت ابومسعود ؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ، حضرت عمار ؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت ابومسعود ؓ، حضرت عمار ؓ سے فرماتے ہیں: آپ کے ساتھ جتنے لوگ ہیں سب کے بارے میں کچھ نہ کچھ کہہ سکتا ہوں، میرے نزدیک آپ کی شخصیت اب تک بے داغ تھی مگر اب آپ میں بھی ایک خامی پیدا ہوگئی ہے۔ ہم نے آپ کے اندر کوئی کمی نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ آپ درپیش مسئلے میں حضرت علی ؓ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت عمار ؓ فرماتے ہیں: اے ابومسعود ؓ! میں نے بھی آپ دونوں کے اندر کوئی کمی نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ آپ اس معاملے میں خلیفہ وقت سے دور ہیں، جب کہ آپ کو خلیفہ کے جھنڈے تلے ہونا چاہئے تھا۔ ابومسعود ؓ مالدار آدمی تھے، مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مجلس ان ہی کے گھر پر جمی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے غلام سے کہا کہ دو جوڑے کپڑے لے کر آؤ۔ جب کپڑے آئے تو آپ ؓ نے ایک جوڑا حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ کی خدمت میں اور ایک حضرت عمار ؓ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا اور کہا کہ یہ پہن کر جمعہ کیلئے جائیں''۔ (بخاری، رقم الحدیث: ۷۱۰۵)

اس واقعے پر غور کیجئے کہ معاملہ کس قدر حساس تھا، اختلاف کا تعلق کتنے اہم مسئلے سے تھا، مگر اس قدر شدت اختلاف کے باوجود ان کی

محبت کا یہ عالم کہ اپنے مدِ مقابل کی عزت وتکریم تحفہ تحائف کے ذریعے سے فرماتے ہیں!!!

اختلاف کے باوجود بھی اتحاد کی چند مثالیں

حضرت عمر ؓ اور حضرت ابن مسعود ؓ کے درمیان سو سے زائد مسائل میں اختلاف تھا۔ اس کا ذکر کرکے امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: **ولم یستنکر احد هـذا الخلاف . انما اعتبره الجميع امر ا طبيعا لا يقطع ودا ولا يفرق صفا** (اعلام الموقعین) ''صحابہ میں سے کسی نے بھی اس اختلاف کو برا نہیں مانا۔ تمام نے اس کو ایک فطری معاملہ سمجھا۔ جس سے نہ آپسی محبت ختم ہوتی ہے اور نہ مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہوتا ہے''۔

فقہی مسائل میں توسع کا ایسا ہی ماحول ہمارے درمیان ہونا چاہئے اور یہ اتحاد امت کے لئے بے حد ضروری ہے اختلاف کے باوجود اتحاد اور الفت ومحبت کا ماحول قائم رکھنا واقعی بڑے دل گردے کی بات ہے۔

اختلافی مسائل میں توسع کا ایسا ہی ماحول ائمہ کرام کے درمیان بھی پایا جاتا تھا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل تھے کہ خون کے اخراج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جب کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی رائے اس کے برعکس تھی۔ امام احمدؒ سے پوچھا گیا کہ اگر کسی شخص نے وضو کی حالت میں پچھنا لگا کر نماز پڑھائی تو کیا اس کی امامت میں نماز پڑھنا درست ہے؟ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا میں امام مالک بن انس اور سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ علیہ جیسی برگزیدہ ہستیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھوں؟

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ فقہی مسائل میں جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور علمائے سلف نے وسعت نظری سے کام لیا ہم بھی ان

کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسی وسیع النظری کا ثبوت دیں، ہم کو جو بات دلیل کی روشنی میں صحیح معلوم ہو اس پر عمل کریں اور اس سے دوسروں کے سامنے پیش کریں۔ لیکن جن لوگوں کی رائے ہماری رائے سے ہٹ کر ہو ہم ان کی تجہیل وتحقیر نہ کریں بلکہ اس معاملے میں حسن ظن سے کام لیں۔ اور ان کی رائے اور دلیل کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ صحیح حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اجتہادی مسائل میں اگر کسی فقیہ کا اجتہاد صحیح ہو تو وہ دوہرے اجر کا مستحق ہوگا۔ اس کے برخلاف اگر کسی کی رائے درست نہ نکلے تب بھی وہ اجتہاد کے اجر سے محروم نہیں رہے گا۔

اسلام میں دوسروں کو حقیر سمجھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے: بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمِ "کسی انسان کے برے ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو حقیر سمجھے"۔

صحابہ کرام کی تعریف قرآن کی زبانی

صحابہ کرام فروعی مسائل سخت اختلافات کے باوجود آپس میں متحد تھے ایک دوسرے کے ہمدرد وخیر خواہ تھے۔ قرآن کریم نے ان کے اوصاف کو بیان کیا۔ محمد اللہ کے رسول ہیں جو آپ کی صحبت پائے ہوئے ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں تم ان کو دیکھو گے کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وجستجو میں لگے ہوئے ہیں ان کے آثار سجدے کی تاثیر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہے۔ صحابہ کرام میں ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ اختلاف کے باوجود الفت ومحبت سے پیش آتے تھے ایک دوسرے کا احترام کرتے۔ آج جب کہ ہر طرف سے مسلمانوں کو ستایا جا رہا ہے ان پر ظلم وستم کے پہاڑ

توڑے جا رہے ہیں ایسے وقت میں ہمارا متحدہ ہونا بہت ضروری ہے۔ آپسی اختلاف کو مٹا کر سب کو ایک ہونے کی ضرورت ہے۔ اور کسی کی تحقیر وتذلیل کرنے کے بجائے خود اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

رزقِ حلال کیلئے کسب معاش کی تلقین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ،ماؤں اور بہنو! ضروریات زندگی کے لئے کسب معاش لازم ہے شریعت نے اس کا حکم بھی دیا ہے اس لئے حلال اور پاکیزہ طریقہ سے کسب معاش کے لئے کوئی ہنر اور پیشہ اختیار کر لینا چاہئے۔ یا کسی جگہ ملازمت اختیار کر لینی چاہئے۔ اور تجارت عمدہ پیشہ ہے اگر سچائی اور امانت داری کے ساتھ کی جائے انسان کو کاہل اور سست ہو کر دوسروں کے سہارے نہیں بیٹھنا چاہئے۔

نبی کریم ﷺ نے بے کاری اور کسل مندی کو پسند نہیں فرمایا، بلکہ بارگاہ حیات میں مومن کے مشغول رہنے کو پسند کیا۔ قرآن کریم نے بندہ مومن کی

مشغولیت کو عمل صالح سے تعبیر کیا ہے۔ عمل صالح کی وضاحت مولانا حمید الدین فراہی نے ان الفاظ میں کی ہے: ”جو انسان کے لئے زندگی اور نشو ونما کا سبب بن سکے اور جس کے ذریعے سے انسان ترقی کے ان اعلیٰ مدارج تک پہنچ سکے جو اس کی فطرت میں ودیعت ہیں“۔

معاشی سرگرمی اتنا اہم عمل صالح ہے کہ اسے قرآن میں فضل اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (الجمعہ:۱۰) پھر جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

اسی طرح قرآن کریم میں رزق حلال کے لئے کسب وسعی کرنے والوں کا تذکرہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے ساتھ کیا گیا ہے: وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ. (المزمل:۲۰)

”دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کرتے ہیں اور کچھ اور لوگ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں“۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں رزق حلال کے لئے جدوجہد کا مقام بڑا اونچا ہے۔ قرآن کریم میں تقریباً ۲۶۰ر آیات ہیں جن میں عمل صالح کی اہمیت، عامل کی مشغولیت اور جزا کا ذکر ہے۔ اس میں کسب معاش کے لئے ایک مومن کی سعی وجہد بھی آسکتی ہے۔ اس ضمن میں ہمارے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ بھی ہے۔ آپ نے چند قراریط پر قبل نبوت اہل مکہ کی بکریاں چرائیں۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں عملاً شریک ہوئے۔ غزوہ احزاب میں خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔ آپ خود گھر کی صفائی فرمالیتے، اونٹ کو باندھ لیتے اور اپنے جانور کو چارہ بھی دیتے، خدمت گار کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، آٹا گوندھنے میں اس کا ہاتھ بٹاتے اور بازار سے سودا بھی لے آتے۔

محنت کر کے کھانا چاہئے

آپ ﷺ نے اپنے ارشادات میں رزق حلال کے لئے کسب وسعی کی تلقین فرمائی ہے ۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کا رسی لے کر جنگل جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔ دوسری روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھر لاد کر لائے تو یہ سوال کرنے سے بہتر ہے‘‘۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے اسوہ حسنہ کا مشاہدہ کیا اور آپ کے ارشادات کو سنا تو ان کی حالت یہ ہوگئی کہ کسل مندی اور بے کاری کے ایام گزارنا پسند ہی نہ کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جب کثرت روایات کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے صحابہ کی مشغولیات ومصروفیات کی طرف اجمالاً اشارہ کیا۔ انہوں نے مہاجرین کے بارے میں فرمایا کہ وہ بازار میں مشغول رہتے ہیں اور انصار کے بارے میں بتایا کہ وہ کھیتوں اور باغات میں کام کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے کاروبار، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تجارت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بازار میں مشغولیت کا ذکر ہے۔۔ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ النور آیت ۳۷ کی تفسیر میں صحابہ کے طرز معیشت کے بارے میں لکھا ہے: ’’اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام زیادہ تر تجارت پیشہ یا صنعت پیشہ تھے‘‘۔ امام بخاری نے حداد (لوہار)، خیاط (درزی)، نساج (کپڑا بننے والا)، نجّار (بڑھی)، صائغ (سنار) سے متعلق مختلف روایات نقل کی ہیں۔ جو انسان کو کسب وسعی کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ ہمارے ائمہ کے ناموں کے ساتھ مختلف پیشوں کی نسبتیں (جیسے بزاز، قفال، جصاص، قطان وغیرہ) بھی ظاہر کرتی ہیں کہ علم وعمل کی ان بلند شخصیتوں نے

عمل صالح کا کیسا جامع تصور لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے کہ کیا ہی اچھا ہو کہ درزی اپنی سوئی کو اور بڑھی اپنی آری کو تسبیح بنالے۔

(ماخوذ از اقتباس ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، پاکستان)

صادق وامین تاجر کا مقام

تجارت محبوب پیشہ ہے جبھی تو صحابہ کرام اس کو کثرت سے اختیار کئے ہوئے تھے اور حضور علیہ السلام کا مبارک ارشاد بھی ہے کہ سچا اور امانت دار تاجر قیامت میں نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا اس لئے تجارت کرتے وقت سچائی اور امانت داری کا خیال کرنا چاہئے۔ جھوٹ بول کر چند کوڑیوں کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اچھی اور بہتر اشیاء فروخت کریں لوگوں میں ایثار اعتماد قائم کریں لوگ دور دور سے آپ کے پاس سامان خریدنے کے لئے تشریف لائیں گے۔ اسلام نے تجارت کے جو اصول وضوابط بتائے ہیں ان کو اختیار کریں اور حلال طریقہ سے اپنی تجارت کو خوب فروغ دیں اور ترقی کے منازل طے کریں کوئی قباحت نہیں۔ البتہ مسلمان بن کر سارا کام کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

فرض نمازوں کے بعد

تہجد سب سے بہتر نماز ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان مرد وعورت پر رات ودن میں کل پانچ نمازیں فرض کی ہیں جن کی ادائیگی ہر ایک پر لازم اور ضروری ہے۔ قیامت میں سب سے انہیں نمازوں کے تعلق سے باز پرس ہوگی اگر ان نمازوں میں کوتاہی ہوگی تو بھرپائی کرنے کے لئے دوسرے اعمال کا ہونا بہت ضروری ہے اور اس کی بہتر شکل یہی ہے کہ ہم نوافل کی پابندی کریں اور نوافل میں بھی سب سے اہم تہجد کی نماز ہے۔

”قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَةٍ اِلٰی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ الَّیْلِ الْاٰخِرِ فَیَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبُ لَہٗ مَنْ یَّسْئَلُنِیْ فَاُعْطِیَہٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُ فِیْ فَاَغْفِرُلَہٗ“ (بخاری ومسلم)

محترم خواتین اور عزیزہ طالبات! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا رب اللہ تبارک وتعالیٰ نازل ہوتا ہے (اتر آتا ہے) ہر رات، اس نظر آنے والے دنیا کے آسمان پر جب کہ رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ (یعنی تہجد کے وقت) کہتا ہے کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی مدد کو دوڑوں؟ کون مجھ سے مانگتا ہے کہ اسے دوں؟ کون مجھ سے معافی مانگتا ہے کہ اسے معاف کردوں؟ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ حاجت مند، حاجت روا کی طرف اپنی حاجتیں لے کر آتا لیکن یہاں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ کنواں پیاسے کے پاس آرہا ہے کہ اس سے پیاسے انسان اپنی پیاس بجھالے، مدد چاہئے کوئی حاجت پوری کرنی ہے، گناہوں سے معافی چاہئے، جو بھی ہو تمہارا خالق ومالک تمہارے قریب آتا ہے تاکہ تمہاری مصیبتیں تم سے دور کردے۔ لفظ تہجد بنا۔ تہجد کے معنی نیند کے ہیں، یعنی نیند کو خراب کرنا، ضائع کرنا، ختم کردینا، تہجد کی اہمیت اس لئے بھی ہے کہ فرض کے علاوہ قرآن میں نہ نماز تراویح کا، نہ نماز عید کا اور نہ نماز جنازہ کا ذکر ہے۔ اگر ہے تو نماز تہجد کا ہے۔ مثلاً سورۂ بنی اسرائیل آیت ۷۹ میں کہا گیا:

ترجمہ: اور رات کو تہجد پڑھو، یہ تمہارے لئے نفل ہے۔ بعید نہیں کہ تمہارا رب تمہیں مقام محمود پر فائز کردے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ فرض نماز کے بعد کون سی نماز سب سے بہتر ہے؟ فرمایا ”آدھی رات کی نماز (یعنی تہجد)۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اس نماز کی اہمیت ہے تو وہ صرف اور صرف

تہجد کی ہے اس لئے اس سے غفلت نہیں برتنا چاہئے۔ یہی نہیں اگر فرائض چھوٹ جائیں تو گناہ ہوگا اور ان کی قضا ادا کرنا ہوگا لیکن تہجد کے بارے میں حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ نیت کر کے سویا کہ رات کو اٹھ کر نماز پڑھے گا لیکن وہ سوتا ہی رہ گیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی، اس کے نامۂ اعمال میں وہی لکھ دیا گیا جس کی اس نے نیت کی تھی اور اللہ اس پر نیند کا صدقہ کیا۔ (نسائی، ابن ماجہ) مثلاً کوئی شخص نیند سے بیدار نہ ہوسکا فرض نماز ادا نہ کرسکا، اس کے نامۂ اعمال میں نہیں لکھا جائے گا جس کی اس نے نیت کی تھی اور نہ ہی اس پر نیند کا صدقہ ہوگا، چاہے پانچوں نمازوں میں سے کوئی بھی نماز ہو۔ یہ نمازیں نہ پڑھنے پر گناہ ہے اور قضا کی گنجائش بھی لیکن تہجد نہ پڑھ سکے تو گناہ نہیں۔ ارادہ تھا، نیند لگ گئی، ثواب مل گیا۔ اس کے باوجود اگر کوئی تشنگی محسوس کرتا ہو تو حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے مقرر کئے ہوئے وظیفہ (نماز تہجد وغیرہ) یا اس کے کچھ حصے سے سوتا رہ جائے اور اسے فجر اور ظہر کی نماز کے درمیان پڑھ لے تو اس کیلئے ایسا ہی لکھ دیا جاتا ہے گویا اس نے رات ہی کو اپنا وظیفہ پڑھا۔

(مسلم، احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی)

تہجد شکر گزاری کے لئے بھی ہے

تہجد صرف حاجت مندی ہی کے لئے نہیں ہے بلکہ شکر گزاری کے لئے بھی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے اور حضرت مغیرہ ؓ سے بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو قیام فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاؤں ورم آلود ہوگئے۔ صحابہ ؓ نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ تو بخشے بخشائے ہیں پھر آپ ﷺ ایسا کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا: ''کیا میں

اپنے پروردگار کا شکر گزار نہ بنوں؟'' (بخاری، مسلم) اس کے باوجود اس قدر اہمیت کی حامل نماز کے لئے جماعت کی پابندی نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک رات حضور ﷺ مسجد میں نماز کے لئے گئے، چند لوگ وہاں موجود تھے۔ دوسری رات اور لوگ آگئے۔ تیسری رات مزید اور لوگ آگئے۔ چوتھی رات مسجد بھر گئی لیکن آپ نہیں آئے حالانکہ لوگ زور زور سے باتیں کرنے لگے تاکہ آپ ﷺ آجائیں۔ آپ ﷺ فجر میں تشریف لائے اور فرمایا: ''میں نے تمہیں سنا''۔ سوائے فرض نمازوں کے بہتر ہے کہ انفرادی طور پر گھر پر ادا کریں۔'' اس حدیث سے ہمیں اس کی پہلی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ہر رات جماعت کی خاطر مختلف موسم میں مسجد آنا آسان نہیں۔ خصوصاً بیمار، بوڑھے اور بچوں کیلئے۔ اس کے علاوہ ایسے نوجوان جن کا دن محنت مزدوری میں گزرتا ہے، ان کا ہر رات اٹھنا اور مسجد جانا ممکن نہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ رات کو تنہائی میں نماز ادا کرنا اور دعا میں اپنے دل کی بات اللہ تعالیٰ سے کھل کر کہنا، مسجد میں مصلیوں کے درمیان ممکن نہیں۔ مسجد میں تہجد گزار کے خود احساسی و خود شعوری میں مبتلا ہونے کا امکان ہے۔ گھر کی تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے تمام راز و نیاز ممکن ہے جو اپنی شریک حیات سے بھی ممکن نہیں۔ ماہر نفسیات المنڈ فرائیڈ کا کہنا ہے کہ جب کسی کو خوشی یا غم ہو تو اسے فوراً اپنے قریبی راز دار سے اس کا اظہار کر دینا چاہئے کہ اس سے قلبی سکون حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے لئے ہمارا راز دار اللہ تعالیٰ ہے۔

تہجد کی تاکید

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ ایک رات تہجد کے وقت ہمارے گھر تشریف لائے اور مجھ سے اور فاطمہ ؓ سے کہا۔ ''کیا تم دونوں نماز تہجد

نہیں پڑھتے ؟'' (بخاری ومسلم) یعنی آپ ﷺ کو تعجب ہوا کہ اس قدر اہم نماز سے غفلت کیسی؟ سوائے اس موقع کے ہمیں کہیں نہیں ملتا کہ حضور ﷺ آدھی رات کے وقت کسی اور کام سے کسی کے مکان تشریف لائے، چاہے خوشی کا موقع ہو یا غم کا۔ تہجد کی تاکید کے بارے میں ایک اور حدیث ہمیں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! تم فلاں کی طرح نہ ہو جانا جو تہجد کے لئے اٹھتا تھا پھر اس نے اٹھنا چھوڑ دیا۔'' (بخاری ومسلم) اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کا پابند نہ ہونا تو ممکن ہے لیکن مستقلاً تہجد سے کنارہ کشی کر لینا اچھی بات نہیں بلکہ تہجد کی اہمیت میں ہمیں ابوداؤد کی یہ حدیث ملتی ہے کہ جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے ایک مسلمان کیلئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ اس کا نام نیک لوگوں کی فہرست میں درج کر دیا جائے اسکے آگے یہ بھی کہا گیا کہ بیوی نہ اٹھ پا رہی ہو تو شوہر اس کے چہرے پر پانی کا چھینٹا مارتا ہے اور اگر شوہر نہ اٹھ پا رہا ہو تو اسی طرح بیوی اسے جگاتی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز تہجد کا بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے صلحاء اکابر بھی بڑی پابندی سے تہجد پڑھتے تھے ابتدائے اسلام میں تہجد کی نماز فرض تھی ہر ایک کے لئے اس کا پڑھنا ضروری تھا اور نہ پڑھنے کی صورت میں تارک فرائض شمار کیا جاتا اور گنہگار ہوتا پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے رحم و کرم کا معاملہ کرتے ہوئے فرضیت تو ساقط فرما دی مگر اس کے فوائد و ثمرات کا کون انکار کر سکتا ہے انسان کو اللہ سے قریب کرنے کا اہم ذریعہ تہجد ہے اس لئے ہمیں بھی تہجد کی نماز پابندی کے ساتھ پڑھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

بچوں کو مسجد میں لا کر بہتر تربیت کریں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اسلام کتنا پیارا مذہب ہے ہر طبقہ انسانی کا خیال کرتا ہے بچوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینے کی تاکید کرتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلٰوةَ اِبْنَ سَبْعٍ وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا اِبْنَ عَشَرَ'' بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز کی تعلیم دو یعنی نماز پڑھنے کا طریقہ بتلاؤ عملی طور پر اس کو کر کے دکھاؤ اور پیار و محبت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے مسجد لے جاؤ تاکہ اسے مسجد کا ماحول ملے اور ابھی سے اس کی عادت نماز پڑھنے کی بن جائے اور جب دس سال کی عمر کو پہونچ جائیں اور نماز چھوڑ دیں تو تنبیہ کے طور پر ان کی پٹائی بھی کرو تاکہ ان کی عادت خراب نہ ہو جائے

اس قدر نماز کا اہتمام کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز کو ڈھا دیا یعنی نماز نہیں پڑھی اس نیدین کو ڈھا دیا۔ اس لئے خود بھی پابندی کریں اور بچوں کو بھی نماز کا عادی بنائیں۔

حضور علیہ السلام نماز میں بھی بچوں کا خیال فرماتے

حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کی روایت ہے کہ میں نے حسن بن علی ؓ کو دیکھا کہ وہ نبی پاک ﷺ کے پاس آتے، جب کہ آپ سجدے میں ہوتے تو آپ ﷺ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے۔ آپ ﷺ انہیں اتارتے نہیں تھے، جب تک وہ خود نہیں اتر جاتے، اور وہ آتے اور آپ ﷺ رکوع کر رہے ہوتے تو اپنے دونوں پیروں کو پھیلا دیتے اور وہ دوسری طرف نکل جاتے۔ (ایضا: ص ۵۹)

کوئی ایسی روایت نہیں ملتی جسکے ذریعہ یہ ثابت ہو کہ نبی کریم ﷺ سیدنا حسن وحسین ؓ اوقات نماز میں مسجد آنے پر ناراض ہوئے ہوں اور اپنی لختِ جگر سیدہ فاطمہ زہرا ؓ سے کبھی یہ کہا ہو کہ بچے مسجد میں نماز کے دوران کیوں جاتے ہیں یا روکنے کی ہدایت کی ہو۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ سیدنا حسن وحسین ؓ نے حضور اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کا جو زمانہ پایا اس میں ان کی عمریں محض چند سال تھیں۔

بچوں کے حوالے سے مختصر نماز پڑھنے کا بھی حکم ہے تا کہ بچوں کے رونے سے ان کی ماں یا دیگر نمازیوں کا دھیان بٹنے کا امکان کم رہے۔ حضرت ابو قتادہ ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ نماز طویل کروں۔ پھر بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز اس ڈر سے مختصر کرتا ہوں کہ اس کی ماں کے لئے تکلیف کا سبب نہ بن جائے۔

خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں بچے آتے ہیں

خانۂ کعبہ اور مسجد نبوی میں بچوں کو ساتھ لانے کا عام رواج ہے۔ تقریباً تمام ہی نمازوں میں ناسمجھ اور سمجھ دار ہر دو قسم کے بچے ہوتے ہیں اور ان مقامات مقدسہ پر کثیر تعداد کے پیش نظر یہ اہتمام بھی نہیں ہو پاتا کہ مردوں کی صفوں کے بعد بچوں کی صف بنائی جائے، بلکہ بچوں کو اپنے ساتھ کھڑا رکھنے کا رواج ہے۔ خود میں نے دیکھا کہ مغرب کی نماز کے دوران بیت اللہ اور پہلی صف کے درمیان بچے بھاگتے دوڑتے رہے مجھے خدشہ ہوا کہ نماز کے بعد ان بچوں کو بری طرح ڈانٹا یا پیٹا جائے گا مگر یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ نماز کے بعد بچوں کو انکے والدین نے بڑے پیار سے چوما اور اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اسی طرح مسجد نبوی ﷺ میں بھی ہوا اور جب میرے خدشے کے پیش نظر بچوں کی سرزنش نہ ہوئی تو میں نے مدینہ میں مقیم اپنے ایک عزیز سے استفسار کیا کہ ہمارے یہاں تو والدین خود اور دیگر نمازی بچوں پر برس پڑتے ہیں۔

مگر یہاں بچوں کو ڈانٹنا تو کجا، انہیں پیار کرنے اور چومنے کی کیا وجہ ہے؟ وہ بولے: اچھا ہوا تم نے اس پورے معاملے کو خاموشی سے دیکھا۔ اگر کہیں غلطی سے بچوں کو ڈانٹ دیتے یا ان کے والدین سے شکایت کرتے تو لوگ تم پر برس پڑتے۔ کیونکہ یہ عام خیال ہے کہ مسجد نبوی ﷺ پر بچوں کا حق سب سے زیادہ ہے۔ اگر وہ نادانی میں بھاگیں دوڑیں، شرارت کریں یا نمازیوں کی پیٹھ پر چڑھ جائیں تو کوئی حرج اور کراہیت کی بات نہیں۔ کیونکہ حضرت امام حسن وحسین ؓ بھی مسجد میں بھاگتے دوڑتے آتے اور منبر تک چلے جاتے تھے۔ ہمارے معاشرے میں بچوں اور مسجد کے تعلق کے درمیان ایک خلیج حائل کر دی گئی ہے۔ اگر کوئی اپنے بچے کو ساتھ لے آئے اور برابر میں کھڑا کرے تو دوسرے اعتراض کرتے ہیں۔ اگر بچے پیچھے

نماز پڑھ رہے ہوں تو دوران نماز چند بچوں کی شرارت پر سب بچوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہوئے بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔اگر کوئی اپنے بچے کی حمایت کرے تو اسے بھی اڑے ہاتھوں لیا جاتا ہے۔جس کے نتیجے میں بچے مسجد میں آنے سے کتراتے ہیں۔یوں مساجد بچوں سے غیر آباد ہوتی جارہی ہیں۔

ہم بچوں کی تربیت میں رکاوٹ بن رہے ہیں

اب ذرا اپنے گردوپیش پر نظر کیجئے۔ہماری اکثر مساجد کے گرد دکانیں ہوتی ہیں۔ایک اسلامی معاشرہ ہونے کے باوجود دکان دار اور قریبی مکین مسجد کے تقدس سے نا آشنا ہیں۔موسیقی، گانے اور اشیائے ضروریہ بیچنے والوں کی صدائیں ان سب سے بڑھ کر قریب سے گزرنے والی گاڑیوں کا شور اور بلاوجہ ہارن کا استعمال.....ان مواقع پر مسجد میں موجود نمازی کیا کرتے ہیں؟محض ان امور کو نظر انداز کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔کسی کی مجال نہیں کہ دکان دار یا صاحب مکاں کو کچھ کہہ سکتے۔ہاں اگر غصہ آتا ہے تو ان معصوم بچوں پر جو اپنے والدین کے ہمراہ خوشی خوشی مسجد میں آتے ہیں اور ابھی آداب نماز اور احترام مسجد سے واقف نہیں۔اس لئے دوران نماز بچے گلیوں میں کھیلنے یا گھروں میں ٹی وی دیکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔یہ عمل اسلامی معاشرے کی تیاری کی راہ میں رکاوٹ بن رہا ہے۔آیئے!غور کریں ہم کس طرح بچوکو مسجد میں لاکر ان کی بہتر تربیت کرسکتے ہیں۔

بچوں کا دل سادہ لوح ہے

حضرت نبی کریم ﷺ بچوں پر بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ اپنی نواسی امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہا کو کندھے پر بیٹھا کر نماز پڑھا رہے ہیں جب رکوع

میں جاتے ہیں تو نیچے رکھ دیتے ہیں اور رکوع سجدے سے فارغ ہونے کے بعد جب کھڑے ہوتے ہیں تو پھر کندھے پر اٹھالیتے ہیں ظاہری سی بات ہے جب بچے مسجد میں آئیں گے وہاں کا نورانی ماحول دیکھیں گے تو آہستہ آہستہ ان کے دلوں پر اثر کرے گا بچوں کا دل تو بالکل سادہ تختی کی طرح ہوتا اس پر جو نقش کردو گے نقش ہوجائے گا اس لئے کم عمر ہی میں ان کو صحیح تربیت پر لگائیں تاکہ آگے ان کے دلوں میں دین کا جذبہ پیدا ہو اور بڑے ہونے کے بعد قوم کے قائد ورہنمائیں اور خود بھی سچا پکا مسلمان بن کر زندگی گذاریں اور دوسروں کو بھی اسلام کی صحیح معنوں میں دعوت وتبلیغ کرنے والوے بن جائیں بچوں کی شرارتوں سے ہرگز ہم دل برداشتہ نہ ہوں اس لئے کہ ان کا کام ہی شرارت کرنا ہے اگر بچے شرارت نہیں کریں گے تو کیا بڑے بوڑھے شرارت کریں گے۔اور جیسے ہم گھروں میں بچوں کو بہت سی غلطیوں کو درگذر کردیتے ہیں بلکہ ان پر توجہ بھی نہیں دیتے اسی طرح مسجدوں میں بچے شرارت کریں تو ہرگز افسوس نہ کریں۔اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

چھ اعمال پر جنت کی ضمانت

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! انسان کو خیر وشر دونوں کا اختیار دیا گیا ہے یعنی اللہ کی طرف سے کوئی ایسی سیکورٹی نہیں جو اس کو برائی کرنے یا نیکی کا کام کرنے کے لئے رکاوٹ بن سکے۔ البتہ نیکی وبدی دونوں کا انجام بھی بتا دیا گیا اگر برا کرے گا تو اس کا انجام برا ہوگا اور اچھا کام کرے گا تو اس کا انجام یقیناً سود مند ثابت ہوگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے گناہوں سے بچنے کے لئے طرح طرح سے امت کو سمجھایا اور نیکا کام کرنے کے لئے ترغیبات دیں اور کثرت سے فضائل

بھی بیان کئے ایک دفعہ صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ بتاؤ اگر کسی کے گھر کے سامنے سے نہر بہہ رہ ہوا اور وہ اس میں ہر دن پانچ دفعہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر میل کچیل باقی رہے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسی طرح جب آدمی پانچ وقت نماز پڑھے گا تو اس کے گناہ بھی دھل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے شرط یہ ہے کہ ہماری نماز نماز کی طرح ہو صرف خانہ پری نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ کو امت کا اتنا درد وغم تھا کہ امت کے لئے دعائیں کرتے کبھی ترغیبی بات کبھی وعید کی باتیں سنایا کرتے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہیکہ مجھے چھ باتوں کی گیارنٹی دے دو، میں تمہارے لئے جنت کی گیارنٹی لیتا ہوں، ہمیشہ سچ بولو حتی الامکان وعدہ پورا کرو، امانت میں خیانت نہ کرو، شرمگاہ کی حفاظت کرو، نگاہیں نیچی رکھو، ہاتھوں کو ظلم سے روکو۔

● ’’سچائی، ایفائے عہد، امانت‘‘ ان تینوں کا تعلق اللہ اور بندہ دونوں سے ہے، اللہ کے معاملے میں سچ بولنا یہ ہے کہ اس کی توحید کا اقرار کرے، صدق دلی سے کلمہ پڑھے، زبان سے کلمہ توحید پڑھنا اور دل سے انکار کرنا بدترین جھوٹ اور نفاق ہے، بندوں کے معاملات میں سچ اور جھوٹ بالکل ظاہر ہے۔ خلاف واقعہ بات کہنا جھوٹ ہے، جو کسی طرح جائز نہیں اسی طرح انسان نے اللہ کے سامنے (یوم السبت میں) اسکے رب ہونے کا اقرار اور فرمانبرداری کا جو عہد کیا ہے، اسکا پورا کرنا ضروری اور فرض ہے، بندہ بندہ سے کوئی وعدہ کرے تو حتی الامکان اسکا پورا کرنا بھی ضروری ہے۔

● امانت... ایمان اور وہ احکام وفرائض جن کا اللہ نے انسان کو مکلّف کیا ہے، وہ سب امانت ہیں، اسی طرح اگر کوئی انسان دوسرے انسان کو حفاظت کیلئے کچھ دے، کوئی راز کی بات کہے، وہ بھی امانت ہے دونوں کی حفاظت بندہ پر ضروری ہے۔

● حفاظت شرمگاہ......اس کی دوصورتیں ہیں، ایک یہ کہ شرمگاہ کو ناجائز جگہ استعمال کرنے (یعنی حرام کاری) سے بالکل احتراز کرے، دوسرے اپنے جسم کا خیال رکھے، کہ اس پر کسی کی نظر نہ پڑے، کیوں کہ یہ بھی حرام ہے، ستر کے دیکھنے اور دکھانے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے، یہ حکم اس کے لئے جس کا دیکھنا حرام ہے، شوہر وبیوی اس سے مستثنیٰ ہیں۔ مرد کا ناف سے لے کر گھٹنے تک اور عورت کا ہاتھ پیر اور چہرہ کے علاوہ سارا جسم عورت ہے، مجبوری اور ضرورت شدیدہ کے علاوہ وہ حصہ دیکھنا اور دکھانا جائز نہیں۔

● غض بصر......(نگاہ نیچی رکھنا) یہ بھی ضروری ہے تاکہ کسی کے ستر پر یا غیر محرم پر نگاہ نہ پڑے، نیز دنیا کی چیزوں پر نہ پڑے جس کی وجہ سے دنیا کی طرف رغبت اور آخرت سے غفلت کے پیدا ہونے کا قوی امکان ہے۔

● کف ید......(ہاتھ روکنا)...حرام مال کے حاصل کرنے اور لوگوں پر ظلم وزیادتی کرنے سے، یہ بہت ضروری ہے۔ کسی تابعی کا مقولہ ہے، سچائی اولیائے کرام کی زینت اور جھوٹ بدبختوں کی علامت ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۔ (سورہ نور: ۳۰) اے نبی آپ مسلمان مردوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے زیادہ صفائی ستھرائی کا باعث ہے بے شک اللہ تعالیٰ باخبر ہے ان اعمال سے جو وہ کرتے ہیں۔

یہ مردوں کو خطاب کرکے فرمایا گیا اور جو احکام مردوں کے لئے ہیں وہی احکام عورتوں کیلئے بھی ہیں۔ قرآن واحادیث میں بیشتر مقامات پر مردوں کو حکم دیا گیا ہے اور اس کے ضمن میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں لیکن غض بصر کے مسئلہ میں عورتوں اور مردوں کو الگ الگ خطاب کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. (سورہ نور: ۳۰)

اور اے نبی مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور مقام زینت کو ظاہر نہ کریں مگر ان میں سے جو کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈال لیں جب آدمی کسی عورت کو دیکھتا ہے کہ بن سنور کر جارہی ہے تو شیطان اس کے دل میں برے وسوسے پیدا کرتا ہے اور گندے خیالات لاتا ہے اس لئے عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی باہر نکلنے کی ضرورت محسوس ہو تو بلا پردہ ہرگز باہر نہ نکلیں نامحرم مرد پر ہرگز نگاہ نہ ڈالیں اسی طرح مردوں کو بھی مکمل احتیاط کرنی چاہئے کہ اگر کوئی عورت بلا پردہ آجائے جیسا کہ آج کثرت سے ہورہا ہے تو مرد ہرگز اس عورت کو نہ دیکھے اگر آج مسلمان اس آیت کریمہ پر عمل پیرا ہوجائیں تو بہت سی برائیاں جو معاشرے میں جنم لے رہی ہیں ان کا مکمل خاتمہ ہوجائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں احکام شرع پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بارش اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! بارش اللہ تعالی کی عظیم نشانی اوعظیم نعمت ہے بارش کے ذریعہ خوشحالی آتی ہے انسان اور حیوانات سبھی کو راحت وآرام اور چین وسکون حاصل ہوتا ہے تقریباً ہر سال کہیں نہ کہیں ایسا ہوتا ہے کہ قحط پڑ جاتا ہے کھیتیاں سوکھی پڑی رہتی ہیں جانور بھوکوں مرتے ہیں اشیائے خورد ونوش گراں ہوجاتی ہیں امیر وغریب ہر ایک پریشان رہتا ہے البتہ غریبوں خصوصاً کسانوں کو کچھ زیادہ ہی پریشانی ہوتی ہے اور جب بارش ہوتی ہے تو سب لوگ خوشحال ہوتے ہیں اشیا سستی ہوتی ہیں جتنے بھی جاندار ہیں سب کو آرام ملتا ہے الغرض بارش اللہ رب العزت کی عظیم نشانی اور عظیم نعمت ہے۔

پروفیسر شہزاد الحسن چشتی ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ: اللہ تعالی کی آیات میں سے ایک بارش بھی ہے۔ آیت کے اصل معنی اس نشانی یا علامت کے ہیں جو کسی چیز کی طرف رہنمائی کرے۔ قرآن میں یہ لفظ چار مختلف معنوں میں آیا ہے۔ کہیں اس سے مراد محض علامت یا نشانی ہی ہے۔ کہیں آثار کائنات کو اللہ کی آیات کہا گیا ہے، کیونکہ مظاہر قدرت میں سے ہر چیز اس حقیقت کی طرف اشارہ کررہی ہے جو اس ظاہری پردے کے پیچھے مستور ہے۔ کہیں معجزات رسول ﷺ کو آیت کہا گیا ہے اور کہیں کتاب اللہ کے فقروں کو آیت کہا گیا ہے۔ بارش چونکہ مظاہر قدرت میں سے ہے لہٰذا یہ بھی اللہ کی آیت یا نشانی ہوئی۔ کرہ ارض پر موجود پانی کو اللہ تعالیٰ بخارات میں تبدیل فرماتا ہے، جو بادلوں کی صورت ہوا کے دوش پر آسمان (عالم بالا) کی طرف سفر کرتے ہیں اور جہاں جہاں ان کی ضرورت ہوتی ہے پھیلا دیئے جاتے ہیں اور زمین کے اوپر ایک خاص فاصلے پر پہنچ کر بالعموم پانی کی بوندوں کی شکل میں زمین ہی پر برس پڑتے ہیں۔ بعض اوقات اولوں اور برف کے گالوں کی صورت میں بھی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑے خوش کن اور خوب صورت پیرایئے میں بادلوں کے بننے اور ان سے پانی کے برسنے کو بیان فرماتا ہے وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوش خبری لئے ہوئے بھیجتا ہے، پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھالیتی ہیں تو انہیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ (پانی) برسا کر (اسی مری ہوئی زمین سے) طرح طرح سے پھل نکال لاتا ہے۔

بارش میں قدرت کی نشانیاں

کرۂ ارض پر موجود پانی سمندر، دریا، جھیلوں کی کھلی سطح، زمین کے مسام، دودھیلے حیوانات (میملز) کی جلد پر موجود مسام اور درختوں اور پودوں کے پتوں پر

ننھے ننھے سوراخوں سے بخارات میں تبدیل ہوتا ہے۔اس کی وجہ کھلا ماحول،اس میں ہوا کی گردش اور ماحول کا درجۂ حرارت ہے اور یہ سورج کی تپش کا نتیجہ ہے۔حکمت الٰہیہ کے تحت بخارات ہوا کے دوش پر عالم بالا کی طرف حرکت کرتے ہیں۔دراصل یہی بخارات بادل ہیں اور ان کی مقدار بادلوں کو گہرا یا ہلکا بناتی ہے۔سمندر کی سطح سے ان بخارات کے سات نمک کے نہایت مہین ذرات بھی بادلوں میں شامل ہوتے ہیں۔یہ بادل جلد ہی ننھی آبی بوندوں میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔بخارات کا پانی کسی بھی ننھے سے نمک کے ذرے کے گرد جمع ہوجاتا ہے یا پھر کائناتی دھول کے ننھے سے ذرے کے گرد جمع ہوتا ہے۔یہ کائناتی دھول کیا ہے اور اس کے ذرات کیا ہیں؟ یہ بات ابھی تک پردہ اخفا میں ہے۔اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک کیوبک سنٹی میٹر رقبے میں ۵۰-۵۰۰ ننھی آبی بوندیں ہوتی ہیں۔پھر یہ بوندیں بارش کی شکل میں برسنے والی بوندوں میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔یہ کس طرح ہوتا ہے؟ یہ بھی ابھی تحقیق طلب ہے۔دو سائنس دانوں برگیرون اور فنڈیسن نے ۱۹۵۰ء میں مذکورہ نظریہ پیش کیا تھا۔جب بارش برستی ہے تو یہ ننھی آبی بوندیں،یعنی ایک مرکز کے گرد جمع شدہ پانی،عالم بالا سے زمین کی طرف جیسے جیسے گرتی ہیں تو ہر بوند پھیلتی ہے اور اس کی سطح کا رقبہ بڑھ جاتا ہے۔اس کے باعث آبی بوند کے گرنے کی رفتار ہوا کی رکاوٹ کے باعث کم ہوجاتی ہے اور بوند نہایت آہستگی سے زمین پر اس طرح گرتی ہے جیسے کسی پیراشوٹ کے ذریعے اتری ہو،ورنہ بغیر رکاوٹ کے عالم بالا سے برسنے والی بوندیں زمینی مخلوق کا زندہ رہنا مشکل بنادیں۔یہ سب اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔بارش کے برسنے کے موضوع پر مزید انسانی تحقیقات کے نتیجے میں اور بھی توجیہات سامنے آئیں گی مگر بنیادی حقیقت وہی ہے جسے قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے: ”کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا“ (الزمر:۳۹:۲۱) گویا اللہ تبارک

وتعالیٰ نے یہ کائنات تخلیق کی ہے وہی اس کا مالک و آقا ہے اور اس نے کرۂ ارض پر بارش برسانے کا نظام قائم کیا ہے۔اس کے قوانین بنائے ہیں اور اس کے ذریعے زمین پر اپنی مخلوقات کے لئے رزق کے بہم پہنچانے کا انتظام کیا ہے۔انسان کا کام یہ ہے کہ وہ ان قوانین اور اس نظام کے معلوم کرنے کے لئے جدوجہد کرے اور صرف اور صرف اللہ کی کبریائی بیان کرے اور فرشتوں کی طرح اس کی تسبیح بیان کرے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہوجائے۔کسی فرشتے یا جن یا انسان یا مٹی اور پتھر کے بنے بتوں میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ یہ کام کرسکیں۔لہٰذا بارش برسنے کا عمل انسان سے خدائے واحد پر ایمان کا متقاضی ہے۔

اگر انسان غور کرے تو بہت سی نشانیاں قدرت ملیں گی جو اس کے وجود پر دلالت کرتی ہیں۔کسی نے خوب کہا ہے کہ: از زمیں روید، وحدہ لاشریک لہ گوید، ہر گھاس جو زمین سے اگتی ہے وہ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

فاحشہ اور بے شرم عورت کو جہنم کی وعید

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلاَ تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَةً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! انسانی معاشرے کو تباہ وبرباد کرنے والی سب سے خطرناک چیز بے حیائی ہے جس کی ابتدا بے پردگی سے ہوتی ہے اور انتہا زنا کاری پر، اس لئے ابتدا ہی میں کنٹرول ضروری ہے انسان کی طرف ہے کہ جب تک کسی شی کو وہ دیکھتا نہیں اس وقت تک اس سے بات کرنے کا شوق اور داعیہ پیدا نہیں ہوتا یا اس کا الٹا جب تک بات نہیں ہوتی اس وقت تک دیکھنے کا زیادہ شوق نہیں ہوتا اس لئے دیکھنے اور بات کرنے سے ہی مکمل طور پر

حفاظت کریں اور اس کے لئے سب سے بہتر شکل یہی ہے کہ مرد اجنبی عورتوں سے دور رہے اور عورت اجنبی مردوں سے دور رہے اور مکمل طور پر پردے کا اہتمام ہر ایک کریں اس کے بغیر گناہوں سے بچنا بظاہر ناممکن ہے۔

انسان کے اعضائے جسمانی سے بھی کہیں نہ کہیں زنا کاری کا صدور ہوجاتا ہے۔ آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کی زنا کاری اجنبی عورت کو نظر بھر کر دیکھ لینا ہے یہ ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کی زنا کاری اجنبی عورت کو چھو لینا ہے۔ قدم بھی زنا کرتے ہیں اور ان کی زنا کاری کوٹھوں کی طرف جانا ہے۔ زبان بھی زنا کرتے ہیں اور ان کی زنا کاری فحش باتیں بول دینا ہے۔ اسی طرح دل سے بھی زنا کاری کا صدور ہوتا ہے کیونکہ یہ سوچتے اور تصور کرتے ہیں۔ (متفق علیہ) مذکورہ حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ اجنبی عورتوں کے نظارہ حسن سے لطف اندوز ہونا مردوں کے لئے اور اجنبی مردوں کو مطمح نظر بنانا عورتوں کے حق میں سم قاتل وموجب فتنہ ہے چونکہ یہیں سے برائی اور فتنے کا طوفان برپا ہوتا ہے۔ علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ تمام آفتیں نظر بازی سے پیدا ہوتی ہیں۔ بسا اوقات نظر بازی دل میں اس طرح چبھ جاتی ہیں جس طرح تیر گوشت میں پھر یہی نظر بازی آدمی کے لئے وبال جان بن جاتی ہے۔ (الجواب الکافی لمن سأل عن دواء الشافی)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ایک نوشہ صحابی کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ فلاں نوشادی شدہ صحابی کی بیوی ایک مرتبہ دروازے پر کھڑی تھی، یہ دیکھ کر صحابی مذکور کو غیرت آگئی اور انہوں نے اپنی بیوی کو نیزہ بھونکنا چاہا لیکن جب ان کی بیوی نے گھر میں سانپ کے ہونے کی وجہ بتائی تو وہ رک گئے۔ (مسلم شریف)

ترمذی کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ غیروں کے سامنے دلربا انداز میں چلنے والی عورت کی مثال ایسی ہے جیسے قیامت کے روز کی تاریکی کہ اس میں شر

ہی شر ہے۔ (ترمذی) اسی طرح حدیث میں ان تمام عورتوں پر سخت تنقید کی گئی ہے جو دلکش اداؤں والی اور مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہیں، آپ کا ارشاد ہے: جو عورت بن سنور کر اور خوشبو لگا کر گھر سے نکلے سمجھو وہ زانیہ ہے۔ (جامع ترمذی) یہی نہیں بلکہ فاحشہ اور بے شرم عورت کو حدیث میں جہنم کی وعید سنائی گئی۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: دو قسم کے لوگ بالضرور جہنم میں داخل ہوں گے۔ ایک ظالم حکمراں اور دوسرے وہ عورت جو نہایت باریک کپڑا پہن کر جسم دکھانے والی، دوسرے کو اپنی طرف متوجہ کرنے والی اور خود دوسروں کے سپرد ہونے والی ہیں، اس طرح کی عورت کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گی۔ اور نہ ہی جنت کی خوشبو پا سکیں گی۔ جب کہ جنت کی خوشبو بہت ہی دور سے پائی جائے گی۔ (مسلم شریف)

عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان جھانکتا ہے

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطٰنُ“ عورت گویا ستر ہے جس طرح ستر کو چھپا رہنا چاہئے اسی طرح عورت کو گھر میں پردے میں رہنا چاہئے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیاطین اس کو تاکتے اور اپنی نظروں کا نشانہ بناتے ہیں، عورتوں کو بلا ضرورت باہر نکلنا ہی نہیں چاہئے ہاں ضرورت کے موقع پر نکل سکتی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے: ”اِنَّهُ قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ“ تمہارے لئے ضرورت کے وقت باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ اِلٰى مُحَاسِنِ اِمْرَأَةٍ اَوَّلَ مَرَّةً ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا“ جس مرد مومن کی کسی عورت کے حسن و جمال پر پہلی دفعہ نظر پڑ جائے پھر وہ اپنی نگاہ نیچی کر لے۔ اور اس کی طرف نہ دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت نصیب فرمائے گا

جس کی وہ لذت و حلاوت محسوس کرے گا۔ شریعت نے فطرت انسانی کا بھی بڑا خیال ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”اِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ وَتُدْبِرُ فِيْ صُوْرَةِ شَيْطَانٍ اِذَا اَحَدُكُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ فَوَقَعَتْ فِيْ قَلْبِهٖ فَلْيَعْمَدْ اِلٰى امْرَأَتِهٖ فَلْيُوَاقِعْهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ يَرُدُّ مَا فِيْ نَفْسِهٖ“ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی عورت شیطان کی طرح آتی جاتی ہے یعنی اس کا ڈھنگ اور اس کی چالی آدمی کے لئے شیطان فتنہ کا سامان بن سکتی ہے تو کسی کو اگر ایسا واقعہ پیش آئے کہ کوئی ایسی عورت اچھی لگے اور اس کے ساتھ دلچسپی اور دل میں اس کی خواہش پیدا ہو جائے تو اس آدمی کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور اپنی نفسانی خواہش پوری کرے اس سے اس کی گندی خواہش کا علاج ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو نظر بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اصلاحِ اُمت کیلئے

دعوتِ اسلامی کا فریضہ انجام دیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار ماؤں اور بہنو! قرآن کریم کی جو آیت کریمہ میں نے پڑھی ہے اللہ تعالیٰ اس میں فرماتے ہیں: اور تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو خیر اور بھلائی کی دعوت دے اور نیکیوں کا حکم کرے اور برائیوں سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ قرآن تو رہتی دنیا تک انسانوں کے لئے ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ ہے اس کے سب سے پہلے مخاطب تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں انہوں نے اپنی

ذمہ داریاں کامل ومکمل طور پر ادا کر دیں۔ اور ملکوں ملکوں میں پھر کر اللہ کا دین، رسول اللہ کا پیغام پہونچایا اور دنیا کے کونے کونے تک اسلام کا کلمہ پڑھنے والے اگرچہ قلیل مقدار میں ہوں مگر پائے جاتے ہیں یہ انہیں اکابر واسلاف کی قربانیوں کا نتیجہ ہے اب ہماری بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا اہم فریضہ اپنی زندگی کا جزو لاینفک بنالیں۔

آج ہم علمائے دین کو یہ فرض پکار رہا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا پیغام بندگان خدا تک پہنچائیں جو دعوت دین کا ایک اہم تقاضا ہے اور دوسری طرف اصلاح امت کا فریضہ انجام دیں۔ اس لئے کہ جن لوگوں کے درمیان ہم زندگی گزار رہے ہیں وہ یا تو ہمارے اپنے مسلمان بھائی ہیں اور یا پھر برادران وطن ہیں اور ہر ایک ان میں سے ہماری توجہ کا مستحق ہے۔ موجودہ حالات ایک طرف جہاں سنگین اور مایوس کن ہیں تو دوسری طرف خوش آئند اور سازگار بھی ہیں۔ حق اور باطل کی کش مکش تو بہر حال جاری ہے۔ اور جاری رہے گی۔ لیکن کامیابی ہر حال میں حق ہی کی ہوگی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اصلاح امت اور دعوت دین کے تعلق سے وقت کا، اسباب کا اور موقعوں کا انتظار کیا جائے، یہ کوششیں یقیناً اپنی جگہ مفید بھی ہیں اور مطلوب بھی، لیکن دعوت دین کے باب میں ہر وقت کوئی نہ کوئی موقع یا کم از کم کبھی نہ کبھی نصیب ہوتا ہے۔ اگر ہم نے اس موقع سے فائدہ اٹھالیا تو بھٹکے ہوئے انسانوں کی ہدایت کا سبب بن سکتے ہیں۔

آج میڈیا کے جتنے جدید وسائل انسان کو میسر ہیں وہ یقیناً اپنی جگہ ایک موثر ذریعہ ہیں۔ اسلام کے پیغام کو بندگان خدا تک پہنچانے کا، ان اہم ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ خود اپنی زندگی ہے۔ ہمارا کردار، ہمارے اخلاق، ہمارے معاملات

اور انسانوں کے ساتھ ہمارا سلوک خود تبلیغ اسلام کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ ایسی بیسیوں مثالیں اور واقعات ہم سنتے ہیں کہ جہاں اسلام کی ایک معمولی سی تعلیم کسی کی ہدایت کا سبب بن گئی ہے۔

معمولی اخلاق بھی قبول اسلام کا سبب بن گیا

اس ضمن میں صرف ایک مختصر سے واقعہ کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

ایک مقامی معروف دینی شخصیت کا بیان ہے ایک مرتبہ ان کے کچھ ساتھی ایک بس میں کہیں جانے کے لئے سوار ہوئے۔ اس بس میں ایک ہندو فیملی بھی موجود تھی۔ بظاہر شریف قسم کے میاں بیوی تھے اور عورت حاملہ تھی۔ بس چل پڑی۔ کنڈکٹر جب ٹکٹ لینے کے لئے ان کے پاس پہنچا تو میاں نے اپنی جیب سے نوٹ نکالا اور کنڈکٹر کے حوالے کیا جو پھٹا ہوا تھا۔ کنڈکٹر نے یہ کہہ کر وہ نوٹ واپس کر دیا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ دوسرا نوٹ دو۔ غالباً اس شخص کے پاس دوسرا نوٹ نہیں تھا، اس نے معذرت کی اور بڑی لجاجت سے کہا کہ فی الوقت میرے پاس یہی نوٹ ہے، لیکن ادھر کنڈکٹر اپنی ضد پر اڑا رہا۔ بات بڑھتی چلی گئی، کنڈکٹر نے بس رکوادی اور دونوں میاں بیوی کو بس سے اتارنا چاہا۔ بڑا دل خراش منظر تھا، بس کے سارے ہی مسافر بہت دیر سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ مولانا کے ساتھی سے رہا نہ گیا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اس شخص سے کہا: آپ پریشان نہ ہوں، اپنا نوٹ مجھے دے دیں۔ اور پھر اچھا نوٹ اس کے حوالے کر دیا اور اس طرح یہ معاملہ رفع دفع ہوا اور بس چل پڑی۔ اس شریف انسان نے پوری احسان مندی کے ساتھ شکریہ ادا کیا اور باتوں باتوں میں ان کا نام اور پتہ معلوم کرلیا۔ انہوں نے سمجھا یہ بس ایک اتفاق تھا جو پیش آیا، لیکن یہ اتفاق حسن اتفاق کی صورت میں ان دونوں میاں بیوی کی ہدایت کا

سبب بن گیا۔ وہ دونوں تقریباً ہفتہ عشرہ کے بعد ان مسلمان کا مکان تلاش کرتے ہوئے پہنچے اور اپنا تعارف کرایا۔ ابتدائی گفتگو کے بعد وہ غیر مسلم کہنے لگا: آپ جانتے ہیں کہ جس بس میں ہم سوار تھے اس کے تقریباً سارے ہی مسافر میرے ہم مذہب تھے، لیکن کسی شخص کے دل میں ہمارے لئے کوئی ہمدردی پیدا نہیں ہوئی۔ جب کہ ہماری صورت حال ان کے سامنے واضح تھی۔ میری بیوی حاملہ تھی اور راستے میں اتار دینے سے کس مصیبت سے ہم دوچار ہو سکتے تھے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کسی کی زبان سے ہماری ہمدردی میں کوئی جملہ نہ نکلا اور آپ کو ہم سے یہ ہمدردی کیوں پیدا ہوئی، جب کہ ہمارے درمیان کوئی رشتہ ہی نہیں؟ مسلمان صاحب سمجھ گئے کہ یہ اپنی اس ذہنی کشمکش سے نکلنا چاہتا ہے۔

انہوں نے کہا: برادر! تمہارا یہ سمجھنا بنیادی طور پر غلط ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان کوئی رشتہ نہیں، یقیناً ہمارے درمیان انسانیت کا رشتہ ہے اور مذہب اسلام میں ہر رشتہ کے حقوق کی ایک فہرست ہے، ہمارے پیغمبر ﷺ نے ہر ایک کے حقوق ادا کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ آپ تو ایک انسان ہیں۔ اسی جذبے کے تحت ہم نے آپ کی مدد کی اور پھر میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ کوئی خاص مدد تھی۔ تھوڑا سا تعاون جو ہم سے ہو سکا کیا۔ پھر انہوں نے بڑے احترام اور خلوص کے ساتھ تھوڑی دیر تک اس جوڑے سے اسلام کے سلسلے میں باتیں کیں۔ اس نے مزید کچھ اسلام کے تعلق سے دریافت کیا اور آخری یہی چیز ان کے مشرف بہ اسلام ہونے کا ذریعہ بن گئی۔

اسلام اخلاق ہی سے پھیلا، آدمی اخلاق و کردار سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی شان میں کسی اردو شاعر نے بڑی اچھی بات کہی ہے:

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی بھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

قرآن عظیم نے آپ علیہ السلام کی مدح میں فرمایا: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر ہیں اور اسی اخلاق کریمہ ہی کی وجہ سے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اسلام کا پیغام غیر مسلموں تک پہونچانا فرض ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو خیر امم کا لقب دیا ہے تمام امتوں میں سب سے بہتر امت اسلئے کہ اس امت کو وہ ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں جو انبیاء کو سونپی جاتی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء ورسل مبعوث ہوئے ان سب کی ذمہ داری تھی دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دینا اور امتوں کی ذمہ داری تھی اس کو قبول کرنا امتوں کے ذمہ دعوت وتبلیغ کا اہم کام نہیں سونپا گیا تھا اب چونکہ سلسلہ نبوت بند ہو چکا کوئی نبی قیامت تک نئ

شریعت لے کرنہیں آئے گا اسلئے ہم سب کی ذمہ داربنتی ہے کہ تبلیغ دیں اوراشاعت اسلام کی خوب خوب کوشش کریں۔علماء کرام کی بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔

حضرت مولانا سید علیم الحق عمری نہایت ہی دردمندی کے ساتھ فرماتے ہیں کہ: ڈاکٹر رادھا کرشنن جو ایک فلسفی تھے،ان کے فلسفے کا موضوع ہی الٰہیات تھا، ایک مرتبہ ایک علمی محفل میں انہوں نے اسلام کے تعلق سے ایک معنی خیز جملہ کہا تھا کہ ”درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے“۔اس تناظر میں مشہور داعی دین جناب حامد علی صاحب مرحوم کے خیالات بڑے ہی حقیقت پسندانہ حیثیت رکھتے ہیں، جب ایک تعلیم یافتہ غیر مسلم نے یہ سوالات اٹھا کران سے دریافت کیا تھا کہ ”مولانا کیا بات ہے مسلمان جہاں بھی گئے وہاں کی آبادی کا نوے تا ننانوے فیصد طبقہ مسلمان ہوگیا،لیکن آٹھ سو سال سے زیادہ اقتدار پر رہ کربھی ہندوستان میں ان کی حیثیت اقلیت ہی کی ہے؟ اوراسی ضمن میں اس شخص نے ایک دوسرا سوال یہ بھی کیا کہ جو قوم بھی ہندوستان کی سرزمین میں داخل ہوئی اسے ہم نے ہضم کرلیا مگر مسلمانوں کو ہم ہضم نہ کرسکے؟

مولانا نے بڑا بصیرت افروز جواب دیا کہ جن ملکوں کے نوے تا ننانوے فیصد باشندوں نے اسلام قبول کیا ان کو اسلام سے متعارف کرانے والے وہ لوگ تھے جن کی زندگیوں میں اسلام رچا بسا تھا،ان کی زندگی کا ایک ایک عمل اسلام کی ترجمانی کررہا تھا،لیکن ہندوستان میں جو لوگ آئے ان کے نزدیک اسلام ایک ثانوی معاملہ تھا ان کی زندگیوں میں اسلام کا رنگ ہلکا اور دوسرے رنگ غالب تھے،دوسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اسکے باوجود مسلمان بہر حال اتنے گئے گزرے نہ تھے کہ تم جیسے لوگ ان کو ہضم کرلیتے۔

تبلیغ دین کے لئے

قدرت کی طرف سے زریں موقع عنایت کیا گیا تھا

ہندوستان کی سرزمین میں دعوت اسلامی کی کامیابی یا ناکامی کے اسباب پر جب بھی کوئی بات کی جائے گی اس میں علمائے دین کے کردار کو اوران کی ذمہ داریوں کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا،یہ یقیناً ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ اسلام کی نشرواشاعت میں بحیثیت امت عام مسلمانوں کا جو طرز عمل رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں،خواہ وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہوں،ان میں بڑا المیہ یہ ہے کہ علمائے امت نے بھی اس باب میں کماحقہ اپنی ذمہ داری ادا نہیں کی ہے اور دور دور تک ہندوستان کی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی بڑے پیمانے پر اجتماعی طور پر منظّم انداز میں دعوت دین کی کوشش کی گئی ہو۔ جب کہ علمائے دین کا ایک اچھا خاصہ طبقہ موجود تھا۔مسلمان اقتدار میں تھے۔یہ دونوں وسائل اتنے اہم اورموثر تھے کہ کسی بھی سنجیدہ اور مخلص کوشش کے نتیجے میں ہندوستان کی مسلمان قوم ملک کی قسمت بدل سکتی تھی،بلکہ قدرت کی طرف سے جو زرین مواقع میسر آئے ان سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔اس کا سب سے بڑا بین ثبوت تقسیم ہند کے واقعات ہیں۔ جب کہ کثیر تعداد والی پس ماندہ قوم دلت ایسی منزل کی تلاش میں تھی جہاں وہ پناہ لے سکے۔اس کی نظریں سارے مذاہب پر تھیں۔ بلکہ کسی حدتک اسلام کے عادلانہ اورمساویانہ سلوک سے متاثر بھی تھی۔اگراس وقت کی ملی اوردینی قیادت اس قوم پر کوشش کرتی تو وہ پوری قوم حلقہ بگوش اسلام ہوسکتی تھی اور ہندوستان کے مسلمان اقلیت کے خانے سے نکل کراکثریت کے خانے میں داخل ہوجاتے ،لیکن یہ ایک

افسوس ناک حقیقت ہے کہ ایسا نہیں ہوسکا اور مسلم قیادت نے ایک اہم موقع کھو دیا، بالفاظ دیگر لمحوں کی یہ وہ غلطی ہے جس کی سزا صدیوں کو سہنی پڑے گی۔ علمائے دین کے کردار کے تعلق سے یہ وہی بات ہے جس کی طرف مصر کے ایک مشہور مفکر اور عالم دین ،صاحب تفسیر المنار علامہ رشید رضا رحمۃ اللہ علیہ نے ارشارہ کیا تھا۔ گزشتہ صدی کی ابتدائی دہائی میں جس وقت انہوں نے ہندوستان کا دورہ کیا تھا مختلف دینی اداروں میں ان کے خطابات ہوئے ، ندوۃ العلماء کی ایک تقریب میں ان کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا، جب وہ مصر واپس ہوئے تو ہندوستان اور خاص کر مسلمانوں کے حالات پر اپنے تاثرات قلم بند کئے ۔ اپنی اس سیاحتی روداد میں علمائے ہند کے تعلق سے انہوں نے جس تاثر کا اظہار کیا وہ کچھ اس طرح تھا:

ان علماء الهند قد فشلوا فی اداء رسالة الاسلام امام اهالی الهند رغم حکم الاسلام والمسلمین علی البلاد قرابة الف عام وهم یعیشون فی الهند کجزیرة فی بحر ذخار یبتلعها حینما فان لم یقم علماء هم باداء واجبهم نحو اداء رسالة الاسلام امام اهل الهند تفتاخم اوضاعهم کاقلیة المسلمة.

’’یعنی ہندوستان کے علمائے دین ہندوستانیوں کے سامنے اسلام کا پیغام پہنچانے میں ناکام ہوگئے ۔ ایک ہزار سال کے قریب اقتدار پر رہنے کے باوجود مسلمانوں کی حالت ایک ایسے جزیرے کی طرح ہے جو ایک ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کے درمیان آباد ہے۔ کسی بھی وقت اس کی موجیں اسے ہڑپ کرسکتی ہیں۔ اگر اس قوم کے علماء ہندوستانیوں کے سامنے دعوت اسلامی پیش کرکے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوئے تو مستقبل میں ایک مسلم اقلیت ہونے کی وجہ سے ان کو سنگین صورت حال سے دوچار ہونا پڑے گا۔‘‘ علامہ رشید رضا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تبصرہ ایک نوشتۂ تقدیر سے کم نہیں۔

بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ؎

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

آج ہم علامہ رشید رضا رحمۃ اللہ علیہ کے تبصرہ کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آئے دن مسلمانوں پر طرح طرح کے حالات پیش آرہے ہیں مختلف مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے اس سے نمٹنے کے لئے بہترین شکل یہی ہے کہ ہم اپنے اعمال واخلاق سے لوگوں کو متاثر کریں اور ہمیں دیکھ کر لوگ کہیں کہ مسلمان یہ ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بچوں کو کیسے نمازی بنائیں؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِمُوا الصَّبِیُّ الصَّلٰوۃَ اِبْنِ سَبْعَ وَاضْرِبُوْہُ عَلَیْھَا اِبْنِ عَشْرَ وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اسلام کا اہم رکن نماز ہے جو ہر مسلمان مرد وعورت پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا حکم دیا ہے۔ نماز کو قائم کرو، بچپن ہی سے خصوصی توجہ کرنی چاہیے تاکہ نماز کی عادت پڑ جائے اور کسی حالت میں یہ اہم فریضہ ساقط نہ ہو۔

محترم ڈاکٹر ممتاز عمر کہتے ہیں کہ: رسول کریم ﷺ کی ہدایت کے تحت تلقین کی جاتی ہے کہ ”سات سال کے بچے کو مسجد میں نماز کے لئے لاؤ“ کہا جاتا ہے کہ گیارہ سال کے بچے کو مسجد میں ضرور لایا جائے۔ اگر بچہ آنے میں پس وپیش کرے تو

اس پر سختی کی جائے۔ اس میں مار پیٹ کی اجازت بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے بچوں کو انگلی پکڑے مساجد کی طرف لے جایا کرتے تھے۔ یہ رواج نماز جمعہ اور عیدین میں خصوصیت کے ساتھ دیکھنے میں آتا رہا۔ عام نمازوں میں والدین بچوں کو لانے سے ہچکچاتے ہیں۔ لیکن اگر کچھ نمازی بچوں کو مسجد میں لے آئیں تو انہیں بعض اوقات شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ فرض نماز کی ادائیگی کے فوری بعد ان بچوں کی سرزنش اور پھر بچوں کے والدین کی شناخت کے بعد ان کو بھی ایسی نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ بچوں کو کیوں لایا ہے؟

بچوں کو مسجد میں لانے اور ان کی شرارت کی بنا پر جس شرمندگی کا احساس والدین یا دیگر بزرگوں کو ہوتا ہے اس کی وجہ سے ہمیشہ خود بچے نہیں ہوتے۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ بچے تو بڑے اہتمام کے ساتھ صف بناتے اور نماز کی ادائیگی میں مصروف ہوتے ہیں مگر چند بچے اس موقع پر شرارت پر اتر آتے ہیں۔ یوں دھکا دینے، کچھ پوچھنے یا مختلف اشارے کرنے کی بنا پر بچے ہنسنے یا دیگر مشاغل میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بچے صف بنائے بڑی تنظیم کے ساتھ کھڑے ہیں۔ کوئی بڑا آیا اور اس نے بچوں کو سب سے پیچھے کی طرف دھکیل کر خود اس کی جگہ سنبھال لی۔ اس وجہ سے بھی وہ تمام اخلاقی تلقین اور تربیت کو فراموش کر کے شرارت پر اتر آتے ہیں۔

بچوں کی صفیں کیسے بنائیں

مفتی عبدالرؤف سکھروی لکھتے ہیں: ”بچوں کی صف کا مردوں کی صف کے پیچھے ہونا سنت ہے۔ لہٰذا جب جماعت کا وقت ہو اور بچے حاضر ہوں تو پہلے مرد اپنی صفیں بنائیں پھر ان کے بعد بچے اپنی صفیں بنائیں۔ پھر اس ترتیب سے جماعت

قائم ہوجانے کے بعد اگر بعد میں کچھ مرد حاضر ہوں تو اول وہ مردوں کی صفوں کو مکمل کریں، اگر وہ پوری ہوچکی ہوں تو پھر بچوں کی صف ہی میں دائیں بائیں شامل ہوجائیں، بچوں کو پیچھے نہ ہٹائیں، کیونکہ بچے اپنے صحیح مقام پر کھڑے ہیں۔ مردوں اور بچوں کی مذکورہ ترتیب جماعت کے شروع میں ہے۔ نماز شروع ہوجانے کے بعد نہیں۔'' (صف بندی کے آداب، مکتبہ الاسلام، کراچی، ص۳۱) مفتی عبدالرؤف بچوں کو مردوں کی صفوں کے درمیان شامل کرنے کی گنجائش بھی پیش کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے: ''اگر بچے تربیت یافتہ نہ ہوں اور دوران نماز شرارتیں کریں جس سے اپنی نماز کو باطل کرنے یا ان کے کسی طرز عمل اور شرارت سے مردوں کی نماز باطل ہوجانے کا قوی اندیشہ ہو تو پھر ان کی علیحدہ صف نہ بنائی جائے، بلکہ ان کو منتشر اور متفرق طور پر مردوں کی صفوں میں کھڑا کرنا چاہیے۔ بہتر ہوگا کہ ان بچوں کو صف میں انتہائی بائیں جانب یا داہنی جانب متفرق طور پر کھڑا کیا جائے تاکہ وہ نماز میں کوئی شرارت کرکے اپنی یا دوسروں کی نماز برباد کرنے کا ذریعہ نہ بنیں۔

ایسی صورت میں مردوں کی صفوں میں ان کے کھڑے ہونے سے مردوں کی نماز میں کوئی کراہت نہ آئے گی''۔ (ایضاً: ص۳۲)

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا بچوں سے پیار

شرط یہ ہے کہ ہم لوگ اس کے لئے کوشش بھی تو کریں بچے گھر میں شرارت کرتے ہیں۔ بلکہ کوئی تکلیف بھی نہیں اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ بچے ہیں یہ تو شرارت کریں گے ہی اسی طرح مسجدوں میں اگر تھوڑی بہت شرارت کرتے ہیں تو اس کو بھی برداشت کریں آج شرارت کریں گے کل نمازی بن جائیں گے۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نماز پڑھ رہے ہیں اور نواسے سجدے کی حالت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پشت مبارک پر کھیل

رہے ہیں اور آپ علیہ السلام بجائے ناراض ہونے کے سجدہ طویل کردیتے تاکہ بچے کھیل لیں دوران خطبہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مسجد کے باہر لڑھک رہے تھے چونکہ کرتا بڑا تا آپ علیہ السلام خطبہ چھوڑ کر آتے ہیں اور اپنے نواسہ کو ممبر کے پاس بٹھاتے ہیں ہر عمر کا ایک تقاضہ ہوتا ہے بچوں کی کھیلنے کودنے اور شرارت کرنے کی ہوتی ہے اگرچہ یہ نہیں کھیلیں گے تو بوڑھے کھیلیں گے اور شرارت کریں گے اسلئے ان بچوں سے دلبرداشتہ ہونے کے بجائے ان کو سمجھایا جائے جیسے جیسے عمر بڑھے گی یہ بچے خود بخود سدھر جائیں گے البتہ بچپن ہی سے صحیح ماحول اور صحیح معاشرہ بچوں کو دینا چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

حضورِ اکرم ﷺ

انسانوں کے سب سے زیادہ مہربان

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ پیاری پیاری ماؤں اور بہنو! حضور نبی کریم ﷺ ساری انسانیت کے لئے رحمت ہیں آپ علیہ السلام ہی کے صدقہ طفیل میں کائنات کو وجود ملا ایک حدیث میں ہے جو لفظ کے اعتبار سے تو صحیح نہیں مگر معنی کے اعتبار سے صحیح ہے: لَوْلَاکَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے نبی اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو آسمان وزمین ہی کو میں پیدا نہ کرتا وَمَآ

اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ہم نے آپ کو سارے جہاں والوں کیلئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے نبی اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ہر شعبہ امت کیلئے بہترین نمونہ ہے، خواہ وہ عبادت ہوں یا معاملات، اخلاقیات ہوں یا سیاسیات، غرض تمام شعبہ ہائے زندگی میں آپ کا اسوہ ہی کامل اسوہ ہے۔ ذیل میں وہ پہلو اجاگر کرنے کی کوشش کی جائے گی جس میں آپ ﷺ کی سیدھی سادی بلکہ زاہدانہ زندگی، تکلفات سے خالی ہو کر رسول رحمت ہونے کے مظاہر ہیں اور وہ تمام مظاہر امت کے حق میں دین و دنیا کی کامیابی کیلئے مطلوب ہیں۔ سچ فرمایا ہے رب العالمین نے: "لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ". (التوبہ:۱۲۸) "تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہارے نقصان کی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہارے فائدے کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں، ایمان داروں کے ساتھ بڑے شفیق اور مہربان ہیں"۔

مذکورہ آیت میں اللہ نے آپ ﷺ کی پہلی صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ تمہاری جنس سے یعنی جنس بشریت سے ہیں، (وہ نور یا اور کچھ نہیں ہیں) نیز اس پیغمبر پر تمہاری ہر قسم کی تکلیف و مشقت گراں گزرتی ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک یہ دین آسان ہے اور میں آسان دینِ حنفی دے کر بھیجا گیا ہوں"۔ تمہاری ہدایت اور تمہارے دنیوی و اخروی فائدے کے خواہش مند ہیں اور تمہارا جہنم میں جانا پسند نہیں فرماتے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں تمہاری پشتوں سے پکڑ پکڑ کر کھینچتا ہوں، لیکن تم مجھ سے دامن چھڑا کر زبردستی نارِ جہنم میں داخل ہونا چاہتے ہو"۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ ﷺ کے کھانے پینے کا طریقہ!

نبی کریم ﷺ کے کھانے کے عادات کے متعلق بہت ساری احادیث وارد ہیں جن میں نبی کریم ﷺ کا طریقۂ خورد ونوش بیان ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سادگی ہر چیز میں نظر آتی ہے۔ تکلفات سے بالاتر ہو کر پر تعیش زندگی کی بجائے سیدھی سادی زندگی گزارنا آپ ﷺ کو پسند تھا، کسی کھانے پر عیب لگانا پسند نہ تھا، پسند آ گیا تو کھالیتے، ورنہ چھوڑ دیتے، فقر وفاقہ کی زندگی، زہد وقناعت کی اعلیٰ مثال آپ ﷺ نے چھوڑی ہے، کیوں کہ آپ سب کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "اٰکُلُ کَمَا یَاْکُلُ الْعَبْدُ وَاجْلِسُ کَمَا یَجْلِسُ الْعَبْدُ" میں ایک غلام اور بندہ کی طرح کھاتا ہوں اور غلام اور بندہ کی طرح بیٹھتا ہوں ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: "لَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا" میں ٹیک لگا کر یا کسی چیز کا سہارا لگا کر نہیں کھاتا یہ تھی کھانے کے معاملہ میں آنحضرت ﷺ کی شان بندگی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تمہارے ہر کام کے وقت یہاں تک کہ کھانے کے وقت بھی شیطان تم میں سے ہر ایک کے ساتھ رہتا ہے۔ لہٰذا جب کسی کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہئے کہ اس کو صاف کر کے کھالے اور شیطان کے چھوڑ نہ دے پھر جب کھانے سے فارغ ہو تو اپنی انگلیوں کو بھی چاٹ کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کس خاص جز میں برکت ہے، جب ہم کھانا کھانے بیٹھیں تو دونوں ہاتھ گٹوں تک دھولیں دسترخوان بچھائیں کھانے سے پہلے کی دعا بسم اللہ علی برکت اللہ پڑھیں سنت طریقے کے مطابق ایک زانو یا دو زانوں بیٹھیں کھانے میں کوئی عیب نہ نکالیں اگر پسند آئے تو کھالیں ورنہ چھوڑ دیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے

کھائیں اور کھانے کے بعد کی دعا پڑھیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اور کھانے کے بعد ہاتھ اور منہ دھولیں یہ ہے اسلامی طریقہ جس کو نبی کریم ﷺ نے عمل کر کے دکھایا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کھانے کے آداب اور سنت نبوی ﷺ کو سامنے رکھ کر کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

صنعت وحرفت وزراعت انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار مشفق ومہربان معلمات ، ماؤں اور بہنو! پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طَلَبَ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ حلال اور پاکیزہ کمائی کی تلاش وجستجو بھی فرض ہے فرض کے بعد یعنی جس طرح احکام دینیہ نماز روزہ زکوۃ وغیرہ فرائض ہیں اسی طرح حلال رزق کی تلاش اور حرام سے احتراز بھی فرض ہے ۔ اللہ تعالیٰ حلال کمانے والے اور بیوی بچوں پر خرچ کرنے والوں کو ثواب عطا فرماتے ہیں ۔ آدمی کو یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ میں اپنے اہل وعیال

پر جو کچھ خرچ کرتا ہوں وہ محض ذمہ داری پوری کررہا ہوں بلکہ اس پر اجر وثواب کی امیدیں رکھنی چاہئے ۔ انبیاء علیہم السلام بھی تجارت کرتے تھے صنعت وحرفت اور زراعت کے فرائض بھی انجام دیتے ۔

صنعت اور ہنرمندی کی تعلیم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور احسانات میں شمار کیا ہے، ارشاد ربانی ہے: ’’وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ‘‘ . (الانبیاء:۸۰) ’’اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانے کی تعلیم دی تاکہ جنگ کے دوران تمہاری حفاظت ہوسکے، تو کیا تم اس پر شکر کرتے ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے: ’’وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا‘‘ (ہود:۳۷) ’’ہماری نگرانی اور ہماری وحی کی روشنی میں کشتی بناؤ‘‘ ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی فن تعمیر سے دلچسپی اور ذوالقرنین کے سد سکندری کی تعمیر کا واقعہ بھی قرآن میں مذکور ہے اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ’’مَا اَكَلَ اَحَدٍ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مَنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدَيْهِ وَاَنَّ نَبِيَ اللّٰهَ دَاؤْدَ يَاْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدَيْهِ‘‘ ۔ (صحیح البخاری:۲۳۵/۷) ’’جو کھانا انسان اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے اس سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے‘‘ ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ زکریا علیہ السلام بڑھئی کا پیشہ کیا کرتے تھے، اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مصافحہ کیا، آپ کو ان کا ہاتھ بڑا کھردرا معلوم ہوا، آپ نے وجہ دریافت کی انہوں نے کہا کہ میں نعل بندی کا کام کرتا ہوں، اور اس کے ذریعہ اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالتا ہوں، یہ سن کر آپ نے ان کے ہاتھوں کو چوم لیا اور فرمایا: ’’هذه يد لا تمسها النار‘‘ ۔ ’’اس ہاتھ کو جہنم کی آگ چھو بھی نہیں سکتی‘‘ ۔

غرضیکہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے ہر طرح کے پیشہ کو وقار اور عظمت دی اور اس تصور کو ذہنوں میں راسخ کیا کہ دنیا میں ایک پیشہ کے علاوہ کوئی پیشہ ذلیل نہیں ہے اور وہ ہے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا۔

افسوس کہ معاش کے ان دونوں اہم ذرائع سے مسلمانوں کا بہت معمولی تعلق ہے اور قومی وبین الاقوامی مارکٹ اور صنعت وحرفت کے میدان پر دوسروں کا قبضہ ہے، حالانکہ ان پر انسان کی شخصی اجتماعی اور دفاعی ضروریات کا انحصار ہے۔

کھیتی، باڑی ان چیزوں میں سے ہے جن پر انسان کی بنیادی ضرورت کا دارومدار ہے اور سب سے پہلے انسان نے اسی ضرورت کی طرف توجہ کی، ابن خلدون نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے کھیتی حضرت آدم علیہ السلام نے فرمائی، اور یہ کوئی بہت مشکل کام بھی نہیں ہے، کھیتی کیلئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے خود اللہ تعالیٰ نے اس کا انتظام کر رکھا ہے، یعنی کاشت کے لائق زمین بنائی اور اس کی سیرابی کیلئے بارش نازل کی اور نہریں جاری کیں، اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاْکُلُ مِنْهُ طَیْرًا وَاِنْسَانَ اِلَّا کَانَ لَهٗ بِهٖ صَدَقَةً''. (صحیح البخاری: ۱۱۸/۸) ''مسلمان جو پودا لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اور اس میں سے پرندے یا انسان کچھ کھا لیتے ہیں تو یہ اس کیلئے صدقہ ہے''۔

معاشیات کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ اپنے نبیوں کو دی ہے جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے کہ ہم نے انہیں زرہ بنانے کی تعلیم دی، ''وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ'' اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے اور یہ ایک فطری ضرورت کی تعلیم ہے جس کی فضیلت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''فرض کفایہ ہر وہ علم ہے جس سے انسان دنیاوی معاملات میں بے نیاز نہیں ہوسکتا ہے، جیسے کہ علم طب، جسم کی بقا کیلئے ضروری ہے،

اور حساب دانی، وصیت، میراث اور معاملات کیلئے ضروری ہے اور یہ ایسے علوم ہیں کہ اگر کسی جگہ اسکے جاننے والے موجود نہ ہوں تو لوگ پریشانی میں مبتلا ہوجائیں گے، اسلئے اس پر تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ ڈاکٹری اور حساب کا علم فرض کفایہ ہے اور بنیادی نوعیت کی صنعتیں بھی فرض کفایہ میں جیسے کھیتی کرنا، کپڑے بننا، جانوروں کی دیکھ ریکھ بلکہ سلائی کرنا اور پچھنے لگانا بھی''۔ (احیاء علوم الدین: ۷/۱)

ہنر اور پیشہ سیکھنے کی ضرورت ہے

زندگی گزارنے کیلئے ہنر اور پیشے کی خاص ضرورت ہے البتہ مقصد نہیں ہے۔ ضرورت اور مقصد میں یہی فرق ہے۔ ضرورت اصل نہیں ہوتی وہ مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہوتی ہے اسلئے ضرورت کو ضرورت ہی کے اندر اختیار کرنی چاہئے انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ رب العزت کی عبادت وبندگی ہے مگر انسان چوبیس گھنٹے عبادت نہیں کرسکتا اس کو کھانے پینے اور دیگر لوازمات کو اختیار کرنا پڑے گا اس کے بغیر انسانی زندگی بلکہ کسی بھی حیوان کا گزراں نہیں ہوسکتا۔ اسلئے روزی کمانا اس کیلئے مختلف پیشوں کا اختیار کرنا سب اس اسلام کے دائرے میں رہ کر ہونا چاہئے۔ مذہب اسلام ہمہ گیر مذہب ہے زندگی کے تمام شعبے اسکے اندر ہے اور ہر شعبہ زندگی کیلئے ہدایتیں اور رہنمائیاں بھی موجود ہیں۔ اقتصادیات، معاشیات، سیاسیات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات، تجارت ان کیلئے جو اصول وہدایت شریعت نے تجویز کئے ہیں انہیں کو اپنا کردار اختیار کر کے ہم زندگی گذاریں تو دنیا میں بھی چین وسکون ملے گا اور مرنے کے بعد بھی راحت وآرام کی زندگی بسر کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اصول واحکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

انسانی زندگی کا اصل جوہر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ’’اَلْحَیَاءِ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ‘‘ حیا ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے: ’’اَلْحَیَاءُ خَیْرِ کُلِّہٖ‘‘ حیا تو اچھی ہے۔

مولانا سید محمد ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں کہ: آج سے صدیوں پہلے کا ایک واقعہ ہے کہ ایک عورت نے عدالت میں جا کر اپنے شوہر کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ اس پر میرا پانچ سو دینار مہر باقی ہے، قاضی نے شوہر سے پوچھا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے ذمہ میری بیوی کا ایک پیسہ بھی نہیں ہے، قاضی

نے کہا کہ کوئی گواہ ہے؟ شوہر نے گواہوں کو پیش کر دیا، ایک گواہ سے قاضی نے کہا کہ اس آدمی کا چہرہ دیکھو تاکہ تم اس کی صحیح صحیح نشاندہی کر سکو، وہ گواہ اٹھا تاکہ اس عورت کا چہرہ دیکھ کر اس کو پہچان سکے، شوہر نے جب یہ دیکھا تو گھبرا کر پوچھا، یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم میری بیوی کا چہرہ دیکھو! تو قاضی صاحب بولے کہ پھر یہ صحیح صحیح کیسے کہہ سکتا ہے کہ یہی تمہاری بیوی ہے۔ اس پر شوہر کو غیرت آ گئی اور فوراً اس نے کہا میں پانچ سو دینار دینے کو تیار ہوں، مگر بیوی کی بے پردگی مجھ کو کسی حال میں برداشت نہیں۔ بیوی کے دل پر اپنے شوہر کی اس غیرت وحمیت کا اتنا زیادہ اثر پڑا کہ وہ آگے بڑھی اور قاضی صاحب سے کہا کہ میں اپنے اس مہر کو معاف کرتی ہوں، نہ دنیا میں اس کو مانگوں کی نہ آخرت میں۔ قاضی صاحب ان دونوں میاں بیوی کے اخلاق اور کریکٹر کی بلندی کو دیکھ کر حد درجہ متاثر ہوئے اور لوگوں کو متوجہ کر کے کہا کہ کتنے اچھے اخلاق کے یہ لوگ ہیں!

کہنے کو تو یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو اس ایک معمولی واقعہ میں ہمارے آپ کے لئے عبرت کے کئی پہلو ہیں، اب سے پہلے جب مغربی تمدن کا پرتو تک نہ پڑا تھا اور اسلامی تہذیب وتمدن کا مبارک سایہ سروں پر قائم تھا تو ہر سماج میں خواہ وہ دیندار ہو یا نہ ہو، حیا اور پاکدامنی کی اصل قیمت تھی اس کی حفاظت کی خاطر دنیا کی بڑی سے بڑی دولت قربان کر دی جاتی تھی، مندرجہ بالا واقعہ میں قاضی صاحب کا یہ عمل مسئلہ کو سلجھانے کی ایک شکل تھی، جو کامیاب ثابت ہوئی، پانچ سو دینار کوئی کم قیمت کے سکے نہیں ہوتے۔ لیکن پاکباز شوہر کو پانچ سو دینار دینا تو منظور تھا، لیکن وہ ایک سکنڈ کے لئے اس کو گوارہ نہ کر سکا کہ کوئی غیر محرم اس کی بیوی کا چہرہ تک دیکھ سکے اور لوگوں کے سامنے اس کی بیوی نقاب الٹکر آئے یہ عمل کوئی خوشی کا نہ تھا، جبراً کیا جا رہا تھا، لیکن یہ جبریہ عمل بھی اس کو گوارہ نہ ہوا اور اس

نے پانچ سو دینار کا اعلان کر دیا، دوسری طرف اس کی بیوی کی ضمیر کی بلندی حوصلہ مندی، اخلاق اور ایثار کی مثال دیکھئے کہ اس نے جب اپنے شوہر کی پاکبازی، حیا اور پاکدامنی کو دیکھا تو فوراً اس نے اپنے مہر کو معاف کر دیا اور منٹوں میں ساری زندگی کا مسئلہ حل ہو گیا نہ کوئی فضیحت اور نہ لڑائی دنگا، نہ تو تو میں میں، نہ مقدمہ چلا، نہ گواہ پیش ہوئے، ایک دینی عمل، اخلاق وضمیر کی بلندی نے دونوں کے دل ملا دیئے اور دونوں کو برباد ہونے سے بچالیا۔

ذرا اس واقعہ کو آج کی دنیا میں لائیے اور پھر آج کے مسلم سماج کا جائزہ لیجئے تو زمین وآسمان کا فرق پائیے گا، آج دولت کے آگے دین، اصول، ضمیر، اخلاق، محبت، ایثار کسی کی کوئی قیمت نہیں، اگر ادنیٰ سی دولت بھی ہاتھ آتی ہو تو دین کا بڑے سے بڑا اصول مٹایا جا سکتا ہے، اخلاق کو پیروں تلے روندا جا سکتا ہے، ضمیر وکریکٹر کو پامال کیا جا سکتا ہے اور کیا جا رہا ہے، آج دولت اصل چیز ہے، اس کے حاصل کرنے کے لئے غیرت وحمیت، عفت وحیا سب سر بازار نیلام کی جا رہی ہیں، گھروں کی تلخیاں، میاں بیوی کی نا اتفاقیاں، خانگی لڑائیاں یہ سب دولت کی بے پناہ بھوک کی وجہ سے بڑھ رہی ہیں، ایک ہمارے وہ بزرگ تھے جو پانچ سو دینار جیسی قیمتی دولت کو بچانے کیلئے ایک منٹ بھی اپنی بیوی کو بے نقاب کرنا گوارہ نہ کرتے تھے اور ایک آج ان کے نام لیوا ہیں، جو مٹھی بھر دولت کی خاطر بے حیائی کو گھر گھر عام کرتے ہیں اور اپنے گھروں کی عورتوں کو بے پردہ اور بداخلاقی کی وبا کو عام کرنے والی جگہوں پر پہنچاتے ہیں۔

ایک وہ بیبیاں تھیں جن کے دلوں میں شوہروں کی عزت دولت کی وجہ سے نہ تھی، بلکہ وہ اخلاق کی بلندی کی بنا پر ان کی قدر کرتی تھیں، ان بہنوں کے نزدیک روپئے پیسے کی اصل میں کوئی قیمت نہ تھی، بلکہ اخلاق ودین کی قدر و قیمت تھی، اس پاک بی بی نے جب دیکھا کہ اس کا شوہر امیر ہونے سے زیادہ اخلاق وحیا کی

دولت سے مالا مال ہے تو اس کا دل شوہر سے حد درجہ متاثر ہو گیا اور یہ سمجھ کر کہ اس کا شوہر دنیا کا دولت مند آدمی ہے اور اس کے پاس صرف روپئے نہیں ہیں، بلکہ اخلاق ودین، ضمیر واصول، حیا وپاکبازی کے وہ انمول جواہرات ہیں جن کی قیمت دنیا کا امیر ترین آدمی بھی ادا نہیں کر سکتا تو اس نے پانچ سو دینار پر بخوشی لات ماردی اور مہر معاف کر کے خود اپنی پاک بازی، اخلاق وکریکٹر کے بے پناہ بلندی کا ثبوت دیا۔

کمائیوں میں برکت نہیں

اب تو دولت وثروت ہی کو سب کچھ سمجھا جانے لگا جس کے پاس پیسے نہیں اس کی معاشرے میں کوئی قدر و قیمت نہیں خواہ اس کے اخلاق اچھے نیک اور پرہیزگار ہی کیوں نہ ہو اور دن بدن لوگوں کے اندر حرص وہوس بڑھتی جا رہی ہے۔ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ کی صدائے بازگشت سنائی دے رہی ہے اور دولت کی حرص بڑھ گئی تو حلال وحرام کی بھی کوئی تمیز نہیں رہ گئی بلکہ روپیہ اور بینک بلینس کرنے کے لئے ہر حربہ کو استعمال کیا گیا خواہ جائز ہو یا ناجائز لوگوں کی زندگیاں اتنی مشغول ہو گئی ہیں کہ اصل مقصد کو فراموش کر گئے میاں بیوی دونوں مل کر کما رہے ہیں موٹی موٹی تنخواہیں بھی ہیں مگر پھر بھی ضروریات پوری نہیں ہو رہی ہیں کمائیوں میں برکت نہیں ہے سکون واطمینان غارت ہو گیا اسراف وفضول خرچی میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں روپئے پانی کی طرح بہائے جا رہے ہیں خواہ اس کے لئے قرض سود ہی کیوں نہ لینا پڑے مگر اس سے قطعاً گریز نہیں کیا جاتا ہمارے بزرگوں کا طریقہ یہ نہیں تھا گھر کی خواتین روزی کمانے کے لئے گھر کے باہر قدم نہیں رکھتی تھیں کمائیوں میں برکت تھی ایک شخص کی کمائی سے گھر کا پورا نظام ٹھیک ٹھیک چلتا تھا، اسراف وفضول خرچی سے کلی اجتناب کرتے تھے۔ حلال وپاکیزہ روزی ہی کی تلاش میں رہتے تھے۔ احکام

شریعت پر عامل تھے اور سکون واطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے مگر ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور حرص وطمع نے ہم میں اور غیروں میں کوئی فرق باقی نہیں رکھا ہمیں کامیابی کہاں سے مل سکتی ہے آج ضرورت اس بات کی ہے اسلامی اصولوں کو اپنا کر زندگی گذاریں اسی میں ہماری دنیوی اخروی ترقی کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مصر کا ایک ٹی وی چینل

سارا اسٹاف باحجاب خواتین پر مشتمل

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات اور صدر معلّمہ عزیزہ طالبات! انسان اگر کرنا چاہے تو بہت کچھ کرسکتا ہے اور نہ کرنے والوں کے لئے ہزار بہانے ہیں اسلام کے احکام فطرت انسانی کے موافق ہیں۔ ان کو زندگی کے تمام ہی شعبوں میں اختیار کیا جاسکتا ہے پردہ اسلام کا ایک اہم حکم ہے جب لڑکی سن بلوغ کو پہونچ جائے تو اس کے لئے اپنے چہرے اور جسم کے تمام اعضاء کو غیر محرم مردوں سے چھپانا ضروری ہے حتی کہ پازیب کی آواز بھی کسی غیر محرم تک نہیں پہونچنی چاہئے اس کی بھی ممانعت ہے۔

آج کے ترقی یافتہ دور کو دیکھئے جہاں مغربی تہذیب وتمدن کے دلدادہ لوگ عورت ومرد کوشانہ بشانہ چلنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور حجاب وپردے کوترقی کی راہ میں رکاوٹ تصور کرتے ہیں مگر یہ سب تو شیطانی چالیں ہیں اس دور میں بھی حجاب کے ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کیا جاسکتا ہے۔

حجاب آڑے نہیں آتا

برطانوی نشریاتی ادارے نے مصر میں دائیں بازو کی تنظیم اخوان المسلمون کی کامیابی اوراس کے نومنتخب امیدوار محمد مرسی کے صدر بننے کے بعد ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ مصر میں خواتین کا ایک ایسا نیوز چینل بھی ہے جس میں کارگزار تمام خواتین حجاب کا اہتمام کرتی ہیں اور ان کا یہ حجاب یا نقاب ان کی صحافتی سرگرمیوں میں آڑے بھی نہیں آتا ہے، معروف برطانوی جریدے ڈیلی میل کا کہنا ہے کہ اس چھوٹے سے ٹیلی ویژن چینل کی نشریات کا اہتمام الامہ ٹی وی کی جانب سے چھ گھنٹوں کیلئے کیا جارہا ہے اور ابتدائی طور پر آزمائشی نشریات کا آغاز اول رمضان المبارک سے کیا گیا ہے، لیکن اس چھوٹے سے چینل میں کارگزار تمام خواتین کو نقاب اور مکمل پردے میں ملبوس دیکھ کر اوراس میں کام کرنے والی خواتین اوران کے کام کو اپنے کیمرے کی آنکھ کی مدد سے محفوظ کرکے اس کا تجزیہ کیا ہے اور ثابت کردیا ہے کہ اگر خواتین کسی کام کی ٹھان لیں تو انہیں اس کام کی انجام دہی میں برقعے، پردے یا نقاب کی صورت میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی، جب برطانوی جریدے ڈیلی میل کا نمائندہ اس منفرد چینل اور منفرد اسٹاف کے بارے میں جاننے کیلئے مصر پہنچا تو دیکھا کہ مصری دارالحکومت قاہر کے ضلع عباسیہ کے ایک چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں ٹی وی چینل ''ماریہ ٹی وی'' کی لانچنگ تقریبات کا اہتمام مکمل کیا جاچکا ہے اوراس میں کارگزار خواتین رپورٹر، کیمرہ پرسنز اور اینکر پرسنز کا کہنا ہے کہ

انہیں اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران برقعے یا نقاب کو اوڑھنے میں کوئی دقت یا پریشانی نہیں ہے جب کہ وہ اپنے مسلم تشخص کو برقرار رکھنا چاہتی ہیں وہ دنیا اور تنگ نظر اہل مغرب کو جتانا اور بتادینا چاہتی ہیں کہ صحافت کا کام صرف مردوں کے لئے مخصوص اور خواتین کیلئے شجر ممنوعہ نہیں ہے جب کہ صحافت کیلئے جینس پہننے کی بھی کوئی شرط نہیں ہے اور نہ ہی اہل صحافت کیلئے نقاب اوڑھنے کی کوئی پابندی ہے۔

مصری جریدے الیوم السابع کا کہنا ہے کہ سلفی ٹیلی ویژن چینل ماریہ ٹی وی میں تمام عملہ باحجاب خواتین پر مشتمل ہے، جو نقاب اوڑھتی ہیں اوراس میں کسی قسم کی کوئی شرم یا کام کی انجام دہی کے دوران کوئی مشکل یا جھجک تک محسوس نہیں کرتیں اوراپنا پیشہ ورانہ کام اچھی طرح ادا کرتی ہیں، جس کو دیکھ کر جینز، شارٹس اوراسکرٹس میں ملبوس مغربی صحافی خواتین حیران رہ گئی ہیں، ڈیلی میل کے نمائندے کا کہنا ہے کہ جب وہ اس اپارٹمنٹ میں پہنچا تو دیکھا کہ مکمل نقاب اور برقعے میں ملبوس خواتین پروگرام کی ریکارڈنگ میں مصروف ہیں اوران کے انداز اور کام کے اطوار سے بالکل اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ انہیں اپنے صحافتی اور پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوئی مشکل درپیش ہے، حتی کہ ایک خاتون نے کیمرے کا کام بھی سنبھالا ہوا تھا اور وہ دستانوں سے ڈھکے ہاتھوں کی مدد سے کسی ماہر کیمرہ مین کی طرح اپنا کام انجام دے رہی تھی اور میری موجودگی کا اس پر یا اس کی صلاحیت کار پر کوئی اثر نہیں ہوا، برطانوی جریدے ڈیلی میل کا اپنی رپورٹ میں کہنا ہے کہ سلفی گروپ کی جانب سے شروع کئے جانے والے اس ٹی وی چینل کا نام پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ ماریہ قبطیہ کے نام مبارک پر رکھا گیا ہے جو مصر سے تعلق رکھتی تھیں، ماریہ ٹی وی میں اینکر پرسن کے طور پر خدمت انجام دینے والی عبیر شاہین کا کہنا ہے کہ وہ امریکن یونیورسٹی، قاہرہ سے فارغ التحصیل ہے، اور آڈیو

ویزوئل سمیت الکٹرونک میڈیا میں انہوں نے ڈگری لی ہے، لیکن انہوں نے کسی بھی عام ٹی وی چینل کو محض اس لئے جوائن نہیں کیا وہ اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں بھی نقاب اور برقعے کو نہیں چھوڑنا چاہتی اور جب اسے ماریہ ٹی وی کی بابت علم ہوا تو اس نے یہاں ملازمت کی درخواست دی، جو منظور ہوئی اور میں اب ایک مسلمان خاتون کے روپ میں ایک پیشہ ورصحافی کے طور پر کام کررہی ہوں، مجھے نہ تو کوئی پریشانی ہے اور نہ مشکل، میں بہت اچھا محسوس کررہی ہوں، عبیر شاہین کا کہنا ہے کہ وہ اس ٹی وی چینل کی مدد سے مصری معاشرے اور خواتین کے لائف اسٹائل کو تبدیل کردینا چاہتی ہوں۔ عبیر شاہین نے بتایا کہ ان کو حسنی مبارک دور میں طعنے دیئے جاتے تھے کہ برقعہ پوش خواتین گھر اور بچے ہی سنبھال لیں تو بڑی بات ہے، یہ ٹیلی ویژن اسٹیشن تو کیا ایک معمولی ایف ایم ریڈیو اسٹیشن بھی نہیں چلاسکتیں، لیکن آج ہم نے ثابت کیا ہے کہ برقع پوش خواتین کیا کچھ نہیں کرسکتیں؟ (روزنامہ مصنف حیدرآباد ۲۵/جولائی ۲۰۱۲)

عزم وحوصلہ کی ضرورت

آخر صحابیات بھی تو اہم کارنامے انجام دیا کرتی تھیں تو کیا بغیر حجاب اور پردے کے ظاہر ہے کہ پردے کیساتھ کرتی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوگ علم حاصل کرنے کیلئے آیا کرتے تھے بلکہ بعض اجلہ صحابہ کو بھی کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تھا تو اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی اس کا حل دریافت کیا کرتے تھے اور تشفی بخش جواب پاتے تھے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا لیڈی ڈاکٹر تھیں جو مریضوں اور لڑائیوں میں زخمی ہونے والے مجاہدین کا علاج ومعالجہ اور مرہم پٹی کیا کرتی تھیں آج بھی ضرورت ہے کہ خواتین ان کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں مگر اسلامی احکام واصول کی پابندی سب سے ضروری ہے۔ اس کو بروئے کار لاکر ہی کوئی خدمت انجام دیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

دنیا میں اس طرح رہو گویا تم مسافر ہو

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِى الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار محترمہ صدر معلّمہ ماؤں اور بہنو! دنیا کی زندگی چندروزہ یہاں کوئی ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے اصل زندگی تو آخرت کی جو کبھی بھی ختم نہیں ہوگی عقلمند وہی شخص ہے جو آخرت کی تیاری کرے۔ دنیوی زندگی تو ختم ہی ہوگی خواہ مشقت سے یا سکون واطمینان سے تو نہ کہوں ہم یہاں رہ کر خوب محنت کرلیں اور احکام شریعت پر عمل کرکے حیات اخروی کو سنوار لیں۔ آخرت میں وہی کامیاب ہوسکتا ہے جو دنیا میں اپنا دل بہت زیادہ نہ لگائے اور دنیا کو ہی سب کچھ نہ سمجھ بیٹھے

بلکہ دنیا کو ایک 'عارضی اقامت گاہ' سمجھے اور آخرت کو 'ابدی ودائمی اقامت گاہ'

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کُنْ فِی الدُّنیا کَاَنَّکَ غَرِیبٌ اَوْ عَابِرِ سَبِیلٍ" "تم دنیا میں اس طرح رہو گویا کہ تم پردیسی یا مسافر ہو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ بھی کہا کرتے تھے۔ "اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ" "اے اللہ حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلِ الدُّنیا اَکْبَرِ ھمنا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمَنَا" "اے اللہ تو دنیا کو ہمارے لئے سب سے بڑی فکر کی چیز اور ہمارے علم کو منتہیٰ نہ بنا"۔ دنیا سے بے انتہا محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور اس سے بے رغبتی اللہ کی محبت اور آخرت کے سنورنے کا سبب ہے۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ کوئی ایسا عمل بتائیں جسے میں اگر کرنے لگوں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'تم دنیا سے بے رغبتی برتو اللہ تم سے محبت کرے گا اور اس چیز سے بے رغبتی برتو جو لوگوں کے پاس ہو تو لوگ تم سے محبت کریں'۔ (اسنادہ حسن اخرجہ ابن عدی فی الکامل، ۳۰۲/۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ 'دنیا سے بے رغبتی دل اور بدن کے لئے راحت ہے'۔ (مناقب عمر لابن الجوزی، ص:۱۸۳)

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام آئے تو وہاں کے بڑے لوگوں اور لشکر کے سرداروں نے اس کا استقبال کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا 'میرا بھائی کہاں ہے، لوگوں نے کہا آپ کا بھائی کون ہے؟ انہوں نے کہا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ (جو کہ شام کے حاکم تھے) لوگوں نے کہا کہ ابھی وہ آپ کے پاس آتے ہی ہوں گے اتنے میں وہ ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور ان کا حال دریافت

کیا، پھر لوگوں سے کہا کہ اب تم لوگ ہمارے پاس سے چلے جاؤ، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے گھر تک آئے، انہوں نے ان کے گھر میں کوئی سامان نہیں دیکھا سوائے ان کی تلوار اور کمان اور کجاوہ کے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کو اپنے گھر میں کچھ سامان رکھ لینا چاہیئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! یہ ہمیں آرام گاہ تک آسانی سے پہنچا دے گا'۔ (یعنی جنت تک)۔ (رواہ عبدالرزاق فی المصنف)

ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال وکردار سے کوسوں دور

ایسے ہی پاکیزہ لوگوں پر دنیا رشک کرتی ہے اور جنت جن کے انتظار میں بن سنور کر تیار ہے کہ کب وہ لوگ آئیں گے اور میری نعمتوں سے بہرور ہوں گے آج ہم بھی انہیں کے نام لیوا ہیں مگر ان کے اعمال اور سیرتوں سے کوسوں دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے فتوحات کے دروازے کھول دیئے، دولت کے انبار تھے پھر اگر یہ لوگ چاہتے تو سونے چاندی اور ہیرے جواہرات سے کھیلتے مگر قربان جایئے ان برگزیدہ ہستیوں کے عزم واستقلال اور ایمان ویقین پر کہ دولت وثروت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے بلکہ غربا ومساکین میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ اور حقیقی معنوں میں یہی لوگ دنیا میں مسافر کی طرح زندگی گذارتے تھے اور ہر وقت آخرت میں تیاری میں لگے رہتے تھے اور اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ادا چھونہ پائے دنیا کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت اور قدر وقیمت ہی نہیں تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَلدُّنیا مِزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی یہاں جو کچھ بوؤ گے آخرت میں کاٹو گے اگر یہاں اچھے اعمال کریں گے تو مرنے کے بعد آخرت میں اچھا صلہ اور بدلہ ملے گا او

راگر احکام شرع کو پامال کر کے زندگی بسر کریں گے تو اس کا بدلہ ملے گا اور کف افسوس ملنا پڑے گا مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے آج ہی سے آخرت کی تیاری میں لگ جائیں دنیا جو مقدر میں ہے وہ تو مل کر رہے گی اسی دنیا میں آخرت کی تیاری کرنی ہے جس نے یہاں تیاری کر لی اس کیلئے مرنے کے بعد آرام ہی آرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

واقعۂ اصحاب فیل

اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ. اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ. وَّاَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ. تَرْمِیْھِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ. فَجَعَلَھُمْ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنی قدرت کے کرشمے دکھاتے ہیں اور لوگوں کو یہ بتا دیتے ہیں کہ حد سے زیادہ تجاوز

مت کرو ورنہ میری گرفت اور سخت پکڑ سے بچ نہیں سکتے انہیں میں سے اصحاب فیل کا اہم واقعہ ہے۔ جو قرآن کریم اور تاریخ وسیرت کی کتابوں میں بھی مذکور ہے۔

ابرہہ اشرم نصرانی جو شاہِ حبشہ کی طرف سے یمن کا گورنر تھا، ساٹھ ہزار فوجیوں پر مشتمل ایک بڑی فوج لے کر خانۂ کعبہ کو گرانے کے لئے نکلا اور قوی ہیکل ہاتھیوں کی ایک تعداد بھی اپنے ساتھ لے لی، تاکہ لوگ کعبہ کے بجائے اس گھر کی زیارت کریں جسے اس نے یمن میں بنوایا تھا تاکہ عربوں کی توجہ مکہ اور خانۂ کعبہ سے ہٹا سکے۔ ابرہہ مکہ میں داخل ہونے کے لئے پورے طور پر تیار ہوا، اپنی فوج کو تیار کیا اور سب سے بھاری بھرکم ہاتھی کو آگے کیا اور حرم کی طرف بڑھا، جب منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان وادیٔ محشر میں داخل ہوا تو ہاتھی زمین پر بیٹھ گیا اور حرم کی طرف بڑھنے سے انکار کر دیا۔ ابرہہ اور اس کی فوج کے لوگ اسی پریشانی میں تھے کہ اہل قریش دیکھتے کیا ہیں کہ سمندر کی طرف سے چھوٹی چھوٹی چڑیاں جھنڈ کی جھنڈ آ رہی ہیں اور ان پر کنکر برسا رہی ہیں، اور ہلاک کر دے رہی ہیں، ابرہہ کی فوج کے لوگ بھاگنے لگے اور ہر طرف مر مر کر گرنے لگے۔ ابرہہ کو عبدالمطلب نے ایسا کرنے سے روکا، لیکن جب اس نے تکبر کرتے ہوئے اپنے ارادے پر عمل کرنے پر اصرار کیا، تو عبدالمطلب نے قریشیوں کو مکہ سے نکل کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جانے کو کہا، تاکہ ابرہہ کی فوج انہیں روند نہ ڈالے، پھر عبدالمطلب چند مخصوص قریشیوں کے ساتھ کعبہ کے پاس گئے، اور اس کے دروازہ کی کنڈی پکڑ کر اللہ سے خوب دعا کی اور ابرہہ اور اس کی فوج کے خلاف رو رو کر مدد مانگی۔ دعا سے فارغ ہو کر اپنی قوم کے پاس چلے گئے اور انتظار کرنے لگے کہ ابرہہ مکہ میں داخل ہو کر کیا کرتا ہے؟

چنانچہ وہی ہوا جسے اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ ابرہہ کی فوج کے لوگ بھاگنے لگے اور کنکریاں کھا کھا کر ہر طرف مر مر کر گرنے لگے۔

ابرہہ کو بھی اس کے نام کا پتھر لگا، اور اس کی انگلیاں کٹ کٹ کر گرنے لگیں۔ اس کے لوگ اسے لے کر بھاگے اور صنعاء لے کر آ گئے اس کا جسم چڑیا کے چوزہ کی طرح نحیف ونزار ہو گیا تھا وہاں پہنچ کر اس کا سینہ پھٹ گیا، دل باہر آ گیا اور ہلاک ہو گیا۔

اس حادثہ کا نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ اور تاریخ دعوت اسلامیہ سے بڑا گہرا ربط ہے، آپ اپنے والد ذبیح اللہ کے گھر اسی سال پیدا ہوئے۔ اس طرح یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی عزت وشرف کی دلیل، آپ ﷺ کی بابرکت ولادت کی طرف اشارہ، اور بحیثیت نبی مرسل آپ کی بعثت کی خبر دے رہا تھا، تاکہ آپ ﷺ خانۂ کعبہ کو بتوں سے پاک کریں گے اور اپنے دادا ابراہیم اور باپ اسماعیل کی طرح اس پر توحید کا جھنڈا بلند کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ کے والد

رسول اللہ ﷺ کے والد گرامی عبداللہ اپنے باپ عبدالمطلب کے بڑے ہی چہیتے بیٹے اور قریش کے سب سے خوبصورت جوان تھے۔ اور میں نے ابھی کچھ ہی پہلے یہ بیان کیا ہے کہ عبدالمطلب نے نذر مانی تھی کہ وہ اللہ کے لئے اپنے ایک بیٹے کو قربان کریں گے اور قرعہ عبداللہ کے نام کا نکلا تھا۔ لیکن عبداللہ کے بھائیوں اور قریش کے سرداروں نے عبدالمطلب کو قائل کیا کہ وہ اپنے بیٹے کی طرف سے فدیہ دے دیں، چنانچہ انہوں نے عبداللہ اور اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی، اور جب اونٹوں کی تعداد سو (۱۰۰) ہو گئی تب قرعہ اونٹوں کے نام کا نکلا۔ عبدالمطلب نے ان تمام کو ذبح کر کے لوگوں کے لئے چھوڑ دیا۔ اس طرح رسول اللہ ﷺ دو ذبیح اللہ باپ اسماعیل بن ابراہیم اور عبداللہ بن عبدالمطلب کی نسل سے پیدا ہوئے۔

عبداللہ کے والد نے ان کی شادی آمنہ (بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب) سے کردی، اس وقت ان کی عمر پچیس (۲۵) سال تھی۔ وہ اپنے باپ کی تجارت کے لئے ملک شام کے سفر پر روانہ ہوئے اور واپس آتے ہوئے مدینہ منورہ کے قبیلہ بنی عدی نجار کے پاس اپنی ننیہال والوں سے ملنے گئے، وہیں وہ بخار میں مبتلا ہوگئے اور اپنی روح اپنے پیدا کرنے کے حوالے کردی، اور دارالنابغہ صغریٰ میں دفن کردیئے گئے۔ اس وقت آمنہ سے ان کی شادی کو صرف چند ماہ ہوئے تھے۔

ولادت باسعادت

علماء تاریخ وسیرت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ واقعۂ فیل کے سال پیر کے دن پیدا ہوئے، اکثر کی رائے ہے کہ آپ ﷺ بارہ ربیع الاول کی رات شعب بنی ہاشم میں واقع ابوطالب کے گھر میں پیدا ہوئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں، اور میری ماں نے حالت حمل میں دیکھا کہ ان کے جسم سے ایک نور نکلا، جس نے شام کے محلوں کو روشن کردیا۔

اور حسان بن ثابت کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں ابھی سات یا آٹھ سال کا لڑکا تھا جو کچھ سنتا تھا اسے سمجھتا تھا، میں نے ایک یہودی کو یثرب کی ایک بلند جگہ پر کھڑے ہوکر اونچی آواز سے چیختے ہوئے سنا: اے قوم یہود! جب سب لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے تو لوگوں نے اس سے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: آج کی رات وہ ستارہ طلوع ہوا ہے جو ''احمد'' کے ساتھ پیدا ہوا ہے۔

زید بن عمر بن نفیل کا بیان ہے کہ مجھ سے شام کے ایک پادری نے کہا کہ تمہارے شہر میں ایک نبی ظاہر ہوا ہے یا ہونے والا ہے، اس کا ستارہ طلوع ہوچکا ہے، تم واپس جاکر اس پر ایمان لے آؤ اور اس کی پیروی کرو۔

اور عباس بن عبدالمطلب کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ ختنہ شدہ خوش وخرم پیدا ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب بہت خوش ہوئے اور ان کے دل میں آپ ﷺ کی محبت اسی وقت جاگزیں ہوگئی۔ عبدالمطلب کہا کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا بڑی شان والا ہوگا۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب (التاریخ) میں لکھا ہے کہ عبدالمطلب نے ہی آپ ﷺ کا نام ''محمد'' رکھا تھا۔

واقعہ فیل دراصل نبی آخرالزماں ﷺ کی آمد کا پیش خیمہ تھا اور یہ بتانا مقصود تھا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے چنگل سے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی اور اس کے لئے بڑے بڑے فرشتوں کو آسمان سے نہیں بھیجا پہاڑوں کے ذریعہ اس طاقتور فوج کو پسپا نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے پرندوں سے اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی طاقتور فوجوں کا کام لیا تو اسی طرح یہ بھی سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی بھی حفاظت فرمائیں گے۔ اور دین اسلام کو غلبہ وقوت عطا فرمائیں گے۔ جیسا کہ دنیا نے دیکھا کہ کس طرح دشمنوں کے مذموم عزائم سے اپنے حبیب ﷺ کو بچایا اور چند ہی سالوں میں دین کو غلبہ دے کر دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہونچا دیا۔ اللہ تعالیٰ مزید اسلام کو بلندی عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بحمداللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کی جلد سوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد چہارم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد چہارم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی ومولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	9
2	تقریظ	10
3	حرف اول	12
4	عورت شرم وحیا کی پیکر	13
	عورت نرم لہجہ میں گفتگو نہ کرے	15
5	بیماروں کے ساتھ علماء اور اکابر کی عیادت کا طریقہ	16
	بیمار کی عیادت معاشرتی حق ہے	18
6	مسلمان کی زندگی کا اہم مقصد	19
	ایمان کی فکر پہلے سے کہیں زیادہ کریں	21
	دنیا آخرت کی کھیتی	23
7	اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے قلوب کو ہدایت سے نوازتے ہیں	25

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	ہدایت وگمراہی اللہ کے اختیار میں	27
8	شکر اور صبر دونوں بڑی نعمت ہیں	29
	دربار شاہی میں ابوالعتاہیہ کی شعرگوئی	31
	ہارون رشید کی سلطنت کی وسعت	32
9	مال زندگی کیلئے ہے نہ کہ زندگی مال کیلئے	33
	فقر وفاقہ کفر تک پہونچا سکتا ہے	35
10	حلال روزی حاصل کرنا بڑا تقویٰ ہے	37
	ایک سوال کرنیوالے صحابی کے ساتھ آپ علیہ السلام کا معاملہ	38
	روپئے پیسے کی اہمیت	40
11	سچا تاجر عابد سے بہتر ہے	41
	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حلال روزی کیلئے محنتیں کرتے تھے	42
	روزی کے نو حصے تجارت ہی میں ہیں	43
12	بچوں کی تربیت کیلئے رہنما اصول	45
	مزید توجہ کی ضرورت	46
	ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کی بابت سوال ہوگا	48
13	تجارت کی فضیلت اور برکت	50
	تجارت محبوب پیشہ	51
	معاملات کی بنیاد چار اصول پر	52
14	کفار ومشرکین کیلئے دنیا اور مومن کیلئے آخرت ہے	54
	دنیا کی زیب وزینت پر الجھنا نہیں چاہئے	56
	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا تقویٰ	57

15	بادشاہوں کا زہد اور تقویٰ	58
	ایک بڑھیا نے لشکر روک لیا	60
	اللہ کے فضل کے بغیر کوئی کامیاب نہیں	61
16	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اللہ تعالیٰ کیحضور خوف وخشیت	62
	شیخین کا خوفِ خدا	63
	سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر اور گھر کی کل کائنات	64
	جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے	65
17	حضرت زینب بنت رسول ﷺ کے فضائل!	67
	ابو العاص رضی اللہ عنہ کی رہائی	68
	حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا غسل	70
	اولاد	71
18	دنیا ایک مسافر خانہ ہے	72
	دنیا میں مسافر کی طرح رہو	73
	جنت کی جستجو	74
	اہل ایمان جنت میں داخل ہوں گے	75
19	اندھیرے سے روشنی کی طرف	76
	اسلامی عقیدہ	78
	شادی سنت ہونے کے ساتھ انسانی ضرورت	79
	ہدایت اللہ کے ہاتھ میں	80
20	سود کی حرمت اور اسلامی احکام	82
	مسلم لیڈروں کی خاموشی	84

	زمانہ جاہلیت میں سود کی بازار گرمی	84
	سود کی حرمت	85
	حجۃ الوداع کے موقع پر آپ علیہ السلام کا خطبہ	86
21	بوڑھے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا خصوصی حکم	87
	والدین کی نافرمانی کا وبال دنیا ہی میں	90
22	صدقات اور ہدایا کے مادّی فوائد	91
	صدقات وزکوٰۃ کے ذریعہ معاشی اصلاح	92
	زکوٰۃ دیتے وقت تحقیق کر لیں	93
23	حضور ﷺ کی آمد کی خبر دینے والا انجیل کا نسخہ دریافت	95
	ہمارے نبی آخری نبی ہیں	97
24	کھانے پینے کے آداب اور سنتیں	99
	طفیلی کے بعض احکام	100
	کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے	101
25	معاشرہ کی اصل بنیاد عورت ہے	103
	عورت کو بھی حقوق سے نوازا گیا	104
	غیروں کی کوشش اور ہماری لاپرواہی	105
26	قلب کی اصلاح پوری زندگی کی اصلاح ہے	107
	حرام سے بچنے کے لئے شبہات سے بچنا ضروری	109
27	جب تین طلباء کی حضور ﷺ نے میزبانی فرمائی	111
	آج وسائل کے باوجود علم سے دوری	113
28	اسلام نے قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا	115

	جنگ حنین کے قیدی اور آپ علیہ السلام کا اخلاق	118
29	زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے تحقیق بھی ضروری ہے	120
	اسلام کا اہم رکن زکوٰۃ ہے	123
30	والدین بچوں کو اغوا نہ ہونے دیں	125
	میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے	128
31	شکر و سپاس کے عجیب و غریب واقعات	129
	جو بندوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں	132
32	عقلمند نصیحت قبول کرتے ہیں	133
	قرآن میں نصیحت ہے	135
33	مسجد میں بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کا حسن عمل	137
	دور نبوت ہی سے بچے مسجد میں آتے رہے	138
	آج کھیلیں گے کل نمازی بنیں گے	140
34	لباس کے معاملہ میں حضور ﷺ کی سادگی	141
	آپ ﷺ کی انگشتری	143
	آپ ﷺ کی ٹوپی	143
	عمامہ	143
	لباس ایسا ہو جو ستر کو چھپانے والا ہو	144
35	پانی زندگی کا لازمی حصہ ہے	145
	پانی کی شفافیت	147
	ہماری ذات میں قدرت کی نشانیاں	147
36	مغرب میں حجاب کی مخالفت سے اسلام کی مقبولیت	149

	اسلام کے سب سے بڑے دشمن یہودی	153
37	عریانیت کی تباہ کاریاں	154
	معاشرے کے بگاڑ کی بڑی وجہ بے حجابی ہے	155
	شادی برائیوں کو روکنے والی ہے	158

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلد چہارم کا

انتساب اور ثواب

خلیفۂ چہارم حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جنہوں نے خاتم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پائی اور اپنا بچپن رسول اللہ کے سائے میں گذارا، جنہیں زبانِ نبوتؐ نے ''اسد اللہ'' کا لقب عطا کیا، جنہیں حسنؓ وحسینؓ کے والد، فاطمہ بنت محمدؐ کے شوہر ہونے کا شرف حاصل ہوا، جن کے ذریعہ خاندانِ نبوت کی لڑی چلی جنہیں سادات کا لقب عطا ہوا، جنہوں نے علوماتِ قرآنیہ کو عام کیا اور ''نحو وصرف'' کو وجود بخشا تاکہ قرآن فہمی اور قرأت میں اہل عجم اغلاط نہ کریں۔ آپؓ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب

آستانۂ اہلِ بیت اطہار

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاؤلی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم

ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت ازحد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کرکے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷/جون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸/جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

عورت شرم وحیا کی پیکر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اسلام عورت کو بلاضرورت گھر سے نکلنے کو پسند نہیں کرتا، اس کیلئے گھریلو ذمہ داریاں ہی کافی ہوتی ہیں جو اس کیلئے عزت وشرافت اور شرم وحیا کی محافظ بنتی ہیں عورت گھر کے اندر رہ کر بھی بہت سارے کام کرسکتی ہے جبکہ باہر نکلنے کی وجہ سے سینکڑوں فتنے جنم لیتے ہیں اور اس دور پرفتن میں جب کہ بے حیائی، عریانیت وفحاشی کا ہر جگہ پرچار ہورہا ہے۔ دشمنان اسلام نے فیشن کے نام پر ہر برائی کو عام کردیا اور غیر تو غیر اپنوں نے بھی اسکو بڑی آسانی قبول کرلیا اور اس کے پیچھے چل پڑے اور اس طرح ہم نے ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری اور غیروں کی سازشوں کو قبول کرلیا۔

اسلام کے نزدیک عورت کا جو تصور ہے وہ شرم وحیا کا پیکر اور محبت وفدائیت کا چلتا پھرتا انسانی مجسمہ ہے، شاید انہی احساسات کے پیش نظر اسلام نے عورتوں سے ڈھیر سارے مطالبات بھی کئے ہیں۔ اسلام کا مطالبہ ہے کہ عورت اپنی زندگی کے تمام شعبے میں لچک، جھجھک اور حیاداری کو ملحوظ رکھے۔ گھر کو لازم پکڑ کر باوقار رہیں اور بلاضرورت اپنے بناؤ سنگار کو دکھاتی نہ پھریں۔ (الاحزاب: ۳۳) اگر نکلنا ناگزیر ہو تو پورے پردے اور احتیاط کے ساتھ باہر نکلیں، چھپ چھپا کر اور پلکیں جھکا کر مومن عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اپنے حسن کو چھپائیں اور جسم پر ڈھیلے ڈھالے کپڑے ڈال لیں۔ (النور: ۳۱) ہاں چلت پھرت میں سنجیدگی اور سکون لازمی شے ہے۔ مومن عورتیں اس طرح نہ چلیں کہ انکے قدموں سے آہٹ یا جھنکار پیدا ہو۔ (ایضا) اگر مومن عورت کو کسی اجنبی مرد سے ناگزیر بات کرنے کا اتفاق ہوجائے تو ایسے میں وہ اپنے لہجے کو ترش رکھے اور کسی قسم کی نرمی کا ہرگز مظاہرہ نہ کرے۔

مومن عورتیں اللہ سے ڈریں اور غیر مردوں سے ضروری بات کہتے وقت اپنے دل میں کسی قسم کی میلان کو ہرگز جگہ نہ دیں۔ ہوسکتا ہے کہ مردوں کے دلوں میں کوئی آس جگ جائے۔ (الاحزاب: ۳۲) کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گھر میں صرف عورتیں ہوتی ہیں اور کوئی اجنبی مرد کچھ پوچھنے یا طلب کرنے آجاتا ہے ایسے میں مومن عورتوں کو یہ حکم ہے کہ وہ پردے کے اوٹ سے لین دین کریں یا جوابا کچھ بولیں، مسلم عورتیں پردے کے پیچھے سے جواب دیں۔ (الاحزاب: ۵۳) یہ قرآنی فارمولے ہیں۔ دراصل احادیث رسول ﷺ میں بھی پردے سے متعلق جابجا دستور موجود ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ جب لڑکی بالغ ہوجائے تو اسے اپنے سر کو ڈھانپے رکھنا چاہئے، سوائے چہرے اور ہتھیلی کے جسم کا کوئی دوسرا حصہ ہرگز نہ کھلنے پائے۔ (ابوداؤد)

عورت نرم لہجہ میں گفتگو نہ کرے

یہ ہے اسلام کی تعلیم اسی میں عورت کی عصمت و عفت محفوظ ہے۔قرآن نے عورت کے عمدہ اوصاف جو بیان کئے ہیں ان میں ایک صفت غافلت بھی ہے یعنی عورت کیلئے دنیا کے بارے میں باخبر ہونے اور علم رکھنے کی ضرورت نہیں عورت کی خوبی یہی ہے کہ وہ دنیوی امور سے غافل ہو البتہ مردوں کیلئے واقعی بڑی خوبی اور کمال کی بات ہے۔عورتیں جب گھر سے باہر نکلتی ہیں تو شیطان ان کے پیچھے لگ جاتا ہے اور لوگوں کو متوجہ کرتا ہے ایک حدیث میں آتا ہے:" اَلنِّسَآءِ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ" عورتیں شیطان کی چال ہیں جس طرح شکاری جال کے ذریعہ شکار کو پھانستا ہے اسی طرح شیطان عورتوں کے ذریعہ مردوں کو پھانستا ہے جب کوئی عورت بن سنور کر گھر کے باہر نکلتی ہے تو شیطان مردوں کو دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے کہ دیکھو فلاں عورت کس طرح نکل رہی ہے اسلئے عورت کو گھر سے اندر ہی رہنا چاہئے اور جب گھر سے نکلنا پڑے تو عام لباس میں اور میلے کچیلے لباس میں نکلیں ایسے زرق برق برقعہ کا استعمال تو ہرگز نہ کریں جو لوگوں کی نگاہوں کا مرکز توجہ ہو فیشن پرستی کے اس خراب ماحول میں ہر ایک فیشن کا دلدادہ ہے اسے اتنی بھی فکر نہیں کہ شریعت ہم سے کیا کہہ رہی ہے رسول ﷺ ہم سے کیا چاہتے ہیں عورتوں کو تو یہاں تک حکم ہے کہ غیر مردوں سے اگر بات کرنے کا اتفاق پڑے تو نرم لہجہ ہرگز نہ اختیار کریں بلکہ سخت لہجہ میں گفتگو کریں اور ضرورت سے زائد ہرگز کلام نہ کریں۔کیا آج ایسا ہو رہا ہے بلکہ اس کا برعکس شوہروں سے تو سخت الفاظ میں گفتگو کی جاتی ہے اور غیروں سے نرم انداز میں بات چیت کرتے ہیں اور یہی فتنے کا بہت بڑا سبب ہے شریعت کے مکلّف ہم ہیں ہمیں ہی اس کی پابندی کرنی پڑے گی جبھی جا کر صحیح معنوں میں مسلمان کہلائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا

بیماروں کے ساتھ علماء اور اکابر کی
عیادت کا طریقہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار محترمہ صدر معلّمہ ماؤں اور بہنو!

اسلام اس بات کو پسند ہیں کرتا کہ آدمی لوگوں سے الگ تھلگ جنگلوں اور بیابانوں میں زندگی گذارے بلکہ اسلام تو چاہتا ہے کہ لوگ ایک ساتھ زندگی گذاریں ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہیں اسی لئے پڑوسیوں کے ایک دوسرے پر حقوق عائد کئے گئے تاکہ ان میں آپسی محبت ہو۔ بیماروں کی مزاج پرسی اور عیادت کو بھی ضروری قرار دیا اور اس کی بڑی فضیلتیں بھی وارد ہوئی ہیں۔حضور نبی

کریم ﷺ نے تو غیروں کی عیادت اور مزاج پرسی فرمائی ہے ہمارے اکابر واسلاف کا بھی یہی طریقہ رہا ہے کہ بیماروں کی مزاج پرسی فرمایا کرتے تھے۔

ماضی قریب کی کئی دینی اور تحریکی شخصیات بھی ہمیں ایسی ملتی ہیں جو اس معاشرتی حق کی ادائیگی کا بڑا خیال رکھتی تھیں۔ چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی جارہی ہیں۔ مرتضی ساحل تسلیمی مولانا محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں رقم طراز ہیں: ''مجھے ادارۃ الحسنات میں کام کرتے ہوئے دو سال ہوئے تھے میں شدید بیمار پڑ گیا۔ تقریباً دس ماہ تک بستر پر پڑا رہا۔ مولانا میری عیادت کے لئے میرے گھر آتے اور مجھے تسلی دیتے۔ تنخواہ بھی پابندی سے مجھے بھجواتے رہے اور جب میں اس قابل ہوگیا کہ آفس جاسکوں تب بھی مہینوں مسلسل بیٹھ کر کام کرنے نہیں دیا۔ میں چاہتا تھا کہ کام کروں اور ان کا اصرار ہوتا کہ ابھی مجھے آرام کی زیادہ ضرورت ہے۔ کون کرسکتا تھا ایسا اپنے ملازم کے ساتھ، مگر یہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ہی تھے جنہوں نے اپنے ایک ایک عمل سے مجھے اپنے قریب سے قریب تر کرلیا تھا۔ میں ان کی اس اپنائیت پر ناز کرتا تھا۔ (تحریک اسلامی کے داعی اور مربی مولانا محمد عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ، ۲۵۱)

تسلی اور رہنمائی کے ساتھ ساتھ بسا اوقات بیمار کی مالی تعاون کا بھی خیال رکھیں۔ ابوالحسن حافظ عبدالخالق اپنی کتاب ''محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ'' میں لکھتے ہیں کہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک مریض آیا جس کا علاج ٹیکوں کے ذریعے سے ہوتا تھا۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اس کے گھر بھیجا تاکہ اس کی حقیقت حال معلوم کروں اور پتہ لگاؤں کہ آیا اس نے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے؟ جب پتہ چلا کہ وہ سچ کہتا ہے تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے پیسے دیے اور میں نے اسے انجکشن خرید کردے دیئے۔ (ص:۵۰)

بریلوی مکتب فکر کے معروف عالم مولانا محمد بخش مسلم نے بتایا کہ ایک مرتبہ مولانا سید حبیب صاحب بیمار ہوگئے۔ خود سید صاحب کی ملک کے سیاسی و مذہبی

حلقوں میں بڑی شہرت تھی، سید صاحب مسلک کے اعتبار سے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف تھے اور اخبار میں سلسلۂ بحث جاری رہتا تھا، مولانا ثناء اللہ صاحب کو ان کی بیماری کا پتہ چلا تو عیادت کے لئے لاہور تشریف لے گئے اور ان کے مکان پر پہنچے، ان کی مزاج پرسی کی، چند منٹ ان کے پاس بیٹھے اور پھر بقول مولانا محمد بخش مسلم کے، ان دونوں سے نظر بچا کر چپکے سے ایک لفافہ سید صاحب کے تکیے کے نیچے رکھ دیا۔ سید صاحب کی نظر پڑ گئی۔ آپ نے شکریہ کے ساتھ لفافہ واپس کرنے کی کوشش کی، ساتھ ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے، مولانا نے ان کے لئے دعا کی، انہیں تسلی دی اور اصرار کیا کہ وہ لفافہ رکھ لیں۔

(بزم ارجمنداں: مولانا محمد اسحاق بھٹی، ص:۱۷۸، ۱۷۹، بحوالہ: اسلام دین اعتدال، ۲۶۰)

بیمار کی عیادت معاشرتی حق ہے

بیمار کی عیادت اور مزاج پرسی ہر مسلمان کا معاشرتی حق اور اخلاقی فریضہ ہی نہیں بلکہ احکام الٰہی کا تقاضا بھی ہے۔ جس کی ادائیگی ہونی چاہئے۔ بصورت دیگر عنداللہ مواخذہ ہوگا۔ حدیث قدسی میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہے گا: یا ابن آدم! ''مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِی قَالَ: یَارَبِّ! کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ ؟ قَالَ: اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ؟ اَمَّا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَهُ؟'' (صحیح مسلم: باب فضل عیادۃ المریض) ''اے آدم کے بیٹے! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی انسان کہے گا، اے میرے رب! میں کیسے تیری عیادت کرتا جب کہ تو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا، لیکن تو نے اس کی مزاج پرسی نہیں کی، کیا تجھے علم نہیں تھا، اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو یقیناً تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِیَادَةِ الْمَرِیْضِ وَاِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَاَجَابَةِ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ“ ”ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، اور چھینک آنے پر یرحمک اللہ کہہ کے اس کے لئے دعا کرنا، جانوروں میں بھی تھوڑی بہت ہمدردی ہوتی ہے پھر انسان تو انس سے مشتق ہے اس کے لئے آپسی ہمدردی بہت ہی ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ایسے شخص پر وعید آئی ہے جو آسودہ ہو کر سوئے اور اس کا پڑوسی اس کے بازو میں بھوکا رات گزارے۔ اسلئے پڑوسیوں کے حقوق کا خیال کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مسلمان کی زندگی کا اہم مقصد

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ.
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَمْ کُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَکَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِکَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! یہ سورہ بقرہ آیت ۱۳۳ کی ہے جس میں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام نے موت کے وقت اپنے بیٹوں کو جمع کر کے ان کو وصیت فرمائی ہے جس طرح عام انسان اپنی موت کے وقت یہ چاہتے ہیں کہ جو بڑی سے بڑی دولت ان کے پاس ہے وہ اولاد کو دیئے جائیں۔ ایک سرمایہ دار تاجر کی آجکل یہ خواہش ہوتی ہے کہ میری اولاد ملوں اور فیکٹریوں کی مالک ہو، لاکھوں اور کروڑوں کا بینک بیلنس ہو، ایک سروس والا انسان یہ چاہتا ہے کہ میری اولاد کو اونچے عہدے اور بڑی تنخواہیں ملیں۔ اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام اور

اولیائے عظام کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ان کی اولاد صاحب ایمان ہو اور میرے بعد صرف خدائے وحدہ لاشریک کی ہی عبادت و بندگی کرے اسلئے موت کے وقت ایک عظیم پیغمبر بچوں سے پوچھتے ہیں۔ ''تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے''؟ یہ ایک ایسے برگزیدہ شخص کا اپنے بیٹوں سے سوال ہے جو خود بھی نبی، جس کے والد بھی نبی، جس کے دادا بھی نبی اور جس کا بیٹا بھی نبی تھے۔ جن کے یہاں سلسلۂ نبوت چار پشتوں سے چلی آرہی تھی، گویا حسب کے اعتبار سے اعلیٰ مقام پر فائز اور نسب کے لحاظ سے اونچے مرتبہ کی حامل شخصیت کا سوال ہے اور یہ سوال ایسے لوگوں سے ہے جن کا گھرانہ وحدانیت الٰہی کی نہ صرف گواہی دیتا رہا ہے ، بلکہ اسی کی تبلیغ اور اشاعت ہی میں مسلسل لگا رہا ہے۔ جن کے بارے میں اس بات کا ادنیٰ امکان نظر نہیں آتا کہ وہ وحدانیت کو چھوڑ کر تثلیث اور اکائی کو چھوڑ کر دہائی کی عبادت کرنے لگیں۔ کیوں کہ ان کی تربیت اور نشو ونما ایسے اشخاص کے ہاتھوں انجام پاتی رہی ہے جو روئے زمین کی پاکیزہ ترین ہستیاں ہیں۔ اس کے باوجود دنیائے فانی سے رخصت ہونے کے وقت تمام اہل وعیال کو اپنے گرد اکٹھا کر کے یہ سوال کہ ''تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے''؟ یہ وحدانیت رب کے سلسلہ میں ان کی فکرمندی کی غماز اور اس بات کی علامت ہے کہ وہ دین کے تئیں کس قدر ذمہ داری محسوس کر رہے ہیں؟

ایمان کی فکر پہلے سے کہیں زیادہ کریں

آج کے اس دور میں جب کہ قدم قدم پر دین سے دور کرنے والے امور کی کمی نہیں، خورشش سے لے کر پوشش تک ہر چیز سے دین بیزاری ہی کی تعلیم مل رہی ہے، ایسے وقت میں ہمیں اس بات کی حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہیں زیادہ اپنے

بچوں کے بارے میں فکرمند ہونا چاہئے کہ وہ خدائے ذوالجلال ہی کے پرستان بن کر دنیا میں زندگی گزاریں۔ اس کے لئے ہمیں بچوں کو صحیح تعلیم وتربیت دینی ہوگی، مادیت کے اس دور میں ہر شخص کے ذہن میں یہ بات گردش کرتی رہتی ہے کہ ہمارا بیٹا ڈاکٹر اور انجینئر بن جائے، یقیناً آپ کا یہ خواب قابل مبارک باد ہے۔ لیکن خدارا ڈاکٹری اور انجینئرنگ کی تعلیم کے ساتھ اس کی دینی تعلیم اور تربیت کی بھی فکر کیجئے۔

ہمارے اکثر بچے آج مشنریوں اور کانوینٹ کے اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، انہیں عیسائی پاپاؤں کے نام ازبر ہوتے ہیں، لیکن اگر ان سے صحابہ کرام، تابعین، تابع تابعین اور دوسرے بزرگوں کا نام پوچھ لیں تو اس طرح بغلیں جھانکنے لگتے ہیں جیسے کسی خلائی مخلوق کے نام لئے جارہے ہوں، ناموں کے سلسلہ میں جب یہ حال ہے تو کارناموں کے بارے میں کیا واقفیت ہوگی؟ لیکن یہ صرف اس بچہ کا قصور نہیں ہے بلکہ بچے کے والدین کا بھی قصور ہے کہ انہوں نے صرف اور صرف مادیت کو دیکھا، دین کی طرف ادنی توجہ نہیں دی، حالاں کہ انہیں خوب معلوم ہے کہ یہ دولت، یہ ثروت، یہ مکانات اور یہ فلک بوس عمارتیں دنیا ہی تک رہنے والی ہیں، دنیاوی زندگی کے بعد ایک اور زندگی آنے والی ہے، جہاں صرف اور صرف دین ہی کام آئے گا۔

حدیث میں آتا ہے کہ دنیا سے جانے کے بعد تین چیزیں کام آتی ہیں: (۱) علم نافع (۲) صدقہ جاریہ (۳) نیک اولاد (مسلم)

لیکن غور کرنے کی بات ہے کہ ہم ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی فکرمند ہیں؟ علم نافع نہ تو خود حاصل کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو اس کے حصول میں لگاتے ہیں، ہم بس بنئے کی طرح صرف سامنے نظر آنے والے فائدے کو ہی حاصل کرتے ہیں، لیکن اس فائدہ کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے، جو

اس وقت ہمارے کام آنے والا ہے جس وقت نہ بھائی کام آئے گا، نہ باپ، نہ بیٹا، نہ ماں، نہ بیٹی اور نہ ہی کوئی دور یا قریب کے رشتہ دار واحباب!

بچوں کی تعلیم ضروری ہے، لیکن ایسی تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ دی جانی چاہئے، جس سے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہو اور جس سے اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہوں نہ کہ ایسی تعلیم، جو الحاد و دہریت کی طرف لے جاتی ہو اور جس سے اخلاق رذیلہ پیدا ہوتے ہوں، پھر اسی کے ساتھ ساتھ یہ سوال بھی اپنے بچوں سے کرتے رہنا چاہئے۔ ’’تم میرے بعد کس کی عبادت کروگے؟‘‘ کہ یہی ہماری زندگی کا حاصل اور خلاصہ ہے۔

دنیا آخرت کی کھیتی

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی چند روزہ زندگی آخرت کی تیاری کے لئے عطا فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے: اَلدُّنْیَا مِزْرَعَةُ الْآخِرَةِ، دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی جس طرح کسان کھیت میں جو کچھ بوتا ہے وہی اس کو ملتا ہے اسی طرح دنیا کے اندر جیسے عمل کروگے اسی طرح آخرت میں نتائج بھی مرتب ہوں گے ہم دنیا کی چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھ کر آخرت کے لئے خوب تیاری کریں تاکہ مرنے کے بعد کف افسوس نہ ملنا پڑے۔ مرنے کے بعد زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا پڑے گا۔ ہاں جو وقت اللہ کی عبادت و بندگی میں گذرے گا صرف وہی وقت کارآمد اور مفید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ آخرت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے، اس سے اندازہ لگائیں کہ ہم کو جو زندگی ملی ہے اس کی مقدار آخرت کے پچاس ہزار سال کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا عقلمند ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو تابع کرلیا اور وہ کام کیا جو مرنے

کے بعد کام آنے والے ہیں اور نادان ہے وہ شخص جو خواہش نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ تعالیٰ سے لمبی لمبی امیدیں قائم کیں۔ الغرض ایمان سب سے بڑی دولت ہے اس کے بغیر آخرت میں کامیابی کبھی حاصل نہیں ہوسکتی اور اس کے ساتھ عمل صالح بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو ایمان کی حلاوت نصیب فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے قلوب کو ہدایت سے نوازتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! دنیا وآخرت کی سب سے قیمتی شئ ایمان ہے اللہ نے جس کو ایمان کی دولت سے سرفراز کر دیا اور ایمان ہی پر اس کا خاتمہ ہوا تو بامراد وکامیاب رہا ابھی دنیا میں رہتے ہوئے ہم کو اس عظیم نعمت کی قدر معلوم نہیں ہورہی ہے مگر جب آنکھ بند ہوگی اور حشر کا میدان ہوگا نفسی نفسی کا عالم ہوگا اس وقت معلوم ہوگا کہ ایمان کتنی بڑی نعمت ہے اس لئے آج ہی سے ایمان کے تقاضوں پر عمل کریں اس کے فوائد بہت ہیں۔

جب ایمان دل میں راسخ ہو جاتا ہے تو انسان کی زندگی پر اس کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں وہ اس پر ثابت قدم رہتا ہے اور ہر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنے لگتا ہے۔اس کردار سے انسان پر راہ ہدایت مزید کھلتی چلی جاتی ہے: مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. (التغابن:۱۱) ”جو تکلیف بھی پہنچتی ہے اللہ کے حکم ہی سے پہنچتی ہے۔جس کا اللہ پر ایمان ہو، اللہ اس کے قلب کو ہدایت سے نوازتا ہے۔اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

اللہ کے ان نیک بندوں کا جو اس کے گھر آباد رکھتے ہیں، ذکر ہے: رِجَالٌ لَّا تُلْهِیْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ. (النور:۳۷) ”یہ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور لین دین، اللہ کے ذکر سے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتے۔ وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں، جس میں دل اور نگاہیں الٹ پلٹ جائیں گے۔

ایک جگہ فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے اس کے دشمنوں سے محبت اور رازداری کا تعلق رکھیں۔ چاہے وہ ان کے ماں باپ اور اولاد ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ان کے دین وایمان کا تقاضا ہے: اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (المجادلة:۲۲)

”یہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور اپنی روح (غیبی طاقت) سے ان کی مدد کی ہے وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ اللہ کا گروہ ہیں۔سن رکھو اللہ کا گروہ ہی فلاح یاب ہے۔

وہ اس بات کی دعا کرتے رہتے ہیں کہ راہ راست ملنے کے بعد دل غلط رخ نہ اختیار کرلے اور وہ آخرت میں اللہ کے عذاب سے محفوظ رہیں: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنتَ الْوَهَّابُ. رَبَّنَآ اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ. (آل عمران: ۸-۹)

''اے ہمارے رب دلوں کو جب کہ تو نے ہمیں ہدایت سے نوازا ہے راہ راست سے نہ پھیردے اور اپنے پاس سے رحمت سے نواز دے۔ بے شک تو ہی سب کچھ بخشنے والا ہے۔ اے ہمارے رب بے شک تو اس دن (قیامت) تمام لوگوں کو جمع کرنے والا ہے، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔ یقیناً اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

ہدایت وگمراہی اللہ کے اختیار میں

ایمان سب سے بڑی نعمت ہے جس کو مل گئی اس کو دنیا وآخرت بھلائیاں مل گئیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جیسے یہ بہت بڑی نعمت ہے اسی طرح اس کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے اس کے کچھ تقاضہ بھی ہیں جن کے پورا کئے بغیر ایمان نامکمل رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ''، جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہو گیا مطلب یہی ہے کہ اسلام کے احکام پر بھی عمل کریں گے تب جنت میں دخل ہوں گے جس کے اندر جتنا ہی اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری ہوگی اس کے ایمان کو اتنی ہی تروتازگی نصیب ہوگی۔ ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان تھا جو پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط کیسے کیسے حالات ان پر آئے مگر ان کے ایمان میں ذرا لغزش پیدا نہیں ہوئی بلکہ حالات کا سختی کے ساتھ مقابلہ کرتے اور ایمان پر ثابت قدم رہتے اور دن بدن ان

کے ایمان میں ترقی ہوتی جاتی تھی۔ قرآن کریم کی آیتیں نازل ہوتی تھیں تو ان کے ایمان میں بڑھوتری ہوتی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِیْ بِهٖ كَثِيْرًا اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت کرتا ہے انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے اس لئے ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور ایمان پر ثابت قدمی کی دعا بھی کرتے رہنا چاہئے اور خاتمہ بالخیر کی دعا کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ انما الاعتبار بالخواتم اعتبار خاتمہ ہی کا ہے۔ دنیا سے جو ایمان بچا کر لے گیا وہ کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان وہدایت پر ثابت قدم فرمائے۔ اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

شکر اور صبر دونوں بڑی نعمت ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں استعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور اگر اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکتے ہو، ہر لمحہ انسان نعمت خداوندی سے بہرہ ور ہورہا ہے۔ ہوا اللہ تعالیٰ کی کیسی عظیم الشان نعمت ہے اس کا اندازہ انسان کو نہیں ہوتا ہے حالانکہ ایک منٹ کیلئے اگر ہوا بند ہوجائے تو انسان بلکہ تمام ہی جانوروں کے لئے جینا دوبھر ہوجائے گا۔

پانی کیسی عظیم نعمت ہے اس کے بغیر بھی انسان کی زندگی قائم نہیں رہ سکتی ہے۔ مگر ہم کو یہ سب بآسانی میسر آتی ہیں اس لئے ان کی قدر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ جس چیز کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ عام کردیتے ہیں تاکہ سبھی لوگ اس سے مستفیض ہوں یہ سب تو ظاہری نعمتیں ہیں اسی طرح باطنی نعمتیں بھی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں جو نعمتیں عطا فرماتے ہیں ہمارے اوپر واجب ہے کہ ان کا شکر ادا کریں اور کبھی بھی ان کی ناشکری نہ کریں۔ ورنہ اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں ناشکری کی سزا دے سکتے ہیں۔

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ایک شخص پر پڑی، کونے میں بیٹھا ہوا تھا، چہرے پر حزن وملال تھا اور آنکھوں میں فکرمندی ومایوسی، قریب گئے اور پوچھا بھائی! کیوں اس طرح غمزدہ بیٹھے ہوئے ہو؟ کیا اس کائنات میں زمین وآسمان میں، خشکی وتری میں خدا کی مرضی کے خلاف کوئی واقعہ پیش آسکتا ہے؟ کہا نہیں: پھر پوچھا: تمہاری عمر جو اللہ تعالیٰ نے متعین فرمادی ہے کیا اس میں ایک لمحہ بھی گھٹایا یا بڑھایا جاسکتا ہے؟ جواب دیا: نہیں، ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے تعجب سے کہا: تو پھر پریشانی کی کیا بات ہے؟ یہی ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے پیدل روانہ ہوئے، راستہ میں اونٹ پر سوار ایک شخص ملا، ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر کہا: کہاں چلے؟ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: حج کے لئے۔ حیران ہوکر اس نے پوچھا: سواری کہاں ہے؟ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی سادگی سے جواب دیتے ہوئے کہا: میرے پاس کئی سواریاں ہیں لیکن افسوس کہ وہ تمہیں نظر نہیں آرہی ہیں، اس نے تعجب سے پوچھا: وہ سواریاں کہاں ہیں؟ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: میرے پاس صبر کی سواری ہے، جب کوئی مصیبت آتی ہے تو اس پر سوار ہوتا ہوں، شکر کی سواری ہے، جب کوئی نعمت حاصل ہوتی ہے تو اس کی سواری کرتا ہوں۔ رضا

مندی کی سواری ہے، فیصلہ جب قضاوقدر کا ہوتا ہے تو پھر استعمال اس سواری کا کرتا ہوں۔ یہ سننا تھا کہ بے ساختہ اس شخص کی زبان سے نکلا: خدا کی برکتوں اور رحمتوں کے سایہ میں آپ چلتے رہئے سوار تو آپ ہیں، پیدل تو میں ہوں۔

دربار شاہی میں ابوالعتاہیہ کی شعر گوئی

ہارون رشید کا محل ہے، مجلس لگی ہے، خواص کی ایک بڑی تعداد موجود ہے، مشہور عرب شاعر ابوالعتاہیہ ملنے کے لئے آتا ہے، ہارون رشید کی طرف سے فرمائش ہوتی ہے کہ اس محل، اس کی آسائش وزیبائش اور زیب وزینت کو اشعار کے ذریعہ بیان کیا جائے، ابوالعتاہیہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے، حکم کی تعمیل ہوتی ہے اور پہلا شعر ابوالعتاہیہ کی زبان سے یہ نکلتا ہے:

”ان بلند وبالا محلوں میں جب تک آپ چاہیں امن وسلامتی کے ساتھ رہیں“۔

ہارون رشید کو یہ شعر پسند آتا ہے، داد ملتی ہے، واہ واہ، واہ واہ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، ابوالعتاہیہ کا حوصلہ بڑھتا ہے اور اگلا شعر اسکی زبان پر یہ آتا ہے:

”صبح ہو یا شام آپ کی من پسند چیزیں آپ تک پہنچتی رہیں گی“

ہارون رشید اس شعر پر جھوم اٹھتا ہے، مجلس میں موجود ہر شخص کی زبان سے کیا خوب کیا خوب نکلتا ہے۔ ابوالعتاہیہ ذرا سیدھا ہوتا ہے اور کمال متانت کے ساتھ یہ شعر پڑھتا ہے: ”جب سانس کی نالی میں سانس اٹکنے لگے تو سمجھ لیجئے گا کہ جو کچھ آپ کو حاصل تھا وہ ایک دھوکا تھا، ایک سراب تھا، اور اب جو کچھ ملنے والا ہے بس وہی ایک حقیقت اور وہی ایک سچ ہے“۔

یہ شعر سننا تھا کہ ہارون رشید کے چہرے کا رنگ بدل گیا، منہ سے ایک چیخ نکلی اور آنکھوں نے مینہ برسانا شروع کر دیا، مجلس میں فضل بن یحیٰ موجود تھے،

ابوالعتاہیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: امیر المومنین نے تم کو رلانے کے لئے نہیں ہنسانے کے لئے بلایا تھا۔ یہ تم نے کیا کیا، ہارون رشید نے فضل بن یحیٰ کو ٹوکتے ہوئے کہا: قصور ابوالعتاہیہ کا نہیں، اس نے ہم کو اندھیرے میں پایا اور اپنے اشعار کے ذریعہ ہم کو اندھیرے سے نکالنے کی کوشش کی۔ اللہ اس کو جزائے خیر دے۔

ہارون رشید کی سلطنت کی وسعت

ہارون رشید بڑا ہی نیک بادشاہ تھا وعظ ونصیحت کی باتیں سن کر بلک بلک کر روتا تھا علماء کا بڑا اقدرداں تھا رعایا پرور بادشاہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی عظیم سلطنت عطا کی تھی ایک مرتبہ بادل کا ٹکرا جا رہا تھا اور بغداد میں جہاں اس کا دار السلطنت تھا وہاں نہیں برسا تو اس نے بادل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے بادل جہاں تیرا دل چاہے وہاں برس مگر تیرا خراج تو میرے پاس آئے گا اس کی سلطنت سورج غروب نہیں ہوتا تھا مگر بعد میں اس کے دوستوں مامون اور محمد امین میں لڑائی ہوتی اور محمد امین مارا گیا اور سلطنت کی باگ وڈور مامون الرشید کے ہاتھ میں آئی اور آہستہ آہستہ بادشاہ کمزور پڑتے گئے خلافت عباسیہ کا بالکلیہ خاتمہ ہو گیا یہ دنیا ہی فانی ہے تو اس کی کونسی چیز باقی رہے گی: اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ دنیوی زندگی تو کھیل کود اور لہو ولعب ہے دوسری جگہ ارشاد ہے: مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ دنیوی زندگی ساز وساماں تو بہت ہی تھوڑا ہے بڑے بڑے بادشاہ پہلوان تاجر اور خزانوں کے مالک سبھی ایک ایک کر کے چلے گئے یہ دنیا جیسے تھی ویسے ہی ہے کسی کے ساتھ کرنے والی نہیں اس لئے آخرت سے دل لگانا چاہئے جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے کبھی ختم نہیں ہوئی وہاں کا آرام بھی دائمی اور وہاں کی سزا اور عذاب بھی دائمی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مال زندگی کیلئے ہے نہ کہ زندگی مال کیلئے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! مال بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کو حاصل کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی بعض بڑے ہی صاحب ثروت تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت بے حساب عطا کیا تھا خلافت وسلطنت سے بھی نواز تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری سنا دی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی بڑے مالدار تھے ان کو زبان نبوت نے دنیا ہی میں جنتی ہونے کی بشارت عطا کردی۔ ایسے اور بھی چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جن کے پاس دولت کی ریل پیل تھی مگر

کبھی ان لوگوں نے مال سے دل نہیں لگایا بلکہ مال حاصل کر کے بھی مال سے دور رہے۔ دنیاوی زندگی کے لئے مال ایک لازمی چیز ہے کہ اس کے بغیر زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تُؤْتُوا السُّفَھَآءَ اَمْوَالَکُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ قِیَاماً. (النساء:۵) ''اور اپنا مال کم عقلوں کے حوالے مت کرو جسے اللہ نے تمہارے لئے مایۂ ناز زندگی بنایا ہے۔

یعنی مال وہ چیز ہے جس پر انسانی زندگی کی بنیاد قائم ہے اور اسی پر حیات مادی کا دارومدار ہے نیز اسے بہتر اور اچھی چیز کہا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا اِلْوَصِیَّةُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقّاً عَلَی الْمُتَّقِیْنَ (البقرہ:۱۸۰) ''تم پر فرض کیا گیا ہے جب تم میں سے کسی کو موت آتی معلوم ہو بہ شرطیکہ وہ بہتر چیز (یعنی مال) چھوڑے جا رہا ہو تو وہ والدین اور رشتہ داروں کے لئے مناسب انداز میں وصیت کر جائے، یہ چیز پرہیزگاروں پر لازم ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہاں ''خیر'' سے مراد مال ہے۔ متعدد آیتوں میں اسے اللہ کا فضل کہا گیا ہے اور اس کے لئے تگ ودو کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اللہ کا فرمان ہے: فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (سورۃ الجمعۃ:۱۰) ''جب جمعہ کی نماز ہو جائے تو روئے زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو''۔ اور اللہ تعالیٰ نے دن کو تلاش معاش کے لئے بنایا ہے: وَجَعَلْنَا النَّھَارَ مَعَاشاً (النبا:۱۱) اور زمین میں انسان کی روزی رکھ دی گئی ہے (دیکھئے سورہ الاعراف:۱۰) اور اس کی تلاش میں خشکی اور سمندری سفر کی اجازت دی گئی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے آسانیاں پیدا فرمائی ہیں اور اسے اپنے انعامات اور احسانات میں سے شمار کیا ہے اور دوران سفر عبادت وغیرہ میں بہت سی رخصتیں دی

گئی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ. (المزمل:۲۰) ”اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم ہے کہ تم میں کچھ لوگ بیمار ہوں گے اور دوسرے لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کریں گے اور بعض لوگ اللہ کے راستے میں جنگ کریں گے لہٰذا تمہارے لئے جو آسان ہو وہ پڑھو“۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رزق کی تلاش کو اللہ کی راہ میں جہاد سے افضل سمجھتے تھے، علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ آیت میں روزی کے لئے بھاگ دوڑ اور سفر کو جہاد سے پہلے بیان کیا گیا ہے۔(کتاب الکسب:۳۰/۲۴۵)

مردوں کو عورتوں پر برتری اور سرداری حاصل ہے جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مردان پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ (النساء:۳۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اور قوامیت کے لئے مال ایک ضروری چیز ہے دنیا میں قوموں کی قیادت وہی لوگ کرتے ہیں جن کے پاس مال ہے اور وہ اس کے صحیح استعمال سے واقف ہیں۔

فقر و فاقہ کفر تک پہونچا سکتا ہے

حلال طریقہ سے مال کمانا اور صحیح مواقع میں استعمال کرنا ایک نیک کام ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا قریب ہے کہ فقر و فاقہ کفر تک پہونچا دے۔حضور نبی کریم ﷺ فقر اور قرض سے پناہ مانگتے تھے آج بہت غریب و نادار مسلمان ایسے ہیں جو مثلاً سنی کی وجہ سے مرتد ہو جاتے ہیں اور مذہب تبدیلی کر کے عیسائیت اختیار کر لیتے ہیں اسلام نے صدقہ زکوٰۃ اور حج کا حکم دیا، ظاہر ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے زیادہ مال ہونا ضروری ہے۔ مال ہونا قبیح نہیں بلکہ اس کا غلط استعمال قبیح ہے مال خوب کمائیں مگر اس کو صحیح طور پر

استعمال کریں غریبوں کے حقوق کا خیال کریں زکوٰۃ ادا کریں اور جتنے بھی حقوق واجبہ ہیں ان کو ادا کریں۔مال ہی کے ذریعہ معاشی حالت میں سدھار آ سکتا ہے اور آج کے دور میں تو مال اور بھی ضروری شئی بن گیا ہے ہر شئی کے قیمت آسمان کو چھو رہی ہے تو ایسے میں اگر زیادہ نہیں کمائیں گی تو دوسروں کے محتاج بن جائیں ایسا شخص قابل رشک ہے جس کو اللہ تعالیٰ خوب مال عطا کیا اور راہ خداوندی میں کثرت سے خرچ کرتا، غریبوں محتاجوں اور بیواؤں کو دیتا ہے۔اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ کسی کو مالدار بنانا کسی کو محتاج کرنا سب اللہ کی طرف سے ہے بندہ صرف محنت کر سکتا ہے۔اس لئے اللہ کو کبھی نہ بھولیں۔اللہ جب مال عطا کریں تو شکر گذار بن جائیں اور جب فقر و فاقہ سے دوچار ہونا پڑے تو صبر سے کام لیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حلال روزی حاصل کرنا بڑا تقویٰ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

قرآن واحادیث میں کئی مقامات پر رزق حلال کی طلب وسعی کی ترغیب دی گئی، چونکہ انسان دنیا میں اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتا اس کو اپنی گذر اوقات کے لئے روپئے پیسے اور کپڑا وغیرہ کی ضرورت تو پڑے گی ہی شریعت نے اس کے حصول کے لئے بہتر طریقہ بتلایا ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے بھی صنعت وحرفت اور تجارت کو اپنایا حضرت داوٗد علیہ السلام کے تعلق سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَعَلَّمْنٰہُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّکُمْ لِتُحْصِنَکُمْ مِّنْ بَاْسِکُمْ اور ہم نے داوٗد علیہ السلام کو زرہ بنانے کی صنعت تم لوگوں کے نفع کے واسطے سکھلائی تا کہ وہ زرہ تم کو لڑائی میں ایک دوسرے کی زد

سے بچائے۔ آدمی حلال روزی کیلئے کوئی بھی پیشہ اختیار کرے زراعت، تجارت، صنعت وحرفت ملازمت اور نوکری اسلئے انسانی زندگی کے لئے ان سب کا ہونا ضروری ہے اگر ان سب چیزں کو ترک کردیا جائے تو گداگری اور دست سوال کی ضرورت پڑے گی جو بری شئی ہے۔

شرافت اور شرم وحیا انسان کا ایک مخصوص جوہر ہے، مانگنے کی عادت شرم وحیا جیسی مخصوص نعمت سے محروم کردیتی ہے، اس کی شرافت اور آبرو جاتی رہتی ہے، اسلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حفاظت کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے، آپ کا ارشاد ہے: ''لَا یَاْخُذُ اَحَدُکُمْ حَبْلَہٗ فَیَاْتِیْ بِحَزْمَةِ الْحَطَبِ عَلٰی ظَھْرِہٖ فَیَبِیْعَھَا فَیَکُفَّ اللّٰہُ بِھَا وَجْھَہٗ خَیْرٌ مَنْ اَنْ یَّسْأَلَ النَّاسَ اَعْطُوْہُ اَوْ مَنَعُوْہُ'' (صحیح البخاری: ۳۲۰/۵) ''کوئی شخص رسی لے کر جائے اور لکڑیاں باندھ کر پشت پر لے کر آئے اور اسے فروخت کرے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی آبرو رکھ لیں، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے، جی چاہے دیں یا واپس لوٹا دیں۔''

ایک سوال کرنیوالے صحابی کے ساتھ آپ علیہ السلام کا معاملہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی، مانگنے کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے گھر میں کچھ ہے، انہوں نے کہا ہاں، ایک بستر جس کے ایک حصے کو ہم بچھا لیتے ہیں اور ایک حصے کو اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، آپ نے فرمایا انہیں لے آؤ، جب وہ لے آئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے کون

خریدے گا، ایک صاحب نے کہا کہ میں اس کا ایک درہم دے سکتا ہوں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اس سے زیادہ کون دے سکتا ہے، ایک دوسرے صاحب نے کہا کہ میں دو درہم دے سکتا ہوں، اللہ کے رسول نے دونوں چیزیں ان کے حوالے کیں اور ان سے دو درہم لے کر اس انصاری صحابی کو دیا اور کہا ایک درہم کا کھانا خرید کر اپنے گھر دے آؤ اور دوسرے درہم سے ایک کلہاڑی خرید لاؤ، وہ کلہاڑی خرید کر لائے اور اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ سے دستہ لگایا اور فرمایا جاؤ لکڑی کاٹ کر بیچو اور پندرہ دن تک یہاں نظر نہ آؤ، وہ لکڑی کاٹتے اور بیچتے رہے اور پندرہ دن کے بعد خدمت نبوی میں حاضر ہوئے، دس درہم جمع کر چکے تھے اللہ کے رسول نے فرمایا کہ کچھ روپے سے کھانے کی چیزیں اور کچھ کے کپڑے خرید لو، اور فرمایا یہ تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ، جس کے نتیجے میں قیامت کے دن تمہارے چہرے پر داغ دھبہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ:۱/۸۵۲)

اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کام کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اس کیلئے بے کار رہنا صحیح نہیں ہے اور ایسے شخص کیلئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا غلط ہے۔ ”لاَ تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلاَ لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ“ (سنن ترمذی:۱/۸۸۹)

مسلمان حکمرانوں کی عیاشی کے ردعمل میں کچھ لوگوں میں دنیا بیزاری کی کیفیت پیدا ہوئی، اور انہوں نے زہد کے نام سے اسے مسلم معاشرہ میں رواج دینا شروع کیا جس کے نتیجے میں بھکاریوں اور کام چوروں کی ایک بڑی تعداد پیدا ہوگئی، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الکسب لکھ کر ان باطل خیالات کی تردید فرمائی۔

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے زہد پر کوئی کتاب نہیں لکھی، انہوں نے فرمایا کہ کتاب الکسب یا کتاب البیوع اسی مقصد سے لکھی ہے کہ سب سے بڑا زہد حلال روزی ہے۔

روپئے پیسے کی اہمیت

”عن المقدام بن معدیکرب قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَنْفَعُ فِيْهِ اِلَّا الدِّيْنَارُ وَالدِّرْهَمُ“ حضرت مقدام معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کے لئے ایک وقت آئے گا جب روپیہ پیسہ ہی کام آئیگا۔ یقیناً آج کا زمانہ جس کو ترقی یافتہ زمانہ کہا جاتا ہے۔ پیسے کی اشد ضرورت ہے معمولی کام بھی پیسے کے بغیر انجام نہیں پاتا، اس لئے حلال طریقہ اختیار کر کے پیسے جمع کرنا باعث عیب نہیں بلکہ عزت وسربلندی کا ذریعہ ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ“ پوری سچائی اور ایمانداری کے ساتھ کاروبار کرنے والا تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا یہ بہت ہی بڑا اعزاز ہوگا تاجروں کے ساتھ، تجارت وسوداگری بڑی ہی آزمائش کی چیز ہے۔ تاجر کو بہت سے ایسے مواقع پر شریعت کے اصول وضوابط کے مطابق تجارت کرے تو بظاہر اس کو نقصا ہوتا ہے اور اگر جھوٹ بول کر تجارت کرتا ہے تو بظاہر بڑا نفع حاصل کرتا ہے۔ ایسے موقع پر تاجر سچائی وامانت داری کے ساتھ اپنے سامان فروخت کرے تو اللہ اسے برکت بھی دیں گے اور آخرت میں اجر عظیم فرمائیں گے۔ اور بڑا اعزاز نصیب ہوگا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

سچا تاجر عابد سے بہتر ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، صدر معلّمہ ماؤں اور بہنو! سورہ نبا میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشاً اور ہم دن کو معاش کیلئے بنایا۔ حدیث شریف میں محنت کر کے روزی حاصل کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "مَا اَکَلَ اَحَدٍ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ وَاَنَّ نَبِیَّ اللّٰہَ دَاؤٗدَ علیہ السلام کَانَ یَاْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ" کسی نے کبھی کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کے کھائے اور اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کھاتے تھے۔ معاش کے ذرائع کو اختیار کرنا نبیوں کا شیوہ اور طریقہ ہے۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے کھیتی کی، حضرت ادریس علیہ السلام سلائی کا کام کرتے تھے، حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کپڑے کی تجارت کرتے تھے، حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام لوہے سے زرہیں بنایا کرتے تھے اور آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے بکریاں چرائیں اور تجارت میں مشغول رہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی کام کرنے کیلئے سلسلے میں حوصلہ افزائی کرتے تھے، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے کہا عمرو! میں تمہیں ایک لشکر کے ساتھ بھیج رہا ہوں اور میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سالم رکھیں اور تم مال غنیمت لے کر واپس آؤ اور میری جی چاہتا ہے کہ تمہارے پاس مال و دولت ہو انہوں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ! میں نے مال دولت کیلئے اسلام قبول نہیں کیا ہے، میں نے اسلام کی رغبت و محبت کی وجہ سے اسے قبول کیا ہے اور اسلئے کہ آپ کی رفاقت نصیب ہو، آپ نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ! اللہ کے نیک بندے کیلئے پاکیزہ مال ایک اچھی چیز ہے۔

(مسند احمد بن حنبل: ۲۰۲/۴)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حلال روزی کیلئے محنتیں کرتے تھے

اللہ کے رسول ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے، ایک طاقتور اور پھرتیلا جوان سامنے سے گذرا، جو صبح سویرے روزی تلاش میں نکلا تھا، لوگوں نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کاش کہ اس جوان کی جوانی اور قوت اللہ کے راستے میں صرف ہوتی اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مت کہو، اگر یہ بھاگ دوڑ اپنی ذات کیلئے ہے تاکہ مانگنے سے بچے اور لوگوں سے بے نیاز رہے تو یہ بھی راہ خدا میں شمار ہوگا اور اگر ضعیف اور بوڑھے ماں باپ اور کمزور بچوں کیلئے تگ و دو کر رہا تھا کہ انہیں بے فکر کردے اور ان کی کفالت کرے تو یہ بھی اللہ کی راہ میں گنا جائے گا۔ (احیاء علوم الدین: ۵۷/۲)

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام بے کاری کو سخت ناپسند کرتے تھے اور اپنے آپ کو انہوں نے مختلف پیشوں اور کاموں سے وابستہ کر رکھا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ چمڑے کا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تجارت پیشہ تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعدد بار مزدوری کی ۔ (کتاب الکسب :۳۰/۲۴۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ گردن جھکائے بیٹھے ہوئے ہیں پوچھا یہ کون لوگ ہیں، یہ توکل کرنے والے ہیں، اللہ کے بھروسے کام کیئے بغیر روزی کی امید رکھتے ہیں، فرمایا یہ تاکل کرنے والے ہیں یعنی لوگوں کا مال کھانے والے ہیں، میں تمہیں بتلاؤں کہ توکل کرنے والے کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا ضرور فرمایا وہ شخص جو مٹی میں دانے کو ڈال دے اور پھر اللہ عزوجل پر بھروسہ رکھے ۔ (حوالہ مذکور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں بے کار شخص کو ناپسند کرتا ہوں جو نہ دنیا کے کام میں مشغول ہو اور نہ آخرت کے کام میں ۔ (مجمع الزوائد:۴/۶۳)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے یہ فکر تابعین اور ائمہ دین کی طرف منتقل ہوئی حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ جو شخص کام نہ کرتا ہو اس کے لئے کھانا کھانا جائز نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ سچا تاجر بہتر ہے یا وہ شخص جس نے خود کو عبادت کے لئے فارغ کر لیا ہو، فرمایا سچا تاجر، کیوں کہ وہ ناپ تول اور لین دین میں شیطان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ (احیاء علوم الدین:۲/۵۸) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص یہ سوچ کر گھر یا مسجد میں بیٹھ جائے کہ میری روزی خود بخود میرے پاس پہونچ جائے گی تو کیسا ہے انہوں نے کہا ایسا شخص جاہل ہے۔ (حوالہ مذکور)

روزی کے نو حصے تجارت ہی میں ہیں

تجارت کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اپنے لئے لازم سمجھ لو کیوں کہ روزی کے دس سے نو حصے تجارت میں ہیں: علیکم بالتجارة فان فیها

تسعة اعشار الرزق. (احیاء علوم الدین:۲/۵۷) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجر کے متعلق فرمایا کہ:

اَلتَّاجِرُ الصُّدُوْقِ الْاَمِیْنِ مَعَ النَّبِیّنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ. (سنن ترمذی:۱/۱۲۱۵)

سچا امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ یعنی وہ تاجر جو اپنی تجارتی مصلحت اور نفع ونقصان کو نظر انداز کر کے سچائی اور امانت داری پر قائم رہتا ہے تو وہ بھی مجاہد کی طرح ہے جو دن بھر میں نہ معلوم کتنی مرتبہ نفس کے تقاضوں سے لڑتا ہے ۔ بارہا اس کے سامنے ایسا موقع آتا ہے کہ وہ تھوڑی سے خیانت کر کے لاکھوں کما سکتا ہے، لیکن وہ ہر حال میں ایمان داری کے دامن کو تھامے رہتا ہے تو ایسے شخص کے لئے بشارت ہے کہ اسے اللہ کے مقبول ترین بندوں یعنی نبیوں، صدیقوں، رسولوں اور شہیدوں کی رفاقت حاصل ہوگی۔ حلال و پاکیزہ روزی مومن کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ تم کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجوں پھر تم اللہ تعالیٰ کے فضل صحیح سالم لوٹو، اور وہ مہم تمہارے ہاتھ فتح ہو اور تم کو مال غنیمت حاصل ہو اور اللہ کی طرف سے تم کو مال ودولت کا اچھا عطیہ ملے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام مال ودولت کیلئے قبول نہیں کیا بلکہ میں اسلام کی رغبت ومحبت کی وجہ سے اس کو قبول کیا ہے اور اس لئے کہ آپ کی معیت ورفاقت مجھے نصیب ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرو رضی اللہ عنہ اللہ کے صالح بندہ کیلئے جائز وپاکیزہ مال ودولت اچھی چیز اور قابل قدر نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حلال وپاکیزہ مال عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بچوں کی تربیت کیلئے رہنما اصول

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین باوقار صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات،عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! بچوں کی تعلیم وتربیت مستقبل کی فکر گھر والوں کے ذمہ ہے ان کی تربیت کا صحیح بندوبست کیا جائے گا تو آگے چل کر انکا مستقبل تابناک ہوگا اور والدین وسرپرستوں کی نیک نامی کا ذریعہ بنیں گے ۔قرآن کریم نے صاف طور پر فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا ۔ اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے ،والدین کی خصوصاً والد کی ذمہ داری ہے کہ اولاد کی نگہداشت رکھے ان کی دنیوی واخروی زندگی فکر کرے ورنہ یہی بچے کل قیامت کے دن اپنے والدین کا گریبان پکڑیں گے اور کہیں گے یا اللہ انہوں نے

ہی میری آخرت خراب کی تھی اس لئے اولاد کو کہیں جتنی کوششیں معاش کے لئے کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ آخرت کے لئے بھی کریں اور کم سے درجہ تو یہ ہے کہ ان کو دین کی بنیادی تعلیم ضرور دلائیں عالم بنانا تو فرض کفایہ ہے اس سے بچ سکتے ہیں مگر بنیادی معلومات تو ہر ایک مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

مزید توجہ کی ضرورت

موجودہ دور میں مسلمانوں کی نسلوں کو دین وایمان اور مذہب وعقیدہ کی بقاء وتحفظ کے ساتھ زیور تعلیم سے آراستہ کرنا بہت نازل اور مشکل کام ہے، کیونکہ عموماً جن اسکولوں اور کالجوں میں ہمارے بچے زیر تعلیم ہوتے ہیں وہاں کا نصاب تعلیم ونظام تعلیم اسلام دشمن ودین بیزار عناصر کا مرتب کردہ ہوتا ہے، جس کے مطالعہ کے بعد ہمارے بچوں کے بنیادی اعتقادات ومسلمات پاش پاش ہوجاتے ہیں دوسری طرف اسکولوں اور کالجوں کا آزادانہ ماحول اور برے ساتھیوں کی صحبت ان کے ایمان واخلاق اور صحت وکردار پر اثر انداز ہوتی ہے۔اگر ان کی اصلاح نہ کی جائے تو وہ بگڑتے چلے جاتے ہیں، پھر معاشرہ کیلئے ناسور بن جاتے ہیں۔لہٰذا والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی مصروفیات کے باوجود اپنے بچوں کی تربیت وتندرستی کی طرف خصوصی توجہ مبذول فرمائیں۔ ذیل میں والدین کیلئے رہنما اصول دیئے جارہے ہیں:

- بچوں کو بھرپور پیار دیں اور ان کی ہر جائز ضرورت کا خیال رکھیں
- بچوں کو متوازن غذا دیں
- بچوں کی پاکی وصفائی کا خیال رکھیں
- بچوں کا طبی معائنہ کرواتے رہیں

- بچوں کو اپنے کام میں چست اور وقت کا پابند بنانے کی کوشش کریں
- بچوں کو کھیل کود میں حصہ لینے کا موقع دیں
- بچوں کی تعلیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے رہیں اور ضرورت پڑنے پر ان کی رہنمائی کریں۔اس سے بچے کی ہمت اور تعلیمی معیار بلند ہوتا ہے
- بچوں کے دن بھر کا پروگرام بالکل طے ہو اور اس کو لکھ کر ڈرائنگ روم کی دیوار پر چسپا کردیں
- بچوں کے ہوم ورک کی طرف توجہ دیں
- بچوں کے سامنے اساتذہ کی برائیاں اور کمزوریاں بیان نہ کریں
- ادارہ یا استاد کے متعلق بچے کی کسی شکایت پر فوراً طیش میں نہ آئیں منتظمین یا استاد سے براہ راست ملاقات کے بعد ہی کسی نتیجہ پر پہنچیں، ورنہ خود آپ ہی کا نقصان ہوگا
- اپنے دوست واحباب کے سامنے بچوں کی برائیاں اور کمزوریاں بیان نہ کریں
- تمام بچوں سے مساویانہ سلوک کریں
- بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھیں، تربیت ہی دراصل انسان کو انسان بناتی ہے
- گھر میں ہفتہ واری اجتماع کا اہتمام کریں، جس میں گھر کے ہر فرد کی شرکت لازمی ہو۔اس اجتماع میں بچے کے اندر اچھا بننے کا شوق اور برا بننے سے نفرت پیدا کریں
- گھر میں روزانہ کسی مناسب وقت میں قرآن ودعائیں یاد کرانے کا نظم کریں
- بچوں کو غلط صحبتوں سے دور رکھیں
- بچوں کو صوم وصلوٰۃ کا پابند بنائیں
- بچوں کو بڑوں کا ادب کرنا سکھائیں

- اگر گھر میں انٹرنیٹ ہو تو نگرانی کرتے رہیں کہ بچے کیا دیکھ رہے ہیں اور کیا کررہے ہیں
- دوران تعلیم حتی الامکان بچوں کو موبائل سے دور رکھیں، یہ ان کے مستقبل کو تاریک بنادیتا ہے
- بچوں کے لئے ٹی وی دیکھنا ذہنی، تعلیمی، طبی ہر اعتبار سے انتہائی مضر ہے۔اکثر بچے کلاس روم میں بیٹھے تصوروں میں کھوئے رہتے ہیں، سنیما بینی کی وجہ سے بچوں میں تشدد کے رجحانات بھی پیدا ہوتے ہیں
- بچوں کے سامنے اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں، بچوں کا ذہن والدین کے عادات واخلاق سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہے
- بچوں کے سامنے گھریلو پریشانیوں کا ذکر نہ کریں
- آپس کی نوک جھوک کے دوران غیر شائستہ الفاظ کا استعمال نہ کریں

ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کی بابت سوال ہوگا

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”اَلا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ“ سن لو! تم سب کے سب نگراں اور محافظ ہو ہر ایک سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا۔شوہر سے بیوی کے تعلق سے پوچھا جائے گا کہ اس کے حقوق کو ادا کیا کہ نہیں، بیوی سے شوہر کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس کے حقوق کی ادائیگی میں امانت داری سے کام لیا کہ نہیں۔اسی باپ سے بیٹے کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ اس کو تربیت دیا کہ نہیں اس لئے والد کو چاہئے کہ اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت کا بندوبست کرے۔نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے

بہتر کوئی چیز تحفہ میں پیش نہیں کی یعنی اولاد کو ادب سکھانا سب سے بڑا تحفہ ہے آپ نے بچے سے اتنا کہہ دیا کہ بیٹے ہاتھ دھوکر بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا کرو تو آپ نے بچے کو عظیم تحفہ عطا کر دیا جب بچہ اس طرح عمل کرتا رہے گا اس کو تو ثواب ملے گا ساتھ آپ کو بھی ثواب ملتا رہے گا اولاد جتنی نیک ہوگی والدین کے لئے اتنا ہی بڑا ذخیرہ ہوگا جو مرنے کے بعد ہی نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ اس لئے کوشش کریں کہ ہماری اولاد نیک وصالح ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

تجارت کی فضیلت اور برکت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات! محسن انسانیت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "طَلَبَ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَهِ" حلال حاصل کرنے کی فکر وکوشش فرض کے بعد فریضہ ہے جس طرح نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہ فرائض ہیں اسی طرح ان فرائض کے بعد درجہ اور مرتبہ حلال کمائی فکر وکوشش اور جدوجہد بھی ضروری ہے تاکہ حرام سے بچ سکے اور حلال سے اپنا پیٹ بھرے اور ظاہر بات ہے کہ جب دیگر فرائض کی ادائیگی پر اجر وثواب ملتا ہے اسی طرح حرام سے بچکر حلال روزی کمائی جائیگی تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب کی بارش ہوگی۔

تجارت محبوب پیشہ

آنحضرت ﷺ نے نبوت سے پہلے کامل ۱۲؍سال تجارت کی اور اسے اس قدر وسعت دی کہ آپ کا تجارتی مال شام ویمن، بحرین، کویت اور مسقط کی زبردست منڈیوں میں بکنے جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں دو مرتبہ بہ نفس نفیس رسول مہربان ﷺ نے ملک شام کا سفر بھی فرمایا۔

سرور کائنات ﷺ نے فرمایا تھا، رزق حلال کی طلب فریضۂ الٰہی کے بعد سب سے اہم فریضہ ہے۔ ''رزق کے دس حصوں میں نو حصے تجارت میں ہیں۔ سچا اور دیانت دار تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے طور پر اٹھایا جائے گا۔ میں تمہیں تجارت کی وصیت کرتا ہوں، اگر خدا دولت دے تو اسے آرام سے اٹھاؤ''۔

نبی امی ﷺ محترم کا محبوب پیشہ تجارت تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خدا اور رسول ﷺ کے ارشادات کے بموجب تجارت سے کسب حلال کی جستجو میں زیادہ حصہ لیا۔ اسلام کا نظریہ معاش ان کے سامنے رہا، وہ یقین واعتقاد رکھتے تھے کہ معاش کا سرچشمہ ذاتِ باری ہے۔ وہی رزاق مطلق اور رزاق عالم ہے کوئی رزق سے محروم نہ رہے، زیادہ نفع کے انتظار میں مال روک لینا، بازار کے نرخ سے بے خبر رکھ کر سودا کر لینا، اس قسم کی باتیں اسلام میں ممنوع ہیں۔ کم سے کم نفع، پورا تولنا، درست ناپنا، سچائی، دیانت اور خوش اخلاقی بنیادی اصول تھے۔ زیادہ نفع خوری، گراں تر قیمت پر بیچنے کی کوشش یہودی تاجروں کا مسلک رہا ہے۔ اسی وجہ سے جہاں یہودی تاجروں کے قدم پہنچے، ان کے سرمایہ دارانہ داؤ گھات سے لوگ چیخ اٹھتے تھے، سود اور سٹہ پر تجارتی بنیادیں استوار ہوتی تھیں۔ مسلمان تاجروں کا وہ مقابلہ نہ کر سکے، کیونکہ یہ ایک ایک پیسہ حلال اور جائز طریقے سے کماتے تھے، دھوکہ دینا، گاہک کی نادانی سے

فائدہ اٹھانا تو درکنار اگر انہیں کسی سودے میں شبہ ہوگیا کہ بیچے ہوئے مال میں کوئی نقص تھا جو خریدار کو معلوم نہیں ہوا، اس صورت میں وہ خریدار کو تلاش کر کے آگاہ کرتے۔ اگر اس کا پتہ نہ چلتا تو یہ رقم مشکوک سمجھ کر اپنے استعمال میں نہیں لاتے۔

تاجر کا سب سے بڑا سرمایہ اعتماد ہوتا ہے خواہ کسی کو کتنا ہی نقصان پہنچا لیکن اپنی ساکھ کو خراب نہ ہونے دے۔ نقد نقصانات اٹھائے لیکن اعتماد نہ جانے دے۔ اس کی سینکڑوں مثالیں تاریخ میں موجود ہیں کہ اگر کسی کے پاس سے خریدار کا پیسہ آگیا، تو انہوں نے اس کی واپسی کے لئے سفر کی مشقتیں اٹھائیں۔

یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے تجارت میں خداداد خیر وبرکت کا ظہور پایا، ان کی ہنر مندی کا راز برکت تھی اور خدا نے برکت اس لئے دی کہ دولت کو صحیح مصارف میں خرچ کرتے تھے۔ دولت کو خدا کے مقرر کردہ قانون کے مطابق کمزور اور ناتواں مخلوق پر لٹانا اپنے کو معیار تھا، اسی واسطے دولت کی کثرت دل ودماغ کی فضا کو آرام ومسرت سے محروم کر کے سکون واطمینان کے فقدان کا موجب نہیں ہوئی خدمت خلق میں روحانی خوشی پاتے تھے جس قدر دولت بڑھی، جوہر سخاوت چمکا، صحابہ رضی اللہ عنہم میں سینکڑوں کروڑ پتی اور ہزاروں لکھ ہوگئے۔ یہی اصول ان کی کامیابی کا پہلا راز ہے۔

معاملات کی بنیاد چار اصول پر

حضرت مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسانی زندگی کے اس شعبہ یعنی معاملات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ جو ہدایتیں اور احکام امت کو ملے ہیں ان کی بنیاد جہاں تک ہم نے سمجھا ہے چار اصولوں پر ہے ایک خلق اللہ کی نفع رسانی دوسرے عدل تیسرے سچائی ودیانت داری چوتھے ساحت جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر فریق دوسرے کے ساتھ رعایت اور خیر خواہی کا معاملہ کرے

خاص کر کمزور اور ضرورت مند فریق کو حتی الوسع سہولت دی جائے اگر یہ چار اصول تجار اپنی تجارت اور کاروبار میں اپنالیں تو ان کی تجارت میں چار چاند لگ جائے گا۔ تجارت وسوداگری سے مقصود محض پیسہ کمانا ہی نہ ہو بلکہ حلال طریقہ سے پیسہ کمانے کی فکر ہونی چاہئے اگر دغا وفریب اور جھوٹ بول کر تجارت کی جارہی ہے اور مال اکٹھا کیا جارہے ہے تو قیامت کے دن یہی تجارت وبال جان بنے گی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن جب حساب کتاب کے لئے بارگاہ خداوندی میں پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کرلی جائے۔ ایک اس کی پوری زندگی کے بارے میں کہ کن کاموں اور مشغلوں میں ان کو ختم کیا؟ اور دوسرے خصوصیت سے اس کی جوانی کے بارے میں کہ کن مشغلوں میں ان کو بوسیدہ اور پرانا کیا؟ اور تیسرے اور چوتھے مال ودولت کے بارے میں کہ کہاں سے اور کن طریقوں اور راستوں سے اس کو حاصل کیا تھا اور کن کاموں اور کن راہوں میں اس کو صرف کیا تھا اور پانچواں سوال ہوگا کہ جو کچھ معلوم تھا اس پر کتنا عمل کیا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر انسان سے اس کی آمدنی اور خرچ کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اس لئے حلال روزی ہی کمائیں اور صحیح مصرف میں ہی خرچ کریں تاکہ خدا کی گرفت سے بچ سکیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

کفار ومشرکین کیلئے دنیا اور مومن کیلئے آخرت ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ. وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کیلئے آخرت میں عظیم نعمتیں تیار کررکھی ہیں جن کا یہاں وہم وگمان اور

تصور بھی نہیں کر سکتا اسی طرح کافروں کیلئے دردناک عذاب بھی تیار کر رکھے ہیں۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلدُّنیَا سِجنُ الْمُوْمِنِ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ دنیا مومن کا قیدخانہ اور کافر کی جنت ہے۔ قیدخانہ میں کو آرام نہیں ہوتا اس لئے مسلمانوں پر مصائب ومشکلات آئیں تو ان کو صبر واستقامت کے ساتھ کام لینا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بہت کچھ تیار کر رکھا ہے۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہمارے اوپر ایک نیا چاند گزر جاتا پھر دوسرا نیا چاند گزر جاتا پھر تیسرا چاند گزر جاتا لیکن رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر میں آگ نہ جلائی جاتی۔ میں نے کہا: اے خالد پھر آپ لوگوں کی گزر بسر کس چیز پر ہوتی تھی؟ انہوں نے کہا یہی دونوں کالی چیزیں یعنی کھجور اور پانی۔ (بخاری، مسلم، احمد) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا لینا دینا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کوئی سوار گرم دن میں سفر کرے پھر وہ دن کی ایک گھڑی میں ایک درخت کے نیچے سایہ حاصل کرے پھر اسے چھوڑ کر چلا جائے۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، اس پر کوئی چیز بچی ہوئی نہیں تھی، آپ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا، جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ کے پیر کے پاس 'سلم' کے درخت کے رنگے ہوئے پتے تھے (جس کے چمڑے کو دباغت دی جاتی ہے) آپ کے سر کے پاس کچھ کھالیں لٹکی ہوئی تھیں، میں نے چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو مبارک میں دیکھے میں رونے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا تم کیوں رو رہے ہو؟ میں نے

کہا اے رسول اللہ ﷺ کسریٰ وقیصر زندگی کس طرح گذار رہے ہیں، آپ نے فرمایا: 'کیا تم یہ پسند نہیں کرو گے کہ ان کے لئے دنیا ہو اور تمہارے لئے آخرت'۔

(اخرجہ البخاری فی التفسیر)

دنیا کی زیب وزینت پر الجھنا نہیں چاہئے

اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کو مخاطب کرکے اہل ایمان کو متنبہ فرمارہے ہیں: ''وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلَی مَا مَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنیَا لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ'' اور ہرگز آپ ان چیزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی مت دیکھئے جس سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کیلئے متمع کر رکھا ہے کہ وہ دنیوی زندگی کی رونق ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھے تم لوگوں کے بارے میں جس چیز کا سب سے زیادہ خوف اور خطرہ ہے وہ دولت وزینت دیتا ہے جو تم پر کھول دی جائے گی۔ آپ علیہ السلام نے پہلی ہی خبر دیدی تھی کہ آئندہ زمانہ میں تمہاری فتوحات دنیا میں ہوگی اور مال ودولت اور عیش وعشرت کی فراوانی ہوجائے گی۔ وہ صورت حال کچھ زیادہ خوش ہونے کی نہیں بلکہ ڈرنے کی چیز ہے کہ اس میں مبتلا ہوکر اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے احکام سے غفلت نہ ہوجائے۔ یہ تو مشاہدہ ہے کہ انسان مصیبت اور فقر وفاقہ میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرتا ہے اور خوشحالی میں بھول جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ایک دوسری سند سے آتی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں: میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اللہ سے دعا کریں کہ آپ کی امت کو کشادگی عطا کردے اس نے فارس اور روم پر کشادگی بخشی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے! یہ سن کر آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور (غصہ سے) فرمایا: اے ابن خطاب کیا تم شک میں ہو؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیوں کا بدلہ دنیا کی زندگی میں

جلا دیا جاتا ہے۔ (اخرجہ مسلم فی الطلاق) حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ اپنے مہمانوں کے لئے وہ چیزیں چاہیں گے جنہیں لوگ اپنے مہمانوں کیلئے چاہتے ہیں؟ (یعنی عمدہ سامان گھر وغیرہ) انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اس کو وہ لوگ پار نہیں کرسکیں گے جو (مال ودولت سے) بوجھل ہیں، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی کو پار کرنے کیلئے ہلکا پھلکا رہوں۔ (صحیح الجامع الصغیر رقم: ۱۹۹۷ء)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا تقویٰ

حضرت بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو وہ رونے لگے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں آپ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں؟ انہوں نے کہا میں دنیا (چھوڑنے پر) جزع وفزع کرتے ہوئے نہیں روتا ہوں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک چیز کی وصیت کی تھی لیکن میں نے آپ کی وصیت چھوڑ دی وہ یہ ہے کہ ہم دنیا میں سے اپنے گزر بسر کا سامان اتنا ہی رکھیں جتنا کہ کوئی سوار اپنا توشہ رکھتا ہے جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو ان کا ترکہ دیکھا گیا اس کی قیمت صرف تیس درہم تھی۔ (مسند احمد: ۴۳۸/۵)

آج تو کروڑوں کی جائداد ہوتی ہیں مال ودولت کے انبار ہوتے ہیں مگر پھر بھی مزید کی چاہت ہوتی ہے اور دم نکلی جاتی ہے مگر لالچ کم نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بری لالچ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بادشاہوں کا زہد اور تقویٰ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات! اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہ لوگ ہیں جو تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ سرکار دوعالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ . اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتے لیکن تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتے ہیں کون بندہ کتنا عمل کرتا ہے کیسا عمل کرتا احکام خداوندی کی کتنی پابندی کرتا ہے منہیات سے اجتناب کرتا ہے کہ نہیں اور دلوں کے اندر تقویٰ اور خشیت الٰہی ہے کہ نہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا انسان ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ رات بھر جاگ کر آخرت کی جوابدہی پر غور کرتے اور پھر اچانک بیہوش ہوکر گر پڑتے۔ آپ کی بیوی آپ کو بڑی تسلی دیتیں لیکن آپ کے دل کو قرار نہ آتا، اپنے جانشین کو وفات سے پہلے یہ وصیت فرمائی ”اب میں آخرت کی طرف جارہا ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ مجھ سے سوال کرے گا اور حساب لے گا، میں اس سے کچھ چھپا نہیں سکوں گا، اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہوگیا تو کامیاب رہوں گا، اگر راضی نہ ہوا تو افسوس میرے انجام پر، تم کو میرے بعد تقویٰ اختیار کرنا چاہئے اور یاد رکھو تم میرے بعد زیادہ دیر زندہ نہ رہوگے۔ ایسا نہ ہو کہ غفلت میں پڑ جاؤ اور وقت ضائع کردو“۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلافت سے قبل شہزادوں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ خلافت کی ذمہ داری آن پڑی تو سارا دن سلطنت کی ذمہ داریاں پوری فرماتے اور رات کو بیٹھ کر گریہ وزاری کرتے۔ بیوی نے پوچھا تو فرمایا: ”میری سلطنت کے اندر جتنے بھی غریب، مسکین، یتیم، مسافر، گمشدہ، مظلوم اور قیدی موجود ہیں ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان سب کے بارے میں مجھ سے پوچھے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے متعلق مجھ پر دعویٰ کریں گے اگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب دہی نہ کرسکا تو میرا انجام کیا ہوگا؟“ جب ان باتوں کو سوچتا ہوں تو میری طاقت گم ہوجاتی ہے دل بیٹھ جاتا ہے اور آنکھوں سے بے دریغ آنسو بہنے لگتے ہیں۔

ایک دفعہ اپنی بیوی سے پوچھا ”کیا گھر میں ایک درہم ہے، انگور کھانے کو جی چاہ رہا ہے۔“ بیوی صاحبہ نے کہا ”خلیفۃ المسلمین ہوکر بھی کیا آپ میں ایک درہم خرچ کرنے کی استطاعت نہیں؟“ فرمایا ہاں! جہنم کی ہتھکڑیاں پہننے سے یہ تنگی میرے لئے زیادہ آسان ہے“۔

ایک بڑھیا نے لشکر روک لیا

ایک مرتبہ سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ اپنے لشکر کے ساتھ سفر کررہے تھے۔ کسی جگہ پڑاؤ کیا تو فوجیوں نے اس بستی سے ایک گائے پکڑ کر ذبح کرلی۔ وہ گائے ایک بوڑھی عورت کی تھی۔ عورت اگلے روز سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے راستے میں آنے والے ایک پل پر جاکر کھڑی ہوگئی۔ سلطان وہاں سے گزرنے لگا تو عورت نے سلطان کو روکنے کا اشارہ کیا۔ جیسے ہی سلطان کی سواری رکی، بوڑھی عورت نے آگے بڑھ کر سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کی لگام تھام لی۔ صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا ”اے نیک خاتون! کیا بات ہے؟“ عورت نے کہا ”بادشاہ! میرے مقدمے کا فیصلہ اس پل پر کرنا چاہتے ہو یا آخرت کے پل پر؟“ سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ یہ الفاظ سنتے ہی گھوڑے سے نیچے اتر آئے اور پوچھا ”نیک خاتون! آخرت کے پل پر فیصلہ کرنے کی کسی میں ہمت ہے؟ مجھے بتا تیرے ساتھ کیا زیادتی ہوئی ہے؟ میں تیرے مقدمہ کا فیصلہ ابھی کردوں گا“ بوڑھی عورت نے عرض کیا ”بادشاہ سلامت! میں ایک غریب خاتون ہوں، ایک گائے میری زندگی کی بسر اوقات کا ذریعہ تھی، تمہارے فوجیوں نے وہ گائے پکڑ کر ذبح کردی ہے، مجھے میری گائے چاہئے“ سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فوجیوں کی اس زیادتی پر نہ صرف اس بوڑھی خاتون سے معافی مانگی بلکہ بہت سے درہم ودینار دے کر اس بوڑھی کو راضی کیا اور بڑی عزت واحترام سے رخصت کیا۔

اللہ کے فضل کے بغیر کوئی کامیاب نہیں

اللہ تعالیٰ اگر حساب لینے پر آجائیں تو کونسا بندہ حساب دے سکتا ہے اسی کا بیڑہ پار ہے جس کے ساتھ فضل کا معاملہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے ہروقت دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ ہمارے ساتھ فضل کا معاملہ فرما ہم تیرے انصاف کا سامنا نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان وجنات کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے کیا کما حقہ اللہ کی عبادت انسان وجنات کررہے ہیں گناہوں سے بچتے ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس سلسلہ میں کوتاہیاں ہورہی ہیں اور جیسے جیسے دور نبوت سے بعد ہوتا جارہا ہے لوگوں میں اعمال کی قدر وقیمت کم ہوتی جارہی ہے اور پہلے کے بادشاہ اللہ تعالیٰ سے جتنا ڈر اور خوف رکھتے تھے آج عام لوگ بھی اتنا خوف نہیں رکھتے جب کہ بادشاہوں کو سینکڑوں کام بھی رہا کرتے تھے مگر پھر اللہ کی عبادت ہی کیا کرتے اس کے خوف سے کانپتے رہتے تھے ہروقت ان کو اللہ تعالیٰ کا خوف ستائے رکھتا تھا مرنے کے بعد کی زندگی کو سامنے رکھتے تھے اور ظلم وستم سے دور رہتے ہاں ایسے بہت سے بادشاہ بھی تھے جن کے ظلم وسرکشی کی داستانیں بھی تاریخ کا تاریک باب رہیں بلکہ یہ کہئے امت مسلمہ کو بدنام کرنے کا کام کیا۔ لیکن نہ منصف وعادل بادشاہ بھی رہے انہیں کو ہم نمونہ بنا کر زندگی گذاریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اللہ تعالیٰ کے حضور خوف وخشیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. لَاتَجِدُ قَوْماً یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ کَانُوْآ اٰبَآءَ هُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْاِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (المجادلة:۲۲). صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ ماؤں اور بہنو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت بڑی پاکیزہ جماعت ہے دین کی خاطر ان حضرات کی بڑی قربانیاں ہیں جس طرح ہمارے پیغمبر

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سارے انبیاء میں سب سے معزز و برگزیدہ اور اللہ کے بڑے محبوب ہیں اسی طرح صحابہ کرام جن کو آپ علیہ السلام کی صحبت و رفاقت کا شرف حاصل ہے وہ بھی انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے برگزیدہ لوگ ہیں آسمان وزمین نے صحابہ کرام جیسی عظیم الشان ہستیاں بجز انبیاء علیہم السلام کے آج تک نہیں دیکھیں انہیں لوگوں نے ہمارے پیارے نبی ﷺ کا ہر طرح سے ساتھ دیا، اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی جانیں وقف کر دیں اور سینکڑوں صحابہ کرام میدان جہاد شہادت نوش فرما گئے ان لوگوں کے اللہ کا خوف فکر آخرت پیارے حبیب ﷺ سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

شیخین کا خوفِ خدا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی پرندوں کو دیکھتے تو سرد آہ بھر کر کہتے ”پرندو! تمہیں مبارک ہو کہ دنیا میں اڑتے پھرتے اور چگتے ہو درختوں کے سایوں میں بیٹھتے ہو اور قیامت کے روز تمہارا کوئی حساب کتاب نہیں۔ کاش! ابوبکر بھی تمہارے جیسا ہوتا“۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ راستے سے گزر رہے تھے کچھ خیال آیا، زمین کی طرف جھکے، ایک تنکا اٹھایا اور فرمایا ”اے کاش! میں اس تنکے کی طرح ہوتا، اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا، اے کاش! مجھے میری ماں نہ جنتی“۔ ایک دفعہ سورہ طور کی تلاوت فرما رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے ”اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ، مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ“ (تیرے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے جسے کوئی دفع کرنے والا نہیں“ (سورہ الطور: ۷-۸) تو اس قدر روئے کہ بیمار پڑ گئے اور لوگوں نے آکر عیادت کی ۲۳ھ میں آپ رضی اللہ عنہ نے حج ادا کیا، واپسی پر ایک جگہ ٹھہرے تو چادر بچھا کر چت لیٹ گئے

اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ”یا اللہ! اب عمر زیادہ ہوگئی ہے، قویٰ کمزور پڑ گئے ہیں، رعایا ہر جگہ پھیل گئی ہے اب مجھے اس حالت میں اٹھالے کہ میرے اعمال برباد نہ ہوں اور میری عمر کا پیمانہ اعتدال سے متجاوز نہ ہو“۔

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ فوت ہونے لگے تو آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور دعا مانگی ”الٰہی! تو نے حکم دیا ہم نے حکم عدولی کی، تو نے روکا ہم نے نافرمانی کی، یا اللہ! میں بے گناہ نہیں کہ معذرت کروں، طاقتور نہیں کہ غالب آجاؤں، اگر تیری رحمت شامل نہ ہوئی تو ہلاک ہو جاؤں گا“۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے گورنر اور گھر کی کل کائنات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مدائن کا گورنر بنایا اور چار پانچ ہزار درہم تنخواہ مقرر فرمائی، جب تنخواہ ملتی تو غریبوں، مسکینوں میں تقسیم کر دیتے اور خود اپنے ہاتھ سے چٹائی بن کر گزر بسر کرتے۔ مرض الموت میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے آئے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے پوچھا ”آپ رو کیوں رہے ہیں؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے ”واللہ! نہ موت سے ڈرتا ہوں، نہ دنیا کی خواہش سے، اس لئے روتا ہوں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ دنیا جمع نہ کرنا اور اس طرح دنیا سے رخصت ہونا جس طرح میں ہو رہا ہوں، مجھے ڈر ہے کہیں قیامت کے روز رسول اکرم ﷺ کی زیارت سے محروم نہ ہو جاؤں“۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کے گھر سے جو ”دنیا“ برآمد ہوئی وہ یہ تھی ایک پیالہ، ایک لوٹا، ایک بوسیدہ کمبل، ایک بڑی پلیٹ اور تکیہ کی جگہ استعمال ہونے والی دو اینٹیں۔

عہد فاروقی میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ گورنر سے ملاقات کے لئے شام گئے۔ رات کے وقت گورنر ہاؤس پہنچے۔ گورنر ہاؤس میں روشنی کا انتظام نہیں تھا۔ ایک کونے میں سواری کا پالان، چند اینٹوں کا بستر اور سردیوں میں اوپر لینے کی ایک چادر گورنر ہاؤس کا کل اثاثہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اظہار تعجب کیا تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں سنی کہ تمہارے پاس اتنا مال ہونا چاہئے جتنا مسافر کا زاد راہ ہوتا ہے''۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ خود بھی رونے لگے حتی کہ صبح ہوگئی۔

جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے

اللہ تعالیٰ کو کتنا پیار آتا ہوگا ایسے معزز لوگوں پر جب آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا تو فرشتوں سے برسبیل تذکرہ فرمایا میں مٹی سے انسان پیدا کروں گا تو فرشتوں نے کہا الہ العالمین آپ ایسی مخلوق کو پیدا کریں گے جو زمین پر خونریزی کرے فساد مچائے آپ کی تسبیح وتحمید کے لئے تو ہم کافی ہیں اللہ رب العزت جن کو قیامت تک پیش آنے والے سارے امور کا علم ہے۔ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالاَ تَعْلَمُوْنَ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے ہو جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عبادت وریاضت اور اطاعت وفرمانبرداری اور خوف وخشیت کو اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں تو فرشتوں سے بطور فخر کے فرماتے ہیں اے فرشتو! جن انسانوں کے بارے میں تم اندیشہ کررہے تھے کہ وہ تو فساد وخونریزی برپا کریں گے ان کو دیکھو کسی طرح میری عبادت میں مشغول ہیں اور مجھ سے اتنا ڈر اور خوف رکھتے ہیں۔ آج دین اسلام ہم تک جو صحیح شکل میں پہونچا وہ صحابہ کرام ہی لانے والے ہیں۔ صحابہ کرام کے ہم پر

بڑے احسانات ہیں دل سے ان کی عظمت ہمارا فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر صحابہ کرام کی مدح وسرا فرمائی ہے اور رسول اللہ ﷺ دنیا ہی میں صحابہ کرام کو جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری سناتے ہیں اور جو لوگ ان کی راہ پر چلتے ہیں ان کو ہدایت یافتہ ہونے کی بشارت سنائی جارہی ہے۔ **اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔**

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ والی زندگی نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضرت زینب بنت رسول ﷺ کے فضائل!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْراً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل بیت رسول کا تذکرہ فرمایا کہ ان کو طاہر یعنی ہر طرح کی گندگی سے پاک وصاف کر دیا میں اس وقت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے احوال آپ کے سامنے عرض کرتی ہوں۔

نام زینب رضی اللہ عنہا تھا والدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں آنحضرت ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بعث نبوی ﷺ دس برس پہلے مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئیں۔ حضور ﷺ کی عمر اس وقت تیس برس تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کم سنی میں (بعث نبوی سے قبل ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص (لقیط) بن ربیع سے ہوئی رخصتی نکاح کے چند سال بعد ہوئی۔ جب رسول کریم ﷺ منصب رسالت پر فائز ہوئے۔ تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا فوراً ایمان لے آئیں۔ بعث نبوی کے بعد کفار مکہ نے سرور کائنات ﷺ پر بے پناہ ظلم ڈھانے شروع کر دیئے۔ ابوالعاص کو کفار نے بہت اکسایا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بہت اچھا سلوک کرتے رہے۔ رسول کریم ﷺ نے ابوالعاص کے اس طرز عمل کی ہمیشہ تعریف کی باوجود اتنی شرافت اور نیک نفسی کے ابوالعاص نے بعض مصالح یا موانع کی بنا پر اپنا آبائی مذہب ترک نہ کیا۔ حتی کہ رسول کریم ﷺ نے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان دنوں اپنے سسرال میں تھیں۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی رہائی

رمضان المبارک ۲ھ میں حق وباطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے میدان میں ہوا اس میں حق غالب رہا اور قریش مکہ کے بہت سے آدمی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے ان میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہیں ایک انصاری حضرت عبداللہ بن جبیر نے اسیر کیا۔ اہل مکہ نے جب یہ خبر سنی تو قیدیوں کے قرابت داروں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے عزیزوں کی رہائی کے لئے زرفدیہ بھیجا حضرت زینب رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے شادی کے وقت تحفے میں دیا تھا جب سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں یہ ہار پیش کیا گیا تو حضور ﷺ کو خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا یاد آگئیں اور آپ ﷺ آبدیدہ ہوگئے۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اگر مناسب سمجھو تو یہ ہار زینب رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دو۔ یہ

اس کی ماں کی نشانی ہے۔ ابوالعاص کا فدیہ صرف یہ ہے کہ وہ مکہ جا کر فوراً حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیج دیں۔

تمام صحابہ نے ارشاد نبوی ﷺ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے بھی یہ شرط قبول کر لی۔ اور رہا ہو کر مکہ پہنچے۔ حضور ﷺ نے ان کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ بطن یاجج کے مقام پر ٹھہر کر انتظار کریں۔ جب زینب رضی اللہ عنہا مکہ سے وہاں پہنچیں تو انہیں ساتھ لے کر مدینہ آئیں۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے وعدہ کے مطابق اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ہمراہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ سے مدینہ کی طرف بھیجا کفار مکہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ حضور ﷺ کی بیٹی مدینہ جا رہی ہے تو انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور کنانہ بن ربیع کا تعاقب کیا اور مقام ذی طویٰ میں انہیں جا گھیرا حضرت زینب اونٹ پر سوار تھیں۔ کفار کی جماعت میں سے ہبار بن اکود نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے نیزے سے زمین پر گرایا وہ حاملہ تھیں سخت چوٹ آئی۔ اور حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ بن ربیع غضب ناک ہو گئے ترکش سے تیر نکالے اور انہیں کمان پر چڑھا کر للکارا کہ خبردار: اب تم میں سے کوئی آگے بڑھا تو اسے چھلنی کر دوں گا کفار رک گئے۔ ابوسفیان بھی ان میں شامل تھے انہوں نے کہا کہ بھتیجے اپنے تیر روک میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ کنانہ نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ ابوسفیان نے ان کے کان میں کہا محمد ﷺ کے ہاتھوں ہمیں جس رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا ہے تم اس سے بخوبی واقف ہو اگر تم اس کی بیٹی کو اس طرح کھلم کھلا ہمارے سامنے لے جاؤ گے تو ہماری بڑی سبکی ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ تم اس وقت زینب کے ہمراہ مکہ واپس لوٹ چلو اور پھر کسی خفیہ وقت زینب کو لے جانا کنانہ نے یہ بات مان لی اور حضرت زینب کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔ چند دن بعد وہ رات کے وقت چپکے سے حضرت زینب کو ہمراہ لے کر بطن یاجج پہنچے اور

انہیں زید بن حارثہ کے سپرد کر کے واپس مکہ چلے گئے۔ چونکہ حضرت زینب اور حضرت ابوالعاص میں شرک کی وجہ سے تفریق ہو گئی تھی اس لئے جب ابوالعاص سن سات ہجری میں مشرب با اسلام ہو کر مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو پہلے حق مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر کے حضرت ابوالعاص کے گھر بھجوا دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہیں۔ ۷ھ میں ہی خالق حقیقی کے حضور پہنچ گئیں اس کا سبب اسقاط عمل کی وہ تکلیف تھی جو پہلی دفعہ مکہ سے آتے ہوئے ذی طوی کے مقام پر انہیں پہنچی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا غسل

حضرت ام ایمن حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن نے رسول کریم ﷺ کی ہدایات کے مطابق غسل دیا اور جب غسل سے فارغ ہوئیں تو حضور ﷺ کو اطلاع دی آپ نے اپنا تہہ بند عنایت فرمایا اور ہدایت کی اسے کفن کے اندر پہنا دو۔ صحیح بخاری میں مشہور صحابیہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں بھی زینب بن رسول ﷺ کے غسل میں شریک تھی غسل کا طریقہ حضور خود بتلاتے جاتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ہر عضو کو تین بار یا پانچ بار غسل دو اس کے بعد کافور لگاؤ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے ام عطیہ رضی اللہ عنہا میری بیٹی کو اچھی طرح کفن میں لپیٹنا اس کے بعد بالوں کی تین چوٹیاں بنانا اسے بہترین خوشبوؤں سے معطر کرنا۔ نماز جنازہ نبی کریم ﷺ نے خود پڑھائی اور حضرت ابوالعاص نے قبر میں اتارا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ خود بھی قبر میں اترے۔ جس دن حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی حضور ﷺ بے حد مغموم تھے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

''زینب میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی''۔

اولاد

حضرت زینب نے دو اولاد چھوڑیں امامہ اور علی۔علی کی نسبت ایک روایت ہے کہ بچپن میں وفات پائی لیکن عام روایت ہے سن رشد کو پہنچے ابن عسا کر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکے میں شہادت پائی۔

امامہ سے آنحضرت ﷺ کو بہت محبت تھی۔آپ ﷺ ان کو اوقات نماز میں بھی جدا نہیں کرتے تھے۔آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ کسی نے کچھ چیزیں ہدیہ بھیجیں جن میں ایک زریں ہار بھی تھا امامہ ایک گوشے میں کھیل رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کو اپنی محبوب ترین اہل کو دوں گا ازواج رضی اللہ عنہن نے یہ سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہوگا۔لیکن آپ ﷺ نے امامہ کو بلا کر وہ ہار خود ان کے گلے میں ڈال دیا۔حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت امامہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ایماء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقد نکاح آئیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی سیرت میں ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے کہ انہوں نے کس طرح دین کی خاطر قربانیاں دیں اور مشکلات کا سامنا کیا خود صاحب شریعت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہی افضل بناتی اصیبت فی یہ میری بہترین بیٹی ہے جو میری وجہ سے اس مصیبت میں مبتلا ہوئی ہم بھی آج انہیں کے نام لیوا ہیں مگر دین کی خاطر کسی طرح کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار نہیں ہر وقت صرف اپنی فکر رہتی ہے ہمارے اندر یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ دین کی خاطر سب کچھ قربان کر دیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

دنیا ایک مسافر خانہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات ،ماؤں اور بہنو! ایک مسافر خانہ ہے اس تعلق سے آج کچھ باتیں آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں حدیث شریف میں موت کو مومن کے لئے تحفہ قرار دیا گیا موت ایک پل ہے جس سے گذر کر مومن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا اور اصل زندگی تو مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ دنیوی زندگی کی مقدار آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔آخرت کا ایک دن دنیا کے بچاس ہزار سال کے برابر ہے۔اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا:”اَلْکَیِّسَ مَنْ دَانَ نَفْسِہٖ وَعَمِلَ لَمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزِ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلٰی اللّٰہِ“ عقلمند شخص وہ

ہے جس نے نفس کو اپنے تابع کر لیا اور ایسے اعمال کئے جو مرنے کے بعد کام آئے اور بیوقوف وہ شخص ہے جو اپنی خواہشات نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ تعالیٰ سے بھی لمبی امیدیں قائم کی۔ ایک موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ دنیا آخرت کی کھیتی ہے یعنی دنیا میں جیسے اعمال کریں گے آخرت میں مرنے کے بعد وایسا ہی بدلہ پائیں گے اگر دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کی ہے اور اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری میں زندگی گذاری خواہش نفس کی اتباع وپیروی میں سرگرداں نہیں رہا تو اللہ تعالیٰ نیک بندوں میں شامل فرمائیں گے اور اگر خلاف شرع زندگی گذاری آخرت کی تیاری نہیں کی تو مرنے کے بعد اچھا انجام نہیں ہوگا اس لئے کہ اس نے تیاری نہیں کی۔

دنیا میں مسافر کی طرح رہو

یہ دنیا حقیقت میں اپنی کھوئی ہوئی جنت کی جستجو کرنے کی جگہ ہے۔ یہاں رہ کر ہمیں نیک اعمال کے ذریعے جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ یہ دنیا ایک مسافر خانہ ہے، ہماری یہ دنیوی زندگی گویا کہ ایک کشتی ہے جس میں سوار ہو کر ہم اپنا سفر طے کر رہے ہیں۔ اگر ہماری یہ کشتی صحیح سمت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق چلتی رہے تو ہم اپنی کھوئی ہوئی جنت تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اگر ہماری یہ کشتی غلط سمت میں سفر کرنے لگے تو پھر ہم بھٹک کر جس جگہ پہنچیں گے وہ جہنم ہوگی۔ جب یہ دنیا انسان کا عارضی ٹھکانہ ہے۔ اور اصل منزل آخرت ہے جس کے ہم راہی اور مسافر ہیں تو آخرت کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس دنیا کو مسافر خانہ سمجھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: کُنْ فِی

الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ (بخاری) ''تم دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہو''۔ اگر ہمارے ذہن میں یہ حقیقت ہر دم تازہ رہے کہ ہم مسافر ہیں تو کبھی دنیا کی دل فریبیوں میں نہیں کھو جائیں گے، بلکہ ہماری نظر آخرت پر ہوگی دنیا میں رہ کر دنیا کی رنگینی سے بچتے ہوئے جنت کو حاصل کرنے کی جدوجہد اور کوشش میں لگ جائیں گے۔ مذکورہ آیت میں مومن کے کرنے کا کام یہ بتایا گیا ہے کہ اسے دنیا کے پیچھے دوڑنا نہیں ہے کیونکہ یہ چند روزہ دنیا اس کا اصل مقام نہیں ہے، یہاں کی ساری چمک دمک عارضی ہے، اس میں کھو جانا اپنی اصل منزل کو کھونے کے مترادف ہے۔ اس کا اصل مقام تو جنت ہے جس کو حاصل کرنے کی طرف اسے دوڑنا ہے اس دنیا میں رہ کر اسے جنت کا خواہش مند بننا ہے وہاں کی اصل خوشیاں حاصل کرنے کی اسے فکر کرنی ہے۔ اس وقت دنیا کی چمک دمک نے ہماری آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے اصلی ٹھکانے سے غافل ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے دلوں میں جنت کو حاصل کرنے کا وہ شوق اور جذبہ نظر نہیں آتا جو مطلوب ہے۔ یہ جنت جس کی وسعت کا ہم صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے، اس کا تعارف کراتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: جنت کے سو درجات ہیں، اور ہر درجے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ (ترمذی، باب صفة درجات الجنة)

جنت کی جستجو

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ ان کے دلوں میں جنت بسی ہوئی تھی۔ وہ اس کو حاصل کرنے کی جستجو میں ہمیشہ رہا کرتے تھے۔ وہ دنیا میں رہ کر گویا جنت کی سیر کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے جنت کا تذکرہ کیا کہ اس کے آٹھ دروازے ہیں،۔ ہر ایک کو ان کی نیکیوں

کے مطابق ان دروازوں سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فوراً پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا کوئی خوش نصیب ایسا بھی ہوگا جسے جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہونے کا اختیار دیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! مجھے امید ہے کہ وہ خوش نصیب تم ہوگے۔ (ترمذی، باب فی مناقب ابی بکر وعمر) جنت ہماری منزل مقصود ہے۔ اس کی تمنا ہر مسلمان کے دل میں ہونی چاہئے۔ اس کو حاصل کرنے کے لئے ہر ایک کو فکر اور جستجو کرنی چاہئے۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے حصول کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ اللہ کے رسول ﷺ اکثر دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ ''اے اللہ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم کی آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں''۔ (افادات مولانا عبدالکبیر عمری مدظلہ)

اہل ایمان جنت میں داخل ہوں گے

جس آدمی کے دل میں بھی ایمان ہوگا وہ دیر سویر انشاء اللہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ اور صرف اللہ ہی پر ایمان نہیں بلکہ نبی آخرالزماں ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے اس امت کا جو کوئی بھی یہودی یا نصرانی میری خبر سن لے یعنی میری نبوت ورسالت کی دعوت اس تک پہونچ جائے اور وہ پھر مجھ پر اور میرے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے بغیر مرجائے تو ضرور وہ دوزخیوں میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنا چاہئے جو شخص دنیا سے ایمان بچا کر لے گیا وہ کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کی حالت میں موت عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

اندھیرے سے روشنی کی طرف

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ. وَقَالَ تَعَالٰى: اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات! اللہ تعالیٰ کے نزدیک بس اسلام ہی دین ہے جس نے اسلام قبول کرلیا وہی کامیاب ہے اور ہر ایک کے لئے راستہ کھلا ہے جو چاہئے اسلام میں داخل ہوسکتا ہے کوئی بھید بھاؤ اور اونچ نیچ نہیں ہے۔ قبول اسلام سے ایک واقعہ سناتی ہوں۔

مجھے بچپن ہی سے اسلام کے بارے میں یہ تاثر دیا گیا تھا کہ اسلام خونریزی کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اسلام نے وجود میں آنے کے بعد عیسائیوں سے بہت سی خونریز جنگیں لڑی ہیں۔ ان جنگوں میں عیسائیوں کو بے دریغ قتل کیا گیا ہے۔ اگر

عیسائیوں کے خون کو کسی طرح جمع کرنا ممکن ہو سکے تو یہ خون اس قدر زیادہ ہے کہ ساری زمین اس میں ڈوب سکتی ہے۔ بچپن ہی سے مجھے ایسی کتابیں پڑھنے کے لئے دی گئی تھیں جن میں بتایا گیا تھا کہ عیسائیوں کی بڑی آبادی کو مسلمانوں نے تہ تیغ کیا ہے۔ رحم کیا چیز ہے اور کمزوروں کے ساتھ حالت جنگ میں کس طرح کا سلوک کیا جاتا ہے، مسلمان اس سے ناواقف ہیں۔ میں جب اس طرح کی کتابوں کو پڑھتا تھا تو چشم تصور میں مجھے خوفناک مناظر آنے لگتے تھے۔ عورتوں کی چیخ وپکار اور معصوم بچوں کی گریہ وزاری کی آوازیں اپنے کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس کرتا تھا، اسکے علاوہ مجھے اسلام کے خلاف ہونے والی تقریروں کو سننے کا بھی موقع ملتا تھا۔ لندن کے کیتھولک گرجا گھر میں ایسی میٹنگیں ہوتی رہتی تھیں، جن میں دنیا کے مختلف ملکوں کے پادری پہنچ کر عیسائیوں پر کئے جارہے مظالم کی داستانیں بڑے رقت انگیز لہجے میں سنایا کرتے تھے۔ ان داستانوں کو سن کر اکثر لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے تھے۔ آہستہ آہستہ مجھے مسلمانوں سے نفرت ہونے لگی اور میری نفرت کا عالم یہ ہوگیا کہ اگر کوئی مسلمان مجھے نظر آتا، تو میں اس کو بڑی حقارت سے دیکھتا اور میری طبیعت میں اسلام دشمنی کا جذبہ شدت سے ابھرنے لگتا۔ ”تقدیر کے بدلنے میں دیر نہیں لگتی“۔ یہ ایک مشہور مقولہ ہے۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا، ایک دن ڈاک میں مجھے کتابوں کا ایک پیکٹ موصول ہوا۔ یہ پیکٹ مجھے بلا قیمت بھیجا گیا تھا، لندن کی مسلم اسلامک کلچرل ایسوسی ایشن نے مجھے کتابوں کا یہ پیکٹ بھیجا تھا، مجھے نہیں معلوم میرا نام و پتہ ان لوگوں کو کس طرح معلوم ہوا۔ یہ پیکٹ میں میرے نام ذاتی نوعیت کا ایک خط بھی تھا۔ جس میں گزارش کی گئی تھی کہ میں پیکٹ کی پانچوں کتابوں کو بغور پڑھوں اور اپنی رائے کا اظہار بھی کروں، اپنی اسلام دشمنی کے باعث مجھے غصہ آیا کہ آخر کچھ مسلمان مجھے اسلام کی طرف راغب کرنے کی کوشش کیوں

کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے کتابوں کا پیکٹ میز پر رکھ دیا، البتہ کتابوں کے ساتھ بھیجا گیا خط مجھے بے حد معنی خیز نظر آیا اور میں نے طے کرلیا کہ کتابیں بھیجنے والوں کو ایسا دندان شکن جواب روانہ کروں گا کہ ان کے ہوش اڑ جائیں گے اور انہیں اسلام کی خامیاں صاف نظر آنے لگیں گی۔

اسلامی عقیدہ

میں نے یکے بعد دیگر کتابوں کو پڑھنا شروع کیا۔ پانچوں کتابیں بے حد دلچسپ تھیں۔ ابتدا میں ان کتابوں سے میرا ذہن زیادہ متاثر نہیں ہوسکا۔ چونکہ ان کتابوں کا جواب دینا چاہتا تھا، اس لئے ان کتابوں کو بار بار پڑھنے کی ضرورت محسوس ہونے لگی، لیکن ہر مرتبہ کتابوں نے میرے دل ودماغ کو نئے سوالوں سے پریشان کردیا۔ سب سے بڑا اہم سوال یہ تھا کہ خدا ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، زمین وآسمان کی بادشاہت اسی کے قبضہ میں ہے، وہ کسی کی اولاد نہیں ہے، اور نہ اس سے کوئی اولاد ہے۔

جب کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا اکیلا ہونے کے باوجود اپنے دوسرے مددگاروں کے ساتھ مل کر اس کائنات کے نظام کو چلاتا ہے، زمین وآسمان کی پیدائش کے وقت خدا نے محسوس کیا کہ اسے اپنے کارندوں کی ضرورت ہے، چنانچہ حضرت عیسیٰ اور پاک مریم علیہما السلام کو اس نے اپنے کاموں میں حصہ لینے کے لئے مقرر کردیا، اسلام اس نظریہ کی سخت مخالفت کرتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر کو کچھ ایسی مضبوط دلیلوں کے ساتھ پیش کیا گیا تھا کہ اس کی تردید کرنے کے لئے میں لگاتار غور کرتا رہا، لیکن میرے پاس اسلام کے نظریہ توحید کو غلط ثابت کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ میرے ذہن پر اسلام کے نظریہ توحید نے گہرا اثر ڈالا۔ مجھے محسوس ہوا کہ عیسائی

پادری خدا کے وجود کے تعلق سے گمراہیاں پیدا کرتے رہے ہیں اور ان کے پاس اسلام کی تنقید کا جواب دینے کے لئے کوئی بھی مضبوط جواز موجود نہیں ہے۔

شادی سنت ہونے کے ساتھ انسانی ضرورت

ایک دوسری کتاب میں بتلایا گیا تھا کہ شادی کرنا ضروری ہے، جب کہ میں اب تک یہی سمجھتا آیا تھا کہ شادی ضروری نہیں، اگر شادی کرنا ضروری ہوتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام شادی ضرور کرتے، لیکن شادی ایک سماجی ضرورت ہے اور اس کا تعلق آدمی کے ضمیر اور اس کے ایمان سے بھی وابستہ ہے۔ اس حقیقت کو کتاب میں انتہائی مضبوط اور پر اثر دلیلوں کے ساتھ سمجھایا گیا تھا، نتیجہ میں جو کچھ ہے اس سے شادی کی ضرورت ثابت ہوجاتی ہے۔ میں نے اس وقت تک شادی نہیں کی تھی، لیکن اسلامی کتاب کے مطالعہ کے بعد میں نے اپنی طبیعت میں ایک بڑی تبدیلی محسوس کی۔ میرے اندر شادی کرنے کی خواہش پیدا ہونے لگی۔ یہی وہ جذبہ تھا جس نے اسلام کے بیحد قریب کردیا۔

تیسری کتاب میں اسلام کو امن کا داعی اور شانتی کا نقیب بتلایا گیا تھا، کتاب میں سمجھانے کی کوشش کی گئی کہ اسلام دنیا کے تمام انسانوں کو برابر کا درجہ دیتا ہے۔ دنیا کے تمام انسان حقوق کے اعتبار سے ایک ہی حیثیت کے حامل ہیں۔ دنیا کے لوگوں کی زبانیں، رنگ ونسل اور قد وقامت مختلف تر کہ ہے، جس نے دنیا کے سارے انسانوں کو برابری کے درجہ پر لا کھڑا کردیا ہے مذاہب کے اختلاف کو اسلام نے انسانی قدروں کے درمیان حائل نہیں ہونے دیا ہے، بلکہ مسلمانوں کی تاکید کی گئی ہے کہ وہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کا احترام کریں اور نفرت کو اپنے دلوں میں پیدا نہ ہونے دیں۔ جب کہ عیسائی پادری ہمیشہ اسلام کے خلاف نفرت پھیلاتے

رہتے تھے۔ ان کا مشن یہی ہے کہ اسلام کو بدنام کیا جائے اور مسلمانوں کو زمین سے نیست ونابود کرنے کے لئے جنگیں جاری رکھی جائیں۔

چوتھی کتاب میں وضاحت کی گئی تھی کہ اسلام صرف رسمی عبادت کا نام نہیں ہے۔ اسلام میں رسوم کو زیادہ اہمیت نہیں دی گئی ہے بلکہ اپنے ماننے والوں کے مزاج کی ایسی تربیت کی گئی ہے کہ ان میں اسلام کی قدروں نے مکمل طور پر اپنا قبضہ کرلیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنی جان دے سکتا ہے، لیکن اپنا مذہب نہیں دے سکتا، جب کہ عیسائیوں کو اس کی پوری اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے اپنے مذہب سے دستبردار ہوسکتے ہیں۔ ان سارے پہلوؤں پر میں ایک مدت دراز تک غور کرتا رہا اور آخر کار میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے اور مجھے اپنی سرخروئی کے لئے حلقہ بگوش ہوجانا چاہئے۔ اگر چہ واقعات بہت سے تجربات نے اہم رول ادا کیا ہے، لیکن میں تو یہی مانتا ہوں کہ اسلام زمین وآسمان کی سب سے بڑی دولت ہے، اور اللہ نے یہ دولت مجھے عطا کی ہے۔ میرا یقین ہے کہ میں دنیا میں بھی کامیاب ہوں اور آخرت میں بھی مجھے کامیابی ملے گی۔ میں آج عبداللہ کے نام سے پکارا جاتا ہوں۔ لیکن اصلی نام جان پیٹرسن تھا۔ (ماخوذ)

ہدایت اللہ کے ہاتھ میں

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب پر ایمان پیش کیا اور بڑی کوششیں کیں کہ چچا جان ایک مرتبہ تو کلمہ پڑھ لیں تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارش کرسکوں مگر ان کے مقدر مشرف با اسلام ہونا نہیں تھا اسلام نہ لا سکے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ
اے میرے حبیب آپ جسے ہدایت دینا چاہیں اسے ہدایت نہیں دے سکتے لیکن

اللہ جسے چاہے ہدایت دے سکتا ہے۔ وحشی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل ان کو ایمان کی توفیق مل گئی آپ ﷺ کی دختر نیک اختر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ایک حیثیت سے قاتل ہبار بن الاسود فتح مکہ کے موقع پر جس کا خون بدر کیا جاتا ہے مگر اس کو بھی اللہ ہدایت دیتے ہیں اور حلقہ بگوش اسلام ہوتا ہے۔ اسلام کی دولت جسے مل گئی اسے دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں مل گئیں۔ اللہ سے یہی دعا کریں کہ ہم سب کو خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

سود کی حرمت اور اسلامی احکام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات! قرآن کریم نے بڑی سختی سے سود سے منع فرمایا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے بار بار سود کی شناخت وقباحت کو بیان کیا تاکہ لوگ اس سے دور رہیں ایک موقع پر ارشاد فرمایا: اِنَّ الرِّبٰوا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ. سود اگرچہ بظاہر زیادہ معلوم ہو مگر انجام کے اعتبار سے وہ کم ہی ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں جس کثرت سے سود کی حرمت مذکور ہوتی ہے اور لوگوں کو اس سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے شاید اتنا کسی اور سے نہیں منع کیا گیا ہے۔

ابوحسان جہانگیر سلفی لکھتے ہیں کہ: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ روز اول ہی سے قوم یہود اپنی غیر معمولی مکاری وعیاری، بہانہ وحیلہ سازی کے لئے سب سے

زیادہ معروف تھی اور اپنے گونا گوں حیلوں کے ذریعہ وہ قوم انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی دھوکہ دیتے رہی اور ان کی شریعتوں کا مذاق اڑاتی رہی، اس مکارم قوم کے اباطیل وحیلوں میں سے ایک حیلہ سودخوری بھی ہے جب کہ سودخوری ان کے اوپر حرام تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: فَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ یعنی سود جس سے منع کئے گئے تھے اسے لینے کے باعث، گویا کہ یہودیوں کے من جملہ جرائم ومعاصی میں سے ایک عظیم ترین جرم سودخوری بھی تھی۔ اس آیت کریمہ کے تحت حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں: ''ان اللہ قد نھاھم ای الیھود عن الربوا فتناولوہ واخذوہ واحتالوا علیہ بانواع الحیل وصنوف من الشبہ واکلوا اموال الناس بالباطل'' یعنی اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو سودخوری ورشوت ستانی سے منع فرمایا اس کے باوجود ان لوگوں نے مختلف قسم کے شکوک وشبہات وانواع واقسام کے حیلے وحربے استعمال کر کے اس فعل بد کو اختیار کرلیا اور باطل یعنی سودی طریقہ سے لوگوں کے اموال وجائداد کو ہڑپنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کی۔

ڈاکٹر عمر بن سلیمان اشقر نے اپنی کتاب: ''الربٰوا واثرہ علی المجتمع الانسانی'' میں سودی معاملات کے تئیں ایک یہودی مفکر لاب کے بدترین موقف کا ذکر فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لاب کا کہنا ہے کہ اگر کوئی نصرانی آدمی کسی یہودی شخص سے قرض کا مطالبہ کرے تو قرض خواہ کو قرض دار کے اوپر مکمل طور سے حاوی ہو کر گراں قدر سود کے ساتھ ہی قرض دینا چاہئے تاکہ زیادہ بوجھ اور سود کی وجہ سے جب قرض دار قرض کی ادائیگی سے عاجز آجائے تب وہ (یہودی) کسی بڑے لیڈر کی معاونت سے اس نصرانی کے سارے املاک منقولہ وغیر منقولہ پر قبضہ جمالے۔

مسلم لیڈروں کی خاموشی

مذکورہ بالا پراگندہ فکر کی روشنی میں یہ کہنا مشکل نہ ہوگا کہ تم یہود کا ہر ایک فرد عالمی اقتصادیات ومعاشیات پر تسلط جمانے کے لئے کس قدر حیلہ بازی سے کام لے رہا ہے اور فی الواقع آج وہ عالمی اقتصادیات پر مکمل طور سے حاوی بھی ہے حتی کہ اسلامی ممالک میں بھی اس سودی کمپنی کام کر رہی ہے اور دھیرے دھیرے مسلمانوں کے مالی خون چوسنے میں سرگرم عمل ہے اور مسلم لیڈران خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں، اس کے خلاف کسی طرح کا اقدام تو دور کی بات خود اس کی معاونت کر کے فرمان الٰہی (وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گناہ کبیرہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اور ہر طرح کے جانی ومالی خطرات مول لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلدی ان کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

زمانہ جاہلیت میں سود کی بازارگرمی

دور جاہلیت کی تحدید وتعیین میں علماء اسلام کا کافی اختلاف ہے لیکن صحیح قول کے مطابق اسلام کی آمد سے قبل کے زمانہ کو جاہلیت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس میں دو شخص کا بھی اختلاف نہیں کہ عصر جاہلیت میں سودی کاروبار کا بازار بالکل شباب ستانی میں شہرۂ آفاق تھے وہ سودی لین دین کو اس قدر اہمیت دیتے تھے کہ اس کے لئے مرمٹنا بھی گوارہ تھا اور اس کی حلت کے خلاف کسی قسم کی آواز سننا ناپسند کرتے تھے۔ علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند سے مجاہد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ایام جاہلیت میں کوئی آدمی مقروض ہو جاتا اور وقت متعینہ پر قرض کی ادائیگی سے قاصر رہ جاتا تو خود قرض خواہ سے کثیر مقدار میں

سود کے عوض میں توسیع مدت کرالیتا تھا یہاں تک کہ چند ہی ایام میں سودی رقم رائس المال کے کئی گناہ زیادہ ہوجاتی تھی،قرآن کریم نے اسی ناگفتہ بہ حالت کا نقشہ یوں کھینچا ہے:یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مذکورہ بالا آیت کی شان نزول کی نشاندہی کرتے ہوئے مجاہد کے حوالہ سے فرمایا:''کانوا یبیعون الی اجل ،فاذا حل الاجل زاد فی الثمن علی ان یوخروھا، فانزل اللہ تعالیٰ....'' یعنی دور جاہلیت میں لوگ خرید وفروخت کرتے وقت ادائیگی قیمت کے لئے ایک وقت مقرر کرلیتے تھے،مقررہ مدت میں قیمت کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں مزید مہلت دے کر قیمت میں اضافہ کرلیتے تھے، چنانچہ اسی کی حرمت کے لئے آیت سابقہ نازل ہوئی اورعلامہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے بقول وہ لوگ جانوروں کے بیع وشراء ان کی عمر میں سال بسال اضافہ کرکے مقروض کے لئے دشواریاں کھڑی کردیتے تھے۔

سابقہ سطور کی روشنی میں ہم پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جاہلی دور میں سودخوری اس قدر عروج وترقی پرتھی کہ لوگوں کی فطرت وجبلت میں غیر معمولی تبدیلی آچکی تھی، آئے دن لوگوں میں اختلاف وانتشار،من مرضی وبداخلاقی ،حقوق غیر کی پامالی اورمحتاجوں وفقیروں کی اہانت ورسوائی عام فہم تھی۔

سود کی حرمت

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ مسئلہ نمبر(۲۹) کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ طائف کا مشہور رئیس ثقفی اوراس کے اخوان عبد یالیل وحبیب بن ربیعہ اپنے دور کے نہایت ہی دولت مند ومتمول لوگ تھے۔ بنومغیرہ انہیں لوگوں میں سود پر کاروبار کرتے تھے، چنانچہ جب ۸ھ میں طائف فتح ہوا اوراہل طائف مشرف بہ اسلام ہوئے تو ان

لوگوں نے بنومغیرہ سے سود کا مطالبہ کیا جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:''یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ''،یعنی اے ایمان والو!اللہ تعالیٰ سے ڈرو،اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔ کیونکہ ایمان کا تقاضہ یہی ہے کہ ہر چیز میں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے اس میں سود سے اجتناب بھی شامل ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پرآپ علیہ السلام کا خطبہ

حجۃ الوداع کے موقع پرآپ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ جاہلیت کے سارے سودی کاروبار توڑے اور باطل کئے جارہے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کا سودی بیوپار توڑتا اور باطل کرتا ہوں،سود کی قباحت بیان کرتے ہوئے ارشادفرمایا۔الربا سبعون جزء ایسرھا ان ینکح الرجل انه سودخوری کے ستر حصے ہیں ان میں سے ادنی اورمعمولی ایسا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنا جو اللہ ورسول اور یوم آخرت پرایمان رکھتا ہواس کا دل کیسے گوارا کرے گا کہ اتنی سخت وعید کے بعد سودی کاروبار کرے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو سود جیسی قبیح چیز سے ہماری حفاظت فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بوڑھے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا خصوصی حکم

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْناً عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات،عزیزہ طالبات ،ماؤں اور بہنو! والدین چونکہ ولادت کا سبب ظاہری ہیں اور اولاد کے لئے بڑی قربانیاں دیتے ہیں خصوصاً ماں بڑی مشکلات سے دوچار ہوتی ہے تکلیفیں برداشت کرتی ہے اور اولاد کے راحت

وآرام کا خاص خیال رکھتی ہے اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر جہاں اپنی عبادت کا حکم دیا ہے وہیں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم بھی دیا ہے۔خصوصاً جب والدین بوڑھے ہوجائیں تو اس وقت اولاد کی خدمت کے زیادہ مستحق اورمحتاج ہوتے ہیں۔وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْناً عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ. (لقمان:۱۴)اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کواپنے والدین کا حق پہچاننے کی خودتاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پرضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دوسال کا دودھ چھوٹنے میں لگے۔(اسی لئے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کراور اپنے والدین کا شکر بجالا۔میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَاناً حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھاً وَّوَضَعَتْہُ کُرْھاً، وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْراً. (الاحقاف:۱۵) ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اورمشقت اٹھا کر ہی اس کو جنا،اوراس کے حمل اوردودھ چھڑانے میں تیس مہینے لگ گئے۔

ان آیات میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے جس میں ماں باپ دونوں شامل ہیں اگر چہ ماں کی تکلیفوں اورمشقتوں کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے وہ دوران حمل بھی مشقت جھیلتی ہے،وضع حمل کے دوران بھی شدیداذیت سے دوچار ہوتی ہے اور پھر پیدائش کے بعد عرصہ تک دودھ پلاتی ہے۔اسی لئے بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا درجہ باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہے۔

ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: تمہاری ماں، یہ سوال انہوں

نے تین بار دہرایا۔آپ ﷺ نے ہر بار یہی جواب دیا۔یہی سوال انہوں نے چوتھی بار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا یہ حکم عام ہے۔لیکن جب وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے حقوق ادا کرنے ان کی دیکھ بھال کرنے اوران کے ساتھ اچھی طرح پیش آنے کا خصوصی حکم دیا گیا ہے۔بڑھاپا اپنے ساتھ متعدد عوارض لے کر آتا ہے۔انسان جسمانی قویٰ کمزور ہوجاتے ہیں۔وہ اپنے روزمرہ کے کاموں کی انجام دہی میں دشواری محسوس کرتا ہے۔بسا اوقات مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہوجاتا ہے۔چنانچہ طبیعت کے خلاف کوئی معمولی کام ہوجائے تو سخت ناگوری ہوتی ہے اور غصہ آجاتا ہے۔ایسے موقع پر اولاد کی سعادت مندی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ان کے دست وبازو بنیں، انہیں سہارا دیں ان کے کام انجام دیں، ان کی ضروریات پوری کریں، ان کی تنگ مزاجی کو برداشت کریں۔احادیث میں بوڑھے والدین کی خدمت کا درجہ جہاد فی سبیل اللہ سے بڑھ کر قرار دیا گیا ہے۔

ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں جہاد کے لئے نکلنا چاہتا ہوں۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا: **فَفِیْهِمَا فَجَاهِدُ** (ان کے ساتھ رہ کر جہاد کرو) ساتھ رہ کر جہاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی خدمت کرو۔

ایک دوسری روایت میں جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے یہ مذکور ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہر کو عرض کیا: میں اللہ تعالیٰ سے اجر کی طلب میں آپ کے ہاتھ پر ہجرت اور جہاد کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں دونوں زندہ ہیں؟ آپ ﷺ نے اس شخص سے پھر سوال کیا: کیا تم اللہ سے اجر

کے طالب ہو؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا: **فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْکَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا**. تب اپنے والدین کے پاس واپس جاؤ اوران کی اچھی طرح خدمت کرو۔

جس شخص کو اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کی توفیق ملی ہو اسے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔اور جس شخص نے انہیں بڑھاپے میں پایا ہو، پھر بھی ان کی خدمت نہ کی ہو اسے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔(تحقیقات اسلامی، ص۸۶ تا ۸۷، جولائی، ستمبر ۲۰۱۲ء)

والدین کی نافرمانی کا وبال دنیا ہی میں

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والے دنیا میں بھی سرخرو رہتے ہیں اور مرنے کے بعد جو اجر وثواب اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھے ہیں وہ تو ملیں گے ہی اور جو والدین کی نافرمانی کرتے اور ان کو تکلیف پہونچاتے ہیں تو ان کو دنیا ہی میں اس کا وبال ملتا ہے۔حدیث شریف میں ایک اہم باب کی طرف خاص طور پر توجہ دی گئی ہے کہ بسا اوقات انسان اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا بلکہ نافرمانیوں میں زندگی گذار دیتا ہے۔اور والدین کے انتقال کے بعد اولاد کو افسوس ہوتا ہے تو اب کیا کرے اس کا علاج بتلایا گیا کہ والدین کے لئے کثرت سے دعائیں کرے ایصال ثواب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی فرمانبرداروں میں لکھدیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کا فرمانبردار اور اطاعت شعار بنائیں۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

صدقات اور ہدایا کے مادّی فوائد

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات!

اسلام کے احکام واصول اتنے عمدہ ہیں کہ ان کو اختیار کر لینے سے صرف اخروی فائدہ ہی نہیں بلکہ دنیوی فوائد بھی ہیں شریعت نے امت کے مالدار طبقہ پر زکوٰۃ فرض قرار دے کر غریبوں کی معاشی حالت میں سدھار اور عظیم اصلاح کا طریقہ بتاتا ہے اسی طرح صدقات نافلہ اور ہدایا وغیرہ کے ذریعہ بھی غریبوں کی امداد واعانت کا اہم فریضہ انجام دیا ہے۔ قرآن کریم میں جابجا نفلی صدقات کا حکم دیا گیا اور اس کے فضائل بیان کئے گئے اس لئے کہ دوست واحباب اور بہت سے باغیرت

لوگ زکوٰۃ لینے پسند نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کی ہدایا وتحائف سے مدد کی جائے تاکہ ان کی معاشی حالت مستحکم ہوسکے۔

صدقات وزکوٰۃ کے ذریعہ معاشی اصلاح

اسلامی تعلیمات میں صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کے ذریعہ بھی معاشی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کبھی کسی سائل کو منع نہیں فرمایا۔ ایک دفعہ ایک ہی مجلس میں ستر ہزار درہم تقسیم فرمادیئے۔ امت میں آپ نے قابل رشک اسے قرار دیا جو اپنا مال راہ حق میں خرچ کرتا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے ابن آدم خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا''۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: ''خرچ کرو، گن گن کر نہ دو ورنہ اللہ بھی تم کو گن گن کر دے گا اور جمع کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ بھی تمہارا حصہ جمع کر کے رکھے گا''۔ آپ ﷺ نے اہل وعیال پر خرچ کو بھی صدقہ قرار دیا، کیونکہ کسی بھی انسان کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ کو معاشی تحفظ فراہم کرے۔ اسی طرح رشتہ داروں پر خرچ کرنے کی بھی تاکید کی۔

صدقہ کے درج ذیل معاشی پہلو قابل توجہ ہیں:

۱- صدقہ خالصتاً دینی کام ہے، لیکن اخروی نعمتوں کے ساتھ یہ معاشی بہبود بھی لاتا ہے۔ اس کی مثال صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں ذکر ہے کہ ایک آدمی کی زمین کو بادل سیراب کرتے ہیں۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ وہ باغ کی پیداوار کے تین حصے استعمال کرتا ہے۔

۲- صدقہ جرائم سے چھٹکارے کا ذریعہ بنتا ہے اور کسی معاشرہ میں پرامن اور جرائم سے پاک ماحول معاشی تحفظ کی ضمانت ہے۔ اس کی مثال صحیحین کی وہ

حدیث ہے جس میں ایک ایسے آدمی کا ذکر ہے جو چور اور زانیہ کو صدقہ دے دیتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ صدقہ چور کو چوری اور زانیہ کو بدکاری سے روک دے۔

۳-حضرت حسن بصری کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے مریضوں کا صدقہ سے علاج کرو''۔

ہدیہ دینے سے محبت بڑھتی ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ ہدیہ سے دوسرے فرد کو معاشی تحفظ فراہم ہوتا ہے۔عہد نبوی میں تحائف میں دی جانے والی چیزوں پر غور کریں تو وہ بنیادی انسانی ضروریات کے زمرے میں آتی ہیں۔چند مثالیں پیش خدمت ہیں: ● صحابہ بارگاہ رسالت میں دودھ، کھجور اور طعام کے ہدایا پیش کرتے تھے۔ ● نبی کریم ﷺ غیر مسلموں کو کھانے کے تحائف بھیجتے تھے۔ ● آپ ﷺ کی خدمت میں ملبوسات کے تحائف بھی ارسال کئے جاتے تھے۔

تحائف وہدایا کی یہ روایات بتاتی ہیں کہ افراد کی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لئے یہ ایک اہم اور کارگر اصول تھا۔ (تحقیقات اسلامی، جولائی، ستمبر ۲۰۱۲ء ص ۷۲، ۷۳)

زکوٰۃ دیتے وقت تحقیق کرلیں

آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام میں انفاق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال کیا کرتے تھے ایک دفعہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بہت سے روپے پیسے ہدیہ میں آئے تو خود اس کو رکھنے اور اپنے استعمال میں لانے کے بجائے مدینہ کے غریب لوگوں میں اعلان کرادیا کہ آکر لے لیں چنانچہ غرباء آئے اور سارے روپے تقسیم کردیئے ان کی خادمہ نے کہا کہ آپ روزے سے ہیں کیوں نہیں بچا کر رکھ لئے تاکہ شام میں

افطاری کا نظم کرلیا جاتا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پہلے کیوں نہیں بتلائی اللہ اکبر یہ وہی شخص کرسکتا ہے جس کی نظر میں دنیا کی کوئی قدر و قیمت اور اہمیت نہ ہو۔صرف آخرت ہی پر توجہ اور دل لگا ہو بہر حال صدقہ وزکوٰۃ سے غریبوں کا بڑا فائدہ ہے لیکن آج کل ڈھونگی فقیر بہت ہوگئے ہیں۔جنہوں نے اپنا پیشہ ہی گداگری کو بنالیا ہے۔ جب کہ ان کے پاس لاکھوں اور بعض کے پاس کروڑوں کی مالیت ہوتی ہے اس لئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔تحقیق کرکے دیا کریں تاکہ آپ کا مال صحیح مصرف میں استعمال ہو اور غرباء ومساکین کی اعانت ہوسکے اور معاشی سدھار پیدا ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضور ﷺ کی آمد کی خبر دینے والا انجیل کا نسخہ دریافت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یَا بَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!
اسرائیلی سلسلہ کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں بنی اسرائیلی سلسلہ کے آخری نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب انجیل دے کر مبعوث فرمایا تھا اور انہوں نے نبی آخر الزماں محمد عربی ﷺ کے آنے کی بشارت و خوشخبری دی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ

ان کی بات کو نقل کرتا ہے اور وہ وقت بھی یاد کرنے کی قابل ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اسرائیل کی اولاد میں تمہارے لئے اللہ کا رسول ہوں اور اس تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے آئی اور خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہوگا پھر جب وہ لے کر آ گئے نشانیاں تو لوگوں نے کہا یہ تو کھلا ہوا جادو ہے یہ سب سے صریح پیشین گوئی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی سے اللہ تعالیٰ نے دی تھی اور انجیل میں مزید پیشین گوئیاں مذکور ہیں، لیکن عیسائی علماء نے ان میں تخریف اور ردوبدل کر دیا مگر آج بھی بعض نسخوں میں وہ پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ ۱۵۰۰ قبل مسیح کے نایاب نسخے کو عیسائی پادریوں نے چھپا دیا تھا۔

پاپائے روم بینیڈکٹ شائز دہم نے انجام کار انجیل مقدس کا وہ نایاب نسخہ معائنے کے لئے منگوا ہی لیا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود ان ہی کی زبانی حضرت محمد ﷺ کی آمد کی بشارت دی گئی ہے۔ یہ نادر و نایاب نسخہ ۱۵۰۰ قبل مسیح کا بتایا جاتا ہے۔ برطانوی اخبار ڈیلی میل کے مطابق قدیم عوامی زبان میں انجیل کا یہ نسخہ آج سے بارہ سال قبل دریافت کیا گیا تھا جو ابھی عیسائیوں کے مذہبی مرکز ویٹیکن (Vatican) میں موضوع بحث رہا تاہم اسے منظر عام پر نہیں لایا گیا تھا۔ ارامی زبان میں تحریر کردہ اس انجیلی نسخے میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک کاہن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنے بعد آنے والے نبی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا تھا کہ ان کا نام محمد ﷺ ہوگا اور وہ برکت والا ہوگا۔

العربیہ ڈاٹ نیٹ کے مطابق ترک وزیر ثقافت وسیاحت کے مطابق اس نادرونایاب مقدس نسخے کی قیمت ۲۲ ملین ڈالر بتائی گئی ہے اور یہ نادر نسخہ جلد پر سنہری حروف میں لکھا گیا ہے۔ جس کی قیمت ۲۴ ملین ڈالر بتائی جاتی ہے۔ ترک وزیر ثقافت وسیاحت کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ اس نادرونایاب مقدس نسخے کو

کلیساؤں اور پادریوں نے مبینہ طور پر اس لئے پوشیدہ رکھا تھا کہ اس میں بیان کردہ پیش گوئیاں قرآن کریم میں بیان کردہ حقائق سے کافی حد تک مماثلت رکھتی ہیں۔ رپورٹ کے مطابق قدیم ترین انجیلی نسخے کی عبارات اور اس کی پیش گوئیاں اسلام کے عقیدہ ونبوت کے عین مطابق ہیں۔ اس کے نسخے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمد ﷺ کی نبوت کی خوشخبری سنائی گئی ہے، ترک وزیر کے مطابق انجیل کے اس نایاب نسخے کو ۲۰۰۰ میں بحر متوسط کے قریب ایک علاقہ میں چھپا دیا گیا تھا، اب بھی یہ نسخہ ترک حکومت ہی کے قبضہ میں ہے، بارہ سال قبل یہ نسخہ دریافت ہونے کے بعد گم ہوگیا تھا، کہا گیا تھا کہ اسے آثار قدیمہ کے اسمگلروں نے چوری کرلیا ہے۔ ترکی میں ایک عیسائی مذہبی رہنما احسان ازہک نے ترک اخبار زمان کو بتایا کہ انجیل مقدس کا یہ نایاب نسخہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان بارہ ساتھیوں کے جنہیں قدیس برنا باس کے نام سے جانا جاتا ہے، پیروکاروں کے دور میں پانچویں یا چھٹی صدی کا ہے کیونکہ قدیس برنا باس پہلی صدی عیسوی میں موجود تھے۔ انقرہ میں علم لاہوت کے ماہر پروفیسر عمر فاروق ہرمان نے بتایا کہ مخطوطے کی علمی جانچ پرکھ سے اس کی صحیح عمر کے تعین میں مدد ملے گی اور معلوم ہوسکے گا کہ آیا اس کے راقم قدیس برنا باس تھے یا ان کے کسی پیروکار نے اسے رقم کیا تھا۔

ہمارے نبی آخری نبی ہیں

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اب قیامت تک کوئی نبی ورسول آنے والا نہیں ہے کوئی نئی شریعت نئی کتاب ہرگز نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. محمد تم میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی

ہیں اور بے شمار حدیثیں ہیں جن میں یہ فرمایا گیا کہ آپ علیہ السلام آخری نبی ہیں کبھی فرماتے ہیں: اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِی میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ کبھی فرماتے ہیں: لَوْ كَانَ بَعْدِی نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد سلسلہ نبوت باقی رہتا تو عمر فاروق میں وہ صلاحیت واستعداد پائی جاتی ہے کہ وہ نبی بنائے جاسکتے تھے مگر میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

یہودی علماء ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو ان نشانیوں اور علامتوں کی وجہ سے بہت اچھی طرح پہچانتے تھے جو ان کی کتابوں میں بیان کی گئی ہیں خود قرآن کریم میں ارشاد ہے: اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ. وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی وہ آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے کہ وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہوں اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے بہت بڑے عالم جو مسلمان ہوگئے تھے اور بڑے صحابہ میں ان کا شمار ہے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان سے دریافت کیا۔ قرآن کی اس آیت کے بارے میں تو انہوں نے کہا کہ یہودی علماء تو حضور علیہ علیہ السلام کو اپنے بیٹوں سے زیادہ بھی اچھی طرح پہچانتے ہیں ہوسکتا ہے کہ آدمی کو اپنے بیٹے کے متعلق اشتباہ ہوجائے وہ اس طور پر کہ اسی شکل وصورت کا کوئی اور بچہ ہو یا نعوذ باللہ اس کی بیوی نے خیانت کیا ہو اور اس طرح وہ دوسرے کا بیٹا ہو، لیکن یہودی علماء اور عیسائی علماء تو آپ علیہ السلام کو اس طرح پہچانتے ہیں کہ ان میں ذرا بھی اشتباہ نہیں، لیکن ضد اور حسد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخالفین حضور ﷺ کو اور ہم سب کو حضور ﷺ کے صحیح رتبہ کو پہچاننے کی توفیق بخشے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

کھانے پینے کے آداب اور سنتیں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی آپ فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہوتو میری اتباع کرو اللہ تم کو پیار کرے گا اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کرے گا اور اللہ بڑی مغفرت کرنیوالا بڑا مہربان ہے، کسی سے محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ محبوب کی ہر شئی میں اتباع و پیروی کریگا اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع و پیروی کا حکم دیا ہے اور اس وقت تک کو اللہ کا محبوب بندہ نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ آپ ﷺ کی ہر ہر چیز میں اتباع نہ کرے جب کسی کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو اسکی ہر شئی کو اپناتا اور اختیار کرتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسکا عملی نمونہ پیش کر کے بتلا دیا وہی ہمارے لئے مثال ہے۔

نبی کریم ﷺ نے امت کو ہر ادب سکھایا، خصوصاً کھانے پینے کے آداب سکھائے، اس لئے کہ آدمی کے شائستہ ہونے کی دلیل اس کے دسترخوان سے منسلک ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے بچوں کو بھی ادب سکھایا، تاکہ بچوں کے ذہن میں اسلامی آداب نقش ہوجائیں۔ سچ کہا ہے کسی نے: 'اَلْعِلْمُ فِی الصِّغْرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ' یعنی بچپن کی تعلیم کا اثر اسی طرح پیوست ہوجاتا ہے جس طرح کسی پتھر پر نقش ونگاری کے اثرات دائمی طور پر ثابت رہتے ہیں۔

حضرت عمر ابن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں بچہ تھا، رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا۔ اس لئے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کر، داہنے ہاتھ سے کھایا کر اور برتن میں وہاں سے کھایا کر جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۳۷۶)

طفیلی کے بعض احکام

اللہ کے رسول ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ ہمیشہ دوسروں کی خیر خواہی فرماتے۔ دوسروں کے کام آتے، اگر کہیں دعوت میں شریک ہونا ہوتو اپنے احباب کے ساتھ چلتے اور میزبان سے اجازت لے کر اپنے ساتھیوں کو دعوت میں شریک کر لیتے۔ ایسے خاص موقعوں پر نبی کریم ﷺ کا معجزہ بھی ظاہر ہوتا کہ کم سے کم مقدار کھانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت کا نزول ہوتا، سارے احباب سیر ہو کر کھانے پینے سے فارغ ہوتے، حسن نیت کی بدولت میزبان ومہمان شکر گزاری سے سرشار ہو کر شاداں وفرحاں نظر آتے۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ جماعت انصار میں ایک صاحب تھے جنہیں ابو شعیب کہا جاتا تھا۔ ان کے پاس ایک غلام تھا جو گوشت بیچتا تھا۔ حضرت ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے غلام سے کہا کہ تم میری طرف سے کھانا تیار کردو۔ میں چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کروں۔ چنانچہ وہ رسول اکرم ﷺ کو چار دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلا کر لائے۔ ان کے ساتھ ایک صاحب بھی چلنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ آدمیوں کی تم نے دعوت کی ہے، مگر یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آ گئے ہیں، اگر چاہو تو انہیں اجازت دو اور اگر چاہو منع کردو۔ حضرت ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انہیں اجازت دے دی۔

(بخاری، حدیث نمبر:۲۰۸۱)

محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن اسماعیل سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب لوگ دسترخوان پر بیٹھے ہوں تو انہیں اس کی اجازت نہیں ہے کہ ایک دسترخوان والے دوسرے دسترخوان والوں کو اپنے دسترخوان سے اٹھا کر کوئی چیز دیں۔ البتہ ایک ہی دسترخوان پر ان کے شرکاء کو اس میں سے کوئی چیز دینے نہ دینے کا اختیار ہے۔

کھانے سے پہلے
اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا سنت ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے ہم کو ہر چیز کی تعلیم فرمائی ہے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کے تعلق سے ابوداؤد، ترمذی کی روایت ہے۔ ”عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ اِنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ

الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ“ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا باعث برکت ہے میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا کہ کھانے سے پہلے اور اسکے بعد ہاتھ اور منہ دھونا باعث برکت ہے۔ قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جو تعلیمات وہدایات اگلے انبیاء علیہم السلام کو دی گئی تھیں اس کی تکمیل وتمیم آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ کی گئی۔ قرآن کریم میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت تمہارے اوپر تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ تورات کے اندر صرف کھانے کے بعد ہاتھ منھ دھونے کو باعث برکت قرار دیا گیا مگر اسلام نے کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھونے کو باعث برکت قرار دیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اپنے لئے کھانے کو جائز کرلیتا ہے یعنی اس کے لئے کھانے میں شرکت اور حصہ داری کا جواز پیدا ہوجاتا ہے جب کہ اس کھانے پر اللہ کا نام لیا ہو اس لئے کھانے سے پلے بسم اللہ اور کھانے کے بعد کی دعا ضرور پڑھنی چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

معاشرہ کی اصل بنیاد عورت ہے

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. وَقَالَ تَعَالٰى اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! معاشرہ کی اصل بنیاد عورت ہے اسی عنوان سے چند باتیں سامعین کے گوش گذار کرنا چاہتی ہوں خوشگوار زندگی گذارنے کے لئے میاں بیوی کا آپس میں میل محبت کا رکھنا اورلڑائی جھگڑے سے حتی الامکان گریز کرنا ضروری ہے۔اوراس کے لئے ضروری یہ ہے کہ ہرایک دوسرے کے حقوق باہمی کا خیال کریں شوہر بیوی کے حقوق کی ادائیگی کا پاس ولحاظ کرے بیوی شوہر کے حقوق کی ادائیگی کا خیال کرے اسی طرح ماں باپ بھائی بہن اور دیگر اقرباء پڑوسی دوسرے کے حقوق کوادا کریں تو سارے جھگڑے ہی ختم

ہوجائیں گے مگر ہوتا یہ ہے کہ لوگ اپنے حقوق صرف وصول کرنا چاہتے ہیں اسلام نے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی بہت سارے حقوق سے نوازا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اورعورتوں کے لئے اسی کے مثل حقوق ہیں جس طرح ان پر مردوں کے حقوق ہیں۔

قاعدے کے موافق جب عورت کواس کے صحیح حقوق مل جائیں اورسکون واطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرے تو معاشرے کی اصلاح بھی آسانی سے ہوسکے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اورعورتوں سے حسن سلوک کے ساتھ زندگی گذارو ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو جس معاشرے اور خاندان میں عورت کی عزت وتوقیر کی جاتی ہے اس کو ذلیل نہیں کیا جاتا ہے اسی معاشرے کے لڑکے اور لڑکیاں بھی اچھے اخلاق کی پیکر اور اپنی نسلوں کی اصلاح ودرستگی کا اہم فریضہ ادا کرنے والی ہوتی ہیں اسلام نے عورتوں کو کیا دیا اس کا اندازہ اس وقت ہوگا جب اسلام سے قبل تاریخ عالم پر ایک نظر ڈالیں۔

عورت کو بھی حقوق سے نوازا گیا

زمانہ جاہلیت میں عورت کی پیدائش ہی منحوس سمجھی جاتی تھی اوراس کا وجود ہی معاشرے میں باعث شرم تھا۔ مگر اسلام نے نہ صرف یہ کہ اس کو مظالم سے بجات دلائی۔ بلکہ اس کو وہ جملہ حقوق بھی عطا کئے۔ جن سے وہ محروم رکھی جاتی تھی دین اسلام نے عورت کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی۔ اور معاشرے کے اندراس کی قدر ومنزلت اوراہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اس کو باعزت مقام بخشا۔ عورت معاشرے کا اہم جزء ہے۔ بلکہ اگر غور کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو عورت ہی معاشرے کی اصل بنیاد ہے۔ کیونکہ عورت کے زیر سایہ نئی نسل پروان چڑھتی ہے اور

گھر کے اندرونی ماحول کی اصلاح عورت کی وجہ سے ہوسکتی ہے۔اگر عورت کا جذبہ دینی ہو۔اوراس کی فکر آخرت کی فکر ہوتواس کی وجہ سے گھر کا پوراماحول دینی بن سکتا ہے۔بچوں اور بچیوں کا نیک وصالح دین دار وتقویٰ دار بننا آسان ہوسکتا ہے۔اور اگر کسی عورت کا ذہن آزاد بے لگام اور آخرت سے غافل ہو۔تواس کی گھر کے اندر اسلامی فضاءاور دینی ماحول بنانا بہت دشوار ہوجاتا ہے۔

اسلئے مستورات کی دینی تعلیم وتربیت، ان کی اصلاح اوران کے دلوں میں فکرآخرت پیدا کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔(تبلیغ بالیقین کا رنبوت ہے، حصہ دوم، ص:۵۴۶/۵۴۷)

غیروں کی کوشش اور ہماری لاپرواہی

جیسے جیسے دورنبوت سے بعد ہوتا جارہاہےلوگوں میں بے دینی پھیلتی جارہی ہے اسلامی اخلاق وعادات اورطور وطریق سے لوگ ناواقف ہوتے جارہے ہیں، غیروں کے طوروطریق اوران کی معاشرت کواپنارہے ہیں، فیشن کے نام پر ہر بے حیائی کوعروج مل رہاہے، مسلم خواتین بھی غیروں کے طوروطریق اختیار کرنے میں جھجھک محسوس نہیں کرتیں۔خصوصاً آج کل کی نوجوان لڑکیاں فیشن کی دالدادہ ہوگئی ہیں جب کہ یہ ہمارے لئے سم قاتل ہے مسلم معاشرے کوتباہ وبرباد کرنے والی چیز وقت کا فیشن اورغیروں کی تہذیب تمدن ہے۔دشمنان اسلام نے ہرطریقہ سے اسلام پرحملہ کیا اسلامی تہذیب وتمدن اور کلچر پر اسلامی اخلاق وعادات اورطور وطریق پراورہم ہیں کہ سمجھ نہیں پارہے ہیں اور بڑے خوش اسلوبی سے اس کوقبول کرلیتے ہیں۔اس لئے دینی تعلیم اوردینی ماحول پیدا کرنے کی اشدضرورت ہے خصوصاً خواتین میں تعلیمی بیداری کرنے کی ضرورت ہےایک عورت کے اندر جب سدھارآتا ہےتو پورے خاندان میں سدھار پیدا ہوتا ہےعورت کی گود میں پلنے والا

بچہ ماں کی تعلیم وتربیت اوراس کا اچھایا برااثر بہت جلد ہی قبول کرلیتا ہے اگر ماں پڑھی لکھی اورنیک صالحہ ہےتو اولاد بھی نیک وصالحہ ہی بنے گی اورگھر کے اندردینی ماحول پیدا ہوگا جب ہماری مائیں نیک ہوا کرتی تھیں تو ان کے بطن سے عبدالقادر جیلانی ،خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، امام غزالی جیسے افراد ہوتے تھے۔اور جب مائیں نیک نہیں رہیں تو ان کی گود میں فلموں کے ہیرواورکریکٹر پیدا ہورہے ہیں۔ اس لئے مائیں نیک بنیں تاکہ اولاد بھی نیک اورصالح تیارہو۔

اکبرالہ آبادی نے کیا خوب کہا:

طفل میں خوآئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ پیۓ ڈبہ کا تعلیم ہے سرکار کی

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

قلب کی اصلاح
پوری زندگی کی اصلاح ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا عنوان ہے ''قلب کی اصلاح پوری زندگی کی اصلاح ہے''۔اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے گوش گذار کرنی چاہتی ہوں مسلمانوں کے لئید نیا قید خانہ کی حیثیت رکھتی ہےاس کی اصلی رہنے کی جگہ تو آخرت ہے اس لئے آخرت کی تیاری ہر وقت ہمیں کرنی چاہئے۔حدیث میں آتا ہے کہ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح کوئی مسافر رہتا ہے اسی طرح ہر وقت آخرت کی تیاری میں مصروف رہنا چاہئے اور اس کے

لئے اللہ کے اوامر ونواہی پر کار بند رہنا چاہئے۔مولانا جلال الدین عمری اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ انسان کے صلاح وفساد میں فیصلہ کن اہمیت قلب کو حاصل ہے۔قلب کی اصلاح پر پوری زندگی کی اصلاح کا دارومدار ہے۔قلب میں بگاڑ ہے تو آدمی کو غلط رخ پر جانے سے کوئی چیز باز نہیں رکھ سکتی۔رسول اکرم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں قلب کی اس اہمیت کو بہت واضح اور موثر طریقہ سے بیان فرمایا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جو بخاری، مسلم اور حدیث کی بعض دیگر کتابوں میں موجود ہے، کہتے ہیں:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَا لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْهِ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ. (بخاری کتاب الایمان)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ حلال واضح ہےاور حرام واضح ہے۔ان کے درمیان مشتبہات بھی ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے۔اس لئے جو شخص شبہات سے بچے وہ اپنے دین اور عزت کو بچالے جائے گا اور جو شبہات میں پڑے وہ حرام میں پڑ سکتا ہے۔اس کی مثال چرواہے کی ہے، جو کسی محفوظ چراگاہ کے اطراف اپنے جانور چراتا ہے۔اندیشہ ہے کہ جانور اس کے اندر چرنے لگے۔سن رکھو! ہر بادشاہ کی ایک خاص چراگاہ ہوتی ہے اللہ کی خاص چراگاہ اس کے محارم ہیں (اس میں داخل ہونے کی کسی کو اجازت نہیں ہے) یاد رکھو! جسم میں گوشت کا

ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ وہ درست ہو تو پورا جسم درست ہوتا ہے اور اس میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ سن رکھو یہ قلب ہے۔

حرام سے بچنے کے لئے شبہات سے بچنا ضروری

حدیث کے پورے ذخیرہ میں چند حدیثیں وہ ہیں جن کو امت کے علماء وفقہاء نے اہم اور اصولی سمجھا ہے انہیں میں سے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی ہے یہ بڑی جامع اور اہم ہے شریعت کے اندر جو معاملات صراحت کے ساتھ حلال یا حرام قرار دیئے ان کا معاملہ تو صاف اور روشن ہے، لیکن بہت سی چیزیں ایسی بھی ہیں جن کا حرام یا حلال ہونا بالکل صریح دلیل سے معلوم نہ ہو سکے گا بلکہ دونوں احتمال ہوں گے جواز کے بھی اور عدم جواز کے بھی ایسی صورت میں بندہ مومن کا یہ طرز عمل ہونا چاہئے کہ از راہ احتیاط ان سے بھی پرہیز کرے اسی میں دین اور آبرو کی حفاظت ہے اس لئے جو آدمی مشتبہ چیزوں سے بچے گا وہی حرام سے بچ سکے گا آپ ﷺ نے اسی بات کو چراگاہ کی مثال دے کر سمجھایا ہے آخر میں حضور علیہ السلام نے نہایت اہم ارشاد فرمائی کہ انسانی وجود کے بگاڑ اور سدھار سعادت اور شقاوت کا دارومدار اس کے قلب کے حال پر ہے جو انسان کے پورے جسمانی وجود پر اور تمام اعضاء پر حکمرانی کرتا ہے اگر وہ درست ہوگا اس میں خدا کی معرفت خوف اور ایمان کا نور ہوگا تو انسان کا پورا جسمانی وجود درست رہے گا اور اس کے اعمال واحوال صحیح وسالم رہیں گے اور اگر قلب میں فساد اور بگاڑ آ گیا اور اس پر حیوانی وشیطانی جذبات کا غلبہ ہوگا تو اس کا پورا جسمانی وجود فاسد اور غلط رہے گا اور اس کے اعمال واحوال شیطانی اور حیوانی رہیں گے اس لئے قلب کی اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلاً شَكَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ قَالَ اَمْسَحْ

رَاْسَ الْيَتِيْمِ وَاَطْعَمِ الْمِسْكِيْنَ . حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی فسادات قلبی (سخت دلی) کی شکایت کی آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ یہ بہت عمدہ نسخہ تجویز فرمایا سخت دل آدمی کیلئے آدمی کتنا ہی سخت دل کیوں نہ ہوا گر اس طریقہ کو اپنا لے تو چند دنوں کے اندر اس کی دلی کیفیت تبدیل ہو جائے گی اور اس کا دل نرم ہو جائے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

جب تین طلباء کی حضور ﷺ نے میزبانی فرمائی

السَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا. وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات ،محترمہ صدر معلّمہ! مخلوق کی روزی رسانی اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا. زمین پر چلنے والی جتنی مخلوق ہے ہر ایک کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ فرمانبرداروں کو بھی رزق دیتا ہے اور نافرمانوں کو بھی رزق دیتا ہے حدیث میں آتا ہے۔ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا

شَرْبَةَ مَاءٍ اگر دنیا کی حیثیت اللہ عالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتے۔ بہت سے کافر ومشرک لاکھوں اور کروڑوں روپیوں کے مالک ہوتے ہیں جب کہ ایک عابد وزاہد غریب محتاج ہوتا ہے آخرت میں معاملہ نرالہ ہوگا جو عبادت گذار ہیں وہی کامیاب ہوں گے اور جو کافر ومشرک ہیں وہ سب نامرادونا کام ہی رہیں گے اسلئے مسلمانوں کو حالات سے دل برداشتہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اچھی امیدیں وابستہ رکھنی چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ اصل زندگی تو آخرت کی ہے دنیا ہمارے لئے پریشانیوں کا گھر اور جیل خانہ ہی ہے اور جیل خانہ میں کسی کو سکون اور آرام نہیں ملتا ہے ہمارے اکابر واسلاف نے دین کیلئے بڑی محنتیں کی ہیں آج ہم انکا تصور بھی نہیں کر سکتے انہیں کی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ دین صحیح شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔

تین طلبہ تھے، ایک کا نام تھا ابن المقری، ایک کا نام تھا ابوالشیخ، اور ایک کا نام تھا طبرانی، وہ کہتے ہیں ہم مسجد نبوی میں احادیث مبارکہ پڑھا کرتے تھے استاذ سے، لیکن کھانا اپنا ہوتا تھا، ہم تینوں میں سے دو کے پاس کھانا ختم ہوگیا، ایک دن روزہ، دوسرے دن روزہ، اب تیسرے دن اٹھا نہیں جاتا تھا، میرے ساتھیوں نے فیصلہ کیا کہ بھئی ہم گھر جاتے ہیں، بھوک نہیں برداشت ہوتی ہے، میں نے ہمت کر لی، مجھے رہنا یہیں ہے، میں حدیث پڑھنا نہیں چھوڑوں گا، کہنے لگے چوتھے دن میرے لئے اٹھ کر بیٹھنا مشکل ہوگیا، اتنی بھوک تھی، اچانک میرے ذہن میں خیال آیا، طبرانی، تم جن کے مہمان ہو، تو میزبان کو جا کے کیوں نہیں بتاتے، میں اسی وقت اٹھا، اور میں روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور میں نے نبی ﷺ پر درود شریف پڑھا، صلوٰۃ وسلام پیش کیا۔ اور میں نے کہا یا رسول اللہ الجوع اے اللہ کے حبیب ﷺ بھوک لگی ہے، کہتے ہیں کہ دعا مانگ کے میں وہاں سے باہر نکلا، تو دروازے کے اوپر ایک

علوی النسب شخص تھا، سر کے اوپر ہانڈیاں ہیں، ہاتھ میں پھلوں کی ایک ٹوکری سی ہے اور میرا نام لے کر پکار رہا ہے، میں نے نام سنا، میں حیران ہوا، میں نے کہا: تمہیں میرا نام کس نے بتایا؟ کہنے لگا: میں مسجد نبوی کا پڑوسی ہوں، دیوار ایک ہے دوپہر کے وقت قیلولہ کر رہا تھا، قیلولہ میں مجھے محبوب ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، فرمایا علوی، میرا ایک مہمان بھوکا ہے، جاؤ اس کو کھانا کھلاؤ، میری آنکھ کھلی، میں نے بیوی کو دیکھا کہ ہانڈیاں اتار رہی تھی، میں نے کہا! اپنے لئے اور ہانڈیاں بنالینا، مجھے ہانڈیاں اور روٹی دو، ہانڈیاں سر پر رکھی اور روٹی اٹھائی، اور دو چار قدم چل کے اس دروازے پر آیا، اور میں نے تمہارا نام پکارنا شروع کیا، تم اللہ کے حبیب ﷺ کے مہمان ہو، اللہ اکبر کبیرا! اللہ کے حبیب ﷺ کو طلباء وعلماء کے ساتھ کیا محبت تھی، اتنی قربانی کہ انسان حیران ہوتا ہے۔

چنانچہ امام علی بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ مجھے کئی دن فاقہ اٹھانا پڑا اور کھانے کیلئے کچھ نہیں ہوتا تھا، تو محلے میں ایک نان بائی تھا، تنور کی دکان تھی، وہاں روٹیاں پکتی تھی، تو میں کتاب لے کر وہاں تنور کے پاس جا کر بیٹھ جاتا کہ روٹی پکنے کی جو مہک آئے گی اس سے میرے لئے بھوک کو برداشت کرنا آسان ہوجائے گا۔ اللہ اکبر کبیرا! اتنی بھوک برداشت کی ان اکابر نے اللہ کے دین کا علم حاصل کرنے کیلئے کتنی مشقتیں اٹھائیں۔

آج وسائل کے باوجود علم سے دوری

آج کے اس دور میں جب کہ علم کا حاصل کرنا آسان ہی نہیں آسائش کے اسباب بھی مہیا ہوتے ہیں اہل مدار ہر چیز کا نظم کرتے ہیں کھانے پینے، رہنے سہنے اور پانی بجلی بلکہ علاج ومعالجہ کے ساتھ ساتھ وظیفے کا معقول نظم رہتا ہے ہم کو ان محیر

العقول واقعات پر یقین نہیں آتا، لیکن تاریخ کے صفحات اس پر شاہد ہیں ایک نہیں سینکڑوں واقعات اکابر واسلاف کے علم حاصل کرنے کے قربانیوں اور مشکلات کو برداشت کرنے ملتے ہیں ان کو جھٹلایا نہیں جاسکتا انہیں بزرگوں کی بے لوث قربانیوں اور کاوشوں کا نتیجہ اور ثمرہ ہے کہ آج دین ہم تک صحیح سالم اور اصلی شکل میں پہونچتا ہے انہوں نے علم دین کی امانت صحیح صحیح ہم تک پہونچادی اب ہماری بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ ان امانتوں کو آنے والی نسلوں تک پہونچائیں غور کرنے کی بات ہے کہ آج اتنی سہولیات ہونے کے باوجود ہم علم حاصل کرنے میں وہ دلچسپی نہیں لے رہے ہیں جو ہونی چاہئے اساتذہ وقت پر درسگاہ میں پڑھانے کیلئے خود آرہے ہیں مدارس کے ذمہ داران کتابیں اور ساری سہولیات مہیا کر رہے ہیں اور طلباء وطالبات اپنے کمروں میں بلا کسی مجبوری کی بیٹھی ہوتے ہیں اور اسباق کا ناغہ کردیا کرتی ہیں یاد رکھیں یہ بڑی محرومی کی بات ہے کہ جس مقصد کیلئے گھر اور وطن کو چھوڑا اپنے اعزاء واقرباء کو چھوڑا اسی میں کوتاہی کر رہے ہیں اور گھر والوں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ اور محنت سے علم دین حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام نے قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! حضور علیہ السلام نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس فرمان کی تعمیل اسیران جنگ بدر کے ساتھ ایسا سلوک کرتے کہ ان کو اپنے سے بہتر کھانا کھلاتے جب کہ ان قیدیوں میں اکثر غیر مسلموں کی تھی اسلام نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا جو برتاؤ کیا اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی دیگر کسی مذاہب میں اس کا کہیں دور دور تک کوئی تصور اور وہم وگمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ خصوصاً آج کے اس دور میں قیدیوں کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا جارہا ہے اس کو سن کر بدن کے

رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور مزید حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان قیدیوں میں سبھی مجرم نہیں ہوتے بلکہ ایسے قیدی بھی ہوتے ہیں جنہوں نے کوئی جرم نہیں کیا ہوتا ہے بلکہ محض شبہ کی بنیاد پر گرفتار کرلیا جاتا ہے اور ان پر بھی طرح طرح کے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں اور عدالت ایک طویل عرصہ کے بعد ان کو بری قرار دیتی ہے اور پولس کا جرم بے نقاب ہونا تو پولس کوئی سزا نہیں دی جاتی تو ظاہر سی بات ہے کہ امن وامان کی فضا کیسے قائم ہوگی۔

قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا اسلامی حکم: علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیران جنگ کی نسبت تاکید کی کہ ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچنے پائے، اسیران بدر کو جب آپ نے صحابہ کے حوالہ کیا تو تاکید کی کہ کھانے پینے کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ چنانچہ صحابہ خود کھجور وغیرہ کھا کر بسر کرتے تھے اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ غزوۂ حنین میں چھ ہزار اسیر تھے، سب چھوڑ دیئے گئے، اور آپ نے ان کے پہننے کے لئے چھ ہزار جوڑے (مصر کے کپڑے کے) عنایت فرمائے۔

چنانچہ ابن سعد نے اس واقعہ کی تصریح کی ہے۔ حاتم طائی کی بیٹی جب گرفتار ہوکر آئی تو آپ نے عزت وحرمت سے مسجد کے ایک گوشہ میں اس کو مقیم کیا اور فرمایا کہ کوئی تمہارے شہر کا آجائے تو میں اس کے ساتھ تم کو رخصت کردوں۔ چنانچہ چند روز کے بعد سفر کا سامان کرکے ایک شخص کے ساتھ یمن بھیجوا دیا۔ قرآن مجید میں جہاں خدا نے بندگان خاص کے اوصاف بتائے ہیں وہاں فرمایا ہے: وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا. (ترجمہ) اور یہ لوگ خدا کی محبت میں مسکین کو، یتیم کو اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔

(سیرت النبی، سید سلمان ندوی، جلد اول، عنوان جنگی اصلاحات)

مسیلمہ کذاب کا قبیلہ بنی حنیفہ آخر آخر تک اسلام کا باغی رہا۔ ثمامہ بن اثال اس کے روساء میں تھا۔ اتفاق سے مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا اس کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ نے اس کو مسجد نبوی میں باندھنے کا حکم دیا، جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو ثمامہ سے پوچھا، اب کیا کہتے ہو، انہوں نے کہا، محمد اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو ایک خونی کو قتل کرو گے اور احسان کرو گے تو ایک شکر گزار پر احسان ہوگا او راگر فدیہ چاہتے ہو تو جو مانگو گے دونگا۔ آنحضرت ﷺ سن کر خاموش ہوگئے۔ دوسرے دن پھر یہی سوال وجواب ہوا۔ تیسرے دن بھی جب ثمامہ نے آنحضرت ﷺ کے سوال کا یہی جواب دیا تو آپ نے ان کو ستون سے کھلوا کر آزاد کر دیا۔ اس عفو ودرگذر کا ثمامہ پر یہ اثر ہوا کہ انہوں نے قریب ہی میں جا کر غسل کیا اور واپس آ کر مسلمان ہوگئے اور عرض کیا یارسول اللہ پہلے میری نظر میں آپ ﷺ سے زیادہ کوئی مبغوض شخص نہ تھا۔ اور اب دنیا میں آپ سے زیادہ محبوب کوئی شخص نہیں۔ آپ کے مذہب سے زیادہ میری آنکھوں میں کوئی برا مذہب نہ تھا۔ اب وہی سب سے زیادہ محبوب ہے، کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ ناپسندیدہ نہ تھا اب وہ سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

(بحوالہ دین رحمت شاہ معین الدین ندوی عنوان: دشمنان اسلام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا سلوک)

یہ قید سے پہلے مسلمانوں سے نفرت کرتے تھے اور قید کے بعد محبت کرنے لگے۔ یہ اس سلوک ہی کا تو کرشمہ تھا جو ان کے ساتھ کیا گیا تھا۔

اسیران جنگ کے ساتھ حسن سلوک کا جو نمونہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے بارہا پیش کیا تھا اس کی مسلمانوں نے مختلف ادوار میں کس طرح پیروی کی یہ بتانے کے لئے ہم صرف ایک سلطان صلاح الدین ایوبی کی مثال یہاں پیش کرتے ہیں۔

جب یروشلم مسلمانوں کے حوالے کیا جا رہا تھا اس کے سپاہی اور معزز افسران نے جو اس کے تحت تھے شہر کے گلی کوچوں میں انتظام قائم رکھا۔ یہ سپاہی اور افسر ہر قسم کی ظلم وزیادتی کو روکتے تھے اور اس کا نتیجہ تھا کہ کوئی واقعہ جس میں کسی عیسائی کو گزند پہنچا ہو، پیش نہ آیا، شہر کے باہر جانے کے کل راستوں پر سلطان کا پہرہ تھا اور ایک نہایت معتبر امیر باب داؤد پر متعین تھا کہ ہر شہر والے کو جو زرفدیہ ادا کر چکا ہے باہر جانے دے۔ پھر سلطان کے بھائی العادل اور بطریق اور بالیان کے ہزار غلام آزاد کرنے کے تذکرہ کے بعد لکھتا ہے: ''اب صلاح الدین نے اپنے امیروں سے کہا کہ میرے بھائی اپنی طرف سے اور بالیاں اور بطریق نے اپنی طرف سے خیرات کی اب اپنی طرف سے بھی خیرات کرتا ہوں اور یہ کہہ کر اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ شہر کے تمام گلی کوچوں میں منادی کر دیں کہ تمام بوڑھے آدمی جن کے پاس زرفدیہ ادا کرنے کو نہیں ہے آزاد کئے جاتے ہیں کہ جہاں چاہیں وہ جائیں اور یہ سب نکلنے شروع ہوئے، اور سورج نکلنے سے سورج ڈوبنے تک ان کی صفیں شہر سے نکلتی رہیں، یہ خیر وخیرات تھی جو صلاح الدین نے بے شمار مفلسوں اور غریبوں کے ساتھ کی''۔ (تاریخ دعوت وعزیمت: جلد اول ص ۲۶۸)

جنگ حنین کے قیدی اور آپ علیہ السلام کا اخلاق

یہ رہے اسلامی تعلیم اور اسلام کے ماننے والوں کے اخلاق جنہوں نے قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کا وہ اعلیٰ نمونہ اور مثال پیش کر دی کہ تاریخ اس طرح کی مثال پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہے۔ ''عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوْا وَالْمَرِیْضَ وَنکُّوا الْعَانِیْ'' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا بھوکوں کو کھانا

کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرواور جولوگ ناحق قید کردیئے گئے ان کی رہائی کی کوشش کرو۔ جنگ حنین میں ڈھیر سارا مال غنیمت اور قیدی مسلمانوں کو ملے۔آپ ﷺ نے دس دن سے بھی زیادہ مال غنیمت اور قیدیوں کوروکے رکھا کہ شاید قبیلہ ہوازن کے لوگ اپنے قیدیوں کو چھڑانے کیلئے آئیں۔ چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزر بکریاں تھیں اور چار ہزار اوقیہ چاندی سب انتظار کرکے غانمین پر تقسیم کردی گئیں بعد میں بنوسعد کا ایک وفد جہاں کی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تھیں اپنے قیدیوں کو چھڑانے کیلئے آیا سردار وفد ابوصرد نے قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی آپ ﷺ نے اپنے خاندان کے تمام قیدیوں کو رہا کردیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس پر راضی کرلیا اس طرح یک بارگی چھ ہزار قیدیوں کو رہا کردیا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ مالک بن عوف (جوسردار تھا) اگر مسلمان ہوکر آجائے تو اسکے اہل وعیال کو رہا کردیا جائے گا اور اسے سو اونٹ بھی دیئے جائیں گے جب اسے معلوم ہوا تو صدق دل سے آکر مسلمان ہوگیا۔آپ ﷺ نے اسکے اہل وعیال کیساتھ سو اونٹ عطا کئے اور اس کو اپنی قوم کا حاکم مقرر کیا۔یہ قیدیوں کے ساتھ اسلامی تعلیم ۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے تحقیق بھی ضروری ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ”بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدَ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ“ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز کو قائم کرنا زکوٰۃ ادا کرنا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر نماز کے

ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا بھی حکم دیا گیا اس سے زکوٰۃ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے جو مالداروں پر فرض کی گئی ہے وہ تو ہے ہی دنیا میں بھی اس کے بیشمار فوائد ہیں اس سے غریبوں کی امداد ہوتی ہے محتاجوں کی حاجت روانی ہوتی ہے اور خود ادا کرنے والوں کے دلوں سے مال کی وہ محبت کم ہوتی ہے جو بہت سی برائیوں کو جنم دینے کے ساتھ آخرت سے غفلت اور کوتاہی اور نکیر کا ذریعہ بھی بنتی ہے اسلام نے زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے اصول وضوابط مقرر کئے ہیں انہیں اصول وضوابط کے مطابق ہی ادا کریں۔

قرآن وحدیث میں زکوٰۃ کی فرضیت کے لئے نکالنے یا جاری کرنے یا پھینکنے کے لفظ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ ’’اتوا‘‘ (ادا) کے لفظ سے حکم دیا گیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کا صرف نکالدینا کافی نہیں بلکہ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ تحقیق کر کے حقیقی مستحق تک بلکہ اس کی ملکیت تک زکوٰہ کی رقم پہنچائے اگر خود سے کام مشکل ہے تو خاص اسی کام کے لئے کسی فرد کو متعین کرے اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مالدار اپنی زکوٰہ کو تاوان (ٹیکس) سمجھ کر ادا کریں تو سمجھ لو قیامت قریب ہے۔ اسی لئے فقہاء نے صراحت کی ہے کہ زکوٰۃ مستحق کو تلاش کر کے تحقیق کے بعد یہ خوشی دی جائے اگر بلا تحقیق غیر مستحق کے پاس زکوٰۃ پہونچ گئی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی دوبارہ ادا کرنا پڑے گا۔ الحمد للہ اب پہلے سے زیادہ لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکال رہے ہیں لیکن ضرورت مستحقین کی تحقیق کی ہے اس لئے زکوٰہ ادا کرنے سے پہلے درج ذیل باتوں کی تحقیق ضروری ہے۔

غرباء مساکین وفقراء کی تحقیق کی صورت یہ ہے کہ از خود ان کی آمدنی اور جائیداد وغیرہ کا ان کے روزمرہ کے معمولات سے اندازہ کریں یا خود غریب اپنی غربت کا اظہار کرے اور اس کے مستحق ہونے پر آپ کو اعتماد ہو جائے یا کسی قابل

اعتماد شخص نے کسی مستحق کے بارے میں اپنا اطمینان ظاہر کر دے تو تحقیق کے لئے یہ صورت کافی ہے۔ اگر مدارس دینیہ (جو کہ زکوٰۃ کے بہترین مصرف ہیں) میں زکوٰۃ ادا کر رہے ہو تو، ● مدرسہ اگر مقامی ہو تو خود مدرسہ تشریف لے جا کر مشاہدہ کریں۔

● مدرسہ سے متعلق بڑے علماء یا بڑے مدارس کی تصدیق طلب کریں۔

● ٹرسٹ یا سوسائٹی ہونیکی صورت میں کسی دو ممبران سے فون پر ربط کریں۔

● جس علاقہ میں چندہ کر رہے ہوں وہاں کے علماء میں سے کسی عالم کی تصدیق طلب کریں سالانہ خرچ کی تفصیلات معلوم کریں اس لئے کہ کم خرچ کے لئے زیادہ رقم کی وصولی مناسب نہیں۔

● طلباء کی تعداد، ہاسٹل میں رہنے والوں اور روزانہ پڑھ کر جانے والوں کی تعداد علیحدہ علیحدہ طلب کریں۔

● طلباء کی تعداد کے مطابق اساتذہ کے تناسب پر غور کریں۔

● طلباء اور اسٹاف کی تعداد کے مطابق ماہانہ یا سالانہ خرچ کا انطباق (توازن) کریں۔

● جس علاقہ میں مدرسہ چل رہا ہو وہاں اگر کوئی اپنے شناسا ہوں تو ان کے ذریعہ تحقیق کروائیں۔

● تصدیق ناموں کی بھی تحقیق کرلیں اگر اعتماد نہ ہو تو اپنے کسی شناسا عالم کی تصدیق طلب کریں۔

● گوشوارہ آمد وصرف incom & expenditure sheet یا مصدقہ آڈٹ رپورٹ طلب کریں۔

● کارکردگی رپورٹ طلب کریں یعنی مدرسہ نے اپنے قیام کے دوران کیا کیا کام انجام دیئے۔

مذکورہ بالا تفصیلات کو اپیل واخبارات میں شائع کرنے کا مطالبہ مناسب نہیں کیونکہ اس کی اشاعت دشوار ہوتی ہے البتہ سفراء کے پاس اور مدرسہ میں یہ کاغذات موجود ہوتے ہیں ان سے طلب کر کے تحقیق کر لینا دشوار نہیں ہے۔

اور اگر رفاہی وفلاحی اداروں میں زکوٰۃ دے رہے ہوں تو مناسب ہے کہ ایسے ادارہ کو زکوٰۃ دی جائے جس کو علماء کی سرپرستی حاصل ہو جہاں زکوٰۃ کے خرچ میں مکمل دیانت اور شرعی اصولوں کا لحاظ رکھا جاتا ہو۔ تنظیم یا ادارہ یا اس کے ذمہ داران کسی بھی طریقہ سے مسلمانوں کے دینی، معاشی، تعلیمی اور سیاسی امور میں مخالف شریعت نہ ہوں ادارہ اپنی تمام تر سرگرمیاں حلال اور شرعی طریقوں پر انجام دیتا ہو وغیرہ۔

چند سالوں سے مدارس دینیہ پر حرف زنی اور انگشت نمائی کچھ لوگوں کی عادت بن گئی ہے۔ کچھ لوگ بجا اور کچھ بیجا تنقید کے ساتھ خبریں پھیلاتے رہتے ہیں اس کی وجہ کچھ ہو، لیکن ہمیں اپنے زکوٰۃ دینے اور لینے کے طرز عمل پر غور کرنا چاہئے تاکہ اپنی زکوٰۃ صحیح جگہ لگنے کے ساتھ ساتھ قبول بھی ہو اور حقیقی مستحقین کی مدد بھی ہو اور اللہ کی پکڑ سے محفوظ بھی ہوں۔

اسلام کا اہم رکن زکوٰۃ ہے

زکوٰۃ اسلام کا ایک ایسا رکن اور فریضہ ہے جس سے مسلمانوں کی مالی پریشانی دور ہو سکتی ہے اگر ان اصولوں کے مطابق ادا کی جن کو ہم نے بیان کیا ہے بلکہ چند ہی سالوں کے اندر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی کہ شاید زکوٰۃ لینے والا ہی کوئی نہ ملے، لیکن اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ زکوٰۃ کی رقم صحیح معنوں میں نکالی جائے اس میں کسی طرح کی سستی اور کوتاہی سے کام نہ لیا جائے الحمد للہ آج بھی ملک کے اندر بہت سے صاحب ثروت مسلمان ہیں جن پر لاکھوں نہیں کروڑوں کی زکوٰۃ فرض ہے

اگر وہ اپنی زکوٰۃ نکال کر صحیح مواقع میں استعمال کر دیں تو ہزاروں لوگوں کی غربت کا خاتمہ ہو جائے گا اور آئندہ سال وہ غریب مالدار ہو کر زکوٰۃ دینے والے بن جائیں گے۔ مسلمانوں کی تاریخ نے ایسا خوش نصیب انسان بھی دیکھا ہے کہ جس نے احکام شرع کے نفاذ کے ساتھ ساتھ عدل وانصاف میں وہ نمایاں مقام حاصل کیا رعایا خوش ہو کر دعائیں دینے لگی اور شکر گذاری کے لئے وفود آنے لگے پھر ایک زمانہ وہ بھی آیا کہ زکوٰۃ دینے کے لئے لوگوں کو کسی غربت آدمی کی تلاش رہتی تھی مگر کوئی آسانی سے ملتا نہیں تھا یہ کون خوش نصیب انسان تھے یہ تھے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جن کے دور میں ایک ہی تالاب میں بھیڑیا بھی پانی پیتا تھا اور اسی جگہ بکری بھی پانی پیتی تھی نہ بکری کو بھیڑیئے سے کوئی خوف تھا نہ ہی بھیڑیا بکری پر حملہ کرتا تھا، لیکن ایک دن ایسا ہوا کہ بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کر دیا تو چرواہے نے آنکھ بند کر کے کہہ دیا کہ آج خلیفہ وقت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا اور واقعی قصہ ایسا ہی تھا کہ اسی وقت خلیفہ کا انتقال ہوا تھا بہر حال بات چل رہی تھی زکوٰۃ کی اللہ تعالیٰ نے جن کو مال کی دولت سے نوازا ہے ان کو چاہئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی ہر گز سستی نہ کریں ورنہ کل قیامت کے دن وبال جان بن جائے گا اور اگر صحیح طور پر ادا کریں گے تو نجات اور ترقی درجات کا سبب بھی بنے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

والدین بچوں کو اغوا نہ ہونے دیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

سامعین باوقار، مشفق و مہربان معلمات!

والدین کے اوپر اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی بڑی اہم ذمہ داری ہے۔ آخرت میں اس سے تعلق سے باز پرس ہوگی کہ اپنی اولاد کے حقوق ادا کئے کہ نہیں جس طرح بچوں کے کھانے پینے اور رہنےسہنے کا ہم بندوبست کرتے ہیں اسی طرح ان کی دینی تعلیم کا بہتر نظم و نسق کریں اور ان کو اغوا ہونے سے بچائیں۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ آپ سوچتے ہوں گے کہ اغوا کی یہ کیا صورت ہے جو جبر و دباؤ کی بجائے رضا اور رغبت کے ساتھ عمل

میں آتی ہے۔ جس کے لئے معصوم بچوں کے والدین خود روپئے نثار کرتے ہیں اور سر کے بل چل کر اپنی اولاد کا نذرانہ پیش کرتے ہیں؟ یہ اغوا شدہ بچے وہ نونہالان قوم ہیں جنہیں ایسی درس گاہوں میں داخل کیا گیا ہے جہاں اللہ اور رسول کا کوئی ذکر نہیں، جہاں آخرت کا کوئی تصور نہیں، جس میں اخلاقیات کو از کار رفتہ خیالات کا درجہ دیا جاتا ہے، جہاں مخلوط تعلیم اور لڑکیوں کے لئے کھلی ہوئی ٹانگوں پر مشتمل یونیفارم کو تہذیب و شائستگی کی علامت باور کیا جاتا ہے۔ اگر یہ درس گاہیں عیسائی مشنریز کے زیرِ اہتمام ہیں تو بچے حضرت مسیح علیہ السلام کی تصویر کے سامنے کھڑے ہوکر دعا کرتے ہیں اور اگر ہندو انتہا پسند تنظیموں سے قربت ہے تو وندے ماترم کا ترانہ پڑھایا جاتا ہے۔ اور ان کے عقیدے کے مطابق علم کی دیوی سرسوتی جی پر پھول بھی چڑھائے جاتے ہیں۔ غرض ہر دو جگہ بچوں کو ان کے اپنے مذہبی عقائد سے مانوس کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ اس طرح پڑھائی جاتی ہے کہ مسلمان سلاطین گویا غارت گروں کا ایک گروہ تھا، انہوں نے ملک کی تعلیم و ترقی کے لئے تو کوئی کام نہیں کیا، البتہ اپنی عیش کوشی اور عشرت سامانی کے ایک سے ایک سامان کئے اور لوگوں پر ظلم و ستم اور جور و جفا کے پہاڑ ڈھائے۔

اس کے علاوہ موقع بہ موقع مسلمان طلبہ و طالبات کو احسان کمتری میں بھی مبتلا کیا جاتا ہے۔ کبھی انہیں دہشت گردی کا طعنہ دیا جاتا ہے، کبھی پیغمبر اسلام ﷺ کو نشانہ بنایا جاتا ہے، کبھی طلاق اور تعدد ازدواج کا مسئلہ اٹھایا جاتا ہے۔ کبھی پردہ اور نقاب پر تنقید کی جاتی ہے، عورتوں کے تئیں اسلامی تعلیمات کو ناانصافی پر مبنی قرار دیا جاتا ہے۔ یہ مضامین چاہے کتاب میں لکھی ہوئی حالت میں موجود نہ ہوں، لیکن سبق کے دوران استاذ اسے وقتاً فوقتاً طلبہ کے ذہن میں ڈالتا رہتا ہے اور درس گاہ کے پورے ماحول میں یہ سوالات ایسی صورت میں اختیار کر لیتے ہیں کہ مسلمان طلبہ

وطالبات اپنے آپ کو بے بس اور سخت احساسِ کمتری کا شکار پاتے ہیں یہ محض فرض واقعات اور امکانی سوالات نہیں ہیں بلکہ غیر مسلم انتظامیہ کے تحت چلنے والی کسی بھی تعلیم گاہ کے دو چار مسلمان بچوں کو اگر آپ کریدنے کی کوشش کریں تو وہ اس کڑوی حقیقت کو آپ کے سامنے اگل دیں گے۔ اگر کبھی کسی کم ظرف شخص کی دریدہ ذہنی کی وجہ سے بات اسکول کے ماحول سے باہر آجاتی ہے تو لوگوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے ردعمل کا مظاہرہ ہوتا ہے لیکن اس ردعمل کی حیثیت ایک ایسی ناپائیدار آندھی کی ہے جو روز وشور کے ساتھ آئے اور لمحوں میں گزر جائے۔

ان تعلیم گاہوں سے تعلیم پا کر جو مسلمان بچے باہر آتے ہیں ان میں ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو صرف نسلی مسلمان ہوتے ہیں، لیکن شاید شعوری طور پر مسلمان نہیں ہوتے۔ ابھی چند سال پہلے ٹی وی کے مقبول ترین پروگرام ''کون بنے گا کروڑ پتی'' میں عرفان نامی لڑکا رسول اللہ ﷺ کا مبارک نام بھی نہیں بتا سکا اور معروف ماہرِ تعلیم جناب سید حامد (چانسلر ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی) کے چشم دید بیان کے مطابق IAS میں کامیاب ہونے والی ایک طالبہ یہ تک نہیں بتا سکی کہ معراج سے کیا مراد ہے اور کیا اس عنوان سے سیرت کا کوئی واقعہ معروف ہے؟ یہ افسوس ناک مثالیں منظر عام پر آگئیں، ورنہ تو مسلمانوں کی نئی نسل میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ اگر مسلمانوں نے اس صورت حال کی طرف توجہ نہیں کی اور اسکے سد باب کو نہیں سوچا تو ان کی نسلوں کو ذہنی طور پر اغوا کر لیا جائے گا اور وہ اسے محسوس بھی نہیں کر سکیں گے ان کا نسبی رشتہ آباد واجداد سے ضرور قائم رہے گا لیکن ان کا فطری رشتہ آپ ﷺ سے کٹ چکا ہوگا۔ اللہ اور رسول کی نسبت سے ''علمِ اطاعت'' اٹھانے کی بجائے ''علمِ بغاوت'' ان کے ہاتھوں میں ہوگا اور یہی غفلت ہماری صفوں سے سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور چھد دلوائی جیسی بیزار اور اسلام دشمنوں کو جنم دے گی۔

بچوں کا ذہن سادہ بلیک بورڈ کی طرح ہے۔ والدین اس پر جو لکھ دیں وہ نقش ہو جائے گا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے بچوں کی تعلیم وتربیت کو بے حد اہمیت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَا وَرَثَ وَالِدُ وَالِدًا خَيرًا مِنْ اَدَبٍ حُسْنٍ. (مجمع الزوائد: ۱۰۵/۸، ۱۰۶) ''کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھی تربیت سے بہتر چیز نہیں دی''۔ بچے کے پیدا ہونے کے ساتھ ہی اس کے کان میں اذان واقامت کہلائی جاتی ہے اور حدیث میں تلقین کی گئی ہے کہ بچوں کو پہلے اللہ کا نام اور کلمہ طیبہ سکھایا جائے۔ ان سب کا منشا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کے رگ وریشہ میں سما جائے۔

میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے

سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام جن کے والد حضرت اسحاق علیہ السلام نبی دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی اور یہ خود بھی نبی اور ان کے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام بھی نبی مگر وفات کے وقت سب بچوں، پوتوں اور نواسوں کو جمع کر کے دریافت کرتے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد تم لوگ کس کی عبادت کرو گے۔ مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے سب نے بیک زبان ہو کر کہا: قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدً ہم آپ کے معبود اور آپ کے آبا واجداد کے معبود ابراہیم اسماعیل اسحاق علیہم السلام کے معبود کی عبادت کریں گے جو اکیلا معبود ہے اس سے ہم کو سبق ملتا ہے کہ ہم بھی اپنے بچوں سے یہ سوال کریں کہ تم لوگ میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔

اللہ ہم سب کو اپنے بچوں اور بچیوں کو فقط اللہ کی عبادت اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

شکر وسپاس کے عجیب وغریب واقعات

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

شکر گذار بندے اور بندیاں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں: اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ اے داؤد کی اولاد شکر کیا کرو اسلئے کہ میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں شکر کرنے سے نعمت میں اضافہ اور بڑھوتری بھی ہوتی ہے جو آیت میں نے شروع میں پڑھی ہے اس میں رب العالمین فرماتے ہیں اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں مزید اضافہ کروں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے اسلئے ناشکری سے ہر وقت بچنا چاہئے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک وفد حاضر ہوا، ان میں سے ایک نوجوان اپنی بات کہنے کے لئے کھڑا ہوا آپ نے فرمایا: پہلے تم

میں سے وہ شخص بولے جو عمر میں سب سے بڑا ہو، اس کے بعد اس سے چھوٹا یہاں تک کہ تمہارا نمبر آئے۔ اس نے عرض کیا: امیر المومنین اگر معاملہ زیادتی عمر پر ہوتا تو مسلمانوں کا امیر کوئی ایسا شخص ہوتا جو عمر میں آپ سے بڑا ہوتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا تم ہی بولو، اس نے عرض کیا: ہم لوگ نہ تو آپ سے کچھ مانگنے آئے ہیں اور نہ کسی خوف سے حاضر ہوئے ہیں، مانگنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ آپ کی سخاوت سے ہم لوگ گھر بیٹھے فیضیاب ہو رہے ہیں، ڈر اس لئے نہیں کہ آپ عدل پرور ہیں، عادل سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں، ہم تو اس لئے آئیں ہے کہ زبان سے آپ کا شکر بجالائیں اور پھر واپس چلے جائیں۔ (احیاء العلوم: ۴/۲۰۰) اس سے معلوم ہوا کہ اپنے کرم فرماؤں اور محسنین کی شکر گذاری زبان سے بھی ہونی چاہئے اور یہی حکم شرعی بھی ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت اس سے پہلے آچکی ہے۔

● ایک مفلس نے کسی صاحب دل سے اپنی تنگ دستی کا شکوہ کیا اور عرض کیا: میں اپنے ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے مضطرب اور پریشان ہوں، بزرگ صاحب نے فرمایا: کیا تو دس ہزار درہم لے کر اندھا بننا پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، پھر پوچھا: دس ہزار لے کر گونگا بننا منظور ہے؟ اس نے کہا نہیں، پھر پوچھا اچھا دس ہزار لے کر لنجا ہونا ہی پسند کرلے اس نے کہا: نہیں، یہ بھی منظور نہیں، پھر پوچھا: دس ہزار لے کر دیوانہ بننا چاہو گے؟ اس نے کہا: نہیں، بزرگ صاحب نے فرمایا تیرے آقا نے تجھے پچاس ہزار درہم کی دولت سے نوازا ہے، اس کے باوجود تو اپنی مفلسی اور تنگ دستی کا رونا روتا ہے؟۔ (احیاء العلوم: ۴/۳۰۰) ● اسی طرح کا ایک واقعہ کسی حافظ وقاری صاحب کے متعلق مشہور ہے کہ یہ اپنی تنگ دستی اور مفلسی کے بڑے شاکی تھے، ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ہم تمہیں دس ہزار اشرفیاں دیتے ہیں، لیکن سورۂ انعام بھلادیں گے، قاری صاحب نے انکار کر دیا،

کہنے والے نے سورہ ہود کے عوض دس ہزار کی پیش کش کی، قاری صاحب نے یہ بھی ٹھکرا دیا، اس نے سورۂ یوسف کے عوض دس ہزار دینے کی بات کہی، مگر اسے بھی قاری صاحب نے قبول نہ کیا، غرضیکہ کہنے والے نے دس سورتوں کے نام لیے اور ہر ایک کے عوض دس ہزار دینار مقرر کیے مگر قاری صاحب ڈٹے رہے اور انکار کرتے رہے، آخر میں اس خواب میں کہنے والے نے کہا: تم ایک لاکھ دینار کے مالک ہو اس کے باوجود مفلسی کا رونا روتے ہو؟ قاری صاحب صبح اٹھے تو ان کا اضطراب رخصت ہو چکا تھا اور اپنے حال پر مطمئن تھے۔ ● حضرت ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ کسی خلیفہ کے یہاں تشریف لے گئے، اس وقت خلیفہ کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا، اس نے کہا حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمائیں، ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فرض کرو آپ کو سخت پیاس لگی ہو اور یہ گلاس لے لیا جائے اور کہا جائے کہ جب تک آپ اپنی ساری دولت نہ دیدیں گے پانی نہ ملے گا تو کیا آپ ایسا کریں گے؟ اس نے کہا ہاں ساری دولت دیدوں گا، ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر سلطنت دینے کی شرط لگائی جائے تو؟ کہا سلطنت بھی قربان کردوں گا، فرمایا: جس ملک وسلطنت کا یہ حال ہو کہ ایک گلاس پانی کے عوض دیا جائے اس پر اتنا ناز نہ کرنا چاہئے۔

ہر حال میں اللہ کی حمد وثنا کرتے رہنے کی وجہ یہ ہے کہ اچھے برے تمام حالات اسی کی طرف سے آتے ہیں، وہی مالک ومختار ہے، حالات کا بدلنا اسی کے قبضے میں ہے، لہٰذا کسی اور سے اسکے ڈالے ہوئے حالات کا شکوہ چہ معنی؟ اللہ کا شکوہ بدترین معصیت اور اس کا شکر بہترین طاعت ہے، ہاں! اگر شکوہ کرنا ہی ہے، اپنے دکھ کا اظہار کرنا ہی ہے تو اسی مالک الملک سے کرے، اس سے گریہ وزاری کرے اور لو لگائے، اس میں نہ معصیت ہے اور نہ ذلت وخواری، بلکہ یہ بھی ایک قسم کی طاعت ہے! چنانچہ برادران یوسف نے جب یوسف کو کنویں میں ڈال کر بھیڑیئے کے

کھا جانے کا ڈھونگ رچا تھا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: "اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ" اور جب ایوب علیہ السلام کی بیماری واعذاری حد سے متجاوز ہوگئی تو اسی ذات سے لگاتے ہوئے اپنی تکلیف کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا: "رَبَّہٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ"

جو بندوں کا شکر گزار نہیں وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں

جب انسان اپنے ذہن ودماغ میں اس بات کو بٹھا لیتے ہیں ایک دن مرنا ہے اور دنیا چھوڑ کر جانا ہے اور اپنے کیے دھرے کا وہاں جواب بھی دینا ہے تو گناہ نہیں کرے گا دوسروں پر ظلم نہیں کرے گا اور اگر کچھ مصیبت اور پریشانی بھی آئی تو اس کو بھی بآسانی برداشت کر سکے گا وہ یہ تصور کرے گا کہ جو کچھ ہو رہا ہے سب اللہ رب العزت کی طرف سے ہے پھر اس کے لئے ہر مشکل آسان ہوگی، نعمتوں پر شکر گزاری کی توفیق نصیب ہوگی، شکوہ شکایت سے احتیاط اور پرہیز کرے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ اگر اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو ان کو شمار نہیں کر سکتے ہو۔ بندہ کو ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کوئی لمحہ ایسا نہ جانا بلکہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے بہرورنہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بھی شکر گزار بندوں کو بہت محبوب رکھتے ہیں بندے اگر بندوں پر احسان کر رہے ہیں تو ان کو بھی شکر ادا کرنا چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ۔ جس نے لوگوں شکر ادا نہ کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا اسلیئے کہ بندہ تو شکر کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی چیز کے محتاج نہیں۔ جو محتاج کی شکر گزاری نہیں کر سکتا وہ غیر محتاج کی شکر گزاری کہاں سے کر سکتا ہے اسلیئے ہمیں کسی کی ناشکری بھی نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہر وقت شکر ادا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر گزار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ☆

عقلمند نصیحت قبول کرتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا یُؤَخِّرُھُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْہِ الْاَبْصَارُ. مُھْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِھِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْھِمْ طَرْفُھُمْ وَاَفْئِدَتُھُمْ ھَوَآءٌ. وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْھِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَکَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ تَکُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَکُمْ مِّنْ زَوَالٍ. وَسَکَنْتُمْ فِیْ مَسٰکِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ وَتَبَیَّنَ لَکُمْ کَیْفَ فَعَلْنَا بِھِمْ وَضَرَبْنَا لَکُمُ الْاَمْثَالَ. وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَھُمْ وَعِنْدَ اللّٰہِ مَکْرُھُمْ وَاِنْ کَانَ مَکْرُھُمْ لِتَزُوْلَ مِنْہُ الْجِبَالُ. فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ مُخْلِفَ وَعْدِہٖ رُسُلَہٗ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ. یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ. وَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ

یَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ. سَرَابِیْلُھُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰی وُجُوْھَھُمُ النَّارُ. لِیَجْزِیَ اللّٰہُ کُلَّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ. ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنْذَرُوْا بِہٖ وَلِیَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات! میں نے آپ کی خدمت میں سورہ ابراہیم، رکوع ۷ کی آیات نمبر۴۲ تا ۵۲ تلاوت کی ہے اس کا خلاصہ سماعت فرمائیں کہ:

● اہل حق پر ظلم ڈھاتے ہیں، ان ظالموں کے کرتوت سے اللہ غافل نہیں رہتا۔ ● اللہ ظالموں کو آخرت میں شدید سزا دینے کیلئے موخر کرتا رہتا ہے۔

● ظالم عذاب کو دیکھ کر سر اٹھا کر بھاگیں گے مگر عذاب سے بچ نہ سکیں گے۔

● عذاب کو دیکھ کر ظالموں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

● ظالموں کو اپنے تن بدن کا اور اپنے اوپر نگاہ کرنے کا ہوش بھی نہ رہے گا۔

● ان کے دل اڑے جا رہے ہوں گے، بالکل ہوا ہو رہے ہوں گے، ان میں کوئی امنگ، آرزو، اورارمان نہ رہے گا، بالکل ویران ہوں گے۔

● لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرانا چاہئے اور خود بھی ڈرنا چاہئے۔

● عذاب دیکھ کر ظالم چاہیں گے کہ انہیں مہلت مل جائے۔

● ظالم تمنا کریں گے اور چاہیں گے کہ ہم دنیا میں جا کر اپنی غلطیوں اور گمراہیوں کا تدارک کرلیں۔

اللہ کی دعوت کو قبول کرلیں۔ رسولوں کی اتباع اور پیروی اختیار کرلیں۔

● دنیا پرست انسان سمجھتا ہے کہ دنیا اور اس کا مال ودولت اور اقتدار لازوال ہے۔

● اہل حق کے خلاف بڑی سے بڑی مکاریوں کا توڑ اللہ کرسکتا ہے۔

● اللہ تعالیٰ اپنے داعیان اسلام بندوں کی مدد ونصرت کرتا ہے۔ اور اپنے رسولوں سے کیئے ہوئے وعدے پر قائم ہے۔

● اللہ عالی غالب اور انتقام لینے والا ہے۔

● عالم آخرت کے زمین وآسمان ہی دوسرے ہوں گے۔

● محشر میں تمام انسان داورِ محشر کے سامنے حاضر ہوں گے۔

● مجرمین ہتھکڑیوں، بیڑیوں اور طوق وسلاسل میں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ ● جہنم میں تارکول جیسی آتش گیر چیزوں کا لباس پہننا ہوگا۔

● جہنم میں مجرموں کو آگ اپنی لپیٹ میں لے لے گی، حتی کہ ان کے چہروں پر چھا جائے گی اور ان کو ڈھانک لے گی۔

● اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو کمائی کا بدلہ دے گا۔ اچھی کمائی کا اچھا بدلہ اور بری کمائی کا برا بدلہ۔ ● اللہ تعالیٰ بہت تیزی سے حساب لینے والا ہے۔

● قرآن کا پیغام تمام انسانیت کے لئے ہے۔

● قرآن میں جہنم کی منظرکشی کی گئی ہے اس سے کام لے کر لوگوں کو ڈرانا چاہئے! ● توحید الٰہی کی دعوت واشگاف طور پر دینا چاہئے!

● دنیا میں جو لوگ دل ودماغ رکھتے ہیں۔ عقل وشعور رکھتے ہیں، انہیں قرآن سے نصیحت حاصل کرنا چاہئے! (الحسنات رامپور)

قرآن میں نصیحت ہے

قرآن کریم نصیحتوں سے بھرا پڑا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ** اور ہم نے قرآن کو آسان کردیا تو کیا ہے کوئی

نصیحت قبول کرنے والا ہے گذشتہ اقوام کے حالات کو بیان کرتا ہے جنت کی رغبت دلا کر جہنم سے عذاب سے ڈراتا ہے جو اس کی نصیحتوں کو سن کر اس پر عمل کرتے ہیں ان کے لئے مرنے کے بعد اجر عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جن کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا کسی انسان نے ان نعمتوں کو دیکھا نہیں نہ ہی کسی کان نے انکو سنا اور نہ ہی کسی دل پر ان نعمتوں کا خیال ہی گذرا ہے اور جو کچھ مثالوں کے ذریعے بتایا جاتا ہے کہ اس طرح کی نعمتیں میسر ہوں گی وہ تو ہمارے ذہنوں سے قریب کرنے کے لئے ہیں ورنہ جنت کی ہر نعمت دنیا کی نعمت سے کئی گنا بہتر ہوگی جس کا صحیح اندازہ انشاء اللہ مرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل کریں گے تب ہمیں معلوم ہوگا۔ اسی طرح دوزخ کا عذاب ہے سانپ بچھو اور اسی طرح دوسرے جانور اور آلات عذاب دنیا کی طرح نہیں ہوں گے بلکہ بہت ہی خطرناک ہوں گے اور جو جنت میں چلا گیا وہ ہمیشہ جنت ہی میں رہے گا اسی طرح جو جہنم میں چلا گیا وہ ہمیشہ جہنم ہی میں رہے گا الا یہ کہ اگر صاحب ایمان ہے تو کبھی نہ کبھی جنت میں جائے گا، ہمیں ہر وقت خاتمہ بالخیر کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے۔ **انما الاعتبار بالخواتیم** اعتبار خاتمہ ہی کا ہے آخرت میں ایمان ہی کا سکہ چلے گا ایمان کے ساتھ عمل صالح ترقی ورحلت کا سبب بنے گا کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اچھے اعمال کیئے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

مسجد میں بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کا حسنِ عمل

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْھَا لَا نَسْئَلُکَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُکَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

بچوں سے پیار ومحبت اور مشقت اسلام کی تعلیم ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا. جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ ہمارے پیغمبر ﷺ بچوں سے بڑی محبت کرتے تھے حضرت حسین کو گود میں بٹھاتے کندھے پر سوار کرتے اور دوسرے بچوں کو بھی لے کر پیار کرتے کئی ایک

بچوں نے تو آپ علیہ السلام کے جسم اطہر پر پیشاب بھی کر دیا مگر آپ کو ذرا بھی ناگواری نہیں ہوئی آپ تو ہر ایک کیلئے رحمت بن کر آئے تھے۔ بچوں کو مسجد میں بھی لاتے ان کو اپنے اوپر سوار کر لیتے مگر آج کل اکثر بڑے اپنے بچوں کو مسجد میں لانے سے ہچکچاتے ہیں کہ کہیں ان کی شرارت کی وجہ سے خجالت اور شرمندگی کا سامنا نہ ہو۔ اس طرح بچوں کی تربیت نہیں ہو پا رہی۔ ساتھ ہی مسجد میں بچوں کی عدم موجودگی بھی خصوصیت سے محسوس ہوتی ہے۔ کسی بھی کام کی عادت بچپن ہی سے پڑا کرتی ہے۔ اگر بچپن ہی سے بچوں کو مسجد میں لایا جائے گا تو بتدریج وہ نماز کی ادائیگی سیکھ جائیں گے۔ گھر میں رہ کر ان کی تربیت ایک حد تک تو ہو سکتی ہے مگر آداب نماز مسجد آ کر سیکھے جا سکیں گے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ اپنے بچے یا چھوٹے بھائی کو اپنے ساتھ لائیں اور ابتدائی طور پر اپنے برابر میں کھڑا کریں۔ ساتھ ہی اسے یہ احساس بھی دلائیں کہ مسجد اللہ کا گھر ہے، یہاں شرارت کرنا بے ادبی اور گناہ ہے۔ اس طرح امید ہے کہ بچہ آپ کی قربت کے پیش نظر بھی خیال رکھے گا کہ آپ اسے دیکھ رہے ہیں اور وہ شرارت سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ پھر بھی اس سے اگر کوئی لغزش ہو جائے تو اسے سب کے سامنے ڈانٹنے اور بے عزت کرنے کے بجائے بڑے آرام اور تحمل سے سمجھائیں۔ اس طرح اس کی اصلاح بھی ہوگی اور اسے حوصلہ بھی ملے گا، یوں وہ کامل مسلمان بن جائے گا۔

دورِ نبوت ہی سے بچے مسجد میں آتے رہے

مسجد اور بچوں کا تعلق ہمیشہ سے ہے۔ خود نبی کریم ﷺ اپنے نواسوں حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو مسجد میں لاتے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ واقعہ دیکھئے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمیں

خطبہ دے رہے تھے۔اسی اثنا میں حسن اور حسین رضی اللہ عنہم آئے ،انہوں نے سرخ رنگ کی قمیص پہنی ہوئی تھیں اور وہ چلتے ہوئے لڑکھڑا رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ فرطِ محبت سے منبر سے نیچے تشریف لائے اور ان دونوں کو اٹھالیا اور اپنے سامنے بٹھا دیا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: تمہارے لئے مال اور اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں۔ جب میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تو میں صبر نہیں کرسکا، یہاں تک کہ مجھے اپنی بات ختم کرنا پڑی اور ان دونوں کو اٹھالیا۔

(رحمت ہی رحمت، تالیف: شیخ عطاء اللہ بن عبدالغفار، ترجمہ: مولانا امیرالدین مہر، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی، ص ۵۵)

دوران نماز بچوں کی موجودگی کے حوالے سے یہ روایت خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ حضرت عبداللہ بن شداد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ظہر یا عصر میں سے کسی نماز کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ حسن یا حسین رضی اللہ عنہم کو اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کو آگے کرکے بٹھا دیا اور نماز کے درمیان سجدے کو طویل کیا۔

میرے والد کہتے ہیں کہ میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ سجدے کی حالت میں ہیں اور بچہ آپ ﷺ کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر میں واپس سجدے میں چلا گیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کی تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے اپنی نماز کے درمیان سجدہ اتنا طویل کیا، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوا کہ کوئی معاملہ درپیش ہے یا پھر آپ ﷺ کی طرف وحی کی جارہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے کوئی بات نہ تھی لیکن میرا بیٹا میرے اوپر سوار تھا اور مجھے یہ بات ناپسند لگی کہ میں اس کیلئے عجلت کروں یہاں تک کہ وہ اپنی (کھیلنے کی) ضرورت پوری کرلے۔ (ایضاً ص ۵۸)

آج کھیلیں گے کل نمازی بنیں گے

آج بھی بچوں کو مسجد میں لانے اہتمام کرنا چاہئے تاکہ وہ بھی نماز کا طریقہ سیکھیں اگر بچپن میں سیکھیں گے تو بڑھاپے میں سیکھیں گے بچوں کا دل بالکل سادہ ہوتا ہے جو چاہیں اس پر نقش کردیں جیسی تربیت ہوگی آگے چل کر بچے ویسے ہی تیار ہوں گے بہت سے لوگوں کی شکایت ہوتی ہے کہ بچے مسجد میں کھیلیں گے اس لئے ان کو مسجد سے دور ہی رکھتے ہیں مگر یہ بھی تو سوچیں کہ بچوں کا کھیلنا ہی ہے آج کھیلیں گے اور کل نمازی بنیں گے جس طرح ہم گھروں میں ان کی شرارتیں برداشت کرتے ہیں اسی طرح مسجدوں میں بھی اگر تھوڑی بہت شرارت کرلیں تو دل برداشتہ ہوکر ان کو مسجد میں لانا ہرگز ترک نہ کریں۔ آخر مسجدوں کے باہر ہوٹلوں اور دکانوں میں عین نماز کے وقت بھی تو بہت سے گانے وغیرہ لگالیتے ہیں اور اگر نہیں تو کم از کم گاڑیوں کی آوازیں تو آتی ہی رہتی ہیں اور ہم کو روکنے کی ہمت نہیں ہوتی اسی طرح کی شرارتیں بھی درگزر کرجائیں اور نماز کے بعد پیار محبت سے سمجھائیں بچے ضرور سمجھ لیں گے اور آگے چل کر مسجدیں کو آباد کریں گے اللہ سے دعا ہے کہ قوم کے نونہالوں کو پنج وقتہ نمازی بنائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

لباس کے معاملہ میں حضور ﷺ کی سادگی

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحٰبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ، اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ.

مشفق ومہربان، معلمات محترمہ صدر معلّمہ! اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام ﷺ کو امت کے لئے اسوہ اورنمونہ بنایا یعنی جس طرح اپ نے زندگی گذاری اسی طرح امت بھی زندگی گذارے۔ آپ علیہ السلام کی ایک ایک نقل وحرکت کو اپنی عملی زندگی میں لائے۔ اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡلَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ. اے نبی آپ ﷺ فرمادیجئے اگرتم اللہ سے محبت کے دعویدار ہوتو میری اتباع کرواللہ تم کو پیار کرے گا اورتمہارے گناہوں کوبخش دے گا۔ حدیث کے اندر ساری چیزیں بیان کردی گئی ہیں کہ آپ کس طرح کھاتے تھے کس طرح ہنستے تھے کونسا کپڑا پسند کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک چادر زعفران میں رنگی ہوئی تھی اور بسا اوقات یہ چادر اوڑھ کر آپ نے نماز بھی پڑھائی۔ (ابوداؤد، ترمذی من حدیث قیلہ بنت مخرمہ)

ف: یہ حکم ممانعت سے پہلے کا ہے بعد میں زعفران کا رنگا ہوا کپڑا ممنوع کردیا گیا۔ (مترجم) بعض اوقات آپ صرف ایک بڑی چادر پہنتے تھےاور کوئی کپڑا اس کے نیچے نہ ہوتا تھا۔ (ابن ماجہ، ابن خزیمہ، من حدیث ثابت بن الصامت)

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دوھری چادر تھی جس کوآپ استعمال فرماتے۔ ارشادفرماتے تھے کہ میں (خدا تعالیٰ کا) ایک بندہ ہوں۔ ایسا ہی لباس پہنتا ہوں جیسا غلام پہنا کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم من حدیث ابی بردہ)

جمعہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے دو کپڑے مخصوص تھے جو صرف جمعہ کے وقت زیب تن فرماتے تھے بعد میں لپیٹ کر رکھ دیئے جاتے تھے۔ (الطبرانی)

بعض اوقات آپ صرف ایک تہبند استعمال فرماتے تھے۔ جس کی گرہ پشت پر دونوں شانوں کے درمیان لگاتے تھے اوربعض اوقات اسی لباس میں جنازہ کی نماز بھی پڑھائی۔ اوربعض اوقات اپنے گھر میں اسی ایک تہبند میں لپٹ کرنماز ادا فرماتا تھے۔ (ابویعلی باسناد حسن من حدیث معاویہ:۱۲) اوربعض اوقات آپ صرف ایک کپڑے میں نماز ادافرماتے تھے جس کوتہبند کے طور پر باندھ کر بچے ہوئے حصہ کا ایک گوشہ بطور چادر استعمال فرماتے اوردوسرا گوشہ بعض ازواج مطہرات پرڈال دیتے تھے۔ (ابوداؤد)

آنحضرت ﷺ کی ایک چادر سیاہ رنگ کی تھی جو آپ نے کسی کو ہبہ کردی۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ آپ کی وہ چادر کیا ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو دے دی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یہ سیاہ چادر آپ کے سفید رنگ پر بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔ (مسلم) ایک مرتبہ آپ نے ظہر کی نماز صرف ایک کپڑے میں پڑھائی۔ جس کے دونوں پلو کو باندھ دیا تھا۔ (بزار وابویعلی عن انس:۱۲)

آپ ﷺ کی انگشتری

آنحضرت ﷺ انگشتری استعمال فرماتے تھے بعض اوقات آپ باہر تشریف لاتے تو آپ کی انگشتری میں ایک دھاگہ بندھا ہوتا تھا جس کے ذریعہ کسی کام کو یاد رکھنا مقصود تھا۔ (الشیخان من حدیث ابن عمر وانس رضی اللہ عنہ:۱۲)

اس انگشتری سے آپ خطوط پر مہر ثبت فرماتے تھے۔ جس کی ابتداء یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ آپ نے شاہ روم کے نام خط لکھنے کا ارادہ کیا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ لوگ کسی کا خط اس وقت تک نہیں پڑھتے جب تک اس پر مہر نہ ہو تو آپ نے چاندی کی مہر بنوالی۔ (بخاری ومسلم)

آپ ﷺ کی ٹوپی

آنحضرت ﷺ عمامہ کے نیچے اور بدون عمامہ کے بھی ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ آپ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں۔ ایک ٹوپی سفید سوئی سے کام کی ہوئی اور ایک ٹوپی یمنی چادر سے بنی ہوئی اور ایک ٹوپی کانوں والا جس کو سفر میں استعمال فرماتے تھے اور بعض اوقات اس کو نماز پڑھنے کے وقت آگے رکھ دیتے تھے۔ (طبرانی)

عمامہ

بعض اوقات عمامہ نہ ہوتا تو سر مبارک اور پیشانی پر ایک عصابہ باندھتے تھے (یعنی پٹی کی طرح ایک چھوٹا کپڑا) آپ کے ایک عمامہ کا سحاب نام تھا وہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادیا پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کو باندھ کر تشریف لائے تو

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”علی تمہارے پاس سحاب میں آئے ہیں“ (حاکم فی المستدرک)

عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کوئی کپڑا پہنتے تو داہنی طرف سے شروع کرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا وَارٰی بِهٖ عَوْرَتِیْ وَتَجَمَّلَ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ. (ترجمہ) شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے وہ کپڑا عطا کیا جس سے میں اپنا ستر چھپاؤں اور لوگوں میں زینت وتجمل حاصل کروں۔

اور جب کوئی کپڑا نکالتے تو پہلے بائیں جانب سے نکالتے تھے۔

آپ جب نیا کپڑا استعمال فرماتے تو پرانا کسی مسکین کو عطا فرمادیتے تھے۔ اور یہ ارشاد ہوتا کہ جو مسلمان اپنا پرانا کپڑا کسی مسکین کو پہنادے اور اس سے اس کی غرض بجز رضائے حق تعالیٰ کے کچھ نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے ضمان اور حفاظت میں رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو اچھا لباس عطا فرماتے ہیں زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی۔

لباس ایسا ہو جو ستر کو چھپانے والا ہو

اور ہمارا حال یہ ہے کہ کئی کئی جوڑے کپڑے سلاتے تھے مگر پھر بھی پرانا کپڑا کسی غریب و مسکین کو دینے کی توفیق نہیں ہوتی اور سنت لباس پہننے کے بجائے غیروں کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے ایسے لباس پہنتے ہیں جس سے جسم کا وہ حصہ کھلا رہتا ہے۔ شریعت جس کی اجازت نہیں دیتی یا اتنا چست ہوتا ہے کہ جسم کا حصہ ظاہر ہوتا ہے۔ مذہب اچھا اور عمدہ لباس پہننے کی ممانعت نہیں کرتا البتہ خلاف شریعت لباس نہ ہوں لباس پہننے کا اصل مقصد ستر پوشی اور زینت ہے اگر ستر پوسی نہیں ہو رہی ہے تو ایسا سن بے سود ہے احتراز کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شرعی لباس پہننے اور ہر ہر سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ☆

پانی زندگی کا لازمی حصہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْئٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سامعین عظام، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! پانی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور دنیا کے تین چوتھائی حصہ پر پانی اور باقی ایک حصہ خشکی کا ہے جس پر انسان آباد ہے اور زمین کے نیچے بھی پانی ہے جتنے بھی حیوانات ہیں ہر ایک کی بقائے حیات کے لئے پانی لازمی ہے خواہ بالواسطہ یا بلا واسطہ اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ہم نے ہر جاندار شئی کو پانی سے بنایا۔

ماہر موسمیات پروفیسر شہزاد حسن چشتی کہتے ہیں کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ زندگی پانی کے بغیر پرورش نہیں پاسکتی۔ کسی بھی پودے کے بیج کے اندر موجود جنین میں اللہ نے پانی کی ایک مخصوص مقدار پیدا فرمائی ہے جو جنین کو نہ صرف بڑے عرصے تک زندہ رکھتی ہے بلکہ آہستہ آہستہ نشوونما بھی دیتی ہے۔ جب یہ بیج زمین

میں بویا جاتا ہے اور پانی سے سینچا جاتا ہے تو بیج نشوونما پا کر جلد ہی پودے کی شکل میں پھوٹ نکلتا ہے۔ اگر بیج میں پانی مفقود ہو جائے تو اس کے اندر کا جنین مردہ ہو جائے گا اور کسی صورت بھی نشوونما نہ پا سکے گا۔ جانوروں کے انڈے اور چھلکے یا جھلی کے اندر بھی جنین کے گرد پانی کی ایک مخصوص مقدار پیدا کی گئی ہے۔ اس پانی میں جنین پرورش پاتا ہے اور مخصوص وقت پر جھلی اور چھلکا توڑ کر باہر نکل آتا ہے۔ یہاں بھی پانی کی غیر موجودگی جنین کے نشوونما پر منفی اثرات ڈالتی ہے۔ دودھ دیلے حیوانات کے (مثلاً گائے، بھینس، بکری وغیرہ اور انسان بھی ان میں شامل ہے) رحم میں پرورش پاتے ہوئے جنین کے گرد تین پردے ہوتے ہیں جن میں پانی بھرا ہوتا ہے اور جنین درحقیقت اس پانی میں تیرتا رہتا ہے۔ اسی کے ذریعے اپنی غذا بھی حاصل کرتا ہے اور جسم میں پیدا ہونے والے گندے مادے بھی خارج کرتا ہے اور پیدائش کے وقت اس پانی کی قوت سے اپنے مقررہ وقت پر رحم مادر سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ پرورش پانے والے جنین کے گرد پانی کی کمی یا زیادتی اس کی نشوونما کو متاثر کرتی ہے لہٰذا یہاں بھی پانی کا موجود ہونا اور متوازن ہونا لازمی ہے۔

پانی میں ایک خصوصیت یہ بھی اللہ نے پیدا کی ہے کہ ٹھنڈا ہونے کی صورت میں اس کے اندر موجود حرارت خارج ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب پانی کے بخارات ٹھنڈے ہوتے ہیں تو ان کے اندر سے بھی حرارت خارج ہوتی ہے۔ یہ پانی کی مخفی حرارت کہلاتی ہے۔ پانی جلد گرم نہیں ہوتا، یعنی پانی کو گرم کرنے کے لئے زیادہ حرارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے پانی کی حرّی صلاحیت کہتے ہیں۔ پانی میں سے حرارت تیزی سے گذر جاتی ہے۔ اس کو پانی کی حرارت پذیری کہا جاتا ہے اور خاص درجہ حرارت، یعنی ۱۰۰ درجہ سینٹی گریڈ پر پانی بخارات میں تبدیل

ہوکر اتنا ہلکا ہوجاتا ہے کہ ہوا اسے اپنے دوش پر عالم بالا کی طرف بادلوں کی شکل میں لے جاتی ہے۔غور کریں کہ پانی کی یہ خصوصیات انسانی جسم کو کس طرح چاق چوبند رکھتی ہیں۔

پانی کی شفافیت

قدرتی پانی نہایت شفاف ہوتا ہے،یعنی اس میں کیمیاوی اجزاء کی آمیزش نہیں ہوتی۔اسے آب مقطر بھی کہہ سکتے ہیں۔بالعموم بارش کا پانی آبِ مقطر ہوتا ہے پانی کی شفافیت اور سورج کی روشنی کا اس میں سے گزرنے کا بھی ایک تعلق ہے۔نظر آنے والی روشنی شفاف پانی سے گزر جاتی ہے۔روشنی کی انفراریڈ شعاع جو تپش بھی پیدا کرتی ہے وہ بھی چند ملی میٹر گہرائی تک پانی میں اتر جاتی ہے اسی لئے سمندر اور دریاؤں کا پانی اتنی ہی گہرائی تک سورج کی روشنی سے متاثر ہوتا ہے جب کہ اس سے زیادہ گہرائی میں پانی دور دور تک ایک ہی درجہ حرارت پر رہتا ہے۔سورج کی روشنی کی مختلف رنگت کی شعاعیں بھی صرف ۱۰۰ میٹر کی گہرائی تک پانی میں اترتی ہیں مگر ارزق (نیلی) اور سبز رنگت کی شعاعیں تقریباً ۲۴۰ میٹر تک گہرائی میں پہنچتی ہیں۔اس کی وجہ سے دریا اور سمندروں کی اس گہرائی میں آبی پودے اگتے ہیں جن کو ضیائی تالیف (فوٹو سنتھسز) کے لئے روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔یہ سب قدرت حق کے خدائی توازن کا حصہ ہے۔

ہماری ذات میں قدرت کی نشانیاں

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بے شمار نشانیاں ہیں جو انسان کو ایمان لانے پر آمادہ کرتی ہیں اگر تھوڑا بہت غور وفکر سے کام لے تو وجود الٰہی کا یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَفِیۡٓ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ اور خود تمہاری ذات کے اندر (بہت سی قدرت کی نشانیاں) ہیں تو کیا غور وفکر نہیں کرتے اور خارجی نشانیاں تو بے شمار ہیں ہی بڑے بڑے دریا اور سمندر اور پھر اس میں بہت ساری مخلوق کو پیدا کرنا ان کی روزی کا بندوبست کرنا یہ صاف بتا رہا ہے کہ کوئی ایک ایسی طاقت جو آنکھوں سے نظر نہیں آتی مگر ہر ایک چیز اس کے تابع ہے اور اس کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مغرب میں حجاب کی مخالفت سے اسلام کی مقبولیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار، محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات! ابتدائے اسلام ہی سے دشمنان خدا اور سول نے روڑے اٹکانے اور اسلام کو مٹانے کی انتھک کوشش میں لگے ہوئے ہیں مگر یہ کبھی بھی اپنی اس مذموم حرکت میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ میں نے جو آیت کریمہ آپ نے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں وہ دشمنان اسلام چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روشنی اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ تعالیٰ اپنی روشنی کو پورا کئے بغیر نہ رہیگا اگرچہ کافر ناک بھنو چڑھائیں مغربی ممالک آئے

دن جو نئے نئے قوانین پیش کررہے ہیں وہ سب اسلام دشمنی کا نتیجہ ہی ہے کہ کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔ شعر:

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جناب نفیس خان ندوی صاحب لکھتے ہیں کہ مغربی ممالک میں مسلم طالبات پر دینی تعلیم کے حصول کے دروازے یہ کہہ کر بند کردیئے گئے کہ اس کے نتیجہ میں وہ حجاب اختیار کرتی ہیں جس کی وجہ سے معاشرہ میں ان کی الگ ساخت بنتی ہے اور سوسائٹی کے دوسرے لوگ ذہنی طور پر انتشار میں مبتلا ہوتے ہیں، حتی کہ جرمنی میں ایک باپردہ خاتون کو بھری عدالت میں صرف اسلئے قتل کردیا گیا کہ اس نے اسلامی پاسداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے شرعی حجاب کو اختیار کیا تھا۔

اس سلسلہ میں بلجیئم نے حجاب پر پابندی عائد کرکے دوسرے ممالک کو بھی شہہ دی کہ وہ بھی اس سلسلہ میں معلوم کریں، بلجیئم حکومت کا کہنا ہے کہ حجاب کے ذریعہ خواتین کی توہین ہوتی ہے اور ان کی شناخت چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے، اگر کسی خاتون نے پولیس کی اجازت کے بغیر حجاب کا استعمال کیا تو اس کو ۲۵ یورو یا ۷ یوم کی سزا ہوسکتی ہے۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق بلجیئم ۶ لاکھ کی مسلم آبادی ہے جس میں سے محض ۳۰ سے ۴۰ خواتین نے حجاب کا استعمال کیا تھا مگر یہ بھی بلجیئم حکومت کو گوارہ نہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ جارحانہ رویہ اختیار کرنے والا ملک فرانس ہے، اس کی پیروی کرتے ہوئے بعض دوسرے ممالک نے بھی حجاب پر پابندی کی اور ڈنمارک نے حجاب پر پابندی عائد کی اور اب فرانس اور ڈنمارک کے بعد ہالینڈ میں بھی اسلامی حجاب پر مکمل پابندی عائد کردی گئی، ہالینڈ میں ۲۰۰۷ء سے اسلام مخالف پارٹی (پی وی وی) حجاب پر پابندی کا مطالبہ کررہی تھی جس کو ۲۰۱۲ء

میں قانونی طور پر منظور کرلیا گیا اور حجاب پر پابندی عائد کردی گئی، قانون کی رو سے حجاب پہننے والی خواتین ۵۱۰ ڈالر کا جرمانہ بھی عائد کیا جائے گا، ہالینڈ کے وزیراعظم کا کہنا ہے کہ یہ پابندی ہر اس چیز پر ہوگی جس سے کسی خاتون کا چہرہ چھپتا ہو، واضح رہے کہ ہالینڈ کی ستر ملین آبادی میں سے تقریباً ایک ملین آبادی مسلمانوں کی ہے، مغربی ممالک میں ایک بڑی تعداد میں مسلم لڑکیاں صرف اس وجہ سے تعلیم سے محروم کردی جاتی ہیں کہ وہ مغربی کلچر کے بجائے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا چاہتی ہیں۔

اسلامی ممالک کے خلاف جنگی محاذ پر امریکہ قیادت کررہا ہے تو دین اسلام پر شرمناک حملوں کی قیادت پوپ اور دینی شعائر کے خلاف باگ ڈور کی قیادت برطانیہ کے ہاتھ میں ہے، جہاں ان دونوں حجاب خاص موضوع سخن بنا ہوا ہے، مغربی ممالک جہاں نہ صرف انسان کو مادر زاد برہنہ رہنے کی اجازت ہے، ہم جنس پرستی کو قانونی منظوری بھی حاصل ہے، وہاں حجاب پر یہ کہہ کر پابندی عائد کی جارہی ہے کہ یہ ایک امتیازی رویہ ہے جسے برداشت نہیں کیا جاسکتا، حالانکہ جس طرح انسان کو ننگے رہنے کی آزادی ہے اسی طرح انسان کو اس کا بھی حق پہنچتا ہے کہ وہ خود کو ملبوس و مستور رکھے۔

خواتین کا حجاب اس زمانہ میں مغربی اقوام کا سب سے بڑا مسئلہ بن چکا ہے، یورپ میں تقریباً دو کروڑ سے زائد مسلمان ہیں فرانس میں ۶۰ لاکھ کے قریب مسلمان آباد ہیں، جن میں تقریباً ۳۰ لاکھ مسلمان یہاں کی شہریت رکھتے ہیں، لیکن ان کے مذہبی جذبات کی پرواہ کئے بغیر وہاں حجاب کو لے کر ایک طوفان برپا رہتا ہے اور اب اس سلسلہ میں فرانس گویا کہ قیادت کی ذمہ داری انجام دے رہا ہے۔

یورپ میں اسلامی شعائر کی مخالفت کی بنیادی وجہ مغربی مفکرین کا یہ اعتراف ہے کہ یورپ میں اسلام کی مقبولیت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے، اور اگر اس کے روکنے کی موثر کوشش نہ کی گئی تو چند دہائیوں بعد یورپ میں صرف اسلام کی حکومت

ہوگی اور ۲۰۵۰ء تک اسلام یورپ کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا۔ آج اسلام کو یورپ میں خاصی مقبولیت حاصل ہورہی ہے اور مسلمان یورپی قوم کا حصہ بن چکے ہیں، جن میں سے اکثریت کو یہاں کی شہریت بھی حاصل ہوچکی ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق نائن الیون کے واقعہ کے بعد برطانیہ میں قرآن مجید کے نسخوں کی فروخت سات گناہ بڑھ گئی ہے، قبول اسلام کی شرح میں پانچ تا دس فیصد اضافہ ہوا ہے اور ان میں بھی عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔ ایک سروے کے مطابق نائن الیون کے بعد مغربی فضا میں اسلام کے بارے میں زبردست تجسس پیدا ہوا جس کی وجہ سے اسلام کا پیغام یورپی باشندوں کو اپیل کرنے کا باعث بن گیا، مبصرین کا کہنا ہے کہ ہر سال کئی ہزار لوگ اسلام قبول کررہے ہیں، فرانس میں ایک بڑی تعداد میں لوگ مسلمان ہوچکے ہیں، وہاں کے صدر نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ میں اس بات کو پسند کروں یا نہ کروں مگر یہ حقیقت ہے کہ اسلام فرانس کا دوسرا سب سے مقبول مذہب بن چکا ہے۔

اسلامی شعائر کی توہین کے ذریعہ اہل مغرب سکون نفس کا کچھ سامان تو حاصل کرسکتے ہیں لیکن اس کے ذریعہ اسلام کی پیش رفت کو روک پانا ان کے لئے ناممکن ہے، یہ اسلام کی حقانیت اور اس کی ابدیت کی دلیل ہے کہ ہزار مخالفتوں اور پروپیگنڈوں کے باوجود اسلام کی مقبولیت بڑھتی جارہی ہے، اسلام کو پوری دنیا میں پھیلنا ہے، اس کا فیصلہ اللہ رب العزت کی جانب سے ہوچکا ہے، اہل مغرب چاہے جتنی مخالفت کریں آج نہیں تو کل ان کو اس کا اعتراف کرنا ہوگا، اور دنیا امن وسکون کی تلاش میں پھرتی ہوئی اسلام کی دہلیز پر ضرور پہنچے گی، لیکن یہ ضرور ہے کہ اس وقت تک انسانوں کو بہت سی وہ صلاحیتیں جو تعمیر انسانیت کا کام کرسکتی ہیں اسلام مخالفت میں ضائع ہوتی رہیں گی۔

اسلام کے سب سے بڑے دشمن یہودی

آج کل اسلام کی مخالفت میں جو بھی کام ہو رہے ہیں اس میں یہودی ذہنیت ہی کارفرما ہے ان کی شطارت نے پورے مسلم معاشرے میں بھی اختلاف وانتشار پیدا کر دیا ہے اور اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں گنواتے قرآن کریم نے کھول کر ان کی گندی ذہنیت کو بیان کیا اور ان کی سازشوں کو بار ہا نقاب کر دیا اور ان پر لعنت و پھٹکار کی بارش کی اس قوم نے تو اللہ کو بھی گالی دی کتنے رسولوں کو بھی قتل کر دیا ایک طویل عرصہ تک ان کا کوئی ملک نہیں تھا جس ملک نے ان کو پناہ دی اسی ملک کی بنیادیں کمزور کرنے لگے۔ اور نتیجہ کے طور پر ذلیل وخوار ہو کر وہاں سے نکال دیا گیا، مگر اب اس نے اپنا ایک ملک بنالیا ہے اور ناجائز طریقے پر فلسطینیوں کی زمینوں پر یہودی بستیاں تعمیر کر رہا ہے اور آئے دن دہشت گردی پھیلاتا ہے اور سینکڑوں معصوموں کی جانیں لیتا ہے، مگر حیرت وافسوس مسلم ممالک پر بھی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی مادی قوتوں سے مالا مال کیا ہے مگر پھر بھی اپنوں کی حمایت کرنے میں بزدلی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور پس پردہ بلکہ علانیہ اپنے مالوں کے ذریعہ دشمنوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلم ملکوں کے سربراہوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

عریانیت کی تباہ کاریاں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم نے سورہ نور میں معاشرے کے سدھار کے لئے اور برائیوں سے بچانے کے لئے اور عفت و پاکدامنی کی فضا پیدا کرنے کے لئے عمدہ احکام بیان کئے ہیں اور جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی ﷺ مومن مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ عمل ان کے لئے زیادہ صفائی ستھرائی کا باعث ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی خبر رکھتا ہے جو وہ کر رہے ہیں اس کے بعد پھر عورتوں کو الگ سے حکم دیا گیا ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔ اور اے نبی ﷺ مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں سست کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے مقام زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو ان میں سے کھلا رہے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈال لیں کس قدر باحیا تعلیم ہے معاشرے کی حفاظت کے لئے۔

معاشرے کے بگاڑ کی بڑی وجہ بے حجابی ہے

کیا حجابی اور حیا صرف اسلام کا مسئلہ ہے یا اس کا تعلق خود انسانیت سے بھی ہے؟ روس صدیوں تک قدامت پسند مسیحیت اور زار شاہی کے تابع رہا۔ پھر کارل مارکس کی فکر اور کمونسٹ پارٹی کی تحریک پر لینن نے اکتوبر ۱۹۱۷ء میں یہاں پر اشترا کی انقلاب برپا کیا۔ اس انقلاب کے دیگر مظاہر کے ساتھ دو چیزیں یہ بھی روسی فضاؤں میں مسلط ہوئیں کہ مذہب افیون ہے اور مذہبی تعلیمات کا مذاق اڑانا ترقی پسندی ہے۔ دوسرا یہ کہ الٰہی ہدایت کے تحت انسان کے باہمی تعلقات میں بالخصوص نکاح کے تصورات کو فرسودہ اخلاقیات کا کباڑ خانہ قرار دینا روشن خیالی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اشترا کی انقلابیوں نے ایسے خانگی معاہدے کی بنیاد رکھی، جس کی پابندی میں صنفی خود اختیاریت تھی اور صنفی آزادروی میں تو آزادی کی کوئی حد نہ تھی۔ مغرب کے اسی آزاد خیال معاشرے کے ایک دانش ور ڈاکٹر لیونڈ کیتایف سمائک (Leonid Kitaev Smyk) کا یہ مختصر مضمون روزنامہ پراودار (انگریزی) ماسکو، ۵ مئی ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا ہے۔ موصوف پیشے کے اعتبار سے ماہر نفسیات ہیں اور رشین اکیڈیمی آف سائنسز میں رشین ریسرچ انسٹی آف فکچر الوجی کے سینئر محقق ہیں۔ ان کا یہ مضمون عبرت کا جہان سمیٹے ہوئے ہے۔ اسلام نے حیا، حجاب، ستر، غض بصر اور کھلے چھپے میں فکری پاکیزگی کا قانون عطا کیا ہے اور

اس کے نفاذ کے لئے ہر فرد کو ذمہ دار، پابند اور جواب دہ قرار دیا ہے۔ پھر ریاست کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری سونپی ہے، کہ اسی میں انسانیت کی فلاح ہے۔ مادر پدر آمادی کے مغربی نعروں کی جانب لپکتے خواتین وحضرات کے لئے خود مغرب سے بلند ہوتی اس چیخ میں ایک پیغام ہے۔ خاص طور پر ان خواتین کے لئے کہ جنہوں نے جانے یا ان جانے میں بے حیائی کے تصور وعمل کو معمولی چیز سمجھا ہے۔ انجام کار ہمارے ہاں خواتین میں آدھے یا پورے عریاں بازوؤں کی پوشاکیں، اونچی شلواریں، قمیصوں کے بلند چاک، تنگ پتلونیں، کھلی شرٹس، باریک کپڑے، منی اسکرٹس کا رواج روز افزوں ہے۔ دوسری طرف انٹرنیٹ کیفوں کے پہلو بہ پہلو فحش ویڈیو سی ڈیز، کیبل سروس کی فراہم کردہ واہی تباہی، مخلوط تعلیم کی سلگتی بھٹیاں، ہیجان انگیز اشتہار بازی اور ہورڈنگز کی یلغار ہے۔ ان تمام چیزوں کی ذمہ داری ہمارے معاشرے کے سیاسی، انتظامی، مذہبی، سماجی، تعلیمی، تجارتی اور ابلاغی اداروں پر بھی آتی ہے۔ ہمارے معاشرے کو پراودا کے اس مضمون میں اپنا چہرہ دیکھنا چاہئے، یہ مسئلہ محض دین اور اخلاق کا نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ خود انسانی زندگی اور معاشرت کی بنیادیں وابستہ ہیں۔ (مترجم)

مردوں میں بہت سی بیماریوں کا ایک بڑا سبب عورتوں کا ہیجان انگیز لباس پہننا اور اشتعال انگیز رویہ اختیار کرنا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ مغربی تہذیب رفتہ رفتہ ایک ایسے معاشرے میں ڈھل رہی ہے جس میں مرد صنفی طور پر غیر مطمئن، جسمانی طور پر غیر فعال اور غیر صحت مند زندگی گزار رہے ہیں۔

امریکی تحقیق کاروں کی ۳۰ سالہ تحقیق کے مطابق ۶۰ سال کی عمر سے زیادہ (مغربی) مردوں کی ۸۰ فیصد تعداد جن مختلف بیماریوں میں گھری ہوئی ہے اور اس میں سب سے بڑی بیماری مثانے کے غدود (پراسٹیٹ گلینڈ) کا کینسر ہے۔ ۳۰ سال

سے بڑی عمر کا ہر تیسرا امریکی یا یوروپی مرد مثانے کے غدود کی بیماری کا شکار ہے، تاہم مشرق میں بسنے والے مسلمانوں میں صورت حال یکسر طور پر اس کے برعکس ہے۔ عرب اور مسلم دنیا میں پراسٹیٹ کینسر کا مرض بالکل نچلی سطح پر ہے۔ اس فرق کے بارے میں عام طور پر سائنس دانوں کا خیال یہی ہے کہ ''اس کے اسباب میں موسمی حالات اور کھانے پینے کے مشرقی لوازمات کو عمل دخل ہے''۔ مگر میرے خیال میں ان سائنس دانوں نے مذکورہ ہوش ربا چیخ کی درست تشخیص نہیں کی ہے۔ ہمارے مطالعہ و تحقیق کے مطابق معاملہ دراصل یہ ہے کہ ترقی یافتہ دنیا میں جنسی انقلاب کی شاہراہ پر دوڑتی عورت اشتعال انگیز لباس سے اپنا تن ڈھانپنے کی ناکام کوشش کررہی ہے۔ جب کہ مشرقی (مسلمان) عورت اب بھی گاؤن، ڈھیلا اور ساتر لباس پہن رہی ہے۔ یہ ہے بنیادی سبب اس فرق کا۔

اس معاملے کا تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ گلیوں اور شاہراہوں پر چلتے ہوئے مرد، صنفی طور پر سخت ناآسودگی کا شکار ہوتے ہیں۔ جس کا ایک بڑا سبب عورتوں کے جسم کے عریاں حصے دیکھنا ہے۔ باریک، مختصر لباس اور منی اسکرٹ وغیرہ انہیں ہیجانی سطح پر سخت متاثر کرتے ہیں۔ عورتوں کے یہ جدید فیشن، مردوں کو جنسی بھوک میں مبتلا کرتے ہیں۔ اس کا علاج ویسے ہی بہت کم درجے میں ممکن ہے، بھلا اس ہیجانی بیماری کا علاج بھی کیا تجویز کیا جائے؟ تاہم اس کھیل کو بس ایک حیوانی ڈراما ہی کہا جاسکتا ہے۔ اب اگر ایک مرد کمزور ہے تو عورت اسے مسترد کردیتی ہے اور پھر یہی مرد ناطاقتی (امپوٹینس) اور پراسٹیٹ سے متعلق بیماریوں کی گرفت میں آجاتا ہے۔ دیکھا جائے تو موجودہ زمانے کے ۷۰ فیصد مردوں میں ناطاقتی دراصل مستقل طور پر متضاد رویوں اور ناآسودہ جنسی انتشار کے خلاف قدرت کا خود کار دفاعی ردعمل ہے اور اب مستقل شکل اختیار کرتا جارہا ہے۔

اسی طرح یہ پہلو بھی پیش نظر رہنا چاہئے کہ (مغربی) عورتیں اپنے جسم دکھاتے لباسوں اور عریاں پنڈلیوں کے ذریعے مردوں کی قبریں کھودیتی ہیں ذرا دیکھئے، بظاہر ایک بھلی سی لڑکی، ہیجان انگیز وضع قطع کے ساتھ اپنے ایک دوست کی خوشی کے لئے گھر سے خراماں خراماں نکلتی ہے، لیکن اپنے جلوؤں سے راستے بھر میں ایک درجن سے زیادہ مردوں کو (بلاوجہ) ذہنی اور صنفی اذیت میں مبتلا کرتی چلی جاتی ہے۔ یوں عریانی و برہنگی کے یہ کھلے ہتھیار بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے (ماس ڈسٹرکشن) کا کام کرجاتے ہیں۔ اس طرح یہ سارا عمل، مغربی تہذیب کو ایک مضمحل معاشرے کے سپرد کردیتا ہے۔

شادی برائیوں کو روکنے والی ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لَا تَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَمِنِّيْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ فَاَسْلَمُ'' ان خواتین کے گھروں میں نہ جایا کرو جن کے شوہر کہیں باہر سفر وغیرہ میں گئے ہوئے ہوں کیونکہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے اندر اس طرح جاری وساری ہے جس طرح رگوں میں خون رواں دواں رہتا ہے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ میں بھی یعنی اللہ کے نبی ہیں تو کیا آپ میں بھی شیطان اسی طرح جاری وساری ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہاں اور مجھ میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے میری خاص مدد فرمائی اس لئے میں محفوظ ہوں۔ اس کے علاوہ کئی ایک موقع پر بھی حضور نبی کریم ﷺ نے اجنبی مرد وعورت کو دور رہنے کی خاص تاکید فرمائی ہے اور خواہش نفسانی کی تکمیل کا بہترین صورت بتائی کہ شادی کرلی جائے جب لڑکے اور لڑکی سن بلوغ کو پہونچ جائیں تو ان کی شادی

کردی جائے سارے فتنے دفع ہو جائیں گے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا ہوتا ہے کہ کوئی عورت شیطان کی طرح آتی یا جاتی ہے تو اگر کسی کو ایسا واقعہ پیش آئے کہ کوئی ایسی عورت اچھی لگے اور اس کے ساتھ دلچسپی اور دل میں اس کی خواہش پیدا ہو جائے تو اس آدمی کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور اپنی نفسانی خواہش پوری کرے اس سے اس کی اس گندی خواہش نفس کا علاج ہو جائے گا کیا اس سے بہتر اور عمدہ تعلیم کسی اور دین و مذہب میں ہو سکتی ہے اسلام ہی ایک مکمل نظام حیات کا نام ہے جو زندگی کے سارے شعبوں کو محیط ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کا سچا پیروکار بنائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' جلد چہارم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول و دوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوار طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
5	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں
8	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
9	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطبات رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطبات حبان برائے دختران اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطبات حبان	دو جلدیں
۱۳	خطبات رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
15	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
18	الحب النبی ﷺ	
19	زیارات حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
21	فیضان گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرار طریقت	(زیر تبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشور امسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل و فضائل	
۲۵	مجربات حبانی	

☆☆☆

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد پنجم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد پنجم)

ماخوذ از خطبات : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی

مرتب : ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

کتابت وتزئین : مولانا عبید الرحمٰن قاسمی ومولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور

باہتمام : مولانا محمد طیب قاسمی

تعداد : تین ہزار (۳۰۰۰)

قیمت :

ناشر : مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	8
2	تقریظ	9
3	حرف اول	11
4	ناداروں اور فاقہ کشوں کی مدد کیلئے حضور ﷺ کے عملی اقدامات	12
	فاقہ کشوں کا وفد دربار رسالت میں	13
	حلف الفضول	14
5	ہندوستان کی جدید تعمیر میں علمائے کرام کی قربانی	16
	ٹیپو سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی جملہ	18
6	حضور ﷺ نے پانچ نصیحتیں فرمائیں	20
	دس نصیحتیں	22
7	عاریتاً یا مستعار چیزیں دینا بھی مستحب ہے	23

	قرض کی فضیلت	25
8	ملکہ زبیدہ کی باندیاں بھی حافظۂ قرآن تھیں مگر ہماری اولادیں	27
	جس کا گھر وہی داخل ہوگا	29
9	قرآن سے غفلت تمام مصائب وآلام کا باعث	31
	ترک قرآن کا نتیجہ ذلت ورسوائی	33
10	اقوام عالم کا قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک	35
	قیدیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک	36
	اسیران بدر کے ساتھ حسن سلوک	39
11	پانی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے	40
12	شہادت حسین رضی اللہ عنہ آج کے فیشنل دور تک	44
	یہ سب رسومات ممنوع ہیں	48
13	ہجرت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور امتحان ہے	49
	صحابہ کرام نے دین کیلئے سب کچھ قربان کردیا	51
14	مریض کی عیادت اور اس کے آداب	53
	مریض کو خوش کریں	56
15	ایمان قابلِ رشک اور یقیں کا نور ہے	57
	مومن ہونے کی علامت	60
16	ایسے بھی سخی ہوئے ہیں دنیا میں!	61
	خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے	63
17	اللہ تعالیٰ نے ٹھیک حساب کے مطابق پانی اتارا	65
	انسان بہت کمزور ہے	67

18	بچوں کے مستقبل کو بہتر بنانے کی تجاویز	69
	ہر شخص نگراں ہے	72
19	ابلیس کے دوست اور دشمن کون لوگ ہیں	73
	سود کا انجام تباہی ہے	75
20	معاشی تحفظ کیلئے حضور ﷺ کے اقدامات	77
	سب سے بڑے راوی	79
21	عہدہ اور منصب احادیث کی روشنی میں	81
	اچھے اور برے حاکم کا انجام	84
22	حضور ﷺ بیمار کی مزاج پرسی فرماتے	86
	مریض کو خوش کن بات کہیں	88
23	پانی اور ہوا انسانی زندگی کیلئے بڑی نعمت	90
	کم اور زیادہ بارش میں اللہ کی حکمت	93
24	سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو عوام کیلئے زیادہ نفع بخش ہوں	94
	ہم کو اللہ نے عبادت کے لئے پیدا کیا	97
25	طلبِ علم کیلئے اصحابِ خیر القرون رحمۃ اللہ علیہم کی قربانیاں	98
	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے مستغنی تھے	99
	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قوت حفظ	100
26	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ اور حسنِ نیت	102
	ایک ہزار اشرفی دریا برد کر دیا	104
27	چغل خور اور پیشاب سے نہ بچنے والوں کو عذاب	106
	چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا	108

28	حکیم الامت نے تنگدستی کی حالت میں علم کیسے حاصل کیا؟	110
	امام ربیعۃ الرائے رحمۃ اللہ علیہ	113
29	ختنہ ایک عظیم سنت ہے جو انسان کو تندرستی عطا کرتی ہے	115
	احکام اسلام میں دنیوی واخروی فوائد	117
30	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں مسلمان کے اخلاق	119
	غیروں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرے	122
31	بارش اور بادل قرآن کریم کی روشنی میں	123
	بارش اور سیلاب	124
	پانی کے دو ذخیرے	125
32	خدارا دوسروں کا نہیں، اپنا محاسبہ کیجئے	127
	اللہ گرفت کرنے پر آئیں تو کوئی بچ نہیں سکتا	129
33	اعمال میں اعتدال ہی اسلام کی روح ہے	131
	اسلام میں رہبانیت نہیں	134
34	قساوت قلب ایمان نہ ہونے کی علامت ہے	135
	سخت دل کا علاج	137
35	حضور ﷺ کے کھانے میں عام چیزیں ہوتی تھیں	139
	محبت خداوندی کیلئے اتباع نبوی ﷺ شرط ہے	141
36	حصول علم کیلئے اسلاف کی قربانیاں	143
	علم مشقت سے حاصل ہوتا ہے	145
37	موجودہ زمانہ میں فتنوں کے دروازے	147
	بیوٹی پارلر کلچر	148

	سیکس ایجوکیشن	149
	مانع حمل کلچر	149
	ایڈس کلچر	149
	کلچر شو کلچر	150
	فیشن شو کلچر	150
	بیوٹی کنٹسٹ کلچر	150
	شہر اور سیکورٹی کلچر	150
	ملبوسات کلچر	150
	یہودیوں کی اسلام دشمنی	151
38	فقراء ومساکین سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں	153
	فقراء کا اعزاز جنت میں	154
	کلمہ سوم کا تجزیہ	155
	ہر مخلوق اللہ کی حمد کرتی ہے	156
	انسان دو چیزیں ناپسند کرتا ہے	156
39	عالم برزخ میں روحوں کا مقام	158
	مومن کی روح رشتہ داروں کی روح سے خوش ہوتی ہے	159
	برزخ والوں پر زندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں	159
	منکر نکیر کے سوال وجواب	160

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلد پنجم کا

ثواب اور انتساب

صاحبزادۂ رسولِ اکرمؐ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کے نامِ نامی اسمِ گرامی پر نبی کریم ﷺ نے ''ابو القاسم'' کنیت اختیار کی، جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی چاروں صاحبزادیوں سے قبل پیدا ہوئے، جن کے بچپن میں ہی رحلت فرما جانے پر محبوبِ رب العالمین غمگین ہوگئے لیکن زبانِ نبوتؐ نے اُف تک نہ کی اور رب ذوالجلال کی حکمت پر صبر فرمایا۔ آپؐ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

غلامِ غلامانِ صاحبزادۂ رسولِ اکرم

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاؤلی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اورلڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کرکے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی
ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور
مورخہ: ۱۷/جون ۲۰۱۳ھ بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون سنہ ۲۰۱۳ھ بروز منگل

ناداروں اور فاقہ کشوں کی مدد کیلئے

حضور ﷺ کے عملی اقدامات

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْماً فَاٰوٰی. وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی. وَوَجَدَکَ عَآئِلاً فَاَغْنٰی. فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلاَ تَقْھَرْ. وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلاَ تَنْھَرْ. وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ہمارے پیغمبر علیہ السلام غریبوں محتاجوں اور فقیروں کا بڑا خیال فرمایا کرتے تھے۔ قرآن کریم میں جو کچھ ہے وہ آپ علیہ السلام کی زندگی کی عملی تصویر تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بعض لوگوں نے آپ ﷺ کے اخلاق سے متعلق دریافت کیا تو اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم لوگ قرآن نہیں پڑھتے ہو۔ کَانَ خُلُقُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنُ کہ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق تو قرآن ہی تھا یعنی قرآن کریم الفاظ و معانی ہے اور آپ علیہ السلام کی زندگی اس کی عملی تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ سائل کو مت جھڑکئے چنانچہ مانگنے والوں کو دربار نبوی سے محروم نہیں ہونا پڑا اگر دولت کدہ پر وہ چیز نہیں ہوتی جس کا سائل نے سوال کیا ہے تو آپ علیہ السلام دوسرے دنوں میں جب وہ چیز ملتی عطا کر دیتے یا کسی صحابی کو فرماتے کہ تم ان کو کھانا کھلا دو یا دوسری ضروریات پوری کر دو۔

فاقہ کشوں کا وفد دربار رسالت میں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ایسی جماعت حاضر ہوئی جو برہنہ پا اور ننگے بدن تھی، یعنی وہ ناداری کے سبب انتہائی خستہ حال تھے۔ انہوں نے چیتے کی کھال کی طرح کا عبا اوڑھ رکھا تھا، تلواریں لٹکا رکھی تھیں۔ ان کی اکثریت قبیلہ مضر سے تعلق رکھتی تھی، بلکہ سب ہی قبیلہ مضر کے افراد تھے۔ ان کے چہروں پر فاقہ کشی کے نمایاں آثار دیکھ کر حضور اکرم ﷺ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا۔ آپ ﷺ حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اذان و اقامت کے بعد نماز ادا فرمائی۔ اس سے فراغت کے بعد لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں آپ ﷺ نے صحابہ کو صدقہ و خیرات پر ابھارا۔ آپ ﷺ پر تاثیر تقریر سن کر صحابہ نے اپنی جمع پونجی آپ ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آن کی آن میں اناج اور کپڑوں کے دو انبار لگ گئے۔ ایک انصاری صحابی نے درہموں سے بھرا ہوا ایک طبق پیش کیا، جو اتنا وزنی تھا کہ ان سے اٹھایا نہ جاتا تھا۔ اس ترغیبی اور ہنگامی چندے سے حاصل شدہ مال کو دیکھ کر اور صحابہ

کے اثار سے خوش ہو کر نبی اکرم ﷺ کا چہرۂ انور دمکنے لگا۔ یہ تمام اشیاء آپ ﷺ نے قبیلہ مضر والوں کے درمیان تقسیم فرما دیں۔

نبی کریم ﷺ نے اخلاقی تعلیمات کے ساتھ ایسے عملی اقدامات بھی کئے جو مختلف حوالوں سے امت کے لئے راہنمائی کا سامان ہیں۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اعلان نبوت سے قبل کی آپ ﷺ کی زندگی کا جو خاکہ پیش کیا ہے، وہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ دوسرے انسانوں کی خدمت کے لئے وقف تھی۔ معاشی تحفظ کے لئے آپ ﷺ کے چند عملی اقدامات درج ذیل ہیں:

آپ ﷺ کی عمر مبارک ۲۰ سال تھی جب آپ ﷺ نے حلف الفضول میں شرکت فرمائی۔ اس کا مقصد پر امن معاشرہ کا قیام اور بقائے باہمی کے اصولوں پر زندگی گزارنا تھا، ان اصولوں سے معاشی تحفظ بھی حاصل ہوا۔ حلف الفضول کی ایک شق یہ بھی تھی۔ لَنَكُوْنَنَّ مَعَ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يُؤَدِّيَ اِلَيْهِ حَقُّهُ مَا بَلَّ بَحْرٌ صُوْفَةً، وَفِي التَّاَسِّيْ فِي الْمَعَاشِ. ہم ہمیشہ مظلوم کی مدد کریں گے یہاں تک کہ اسے اس کا حق مل جائے اور معاش میں ہم خبر گیری اور مواسات بھی کریں گے۔ یہ معاہدہ اس وقت تک ہے جب تک سمندر گھونگھے کو تر کرتا ہے۔

حلف الفضول

عرب کی نہایت خطرناک اور مشہور جنگ حرب فجار ہے چونکہ حرام مہینوں میں ہوئی اس لئے اس کا نام حرب فجار پڑ گیا۔ مقام عکاظ میں جو طائف کے قریب ہے حرام مہینوں میں بہت بڑا بازار لگتا تھا وہاں قبیلہ ہوازن اور قریش میں سخت مقابلہ ہوا اور پھر متواتر لڑائیاں اور جنگیں ہوتی رہیں جس سے سینکڑوں گھرانے تباہ و برباد ہو گئے حرب فجار کے بعد ذوالقعدہ میں زبیر بن عبدالمطلب نے حلف الفضول کی

تحریک کی عبداللہ بن جدعان کے مکان پر لوگ اکٹھا ہوئے ہر ایک نے عہد کیا کہ مظلوم کی حمایت ونصرت کریں گے۔ آنحضور ﷺ بھی اس معاہدہ میں شریک تھے اور فرمائے کہ اس کے مقابلہ میں مجھے سرخ اونٹ ملیں تو ہرگز پسند نہیں اب عہد اسلام میں بھی ایسے معاہدے میں شرکت کروں گا یہ معاہدہ حلف الفضول اس لئے کہلاتا ہے کہ بہت پہلے فضل بن فضالہ بن وداعہ فضیل بن حارث اور فضل نے قتل وغارت گری کے انسداد کے لئے ایک معاہدہ کیا تھا چونکہ ان کے مادے میں فضل ہے اس لئے اس معاہدہ کا نام ہے حلف الفضول پڑ گیا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

ہندوستان کی جدید تعمیر میں علمائے کرام کی قربانی

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! ہندوستان پر ایک طویل عرصہ تک مسلمانوں کی بڑی شان وشوکت کے ساتھ حکومت رہی ہے اور یہ بھی مسلم حقیقت ہے کہ ہر دور میں یہاں مسلمان اقلیت ہی میں رہے ہیں، ہندوستان اس دور میں بھی ترقی یافتہ ملک تھا سونے کی چڑیا کہلانے والا ملک لوگوں کی توجہات اپنی طرف مبذول کررہا تھا۔ سولہویں صدی میں برطانیہ سے ایک قافلہ ہندوستان کی سرزمین پر تجارت کی غرض سے آیا اور حکومت وقت سے اس نے یہ درخواست کی کہ ہم یہاں تجارت کو فروغ دینا چاہتے ہیں ہمیں اسکی اجازت دی جائے حکومت وقت نے

اسکے دام فریب میں آکر کئی ایکڑ زمین بھی اسکے نام الاٹ کر دی اور بدبخت انگریزوں کا نام قدم ہندوستان کی سرزمین پر جڑ پکڑنے لگا اور ان لوگوں نے اپنی کمپنیاں قائم کرلیں اور سو سال تک ان لوگوں نے اپنی تجارت سے سروکار رکھا اور حکومت وسیاست سے دور رہے لیکن جب دیکھا کہ مغلیہ حکومت کی دیواریں کمزور پڑ رہی ہیں تو اپنے اصلی لبادہ کو کھول کر بالکل سامنے آگیا جس کو اب تک چھپائے ہوئے تھا اور بڑی ہی عیاری ومکاری کے ساتھ ایک علاقہ کو ہڑپ کرتا ہوا چلا گیا اور وہ منحوس وقت بھی جب کہ دہلی سمیت پورے غیر منقسم ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا۔

جب انگریزی سامراجیت ہندوستان میں اپنے عروج وانتہا تک پہنچ گئی۔ چہار جانب ظلم وبربریت کا تند جولاں اہلیان ہند کو اپنے طوفان بلاخیز میں خس وخاشاک کی طرح بہالے جانے کے درپے تھا تو اس وقت اس بحر تلاطم پر بند باندھنے کے لئے علماء کرام کی ہی وہ سرفروش جماعت رزم گاہ میں کود پڑی جس نے چودہ سو برس قبل نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہ سے کسب فیض کیا تھا اور جنہوں نے قیصر وکسریٰ جیسی سامراجی اور سپر پاور قوت سے لوہا لینے میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہیں کی تھی بلکہ ان سے ٹکر لے کر ان کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا تھا۔ اپنے اسلاف کے اصول پر عمل پیرا ہوتے ہوئے۔ یہ مردان مجاہد جو ایک ہی وقت میں قال اللہ اور قال الرسول کا درس دینے والے بھی تھے تو وقتِ ضرورت میدان کارزار میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانے کا ہنر بھی جانتے تھے۔ یہ مردان مجاہد مدرسہ شاہ ولی اللّٰہی کے چشمہ سے سیراب اور سید احمد شہید اور ان کے رفقاء سے فیض یاب حضرات ہی تھے۔ جن کی جواں مردی اور شوق شہادت کسی سے مخفی نہیں۔ یہ علماء کرام بیک وقت معلم بھی تھے اور میدان جنگ میں قائد اعظم بھی تھے گویا یہ ان سرفروشوں کی جماعت تھی جو سرور کونین ﷺ کے نقش قدم پر چلنے میں ان کی صحیح اور حقیقی جانشین تھی۔

ہندوستان میں اسلام اپنے پوری علمی، اخلاقی اور تہذیبی خصوصیات کے ساتھ وارد ہوا جس نے اہلیان ہند کی زندگی پر بہت گہرا اثر ڈالا۔ پھر علماء کرام کی مسلسل جدوجہد سے یہاں پر پھیلے ہوئے باطلانہ ومفسدانہ عقائد اور طرح طرح کی انسانیت، غیر اسلامی رسم ورواج پر روک تھام لگی۔ پھر علماء کرام کی گوناگوں کوششوں سے یہاں پر مدارس ومکاتب کی بنیاد رکھی گئی جو تبدریج بڑھتی ہی گئی اور جس سے انوارِ رشد وہدایت کا جو چشمہ پھوٹا تو اس نے کسی کو پیاسا نہ چھوڑا۔

پھر جب انگریزی دور حکومت میں انسانیت سسک سسک کر دم توڑنے لگی تو انہیں علماء کرام نے علم بغاوت بلند کیا اور جنگ آزادی میں اپنی قائدانہ اور مجاہدانہ صلاحیتوں کا ایسا مظاہرہ کیا کہ انگریزوں کو مجبوراً بادل ناخواستہ ہند سے کوچ کر جانا پڑا لیکن اس آزادی کے لئے جتنی قربانیاں علماء کرام نے دیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔

اگر علماء کرام اپنی گوناگوں خصوصیات کے ساتھ میدان کارزار میں کود نہ پڑتے تو ملک کی تعمیر اور آزادی کی صبح کا خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہ ہوتا۔

ٹیپو سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ کا تاریخی جملہ

جو قوم محض موت کے خوف سے لرزہ براندام ہو جاتی ہو وہ انگریز جیسی ظالم وجابر قوم سے کبھی مقابلہ نہیں کرسکتی تھی اور ملک کو انگریزوں کے ناپاک اور منحوس قدم سے کبھی بھی نجات نہیں دلاسکتی تھی ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ ہی نہیں لیا بلکہ ملک کو آزاد کرانے میں اپنے خون کا آخری قطرہ بھی پیش کر دیا تب جا کر ملک کو آزادی ملی، جنوب میں ٹیپو سلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اور ان کے والد فتح علی خاں حیدر نے انگریزوں کا مقابلہ کیا اور بالآخر وطن عزیز کی خاطر لڑتے لڑتے شہید ہوگئے تاریخ کے اندر ایسا کوئی بادشاہ نہیں گذرا ہے جو دشمنوں سے مقابلہ کرتے

ہوئے میدان کارزار میں جام شہادت نوش کیا ہو یہ مقام ومرتبہ صرف ٹیپوسلطان شہید رحمۃ اللہ علیہ ہی کو حاصل ہوا اور تاریخی جملہ کہتے ہوئے شہید ہوئے کہ شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔ جب شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالحرب ہے تو اس فتوے نے پورے ہندوستان کے مسلمانوں کے دلوں میں پیوست ہوگیا اور اس بات کا تہیہ کرلیا کہ اب تو ملک کو انگریزوں سے پاک کرکے ہی دم لیں گے اس کے لئے خواہ کتنی ہی قربانیاں کیوں نہ دینی پڑے۔ چنانچہ لاکھوں مسلمانوں سے وطن عزیز کی خاطر اپنی جان قربان کردی اور ہزاروں علماء کرام کو تختہ دار پر لٹکا دیا گیا کالے پانی کی سزا دی گئی شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑھاپے کی عمر میں جزیرہ انڈمان میں بھیج دیا گیا جہاں سخت سے سخت سزائیں دی گئیں ان کے جسم پر گرم گرم لوہے رکھے جاتے مگر قربان جایئے ان کی ثابت قدمی اور اولوالعزمی پر کہ انگریزوں کی موافقت میں ایک بات کہنا بھی گوارانہ کیا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نصیحتیں فرمائیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

سامعین محترم، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تم کو دیں لے لو اور جس سے روکیں اس سے باز آجاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ نبی اللہ تعالیٰ کے احکام بندوں تک پہونچانے والے ہوتے ہیں اور ہر طرح سے ان کی مدد کی جاتی ہے۔ اس لئے ان کی اتباع وپیروی ہمارے لئے لازم اور ضروری ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّاْخُذُ عَنِّیْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اِتَّقِ

الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَّمَ اللّٰهُ لَکَ تَکُنْ اَغْنٰی النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُکْثِرِ الضِّحْکَ یُمِیْتُ الْقَلْبَ. (مشکوۃ المصابیح ص:۳۸۰، ج۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون شخص ہے جو مجھ سے پانچ باتوں کو سیکھے اور پھر ان پر عمل کرے یا اس شخص کو سکھائے جو ان پر عمل کرنے والا ہو؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ شخص میں ہوں، حضور اکرم ﷺ نے یہ سن کر میرا ہاتھ پکڑا اور وہ پانچ باتیں شمار کیں اور ان کو اس طرح بیان فرمایا:

(۱) کہ تم ان چیزوں سے بچو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے اگر تم ان سے بچو گے تو تم لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار بندہ ہو جاؤ گے۔ (۲) تم اس چیز پر راضی وشاکر رہو جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے اگر تم تقدیر الٰہی پر راضی ومطمئن رہو گے تو تمہارا شمار مالدار لوگوں میں ہوگا، یعنی جب بندہ اپنے مقسوم ومقدر پر راضی ومطمئن ہو جاتا ہے اور طمع وحرص سے پاک ہو کر زیادہ طلبی کی احتیاج نہیں رکھتا ہے تو وہ مستغنی اور بے نیاز ہو جاتا ہے اور تونگری کا اصل مفہوم بھی یہی ہے (۳) تم اپنے ہمسایہ سے اچھا سلوک کرو اگر چہ وہ تمہارے ساتھ برا سلوک کرے، اگر تم ایسا کرو گے تو تم کامل مومن سمجھے جاؤ گے۔ (۴) تم دنیا وآخرت سے متعلق جس چیز کو پسند کرتے ہو اس کو دوسرے سب لوگوں کیلئے پسند کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو تم کامل مسلمان سمجھے جاؤ گے۔ (۵) اور تم زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ اور خدا کی یاد سے غافل بنا دیتا ہے۔ اگر تم ہنسنے سے اجتناب کرو گے تو تمہارا دل روحانی وتر وتازگی اور نور سے بھرا رہے گا اور ذکر اللہ کے ذریعہ اس کو زندگی وطمانیت نصیب ہوگی اس روایت کو احمد اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

دس نصیحتیں

بڑی ہی انمول اور قیمتی نصیحتیں ہیں جو پیارے نبی کریم ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ پوری امت کو فرمائی ہیں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بھی آپ علیہ السلام نے دس نصیحتیں فرمائیں۔ چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دس کلمات ارشاد فرمائے۔ (۱) اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرنا اگر چہ تم قتل کر دیئے جاؤ اور جلا دیئے جاؤ دوسرے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگر چہ وہ ہم کو حکم دیں کہ نکل جاؤ اپنے اہل وعیال اور مال سے اور تیسرے فرض نماز کو جان بوجھ کر ہرگز نہ چھوڑو اسلئے کہ جو شخص فرض نماز کو جان بوجھ کر چھوڑتا ہے تو اللہ کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے۔ چوتھے شراب ہرگز نہ پینا اسلئے کہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔ پانچویں اپنے آپ کو گناہ اور معصیت سے بچاؤ اسلئے کہ گناہ سے اللہ کی ناراضگی نازل ہوتی ہے اور چھٹے لڑائی میں پشت پھیر کر بھاگنے سے اپنے کو بچاؤ۔ اگر چہ لوگ ہلاک ہو جائیں ساتویں اور جب لوگوں میں موت واقع ہونے لگے یعنی طاعون وغیرہ کی کوئی بیماری آجائے تو تم بھی اسی قوم میں ہو تو وہاں سے جاؤ نہیں بلکہ وہیں ثابت قدم رہو۔ آٹھویں اپنے مال میں سے اہل وعیال پر خرچ کرو اور نویں ان سے لاٹی نہ اٹھاؤ ادب سکھانے کیلئے بھی ضرورت پڑنے پر ان کی پٹائی بھی کرتے رہو۔ اور دسویں اللہ کے واسطے ان کو ڈراتے رہو۔ یہ بھی بڑی انمول نصیحتیں ہیں ہمارے پیغمبر امت پر کس قدر رحیم وکریم اور شفیق ومہربان ہیں کہ قدم قدم پر امت کی رہنمائی اور دستگیری کا اہم فریضہ انجام دے رہے ہیں اور گویا امت کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر جنت میں لے جانا چاہتے ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

عاریتاً یا مستعار چیزیں دینا بھی مستحب ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ. فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ. وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ. فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ. الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ. الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ . وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات! خالق وارض وسماء نے انسان کو مولی الطبع بنایا یعنی شہری زندگی گذارنے کے کا عادی بنایا فطری طور پر انسان جنگل وبیابان میں زندگی گذارنا پسند نہیں کرتا بالفاظ دیگر تنہائی اسے پسند نہیں ایسی جگہ پر رہنا پسند کرتا جہاں لوگوں کی آبادی ہو، بستیاں آباد ہوں، تاکہ وقت ضرورت ایک دوسرے کے کام آسکیں اور مدد کرسکیں اس لئے کہ کوئی بھی انسان ہو ہمیشہ اس کے

حالات یکساں نہیں ہوتے بلکہ مختلف ادوار سے گذرنا پڑتا ہے اس لئے انسان ایک دوسرے کا تعاون کا حاجتمند ہوجاتا ہے۔ شریعت نے ایک دوسرے کا تعاون کرنے کی توجہ دلائی اور اس کے لئے فضائل بیان کئے اور آپسی تعاون سے معاشی حالت بھی درست ہوتی ہے۔

عاریتاً چیز دینے سے بھی معاشی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ قرآن کریم نے ایسے لوگوں کو جو برتنے کی معمولی چیزیں بھی ادھار نہیں دیتے، بربادی کا پیغام دیا ہے۔ (الماعون:۷) 'ماعون' ایک وسیع المعانی لفظ ہے۔ مفسرین کے نزدیک اس میں زکوٰۃ سے لے کر چھلنی، ڈول، سوئی، کلہاڑی، ہنڈیا، نمک، دیا سلائی تک کی عام اشیائے ضرورت شامل ہیں۔ اسی طرح اس کی تعریف میں یہ بھی آتا ہے کہ کسی کے ہاں مہمان آجائیں اور وہ ہمسائے سے چارپائی یا بستر مانگ لے یا کوئی اپنے ہمسائے کے تنور میں اپنی روٹی پکالینے کی اجازت مانگے یا کچھ دنوں کے لئے باہر جارہا ہو اور کوئی قیمتی سامان دوسروں کے پاس رکھوانا چاہے۔ عہد رسالت مآب ﷺ میں عام روزمرہ زندگی میں چیزیں مستعار لینے کا پتا چلتا ہے:

۱-خواتین کے ملبوسات مستعار لینے کے متعدد واقعات ملتے ہیں۔ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا دوسروں کو اپنی چیزیں بالخصوص قمیص مستعار دیا کرتی تھیں۔ دلہن کے کپڑے مستعار لینا معمول تھا اور اسے معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ اپنی کسی بہن سے ادھار لے لے''۔

۲-عورتوں کے زیورات مستعار لینے کی بھی روایت تھی۔ غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر حضرت عائشہ کا گم ہونے والا ہار دراصل ان کی بہن حضرت اسماء کا تھا۔ جسے انہوں نے ان سے مستعار لیا تھا۔

۳- نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا کہ جس کے پاس اس کی ضرورت سے زائد زمین ہو وہ اسے اپنے کسی بھائی کو ہبہ کردے یا اسے عاریتاً دے دے۔

عاریتاً چیزیں دینے کو مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی زبان میں یوں بیان کیا ہے: ''امت کا اس پر اجماع ہے کہ عاریت نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن ہے اور مستحب بھی ہے، اس لئے کہ اس میں مجبور کی حاجت روائی اور نادار کی اعانت وامداد ہے''۔ (تحقیقات اسلامی علی گڑھ، جولائی، ستمبر۲۰۱۲ء ص،۷۳-۷۴)

قرض کی فضیلت

چونکہ انسان مدنی الطبع ہے یعنی ہر انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے معاملات میں، معاشرت میں، اخلاقی چیزوں میں، مثلاً ایک مزدور ہے اسے ضرورت ہے کام کی تاکہ صبح سے شام تک کام کرے تو کچھ روپیہ حاصل کر کے اپنی بیوی بچوں کے لئے غلہ وغیرہ کا نظم کر سکے۔ اسی طرح کا شتکار بھی محتاج ہے کپڑے کا تاکہ اس کو پہن کر زندگی گذارے۔ خرید وفروخت کرنے والا محتاج ہے ان کپڑوں اور اشیاء کا جن کی وہ فروخت کر رہا ہے اسی طرح انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے جب ایک دوسرے کے محتاج نہیں ہوگے اس وقت تک انسانی زندگی کا تصور ہی نہیں ہوسکتا ہے۔ مذہب اسلام نے اس کے لئے بھی اصول وضابطے مقرر کئے ہیں۔ چنانچہ ابوالامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ رَجُلُ الْجَنَّةَ فَرَأی عَلٰی بَابِهَا مَكْتُوبًا الصَّدَقَةَ بِعَشرِ اَمْثَالِهَا وَالْقَرْضَ بِثَمَانِيَةِ عَشَرَ. حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایک آدمی جنت میں داخل ہوا تو اس نے جنت کے دروازہ پر لکھا دیکھا کہ صدقہ کا اجر وثواب دس گنا ہے اور قرض دینے کا اٹھارہ گنا۔

قرض دینے کا ثواب صدقہ کے ثواب سے بڑھا ہوا ہے۔ ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ قرض میں کیا خاص بات ہے کہ وہ صدقہ سے بھی افضل ہے تو انہوں نے فرمایا کہ سائل جس کو صدقہ دیا جاتا ہے اس حالت میں بھی سوال کرتا اور صدقہ لے لیتا ہے جب کہ اس کے پاس کچھ ہوتا ہے اور قرض مانگنے والا قرض جبھی مانگتا ہے جب وہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے اسلئے ہم کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں مال ودولت سے نوازا ہے تو کسی مجبور آدمی کی ہم ضرور مدد کریں اگر قرض کوئی مانگے تو حتی والوسع اس کی درخواست کورد نہ کریں بلکہ پورا کرنے کی کوشش کریں اسکے بڑے فضائل ہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

ملکہ زبیدہ کی باندیاں بھی حافظۂ قرآن تھیں

مگر ہماری اولادیں.......

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین محترم، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رشد وہدایت کیلئے بہت سے انبیاء ورسل کو مبعوث فرمایا اور ان میں کچھ لوگوں کو کتابیں اور صحیفے بھی عطا کئے وہ سب کے صحیفے اور کتابیں توحید ورسالت مبدأ ومعاد کی تعلیمات سے معمور تھیں، بندگان خدا ان کو پڑھ کر راہ راست پر آتے اور مردہ خواب کو ہدایت وروشنی ملتی، ان تمام صحیفوں اور کتابوں میں اسے صرف اور صرف قرآن کریم ہی ہمارے سامنے صحیح شکل وصورت میں جس طرح لوح

محفوظ سے آسمان دنیا پر اور وہاں سے حضور نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوا تھا موجود ہے اس کے علاوہ جتنی بھی کتابیں آسمان سے نازل ہوئیں وہ سب یا تو دنیا میں موجود ہی نہیں بالکل معدوم ہوگئیں اور اگر ہیں تو محرف ومبدل ہیں۔ جتنی بھی کتابیں نازل کی گئیں ان میں سے کسی بھی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے نہیں لی تھی اسی وجہ سے ان کتابوں کے حاملین نے جب تک ان کتابوں کی حفاظت ونگہداشت رکھی وہ کتاب محفوظ رہی اور جب اس میں غفلت وسستی اور کوتاہی سے کام لیا تو وہ کتابیں بھی غیر محفوظ ہوگئیں اور سچ تو یہ ہے کہ خود علماء سو نے ہی ان کتابوں میں اپنی طرف سے تبدیلی کی اور رشوتیں لے لے کر لوگوں کو ان کی منشا ومرضی کے مطابق مسائل گھڑ گھڑ کر بیان کرنے لگے۔ البتہ قرآن کریم اللہ رب العزت کا آخری پیغام اور آخری کلام ہے جس کو رہتی دنیا تک کے انسانوں کی رہنمائی کے لئے اتارا گیا ہے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں کو کھول دیا جو چند برسوں میں حفظ کر لیتے ہیں۔

ہارون رشید کی بیوی زبیدہ کے یہاں ایک سو باندیاں حافظ قرآن تھیں ان میں ہر ایک روزانہ قرآن کریم کے دس پارے بطور وظیفہ کے پڑھتی تھیں اور ان کی تلاوت سے زبیدہ کا محل گونجتا تھا زبیدہ نے حنین سے ایک چشمہ پہاڑوں سے کاٹ کر مکہ مکرمہ تک جاری کیا اور وادیٔ نعمان سے دوسرا چشمہ عرفات تک جاری کیا اس کے وکیل نے کہا اس کام پر خرچ بہت آئے گا اس پر زبیدہ نے جواب دیا کہ تم اس کام کو کرو اگر چہ پہاڑ کے توڑنے میں ہر ہتھوڑے پر ایک دینار خرچ ہوں ایک اندازہ کے مطابق نہر زبیدہ کے جاری کرنے پر سترہ لاکھ دینار خرچ ہوئے جب آخر میں وکیل نے خرچ کا حساب زبیدہ کے سامنے پیش کیا تو اس

نے جواب دیا: ''تَـرَکْـنَا الْحِسَابَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ'' یوم الحساب پر اس حساب کو ہم نے چھوڑ دیا۔ گویا اس خرچ کا ہم کو کوئی غم نہیں اس کا صلہ خدا قیامت میں دے گا۔

جس کا گھر وہی داخل ہوگا

زبیدہ ایک نیک سیرت خاتون تھی جو ملکہ ہونے کے باوجود بڑی رحمدل تھیں۔ ایک دفعہ اپنے شوہر خلیفہ وقف ہارون رشید کے ساتھ دریا کے کنارے کنارے جارہی تھیں دیکھا کہ مشہور بہلول رحمۃ اللہ علیہ ریت کا گھر بنا رہے ہیں زبیدہ ان سے پوچھا یہ کیا بنا رہے ہو؟ تو بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ جنت کا گھر بنا رہا ہوں۔ ایک دینار کے بدلہ جو لینا چاہتا ہے لے سکتا ہے زبیدہ نے ایک دینار نکال کر دیدیا ہارون رشید نے بھی پوچھا تو وہی جواب دیا مگر ہارون رشید نے نہیں خریدا۔ رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ جنت میں ایک عالیشان محل ہے جس پر اس کی بیوی زبیدہ کا نام لکھا ہوا ہے یہ اس میں داخل ہونا چاہا تو فرشتوں نے اسے روک دیا، اس نے کہا کہ یہ میری بیوی کا محل ہے، تو فرشتوں نے کہا کہ آخرت کا معاملہ تو یہ ہے کہ جس کا گھر ہے وہی داخل ہو پھر جب اس کی نیند کھلی تو بڑا پریشان ہوا اور دوڑا ہوا بہلول رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہونچا تو دیکھا کہ آج پھر اسی طرح گھر ہی بنا رہے ہیں۔ لو اس گھر کی کیا قیمت ہے تو انہوں نے فرمایا کہ پوری دنیا کی سلطنت تو ہارون رشید نے کہا کہ کل تو اس کی قیمت صرف ایک دینار تھی اور آج پوری دنیا کی سلطنت بتا رہے ہو تو بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کل بغیر دیکھے سودا ہو رہا تھا، مگر آج تو دیکھ کر سودا ہو رہا ہے اس لئے قیمت زیادہ ہوگی، پہلے زمانہ کے بادشاہ اور ان کی بیگمات میں بھی خدا ترسی، بندہ نوازی، اخلاص وللّٰہیت، اللہ رسول سے حد درجہ محبت تھی دین سے خصوصی لگاؤ تھا خود

بھی دین کی فکر رکھتی تھیں اولاد کو بھی اس کی فکر دلائی تھیں آج ہماری مائیں اور بہنیں دین سے دور ہوتی جارہی ہیں۔ صحابیات اور نیک خواتین کا طریقہ، انکا رہن سہن، جو ہمارے لئے فلاح نجات کا کفیل اور ضامن ہے اس کو ترک کر رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہماری اور سب خواتین کی حفاظت فرمائے اور صحابیات کی پیروی اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

قرآن سے غفلت
تمام مصائب وآلام کا باعث

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اَنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْآنَ مَھْجُوْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر تئیس سال کے عرصہ میں نازل فرمایا، یوں تو اور بھی کتابیں آسمان سے انسانوں کی رشد وہدایت اور فلاح وبہبودی کے لئے نازل کی گئیں مگر کسی کتاب کو وہ اعزاز اور مقام ومرتبہ حاصل نہ رہا جو قرآن عزیز کو حاصل رہا، یہی آخری آسمانی کتاب ہے جو ساری کتابوں کو منسوخ کرنے والی ہے اس وقت روئے زمین پر اس کتاب سے زیادہ سچی کوئی کتاب نہیں، رہتی دنیا تک کے انسانوں کو اسی کتاب سے رہنمائی ملتی

رہے گی۔ جس طرح ہمارے نبی آخری نبی ہیں اسی طرح ہمارا قرآن بھی آخری قرآن ہے۔ اس کی بڑی فضیلتیں حدیث میں وارد ہوئی ہیں ہر مسلمان کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہنا چاہئے، کیونکہ قیامت میں جہاں نہ کوی دوست ساتھ دے گا اور نہ کوی مال کام آئے گا وہاں تو صرف اعمال کا سکّہ چلے گا جس کے اعمال جیسے ہوں گے اس کا حشر بھی اسی طرح ہوگا ایسے موقع پر قرآن اپنے پڑھنے والوں کیلئے سفارشی ہوگا اور خدا سے جھگڑا بھی کرے گا اور اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم اور امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلام انسان کے لئے ایک جامع اور اکمل قانون لے کر آیا، انسانی اعمال کا کوئی مناقشہ ایسا نہیں جس کے لئے وہ حکم نہ ہو، وہ اپنی توحید تعلیم میں نہایت غیور ہے اور کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی چوکھٹ پر جھکنے والے کسی دوسرے دروازے کے سائل بنیں۔ مسلمانوں کی اخلاقی زندگی ہو یا عملی، سیاسی ہو یا معاشرتی، دینی ہو یا دنیوی، حاکمانہ ہو یا محکومانہ، وہ ہر زندگی کے لئے ایک اکمل ترین قانون اپنے اندر رکھتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا کا آخری اور عالمگیر مذہب نہ ہوسکتا۔ وہ خدا کی آواز اور اس کی تعلیم گاہ، خدا کا حلقہ درس ہے جس نے خدا کے ہاتھ پر رکھ دیا وہ پھر کسی انسانی دستگیری کا محتاج نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے ہر جگہ اپنے تئیں، اِمَامِ مُبِیْنٌ، حَقُّ الْیَقِیْنِ، نُوْرٌ، کِتَابٌ مُّبِیْنٌ، تِبْیَانًا لِکُلِّ شَیئِی، بَصَائِرُ لِلنَّاسِ، ھَادِیْ، اِھْدٰی اِلٰی السَّبِیْلِ، جَامِعَ اَضْرَابُ، حَادِیَ اَمْثَالُ، بَلاَغٌ لِلنَّاسِ، حَادِیْ بَحْرُ وَبَرُ، اور اسی طرح کے انقلاب آخریں ناموں سے یاد کیا ہے، اکثر موقعوں پر کہا کہ وہ ایک روشنی ہے اور جب روشنی نکلتی ہے تو ہر طرف کی تاریکی دور ہوجاتی ہے۔ قرآن روشنی ہے اور روشنی ہے تو انسانی اعمال کی تاریکیاں صرف اسی سے دور ہوسکتی ہیں۔ وہ انسان کو تمام گمراہیوں کی تاریکی سے نکال کر

ہدایت کی روشنی میں لاتی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری پولٹیکل گمراہیاں اور انقلابی ضلالت کی تاریکیاں صرف اس لئے ہیں کہ ہم نے قرآن کے دست رہنما کو اپنا ہاتھ سپرد نہیں کیا ورنہ تاریکی کی جگہ آج ہمارے چاروں طرف روشنی ہوتی۔

مسلمانوں کی ساری مصیبت صرف اسی غفلت کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے اس تعلیم گاہ الٰہی کو چھوڑ دیا ہے اور سمجھنے لگے کہ صرف نماز روزہ کے مسائل کے لئے اس کی طرف نظر اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اور بس ورنہ اپنے تعلیمی، تمدنی، سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور انقلابی وارتقائی اعمال سے اسے کیا سروکار، اللہ اللہ، لیکن وہ جس قدر قرآن سے دور ہوتے گئے اتنی ہی تمام دنیا سے دور ہوتی چلی گئی اور محرومی ونامرادی نے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا اور بدبختی ونحوست، شقاوت وناکامی ان پر چھا گئی۔ (اسلام کا نظریۂ جنگ، ص ۲۵)

ترک قرآن کا نتیجہ ذلت ورسوائی

شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بڑی اچھی بات کہی ہے وہ فرماتے ہیں کہ

معزز تھے زمانہ میں مسلمان ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

ہماری ذلت وپستی کا جو اصلی سبب ہے وہ قرآن کریم سے رشتہ توڑ لینا ہمارے اکابر واسلاف نے قرآن کریم سے اپنا رشتہ مضبوط کیا اس کے احکام وقوانین کو اپنی زندگیوں میں اتارا تو دنیا میں بھی وہ سرخرو ہوکر رہے اور آخرت میں بھی کامیابی ان کے قدم چومے گی۔ آج ہم نے قرآن کو ایصال وثواب اور دعا وتعویذ کے لئے سمجھ رکھا ہے اس کے بعد قرآن کو طاقوں رکھ دیا جاتا ہے۔ روزانہ اس کو معمول بنا کر پڑھنے اور تلاوت کرنے کی توفیق نہیں ہوتی ہماری ناکامی ونامرادی کی

اصلی سبب قرآن سے دوری ہی ہے۔ اس وقت روئے زمین پر قرآن کریم کے علاوہ کوئی بھی آسمانی کتاب صحیح اور سچی نہیں ہے۔ یہ تو ہمارے پیغمبر اسلام ﷺ کا زندہ معجزہ ہے جو رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے ہدایت ورہنمائی کا اہم فریضہ انجام دیتا رہے گا۔ اور ہم اسی وقت کامیاب ہوسکتے ہیں۔ جب کہ قرآن کو اپنے سینوں سے لگائیں اس کے ایک ایک حرف پر عمل کریں مسلمانوں کی پستی وزبوں حالی کا اصلی سبب قرآن کریم سے غفلت ہی ہے اس لئے آیئے آج اس بات کا عہد کریں کہ قرآن کریم کو سینوں سے لگائیں گے اس پر عمل کریں گے ہر روز اس کی تلاوت کریں گے اور اپنے گھروں کو نورانی اور بابرکت بنائیں گے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اقوامِ عالم کا قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَاِنْ یَّاْتُوْکُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْھُمْ وَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْکُمْ اِخْرَاجُھُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ مِنْکُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰی اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ”اقوام عالم کا قیدیوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک“ اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں سب سے پہلے ہم کو یہ

جاننا چاہئے ۔ظلم وجور، چوری ڈکیتی، زنا کاری، بدکاری اور دہشت گردی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو دہشت گردی، قتل وغارت گری، چوری ڈکیٹی کا حکم دیتا ہو، ہر مذہب ان چیزوں سے روکتا ہے اور ان کا مخالف ہے، لیکن اسلام کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایسے قوانین، دستور اور نظام حیات دیتا ہے جن سے ساری برائیوں کا سدباب ہوسکے۔اور جن سے عملی طور پر معاشرہ میں پائی جانے والی ساری برائیوں پر نکیل کسی جاسکے۔اسلام میں صرف حکم دینے پر اکتفا نہیں کی گئی ہے بلکہ اس نے بے شمار ایسے عملی اقدامات کئے ہیں، جنہیں اختیار کرلیا جائے تو معاشرہ پورے طور پر جرائم سے پاک ہوجائے، ہم یہاں پر صرف ایک عملی اقدام کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

قیدیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک

عام طور پر قیدیوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے وہ نہایت بے دردانہ، غیر انسانی، نفرت آمیز اور ظالمانہ ہوتا ہے، اگر قیدی اسی ملک کا باشندہ ہے تو بھی یہی معاملہ ہوتا ہے۔اور اگر خدانخواستہ وہ کسی دوسرے ملک کا ہے تو پھر تو ظلم کی کوئی حد نہیں ہوتی اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قیدی انسانیت ہی سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ نفسیات کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ ”انسان معاشرہ کے ہر فرد کے ساتھ نفرت اور نفرت آمیز رویہ آیا وہ بھی معاشرہ کے ہر فرد کے ساتھ نفرت کرنے لگتا ہے اور جب قید سے نکلتا ہے تو وہ انسانیت کا باغی، ایک دلیر مجرم اور اخلاقی قدروں کا دشمن بن چکا ہوتا ہے۔اسیران جنگ کے ساتھ بدسلوکی کے واقعات سے تاریخ بھری ہوئی ہے۔ جنگ اوارہ کا واقعہ مشہور ہے کہ بنی شیبان کے جتنے اسیر منذر بن القیس کے ہاتھ آئے ان سب کو اس نے کوہ اوارہ کی چوٹی پر بٹھا کر قتل کرانا شروع کیا اور کہا کہ جب

تک ان کا خون بہہ کر پہاڑی کی جڑ تک نہ پہونچ جائے گا قتل کا سلسلہ بند نہ کروں گا۔آخر جب مقتولوں کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہوگئی تو مجبوراً اس نے منت پوری کرنے کے لئے خون پر پانی ڈلوادیا اور وہ بہہ کر پہاڑی کی جڑ تک پہونچ گیا۔

(ابن الاثیر جلد اول:۴۰۹)

روم وایران کے حکام کے بارے میں تاریخ کی شہادتیں موجود ہیں کہ وہ قیدیوں کے بدن پر تیل ڈال کر ان کے بدن میں آگ لگادیتے تھے اور اس کی روشنی میں کھانا کھاتے تھے۔عبد اللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ جب روم والوں کے ہاتھ میں دوسرے بعض مسلمانوں کے ساتھ قید ہوگئے تو انہیں خوفزدہ کرنے کیلئے ہرقل نے دو مسلمانوں کو کھولتے پانی میں ڈال دیا یہاں تک کہ ان کا چمڑا الگ ہوگیا۔

عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کے ساتھ صلیبی جنگوں میں جو ظلم کیا اس کے متعلق علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔"صلیبی جنگ میں یورپین سلطنتیں جب مسلمان کو لڑائیوں میں گرفتار کرتی تھیں تو ان سے جانوروں کی طرح کام لیتی تھیں۔ علامہ ابن جبیر جب حروف صلیبیہ کے زمانہ میں سسلی سے گذرے ہیں تو یہ حالت دیکھ کر تڑپ گئے چنانچہ وہ لکھتے ہیں: اور منجملہ ان دردانگیز حالات کے جو ان شہروں میں نظر آتے ہیں اسیران اسلام ہیں جو بیڑیاں پہنے نظر آئے ہیں اور جن سے سخت محنت شاقہ لی جاتی ہے۔اور اسی طرح مسلمان عورتیں پنڈلیوں میں لوہے کے کڑے پہنے سخت محنت شاقہ سے کام کرتی ہیں جس کو دیکھ کر دل پھٹا جاتا ہے۔

(سیرت النبی ﷺ عنوان جنگی اصلاحات جلد ششم)

ٹیٹوس نے ایک دفعہ ۵۰ ہزار درندہ جانوروں کو پکڑوایا اور کئی ہزار یہودی قیدیوں کے ساتھ بیک وقت ایک احاطہ میں چھڑوادیا، نراجان کے کھیلوں میں گیارہ ہزار درندے اور دس ہزار آدمی بیک وقت لڑائے جاتے تھے۔کلاڈیوس نے ایک

دفعہ جنگی کھیل میں ۱۹ ہزار آدمیوں کو تلواریں دے کر دوسرے سے لڑادیا۔قیصر آگسٹس نے اپنی وصیت کے ساتھ جو تحریک منسلک کی تھی اس میں لکھتا ہے کہ میں نے ۸ ہزار شمشیر زنوں اور ۳۵۱۰ جانوروں کے کھیل دیکھے ہیں یہ سب تفریحات جنگی قیدیوں ہی کے دم قدم سے چل رہی تھیں۔(بحوالہ الجہاد فی الاسلام،عنوان اسیران جنگ کی حالت)

معمولی قیدی تو درکنار خود قیصر روم وایران جب شاپور اول کے ہاتھ قید ہوا تو اسے زنجیروں سے باندھ کر شہر میں گشت کرایا گیا،عمر بھر اس سے غلاموں کی طرح خدمت لی گئی اور مرنے کے بعد اس کی کھال کھینچوا کر اس میں بھس بھر دیا گیا،شاپور ذوالاکتاف کا واقعہ مشہور ہے کہ بحرین اور الحساء کے عرب اسیران جنگ سے انتقام لینے کے لئے اس نے حکم دیا تھا کہ ان کے شانوں میں سوراخ کر کے ان کے اندر رسیاں پروئی جائیں اور سب کو ملا کر باندھ دیا جائے۔(جہاد فی الاسلام،عنوان اسیران جنگ کی حالت)

آج مفروضہ دہشت گردی کو ختم کرنے کیلئے نام نہاد کوشش جو لوگ کر رہے ہیں انہوں نے افغان اور عراقی قیدیوں کے ساتھ ابوغریب کی جیل اور گوانتانامو کی جیل میں جو سلوک کیا ہے وہ کس درجہ میں انسانی ہے؟ اور کیا ایسا سلوک کرنے کے بعد ان قوموں کے نام نہاد کوششوں کو بھانڈا پھوٹ نہیں جاتا؟ اور کیا ایسا سلوک اچھے انسانوں کو جنم دیا ہے۔یا ملک وقوم اور انسانیت کے باغیوں کو؟

اسیران بدر کے ساتھ حسن سلوک

قیدیوں کے تعلق سے اسلام کی تعلیم سب سے اعلیٰ ہے ان کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے غزوہ بدر کے موقع پر جب کفار قریش مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لئے گئے تھے اور ان کو شکست سے دوچار ہونا پڑا ستر کفار مارے گئے جن میں بہت سارے قریش کے سردار تھے اور ستر قید کئے گئے ان قیدیوں کے ساتھ

حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو حسن سلوک کی تاکید فرمائی تھی۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال تھا کہ اپنے سے اچھا کھانا قیدیوں کو کھلایا کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کہ ان قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے یا قتل کر دیا جائے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے مختلف ہوگئی اکثر تو یہ رائے دی کہ ستر قیدی ہیں اگر ان سے فدیہ لے لیا جائے تو مسلمانوں کی حالت کسی قدر مستحکم ہوسکتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ آئندہ چل کر یہ لوگ مسلمان ہی ہوجائیں جو اصل مقصد ہے کیونکہ اس رحم وکرم پر ان کو اپنے نفع نقصان کو سوچنے کا موقع ملے گا۔ آپ علیہ السلام اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے بھی یہی تھی لیکن عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سعد بن معاذ اور چند صحابہ کرام کی رائے یہ تھی کہ ان کو قتل کر دیا جائے اس سے ان کی قوت وشکست ٹوٹ جائے گی اور بعد ان کو ہم پر حملہ کرنے کی تاب نہیں ہوسکتی مگر حضور علیہ السلام کی رحمت وشفقت غالب آئی اور ان تمام قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا۔ اور جو غریب قیدی تھے ان کا فدیہ یہی تھا کہ مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ تو اس طرح یہ بہت بڑا احسان ہوا ان قیدیوں پر جنہوں نے مکہ کے اندر مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تھے ان کو باوجود قابو میں آنے کے قتل نہیں کیا گیا بلکہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا گیا اور اچھے سے ان کو قید رکھا گیا نہ مارنا نہ ستانا نہ تکلیف پہونچنا اسی اخلاق سے متاثر ہو کر بعد میں کئی لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

پانی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا لِنُحْیِیَ بِہٖ بَلْدَةً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! پانی اللہ تعالیٰ کا بڑی عظیم نعمت ہے جتنے بھی حیوانات ہیں ہر ایک پانی کا محتاج ہے اگر پانی نہ ملے تو چند ہی دنوں میں سارے کے سارے حیوانات تباہ وبرباد ہوجائیں گے۔ ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے اور ایک ایک قطرہ کو صحیح جگہوں پر استعمال کرنا چاہئے۔ آج جن علاقو میں پانی نہیں ہے وہاں کے باشندوں سے معلوم کریں کہ ان کی کیا حالت ہوئی اور کس طرح دور دراز مقامات سے پانی لے کر آتی ہیں۔

پروفیسر شہزاد الحسن چشتی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ کائنات کی تخلیق کے ساتھ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے کرۂ ارض پر وافر مقدار میں پانی پیدا فرمایا۔

کائنات کے دوسرے کرّوں پر پانی موجود ہے یا نہیں اس پر تحقیق جاری ہے۔ پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن گیسوں کا مجموعہ ہے۔ ہائیڈروجن کے دو مالیکیول اور آکسیجن کا ایک مالیکیول باہم مل کر پانی بناتے ہیں۔ اگر پانی میں برقی رو گزاری جائے تو وہ آکسیجن اور ہائیڈروجن میں تقسیم ہو جائے گا۔ آکسیجن آگ بھڑکانے والی گیس ہے جب کہ ہائیڈروجن بھڑک اٹھنے والی ہے مگر خدا کی قدرت کہ جب یہ دونو گیسیں باہم مل کر پانی بن جائیں تو یہی آگ بجھانے والا پانی بن جاتا ہے۔ پانی ایک بے رنگ، بے ذائقہ مگر فرحت بخش، بے بو، شفاف اور پتلا مائع ہے۔ اس کی اپنی کوئی شکل نہیں ۔جس برتن میں ڈالیں اس کی شکل اختیار کر لیتا ہے اوپر سے نیچے کی طرف بڑی تیز رفتار سے بہتا ہے اور بہنے کے دوران توانائی پیدا کر لیتا ہے۔ پانی کی اس توانائی کو انسان نے آبی بجلی پیدا کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے اور اسی مقصد کے لئے بڑے چھوٹے آبی ذخائر بنائے جاتے ہیں۔ سورج کی شعاع جب پانی کی بوند سے گزرتی ہے تو سات رنگوں میں منتشر ہو کر قوس قزح بناتی ہے جس کو بالعموم بارش کے بعد آسمان کے ایک جانب سات خوب صورت رنگوں کے قوس میں دیکھا جا سکتا ہے۔

کرۂ ارض کا ۳/۴ حصہ پانی ہے۔ اصل ذخیرہ تو سمندروں میں ہے جہاں کل پانی کا ۹۷ فیصد ہوتا ہے یعنی کل ۳ فیصد میٹھا پانی ہے جو دریا، جھیل، تالاب اور کنوؤں میں ہوتا ہے۔ زمین کی اوپر کی سطح کے نیچے جذب شدہ پانی کا ذخیرہ ہوتا ہے اور پودوں اور حیوانات کے جسموں میں بھی ایک خاص مقدار ہوتی ہے۔ سارے ہی زندہ حیات کے جسموں میں پانی ایک انتہائی اہم جز ہے۔ انسان کے جسم میں ہر وقت ۴۰ تا ۵۰ لیٹر پانی موجود ہوتا ہے۔ یعنی انسان کی جسامت کا ۶۰ تا ۷۰ فیصد۔ پانی کی اہمیت اس وقت زیادہ محسوس ہوتی ہے جب پیاس لگتی ہے۔ انسان اور دوسرے جان داروں میں ایک خاص مقدار سے کم پانی موت کا پیغام ہے۔ پانی کا یہ توازن جسم کو

زندہ اور متحرک رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ پانی کی قدرتی خصوصیات یوں تو بے جان اور جان دار دونوں کیلئے انتہائی اہم ہیں۔ مگر جانداروں کیلئے تو پانی آب حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں مختلف قسم کے مائعات پیدا فرمائے ہیں مگر طبیعی اور کیمیاوی خصوصیات کے باعث صرف پانی ہی کو زندگی کے لئے لازمۂ حیات بنایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانی میں ایک انتہائی اہم خصوصیت پیدا فرمائی ہے۔ جو اللہ کے رحمٰن ہونے کی نشان دہی کرتی ہے۔ پانی منفی چار (۴-) سینٹی گریڈ تک تو دوسرے مائعات کی طرح تبدیل ہوتا ہے مگر اس سے کم درجہ حرارت پر یہ کثیف ہونے کے بجائے لطیف ہو جاتا ہے اور پھیلتا ہے۔ پھر جب پانی برف میں تبدیل ہوتا ہے تو یہ برف، مائع پانی سے وزن میں ہلکی ہوتی ہے، لہٰذا برف پانی کی سطح پر تیرتی رہتی ہے اس کی تہہ میں نہیں بیٹھتی۔ پانی کی یہ خصوصیت اس حقیقت کی غماز ہے کہ سردیوں میں دریاؤں، سمندروں اور جھیلوں کا پانی اولاً تو منفی چار سینٹی گریڈ تک سرد ہو جاتا ہے مگر مزید سردی میں اپنی زیریں سطح پر ٹھنڈا ہو کر برف کی صورت سخت اور وزن میں ہلکا ہو جاتا ہے اور پانی کی سطح پر تیرتا رہتا ہے۔ برف کے نیچے اس پانی میں آبی حیات (پودے اور حیوانات) زندہ رہتے ہیں اور معمول کی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ پانی دوسرے مائعات کی طرح اپنی زیریں سطح، یعنی تلی یا تہہ کی جانب سے سرد ہونا اور برف میں تبدیل ہونا شروع ہوتا ہے اور برف بننے کے ساتھ ساتھ پھیلتا اور ہلکا ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہ برف سطح آب پر تیرتی رہتی ہے، تہہ میں نہیں بیٹھتی ہے۔ بس سطح آب سے ایک میٹر نیچے تک اس کی دبیز چادر قائم ہو جاتی ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں جا بجا پانی کو نعمت کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔ وَهُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ الرِّيٰحَ بُشۡرًاۢ بَيۡنَ يَدَىۡ رَحۡمَتِهٖ‌ۚ وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ

السَّـمَـآءِ مَـآءً طَهُوْرًا لِنُحْیَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَا اَنْعَامًا وَّاَنَا سِیَّ كَثِیْرًا وَّلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا فَاَبٰی اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا .
اور وہ وہی (اللہ ہی) ہے جو ہواؤں کو خوشخبری دینے کیلئے باران رحمت سے پہلے بھیجتا ہے اور ہم نے آسمان سے پاک پانی نازل فرمایا تاکہ اسکے ذریعہ مردہ شہر کو زندہ کریں اور سیراب کریں اپنی مخلوق میں سے بہت سے چوپایوں اور انسانوں کو اور ہم نے پانی کو ان کے بیچ تقسیم کیا تاکہ وہ لوگ یاد رکھیں، لیکن پھر بھی اکثر لوگ ناشکری کیئے بغیر نہیں رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے پانی کی تقسیم بہترین انداز میں فرمائی ایسا نہیں کہ ہر جگہ برابر بارش ہو یا ایک ہی وقت میں ہر جگہ بارش ہو بلکہ الگ الگ وقتوں میں کم کہیں زیادہ جیسا اللہ تعالیٰ کی حکمت ومصلحت کا تقاضا ہوتا ہے اسی طرح بارش ہوتی ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

شہادت حسین رضی اللہ عنہ

آج کے فیشن ایبل دور تک

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اس مہینہ کی دسویں تاریخ کو اہم اہم واقعات رونما ہوئے ہیں حدیث شریف میں اس دن کی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اسلام کی آمد سے قبل بھی لوگ اس دن کو بڑا محترم سمجھتے خواہ کفار قریش ہوں یا مدینہ کے یہود سبھی اس دن کی فضیلت کے قائل تھے پھر اسی یوم عاشورا ہی کو سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا بعد میں لوگ اس دن میں خرافات اور تعزیہ وغیرہ میں ایسے منہمک ہوئے کہ غیروں میں اور ہم میں کوئی فرق امتیاز باقی نہ رہا۔

جناب م،ض،م، ماہنامہ ہدایت جے پور کے کالم میں لکھتے ہیں کہ وہ نوجوانوں کا ایک گروہ تھا جو عین مسجد کے سامنے گانا گا رہا تھا اور اچھل کود کر رہا تھا ان

میں سے بعض کے ہاتھ میں ڈھول تھے اور بعضے دیگر طبلے لئے تھے۔ بیشتر کے سروں پر مخصوص علامتی پٹیاں بندھی تھیں جو اس کی نشاندہی کررہی تھیں کہ وہ کسی خاص گروہ سے تعلق رکھتے ہیں، کچھ نے اپنے اوپر ایک حال سا طاری کررکھا تھا جس کے سبب وہ بے حال نظر آرہے تھے، انہی میں سے کچھ افراد نے اپنے کندھوں پر ایک قبہ اٹھا رکھا تھا اور عام لوگ جن میں بچے بوڑھے اور جوان سبھی شامل تھے، اس پر مٹھائی چڑھارہے تھے اس کے سامنے منتیں مانگ رہے تھے، جبیں نیاز ٹیک رہے تھے اور سراپا عجز کی تصویر بنے تھے۔ شاید آپ سمجھ رہے ہوں گے کہ یہ کسی ''ہندو مذہبی یاترا'' کا نقشہ کھینچا گیا ہے، نہیں! بلکہ یہ تعزیوں کے جلوس کی ایک جھلک تھی جو دس محرم کو بڑے تزک واحتشام کے ساتھ جانب کربلا رواں دواں تھا۔ اس میں شریک لوگ ظاہر ہے سب مذہب اسلام سے تعلق رکھتے تھے جو اپنے زعم کے مطابق حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر ماتم کررہے تھے اور اپنے غم کا اظہار کررہے تھے، ان کا عقیدہ چاہے کچھ ہو لیکن ان کا انداز صراحتاً ایسا تھا جیسے خالص اسلامی عمل انجام دیا جارہا ہو، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ وہ کوئی بہت اہم عبادت ادا کررہے ہوں۔ اس میں جس اہتمام اور جس عقیدتمندی سے شرکت کی جاتی ہے اس نے مذہب اسلام کی تصویر بالکل الٹ کررکھ دی ہے، جو اس اسلام کے یکسر مختلف نظر آتا ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل حضرت نبی کریم ﷺ لے کر آئے تھے۔

اس مختصر تحریر میں واقعہ کربلا کا تاریخی جائزہ لینے کی کوشش ہے اور نہ گنجائش، لیکن اس واقعہ فاجعہ سے متعلق آج اہل اسلام میں خاص طور سے تحتی براعظم ہندوستان میں جن غلط عقیدوں اور ان کے نتیجے میں جن رسومات نے جگہ لے لی ہے اسی کا کچھ جائزہ لیا گیا ہے۔ ہر مسلمان چاہے وہ کتنا ہی بے عمل کیوں نہ ہو، آل بیت سے محبت وعقیدت اور دارفتگی وفریفتگی کا جذبہ رکھتا ہے اور یہ ایک فطری و مذہبی

امر ہے۔ آل بیت میں بھی جنتی نوجوانوں کے سردار حضرات حسنین کو سبط رسول ہونے کے ناطے ایک خاص مقام حاصل ہے اور ان میں بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اسلئے تاریخی حیثیت حاصل ہے کہ آپ نے حق وعدالت کی راہ میں اپنی جان عزیز کی بھی بازی لگانے سے دریغ نہ کیا، لیکن جس کو باطل سمجھا اسکے سامنے سرنگوں نہ ہوئے اور اسکے نتیجے میں اسلامی تاریخ کا وہ المناک واقعہ پیش آیا جو آج واقعہ کربلا کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت اور اس سے قبل آپ پر اور آپ کے باعظمت وباعزیمت ساتھیوں پر جس انداز سے عرصہ حیات تنگ کردیا گیا اور شہادت کے بعد بھی جس طرح سے نعشوں کی بے حرمتی کی گئی، ان سب چیزوں نے اس واقعہ کو ایک غیر معمولی تاریخی حیثیت دیدی ہے اور نبیرۂ رسول ﷺ کیساتھ یہ سب ہوا، اس نے اس واقعہ کی شناخت وشدت میں مزید اضافہ کردیا ہے۔

لیکن اس پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یہ مقام عالی کس وجہ سے حاصل ہوا ہے، اسلامی تاریخ میں بڑے بڑے المناک واقعات رونما ہوئے ہیں اور حق وعدالت کی خاطر ہر زمانے میں لوگوں نے عدیم المثال قربانیاں دی ہیں، لیکن ان سب میں واقعہ کربلا سب سے الگ اور مشہور ہے اور نمایاں حیثیت رکھتا ہے، آخر ایسا کیوں ہے؟ اس کی بین وجہ صرف یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ سے جو جسمانی قرابت ہے اور حضور ﷺ کی خاص عنایت ونسبت آپ کو حاصل ہے وہ محبوب خدا کے محبوب تھے، لخت جگر تھے۔ اگر حقیقت پسندی سے دیکھا جائے تو صرف اسی چیز نے ان کی قربانی کو زندہ جاوید بنادیا تو اصلی نسبت حضور ﷺ کی رہی اور بعد کے لوگوں میں جس کسی کو جتنی نسبت اس عظیم مبارک ہستی سے رہی، عوام وخواص نے اس عظمت ومحبت میں اس کو اتنا ہی درجہ دیا۔

اس پس منظر میں اگر یہ سوال کیا جائے کہ وہ کون سا دن ہو جس میں سب سے زیادہ ماتم کیا جائے تو یقیناً وہ دن ہوگا جس دن سرور کونین ﷺ کا وصال ہوا، اگر ہم کو کسی کی وفات پر کوئی ماتم کرنا ہی تھا تو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق حضرت نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی تھی۔ بلاشبہ آپ کی وفات صرف اسلامی تاریخ ہی نہیں بلکہ اس دنیا کا سب سے المناک ترین حادثہ ہے۔ لیکن کیا ہم نے کبھی یوم وصال رسول ﷺ پر بھی ایسا ماتم کیا ہے؟ شہید کربلا کو ہم نے یاد رکھا لیکن جس کی وجہ سے حسین رضی اللہ عنہ، امام حسین بن گئے اس کو ہم نے درجہ نہیں دیا، زبان سے چاہے نہ سہی لیکن کم از کم عمل سے ہم نے یہی ثابت کیا ہے۔

اگر محبت وعقیدت کا یہی معیار مان لیا جائے کہ کسی عظیم ومحبوب ہستی کا یوم وفات بطور غم وحسرت یا بطور عقیدت ومحبت منایا جائے تو سب سے مستحق ہستی حضور کی ہی ہے لیکن ہم کیا کر رہے ہیں، اپنی نادانستگی یا وفور جذبات میں جب حسین رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ہم حدود کو تجاوز کر رہے ہیں۔ یہ وہ نکتہ ہے جس پر ہر صاحب عقل وفراست کو غور کرنا چاہئے۔

پھر اگر بالفرض یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت اپنی شدت میں اتنا بڑا ہے کہ شہید کربلا حضرت حسین بلاشبہ سید الشہد اقرار پانے کے مستحق ہیں، تو بھی اپنے اندرونی غم اور قلبی احساسات کے اظہار کے اس طریقہ کا ہر گز کوئی جواز نہیں ہوسکتا، جو بدقسمتی اور جہالت سے امت کے بڑے طبقہ میں رائج ہو چلا ہے جس میں تمام وہ کام انجام دیئے جاتے ہیں اور وہ رسومات ادا کی جاتی ہیں بلکہ وہ عقیدہ رکھا جاتا ہے جس کا مذہب اسلام اور شریعت مطہرہ کی روح سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں، ہر قابل ذکر شہر یا بستی میں ایک مقام کی تعیین کر کے اس کو کربلا کا نام دینا اور وہاں ایک مزار حسین بنا دینا پھر مقررہ دنوں میں ناقابل فہم انداز میں

اظہار غم کرنا اور اس کے بعد ادا کی جانے والی تمام رسومات واعمال، یہ وہ امور ہیں جن کی نہ شریعت اجازت دیتی ہے، نہ عقل صحیح اس کو درست گردانتی ہے اور نہ مسلمانوں کی اقتصادی حالت اس کی اجازت دیتی ہے اور ان موقعوں پر جن بداخلاقیوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے وہ جگہ ظاہر ہیں، تو اخلاقیات کی رو سے بھی ان تمام اعمال کی نفی ہوتی ہے۔

یہ سب رسومات ممنوع ہیں

حیرت وافسوس کی بات ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ جس وقت پیش آیا اس وقت اور طویل عرصہ تک صحابہ کرام کی کثیر تعداد موجود تھی حضرت عبداللہ بن عباس عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ کرام حیات تھے مگر کسی سے اس طرح کا غم منانا ثابت نہیں اور بعد کی کئی صدیوں تک اس طرح کے رسوم ورواج کی کہیں بو نہیں پائی جاتی کیا صحابہ کرام، تابعین عظام، اولیاء اللہ محدثین ومفسرین اور علماء حق کو حضرت حسین اور اہل بیت اطہار سے بے پناہ محبت نہیں تھی؟ اگر اس طرح سے غم منانا ماتم کرنا اور طرح طرح کی رسوم ورواج میں مبتلا ہونا ہی ضروری ہوتا بلکہ اس کا کہیں سے جواز بھی نکلتا تو بھی بہت سے لوگ اس کو انجام دیتے مگر کہیں سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بہت بعد کی گھڑی ہوئی چیزیں ہیں جس کا دین ومذہب سے کوئی سروکار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور پوری امت مسلمہ کی اس طرح کے تمام رسم ورواج سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

”ہجرت“ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش اور امتحان ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ اللّٰهَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، صدر معلّمہ! ہمارے پیغمبر جناب محمد عربی ﷺ کو جب تاج نبوت سے سرفراز کیا گیا اور دعوت وتبلیغ کا کام شروع کیا تو اکثر لوگ آپ کے مخالف ہوگئے۔ صرف چند لوگ ہی تھے جنہوں نے دعوت اسلام کو قبول کیا پھر آہستہ آہستہ ایک ایک دو دو آدمی چھپے طور پر اسلام قبول کرتے، کفار مکہ کی ہزار مخالفت کے باوجود اسلام دن بدن بڑھتا ہی تھا تو ان کو بڑی پریشانی ہوئی اور اہل

اسلام کو جن کی تعداد بہت قلیل تھی مزید تکلیف دیتے بالآخر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہجرت کرنے کا آپ علیہ السلام نے حکم دیا اور بعد میں خود بھی مدینہ ہجرت فرما گئے۔

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مبارکہ ایک نہایت عظیم تاریخی واقعہ ہے۔ سنہ ہجری کا آغاز بھی اسی وقعے کی مناسبت سے کیا گیا ہے۔ اس واقعے نے مسلمانوں کی تاریخ کو بدل کر رکھ دیا۔ ہجرت کے موقع پر نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کو غیر معمولی مسائل کا سامنا تھا۔ آپ ﷺ نے ان تمام مشکلات پر قابو پاتے ہوئے غلبہ دین کی جدوجہد کو جاری رکھا اور بالآخر عالم عرب مسخر ہوکر رہا۔ آج بھی امت مسلمہ کو بہت سے مسائل اور چیلنجوں کا سامنا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ واقعہ ہجرت سے اخذ کردہ اسباق کو ایک بار پھر ذہنوں میں تازہ کریں۔

نبی مہربان ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو مکۃ المکرّمہ میں فریضۂ دعوت ورسالت کی ادائیگی کے دوران بہت سی سختیاں اور ایذائیں جھیلنا پڑیں۔ انہیں ایسی ایسی تکالیف دی گئیں جنہیں برداشت کرنا عام آدمی کے بس کی بات نہ تھی۔ انہی بے پناہ سختیوں کی وجہ سے آپ ﷺ کو مدد ونصرت کی درخواست لئے طائف جانا پڑا۔ جہاں سے آپ ﷺ مطعم بن عدی کی ہمراہی میں مکہ واپس لوٹے، پیش آمدہ تکلیفوں کی بنا پر ہی آپ ﷺ کے ساتھیوں کو پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی، بعد میں خود آپ ﷺ کو بھی مدینہ کی جانب اذن ہجرت ملا۔ ہجرت ازخود ایک طرح کی آزمائش اور امتحان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اگر ہم نے انہیں حکم دیا ہوتا کہ اپنے آپ کو ہلاک کردو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو ان میں سے کم ہی آدمی اس پر عمل کرتے“۔ (النساء:٦٦)

بوقت ہجرت آپ ﷺ نے مکہ کو مخاطب کرکے فرمایا: وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَاَحَبُّ بِلَادِ اللّٰهِ اِلَيَّ وَلَوْ لَا اِنْ مَلَكَ اَخْرِجُوْنِيْ مَا خَرَجْتُ. اللہ کی قسم!

اے مکہ تو اللہ کے شہروں میں سے مجھے محبوب ترین ہے، اگر تیرے یہاں سے کوئی مجھے نکال نہ دیتے تو میں کبھی یہاں سے نہ جاتا۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو مکہ کے لوگ سے جس قسم کی اذیتوں کا سامنا رہا اور پھر جس کسمپرسی کے عالم میں انہیں پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی جانب سفر ہجرت اختیار کرنا پڑا، اس سارے عمل میں ہمارے لئے بے حد اہم اسباق پوشیدہ ہیں۔ ہمیں بھی امت کو درپیش چیلنجوں کا سامنا کرنے کیلئے ان اسباق کا پوری دقت نظر سے مطالعہ کرنا ہوگا تاکہ یہ ہمارے لئے مایوسی اور ناامیدی کے بجائے پیش قدمی اور فتح مندی کا ذریعہ بن جائیں۔ شرط یہ ہے کہ ہم اپنے دلوں کو اخلاص اللہ سے بھرلیں۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: اعمال کا تمام تر دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص وہی پائے گا جس کی نیت کرے گا، پس جس کی ہجرت واقعی اللہ اور اس کے رسول کی جانب ہوگی، واقعی اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی جانب ہوگی، اور جس کی ہجرت کسی دنیاوی مفاد یا کسی خاتون سے نکاح کی خاطر ہوگی تو اس کی ہجرت بھی اسی کام کیلئے ہوگی جس کیلئے اس نے ہجرت کی۔ (متفق علیہ)

صحابہ کرام نے دین کیلئے سب کچھ قربان کردیا

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دین و مذہب سے بڑی محبت تھی انہوں نے بڑی مشقت سے اس کو حاصل کیا تھا ہم کو گھر بیٹھے اسلام کی عظیم دولت مل گئی اس کے لئے کوئی محنت و مشقت نہیں برداشت کرنی پڑی مگر قربان جایئے صحابہ کرام کے عزم واستقلال پر جب انہوں نے کلمہ پڑھ لیا اور توحید ورسالت کا اقرار کرلیا تو اب اس میں خواہ کتنی ہی مشقت کیوں نہ جھیلنی پڑے سب کچھ برداشت کرلیتے جتنے صحابہ کرام نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تھی یا ملک حبشہ ہجرت کرکے گئے وہ سب کے

سب غریب وفقیر نہیں تھے بلکہ بہت سے مالدار، صاحب ثروت اور تجارت پیشہ بھی تھے مگر دین کی خاطر اپنی ساری جائدادیں چھوڑ کر چل دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف فرماتے ہیں: ”لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهٰجِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاَمۡوَالِهِمۡ يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضۡوَانًا وَّيَنۡصُرُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوۡنَ“. یعنی مال غنیمت جو لڑائیوں میں حاصل ہوا اس کے حقداروں کا تذکرہ کیا گیا انہیں میں سے مہاجرین ہیں یہ حال ان محتاجوں کے لئے ہے جو اپنا گھر چھوڑنے والے ہیں جن کو ان کے گروں سے نکال دیا گیا اور ان کے مالوں سے نکالدیا گیا وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی تلاش کرتے ہیں اور اللہ ورسول کی مدد بھی کرتے ہیں اور یہ لوگ سچے ہیں۔ جب آدمی اللہ کے لئے ہجرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی مدد ومعاونت کرتا ہے ان کے لئے لوگوں کے دلوں کو نرم کردیتا ہے۔ چنانچہ جب مہاجرین مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے ان کے لئے وہ ایثار وقربانی کی عظیم الشان مثال قائم کردی کہ تاریخ آج تک ویسی کوئی مثال پیش نہ کرسکیں۔

وَآخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

☆☆☆

مریض کی عیادت اور اس کے آداب

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

مشفق ومہربان معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب حساب کتاب کے لئے بارہ گاہ خداوندی میں پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اور اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ کرلی جائے۔ایک اس کی پوری زندگی کے بارے میں کہ کن کاموں اور مشغلوں میں اس کو ختم کیا اور دوسرے خصوصیت سے اس کی جوانی کے بارے میں کہ کن مشغلوں میں اس کو بوسیدہ اور پرانا کیا تیسرے اور چوتھے اس کے مال ودولت کے بارے میں کہ کہاں سے اور کن طریقوں اور کن واسطوں سے اس کو حاصل کیا تھا اور کن کاموں اور راہوں میں اس کو

صرف کیا اور پانچواں سوال ہوگا کہ جو کچھ معلوم تھا اس پر کتنا عمل کیا۔ جب تک انسان دنیا میں ہے حساب کتاب سے واسطہ نہ پڑے گا مگر مرتے ہی حساب کتاب کا عمل شروع ہوجائے گا۔اسلئے دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کرنی چاہیئے۔

مزاج پرسی اور تیمارداری سے بیمار کو بیماری کا احساس کم ہوتا ہے۔ اسلئے مسلمانوں کو چاہئے کہ ایک دوسرے کی عیادت کریں اور عیادت کے دوران آداب عیادت کا ضرور خیال رکھیں تاکہ مریض کو کسی طرح کی تکلیف اور پریشانی نہ ہو۔ مثلاً: ● مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ فَوَاقَ نَاقَةٍ. (کتاب الکافی تحقیق المجلسی والبہبودی ہدیۃ: بحوالہ احیاء العلوم: ج۲/۲۳۲) ”مریض کی عیادت اونٹنی کے دوبار دودھ کی دھار نکالنے کے مقدار ہے“۔

● مریض کے پاس اچھی باتیں کرے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: بیمار یا میت کے گھر جاؤ تو اچھی باتیں کہو، اس لئے کہ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہو۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ (اس کے بجائے) کہو: ”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلَهٗ اَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰی حَسَنَةً“ (صحیح مسلم: باب مایقال عند المریض والمیت) ”اے اللہ مجھے اور اس کو بخش دے اور اس سے بہتر بدل عطا فرما“۔

● مریض کے حق میں صحت یابی اور شفا کی دعا کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی بیمار کے پاس آتے یا کوئی بیمار آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ کہتے تھے: اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا. (صحیح مسلم: باب استحباب رقیۃ المریض) ”اے لوگوں کے پروردگار تو اس بیماری کو دور کردے اور شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، نہیں ہے شفا مگر تیری شفاء ایسی شفا جو کسی بیماری کو نہ چھوڑے“۔

انہی سے مروی ہے کہ اگر کسی جسم کے کسی حصہ میں تکلیف ہوتی یا کوئی پھنسی نکل آتی یا کوئی زخم آجاتا تو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تکلیف کی جگہ پر انگلی رکھ کر یہ دعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا. (صحیح بخاری رکتاب الطب) ''اللہ کے نام سے ہماری زمین کی یہ خاک جس میں ہمارے بعض آدمی کا لعاب دہن ہے، تاکہ ہمارے بیمار کو شفا مل جائے ہمارے رب کے حکم ہے''۔

● **تسلی دیتے ہوئے ثواب کی امید دلائے:** حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس گیا، اس وقت آپ بخار میں مبتلا تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اس وقت آپ کو شدید بخار ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ہاں تم ٹھیک کہتے ہو، مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔ میں نے کہا: کیا ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ آپ کے لئے دوہرا اجر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! مسلمان کو مرض یا کسی اور وجہ سے جب بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ اس کے بدلے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، جس طرح درخت اپنے پتے کو گرا دیتا ہے''۔ (صحیح بخاری رکتاب المرضیٰ)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''کوئی مسلمان جب کسی جسمانی تکلیف یا دائمی بیماری یا چھوٹے بڑے غم یا اذیت سے دوچار ہوتا ہے حتی کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے بعض گناہ معاف کر دیتا ہے''۔ (بخاری)

اسی طرح عیادت کرنے والے کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ عیادت کے لئے مناسب وقت کا انتخاب کرے، بیمار سے قریب ہو کر اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر خیریت دریافت کرے اس سے زیادہ سوالات نہ کرے، شفاء کی امید دلائے، تکلیف پر صبر کی تلقین کرے، مناسب مشورہ ہو تو دے ورنہ خاموشی اختیار

کرے، گھر میں داخل ہو تو اہل خانہ اور مریض کے پردہ کی جگہ پر نظر نہ ڈالے۔ اور کوئی ایسی بات نہ کہے جو اسے تکلیف پہنچانے کا باعث ہو۔ (نظرۃ النعیم ۷/۳۰۵۷)

مریض کو خوش کریں

عیادت کرنے کے جو آداب اور طریقے بیان کئے گئے انہیں کے مطابق مریض کے پاس جا کر اس کی مزاج پرسی کرنی چاہئے اور کوشش یہ کرنی چاہئے کہ مریض کو میری ذات سے کوئی خیر اور بھلائی ہی پہونچے کوئی تکلیف دہ بات مریض کے سامنے ہرگز نہ کہے بلکہ خوش کن الفاظ اس کے سامنے کہے۔ حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَهُ فِیْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیَطِیْبُ بِنَفْسِهٖ.** جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو یعنی اس کی عمر اور زندگی کے بارے میں خوش کن اور اطمینان بخش باتیں کرو مثلاً یہ کہ تمہاری حالت بہتر ہے انشاء اللہ تم جلدی تندرست ہو جاؤ گے۔ اسی طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہ سکیں گی، جو ہونے والا ہے وہی ہوگا اگر اس کی عمر باقی ہے اور صحت و تندرستی کے ساتھ زندہ رہنا اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر فرما دیا ہے تو صحت، تندرستی ملے گی اور اگر موت آنی مقدر ہے تو موت آکر رہے گی البتہ مریض کا دل خوش ہو جاتا ہے اس لئے مریض کے دل کو خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

ایمان قابلِ رشک اور یقین کا نور ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ نے ایمان کی عظیم الشان نعمت سے بہرہ ور فرمایا آخرت میں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جو ایمان لے کر آئیں گے اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی شخص دنیا سے ایمان کو بچا کر لے جائے گا تو بھی وہ دیر یا سویر کامیاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس

کو جنت میں داخل فرمائیں گے ایمان ایک ایسی بنیاد ہے جس کے بغیر کوئی عمل انسان کا اللہ کے دربار میں مقبول نہیں ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر اپنے ایمان کو بہت مضبوط بنالیا تھا جو ہر طرح کی تکالیف اور مشقتوں کو برداشت کر لیتے تھے مگر ایمان کی مضبوط رسّی کو پکڑے رہتے تھے آج ہمارے لئے نمونہ عمل اور ذریعہ نجات حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اور سیرت ہی ہے انسان پر کیسے ہی حالات کیوں نہ آجائیں مگر ایمان پر ڈٹے رہنا چاہئے دنیا کی چند روزہ مصیبت بھر زندگی کو جھیلنا آخرت کی لازوال زندگی کے مقابلہ میں بہت آسان ہے۔

مولانا جعفر حسنی ندوی، پیام عرفات کے کالم میں لکھتے ہیں کہ ایک صاحب کسی بات پر اپنی بیوی سے ناراض ہوگئے اور اتنا ناراض ہوئے کہ دھمکی دے ڈالی اور دھمکی بھی یہ کہ میں تمہیں خوشیوں سے محروم کردوں گا، بیوی اپنے شوہر سے کچھ مختلف تھی صاحب ایمان تو شوہر نامدار بھی تھے۔ لیکن بیوی کا ایمان قابل رشک تھا، چہرے پر اسکے یقین کا نور بھی تھا اور آنکھوں میں عشق کا سرور بھی۔ نہایت اطمینان سے جواب دیا کہ میری خوشیاں آپ چھین ہی نہیں سکتے، شوہر نے حیرت سے پوچھا! وہ کیسے بیوی نے کہا! اگر میری خوشی مال میں ہوتی تو یقیناً آپ مجھ کو مال سے محروم کر سکتے تھے۔ میری خوشی اگر زیورات میں ہوتی تو یقیناً آپ اپنے دیئے ہوئے زیورات مجھ سے واپس لے سکتے تھے۔ میری خوشی اگر قیمتی کپڑوں میں ہوتی تو یقیناً آپ مجھ کو ان کپڑوں کے استعمال سے روک سکتے تھے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ میری خوشی نہ مال میں ہے، نہ کپڑوں میں ہے، نہ زیورات میں ہے بلکہ میری خوشی ایمان میں ہے۔ اور میرا ایمان میرے دل میں ہے، اور میرا دل تو اس کا مالک صرف اور صرف خدا ہے۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خوشی اور خوش بختی کا تعلق مال کی کثرت سے ہے، بلند و بالا عمارتوں سے ہے، دولت کی فراوانی سے ہے، لمبی چوڑی تنخواہوں سے

ہے، اشارہ کے منتظر خادم اور خادماؤں سے ہے، قیمتی کاروں میں گھومنے اور ہوائی جہازوں میں اڑنے سے ہے اور بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے اور ان کی دنیا سنوارنے سے ہے۔ان کا خیال ہے کہ خوشی حاصل ہوتی ہے بچوں اور بچیوں سے، خواہشات کی تکمیل سے، کاروبار کی ترقی کے پورا ہونے اور دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے سے، لیکن کیا یہ سچ ہے؟ آیئے دیکھیں خدا کی کتاب اس سلسلہ میں ہماری کیا رہنمائی کرتی ہے۔سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۴ ملاحظہ کیجئے: زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ "انسان مزے لینے کی لت میں ریجھ گئے ہیں،عورتیں اور بیٹے، جوڑ کر رکھا ہوا مال، سونے اور چاندی کے ڈھیر اور چنے ہوئے گھوڑے انہیں بہت پسند ہیں، اسی طرح مویشی اور کھیتیاں بھی، یہ اس پار کی زندگی کے حقیر سامان ہیں، اور اللہ کے پاس پلٹ جانے پر اس سے بھی بہتر سامان اور خوبصورت جگہ ہے"۔

خوشی یا خوش بختی کا تعلق باہر کی دنیا سے نہیں انسان کی اندر کی دنیا سے ہے۔ خوش بختی ایک ایسا سایہ دار درخت ہے جس کی جڑیں دل میں پیوست ہیں، ایمان سے یہ جڑیں سیراب ہوتی ہیں، عمل سے ان جڑوں کو کھاد ملتی ہے اور تقویٰ سے ان جڑوں کو غذا حاصل ہوتی ہے اور ایمان وہ سدا بہار باغیچہ ہے جس کے گھنے درختوں، رنگ برنگے پھولوں اور ان پھولوں کی مہکتی ہوئی خوشبوؤں میں اپنا سارا دکھ درد اور زندگی کی ساری تکلیفیں بھول جاتا ہے، وہاں نہ اسے رزق کی تنگی پریشان کرتی ہے، نہ لوگوں کی بدسلوکی کبیدہ خاطر کرتی ہے، نہ محرومی کا احساس ملول ورنجیدہ کرتا ہے، رضامندی کے جذبہ سے اس کا دل ایسا سرشار رہتا ہے کہ ناشکری کا وہاں گزر بھی نہیں ہوپاتا، تو پھر کس بات کا غم؟ اور کیوں کر افسوس؟

مومن ہونے کی علامت

حضور نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے ایمان کی علامت نشانی معلوم کیا تو ارشاد فرمایا: اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَآءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ. جب تم اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو اور برے کام سے رنج وقلق ہو تو تم مومن ہو، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا. حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ایمان کا مزہ اس نے چکھا اور ایمان کی لذت اسے ملی جو اللہ کو اپنا رب اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول اور ہادی ماننے پر دل سے راضی ہوگیا۔اس حدیث سے اور دیگر بہت سی آیتوں اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کو نبی ورسول نہ مانے اس وقت تک وہ مومن نہیں ہوسکتا۔قرآن کریم صاف صاف اعلان کرتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. اے نبی ﷺ آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو کریگا اور تمہارے گناہوں کو بخش دیگا اور اللہ تو بڑی مغفرت کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ. تم میں کوئی بھی اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی اولاد اور والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

ایسے بھی سخی ہوئے ہیں دنیا میں!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! میں سورہ بقرہ کی آیت پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے جس میں سات بالیاں اگیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے چند کر دیتا ہے اللہ بے انتہا بخشش کرنے والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) بیمار پڑ گئے، ان کے دوست واحباب کئی دنوں تک عیادت کے لئے نہیں آ رہے ہیں؟ بتایا گیا کہ وہ

لوگ چونکہ آپ کے مقروض ہیں مارے شرم وحیا کے نہیں آ رہے ہیں، فرمایا: اوہ! برا ہوا ایسے مال کا جو دوستوں کی زیارت سے بھی روک دے، اور پھر اعلان عام فرمایا کہ عبادہ کا جس پر بھی قرض ہے وہ معاف ہے، اس اعلان عام کے بعد شام ہوتے ہوتے زائرین وعیادت کرنے والوں کی کثرت کی وجہ سے ان کے دروازے کی چوکھٹ ٹوٹ گئی۔ (المستطرف:۱۵۸۱، فرائد النقول والاخبار:۱۲۰/۲)

- قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: آپ نے اپنے سے بھی زیادہ سخاوت کرنے والا کسی کو دیکھا ہے؟ فرمایا: ہاں! ہم ایک بدو عورت کے یہاں مہمان ہوئے اس وقت اس کا شوہر کہیں گیا ہوا تھا، اس کے آنے پر بتایا گیا کہ دو مہمان تشریف لائے ہیں، صاحب خانہ نے ایک اونٹنی ذبح کی اور کہا لیجئے.........ہم نے کہا: جناب! ابھی کل کی اونٹنی کا گوشت تھوڑا سا ہی ختم ہوا تھا، آج دوسری ذبح کرنے کی ضرورت تو نہ تھی، اس نے کہا مجھے اپنے مہمانوں کو باسی گوشت کھلانا گوارا نہیں۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مسلسل بارش کی وجہ سے ہم کئی روز اس کے یہاں ٹھہرے رہ گئے اور وہ دریا دل آدمی روز آنہ ایک ایک اونٹنی ذبح کرتا رہا اور ہم ضیافت کا لطف اٹھاتے رہے، ہماری واپسی کے وقت بھی صاحب خانہ موجود نہ تھا، ہم سو اشرفیاں اس کے گھر رکھ کر خاتون خانہ سے معذرت کے ساتھ رخصت ہو گئے، دوپہر کا وقت ہوا رہا ہوگا کہ ہمارے پیچھے سے ایک سوار دوڑتا ہوا چلاتا چلا آ رہا ہے، ''اے کم ظرفو! رکو رکو، تم نے ہماری ضیافت کا معاوضہ دیا ہے ناں! یہی کہتے کہتے وہ ہمارے قریب آ گیا اور غضبناک لہجے میں بولا: تم یہ اپنے دینار واپس لو ورنہ یہ میرا نیزہ دیکھ رہے ہو نا اسی سے مار ڈالوں گا، ہم چاروناچار وہ دینار لئے اور آگے بڑھ گئے۔ (المستطرف:۱/۱۵۷، فرائد النقول والاخبار:۱۲۲/۲)

● حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ جو سخاوت وفیاضی میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے، اپنی ایک جائداد معائنہ کرنے کیلئے تشریف لے گئے، قریب ہی میں کسی شخص کا کھجور کا باغ تھا، اس میں گئے تو دیکھا کہ ایک حبشی غلام اس کی دیکھ بھال کر رہا ہے، اتنے میں اس کا کھانا آیا وہ بھی صرف تین روٹیاں، کھانے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ ایک کتا بھی آ کے پاس بیٹھ گیا، ایک روٹی اس کے سامنے ڈال دی، کتے نے جھٹ سے کھالیا، دوسری روٹی پھینکی، وہ بھی کھا گیا، اور آخر میں تیسری روٹی بھی اسے کھلا دی، عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ رہے تھے، غلام کے پاس گئے، اور پوچھا: تمہیں روز آنے کتنی خوراک ملتی ہے؟ اس نے کہا بس وہی جو آپ نے ابھی دیکھا، پوچھا: تو نے تو اپنا کھانا کتے کو کھلا دیا، بولا: یہ کتوں کا علاقہ تو ہے نہیں، لگ رہا ہے کہ کہیں دور سے آیا ہوا ہے اور بھوکا ہے، مجھے اچھا نہیں لگا کہ اسے بھوکا ہی جانے دوں، دریافت فرمایا: آج تم کیا کھاؤ گے؟ غلام بولا بھوکا رہ جاؤں گا، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کی دریادلی دیکھ کر فرمایا: لوگ مجھے کثرتِ سخاوت پر ملامت کرتے ہیں، حالانکہ یہ حبشی غلام مجھ سے زیادہ سخی ہے، پھر انہوں نے وہ باغ، غلام اور اس باغ کے سازوسامان خرید کر اس غلام کو آزاد کر کے اسے ہبہ کر دیا، غلام کا بھی جذبۂ سخاوت جوش میں تھا اس نے کہا اب جب کہ یہ میرا ہو گیا ہے تو میں اسے راہ خدا میں دیتا ہوں، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بہت بڑی لگی اور فرمایا: اس جیسا غلام اس قدر دریادلی کا مظاہرہ کرے اور میں بخل سے کام لوں ایسا کبھی نہیں ہوسکتا!!

(فرائد النقول والاخبار نقلاعن سراج الملوک للطرسوسی: ۲/۱۲۴، المستطرف: ۱/۱۵۹)

خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے

جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو خوب عطا بھی کرتے ہیں۔

غالباً مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دو شعر ہیں:

گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند
دو فرشتہ خوش منادی می کند
کہ اے خدا یا منفقاں را سیر دار
ہر درم ساں را عوض دہ صد ہزار

پیغمبر اسلام ﷺ نے فرمایا کہ دو فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ خرچ کرنے والوں کو آسودہ رکھ ہر درہم کے بدلہ ہر ایک لاکھ درہم عطا فرما۔ حدیث شریف میں آتا ہے: اَلسَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِنَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِنَ الْجَنَّۃِ قَرِیْبٌ مِنَ النَّاسِ بَعِیْدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِیْلُ بَعِیْدٌ مِنَ اللّٰہِ بَعِیْدٌ مِنَ الْجَنَّۃِ بَعِیْدٌ مِنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِنَ النَّارِ. سخی آدمی اللہ سے قریب ہے جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے جہنم سے دور ہے اور بخیل شخص اللہ سے دور، جنت سے دور، لوگوں سے دور اور جہنم سے قریب ہے ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ سخاوت کرنے والا جاہل عبادت گذار بخیل سے بہتر ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بخیل از بود زاہدِ بحر و بر
بہشتی بنا شد بحکمِ خبر

بخیل اگر چہ سمندر اور خشکی کا بزرگ اور نیک کیوں نہ ہو جاتا ہے مگر پھر بھی حدیث کے فرمان کے مطابق جنتی نہ ہوگا۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو مال ودولت عطا کیا ہے اس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے اور غریبوں محتاجوں کا خیال کرنا چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے
ٹھیک حساب کے مطابق پانی اتارا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْکَنّٰہُ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق و مہربان معلمات، ماؤں اور بہنو!

ماہر موسمیات پروفیسر شہزاد الحسن چشتی لکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین، یعنی کائنات کی تخلیق کے ساتھ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیک وقت پانی کی اتنی مقدار نازل فرمائی جو قیامت تک کرۂ زمین کی ضروریات کے لئے اس کے علم میں کافی تھی۔ وہ پانی زمین کے نشیبی حصوں میں ٹھہر گیا، جس سے سمندر اور بحرے وجود میں آئے اور زیر زمین پانی پیدا ہوا۔ اب اسی پانی کا الٹ پھیر (دوران) ہے جو گرمی

سردی اور ہواؤں کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے۔ اسی سے بارشیں وجود پاتی اور زمین کے مختلف حصوں میں پانی پھیلایا جاتا رہتا ہے۔ یہی پانی بے شمار چیزوں کی پیدائش اور ترکیب میں استعمال ہوتا رہتا ہے۔ ابتدا سے آج تک پانی کے اس ذخیرے میں نہ تو ایک قطرے کی کمی ہوتی ہے اور نہ ایک قطرہ اضافے کی ضرورت ہی پیش آتی ہے۔ ہزاروں سال سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قائم کیا ہوا پانی کا یہ مقداری توازن قائم ہے۔ انسان تو اس توازن میں بگاڑ پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں۔

یہاں یہ حقیقت واضح رہے کہ پانی ہی نہیں بلکہ کائنات کی ہر چیز مثلاً ہوا روشنی، گرمی، سردی، جمادات، نباتات، حیوانات، غرض ہر چیز، ہر نوع، ہر جنس اور قوت وطاقت، توانائی کے لئے ایک حد مقرر ہے جس پر وہ ٹھہری ہوئی ہے اور ایک مقدار مقرر ہے جس سے نہ وہ گھٹتی ہے اور نہ بڑھتی ہے۔

ماحول کی تپش: کرۂ ارض کی وہ تپش جو پانی کو بخارات میں تبدیل کرتی ہے سورج کی روشنی میں موجود حرارت سے حاصل ہوتی ہے۔ نظام شمسی میں کرۂ ارض سے سورج کا فاصلہ ۹۳ ملین میل ہے۔ اس کا قطرہ زمین سے ۱۰۳ گنا بڑا ہے۔ زمین کی اپنے محور پر گردش کے باعث اس کا وہ حصہ جو سورج کے سامنے آجاتا ہے روشن ہوجاتا ہے اور یہاں تقریباً ۱۲ گھنٹے کا دن ہوتا ہے جب کہ زمین کا وہ حصہ جو سورج کے سامنے نہیں ہوتا، وہاں رات ہوتی ہے، زمین سورج کی کرنوں سے وافر مقدار میں تپش حاصل کرلیتی ہے جس سے اس کے ماحول میں ہر وقت تپش رہتی ہے اور اس تپش کی حد ۲۰ تا ۱۲۰+ سینٹی گریڈ کی حد میں رہتی ہے۔ یہی تپش ہے جو زمین پر موجود پانی خصوصاً سمندروں کے پانی کو بخارات میں تبدیل کرتی ہے جو بادلوں کی صورت اختیار کرلیتے ہیں۔ سائنس دانوں کی یہ دل چسپ تحقیق ہے کہ کرۂ ارض کا سورج سے فاصلہ اور زمین کے محور کا سورج کے مدار کی سمت ۲۳ درجے کا جھکاؤ۔ یہ

دو وجودہ ہیں جن کے باعث کرۂ ارض کا درجہ حرارت ۲۰ تا ۱۲۰+ ڈگری کے درمیان رہتا ہے۔ یہی وہ درجہ حرارت ہے جس میں جان دار اپنا وجود قائم رکھتی ہے ورنہ زمین پر بھی دوسرے سیاروں کی طرح جان دار کا وجود ناممکن ہوتا۔ تپش کا یہی وہ توازن ہے جو اللہ نے زمین پر قائم رکھا ہوا ہے۔ زمین پر پہاڑ میخوں کے ذریعے مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں اور ایستادہ ہیں، کسی طرف لڑھک نہیں جاتے۔ اس صورت میں یہ زمین کا توازن بھی قائم رکھتے ہیں تا کہ زمین کسی ایک طرف ڈھلک نہ جائے۔ پہاڑوں کے دامن میں قدرے گرم ماحول اور بلندی پر ٹھنڈا ماحول بھی توازن قائم رکھنے میں مددگار ہے۔

انسان بہت کمزور ہے

ہم نے خطبہ میں ایک آیت کریمہ پڑھی **وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسۡكَنّٰهُ فِى الۡاَرۡضِ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوۡنَ.** اور ہم نے آسمان سے مناسب مقدار کے ساتھ پانی برسایا پھر ہم نے اس کو زمین میں ٹھہرایا اور ہم اس کے معدوم کردینے پر بھی قادر ہیں اس آیت کریمہ میں اس طرف اشارہ کیا گیا کہ زمین کی تہ سے جو پانی کنوؤں سے نکالا جاتا ہے یہ بھی قدرت کی طرف سے آسانی ہے کہ بہت زیادہ گہرائی میں نہیں بلکہ تھوڑی گہرائی میں یہ پانی رکھا گیا ہے ورنہ یہ بھی ممکن تھا بلکہ پانی کی طبعی خاصیت کا تقاضہ یہی تھا کہ یہ پانی زمین کی گہرائی میں اترتا چلا جاتا جہاں تک انسان کی رسائی ممکن نہیں اسی مضمون کو دوسرے جملہ میں ارشاد فرمایا گیا: **وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوۡنَ.** انسان ایک ضعیف المختلف ہے کہ اگر پانی کی مقدار زیادہ ہوجائے تو بھی اس کے لئے وبال جان بن جائے اور اگر کم ہوجائے تو بھی مشکل میں پڑجائے اسی طرح روزانہ بارش ہوا کرے تو اس کے

کاروبار اور آمد ورفت میں خلل پڑجائے اور اگر سال میں چند مہینے مسلسل بارش ہوجائے پھر سوکھا پڑجائے تو بھی انسان کے لئے نقصان دہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ مخلوق کے لئے جو مقدار بہتر ہوتی اسی مقدار میں آسمان سے پانی برساتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی کرشمہ سازی ہے جو انسان ذات باری کے وجود کو بتارہی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بچوں کے مستقبل کو بہتر بنانے کی تجاویز

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

سامعین عظام، مشفق ومہربان معلمات! میری تقریر کا موضوع ہے بچوں کے مستقبل کو بہتر بنانے کی تجاویز اسی موضوع سے متعلق چند باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں بچوں کی تعلیم وتربیت کی فکر کرنا ہر والدین کی اولین ذمہ داری ہے اس میں ذرا بھی لاپرواہی اور غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں کہ مسلمان خود معیاری اسکول قائم کریں۔ یہ اسکول مالی اعتبار سے ”نہ نفع اور نہ نقصان“ کی اساس پر چلائے جائیں۔ ان اسکولوں کی توجہ فلک بوس عمارتوں کی بجائے افراد کی تعمیر پر ہو اور اپنے

وسائل تعلیم کو کم خرچ اور معیاری بنانے پر خرچ کیا جائے۔ ان اسکولوں کا ماحول شریعت مطہرہ کی مقرر کردہ حدود سے ہم آہنگ ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ اسکول کو مدرسہ بنایا جائے اور ان کے لئے ایسا یونیفارم مقرر کیا جائے کہ وہ کسی دینی درس گاہ کے طالب علم محسوس ہوں بلکہ شاید ایسا کرنا مناسب بھی نہ ہوگا کیوں کہ ایسی سخت گیر تربیت سے وہی بچے اسکول میں آسکیں گے جو پہلے سے پختہ دینی ذہن رکھتے ہوں یا اہل دین اور ارباب صلاح سے قریب ہوں، ایسے بچوں کے لئے تو گھر کا ماحول بھی دین پر قائم رہنے میں معاون ہوتا ہے۔ اصل مسئلہ ان بچوں کا ہے جن کے یہاں پہلے سے دینی مزاج وماحول موجود نہ ہو اس لئے یہ بات کافی ہے کہ طلبہ کا یونیفارم شرعی حدود کے دائرے میں ہو اور درس گاہ کا مجموعی ماحول اسلامی ہو، اساتذہ کی ایسی تربیت ہو کہ خواہ وہ کوئی بھی مضمون پڑھائیں لیکن اس کے ضمن میں اسلام کی عظمت دلوں میں بٹھاتے جائیں۔

اردو میڈیم اسکولوں کو تقویت پہنچائی جائے، کیوں کہ زبان بجائے خود ایک تہذیب ہوتی ہے اردو پڑھنے والے بچے ایک عظیم الشان اسلامی ورثے سے جڑ جاتے ہیں۔ یہ تعلق ان میں اسلامی فکر کو پروان چڑھاتا ہے اور اسلامی تہذیب کے رنگ میں ان کو رنگ دیتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک بہت بڑی ضرورت بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب کی ہے۔ یہ مکاتب ناظرۂ قرآن پڑھانے اور کچھ دعائیں یاد کرانے تک محدود نہ ہوں، بلکہ منتخب آیات واحادیث کے ترجمے، رسول اللہ ﷺ کی مختصر سیرت اور آپ ﷺ کے اخلاقی واقعات، مسلمانوں کی تاریخ، علمی اور تمدنی طریقے میں مسلمانوں کا حصہ، ہندوستان کی تعمیر وترقی اور آزادی میں مسلم حکمرانوں کی خدمات جیسے اہم موضوعات کا بھی احاطہ کرتی ہو۔ مسلمانان گجرات کا نظام مکاتب اس سلسلے میں ایک نمونہ اور آئیڈیل کا درجہ رکھتا ہے۔ انہوں نے یورپ میں

بھی اپنے اس نظام کو پورے انضباط اور اہتمام کے ساتھ قائم رکھا ہے۔ جس کے گہرے اثرات نمایاں طور پر محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

مغربی ملکوں میں ہفتہ واری دینی کلاسیز کا مفید سلسلہ جاری ہے۔ جس میں ہفتہ اور اتوار کو مسلمان طلبہ وطالبات کی دینی تعلیم کا وسیع اور ہمہ گیر نظم کیا جاتا ہے، ان کلاسوں سے انہیں احکام دین کے سلسلے میں اچھی خاصی واقفیت ہوجاتی ہے۔ ہندوستان میں بھی منظّم طور پر اسے رواج دینے کی ضرورت ہے اور مسجد کی شکل میں ہمارے پاس اس کے لئے مطلوب بنیادی انفراسٹرکچر موجود ہے۔

اپریل سے لے کر جون تک ملک کے مختلف حصوں میں تعلیم گاہوں میں گرمائی تعطیلات ہوتی ہیں۔ یہ تعطیل کم وبیش پچاس دن پر مشتمل ہوتی ہے۔ پچاس دنوں کا وقت کچھ کم نہیں ہے۔ اگر صحیح طور پر اس وقت کا استعمال ہو، تمام حالات کو مد نظر رکھ کر طلبہ وطالبات کی عمر کے لحاظ سے اس پچاس روزہ مدرسہ کا نصاب مقرر کیا جائے اور باضابطہ طریقے پر تعلیم وتربیت کی جائے تو اس سے بھی بڑا فائدہ ہوسکتا ہے۔ الحمد للہ اس وقت گرمائی کلاسز کا ایک مفید سلسلہ چل پڑا ہے۔ لیکن زیادہ تر کلاسز چند سورتوں اور دعاؤں کے یاد دلانے تک محدود ہوتے ہیں یقیناً ان کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن اس وقت مسلمانوں کی نئی نسل پر جو فکری یلغار ہورہی ہے اس کے مقابلے کے لئے صرف اتنی سی تعلیم کافی نہیں۔

موسم گرما سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مختلف دینی جماعتیں اور تنظیمیں بھی اپنے پروگرام چلاتی ہیں، نوجوانوں کو ان سے وابستہ کرنا نہایت ہی مفید ہے۔ اس سے نہ صرف ان کی وقتی تربیت ہوتی ہے بلکہ ان کو سلیم الفکر دوستوں کا ماحول مل جاتا ہے اور یہ رفاقت انہیں صراط مستقیم پر قائم رکھتی ہے، دینی اعتبار سے ان میں پختگی پیدا ہوجاتی ہے اور ان کے پھسلنے کے اندیشے کم ہوجاتے ہیں۔ اگر ہمیں اپنی نسلوں کے

ایمان کو بچانا ہے اور عالمی سطح پر ان کو اغوا کرنے کی جو کوشش کی جارہی ہے اس سے محفوظ رکھنا ہے تو ہمیں اس طرح کی تدبیروں کو اختیار کرنا ہوگا۔

ہر شخص نگراں ہے

اگر ہم نے بچوں کو یوں ہی چھوڑ دیا تو سوائے کف افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے جس کے ایندھن ہوں گے انسان اور پتھر اگر آج ہی بچوں کے مستقبل کی فکر نہیں کریں گے تو کل اللہ کی گرفت سے کیسے بچ سکیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلا کُلُّکُم رَاعٍ وَکُلُّکُم مَسئُولٍ عَنُ رَعِیَّتِہٖ کان کھول کر سن لو تم میں ہر شخص نگراں اور محافظ ہے اور ہر شخص سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا باپ سے بیٹے کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس کے دین کی حفاظت کا کوئی بندوبست کیا تھا کہ نہیں اگر واقعی والدین نے اپنی ذمہ داری نبھائی تو بچے کبھی کبھی راہ راست سے ہٹ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعُوَانَا اَنِ الُحَمُدُ لِلّٰہِ رَبِّ الُعَالَمِیُنَ

☆☆☆

ابلیس کے دوست اور دشمن کون لوگ ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یَعِدُکُمُ الْفُقْرَآءُ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ وَفَضْلاً وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ابلیس انسان کا ازلی دشمن ہے وہ کبھی بھی ہماری بھلائی کے درپہ نہیں ہوسکتا۔ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت باسعادت سے پہلے جب کوئی انسان اس روئے زمین پر نہیں تھا بلکہ جنات وشیاطین ہی بسیرا کیا کرتے اور آپس میں لڑائیاں خونریزیاں ہورہی تھیں پھر فرشتوں کے ذریعہ گاہے بگاہے ان کی گوشمالی ہوا کرتی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو فرمایا اے فرشتو! میں مٹی سے انسان پیدا کرنے والا ہوں جو زمین پر میرا نائب اور خلیفہ ہوگا تو فرشتوں نے بیک زبان ہوکر

کہا کیا زمین پر ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو خونریزی کریں فساد برپا کریں آپس میں لڑائی جھگڑا کریں۔ آپ کی تسبیح وتحمید اور پاکی بیان کرنے کیلئے ہم کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے بہرحال ابلیس آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بڑی عبادت کیا کرتا تھا اس کا مقصد اس عبادت ربانی سے صرف یہی تھا کہ میں ہی زمین کا خلیفہ بنایا جاؤنگا لیکن جب اس کو زمین کا خلیفہ نہ بنا کر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ بنایا گیا تو چراغ پا ہوگیا اور اس نے پختہ ارادہ کرلیا کہ اولاد آدم کو گمراہ کروں گا اور جہنم میں اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اس کیلئے احکام شرع سے لوگوں کو ہٹانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے دور کرنا اس نے اپنا شیوہ بنالیا۔

شیخ طریقت، شیخ الحدیث حضرت شیخ محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سخی آدمی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، جہنم سے دور ہے اور بخیل آدمی اللہ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، آدمیوں سے دور ہے اور جہنم سے بہت قریب ہے۔ بیشک جاہل سخی اللہ کے نزدیک عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔ یعنی جو شخص عبادت بہت ہی کثرت سے کرتا ہو، نوافل بہت لمبی لمبی پڑھتا ہو، لیکن سخی ہو، عابد سے مراد نوافل کثرت سے پڑھنے والا ہے، فرائض کا پڑھنا تو ہر شخص کیلئے ضروری ہے چاہے سخی ہو یا نہ ہو۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے ایک مرتبہ شیطان سے دریافت کیا کہ تجھے سب سے زیادہ محبوب کون شخص ہے اور سب سے زیادہ نفرت کس سے ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے سب سے زیادہ محبت مومن بخیل سے ہے اور سب سے زیادہ نفرت فاسق سخی سے ہے انہوں نے فرمایا یہ کیا بات ہے؟ اس نے عرض کیا کہ بخیل تو اپنے بخل کی وجہ سے مجھے بے فکر رکھتا ہے۔ یعنی اس کا بخل ہی جہنم میں لے جانے کیلئے کافی ہے۔ لیکن فاسق سخی پر مجھے ہر وقت فکر سوار رہتا ہے کہ کہیں اللہ جل شانہ اس کی

سخاوت کی وجہ سے اس سے درگذر نہ فرمادیں۔یعنی اگر اللہ جل شانہ اس کی سخاوت کی وجہ سے کسی وقت اس سے راضی ہوگئے تو اس کے دریائے مغفرت ورحمت میں عمر بھر کے فسق وفجور کی کیا حقیقت ہے، وہ سب کچھ معاف فرما سکتا ہے۔ایسی صورت میں میری عمر بھر کی محنت جو اس سے گناہ صادر کرانے میں کی تھی۔ساری ضائع ہوگئی۔
ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص سخاوت کرتا ہے وہ اللہ جل شانہ کے ساتھ حسن ظن کی وجہ سے کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے وہ اللہ پاک کے ساتھ بدظنی سے کرتا ہے۔حسن ظن کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جس مالک نے یہ عطا فرمایا وہ پھر بھی عطا فرما سکتا ہے اور ایسے شخص کے اللہ سے قریب ہونے میں کیا تردد ہے اور بدظنی کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ ختم ہوگئے تو پھر کہاں سے آئیں گے۔ایسے شخص کا اللہ جل شانہ سے دور ہونا ظاہر ہے کہ وہ اللہ کے خزانہ کو بھی محدود سمجھتا ہے حالانکہ آمدنی کے اسباب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور ان اسباب سے پیداوار کا نہ ہونا، اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔وہ نہ چاہے تو دکاندار ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے، کاشتکار بوئے اور پیداوار نہ ہو اور جب کہ یہ سب اسی کی عطا کی وجہ سے ہے، پھر اس کا کیا مطلب ہے کہ پھر کہاں سے آئے گا؟ مگر ہم لوگ زبان سے اس کا اقرار کرنے کے بعد دل سے یہ نہیں سمجھتے کہ یہ صرف اللہ پاک ہی کی عطا ہے ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں اور صحابہ کرام دل سے یہ سمجھتے تھے کہ یہ سب اسی کی عطا ہے جس نے آج دیا وہ کل بھی دے گا، اسلئے ان کو سب کچھ خرچ کردینے میں ذرا بھی تامل نہ ہوتا تھا۔

سود کا انجام تباہی ہے

میں نے جو آیت کریمہ شروع میں پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ شیطان تم کو وعدہ دیتا ہے تنگدستی کا اور بے حیائی کا حکم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم

سے اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ بہت کشائش والا ہے سب کچھ جاننے والا ہے جب کسی کے دل میں خیال آئے کہ خیرات کروں گا تو مفلس ہو جاؤں گا اور حق تعالیٰ کی تاکید سن کر بھی یہی ہمت اور دل چاہے کہ اپنا مال خرچ نہ کرے اور وعدہ الٰہی سے اعراض کر کے وعدہ شیطانی پر طبیعت کو میلان اور اعتماد ہو تو اس کو یقین کر لینا چاہئے کہ یہ مضمون شیطان کی طرف سے ہے یہ نہ کہے کہ شیطان کی تو ہم نے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی حکم کرنا تو درکنار رہا اور اگر یہ خیال آئے کہ صدقہ خیرات سے گناہ بخشے جائیں گے اور مال میں بھی ترقی اور برکت ہوگی تو جان لیوے کہ یہ مضمون اللہ کی طرف سے آیا ہے اور خدا کا شکر کرے اور اللہ کے خزانے میں کمی نہیں سب کے ظاہر وباطن، نیت، عمل کو خوب جانتا ہے۔اللہ تعالیٰ دینے والے کے مال میں کبھی کمی نہیں کرتا بلکہ اس میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ. اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ خوش نہیں ہوتا کسی ناشکر گنہگار سے۔سود میں برکت نہیں ہوتی بلکہ کبھی اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے: اِنَّ الرِّبَا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَةَ تَصِيْرُ اِلٰى قُلِّ سُوْءٍ اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے لیکن اس کا آخری انجام قلت اور کمی ہے اور صدقہ خیرات سے مال میں اضافہ اور بڑھوتری ہی ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ اس مال میں برکت عطا فرماتے ہیں اسلئے صدقہ خیرات کرنے سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے۔تو شیطان صفت ہے بلکہ خوش دلی سے صدقہ کرنا چاہئے یہ مومن کی صفات ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

معاشی تحفظ کیلئے
حضور ﷺ کے اقدامات

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

سامعین محترمہ، صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات!

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے اس لئے ہماری جان اور ہمارا مال سب اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ جہاں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے وہاں خرچ کرنے میں ذرا بھی تساہل اور سستی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ مدارس اسلامیہ اس زمانہ میں بہترین مصرف ہیں دور نبوت میں بھی صفہ یونیورسٹی تھی جہاں دور دراز سے طلبہ آ کر علم حاصل کرنے اور ان معاشی تحفظ کے

لئے حضور علیہ السلام ضروری اقدامات بھی فرماتے تھے۔ صفہ کی درسگاہ سے ہمیں مندرجہ ذیل معاشی تعلیمات ملتی ہیں:

● اصحابِ صفہ کی کفالت کی فکر اور اس کے لئے عملی طور پر کوششیں کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کر دیا کہ فقراء اور محتاجوں کی معاشی کفالت اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

● جو صدقہ کا مال یا کھانا آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا وہ آپ ان فقراء کو بھجوا دیتے۔ اس سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ صدقات فقراء کے لئے ہیں اور وہ ان کی کفالت کا ذریعہ ہیں۔

● مال دار انصار صحابہ اصحاب صفہ میں سے دو دو تین تین کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ اغنیاء کے مال و دولت میں محتاجوں کا بھی حق ہے۔

● صاحب استطاعت انصار کا فقراء کی کفالت کرنا بتاتا ہے کہ وہ لوگ جانتے تھے کہ محتاجوں کی نگہداشت کرنا صاحب استطاعت مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔

● اصحاب صفہ میں سے ایک ٹولی کا باری باری جنگل جا کر لکڑیاں چن کر لانا اور انہیں فروخت کر کے اپنی معاش کا انتظام کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی معاشرہ کا ہر صحت مند اور جسمانی طور پر قابل کار شخص اپنی اور اپنے اہل وعیال کی کفالت کے لئے کوشش کرے گا اور کوئی نہ کوئی جائز پیشہ ضرور اختیار کرے گا۔ اگر پھر بھی وہ اپنی ضروریات زندگی پوری نہیں کر سکے گا تو پھر اس کی کفالت اسلامی معاشرہ اور اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہوگی۔

● صفہ کی درسگاہ کی حیثیت اس دور کی اقامتی یونیورسٹی (Residential University) جیسی تھی، جہاں پر اصحاب صفہ (مسافر و مساکین طلبہ) زیور تعلیم سے آراستہ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کا اپنے علاوہ دوسرے معلمین کو بھی اس کام کے

لئے مقرر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اپنے شہریوں کی تعلیم کا انتظام کرے۔

معاشی ترقی (Economic Development) میں تعلیمی پہلو (Educational Factor) کی جو اہمیت ہے اس کو تمام ماہرین معاشیات (Economists) نے تسلیم کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس در میں یہ اہم کام کر کے دکھایا ہے۔

● صفہ کی اس درس گاہ میں دراصل آپ ﷺ انسانی سرمایہ (Human Capital) تیار فرما رہے تھے۔ انسانی سرمایہ معاشی ترقی کیلئے مالی سرمایہ (Money Capital) سے بھی زیادہ اہم ہوتا ہے۔ (ماخوذ از مضمون ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس پاکستان)

سب سے بڑے راوی

صفہ کی درسگاہ سے فیض یاب ہونے والے بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جن کی تعداد کم زیادہ ہوا کرتی تھی جن کا کام رسول اکرم ﷺ کے قول وفعل اور نقل وحرکت کو اپنے سینوں میں محفوظ کر کے اس پر عمل کرنا اور دوسروں تک اس کو پہونچانا تھا انہیں لوگوں میں سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں حدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ روایتیں انہیں کی ہیں۔ ۵۳۷۴ روایتیں ان سے مروی ہیں بعض صحابہ وتابعین کو ان کی روایتوں کی کثرت پر کبھی اشکال بھی ہوتا تھا۔ یہ اشکال جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علم میں آتا تو اس کا جواب بھی دیتے فرماتے لوگوں کو یہ اشکال ہوتا ہے کہ میں بہت کثرت سے روایات نقل کرتا ہوں بات یہ ہے کہ میں ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا نہ اچھا کھانا کھاتا اور نہ اچھا کپڑا پہنتا اور نہ کسی سے خدمت لیتا بھوک کی وجہ سے کبھی کبھی میں اپنے پیٹ کے بل زمین پر لیٹ جاتا تھا

کبھی فرماتے میں ایک مسکین شخص تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا اور در دولت ہی سے کچھ کھانے کو مل جاتا تھا حضرات مہاجرین تجارت میں مشغول رہتے اور انصاری صحابہ اپنے باغات میں اس لئے سب سے زیادہ روایت کرنے والے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں ان کے بعد تابعی میں ابن شہاب اثری سب سے بڑے راوی ہیں یہ سب آپ ﷺ کی اعلی تربیت کا نمونہ اور مثال پیش کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کو اخذ کیا اور بعد کی نسلوں تک پہونچایا اور اب ہماری ذمہ داری بھی ہے کہ اپنی اولاد کی اور آنے والی نسلوں کی دین کی بقا کیسے ہو اور ان کو دین تک کیسے پہونچائیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

عہدہ اور منصب احادیث کی روشنی میں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین محترم، صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات! میری تقریر کا موضوع ہے: ’’عہدہ اور منصب احادیث کی روشنی میں‘‘ اسی عنوان سے چند باتیں آپ کے سامنے عرض کرتی ہوں۔ بخاری ومسلم کی روایت ہے۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسْئَلُ الْاِمَارَۃَ فَاِنَّکَ اِنْ اُعْطِیْتَھَا عَنْ مَسْئَلَۃٍ وُکِّلْتَ اِلَیْھَا وَاِنْ اُعْطِیْتَھَا عَنْ غَیْرِ مَسْئَلَۃٍ اُعِنْتُ عَلَیْھَا.

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے لئے حکومت کا عہدہ طلب مت کرو اگر تمہارے طلب کرنے پر تم کو حکومت کی ذمہ داری سپرد کی گئی تو تم اس کے حوالے کر دیئے جاؤ گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ

کی طرف سے تمہاری کوئی مدد اور رہنمائی نہیں ہوگی اور تمہاری طلب کے بغیر تم کو کوئی حکومتی ذمہ داری سپرد کی گئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں تمہاری مدد ہوگی۔

عہدہ اور منصب کی طلب یقیناً ایک فتنہ ہے لیکن اس سے بڑی خرابی یہ ہے کہ کسی ملک، قوم، جماعت اور گروہ کی سربراہی کیلئے لوگ عہدہ اور منصب کے طلب گاروں یا نااہلوں کے حق میں رائے دیں یا ان کی تائید کریں۔ اپنے مفادات کے لئے، دوستی یا تعلق کی بنا پر احسان کی قیمت کے طور پر یا کسی اور غرض یا وجہ سے اہل، قابل، باصلاحیت اور موزوں افراد کے مقابلے میں کمزور، نااہل یا غیر موزوں افراد کے حق میں رائے دینا یا ان کے حق میں فیصلہ کرنا یا ان کا تقرر کرنا صریح طور پر حکم الٰہی کی خلاف ورزی ہے۔ بعض لوگ اپنی رائے کا استعمال یوں ہی بے سمجھے بوجھے یا عدم سنجیدگی کے عالم میں کر دیتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر غیر موزوں افراد مختلف عہدوں اور مناصب پر براجمان ہوجاتے ہیں۔ یہ بھی ہدایت الٰہی سے صرف نظر کرنے کے مماثل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب امانتیں ضائع کی جانے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ (پوچھا گیا) یا رسول اللہ ﷺ، امانت کا ضائع ہونا کیسے ہوگا؟ فرمایا: ’’جب کام نااہل کے سپرد کیا جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو‘‘۔ (بخاری)

فی زمانہ تنظیموں، اداروں، انجمنوں اور سوسائٹیوں کے عہدے اور منصب، نام ونمود، مختلف فوائد ومراعات، عیش وسرور کا ذریعہ بن گئے ہیں جس کی وجہ سے عہدوں اور مناصب کی طلب اور لالچ میں اضافہ ہوگیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تنظیم در تنظیم اور فورم در فورم کا لامتناہی سلسلہ ہر طرف نظر آتا ہے۔ بدقسمتی سے دین وملت کی خدمت کے دعوے دار اور تقویٰ وپرہیزگاری کے پیکر بھی اس کیفیت سے محفوظ نہیں رہ سکے، حالانکہ اللہ کے آخری رسول ﷺ نے قیادت ومنصب پر فائز افراد کو ان کی ذمہ داریوں کے تئیں واضح احکام بیان فرمائے ہیں اور وعیدیں سنائی ہیں:

● جسے اللہ تعالیٰ کسی رعیت کا راعی بنائے اور وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں خیانت کا ارتکاب کر کے مرجائے تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔

● جسے اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے بعض امور کا نگراں بنایا اور وہ ان کی ضروریات سے بے پروا ہو کر بیٹھا رہا، اللہ تبارک وتعالیٰ بھی اس کی ضرورت سے بے نیاز ہو جائے گا۔ (ترمذی)

● جس بندے کو خدا نے کسی رعایا کا حکمراں بنایا اور اس نے اس کے ساتھ پوری خیر خواہی نہ کی تو وہ جنت کی خوشبو نہ پا سکے گا۔

● جو شخص ۱۰ تا ۱۰ سے زیادہ اشخاص کا ذمہ دار ہے وہ قیامت کے دن اللہ کے حضور اس طرح آئے گا کہ اسکے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے ہونگے۔ پھر یا تو اس کی نیکی اس کو آزادی دلائے گی یا اس کے گناہ اس کو ہلاک کر دیں گے۔

● جس کسی کو مسلمانوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا گیا اور اس نے قرابت داری کی بنا پر کسی کو ذمہ داری مقرر کیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے نہ کوئی صدقہ قبول کرے گا اور نہ سفارش، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کر دے گا۔ (حاکم)

● جس نے عصبیت اور قرابت داری کی بنا پر کسی شخص کو حاکم مقرر کیا حالانکہ لوگوں میں اس سے بہتر شخص موجود تھا تو اس نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔ (حاکم)

جو لوگ قیادت ومنصب پر فائز ہوتے ہیں، ان کے مشیروں اور معاونین کے کردار کی بھی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ اگر وہ رضائے الٰہی کو اوڑھنا بچھونا بناتے ہیں تو وہ اہل منصب کی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں اور حق وناحق اور صحیح وغلط کا بروقت اظہار کر سکتے ہیں۔ جس سے اہل منصب اور قیادت پر مامور افراد بھی حق وانصاف

پر قائم رہ سکتے ہیں اور دنیاوی خرابیوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں، ورنہ وہ عیش وعشرت کے اسیر دنیا کی چکاچوند سے متاثر، مفادات کے غلام اقربا پروری کے پروردہ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نو آدمی بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ’’دیکھو! میرے بعد ایسے امرا آئیں گے کہ جوان کی جھوٹی باتوں کو سچ کہے گا اور ان کے ظلم کرنے میں مدد کرے گا، نہ اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے اور نہ میرا اس سے کوئی تعلق۔ قیامت کے دن وہ میرے حوض پر بھی نہ آ سکے گا‘‘۔ (نسائی)

وہ لوگ جو قوم وملت کی قیادت کا دعویٰ کرتے ہیں، ملک وقوم کی رہنمائی کرنے کے متمنی ہیں اور قیادت ومنصب کے حامل ہیں چاہے ان کا دائرہ کار محدود ہی کیوں نہ ہو، انہیں مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کی روشنی میں اپنے قول وفعل کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ اپنے، اقربا واحباب کی پسند، منفعت، مفاد اور فائدے کی خاطر اور زمانہ اور زمانہ پرستوں سے متاثر ہو کر زندگی گزاریں گے تو کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتے۔ فلاح وکامیابی اور خوشنودی رب کا راز تو رضائے الٰہی، مرضی الٰہی اور ہدایت رسول ﷺ وشریعت کی بے چوں وچرا پابندی ہی میں مضمر ہے۔

اچھے اور برے حاکم کا انجام

حضور نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو جو کسی علاقہ میں عدل وانصاف کے ذمہ دار بنائے جائیں۔ سخت تاکید فرمائی کہ وہ اس ذمہ داری کو اپنے امکان اور اپنی فہم وفکر کی آخری حد تک عدل وانصاف اور خدا ترسی کے ساتھ انجام دینے کی پوری کوشش کریں اور ایسا کرنے والوں کو آپ علیہ السلام نے خدا کی مدد اور رہنمائی کی اور آخرت میں عظیم انعامات اور بلند درجات کی بشارتیں سنائیں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر

بالفرض ایسے لوگوں سے نادانستہ اجتہادی غلطی ہو جائے گی تو اس پر مواخذہ نہیں ہوگا بلکہ اپنی نیک نیتی اور حق سمجھنے کی محنت وکوشش کا ان کو اجر وثواب ملے گا۔ اور اس کے بالمقابل آپ علیہ السلام نے جانبداری اور بے انصافی کرنے والے حاکموں کو اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب سے ڈرایا اور سخت وعیدیں سنائیں۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ حاکم اور قاضی ایسے بندگان خدا کو بنایا جائے جو اس منصب اور عہدے کے خواہشمند نہ ہوں اور جو لوگ اس کے طالب اور خواہشمند ہوں ان کو ہرگز یہ منصب اور عہدہ نہ دیا جائے۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَشَدَّھُمْ عَذَابًا ....قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ ارباب حکومت ہوں گے جو ناانصافی کے ساتھ حکومت کرنے والے ہوں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عہد اور منصب طلب نہیں کرنا چاہئے اگر بلا طلب کے مل جائے تو خدا سے ڈر کر صحیح فیصلے کرنے چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

حضور ﷺ بیمار کی مزاج پرسی فرماتے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِسْتَغْفِرْلَھُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْلَھُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْلَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے ہی رحمدل اور مہربان تھے اپنوں پر بھی اور غیروں پر بھی لوگوں کو کھینچ کھینچ کر لاتے کہ جہنم میں مت جاؤ جنت کی طرف چلو منافقین جو اسلام اور مسلمانوں اور خود نبی کریم ﷺ کے سخت ترین دشمن تھے لیکن اس کے باوجود جب تک صراحت کے ساتھ اللہ کی طرف سے یہ حکم نہیں آگیا کہ ان کے حق میں معافی نہیں ہوگی اس وقت آپ علیہ السلام ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہے ان کی نماز جنازہ بھی پڑھاتے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ منع فرمادیا کہ منافقین کی نماز جنازہ مت پڑھائے تو اس کے بعد سے نہیں پڑھایا۔

عیادت کی اسی اہمیت وفضیلت کے پیش نظر نبی کریم ﷺ مزاج پرسی کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ جس کسی کے بیمار ہونے کی اطلاع ملتی آپ ﷺ فوری اس کی عیادت کو جاتے، تسلی دیتے، عنداللہ ثواب کی امید دلاتے، موقع کو غنیمت جان کر دین کی باتیں بتاتے اور مناسب مشورے بھی دیتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر وحضر میں رہے۔ وہ ہمارے بیماروں کی عیادت فرماتے، جنازوں کے ساتھ جاتے، جنگوں میں ہمارے ساتھ جاتے اور کم یا زیادہ جتنا بھی مال مہیا ہوتا، اس کے ذریعے سے ہماری غمخواری کرتے''۔ (جامع الترمذی، باب ما جاء فی عیادۃ المریض)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت سعد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے والد نے اپنا قصہ سنایا کہ ''میں ایک بار مکے میں سخت بیمار پڑا۔ نبی ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں کافی مال چھوڑ کر جا رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی بچی ہے۔ کیا میں اپنے مال میں سے دو تہائی کی وصیت کر جاؤں اور ایک تہائی بچی کے لئے چھوڑ دوں؟'' فرمایا: ''نہیں'' میں نے پوچھا: ''آدھے مال کی وصیت کر جاؤں اور آدھا لڑکی کے لئے چھوڑ جاؤں؟'' فرمایا ''نہیں'' میں نے کہا ''ایک تہائی کی وصیت کر جاؤں؟'' فرمایا ''ہاں ایک تہائی کی وصیت کر جاؤ اور ایک تہائی بھی بہت ہے'' اس کے بعد نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا اور میرے منہ اور پیٹ پر پھیرا، پھر دعا کی: اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت کو مکمل فرما دے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ''اس کے بعد سے آج تک جب کبھی خیال آتا ہے تو نبی ﷺ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر پر محسوس کرتا ہوں''۔ (الادب المفرد)

عیادت کے سلسلہ میں نبی کریم ﷺ بڑے وسیع القلب تھے۔ بلا تفریق مذہب وملت تمام کی عیادت کو جاتے تھے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی جب مرض الموت میں مبتلا ہوا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے گئے اور اس سے کہا ''میں تمہیں یہود کی محبت سے روکا کرتا تھا''۔ اس نے کہا ''اسعد بن زرارہ نے ان سے بغض رکھا تو اسے کیا فائدہ ہوا؟'' جب وہ مر گیا تو اس کا بیٹا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا ''اے اللہ کے رسول ﷺ! عبداللہ بن ابی مر گیا ہے۔ آپ مجھے اپنی قمیص دیں کہ اس میں اسے کفناؤں''۔ رسول اللہ نے اپنی قمیص مبارک اتار کر اسے دے دی۔ (ابوداؤد، باب فی العیادۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا بیمار ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور کہا ''اسلام لے آؤ'' اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا وہ بھی سرہانے بیٹھا تھا، اس کے والد نے اس سے کہا ''ابوالقاسم کی بات مان لو'' وہ لڑکا مسلمان ہو گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہُ مِنَ النَّارِ. ''سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اسے آگ سے بچا لیا''۔ (صحیح بخاری، باب اذا اسلم الصبی فمات)

مریض کو خوش کن بات کہیں

حضور نبی کریم ﷺ کو بڑی فکر دامن گیر رہا کرتی تھی کہ لوگ جہنم سے بچ کر جنت میں داخل ہونے والے بن جائیں اس کے لئے سخت سے سخت تکالیف برداشت کرنی پڑی طائف میں آپ علیہ السلام کو بڑی مشکلات پیش آئیں کفار قریش نے بھی تکلیف دینے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی لیکن پھر بھی رحمت عالم ﷺ یہی کوشش کرتے رہے کہ قوم غیروں کی پوجا و پرستش چھوڑ کر ایک اللہ کی عبادت وبندگی

کرنے والی بن جائے۔ میں آپ کے سامنے حضور ﷺ کی مزاج پرسی اور عیادت کے تعلق سے عرض کر رہی تھی۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادٰی مَرِیْضًا نَادٰی مُنَادِ مِنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَتُ مُمْشَاکَ وَتَبَوَّأْتُ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلاً. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے نے کسی مریض کی عیادت کی تو اللہ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے کہ تو مبارک اور عیادت کے لئے تیرا چلنا مبارک اور تو نے یہ عمل کر کے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلٰى الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْالَهُ فِیْ اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیَطِیْبُ بِنَفْسِهٖ. حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو یعنی اس کی عمر اور زندگی کے بارے میں خوش کن اور اطمینان بخش باتیں کرو مثلاً یہ کہ تمہاری حالت بہتر ہے۔ انشاء اللہ تم جلد ہی تندرست ہو جاؤ گے۔ اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہ سکیں گی اور اس سے اس کا دل خوش ہوگا۔ اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔ ہم بھی مریض کی عیادت کرتے وقت رسول اکرم ﷺ کے اسوہ پر عمل کریں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

پانی اور ہوا انسانی زندگی کیلئے بڑی نعمت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَفَرَأَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ءَ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ لَوْنَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْکُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق و مہربان معلمات، صدر معلّمہ، ماؤں اور بہنو! ایک پرانی اصطلاح ہے عناصر اربعہ یعنی آگ پانی مٹی ہوا یہ چاروں انسان کی بنیادی ضروریات میں داخل ہیں اس وقت مجھے پانی اور ہوا کی دو عظیم نعمتوں سے متعلق چند باتیں آپ کے گوش گذار کرتی ہے یہ دونوں ایسی انسانی بلکہ تمام حیوانات کی ضروریات ہیں جس کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے پانی کی عظیم نعمت اور اس کی قدرت و طاقت کو بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُکَامًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْ بَرَدٍ فَیُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ

وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ. کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ بادل کو چلتا کرتا پھر اس بادل کو باہم ملا دیتا ہے پھر اس کو تہ بتہ کرتا ہے پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اسکے بیچ میں سے نکل کر آتی ہے اور اس بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں میں سے اولے برساتا ہے پھر ان کو جس پر چاہتا ہے گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اس کو ہٹاتا ہے اس بادل کی بجلی کی چمک کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے اب بینائی کو اچک لیا۔

جناب شہزاد الحسن چشتی لکھتے ہیں کہ کرۂ ارض کے ماحول میں ہوا انتہائی اہم ہے۔ ہوا میں ۲۱ فی صد آکسیجن، ایک فی صد کاربن ڈائی آکسائیڈ، ۷۷ فی صد نائٹروجن ہے۔ زندہ اجسام کے لئے یہ سب گیسیں کسی نہ کسی صورت میں اہم ہیں اور کرۂ ارض کے ماحول میں پھیلتی رہتی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی قدرتی گیسیں ہیں مگر ایک تو ان کی مقدار ماحول میں انتہائی قلیل ہے اور دوسرے یہ زندہ اجسام کے لئے یہ زیادہ اہم نہیں۔ یہ گیسیں ہوا کی صورت ہلکی اور تیز رفتاری سے ماحول میں حرکت کرتی رہتی ہیں اور جو بھی ان کے راستے میں آتا ہے ان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ہوائیں پانی کے بخارات کو جواب بادلوں کی صورت ہوتے ہیں، اٹھا کر عالم بالا کی طرف لے جاتی ہیں۔ پھر روئے زمین میں پھیلا کر اللہ کے حکم کے مطابق جہاں جتنی ضرورت ہوتی ہے پانی تقسیم کرتی (برساتی) ہیں۔ پانی کی تقسیم میں بھی توازن ہے۔ کسی بھی علاقے کی سالانہ بارش کے ریکارڈ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں بارش کا سالانہ ایوریج تقریباً یکساں رہتا ہے۔ یا کچھ کم یا زیادہ، بعض علاقوں میں بڑے عرصے تک بارش نہیں ہوتی اور خشک سالی کا شکار ہو جاتے ہیں مگر پھر جب بارش ہوتی ہے تو جل تھل ہو جاتا ہے، یعنی خشک سالی کے دوران میں بارش کی کمی کا حساب برابر کر دیا جاتا ہے۔ ہواؤں کے دوش پر پانی لئے ہوئے بادل 'خوش خبری'

لئے ہوئے بھی ہوتے ہیں۔ انسان خوش ہوتا ہے کہ اب بارش ہوگی، گرمی اور حبس ختم ہوگا، زمین نرم ہوگی اور سونا اگلے گی۔ کھیت لہلہائیں گے، فصلیں پیدا ہوں گی، غلہ اگے گا، باغوں میں رنگ برنگے خوش نما پھول اور مختلف اقسام کے پھل پیدا ہوں گے اور اس طرح انسان اور جانوروں کے لئے رزق کا انتظام ہوگا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے۔ یہی ہوائیں اور بارش کبھی خدا کے عذاب کی شکل بھی اختیار کر لیتی ہے۔ یہی بارش ہے جسے اللہ تعالیٰ نے طوفان نوح میں تبدیل کر دیا اور حضرت نوح کی قوم چند نفوس کے علاوہ بارش کے اس طوفان میں غرق کر دی گئی۔

بارش سے مردہ پڑی زمین جلا اٹھائی جاتی ہے۔ آسمان سے پانی برستا ہے تو خشک اور مردہ پڑی ہوئی زمین کی مٹی کے ذرات پھول جاتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ زمین کی اس پرت یا تہہ میں موجود لاکھوں بیکٹیریا جو طویل خشک سالی کے باعث مردہ ہو گئے تھے بارش کے پانی کے باعث 'جاگ' اٹھتے ہیں۔ ان کی نسل تیز رفتاری سے بڑھتی ہے۔ اپنے جسموں میں ہوا سے نائٹروجن لے کر اس کی تالیف (Synthesis) شروع کر دیتے ہیں یوں زمین کی زرخیزی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے بارش کے پانی میں موجود ہائیڈروجن (H_2) اور آکسیجن (O) آئن علیحدہ ہو جاتے ہیں، جو بیکٹیریا کے خشک شدہ جینیاتی تشخص (Genetic Code) اور ڈی این اے (NDA) کو فعال بنا کر نئی زندگی عطا کرتے ہیں۔ لہٰذا اب یہ بیکٹیریا (مائیکروب) زندہ اور متحرک ننھے حیوانات جو خوابیدہ حالت یعنی زندگی اور موت کی سرحد پر ہوتے ہیں۔ بارش کا پانی ان میں بھی زندگی کی جولانیاں پیدا کر دیتا ہے۔ اس طرح بارش کے بعد بے شمار اقسام کے رینگنے والے دوڑنے والے اور اڑان بھرنے والے کیڑے مکوڑے جگہ جگہ متحرک نظر

آتے ہیں زمین میں بارش زندگی کی ہما ہمی دیکھی جاسکتی ہے۔اس طرح اللہ مردہ پڑی زمین کی زندگی سے بھر دیتا ہے۔مٹی میں مختلف قسم کے پودوں کے بے شمار بیج اور جڑیں بھی خوابیدہ حالت میں دفن ہوتے ہیں۔بارش کا پانی جوں ہی ان کے اندر جذب ہوتا ہے بیج کا خول نرم پڑتا ہے اور پھٹ جاتا ہے۔بیج کے اندر کا جنین کا اکھوانرم مٹی کو پھاڑ کرزمین کی سطح کے اوپر نرم ونازک پتیوں کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور چہار طرف سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔پودوں کی خشک جڑوں پر موجود کلیاں پانی کے بعد پھوٹتی ہیں اور تازہ دم ہوجاتی ہیں۔

کم اور زیادہ بارش میں اللہ کی حکمت

بارش کی وجہ سے ہر گھاس اور پودہ ہرا بھرا ہوجاتا ہے بلکہ نئی زندگی اورتازگی ملتی ہے،لیکن یہی بارش اگر زیادہ ہوجائے تو پودے سڑگل جاتے ہیں۔اسی بارش ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مردہ شہر کو زندہ کر دیتے ہیں اور کبھی پوری قوم کو تباہ وبرباد کرڈالتے ہیں۔قوم نوح کو ان کی بار بار کی سرکشی کی وجہ سے غرق آب کردیا گیا آج بھی سیلاب کی صورت میں کتنی بستیاں اور گاؤں پانی کے نذر ہوکر لقمہ اجل بن جاتے ہیں بارش جب مناسب مقدار میں ہو جیسا کہ عام طور پر ہوتی ہے تو زمین پر رہنے والے ہر مخلوق کے لئے رحمت وبرکت کی باعث بنتی ہے۔کسان ہی نہیں بلکہ سارے انسان بارش کی وجہ سے خوشحال ہوتے ہیں۔اشیاء ارزاں ہوتی ہیں غلے کثرت سے پیدا ہوتے ہیں جانوروں کے چارے کا اچھا نظم ہوجاتا ہے اسلئے وہ بھی مناسب دام پر بکتے ہیں لوگوں کیلئے خریدنا آسان ہوتا ہے۔غرضیکہ بارش اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو عوام کیلئے زیادہ نفع بخش ہوں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

صدر معلّمہ،مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! مولانا الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سفر کیا ہے۔

درد دل کی واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

آدمی اگر اپنے لئے جیا تو کیا جیا دوسرے لوگوں کے نفع ونقصان کا ہر وقت خیال رکھنا چاہئے اسی میں دنیا وآخرت کی بھلائی مضمر ہے ہر ایک دنیا سے اتنا ہی حاصل کرسکتا ہے جتنا اس کے لئے مقدر کردیا گیا ہے مقدر سے زیادہ یا اس سے کم کوئی نہیں حاصل کرسکتا بلکہ پورا پورا مل کر رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوں میں نے دیکھا کہ اس میں زیادہ فقراء داخل ہورہے ہیں اور نصیب والے (یعنی مالدار) روک دیئے گئے ہیں اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوں میں نے دیکھا کہ اس میں زیادہ عورتیں داخل ہورہی ہیں۔

(اخرجہ البخاری فی النکاح ومسلم فی الذکر والدعاء)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں کنارے دو فرشتے بھیجے جاتے ہیں وہ دونوں پکار کر کہتے ہیں جسے انسان وجنات کے علاوہ روئے زمین کی ساری چیزیں سنتی ہیں: اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ جو کم اور گزر بسر کے لئے کافی ہو وہ اس زیادہ (مال) سے بہتر ہے جو (اللہ کے ذکر سے) غافل کردے۔ (مسند احمد: ۵/۱۹۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'اے اللہ آل محمد کو بقدر کفایہ روزی دے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہوا جو اسلام لایا اور بقدر کفایہ روزی دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس پر قانع بنایا جو اس نے اس کو عطا فرمایا ہے۔ (رواہ مسلم فی الزکوٰۃ)

لیکن زہد وقناعت کا مطلب ترک علم وعمل یا رہبانیت اختیار کرنا نہیں ہے۔ اسلام میں رہبانیت حرام ہے اور علم حاصل کرنے اور عمل کرنے کی ترغیب دلائی گئی

ہے اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم مسجد میں بیٹھے رہیں اور اپنی روزی کمانے نہ نکلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے (خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ) سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے لئے زیادہ نفع بخش ہوں۔ اگر مسلمان کوئی پیشہ اختیار کرے اور وہ لوگوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہو تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُؤمِنَ الْمُتَحَرِّفَ) (طبرانی، بیہقی) اللہ تعالیٰ ایسے مومن کو پسند کرتا ہے جو حرفت والا ہو، بلکہ کوئی شخص اگر اپنے اہل وعیال کے لئے روزی کمانے نکلتا ہے تو وہ اسلام کی نگاہ میں مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں گھاٹی کے راستہ سے ایک شخص نمودار ہوا جب ہم نے اسے دیکھا تو کہا اگر یہ جوان اپنی چستی پھرتی اور اپنی قوت اللہ کی راہ میں لگاتا تو کیا ہی بہتر ہوتا، ہماری بات رسول اللہ ﷺ نے سن لی آپ نے فرمایا کیا سبیل اللہ سے مراد صرف وہی ہے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے (سن لو!) جو اپنے والدین کے لئے محنت کرے وہ اللہ کے راستے میں ہے جو اپنے بچوں کے لئے محنت کرے وہ اللہ کے راستے میں ہے، جو اپنے لئے محنت کرے تاکہ مانگنے سے بے نیاز رہے وہ اللہ کے راستے میں ہے اور جو مال بڑھانے کے لئے محنت کرے وہ شیطان کے راستے میں ہے۔

(ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور: ۵/۲۶۹)

زہد وقناعت کا مطلب یہ ہے کہ آپ حلال طریقے سے اپنا حصہ اتنا ہی لینے کی کوشش کریں جو آپ کی گزر بسر کے لئے کافی ہو اور حرص وطمع چھوڑ دیں، جو کہ ظلم، وفتنہ وفساد اور بہت سی برائیوں کی جڑ ہے اور یہ سمجھیں کہ یہ دنیا آپ کے لئے پیدا کی گئی ہے اور آپ آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، آپ کے علم کا مقصد حصول

آخرت ہو نہ کہ فانی دنیا آپ کی پہچان قناعت، استغناء، خود داری اور ایمان داری ہو اور دنیا میں رہ کر آپ آخرت والے کہلائیں۔ آپ ہمیشہ صبر کا دامن تھامے رہیں اور اللہ کے شکر گزار بندے بنیں یہی مومن کا زہد ہے۔

ہم کو اللہ نے عبادت کے لئے پیدا کیا

دنیا جتنا مقدر میں ہے وہ مل کر رہے گی کوئی بھی مخلوق اللہ کی طرف سے مقرر کردہ روزی میں سے نہ تو ایک لقمہ کم کھا سکتا ہے اور نہ ہی ایک لقمہ زیادہ اور ہر مخلوق کی روزی اللہ ہی کے ذمہ ہے ایک مومن بندے کی یہ شان نہیں اور اس کو زیب نہیں دیتا کہ دنیا کی حقیر اور معمولی نعمتوں پر ریجھے بلکہ اس کی نظر تو ہمیشہ آخرت کی دائمی اور لازوال نعمتوں پر ہونا چاہئے۔ مقصد تخلیق بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ. میں نے انسانوں اور جناتوں کو محض اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا۔ انسان دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے اور ایسا کام کرے جس سے لوگوں کا فائدہ ہو اور جب لوگوں کو فائدہ پہونچے گا اور ان کا دل خوش ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوں گے اسلئے کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اسلئے صرف اپنی ہی فکر کرنے کے بجائے مخلوق خدا کی فکر کرنی چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

طلبِ علم کیلئے
اصحابِ خیر القرون رحمۃ اللہ علیہم کی قربانیاں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا. وَقَالَ تَعَالٰى فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، ماؤں اور بہنو! حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ. جو شخص علم حاصل کرنے کیلئے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستہ میں ہے تا آنکہ وہ گھر لوٹ آئے علم حاصل کرنے والے کیلئے بڑی فضیلتیں ہیں: اَنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَآءِ وَاَنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلٰى

الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ ۔علم دین کے حاصل کیلئے آسمان وزمین کی ساری مخلوقات اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی استدعا کرتی ہیں یہاں تک کہ دریا کے پانی کے اندر رہنے والی مچھلیاں بھی اور عبادت گذاروں کے مقابلہ میں حاملین علم کو ایسی برتری حاصل ہے۔جیسی کہ چودھویں رات کے چاند کو آسمان کے باقی ستاروں پر۔ اس وقت میں آپ کے سامنے ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرنا چاہتی ہوں ۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کو بیان کرنے کیلئے کافی وقت درکار ہے مگر میں مختصراً ان کے کچھ حالات آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ شوال المکرّم ۱۹۴ھ بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے ابھی کم سن ہی تھے کہ باپ کا سایہ اُٹھ گیا تعلیم وتربیت کیلئے صرف والدہ کا سہارا رہ گیا والدہ محترمہ نے اپنے ہونہار لڑکے کی تعلیم کا آغاز کیا ۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابھی کم سن ہی تھے کہ حدیث کا بے انتہائی شوق پیدا ہوا ایسا لگتا تھا کہ اللہ رب العزت نے ان کی تخلیق صرف حدیث کے لئے فرمائی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے مستغنی تھے

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے والد ماجد بہت بڑے مالدار غنی ومتمول آدمی تھے۔ اور دولت کی کثیر مقدار چھوڑ کر فوت ہوئے تھے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد ماجد کے ترکہ میں سے کافی دولت ملی تھی مگر وہ تمام دولت آپ نے فی سبیل اللہ طلب علم میں خرچ کی حتی کہ بعض اوقات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو فاقہ کی وجہ سے گھاس کھانے کی نوبت آگئی تھی۔ (فضل الباری:ص ۶۵،ج:۱)

علامہ شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء،ص: ۴۴۸، ج:۱۲، میں بحوالہ محمد بن ابی حاتم لکھتے ہیں کہ میں نے امام بخاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس درمیان

میں کہ اپنے استاذ وشیخ حضرت آدم بن ابی ایاس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علم میں مشغول تھا، میرے پاس سے خرچہ ختم ہوگیا اور مجھے گھاس کھا کر گذارہ کرنا پڑا مگر میں نے اپنی حالت کا کسی سے اظہار نہیں کیا، جب تین روز ایسی حالت میں گزر گئے تو رات میں ایک شخص آیا جس کو میں جانتا نہ تھا اس نے مجھے ایک دینار کی تھیلی دی اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ اس کو اپنے اوپر خرچ کرلیا کرو۔

حسین بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری قدس سرہ کے اندر تین بڑی ممتاز صفات تھیں ان عمدہ دیگر صفات کے ساتھ جو وہ اپنے اندر رکھتے تھے:

۱-قلیل الکلام تھے۔

۲-لوگوں کے مال ودولت پر ان کی نظر طمع بالکل نہ تھی، وہ مستغنی آدمی تھے۔

۳-وہ لوگوں کی طرح مختلف معاملات میں اپنا وقت خراب نہ کرتے تھے۔

ان کی تمام مشغولیات علم کے سلسلہ میں ہوتی تھیں، كُلُّ شُغْلِهٖ كَانَ فِي الْعِلْمِ

(سیر اعلان النبلاء ص: ۴۴۸، ج:۱۲)

سلیم بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام بخاری خالص اللہ پاک کی رضا جوئی کے لئے لوگوں کو علم حدیث کی تعلیم دیا کرتے تھے، اس تعلیم پر وہ لوگوں سے کچھ لیا بھی نہیں کرتے تھے اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسا فقیہ اور محدث اور بزرگ تقویٰ وپرہیزگاری میں کامل انسان نہیں دیکھا اور آپ بڑے عابد وزاہد ولی انسان تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ص: ۴۴۹، ص:۱۲)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قوت حفظ

حاشد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ساتھ مشائخ بخارا کے پاس جایا کرتے تھے اس وقت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نوعمر تھے درس میں جا کر بیٹھتے

سب لوگ حدیثوں کو لکھتے اور یاد کرتے مگر امام صاحب خاموش بیٹھے رہتے اور ایک لفظ نہ لکھتے ساتھی ملامت کرتے کہ میاں جب تم لکھتے نہیں تو آتے کیوں ہو؟ حاشد کہتے ہیں کہ پندرہ سولہ روز یوں ہی گذر گئے۔ سترھویں روز امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تنگ آکر کہا تمہاری ملامت کی حد ہوگئی لاؤ اپنے دفتر نکالو اور دکھاؤ تم لوگوں نے کیا لکھا ہے ہم اس وقت پندرہ ہزار سے بھی زائد حدیثیں لکھ چکے تھے ہم نے اپنے دفتر امام بخاری کے سامنے لاکر رکھ دیئے امام نے تمام حدیثیں بھری مجلس میں زبانی سنادیں اور ہم نے جان لیا کہ جو نایاب خزانہ ہمارے کاغذوں میں ہے وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سینے میں محفوظ ہے اور ہمیں امام کی یادداشت سے اپنے نوشتوں کی اصلاح کرنی پڑی۔ اللہ تعالیٰ بڑے غضب کا حافظہ عطا کیا تھا اسی کے ساتھ تقویٰ و پرہیزگاری کے اعلیٰ معیار پر تھے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ اور حسنِ نیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ. وَقَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی نبی ورسول نہیں بھیجیں گے ہمارے نبی ﷺ ہی آخری نبی ورسول ہیں؟ لیکن قیامت تک نبی ورسول کی ضرورت باقی رہے گی جس کو علمائے امت پورا کرتے رہیں گے ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔ یعنی جو کام انبیاء بنی اسرائیل کا تھا وہ کام امت محمدیہ کے علماء ہی انجام دیں گے یہ بہت بڑا فضل ہے اس امت کے لئے بڑے بڑے علماء اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں جنہوں نے ایسے کارنامے انجام دیئے کہ زمانے کے عقلا حیران وششدر رہ جاتے ہیں۔

ایک ایک عالم نے ایسے عظیم الشان کام انجام دیئے کہ آج ایک اکیڈمی اورادارہ بھی مل کرا تنا نہیں کرسکتا۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شمارانہیں خوش نصیب ہستیوں میں ہے جو بڑے عالم ہونے کے ساتھ بڑے متقی وپرہیزگار بھی ہے۔

امام بخاری قدس سرہ العزیز کا مزید تقویٰ حسن نیت ،صدق عزیمت اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بار امام کی خدمت میں کچھ ہدایا پیش کئے گئے ،ایک تاجر نے حاضر ہوکران ہدایا کو خریدنے کی خواہش ظاہر کی اور پانچ ہزار درہم نفع کے لگائے ،امام نے فرمایا کل آؤ اس وقت سوچ کر جواب دوں گا، وہ تاجر چلا گیا امام نے اپنے دل میں ارادہ کرلیا تھا کہ اس معاملہ کو قبول کرلوں گا ،اس کے بعد ایک دوسرا تاجر آیا اور اس نے دس ہزار درہم نفع کے لگائے ،ظاہر ہے کہ فتویٰ کے اعتبار سے امام پر کوئی پابندی نہیں تھی کیوں کہ آنے والے تاجر سے کوئی معاملہ صراحتاً طے نہیں ہوا تھا ،امام نے صرف یہ فرمایا تھا کہ کل آنا ،تب جواب دوں گا ،مگر دل میں اس کے ساتھ معاملہ کرنے کے لئے ارادہ ہوگیا تھا اس وجہ سے آپ نے دوسرے تاجر سے معذرت فرمادی حالاں کہ آپ کو نفع میں پانچ ہزار درہم زیادہ مل رہے تھے یہ آپ کا کمال تقویٰ ہے اور فرمایا: لَا اَحَبُّ اَنِ انْقُضَ نِیَتِیْ. (تاریخ دمشق ص:۴۸،ج:۲۲)

اور یہ صرف اس وجہ سے کہ اعمال کا ایک وجود مخفی طور پر عند اللہ نیت سے ہو جاتا ہے اگر چہ اس پر فقہی احکام مرتب نہیں ہوتے ہیں اس دقیق تحقیق کی بناء پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آپ کو اللہ پاک کے سامنے کاذب ہونے سے بچالیا، سبحان اللہ! حضرت امام اقدس سرہ کی نظر کس قدر دقیقہ رس تھی اگر چہ یہ چیز لوگوں سے مخفی ہے۔ (فضل الباری ص:۶۶،ج:۱)

حضرت علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قصہ کو لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کا ایک صاحب کے ذمہ ۲۵ ہزار روپئے بطور قرض تھا مگر وہ بہت تنگ کرتا تھا، اور ادھر

ادھر بھاگتا رہتا تھا، دوسرے حضرات نے امام صاحب سے بارہا کہا کہ ہم اس کو پکڑلیں اور اس کے لئے فلاں فلاں اس دور کے حکام وسلاطین سے بات کریں گے اور ہم نے حضرت کو بتائے بغیر جب اس کے بارے میں حکام وسلاطین سے بات کی اور سختی کرانی چاہئے تو حضرت نے منع فرمادیا اور اس کو بہت سہولت دے دی کہ تم ہر سال صرف دس درہم دے دیا کرو، اللہ اکبر! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ کتنا تھا اور اخلاق کس قدر وسیع تھے۔۲۵ ہزار درہم میں کتنے حضرت کو وصول ہوئے ہوں گے اللہ ہی جانتے ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء،ص:۴۴۷،۴۴۶،ج:۱۲)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب کے مکان میں بطور کرایہ دار رہتے تھے اور کافی زمانہ رہے۔مگر فرماتے تھے کہ میں نے کبھی اس کی دیوار اور زمین میں سے کچھ لے کر استنجاء کی ضرورت پوری کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا اس بات کا خیال رکھا کہ مکان دوسرے کا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء،ص:۴۴۷،ج:۱۲)

ایک ہزار اشرفی دریا برد کردیا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ دریا کا سفر پیش آیا کشتی میں سوار ہوئے تو آپ کے پاس ایک ہزار کی اشرفیاں تھیں ایک شخص امام صاحب سے بڑی حسن عقیدت کے ساتھ پیش آیا۔خوب میل جول بڑھایا۔امام صاحب اس سے کافی بے تکلف ہوگئے اور اسے اپنی اشرفیوں کی خبر دے دی ایک روز صبح سویرے یہ شخص بیدار ہوا اور شور وغل مچانا شروع کردیا لوگوں نے متعجبانہ انداز سے پوچھا تو بولا میرے پاس ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی تھی آج وہ اپنے سامان میں نہیں پاتا ہوں کشتی والوں کی تلاشی شروع ہوگئی امام صاحب نے بڑی خاموشی کے ساتھ اشرفیوں کی تھیلی دریا کی موجوں کے سپرد کردی جب کسی مسافر کے سامان سے وہ تھیلی برآمد نہ ہوئی تو لوگوں

کے تیور بدلے اور اس شخص کو سخت سست کہنا شروع کیا۔ سفر پورا ہوا۔ وہ شخص تنہائی میں امام صاحب سے ملا اور کہنے لگا آپ نے اشرفیوں کی وہ تھیلی کیا کی؟ امام صاحب نے بڑے اطمینان سے جواب دیا دریا میں پھینک دی تھی، اس نے پوچھا آپ کی طبیعت اتنی بڑی رقم اس بے دردی سے دریا برد کردینے پر کیسے آمادہ ہوگئی؟ تم کس دنیا میں زندگی کی سانس لیتے ہو؟ آپ نے فرمایا میری ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی جمع وترتیب میں ختم ہوگئی میری علمی دیانت اور پاکیزگی ضرب المثل بن چکی کیا چوری کا شبہ اپنے اوپر لے کر اس دولت کو پامال کردیتا جو عمر عزیز کی تمام بہاریں کھو کر حاصل کی ہے۔ اللہ اکبر کیسے متقی وپرہیزگار اور دنیا سے بے رغبت انسان تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

چغل خور
اور پیشاب سے نہ بچنے والوں کو عذاب

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَّيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! یہ دنیا عمل کا گھر ہے یہاں جو کچھ اچھا یا برا کریں گے اس کا اچھا یا برا انجام مرنے کے بعد ملے گا۔ جو بھی پیدا ہوگیا اس کو تین عالموں سے سابقہ پڑے گا عالم دنیا جس میں موجود ہے، دوسرے عالم برزخ مرنے کے بعد کی جو زندگی شروع ہوتی ہے اس کو عالم برزخ کہتے ہیں تیسرے عالم آخرت بیچ کا جو عالم ہے عالم آخرت اس میں انسان کو کس حال میں رکھا جاتا ہے

اس سلسلہ میں روایتوں میں آتا ہے اور جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں بھی بتایا گیا کہ سزائیں بھی ہوتی ہیں اور راحت و آرام بھی ملتا ہے، یہ انسان کے اپنے اچھے برے اعمال پر نتائج مرتب ہوتے ہیں، اس آیت میں تو صرف فرعونیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ صبح وشام ان کو آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا کہ داخل کرو آل فرعون کو سخت سے سخت عذاب میں ۔ حضور علیہ السلام کو بعد میں بتایا گیا کہ تمام کفار بلکہ عصاۃ مومنین کو بھی برزخ میں عذاب ہوتا ہے ۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے بعض آثار سے پتہ چلتا ہے کہ جس طرح جنتیوں میں سے شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے حواصل میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی ہیں اسی طرح دوزخیوں میں سے فرعونیوں کی ارواح کو طیور سود کے حواصل میں داخل کر کے ہر صبح وشام دوزخ کی طرف بھیجا جاتا ہے دنیا کے اندر تکلیف وراحت صرف جسم محسوس کرتا ہے اور عالم برزخ میں تکلیف وراحت صرف روح محسوس کرتی ہے ۔ مگر آخرت میں جسم ارواح دونوں راحت یا تکلیف محسوس کریں گے ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا دو قبروں پر گزر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا ان کو عذاب قبر ہو رہا ہے، اور کسی بڑے مشکل کام کے سبب عذاب نہیں ہو رہا ہے بلکہ ایسی معمولی باتوں پر جن سے بچ سکتے تھے ۔ پھر آپ نے دونوں کے گناہوں کی تفصیل بتائی کہ ان دونوں میں ایک پیشاب کرنے میں پردہ نہیں کرتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا اور یہ دوسرا چغلی کرتا پھرتا تھا، پھر آپ نے ایک ٹہنی منگا کر بیچ میں سے چیر کر آدھی اس قبر میں گاڑ دی اور آدھی دوسری قبر میں ۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا کہ شاید ان دونوں کا عذاب ان کے سوکھنے تک ہلکا کر دیا جائے ۔ (مشکوۃ شریف)

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا

جن بری عادتوں کا تعلق زبان سے ہے اور رسول اللہ ﷺ نے جن کو سنگین جرم اور گناہ عظیم قرار دیا ہے اور جن سے بچنے اور پرہیز کرنے کی آپ علیہ السلام نے سخت ترین تاکید فرمائی ہے ان میں سے ایک چغلخوری بھی ہے یعنی کسی کی ایسی بات دوسرے کو پہونچانا جو اس شخص کی طرف سے اس دوسرے آدمی کو بدگمان کر کے باہمی تعلقات کو خراب کر دے اسی بری عادت کا نام چغلخوری ہے چونکہ آپس کے تعلقات کو خراب کر کے بغض وعداوت اور مخالفت ومنافرت پیدا کرے ۔ ظاہر ہے کہ وہ بدترین درجہ کی معصیت ہوگی ۔ بہرحال چغلخوری کو رسول اللہ ﷺ نے اسی لئے سخت ترین گناہوں میں سے بتلایا ہے اور آخرت میں سامنے آنے والے اس کے برے انجام سے پوری طرح ڈرایا ہے ۔ بخاری کی روایت ہے: عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ چغلخور آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا ۔ غیبت چغلخوری بدظنی یہ سب گندے اوصاف ہیں معاشرے میں لوگوں کی نگاہوں سے گرا دینے والے ہیں غیبت کے تعلق سے حدیث میں آتا ہے ۔ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ تم اپنے بھائی کی ان باتوں کو ذکر نہ کرو جن کو وہ ناپسند کرتا ہو ۔

آج کل لوگوں میں یہ وبا عام ہوتی جا رہی ہے کہ معمولی معمولی باتوں پر جھوٹ بولتے ہیں ایک دوسرے کی غیبت اور چغلخوری کرنے کو اپنا معمول بنا لیتے ہیں عوام تو عوام خواص بھی اس میں برابر کے شریک ہیں کم ہی ایسی مجلسیں ہوتی ہیں جہاں غیبت اور چغلخوری نہ کی جاتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ حجرات میں فرمایا: وَلَا

یَغۡتَبۡ بَّعۡضُکُمۡ بَعۡضاً اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡہِ مَیۡتاً فَکَرِہۡتُمُوۡہُ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ. ’’اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ سو تم لوگ اس کو ناپسند کرو گے اور اللہ سے ڈرو بلا شبہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والے بڑے مہربان ہیں۔ غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب سے فرمایا کہ اپنے دانتوں کا خلال کرلو انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم نے آج گوشت چکھا بھی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم فلاں کی غیبت نہیں کی۔ اس لئے ان قبیح اوصاف سے ہمیں دور رہنا چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

☆☆☆

حکیم الامت نے تنگدستی کی حالت میں علم کیسے حاصل کیا؟

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ، اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، وَمَا کَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِیَنۡفِرُوۡا کَآفَّۃً فَلَوۡ لَا نَفَرَ مِنۡ کُلِّ فِرۡقَۃٍ مِّنۡھُمۡ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوۡا فِی الدِّیۡنِ وَلِیُنۡذِرُوۡا قَوۡمَھُمۡ اِذَا رَجَعُوۡٓا اِلَیۡھِمۡ لَعَلَّھُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مشہور مقولہ ہے: اَلۡعِلۡمُ لَا یُعۡطِیۡکَ بَعۡضَہٗ اِلَّا اِذَا اَعۡطَیۡتَہٗ کُلَّکَ فَاِنۡ اَعۡطَیۡتَہٗ کُلَّکَ فَاَنۡتَ مِنۡ اَنۡ یُّعۡطِیۡکَ بَعۡضَہٗ عَلٰی خَطَرٍ.

علم اپنا تھوڑا سا حصہ بھی تمہیں نہیں دے سکتا جب تک اپنا سب کچھ اسے نہ دیدو جب اپنا سب کچھ اسے دیدو گے تو امکان ہے کہ علم اپنا کچھ تم کو دے دے۔ علم بڑی محنت

چاہتا ہے بلا محنت ومشقت کے حاصل نہیں ہوتا ہمارے اکابر واسلاف نے علم کی تلاش وجستجو کیلئے جو مشقتیں برداشت کی ہیں ہم ان کا تصور وگمان بھی نہیں کر سکتے۔

حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے واقعات میں فرماتے ہیں کہ میں زمانۂ طالب علمی میں دارالعلوم دیوبند ایسے وقت پہنچا جب داخلے بند ہوگئے، ناظم تعلیمات کے پاس گیا، حضرت مجھے داخل فرمادیجئے، انہوں نے فرمایا: داخلے بند ہیں، میں نے کہا: حضرت آنے میں دیر ہوگئی، انہوں نے کہا: بھئی ہم داخلہ نہیں کر سکتے۔ میں نے پوچھا: حضرت وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: دیکھو بھئی دارالعلوم ابتدائی حالت میں ہے، نہ مطبخ ہے نہ کوئی طباخ ہے، یہ قریہ ہے بستی نہیں، اس کے لوگوں نے ایک طالب علم، دو طالب علم، تین طالب علم، مختلف طلبا کا کھانا اپنے ذمے لیا ہوا ہے، وہ طلبہ پڑھتے یہاں ہیں اور کھانا ان کے وہاں کھاتے ہیں، اب پوری بستی میں ایک گھر بھی ایسا نہیں ہے جو کسی بھی ایک طالب علم کا کھانا اپنے ذمے لے، تو ہم آپ کو نہیں رکھ سکتے، فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: حضرت کھانا میری ذمہ داری، ، آپ مجھے کلاس میں بیٹھنے کی اجازت دیدیں، تو مجھے داخلہ مل گیا، اب داخلہ ملنے کے بعد میں طلبا کے ساتھ سارا دن پڑھتا جب رات آتی تو طلبا کے ساتھ بیٹھ کر تکرار کرتا، جب طلبہ سوجاتے تو اساتذہ کی اجازت کے ساتھ دارالعلوم سے باہر نکلتا، دیوبند بستی میں اس وقت دو سبزی فروشوں کی دو دکانیں تھیں، میں وہاں چلا جاتا، کبھی تربوز کے چھلکے تو کبھی خربوزے کے چھلکے تو کبھی امرود کے چھلکے اور کبھی سیب کے چھلکے، میں وہ چھلکے اٹھا کے لاتا، ان کو دھو کے پاک صاف کرلیتا اور ان کو بیٹھ کر کھالیتا یہ میرا چوبیس گھنٹے کا کھانا ہوتا، میں نے سارا سال پھلوں کے چھلکے کھا کر گزارا کیا، اپنے سبق کو ناغہ نہیں کرنے دیا، فرماتے ہیں کہ دوران سال میرے عزیز رشتے دار مجھے خط لکھتے تھے، میں ڈر کے مارے پڑھتا نہیں

تھا، بھئی خوشی کی خبر ہوگی، تو جانے کو دل کرے گا، غم کی خبر ہوگی تو طبیعت تو پڑھائی میں نہیں لگے گی۔ تو خط ہی مت پڑھو۔ میں نے مٹکا بنایا ہوا تھا سارے خط اس مٹکے میں ڈالتا جاتا تھا، جب سال کے بعد امتحان دیدیتا، فارغ ہوجاتا، اس وقت ان خطوں کو نکالتا، اور ان کو پڑھتا پھر ان کے پڑھنے کے ساتھ میں فہرست بناتا، فلاں کو خوشی ملی، فلاں کو غم ملا، فلاں بیمار، فلاں کو بیٹا ہوا، فلاں کو یہ ہوا، پوری فہرست بنا کے میں اپنے گھر واپس آتا اور سب رشتے داروں کے پاس جاتا، خوشی والوں کو مبارک باد دیتا، اور غم والوں کی تعزیت کرتا، جیسا بھی کہتا، لوگ مجھ سے بڑے خوش ہوتے کہ اس بچے نے ہمارے خط کو ایک سال یاد رکھا، حالاں کہ میں نے اس کے خط کو پڑھا ہی تھا ایک سال کے بعد، یہ تو قریب کے زمانے کے بزرگ ہیں۔ یہ تھے طلبا، جو طلبا کہلانے کے مستحق تھے، یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سارے ہی طلباء ایسے ہوتے تھے کہ پلّے کچھ نہیں ہوتا تھا، نہ کھانا نہ پینا، نہ بستر، پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتی، غرباء میں سے بھی تھے امراء میں سے بھی تھے۔

چنانچہ امراء کی مثالیں سن لیجئے، عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک ترکی تاجر کے نواسے تھے اور ترکی تاجر کی پوری میراث ان کی والدہ کو ملی اور ان کی اور اولاد تھی نہیں، تو یہ اپنے منہ میں سونے کا چمچ لے کے پیدا ہوئے ان کے والد نے ان کو پڑھنے کے لئے بھیجا تو انہوں نے بیس ہزار دینار سفر خرچ کے لئے دیئے، بیس ہزار دینار، اور انہوں نے پھر چار ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا، بہت پیسہ اللہ کے راستے میں خرچ کرتے تھے، انہوں نے اپنی پوری دولت علم کو حاصل کرنے میں لگادی، پھر اللہ نے وہ مقام دیا کہ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے آئے ہیں تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کر کھڑے ہوئے تھے، عبداللہ بن مبارک کو اپنی مسند پر بٹھا یا کرتے تھے، یہ نواب زادے تھے، علم اللہ نے ان کو عطا کیا۔

ہارون رشید کا ایک بیٹا، رہتا محل میں تھا، مگر اس کو محل سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، سادہ کھانا کھاتا، سادے کپڑے پہنتا، ہارون رشید نے کہہ دیا، تیری وجہ سے لوگ طعنہ دیتے ہیں کہ جی آپ کے بچے کو تو کچھ ہو گیا ہے، علاج کرواؤ، تو مجھے باتیں سننی پڑتی ہیں، ابا جان! اگر آپ کو باتیں سننی پڑتی ہیں پھر مجھے اجازت دیں، میں علم حاصل کرتا ہوں، یہاں سے جاتا ہوں، ہارون رشید نے اجازت دیدی، ماں نے اس کو جاتے ہوئے ایک انگوٹھی دیدی اور قرآن پاک دیا، بیٹا! تم قرآن پاک پڑھنا تو اماں کو یاد کرنا، اور اگر کوئی ضرورت پڑے تو یہ انگوٹھی قیمتی ہے بیچ کے ضرورت پوری کر لینا، وہ نوجوان گیا، مسجد میں اعتکاف کی نیت سے رہتا تھا، ہفتے میں ایک دن کام کرتا تھا، وہ بھی جب مدرسے میں چھٹی ہوتی تھی، چھٹی کے دن مزدوری کرتا تھا، اور مزدوری کر کے اتنی مزدوری لیتا تھا جس سے اس کو چھ روٹیاں مل جاتی تھیں، ہر روز ایک روٹی کھاتا تھا، چوبیس گھنٹے گزارتا تھا، اور ساتویں دن پھر مزدوری کر لیتا، لوگوں کے گھر بناتا، اس شہزادے نے اس حال میں زندگی گزاریں، تنگی تھی رزق کی، مگر اس نے اس حال میں رہ کر علم حاصل کرنا پسند کیا۔

امام ربیعۃ الرائے رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ میں ایک اور واقعہ ملتا ہے فرخ نامی ایک فوجی تھا اس نے سفر پر جانے کا ارادہ کیا غالباً بادشاہ وقت اس کو کسی مہم پر بھیجنے والا تھا تو اس نے اپنی بیوی کو چالیس ہزار اشرفیاں دیں اور کہا کہ اس کو رکھو جب آؤں گا تو حساب لونگا کہ کن مواقع میں تم نے خرچ کیں چنانچہ وہ چلا گیا اور ستائیس سال تک شہروں کو فتح کرتا رہا اور لڑائیاں کرتا رہا پھر ستائیس سال کے بعد جب گھر آیا تو گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر کے دروازے پر دستک دی اندر سے ایک نوجوان نکلا فرخ دیکھ کر غضبناک ہو گیا کہ

میرے گھر میں غیر محرم کیسے آ گیا اس نوجوان نے کہا کہ میرا گھر ہے اور بڑے میاں فرخ نے کہا کہ میرا گھر ہے۔ قریب تھا کہ ہاتھا پائی ہو جائے بیوی نے نام سنا فرخ تو بتایا کہ یہ نوجوان تمہارا بیٹا ہے بعد میں اشرفیوں کا حساب لینا چاہا تو بیوی نے بتایا کہ میں نے وہ ساری اشرفیاں تمہارے بیٹے کی تعلیم وتربیت پر خرچ کر دی۔ یہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم ہوئے جن کو دنیا ربیعۃ الرائے کے نام سے جانتی ہے جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاد تھے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

ختنہ ایک عظیم سنت ہے جو انسان کو تندرستی عطا کرتی ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ختنہ کرنا سنت ہے۔ بلکہ شعائر اسلام میں سے ہے سب سے پہلے ختنہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا جب اللہ کی طرف سے حکم ہوا تو فوراً کلہاڑی اٹھائی اور ختنہ کرلیا لیکن ظاہری بات ہے اس سے بڑی تکلیف ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے خلیل میں نے حکم دیا تھا تو اس کا طریقہ بھی بتاتا صبر کرتے مگر وہ تو اولوالعزم پیغمبر تھے

کیسے صبر کرتے بس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ملنا تھا فوراً ختنہ کرلیا۔ختنہ کرنے سے جہاں ایک اہم سنت ادا ہورہی ہیں وہیں بہت سی بیماریوں سے نجات بھی مل جاتی ہے جو لوگ ختنہ نہیں کراتے ان کو کئی طرح کی بیماریاں بھی لاحق ہوجاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ بہت سے غیر مسلم بھی اپنے بچوں کا ختنہ محض اس لئے کراتے ہیں تاکہ بیماریوں سے نجات حاصل کی جاسکے۔واقعی اسلام ایسا مذہب ہے جو فطرت انسانی کے عین موافق ہے اس کا ہر حکم انسان کی صحت وتندرستی کا ضامن اور کفیل ہے اور آخرت میں جو فائدہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کردیا ہے وہ تو ہے ہی دنیا میں بھی انسان اس کا فائدہ اپنی نظروں سے دیکھے گا۔

لندن کے گارجین اخبار کے ادارتی نوٹ میں بجا طور پر جرمنی کے اس حالیہ فیصلہ پر اظہار تشویش وناپسندیدگی کیا گیا ہے کہ جو لوگ اپنے بچوں کا ختنہ کراتے ہیں اسے بچوں کو مارنے کی طرح ایک جرم قرار دیا جائے گا اس سے پہلے دیگر مغربی ملکوں مثلاً فرانس اور سوئزر لینڈ میں مسلم خواتین کے حجاب اور مساجد میں مینار کی تعمیر پر پابندی عاید کی جاچکی ہے ۔مسلمانوں کی تہذیب کے آثار وعلامات اور طرز معاشرت پر یہ پابندیاں یورپ میں صدیوں بعد کیوں اچانک عائد کی جارہی ہیں جب کہ اسلام سے یہ ممالک اسپین میں اسلام کے دور حکومت سے واقف چلے آرہے ہیں۔اس کی گہرائی میں جائیں تو مغرب کے موجودہ ذہنی فساد اور اسلام دشمنی کی شدت کا پتہ چلتا ہے ۔مغرب اپنی ہزار کوشش سے اپنے طرز زندگی اور تہذیب حیا سوز سے مسلمانوں کو دنیا کے کسی گوشہ میں مرعوب نہیں کرسکا تو اب اس نے اپنے غصہ کا اظہار اس طرح شروع کردیا ہے کہ ختنہ، حجاب اور مساجد کے مینار پر پابندی عاید کررہا ہے۔اس سے اس کے تہذیبی احساس کمتری کا پتہ چلتا ہے ۔ کلون کے ریجنل کورٹ نے یہ فیصلہ سنایا ہے کہ وہ ڈاکٹر جو ختنہ کرے گا بچے کو جسمانی

آزار پہنچانے کا ملزم قرار دیا جائے گا۔اس فیصلہ کی مسلمانوں کے علاوہ یہودیوں نے بھی مذمت کی ہے۔اس فیصلہ کو ایک لبرل اور جمہوری معاشرہ میں انسان کی آزادی فکروعمل پر بندش کے مترادف قرار دیا جائے گا۔گارجین (لندن) نے اسے ایک نامعقول اور ناشائستہ فیصلہ قرار دیا ہے جو ایک فرد کی اپنی مذہبی وتہذیبی شناخت کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔یہی دلیل فرانس میں حجاب پر بندش اور سوئزرلینڈ میں میناروں کی تعمیر پر رکاوٹ کے سلسلہ میں بھی دی جاسکتی ہے۔ایک سیکولر سوسائٹی کو یہ قطعاً زیب نہیں دیتا کہ وہ فرد پر یہ حکم نافذ کرے کہ وہ اپنا مذہب اور تہذیب کو ترک کردے۔خدا کا شکر ہے کہ حال ہی میں حکومت جرمنی نے اس حکم کا اطلاق مسلانوں اور یہودیوں پر نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

احکام اسلام میں دنیوی واخروی فوائد

اسلام دین فطرت ہے اس کے احکام وقوانین کو اپنی زندگیوں میں لانے والا دنیا وآخرت میں خیر وبھلائی حاصل کرے گا، ختنہ شعائر اسلام میں سے ہے عرب میں عورتوں میں بھی ختنہ کا رواج تھا بچیوں کا ختنہ کیا جاتا تھا آج کل بچیوں کا ختنہ تو نہیں البتہ لڑکوں کے ختنہ کا رواج سو فیصد ہے جس سے ایک اہم سنت کی ادائیگی ہوتی ہے بلکہ شعائر اسلام میں سے ہے ہر ایک مسلمان اپنے لڑکے کا ختنہ ضرور کرتا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے ختنہ کیا اور قریش کی دعوت کی اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام مختون ہی پیدا ہوئے تھے۔اسلام کے جتنے بھی احکام ہیں ہر ایک کے اندر دنیوی فائدہ بھی ہے اور اخروی فائدہ بھی مثلاً نماز جو اسلام کا دوسرا بنیادی رکن ہے اس کے اندر اخروی فوائد جو ہیں وہ تو ہیں ہی مگر دنیوی فوائد بھی ہیں کہ نمازی آدمی کی صحت وتندرستی بھی رہتی

ہے،اس کو بیماریاں دوسروں کے مقابلہ میں کم ہی ہوتی ہے اس لئے جب انسان پانچ وقت کی نماز پڑھے گا تو اس کی جسمانی ورزش بھی ہوگی نشاط اور چشتی بھی رہے گی۔یہی حال روزے کا ہے جس کے بیشمار فوائد ہیں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ میں ہی اس کا اجر ہوں یعنی اور عبادتوں کا ثواب بندوں کے ذریعہ دیا جاتا ہے مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا بدلہ عطا فرمائیں گے اور دنیوی فوائد بھی بہت ہیں سال بھر معدہ کو تین وقت پُر کیا جاتا ہے اب ایک مہینہ جب اس کو خالی رکھا جائے گا تو جسم کے دیگر اعضاء کو بھی فرصت ملے گی اور اطباء وحکماء یہ فرماتے ہیں کہ روزہ رکھنا انسانی جسم کی صحت وتندرستی کے لئے بہت ہی مفید ہے۔یہی حال ختنہ کا بھی ہے کہ جہاں ایک اہم سنت کی ادائیگی ہوتی ہے اور اس پر اللہ کی طرف سے ثواب ملتا ہے اسی طرح بہت سے موذی امراض سے نجات بھی ملتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم ﷺ کی ہر ہر سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

مسلمان کے اخلاق

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْآ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

سامعین باوقار مشفق ومہربان عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! سورہ حجرات کی ایک آیت پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد وزن سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے تا کہ ایک دوسرے کو پہنچان سکو بلا شبہ تم میں سب سے زیادہ باعزت اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو، بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑے علم والے اور بڑی خبر

رکھنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو آدم مٹی سے بنے تھے لہٰذا تم میں کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کی وجہ سے یعنی جس کے اندر جتنا اللہ کا خوف ہوگا وہ اتنا ہی اللہ کے نزدیک باعزت ہوگا انسان ہونے میں تو سب لوگ برابر ہیں خواہ دنیا کے کسی گوشہ اور کونے میں زندگی گذارتے ہو۔ اسلام کی تعلیم کتنی اعلیٰ ہے اور کس طرح اس نے اونچ نیچ کے فرق وامتیاز کو مٹا دیا اور اسکے ساتھ ساتھ اچھا اور عمدہ اخلا پیش کرنے کی تلقین اور تاکید بھی کی ایک حدیث میں فرمایا گیا: اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہُ فَاَحَبَّ الْخَلْقُ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنُ اِلٰی عِیَالِہٖ. ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے لہٰذا اللہ کو اپنی ساری مخلوق میں زیادہ محبت ان بندوں سے ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کریں۔ جس طرح آدمی اپنے بچوں کی کفالت کرتا ہے اسی طرح ساری مخلوق کی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کفالت کرتے ہیں اگر کوئی ان مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتے ہیں۔

اسلامی اخلاق اپنانے سے ایک مسلم میں جو اوصاف پیدا ہوتے ہیں ان کا ذکر امام الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'احیاء علوم الدین اور دیگر علماء دین نے کیا ہے۔ ان کو مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔

- حقوق ادا کرنا (حقوق اللہ وحقوق العباد)
- صلہ رحمی کرنا
- دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا جو اپنی پسند ہو۔
- مہمان نوازی کرنا۔
- کمزوروں، ضعیفوں سے بھلائی کا برتاؤ کرنا
- تیموں اور بیواؤں کی دیکھ بھال اور مدد کرنا

- خیر کے علاوہ کچھ اور نہ زبان سے نکالنا
- لعنت اور بد کلامی نہ کرنا
- زبان کا سچا، وعدے کا پکا اور امانت دار ہونا
- بات کم اور عمل زیادہ کرنا
- صبر اور شکر کرنا
- فضول خرچی سے بچنا
- بخیل اور حاسد نہ ہونا
- دھوکہ نہ دینا
- عفوو درگزر اور شفقت کا رویہ رکھنا
- رفیق اور حلیم ہونا
- ہشاش اور بشاش ہونا
- احسان کی روش کو اپنانا
- کسی کو ایذا نہ دینا
- حیادار ہونا
- عدل وانصاف کرنا
- نیکی کا حکم دینا، برائیوں سے روکنا

یہ وہ خوبیاں ہیں جن کے بغیر ایک مسلمان، دنیا و آخرت میں کامیاب نہیں ہوسکتا، اوران اقدار کے بغیر نہ ہی اسلامی معاشرہ کا قیام ممکن ہے۔

آج ہمیں دنیا کی خوش حالی، عزت اور سرفرازی کی تمنا ہے تو اس کیلئے اسلامی اخلاقیات کو قائم کرنا ضروری ہے اور اس میں اخروی کامیابی کا راز پنہاں ہے۔

یہی سبب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کثرت سے دعاؤں میں ایک عظیم اور نافع دعا ئیہ بھی ہوا کرتی ''اے میرے اللہ! میرے اخلاق کو اچھا فرمادے جیسا کہ میری تخلیق بہت اچھی فرمائی ہے''۔

غیروں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرے

یہ بائیس اخلاق پیش کیئے گئے۔ ہر ایک مسلمان کے اندر یہ اخلاق ہونے چاہئے۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ۔ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ کبھی کسی کو تکلیف نہ پہونچائے اور ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے خواہ اپنا ہو یا غیر ہمارے پیغمبر ﷺ تو دشمنوں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک یہودی آرہا تھا آپ علیہ السلام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ ایسا ویسا ہے یعنی اس کے کچھ عیوب بیان فرمائے، لیکن جب قریب آیا تو بڑے تپاک سے ملے اور اچھے اخلاق سے پیش آئے تو آپ اسکے تعلق سے اس طرح فرمارہے تھے اور جب قریب آیا تو اچھے اخلاق سے پیش آئے اس کی کیا وجہ؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یا عائشہ بڑا برا ہے وہ آدمی جسکے اخلاق کی وجہ سے لوگ دور بھاگیں۔ ان احادیث کی روشنی میں ہمارے سامنے یہ بات کھل کر آتی ہے کہ حسن خلق کو اپنائیں ترش روئی اچھی عادت نہیں۔ اخلاق کی وجہ سے لوگ بہت متاثر ہوتے ہیں اگر اچھے اخلاق پیدا کریں گے تو ہم سے لوگ قریب ہوں گے اور برے اخلاق ہوں گے تو لوگ کنارہ کش ہوجائیں گے کسی شاعر نے بڑی اچھی بات کہی ہے:

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی بھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ☆

بارش اور بادل
قرآن کریم کی روشنی میں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اَللّٰہُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَاباً فَیَبْسُطُہٗ فِی السَّمَآءِ کَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُہٗ کِسَفاً فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ فَاِذَآ اَصَابَ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات! میں نے قرآن کریم کی جو آیت پڑھی ہے اس میں فرمایا گیا کہ اللہ ایسا ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلاتا ہے اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے پھر تم مینھ کو دیکھتے ہو کہ اس میں سے پانی نکلتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہونچا دیتا ہے تو بس وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں۔

پروفیسر شہزاد الحسن لکھتے ہیں کہ جس علاقے میں بارش ہوتی ہے اس میں زمین پر موجود ندی نالے بھر جاتے ہیں اور اپنی ڈھلان کی وجہ سے اور پانی کی وافر مقدار کے باعث اس کو لے کر چلتے ہیں اور میلوں سفر کرکے یہ پانی دریا میں ڈالتے ہیں۔ پھر یہ دریا اسے مزید دور لے جاکر سمندر میں لا ڈالتے ہیں۔ بارش کے شفاف اور پاک پانی میں اس سفر کے دوران غیر حل شدہ چیزیں، یعنی کوڑا کرکٹ، مٹی، پتھر شامل ہوجاتا ہے۔ اسی طرح حل شدہ چیزیں نمکیات اور دوسرے کیمیاوی اجزاء بھی شامل ہوجاتے ہیں: ’’آسمان سے پانی برسایا اور ہر ندی نالہ اپنے ظرف کے مطابق اسے لے کر چل نکلا‘‘۔ (الرعد:۱۳:۱۷)

پھر یہی اللہ کا برسایا ہوا بارش کا پانی زمین کے اندر بہت نیچے تک نہ صرف یہ کہ جذب ہوتا ہے بلکہ زمین کے اندر سوتوں اور دریاؤں کی شکل میں رہتا ہے اور کہیں کہیں چشموں اور جھیلوں کی صورت میں زمین کی سطح پر پھوٹ نکلتا ہے، ان سے انسان کو میٹھا اور شفاف پانی میسر آتا ہے، کنویں کھود کر بھی انسان یہ پانی حاصل کرتا ہے۔ بعض جگہ سمندر سے بھی پانی جذب ہوکر زمین کے اندر ہی اندر دور دور تک جاتا ہے اور شفاف اور میٹھے چشمے کی صورت میں کسی جگہ بھی نکل آتا ہے۔ خیال ہے کہ آب زم زم کا چشمہ بھی بحیرۂ عرب سے آیا ہوا چشمہ ہے۔ ’’کیا تم دیکھتے نہیں ہو اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کو سوتوں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کردیا‘‘۔ (الزمر:۳۹:۲۱)

بارش اور سیلاب

ندی نالوں اور دریاؤں میں بہنے والا یہ پانی جب زیادہ بارش کے باعث بڑی مقدار میں آن پہنچتا ہے تو ان میں سما نہیں پاتا اور ان کے کناروں کو عبور کرکے،

یا اپنے بہنے کی قوت سے کناروں کو توڑ کر اطراف میں تیز رفتاری سے بہہ نکلتا ہے اور انسانی آبادی اور جو چیز بھی اس کے راستے میں آجاتی ہے ان کو اپنے ساتھ بہالے جاتا ہے۔ انسان کے تعمیر کئے ہوئے بڑے بڑے ڈیم بھی اس کی نذر ہو جاتے ہیں۔ بند توڑ سیلاب ہو یا دریاؤں کے پشتے توڑ سیلاب، سب اللہ کے حکم سے آتا ہے اور یہ ایک طرح کا اللہ کا عذاب ہے۔

پانی کے دو ذخیرے

اللہ رب العزت نے پانی کے دو ذخیرے پیدا فرمائے ہیں: ایک میٹھا اور دوسرا تلخ اور کھاری، کھاری پانی کا ذخیرہ سمندروں کی شکل میں بہت بڑا ہے۔ کرۂ ارض پر زمین کی حد بندیاں اللہ نے کچھ اس طرح کی ہیں: کھاری اور میٹھے پانی کے ذخائر علیحدہ علیحدہ ہیں اور ملنے نہیں پاتے، لیکن یہ اللہ کی قدرت ہے کہ اس نے سمندر یعنی کھاری پانی کے اندر میٹھے پانی کے دریا کچھ اس طرح بہائے ہیں کہ یہ دونوں آپس میں گڈمڈ نہیں ہوتے، مکمل طور پر علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں۔ ان کے درمیان اللہ نے پردہ حائل کیا ہوا ہے، سولہویں صدی عیسوی میں ترک امیر البحر نے اپنی کتاب مراۃ الممالک میں خلیج فارس کے اندر ایسے مقام کی نشان دہی کی ہے اور لکھا ہے کہ وہاں آب شور کے نیچے آب شیریں کے چشمے ہیں جن سے وہ خود اپنے بحری بیڑے کے لئے پانی حاصل کرتا تھا۔ بحرین کے قریب سمندر کی تہہ میں اس قسم کے بہت سے چشمے کھلے ہوئے ہیں جن سے لوگ میٹھا پانی حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح جبرالٹر کا نیم گہرا علاقہ بحر اٹلانٹک کے پانی اور میڈی ٹرے نین سمندر کے پانیوں کو آزادانہ گڈمڈ ہونے سے روکتا ہے۔ یہ صورت حال واضح طور پر مراکش اور اسپین کے علاقے میں دیکھی جاسکتی ہے۔ اللہ کی شان کہ ایک فرانسیسی ماہر بحریات

جیکو یاوس کاسٹیو (Jaeques Yues Costeau) نے جب اس کا مشاہدہ کیا اور قرآن حکیم آیات (الرحمٰن ۵۵: ۱۹-۲۲) اس کے سامنے آئیں تو اس نے بلا تکلف اللہ رب العزت کی بڑائی کا اعلان کیا اور مسلمان ہو گیا۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا وہ آخری اور سچا کلام ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے اوپر ۲۳ سال کے عرصہ میں موقع اور ضرورت کے لحاظ سے نازل ہوا جس طرح جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے لے کر آئے تھے اسی طرح بلا کسی حرف کے کمی بیشی کے بغیر بغیر جوں کا توں آج تک محفوظ چلا آرہا ہے اور قیامت تک ایسے ہی رہے گا اس لئے کہ خود رب العالمین نے اس کے حفاظت کی ذمہ داری لی اس میں بیان کی ہوئی باتیں بالکل سچی اور واقع کے مطابق ہیں اس کو جو بھی تعصب کی عینک نکال کر پڑھے تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے سائنس داں جب قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو مشرف باسلام ہو جاتے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اسلام کا بول بالا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

خدارا دوسروں کا نہیں، اپنا محاسبہ کیجئے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات! ہم کو دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر ہونی چاہئے اور اس کے لئے اپنے شب وروز کے کاموں پر نظر رکھنی چاہئے کہ ہم نے کیا اچھا کام کیا اور کیا فضول کیا یعنی نفس کا محاسبہ کرنا چاہئے فضول اور برے کام ہوئے ہوں تو اس پر ندامت ہونے کے ساتھ مستقل میں نہ کرنے کا عہد کرنا چاہئے اور جو کچھ نیک کام ہوئے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ اگر ہم اپنی زندگی کا معمول بنالیں اور ہر رات سوتے وقت اعمال کا محاسبہ کرلیا کریں تو نظر میں کوئی برا نہیں رہے گا مگر مشکل تو یہ ہے کہ اپنے آپ کا محاسبہ کرنے کے

بجائے اور اپنے اعمال وکردار پر نظر رکھنے کے بجائے دوسروں کے عیوب کو تلاش کیا جاتا ہے اور اپنے عیوب پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے یا اس پر نظر ہی نہیں جاتی۔

حضرت مولانا ابوالبیان حماد مدظلہ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ ہر آدمی کے لئے یہ معاملہ آسان ہے کہ وہ دوسروں کا محاسبہ کرے، لیکن سب سے زیادہ مشکل اگر کوئی معاملہ ہے تو وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنا ہے، جبکہ دنیا میں سکون واطمینان اور کامیابی وکامرانی کے لئے اپنے نفس کا محاسبہ بہت ضروری ہے۔ محاسبۂ نفس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر تقویٰ کا ذکر آیا ہے، لیکن سورہ حشر میں محاسبہ نفس کے ذکر سے پہلے بھی اور بعد بھی تقویٰ کا ذکر یہ بتانے کے لئے کیا گیا ہے کہ محاسبہ نفس کے لئے جہاں بہت سے امور مطلوب ہیں وہیں سب سے زیادہ ضرورت تقویٰ ہی کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ. (الحشر:۱۸) ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ہر نفس کو ہر وقت دیکھتے رہنا اور محاسبہ کرتے رہنا چاہئے کہ اس نے کل کے لئے کیا بھیجا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ ان تمام کاموں سے باخبر ہے جو تم کر رہے ہو۔''

اس آیت میں محاسبۂ نفس سے پہلے اور بعد میں تقویٰ کی جو تکرار ہے وہ یہ واضح کرنے کے لئے ہے کہ حصول تقویٰ کے بغیر محاسبہ نفس کا دشوار مرحلہ طے نہیں ہوسکتا۔ آیت میں محاسبۂ نفس کے لئے لفظ ''لغد'' جو استعمال کیا گیا وہ خود اپنے اندر بڑی گہرائی اور گیرائی رکھتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں سے ہر انسان کے قبضے اور اختیار میں ماضی بھی نہیں ہے اور مستقبل بھی نہیں ہے۔ اگر ہے تو وہ صرف ''الیوم'' یعنی حال ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ بتانا

چاہتا ہے کہ ولادت سے لے کر موت تک حیات مستعار کی پوری مدت ''الیوم'' یعنی آج ہے۔ آج کے بعد جو ''غد'' یعنی کل ہے وہ آخرت ہے، لہٰذا انسان کو آج ہی اس بات کی مہلت حاصل ہے کہ اگر وہ دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے تو محاسبۂ نفس کر کے اس کا معیار مطلوب نفس مطمئنہ حاصل کرے۔

محاسبۂ نفس کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ دن میں کم از کم ستر مرتبہ میں استغفار کرتا ہوں بعض روایتوں میں سو مرتبہ استغفار کا ذکر بھی آیا ہے۔

محاسبۂ نفس ہی کے تعلق سے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کسی کو بھی اس طرح سوچنا نہیں چاہئے کہ رحمت الٰہی کی دستگیری کے بغیر اس کا عمل اسے جنت میں داخل کرے گا۔ یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا: آپ اے اللہ کے رسول ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

اللہ گرفت کرنے پر آئیں تو کوئی بچ نہیں سکتا

اگر اللہ تعالیٰ حساب لینے پر آئیں تو کون حساب دے سکتا ہر وقت بندے کو اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کا سوال کرنا چاہئے نہ کہ عدل وانصاف کا اس لئے بندہ تو ہر وقت اللہ کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو رہا ہے تو کون کون سی نعمتوں کا حساب دے گا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لاَ تُحۡصُوۡهَا. اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔ کوئی سکنڈ ایسا نہیں جاتا جس میں ہم اللہ کی نعمتیں حاصل نہ کر رہے ہوں اور پھر بھی اللہ کی نافرمانی کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہیں فوراً پکڑ نہیں فرماتے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ وَاللّٰهُ مَعَكُمۡ اَيۡنَمَا كُنۡتُمۡ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی رہو ایک اور

موقع پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: وَلَوۡ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلۡمِهِمۡ مَّا تَرَكَ عَلَيۡهَا مِنۡ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنۡ يُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اور اگر اللہ تعالی لوگوں کی گرفت فرمائیں ان کے گناہوں کی وجہ سے تو زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑیں گے لیکن ان کو ایک وقت مقررہ تک کے لئے مہلت دیتا ہے۔ یہ اللہ کا بہت بڑا فضل وکرم اور احسان ہے بندوں پر کہ ان کی خطائیں معاف کرتا ہے ان کو گناہ کرتا ہوا دیکھتا ہے مگر پھر بھی درگذر کرتا ہے ہم بندوں پر لازم ہے کہ اللہ کے حکم اور نبی ﷺ کے فرمان کی اتباع وپیروی کریں۔

وَآخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِيۡنَ

☆☆☆

اعمال میں اعتدال ہی اسلام کی روح ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو!

انسان جو بھی نیک کام کرے اس کو مستقل کرے ایسا نہیں کہ چند دن کر کے پھر چھوڑ دے اسی لئے تھوڑا عمل کرے مگر برابر کرے استقامت عظیم خوبی ہے ایک صحابی خدمت نبوی ﷺ میں تشریف لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی جامع نصیحت فرما دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ تم کہو کہ میں ایمان لایا اللہ پر اور اس پر ثابت قدم رہو پھر یہ بھی جاننا چاہئے کہ نیک کام کوئی بھی ہو استمرار و دوام کے ساتھ ہونا چاہئے۔

مولانا حفظ الرحمٰن اعظمی عمری فرماتے ہیں کہ جمعہ کا دن خیر و برکت کا دن ہے، نماز جمعہ کے لئے صحیح حدیث کا حکم ہے کہ جو شخص جس قدر پہلے جائے گا اس کا ثواب اسی حساب سے ہوگا۔ لیکن آپ خدمت خلق یا مخلوق کی نفع رسانی کے کام سے وابستہ ہوں۔ اگرچہ کہ کاروبار ہی سہی، تو اذان جمعہ تک اپنے کام میں مصروف رہیں گے اذان کے بعد کاروبار بند کر کے دوڑتے ہوئے مسجد پہنچیں گے اور سلام پھیرنے کے بعد دوسرے لوگ جہاں اذکار و ظائف میں بیٹھے رہیں گے، یہ مصروف لوگ فوراً باہر نکل کر چلتے چلتے تسبیح و تحلیل اور ذکر و اذکار انجام دیں گے۔ سورۃ الجمعۃ کے دوسرے رکوع کی آیات سامنے رکھ کر اتنی بڑی بات کہنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ سورۃ مزمل میں صلوٰۃ اللیل کی طویل رکعت اور طویل قراءت کی اہمیت پر بہت زور دینے کے بعد مریض، مجاہد اور روزگار کے متلاشیوں کو مختصر ترین قراءت پر اکتفا کرنے کا حکم دیا گیا، جہاد کے لئے ایک ایک مجاہد کی تلاش تھی، مگر آگے بڑھ کر آئے ہوئے ایک مجاہد کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ تمہاری ماں تمہاری خدمت کی زیادہ محتاج ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ترجیحات دین میں لگے بندھے اصول اور احکام و قرائن سے قطع نظر وقت اور ضرورت کے تقاضوں کو پیش نظر رکھنا کبھی کبھی بہت اہم ہو جاتا ہے۔ بخاری کی حدیث ہے، اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، پڑوسی دو ہیں، (چیز کم ہے) کس کو دوں؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ: ''جس کا دروازہ تمہارے گھر سے قریب ہے''۔ یہی حکم سب پر لازم ہے لیکن ہم یہ دیکھیں کہ نزدیک کا پڑوسی خوش حال ہے اور دور والا مفلوک الحال اور فاقہ زدہ ہے تو اسے ترجیح دینا کسی بھی طور پر حدیث کی مخالفت نہیں کہلائے گی۔ یہی اسلامی تعلیم کی روح اور حقیقت ہے، لیکن موجودہ دور میں ہم اکثر معاملوں میں اس کے برعکس کرتے ہیں اور امت زبوں حالی کے دلدل میں پھنستی جا رہی ہے، مثالیں لا تعداد ہیں، لیکن میں صرف امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے

سے ایک ہی چشم کشا مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ پانچویں صدی ہی میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا بات کہہ دی، ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں۔

”ان دولت مندوں میں بہت سے لوگوں کو حج پر روپیہ صرف کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے اور وہ بار بار حج کرتے ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنے پڑوسیوں کو بھوکا چھوڑ دیتے ہیں اور حج کرنے چلے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحیح فرمایا ہے کہ: ”اخیر زمانے میں بلاضرورت حج کرنے والوں کی کثرت ہوگی، سفر ان کو بہت آسان معلوم ہوگا، روپیہ کی ان کے پاس کمی نہ ہوگی، وہ حج سے محروم وتہی دست واپس آئیں گے، وہ خود ریتوں اور چٹیل میدانوں کے درمیان سفر کرتے ہوں گے اور ان کا ہم سایہ ان کے پہلو میں گرفتارِ بلا ہوگا، اس کے ساتھ کوئی حسن سلوک اور غم خواری نہیں کریں گے۔ ابونصر تمار کہتے ہیں کہ ایک شخص بشر بن الحارث کے پاس آیا اور کہا کہ میرا قصد (نفل) حج کا ہے۔ آپ کا کچھ کام ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ تم نے خرچ کے لئے کیا رکھا ہے؟ اس نے کہا: دو ہزار درہم، بشر نے کہا کہ تمہارا حج سے مقصد کیا ہے؟ اظہار زہد، یا شوق کعبہ، یا طلب رضا؟ اس نے کہا: طلب رضا، انہوں نے فرمایا: کہ اچھا اگر میں تمہیں ایسی تدبیر بتلا دوں کہ تم گھر بیٹھے اللہ کی رضا حاصل کرلو اور تم یہ دو ہزار درہم خرچ کردو، اور تم کو یقین ہو کہ اللہ کی رضا حاصل ہوگئی تو کیا تم اس کے لئے تیار ہو؟ اس نے کہا: بخوشی۔

فرمایا کہ اچھا پھر جاؤ، اس مال کو ایسے دس آدمیوں کو دے آؤ جو مقروض ہیں، وہ اس سے اپنا قرض ادا کردیں، فقیر اپنی حالت درست کرے، صاحب عیال اپنے بال بچوں کا سامان کرے..... اس نے کہا کہ شیخ! سچی بات یہ ہے کہ سفر کا رجحان غالب ہے، بشر سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ: ”مال جب گندہ اور مشتبہ ہوتا ہے تو نفس تقاضا کرتا ہے کہ اس سے اس کی خواہش پوری کی جائے اور وہ اس وقت اعمال

صالحہ کو سامنے لاتا ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے عہد فرمایا ہے کہ صرف متقین کے عمل کو قبول فرمائے گا“۔ (احیاء العلوم، جلد۳، ص:۳۵۱، بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت: ۱/۱۶۴تا۱۶۵)

”بشر سے کسی نے کہا کہ فلاں دولت مند کثرت سے روزہ رکھتا ہے اور نمازیں پڑھتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ بے چارہ اپنا کام چھوڑ کر دوسروں کے کام میں مشغول ہے۔ اس کے مناسب حال تو یہ تھا کہ بھوکوں کو کھلاتا، مساکین پر خرچ کرتا، یہ اس سے افضل تھا کہ اپنے نفس کو بھوکا رکھتا ہے اور اپنے لئے (نفل) نمازیں پڑھتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دنیا بھی سمیٹنے میں مشغول ہے اور فقیر کو محروم رکھتا ہے“۔

(احیاء العلوم، جلد۳، ص:۳۵۲، بحوالہ تاریخ دعوت عزیمت: ۱/۱۶۵)

اسلام میں رہبانیت نہیں

صرف اپنی ہی فکر نہیں رکھنا بلکہ دوسروں کی فکر بھی کرنا، ان کی ضروریات کو پورا کرنا، ان کے دکھ درد اور خوشی وغمی میں ہاتھ بٹانا، اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ عیسائیوں میں یہ رواج تھا کہ اپنی بیوی بچوں کو چھوڑ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا کر رات دن عبادت کیا کرتے اور اسی طرح زندگی گذار دیتے، مگر مذہب اسلام نے اس کو پسند نہ کیا بلکہ لوگوں کے درمیان رہو اللہ کے حقوق کو بھی پہچانو اور لوگوں کے حقوق کو بھی جانو اسی لئے پڑوسیوں کے بڑے حقوق بیان کئے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ پڑوسیوں کو وارث بنادیا جائے گا بہرحال معاشرتی زندگی گذارنی چاہئے لوگوں کے درمیان رہنا چاہئے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

قساوتِ قلب
ایمان نہ ہونے کی علامت ہے

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُکُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَھِیَ کَالْحِجَارَۃِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْھَارُ وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءَ وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَھْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات! میری تقریر کا موضوع ہے ’’قساوت قلب ایمان نہ ہونے کی علامت ہے‘‘ اس عنوان سے کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کرنا چاہتی ہوں۔ قرآن کریم میں سخت دل اور رحم دل دونوں کا تذکرہ آیا ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُھَا لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ. (الحشر:۲۱) ’’گر ہم اس قرآن کو کسی

پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے جھک گیا ہے اور پھٹ پڑا ہے۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کیلئے اس لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور وفکر کریں۔

مطلب یہ کہ پہاڑ کو انسان کی طرح عقل وخرد ہوتی، اسے آزادی فکر وعمل سے نوازا جاتا، قرآن کے احکام کا مکلّف بنایا جاتا اور اس کے انجام نیک وبد سے آگاہ کیا جاتا تو اس کی بلندی ختم ہوجاتی، وہ خوف سے جھک جاتا اور پارہ پارہ ہوجاتا، لیکن یہی قرآن انسان سے خطاب کررہا ہے اور وہ اس سے اثر نہیں قبول کررہا ہے اس کی قساوت نہیں جاتی۔ اس میں غور وفکر کا بڑا سامان ہے۔

یہود کی قساوت قلب کا قرآن میں مختلف مواقع پر ذکر ہے اور وہ اسباب بھی بیان کردیئے گئے ہیں جن سے یہ قساوت پیدا ہوتی ہے ایک جگہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کے لئے تمہارے اندر آمادگی نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گائے ذبح کرنے کے لئے کہا تو تم نے طرح طرح کے سوالات شروع کردیئے۔ اللہ تعالیٰ نے مردے کو زندہ کرکے تمہارے سامنے اپنی قدرت کا مظاہرہ کیا، تاکہ تمہارے اندر زندگی بعد موت پر یقین پیدا ہو، لیکن اس کے باوجود تمہیں ایمان کی دولت نصیب نہ ہوئی اور تمہارے دل سخت سے سخت تر ہوتے چلے گئے۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُکُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَھِیَ کَالْحِجَارَۃِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَۃِ لَمَا یَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْھَارُ وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَشَّقَّقُ فَیَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءَ وَاِنَّ مِنْھَا لَمَا یَھْبِطُ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰہِ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (البقرہ:۷۴)

’’پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہوگئے، وہ پتھر کے مانند ہیں، بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت، بعض پتھر تو وہ ہیں جن سے نہریں بہتی ہیں اور بعض وہ ہیں جو شق ہوجاتے ہیں اور ان سے پانی نکلنے لگتا ہے اور بعض وہ ہیں جو اللہ کی خشیت سے گر پڑتے ہیں اور جو کچھ تم کررہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے‘‘۔

یہاں تین قسم کے پتھروں کا ذکر ہے ایک پتھر وہ ہیں جن سے نہریں جاری ہوتی ہیں اور دنیا ان سے سیراب ہوتی ہے۔ بعض پتھروں سے تھوڑا بہت پانی نکلتا ہے اور اس سے اسی قدر فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ بعض پتھروں میں اللہ کا خوف ہوتا ہے اس کی وجہ سے وہ گر پڑتے ہیں۔

اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تم اپنی افادیت کھو چکے ہو۔ تم سے کسی بڑے فائدے کی کیا توقع کی جائے، یعنی تم سے ذرا بھی فائدہ نہیں پہونچ رہا ہے۔ بلکہ تمہارے دل اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے بھی خالی ہو چکے ہیں۔ ایسے دل رکھنے والے لوگوں کے قلوب تیسری قسم کے پتھر ہیں۔

سخت دل کا علاج

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةِ اِلَّامِنْ شَقِیَ ۔
حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوالقاسم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ارشاد فرماتے تھے کہ نہیں نکالا جاتا رحمت کا مادہ مگر بدبخت کے دل سے سخت دل اور بدبخت آدمی اللہ کو پسند نہیں رحمدلی اللہ کی بڑی نعمت ہے بے رحمی اور سخت دلی دخول جہنم کا ذریعہ بنتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُخِلَتْ اِمْرَأَةٌ النَّارَ فِیْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدْعُهَا تَاكُلُ مِنْ خِشَاسِ الْاَرْضِ. (بخاری ومسلم) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ ایک بے درد اور بے رحم عورت اس لئے جہنم میں گرائی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ کے بھوکا مار ڈالا نہ تو اسے خود

کھانے کو دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑوں مکوڑوں سے اپنی غذا حاصل کرلیتی ۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قساوت قلبی کی شکایت کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کہ کفار کے مقابلہ میں بڑے سخت تھے اور آپس میں بڑے رحم دل تھے۔ اللہ سے دعا کریں کہ ہمارے دلوں کو بھی نرم فرمادے۔ سختی اور بے رحمی سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حضور ﷺ کے کھانے میں عام چیزیں ہوتی تھیں

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَحۡدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنۡ لَّا نَبِیَّ بَعۡدَهٗ اَمَّا بَعۡدُ.
فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم. بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم. وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا وَیَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! جیسے جیسے دور نبوت سے بعد ہوتا جارہا ہے لوگوں کے اخلاق وعادات اور مزاج میں ردو بدل بھی ہوتا جارہا ہے۔ اور لوگ دین سے دور ہوتے جارہے ہیں دنیا کی رغبت ومحبت دن بدن بڑھتی جارہی ہے آپسی محبت دشمنیوں میں تبدیل ہورہی ہے، خیر خواہی اور ہمدردی عنقاء ہوتی جارہی ہے، ہر ایک زیادہ سے زیادہ دنیا اکٹھا کرنے میں لگا ہوا ہے، ضرورت سے زائد مال ودولت ہر کسی کی دلی خواہش ہے اس کے بعد لباس وطعام میں بھی ہر کوئی نمایاں مقام چاہتا ہے اچھا سے اچھا کپڑا ہو اچھے سے اچھے بنگلے ہوں، گاڑیاں

ہوں، بہتر اور عمدہ لذیذ کھانے ہوں، جب کہ اصلی زندگی تو آخرت کی ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی وہاں کی تیاری کرنی چاہیئے۔ ہمارے نبی ﷺ کا روکھا سوکھا کھانے اور موٹا جھوٹا پہنے کا ہی شوق تھا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجور کھائے اسے اس دن زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچائے گا''۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر:۵۴۴۵)

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں اس گھر والے بھوکے ہیں، اے عائشہ رضی اللہ عنہا! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں اس گھر والے بھوکے ہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر:۲۰۴۶)

نبی کریم ﷺ کی عادت میں دو سے زیادہ کھانے تناول کرنا شامل ہی نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ''رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں نے ایک دن میں دو کھانے نہیں کھائے مگر ان دو کھانوں میں ایک کھانا کھجور ہوا کرتے تھے''۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر:۶۴۵۵)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے دن میں ایک کھانا ہی پایا ہو اور اگر دو کھانے ملتے تو ان میں ایک کھجور کا کھانا ہوتا''۔ (فتح الباری:۱۱/۲۹۲)

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میرے بھانجے! ہم ایک چاند دیکھ لیتے، پھر دوسرے ماہ کا چاند دیکھ لیتے، پھر تیسرے ماہ کے آغاز میں تیسرا چاند بھی دیکھ لیتے اور رسول اللہ ﷺ کے گھر چولہا نہ جلتا تھا۔ میں نے عرض کیا: خالہ جان! تو پھر آپ کی خوراک اور گزارا کس چیز پر ہوتا تھا؟ تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دو سیاہ چیزوں پر، یعنی کھجور اور

پانی، لیکن یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے انصار پڑوسی دودھ تحفہ دیتے تو ہم نوش کرلیا کرتے تھے۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۲۰۶۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سرکہ بہت اچھا سالن ہے، سرکہ بہت اچھا سالن ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۰۵۱)

حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے اپنے جسم پر ملو، کیوں کہ یہ بابرکت درخت سے ہے''۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۸۵۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی آل اور گھر والوں نے مسلسل دو دن تک سیر ہو کر جو کی روٹی نہیں کھائی، حتی کہ رسول کریم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۹۷۰)

دودھ تو رسول اکرم ﷺ اکثر استعمال کرتے تھے، اور یہ فطرت میں سے ہے، جسے رسول اکرم ﷺ نے معراج کے موقع پر اختیار کیا تھا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ....تو میں نے وہ پیالہ پکڑ لیا جس میں دودھ تھا اور اسے پی لیا، تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے اور آپ کی امت نے فطرت کو پالیا۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول کریم ﷺ میٹھا اور شہد پسند فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۴۳۱)

محبت خداوندی کیلئے اتباع نبوی ﷺ شرط ہے

ہم سب چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے امتی ہیں اس لئے ہم کو آپ علیہ السلام کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ. اے نبی آپ لوگوں سے

فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری اتباع و پیروی ہر ہر عمل میں کرنی چاہئے۔ البتہ جو عمل آپ ہی کے لئے خاص ہے تو وہ الگ بات ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عمل کر کے اور برت کر دیکھا دیا اور اتباع سنت کا وہ نمونہ پیش کر دیا کہ قیامت تک اس جیسی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ آپ ﷺ کے ایک ایک عمل پر مرمٹنے کے لئے تیار تھے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ کا مژدہ جانفزا سنایا ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ کی نظر میں سرخرو ہونا چاہتے تو رسول اکرم ﷺ کی اتباع و پیروی میں ہی زندگی گذاریں اس لئے اسلام نے کوئی پہلو نہیں چھوڑا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حصولِ علم کیلئے اسلاف کی قربانیاں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَمِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

سامعین باوقار، محترمہ صدر معلّمہ، ماؤں اور بہنو! علم بڑی قربانیوں کے بعد حاصل ہوتا ہے جب علم کے لئے آدمی اپنا سب کچھ قربان کردیتا ہے تب جا کے علم کا کچھ حصہ ملتا ہے۔ اکابر واسلاف نے حصول علم کی خاطر جو قربانیاں پیش کی ہیں اور جو محنتیں اٹھائی ہیں کئی کئی روز فاقہ پر فاقہ برداشت کر کے علوم نبوت کو اپنے سینوں میں بسایا اور آنے والی نسلوں کو وہ امانت سپرد کی وہ اس کے لئے بڑے مبارکباد کے مستحق ہیں اور کتنے ہی خوش نصیب ہیں کہ آج انہیں کے علمی کارنامے سے دنیا فیض یاب ہورہی ہے اور ان کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جارہی ہیں۔ اس وقت میں

آپ کے سامنے چند اکابر کے قصہ سنارہی ہوں جس سے پتہ چلے گا کہ کس طرح انہوں نے عظیم الشان قربانیاں پیش کیں۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر سے نکلا تو میں نے تیس برس علم حاصل کرنے میں لگائے، اس حال میں کہ میرے پاس بستر نہیں ہوتا تھا، اور میں سردی سے بچنے کے لئے صف میں سوتا تھا اس صف کے ایک کنارے پر لیٹ کر پکڑ لیتا اور گھومنا شروع ہوجاتا تھا، تو صف میں لیٹ جاتا تھا، تو میرے جسم کو سردی ذرا کم لگتی تھی، گو سر پاؤں کو لگ رہی ہوتی تھی، اس طرح میں رات گزارا کرتا تھا، اگر ہم طلب علم کی مثالیں دیکھیں تو دین اسلام میں علم کو طلب کرنے کے لئے نوجوان بچوں نے جو قربانیاں دیں، ایسی تاریخ دنیا میں کہیں نظر نہیں آتی، چنانچہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو حاکم وقت نے قید کرلیا۔

تیسرا دن ہوا، ایک نوجوان حاکم وقت کے دفتر میں آیا، آنکھوں میں آنسو تھے، اس کو دیکھ کر حیرت ہوئی، چہرے پر تقویٰ تھا، چہرے پر نورانیت تھی، معصومیت تھی، تو سب لوگوں کا یہ خیال تھا کہ یہ نوجوان جو فریاد لے کے آئے اس کو پورا کرلینا چاہیئے، تو حاکم وقت نے پوچھا، نوجوان تمہارے چہرے پر اتنی معصومیت ہے، رو کیوں رہے ہو؟ معصوم نے کہا میں ایک فریاد لے کے آیا ہوں، اس نے کہا بتاؤ، تمہاری فریاد کو پورا کیا جائے گا، شاگرد نے کہا میں یہ فریاد لے کے آیا ہوں کہ آپ مجھے جیل بھیج دیجئے، ہاں،: جیل بھیج دیجئے، جی، میرے اوپر احسان فرمایئے، مجھے جیل بھیج دیجئے، حاکم وقت نے کہا: کیوں؟ اس نے کہا: تین دن سے آپ نے میرے استاذ کو جیل میں بند کیا ہے، میرا سبق کا ناغہ ہورہا ہے، مجھے بھی جیل بھیج دیں، میں جیل کی صعوبتیں تو برداشت کرلوں گا، اپنے استاذ سے وہاں سبق پڑھ لیا کروں گا۔ یہ اس زمانے کے طلبا تھے جو جیل میں جانے کی دعائیں اور تمنا کیا کرتے تھے۔

اور ایک واقعہ تو اور عجیب ہے، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک شہر میں درس دیتے تھے، ایک قریبی شہر کے لوگ آئے، حضرت سارے لوگ تو یہاں نہیں آسکتے، ہمارے یہاں بھی درس دیں، فرمایا، بھئی مسافت اتنی ہے کہ اگر میں یہاں سے وہاں جاؤں، اور واپس آؤں تو وقت نہیں بچے گا، انہوں نے کہا: حضرت ہم سواری کا انتظام کردیتے ہیں۔ آپ درس دینے کے بعد سواری پر بیٹھیں اور تیزی سے چل کے وہاں پہنچ جائیں، وہاں درس دیں اور سواری میں واپس آجائیں، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو قبول کرلیا، اب درس پورا ہوتا، فوراً سواری پر بیٹھتے، سواری بھی تیز چلتی، گھوڑا تھا، یا اونٹ جو بھی تھا، دوسری جگہ درس دیتے پھر واپس آتے، ایک طالب علم آیا، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہتا ہے، حضرت مجھے آپ سے فلاں کتاب پڑھنی ہے، حضرت نے فرمایا: میں پڑھاؤں تو صحیح، میرے پاس تو وقت ہی نہیں، میں یہاں درس دیتا ہوں، سواری پر سوار ہو کے وہاں جاتا ہوں، وہاں درس دے کے پھر واپس آتا ہوں، اس نے کہا حضرت آپ یہاں درس دے کے جب سواری پر روانہ ہوتے ہیں، تو راستے میں آپ سواری پر بیٹھے بیٹھے تقریر فرمادیا کرنا، میں سواری کے ساتھ بھاگتا بھی رہوں گا، اور میں آپ سے علم بھی حاصل کرتا رہوں گا، تاریخ انسانیت میں طلب علم کی ایسی مثال کوئی دوسری قوم پیش نہیں کرسکتی، کہ اتنا حسن طلب اور شوق علم، اللہ اکبر کبیراً کہ استاذ سواری پر سوار ہو کے جارہا ہے، تقریر کررہا ہے، شاگرد بھاگ بھی رہا ہے اور اسکا لیکچر بھی سن رہا ہے۔

علم مشقت سے حاصل ہوتا ہے

ہمارے اکابر واسلاف نے علم دین کی خاطر بڑی قربانیاں پیش کی ہیں، بڑی مصیبتیں جھیلی ہیں، غربت وافلاس اور تنگدستی کے باوجود بھی علم حاصل کرتے تھے۔

نہ انکے پاس کھانے کو کچھ رہتا، نہ روشنی حاصل کرنے کیلئے کوئی ذریعہ، اسلئے کسی دکان کے پاس رات میں جاکر اس کی کواڑ کے شگافوں سے آنے والی ہلکی روشنی میں اپنی کتابوں کا مطالعہ کرتے اور کھانے کا بندوبست نہیں تو شام کیوقت بازاروں میں چلے جاتے اور بیوپاری سبزیاں فروخت کرکے خراب سبزیوں کو پھینک کر چلے جاتے یہ ان سبزیوں کو دھل کر کھالیتے اور علم دین حاصل کرتے اور آج تو الحمدللہ ہر طرح کی سہولیات میسر ہیں، رہنے کا نظم، کھانے کپڑے کا نظم، علاج وغیرہ کا انتظام، حتی کہ وظیفہ کا معقول نظم رہتا ہے، اور اساتذہ درسگاہوں میں پڑھانے کیلئے خود ہی آجایا کرتے ہیں اور اساتذہ کے گھر نہیں جانا پڑتا، مگر پھر بھی اس طرح کی محنت ولگن نہیں رہتی اور علم آہستہ آہستہ ہم سے رخصت ہورہا ہے اور علمائے عظام ایک ایک کرکے اٹھتے چلے جارہے ہیں مگر ان کی جگہیں خالی پڑی رہتی ہیں کوئی انکو پر کرنے والا ہی نہیں ہے۔ ابھی وقت ہے ہم سنبھل جائیں اور اپنے اکابر واسلاف کی علم دین کی میراث کی صحیح معنوں میں حفاظت کرنے والے بن جائیں اور نئے نئے فتنوں کو قرآن وحدیث کی روشنی میں مقابلہ کرسکیں اگر ہم ان فتنوں کے سدباب کیلئے کوشش اور جدوجہد نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری گرفت فرمائے گا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

موجودہ زمانہ میں فتنوں کے دروازے

اَلسَّلاَمُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحٰبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ، اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، وَقَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَلاَ تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

سامعین عظام، صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ’’موجودہ زمانہ میں فتنوں کے دروازے‘‘ اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں۔

واقعہ یہ ہے کہ قوم یہود پر جب سے قرآن کریم نے مغضوب اور معتوب ہونے کا ٹھپہ لگایا ہے تبھی سے وہ اس ’’ابلیسی مشن‘‘ کیلئے سرگرداں ہیں کہ عذاب وعتاب کی جس صف میں ہم کھڑے ہیں دیگر قومیں بھی آکر کھڑی ہوجائیں تاکہ اپنے جرم کا بوجھ کم ہو اور اس طرح اللہ رب العالمین کے سامنے بھی نعوذ باللہ عذر، حیلہ سازی یا قیل وقال کا

کوئی موقع ہاتھ آجائے، چونکہ کسی بھی قوم یا سوسائٹی کو گمراہ اور اللہ کے نزدیک مغضوب وملعون کرنے کیلئے عورتوں سے بڑھ کر اور کوئی حربہ نہیں ہوسکتا، اسی لئے یہودیوں نے اپنے مذکورہ منصوبے کی تکمیل کے لئے عورتوں کو سب سے پہلا مہرا بنایا۔ لہٰذا حدیث ’’بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کا ظاہر ہوا‘‘ یہودیوں کے اسی منصوبے کی تصدیق ہے۔ دراصل یہودیوں نے اپنے اس مقصد کی تکمیل کیلئے جن وسائل کا استعمال کیا وہ تھے سیکولرائزیشن اور اس کے نت نئے طریقے جنہیں ہم اسرار عالم کی معرکۃ الآراء تصنیف ’’عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال‘‘ کے مطابق مندرجہ ذیل زمروں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۹۷۰ء کے بعد سیکولرائزیشن کے عمل کو آگے لے جانے کیلئے پہلے تجزیاتی طور پر اور ۱۹۹۰ء کے بعد عملی طور پر سیکولرائزیشن کے جدید ترین طریقے استعمال کئے جارہے ہیں۔ ان طریقوں کی ندرت ان کی توجیہ (Orientation) ہے جو کہیں بھی عقیدے، علم یا اخلاق کی سطح پر مذہبی مزاج لوگوں میں ہیجان پیدا نہیں کرتی لیکن اندر ہی اندر ان روحانیت پسند یا مذہب کے علم برداروں کو مذہبی اور روحانی اصولوں سے اجنبی بنارہی ہیں جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

بیوٹی پارلر کلچر

ان دنوں بڑی شد ومد سے مذہبی معاشرے میں بیوٹی پارلر کلچر کو ترجیح دینے کی کوشش ہورہی ہے۔ عورتوں کو شرافت اور اخلاقی اقدار سے بالکل بیگانہ بنادینے کی یہ ایک غیر معمولی کوشش ہے اور فحاشیت دہریت کے کامیاب ترین طریقے میں سے ایک ہے۔

سیکس ایجوکیشن

اسکے ذریعے بالکل ابتدائی عمر سے بچوں اور چھوٹی عمر کے لوگوں کو سیکولرائز کیا جانے کا عمل شروع ہوا ہے۔ اس طریقے سے نئی نسل بہت جلد اور بغیر کسی مزاحمت کے بالکل ابتدائی عمر میں ہی سیکولرائز ہوجاتی ہے۔ اس طرح انسانی معاشرہ رفتہ رفتہ ان نوجوان لڑکے لڑکیوں سے خالی ہوجائے گا جو باحیا اور باکردار ہیں۔

مانع حمل کلچر

یہ دراصل شادی شدہ لڑکے اور لڑکیوں کو سیکولرائز اور مذہب وروحانیت سے دور کرنے کا موثر ترین طریقہ ہے۔ اسکے ذریعے مختلف طرح کے مانع حمل دواؤں اور ترکیبوں سے نوجوان نسل اور زوجین کو سیکولرائز یعنی شرافت، انسانیت اور خدائی اصولوں سے بیزار کیا جاتا ہے۔

ایڈس کلچر

ایڈس کلچر دراصل نیم جوانوں اور جوانوں کو جائز ازدواجی زندگی سے باہر نکال کر اور انہیں آزاد جنس کے دائرے میں لاکر سیکولرائز کرنے کی بڑی کامیاب کوشش ہے۔ ایڈس کلچر کو فروغ دینے کی غایت لوگوں کو ایڈس سے بچانا نہیں جیسا کہ دعویٰ کیا جارہا ہے۔، توفی الواقع صرف ذرائع ابلاغ کی ایک ساحری ہے جسے یہودی کرتے ہیں اس کی اصل غایت ازدواجی اور خانگی زندگی سے نکال کر معاشرے کو شرم وحیا اور اخلاقی بندھنوں سے آزاد کرتا ہے۔

کلچر شو کلچر

معاشرتی اور عمرانی سطح پر اختلاط مردوزن کے مخالفین کو نیچا دکھانے یا انہیں غیر تربیت یافتہ ثابت کرنے کی یہ ایک موثر ترکیب ہے اس کے تحت کلچرل شو اور حیا سوز پروگراموں کو فروغ دینے کی کوشش کی جارہی ہے۔

فیشن شو کلچر

خوبصورتی کا یہ ایک جدید ترین اور کامیاب طریقہ ہے اس کے ذریعے فیشن اور تجارت کے نام پر پردے اور جذبے حیا کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

بیوٹی کنٹسٹ کلچر

مقابلۂ حسن کی معاشرے کو بے پردہ اور موڈرن کرنے کی یہ ایک عجیب وغریب کوشش ہے اس کو نت نئے طریقوں سے عالمی سطح پر فروغ دیا جارہا ہے۔

شہر اور سیکورٹی کلچر

مساوات مردوزن، ملازمت نسواں اور عورتوں کی بے لگام آزادی سب اسی منصوبے کا شاخسانہ ہے۔

ملبوسات کلچر

اباحیت پسندی اور سیکولرائزیشن کے دقیق طریقوں میں سے یہ بھی ایک نادر طریقہ ہے۔ اس کا ظاہر نہایت سادہ اور بے ضرر ہوتا ہے لیکن یہ ایک منصوبہ بند

کوشش ہے کہ جس کے ذریعے روح لباس، طرز رہائش، آداب، اطوار، رویہ اور جملہ اخلاق اقدار کو سیکولرائز کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جنز، اسکرٹ اور تمام نیم برہنہ ملبوسات دنیا والوں کو یہودیوں کی اس سازش کا بھگتان ہے۔

(عالم اسلام کی اخلاقی صورت حال، از اسرار عالم، ص: ۶۴، ۳۶۳)

مذکورہ بالا یہودیوں کی منصوبہ بند طریقوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم سماج کی بہو بیٹیوں کا ذرا گہرائی سے جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں چاروناچار یہ اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے کہ یہود اپنی سازش میں مکمل طور پر کامیاب ہیں کیونکہ ان کے خطوط کے مطابق آج ہر طرف فحاشی و بے حیائی عام ہو رہی ہے، کہیں دلکش پارکوں میں تو کہیں ہوش ربا تفریح گاہوں میں پھر مختلف طرح کے کلب اور سائبر تو اس عنوان سے کھلتے ہی ہیں۔ تعجب ہے کہ ہر خاص و عام کو یہ ساری چیزیں دکھائی دے رہی ہیں لیکن افسوس کہ کوئی نہیں ہے جو ان بدکاری کے اڈوں کو بند کروائے۔

مدد چاہتی ہے یہ حوا کی بیٹی
یشودھا کی ہم جنس، رادھا کی بیٹی
پیمبر کی امت، زلیخا کی بیٹی

(ماہنامہ الفیصل مارچ ۱۲، ۲۰۱۲ء)

یہودیوں کی اسلام دشمنی

قرآن کریم نے شروع ہی میں یہودیوں کی شرارت و خباثت کو ذکر کیا۔ اس کے علاوہ بھی قرآن کریم کئی ایک مقامات پر ان بدبختوں کا تذکرہ کیا ہے۔ حسد اور بغض و عداوت میں ساری حدوں کو پار کر جاتے ہیں حتی کہ انبیاء علیہم السلام کی مقدس و معصوم جماعت کو قتل کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو سزائیں

دیں اور ان کے اوپر پہاڑوں کو بلند کیا تو اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے ان کے جرائم کو بیان کیا گیا، ان میں سے ایک بڑا جرم یہ ہے کہ وہ نبیوں کو قتل کیا کرتے اللہ کی کتاب میں تحریف کیا کرتے اپنے مقصد برآوری کے لئے یہودی علماء لوگوں سے رشوتیں لے کر ان کی مرضی کے مطابق مسائل بتاتے تھے جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز قرار دیتے۔ یہودیوں کو یہ ناگوار گذرتا تھا کہ نبی آخر الزماں بنی اسرائیل کے بجائے بنی اسماعیل میں تشریف لائے۔ آپ علیہ السلام کو یہودی علماء اس طرح جانتے پہچانتے تھے جس طرح کوئی اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:
اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰھُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَهٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآئَھُمۡ وَاِنَّ فَرِیۡقًا مِّنۡھُمۡ لَیَکۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَھُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ. جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ آپ کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور ان میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو حق بات کو چھپاتی ہے جب کہ انہیں سب کچھ معلوم ہے یعنی جان بوجھکر بڑی ڈھٹائی سے اس جرم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس لئے ان بدبختوں کی چالوں سے ہمیں بچنے کی سخت ضرورت ہے۔

وَآخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ

☆☆☆

فقراء ومساکین سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ فقراء ومساکین پرخرچ کرنے کا حکم فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کئی موقعوں پر فرمایا کہ یتیموں مسکینوں اور فقیروں پر خرچ کرو، فقراء ومساکین کے احادیث میں بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں دنیا کے اندر تو ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی، لوگ ان کو قدر کی نگاہوں سے نہیں دیکھتے بلکہ ذلیل تصور کرتے ہیں، مگر اللہ کے یہاں ان کی بڑی عزت ہوگی انکے دل صاف وشفاف آئینہ کے مانند ہوں گے۔

بڑے بڑے مالدار ان کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھیں گے، ان پر رشک کریں گے اور اپنی دنیوی زندگی پر افسوس کریں گے کہ ہم نے جو کچھ کیا اور عیش وعشرت کے ساتھ زندگی گذاری یہاں تو ہمارے مقدر میں پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں، مگر اس وقت افسوس کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظر اور خصوصی توجہ ہوگی فقیروں پر انہوں نے دنیا کے اندر جو تکلیفیں اٹھائیں اور پریشانیاں برداشت کیں ان کو بہتر صلہ ملے گا اور دنیا کی ساری مشقتیں بھول جائیں گے۔

فقراء کا اعزاز جنت میں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ کی مجلس میں فقراء کا قاصد آیا، ان کی آمد پر آپ نے فرمایا کہ مرحباء مبارک ہو، تمہیں بھی اور جن کی طرف سے تم آئے ہو، ان کو بھی کہ اللہ تم سے اور ان سے محبت کرتا ہے، قاصد نے عرض کیا کہ غریبوں کا ایک پیغام آپ تک لایا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ مالدار ہم سے سبقت لے گئے، وہ لوگ مال کی وجہ سے حج وصدقہ وغیرہ کرکے بلند مراتب حاصل کرلیتے ہیں، ہم اس سے محروم ہیں، ارشاد فرمایا کہ فقراء تک میرا پیغام پہنچادو اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو تو تمہارے لئے تین باتیں مخصوص ہیں ان میں مالداروں کا کوئی حصہ نہیں۔ جنت میں سرخ یاقوت کا بنا ہوا محل جس کی طرف اہل جنت اس طرح دیکھیں گے جس طرح دنیا میں ستاروں کو لوگ دیکھتے ہیں۔ (بہت بلند) اس میں سوائے نبی فقیر، شہید فقیر، مومن فقیر کے کوئی داخل نہ ہوگا۔

فقراء مالداروں کے مقابلے میں پانچ سو برس پہلے جنت میں چلے جائیں گے (حضرت سلیمان علیہ السلام دوسرے پیغمبروں سے چالیس سال کے بعد جنت میں داخل ہوں گے) اس تاخیر کی وجہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت ہے۔

فقیر اور مالدار دونوں کلمہ سوم (یا کوئی حمد وثناء کا کلمہ) پڑھیں، اخلاص کے ساتھ، تو مالدار کو فقیر کے برابر ثواب نہیں ملے گا، چاہے وہ اس کے ساتھ دس ہزار درہم خیرات کرے (تمام نیکیوں کا یہی حال ہے) قاصد نے فقراء کو پیغام رسول اللہ ﷺ پہنچایا تو وہ خوش ہو کر کہنے لگے کہ اے پروردگار ہم راضی ہیں۔

کلمہ سوم کا تجزیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ پاک نے عرش بنایا اور فرشتوں کو اٹھانے کا حکم دیا۔ تو فرشتوں کو عرش بہت وزنی محسوس ہوا، اس وقت فرشتوں کو سبحان اللہ پڑھنے کو کہا۔ چنانچہ اس کے پڑھتے ہی عرش کا اٹھانا آسان ہو گیا، فرشتے برابر اس کلمے کو پڑھتے رہے، یہاں تک کہ آدم علیہ السلام وجود میں آئے، آدم کو چھینک آئی تو الحمد للہ کہنے کا حکم دیا گیا اور اس کے جواب میں اللہ پاک نے فرمایا: یَرْحَمُکَ اللّٰہِ وَلِھٰذَا خَلَقْتُکَ ۔ اللہ تم پر رحم فرمائے، تم کو اسی لئے پیدا کیا ہے۔ فرشتوں نے یہ کلمہ سنا تو سبحان اللہ کے ساتھ اس کو بھی پڑھنے لگے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ آیا بت پرستی کے خلاف اللہ نے حکم دیا کہ قوم کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرو، فرشتوں نے اس کو بھی ملا کر پڑھنا شروع کر دیا حتی کہ ابراہیم علیہ السلام کا دور آیا، ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم ملا، تعمیل حکم کرنے لگے تو جنت سے جبرائیل علیہ السلام دنبہ لے کر آئے۔ (کہ اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اس کو قربان کرو) ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے خوشی میں نکلا۔ اللہ اکبر، فرشتوں نے اس کو بھی ملا لیا، اور اب یوں پڑھنے لگے.....

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

جبرائیل علیہ السلام نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کو سنایا تو آپ نے اظہار تعجب کے لئے فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمُ

اس پر جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کلمہ کو پہلے کلمات کے ساتھ جوڑ لیا جائے، یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمُ

یہ تیسرا کلمہ کہلاتا ہے، احادیث میں اس کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں، فرشتوں نے نہایت اہتمام کے ساتھ اس کے ایک ایک جز کا ورد کیا ہے، انسانوں کے لئے اس سے غفلت محرومی کا سبب ہے، کم سے کم صبح وشام ایک ایک تسبیح ضرور پڑھنی چاہیئے۔

ہر مخلوق اللہ کی حمد کرتی ہے

ساری مخلوق اللہ کی تسبیح وتحمید کرتی ہے اس لئے انسان جو اشرف المخلوقات ہے اور جس کی تخلیق کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ. اور میں نے انسانوں اور جناتوں کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا فرمایا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ. کوئی ایسی شئی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ سمجھتے نہیں ان کی تسبیح کو۔ حالانکہ عبادت کا مکلّف صرف انسان وجنات کو ہی بنایا گیا ہے کسی اور مخلوق کو نہیں بنایا۔

انسان دو چیزیں ناپسند کرتا ہے

فقراء ومساکین اللہ کے معیوب بندے ہیں اگر وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ عَبْدَہُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِیْرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعِیَالِ. اللہ تعالیٰ کو اپنا وہ مومن بندہ بہت پیارا اور محبوب

ہے جو غریب و نادار اور عیال دار ہو اور اس کے باوجود باعفت ہو۔ یعنی ناجائز طریقے سے پیسے حاصل کرنے سے اور کسی کے سامنے اپنی ضروریات ظاہر کرنے سے بھی پرہیز کرے۔

ایک دوسری حدیث میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔ اِثْنَانِ یَکْرَہُ ھُمَا ابْنُ اٰدَمَ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَالْمَوْتُ خَیْرٌ لِّلْمُؤْمِنِ مِنَ الْفِتْنَۃِ وَیَکْرَہُ قِلَّۃَ الْمَالِ وَقِلَّۃُ الْمَالِ اَقَلُّ لِلْحِسَابِ. دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آدمی ناپسند ہی کرتا ہے حالانکہ ان میں اس کے لئے بڑی بہتری ہوتی ہے۔ ایک تو وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے فتنہ سے بہتر ہے اور دوسرے وہ مال کی کمی کو پسند نہیں کرتا حالانکہ مال کی کمی آخرت کے حساب کو بہت مختصر اور ہلکا کرنے والی ہے۔ اس لئے فقر و فاقہ کی نوبت آجائے تو صبر سے کام لینا چاہئے اور یہ خیال کرنا چاہئے کہ اصل زندگی تو آخرت کی ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

عالمِ برزخ میں روحوں کا مقام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. (ابراھیم ۲۷)

صدر جلسہ قابل صد احترام معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! ہم جس عالم میں زندگی گذار رہے ہیں اسے عالم دنیا اور مرنے کے بعد کی جو زندگی شروع ہوتی ہے اسے عالم برزخ اور قیامت قائم ہونے کے بعد کی جو ہمیشہ ہمیشہ کی لازوال زندگی شروع ہوگی اسے عالم آخرت کہتے ہیں انسان کبھی ختم نہیں ہوتا صرف اسکی جگہیں تبدیل ہوتی رہتی ہیں یہ اللہ کی مرضی ہے جس کو جب تک چاہتے ہیں زندہ رکھتے ہیں اور جب چاہتے ہیں وفات دیتے ہیں جب انسان مرجاتا ہے تو

اسکا جسم تو سڑ گل جاتا ہے البتہ کچھ اللہ کے مخصوص بندے ایسے ہوتے ہیں کہ انکا جسم اسی طرح محفوظ رہتا ہے جیسا کہ انتقال کے وقت البتہ روح ہر ایک کی زندہ رہتی ہے غمی وخوشی اور تکلیف وراحت محسوس کرتی ہے۔

مومن کی روح رشتہ داروں کی روح سے خوش ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جب فرشتے مومن کی روح کولیکران مومنین کی ارواح کے پاس لے جاتے ہیں جو پہلے سے جاچکے ہیں تو وہ ارواح اس کے پہونچنے پر ایسی خوش ہوتی ہیں کہ اس دنیا میں تم بھی اپنے کسی غائب کے آنے پر اتنا خوش نہیں ہوتے پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے پھر وہ خود ہی آپس میں کہتے ہیں کہ اچھا ابھی ٹھیرو پھر پوچھ لینا چھوڑو ذرا آرام کرنے دو چونکہ دنیا کے غم میں مبتلا تھا، پھر وہ بتانے لگتا ہے کہ فلاں اسطرح ہے اور فلاں اس طرح ہے اور وہ کسی شخص کے بارے میں کہتا ہے جو اس سے پہلے مرچکا تھا کہ وہ تو مرگیا کیا تمہارے پاس نہیں آیا؟ یہ سنکر وہ کہتے ہیں کہ جب دنیا سے آگیا اور ہمارے پاس نہیں آیا تو ضرور اسکو دوزخ میں پہنچا دیا گیا۔ (مشکوۃ بحوالہ شوق وطن)

برزخ والوں پر زندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں

طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تمہارے اعمال تمہارے رشتہ داروں اور خاندان والوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو آخرت میں پہنچ چکے ہیں اگر تمہارا عمل نیک ہو تو وہ خوش ہوتے ہیں اور خداوند کریم سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ یہ آپ کا فضل اور رحمت ہے سو آپ اپنی نعمت اس پر پوری فرمادیجئے اور اسی پر اس کو موت دیجئے اور اگر برا عمل ان کے سامنے پیش

ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اسے اللہ اس کے دل میں نیکی ڈالدے جو تیری رضا اور تیرے قرب کا سبب ہوجائے۔

منکر نکیر کے سوال وجواب

حدیث شریف میں آتا ہے جب بندہ مرجاتا ہے اور اسکو دفنا دیا جاتا ہے ابھی اسکے ساتھی اس کو دفنا کر واپس ہوتے ہیں دو فرشتے مردے کے پاس آتے ہیں اور اسکو بیٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے اگر وہ مومن ہوتا ہے تو جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے پھر دوسرا سوال کرتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر تیسرا سوال نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہوتا ہے کہ یہ کون ہیں مردہ جواب دیتا ہے حضرت محمد ﷺ ہیں پھر اس کیلئے جنت کی کھڑکیاں کھولدی جاتی ہیں اور جنت کا لباس پہنا دیا جاتا ہے اور آرام کیساتھ وہ سوتا رہتا ہے اور اگر مرنے والا کافر ومشرک ہے تو ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے ہائے افسوس مجھے کچھ معلوم نہیں پھر لوہے کے گرزوں سے اس کو مارا جائیگا جس سے وہ اس طرح چیخے گا کہ جن وانس کے علاوہ ساری مخلوق سنے گی، عذاب قبر برحق ہے جس نے منکر نکیر کے تینوں سوالوں کا جواب دیدیا اس کو تو آرام ہی آرام اور جس نے جواب نہیں دیا اس کیلئے سخت عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا اس لئے آج ہی سے اس عذاب سے بچنے کی تیاری کریں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں عقلمند آدمی وہ ہے جس نے نفس کو اپنے تابع کرلیا اور وہ کام کیا جو مرنے کے بعد اس کو کام آئے اسلئے ہم عقلمندوں میں سے بنیں اور آخرت کی تیاری کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆

بحمد اللہ تعالیٰ ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' جلد پنجم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد ششم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد ششم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی ومولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	9
2	تقریظ	10
3	حرف اول	12
4	حضور اکرم ﷺ کی نظر میں عورتوں کا اکرام	13
	رحم دلی کی ایک اور تصویر، ۹ ہجری	14
	اپنا جائزہ	15
	ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے	15
5	درخت اور پیڑ، پودے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں	17
	ان تینوں کے بغیر حیوانات کی بقا نہیں	20
6	پاکیزہ قلوب ہی قیامت کے دن کامیاب ہوں گے	22
	ناکام کون اور بامراد کون	23

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
7	مریض کی عیادت اور اس کی فضیلت واہمیت	25
	مسلمانوں کے آپسی حقوق بھی ہیں	26
	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشق نبوی ﷺ	28
8	فخر انسانیت ﷺ	29
	آپ ﷺ کے طفیل دنیا وجود میں آئی	31
9	علم نورِ الٰہی ہے جو تعظیم وتکریم سے حاصل ہوتا ہے	35
	علم حاصل کرنے کیلئے تقویٰ وپرہیزگاری	37
10	قرآن کریم کی تلاوت کے فضائل	38
	قرآن پاک پڑھنے والے کی مثال	39
	قرآن کی تلاوت کرنے اور نہ کرنے والوں کی مثال	40
	ایک حرف کی تلاوت پر ستر نیکیاں	41
	تلاوت کی ہوئی آیت قیامت میں نور ہوگی	42
	ایک آیت کی تلاوت عرش کے علاوہ ہر شئے سے افضل	43
	روزہ اور قرآن سفارشی ہوں گے	44
11	مسلم معاشرے میں مساجد کا کردار	45
	مسجد کا تعلق امت کی زندگی سے ہے	46
	مساجد اتحاد پیدا کرتی ہیں	48
12	علم سے درجات بلند ہوتے ہیں	49
	علم کی بھی مختلف قسمیں ہیں	50
	مجلس علم کی برکت	51
13	بیٹی کے متعلق معاشرے کے جاہلانہ تصورات	53

	بیٹی بھی نعمت بیٹا بھی نعمت	54
	بیٹیوں کی فضیلت	56
	بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جہنم سے چھٹکارہ نصیب ہوگا	56
14	غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کا عدل وانصاف	58
	ذمیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا جائیگا	59
	اسلامی عدالت کا حیرت انگیز واقعہ	60
15	بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دیں	62
	لڑکیوں کی شادی کیلئے انکی مرضی کا خیال رکھیں	63
	آج بھی لڑکیوں پر ظلم کیا جاتا ہے	65
16	اہل جنت خوبصورت اور حسین وجمیل ہوں گے	66
	اہل جنت ظاہری وباطنی نجاستوں سے پاک	67
	جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر	68
17	پڑوسی کے حقوق	70
	پڑوسی چالیس گھروں تک	71
	پڑوسی کو حق شفعہ	72
18	خون کا عطیہ	74
	بلڈ بینک کا قیام درست ہے	75
19	بزرگوں کی توہین کرنے والا منافق ہے	78
	صحابہ اسلام کا کامل نمونہ تھے	79
	مغربی ممالک کی حالت زار	81
20	پڑوسی کی اہمیت	83

	اچھے اور برے ہونے کا معیار	84
	ہمسایہ سے حسن سلوک	85
	پڑوسیوں کو ستانے والا مومن نہیں	86
21	ائمہ کرام کی ذمہ داریاں!	87
	امام کا اصل فریضہ	88
	خطبۂ جمع کی اہمیت	89
	مساجد تحفظ دین کے قلعے	90
22	رشتہ داروں کیساتھ حسن معاشرت	91
	حضرت علی ؓ کی قیمتی نصیحت	92
	حسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ماں ہے	93
23	اصلاح وتربیت کی عظیم مثالیں	95
	صحابی رسول عبداللہ بن زبیر ؓ کی شہادت کا واقعہ	96
	حضرت عباس ؓ کی نصیحت اپنے لخت جگر کو	98
	غیبت زنا سے بڑھکر	99
24	دس قسم کے خوش نصیب لوگ	100
	سات خوش قسمت عرش کے سائے میں	101
	حامل قرآن کیلئے قرآن سفارش کریگا	102
25	بیٹیوں پر احسان کرنے کا اجر	104
	بیٹی رحمت کا خزانہ	105
	ماں کی ممتا	106
	صحابہ کے مزاج	107

26	جہیز مسلم سماج کے لئے داغ ہے	108
	جہیز بھی ایک کرپشن ہے	109
	خیر القرون کی شادیاں	111
27	بڑوں کا ادب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیسے کیا؟	113
	ہر موقع پر بڑوں کا خیال کریں	114
	بڑوں کی مجلس میں ادب سے بیٹھیں	117
28	جنت کی نورانیت کہاں ملتی ہے؟	118
	والدین کے حقوق	120
	ماں کے حقوق باپ سے زیادہ	121
29	بیٹیوں کے حقوق ادا کرنیوالا جنتی ہے	123
	بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی کرنیوالا جنت میں داخل ہوگا	124
	بیٹیوں کی اچھی پرورش جنت میں داخلہ کا سبب ہوگی	125
	دو بیٹیوں یا بہنوں پر بھی حسب کفایت خرچ جہنم سے بچاؤ کا سبب ہوگا	126
30	قیامت کے دن پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائیں گے	127
	نفخۂ اولیٰ کے وقت دنیا کی حالت کیا ہوگی	128
	آسمان وزمین	129
31	پڑوسی کی ضروریات کا خیال لازم ہے	131
	حضور ﷺ کے چار ارشاد	132
	ہمسایہ کو کھانے کا تحفہ	133
32	مرنیوالے سے قبر میں سوال وجواب	135
	مومن بندہ قبر میں مطمئن ہوتا ہے	136

	فرشتے کہیں گے تو دلہن کی طرح سو جا	137
	جو قبر میں کامیاب ہوگیا وہ بعد میں بھی کامیاب ہوگا	139
33	علماء کرام کی صحبت اور فضیلت	140
	علماء کی صحبت کے سات فوائد	141
	علماء کا مقام اور صحبت کا اثر	142
34	حجاب عورت کی ترقی میں کبھی رکاوٹ نہیں......!	144
35	علم دین سے فہم وبصیرت حاصل ہوتی ہے	148
	علم کی حقیقت	149
36	غیر مسلموں کے ساتھ حضور ﷺ کا حسن سلوک	153
	غیر مسلم کی عیادت	154
	تبلیغ اسلام طاقت کے زوروں پر نہیں	155
	نبی رحمت	156
37	اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا	157
	زمین کی روٹی	158
	اللہ کا دیدار سب سے بڑی نعمت	159

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ کی جلد ششم کا

ثواب اور ثواب

صاحبزادۂ رسولِ اکرمؐ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کے القاب ''طیب'' و ''طاہر'' ہیں، جن کی عمر طفلی میں رحلت پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارِ مکہ نے نعوذ باللہ ''ابتر'' کے نام سے پکارا، جس کا جواب اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں خود کفار کے ابتر ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عبد اللہ کے بدلے ''حوضِ کوثر'' کی خوشخبری سنائی، گویا صاحبزادۂ محترم حضرت عبد اللہؓ ساری امت کے لئے ''آبِ کوثر وجامِ کوثر'' کے ذریعہ یوم قیامت رحمت ہیں۔ آپؓ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

غلام غلامانِ صاحبزادۂ رسولِ اکرم

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاؤلی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم

ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت ازحد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کر کے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷ر جون ۲۰۱۳ھ بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸ر جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

حضور اکرم ﷺ کی نظر میں عورتوں کا اکرام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم نے حضور پرنور ﷺ کی بہت سے مقامات پر تعریف فرمائی ہے جس آیت کو میں نے آپ کے سامنے پڑھا ہے اس میں اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کے خلق عظیم کو ذکر فرمایا ہے۔ اے میرے حبیب قریش مکہ آپ کو مجنوں ساحر اور شاعر کہہ رہے ہیں یہ غلط کہہ رہے ہیں آپ تو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ. اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو سارے جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کریں تو قدم قدم

پر آپ علیہ السلام کی امت پر شفقت ومہربانی اور رافت ورحمت کا پتہ چلے گا۔ چنانچہ ایک غزوہ میں ایک لڑکی قید ہو کر آئی اس کا واقعہ سماعت فرمائیں۔

''اے محمد ﷺ! میرے والد وفات پا چکے ہیں اور میرا سرپرست فرار ہو چکا ہے''۔ معلوم کر کے بتایا گیا کہ یہ حاتم طائی کی بیٹی ہے اور اس کا فرار ہونے والا سرپرست اس کا بھائی عدی ہے۔ اس لڑکی نے التجا کی ''اے محمد ﷺ! مجھے رہا کر دو، میرے والد بڑے سخی، رحم دل اور غریب نواز تھے اور کبھی کوئی محتاج ان کے پاس سے خالی نہ پلٹتا تھا''۔ آپ ﷺ کو رحم آیا لڑکی کے سر پر چادر اوڑھائی اور فرمایا، ان کے والد مکارم الاخلاق والے تھے یعنی اچھی عادت واطوار، معاملات، سخی، غریب نواز اور رحم دل تھے۔ یہ شفقت دیکھ کر وہ لڑکی ایمان لے آئی۔ اپنے قبیلہ میں جا کر دین کی دعوت دینے لگی اور بھائی عدی کو بار بار سمجھاتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہو کر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صف میں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو، اور وہ سب اللہ کی رضا پر راضی ہوئے۔

رحم دلی کی ایک اور تصویر، ۹ ہجری

ہجرت کا نواں سال ہے، مکہ فتح ہو چکا ہے، فوری غزوۂ حنین کا معرکہ واقع ہوتا ہے۔ مال غنیمت کے ڈھیر لگے ہیں۔ ہزاروں افراد قید میں ہیں۔ ایک خاتون قیدی پکارتی ہے: اے لوگو! میں تمہارے سردار کی دودھ شریک بہن ہوں۔ یہ ایشماء (بنت الحارث بن عبد الاخریٰ خاوند حلیمہ سعدیہ، دایہ رسول اللہ ﷺ) ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یقین نہ آیا فوراً رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے معلوم کیا۔ اے عورت! تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے؟ خاتون نے

نشانی دکھائی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی اور اس خاتون کی عزت واحترام میں اپنی چادر مبارک بچھادی، اور اس پر بٹھایا اور فرمایا میرے پاس قیام کرنا چاہو تو عزت سے رکھوں گا، اگر اپنے قبیلے میں جانا چاہتی ہو تو عزت واحترام سے روانہ کردوں گا۔ خاتون نے اپنے گھر والوں کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے نہایت عزت واحترام اور تحائف کے ساتھ اپنی دودھ شریک بہن کو روانہ کیا۔

اپنا جائزہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ذکر و بیان عید میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی ﷺ کی محفلوں کا انعقاد اور ان میں حاضری یا ان موضوعات پر تحریریں لکھنا پڑھنا اور شائع کرنا، فقط اجر وثواب کیلئے ہونا اور یہ گمان کرنا کہ ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان یا حب وعشق مصطفی ﷺ کا حق ادا کردیا تو یہ ایک غلط فہمی ہوگی۔ در اصل مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہم ان سے سبق حاصل کریں۔ اور اپنی اصلاح کریں۔

لہٰذا اخلاق النبی ﷺ کی روشنی میں ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا حسن خلق کی صفات ہم میں پائی جاتی ہیں؟ اگر نہیں تو کس حد تک۔ اگر بعض اخلاقی خوبیاں پائی جاتی ہیں؟ تو ان پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں۔ اور باقی کے حصول کی جدوجہد کریں۔

ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے

عَنْ اَنَسٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ. حضرت انس اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے یعنی سب مخلوق کی روزی اور ان کی ضروریات حیات کا

عقیقۃً اللہ تعالیٰ ہی کفیل ہے جس طرح کہ کوئی آدمی اپنے اہل وعیال کی روزی اور ان کی ضروریات کا مجازاً کفیل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اپنی ساری مخلوق میں زیادہ محبت ان بندوں سے ہے جو اس کی عیال (مخلوق) کے ساتھ احسان کریں، یہاں حدیث میں تو ساری مخلوق کو اللہ کا کنبہ کہا گیا اور ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں اپنے تو اپنے غیر مسلم حتی کہ بے زبان جانور بھی شامل ہیں اور عورت کے ساتھ خاص طور پر حسن سلوک کا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور تم عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ علیہ السلام کی عادت کسی کو برا بھلا کہنے کی نہ تھی اور نہ ہی کبھی کسی عورت یا غلام باندی حتی کہ کسی جانور کو بھی نہیں مارا عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے خود اپنا عملی نمونہ بھی پیش فرمایا۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لئے تم سب سے بہتر ہوں۔ آپ علیہ السلام تو ساری مخلوق کے لئے رحمت بن کر آئے تھے ہر ایک پر احسان عظیم فرمایا مگر معاشرے میں کمزور سمجھے جانے والے طبقے پر بھی خصوصی رحمت رہی جیسے غلام اور باندیاں اور عورتیں۔ اب ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں اور آپ علیہ السلام کے ارشادات وفرمودات پر عمل کریں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

درخت اور پیڑ پودے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اللہ تعالیٰ نے بے شمار مخلوق پیدا فرمائیں جن کو ہم گن بھی نہیں سکتے اور ساری مخلوق اللہ نے انسانوں کے لئے پیدا کی ہیں، ہمیں اس کا فائدہ معلوم ہو، یا نہ ہو، سانپ بچھو اور دیگر زہریلے جانور سبھی انسانوں کی نفع رسانی کے لئے ہیں، ہوا کے اندر جو زہریلے اثرات ہوتے ہیں اور انسانوں کی صحت وتندرستی کے لئے مضر ہوتے ہیں زہریلے جانوران کو جذب کر لیتے ہیں اسی طرح پیڑ پودے، چاند سورج ستارے، پانی ہوا، دھوپ ساری ہی اشیاء ہمیں فائدہ پہونچا رہی ہیں۔

شیخ سوریؒ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابرو باد و در خورشید فلک در کارند
تا تو نانے بکف آدمی و بغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر نوسہ گشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں تیری

ترجمہ: بادل ہوا چاند سورج ستارے اور آسمان سب کام میں لگے ہیں تا کہ تم ایک روٹی حاصل کرو اور غفلت سے نہ کھاؤ، سب تمہارے واسطے کام میں لگے ہیں، انصاف کی بات یہ نہیں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کا حکم پورا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

ہندوستان کا شتکاری اور جنگلاتی علاقہ کے لحاظ سے بہت ہی مشہور ہے اور ہمارے اس ملک میں کم از کم انیس فیصد بڑے اور تقریباً پینتیس فیصد سے زائد چھوٹے جنگلات ہیں، جو کہ Forest Area کہلاتے ہیں۔ لیکن آج کل کے دنوں میں دیکھا گیا ہے کہ زیادہ تر جنگلات کو کاٹا گیا ہے اور کاٹا جا چکا ہے۔ انسان اپنی ضروریات اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے قدرتی ماحول کو بھی بدل دیتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے سرسبز وشاداب پودوں کو اور درختوں کو روئے زمین کی زینت کا سبب بنایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ”روئے زمین پر جو کچھ ہے ہم نے اسے زمین کی رونق کا باعث بنایا ہے۔ تا کہ ہم انہیں آزمالیں کہ ان میں سے کون نیک اعمال والا ہے“۔ (سورۃ الکہف: ۱۸:۷) اسلام نے روز اول ہی سے زراعت اور باغبانی کی ترغیب دی ہے، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی مسلمان پودا لگائے اور اس سے انسان یا جانور کھائے، تو وہ اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے“۔ (بخاری)

ہمارے ملک ہندوستان میں ۱۹۲۷ء میں ایک دستور بنایا گیا، جو (Indian Forest Service) IFS کے نام سے جانا جاتا ہے۔اور جس کو ۱۹۶۶ء میں ایک پختہ دستور قرار دیا گیا کہ ہر انسان کو چاہئے کہ اپنی زندگی میں کم از کم ایک درخت ضرور لگائے۔ درخت کے کاٹنے پر چاہے وہ خود کی جگہ پر ہی کیوں نہ ہو اس کو کم از کم تین ماہ جیل ہوسکتی ہے، بلکہ درخت کو کاٹنے سے پہلے اپنی ضلع کے ڈی سی (Deputy Commissioner) سے اجازت لینی ہوگی۔ اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے جنگلات کو کاٹنا انسانیت کے خلاف ہے، ہر انسان کے لئے بلکہ ہر ایک جاندار کے لئے روشنی، ہوا، اور پانی کی ضرورت ہوتی ہے، پانی میں تھوڑی بہت ہوا کی مقدار ہوتی ہے اور ہوا میں بھی پانی کی تھوڑی مقدار ہوتی ہے اس لحاظ سے انسان کو سب سے زیادہ ضرورت ہوا کی ہوتی ہے۔ مانا کہ ہوا سمندر سے پیدا ہوتی ہے لیکن سمندری سطح پر صرف اٹھارہ فیصد یا ساڑھے انیس فیصد سے لے کر ساڑھے بیس فیصد تک تازہ ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے سمندر سے نکلنے والی اس ہوا کو تازہ کرنے کے لئے درختوں کا ہونا لازمی ہے۔

درخت ہمیں آکسیجن دیتے ہیں اور ہوا کو ہمیشہ تازہ رکھتے ہیں، وہ موسم کے بگاڑ کو قابو میں لاتے ہیں جیسا کہ درختوں کی زیادتی سیلاب کے آنے سے رکاوٹ بنتی ہے اور درختوں کی کثرت انسان کو زلزلوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن جگہوں پر درختوں کی کمی ہوتی ہے وہاں اکثر سیلاب اور زلزلے آتے رہتے ہیں درختوں کے نہ ہونے سے بہت سے نقصانات ہوتے ہیں اور درختوں کے ہونے سے بہت سے فائدے بھی ہوتے ہیں جیسا کہ:

● درختوں سے انسان غذا حاصل کرتا ہے۔ ● درختوں سے جانوروں کو غذا حاصل ہوتی ہے۔ ● درختوں سے دوائیاں بنائی جاتی ہیں۔ ● درختوں سے

دھاگہ نکالا جاتا ہے۔یعنی کپڑا بنایا جاتا ہے۔ ● درختوں سے ایندھن حاصل کیا جاتا ہے۔ ● درختوں سے جانور اور پرندے پناہ حاصل کرتے ہیں۔ ● درخت بڑی مقدار میں انسانوں، جانوروں، موٹر گاڑیوں اور کارخانوں سے نکلنے والے بخارات (کاربن ڈائی آکسائیڈ) کو جذب کر لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جو بخارات انسانی صحت کے لئے نہایت مضر اور ماحولیاتی آلودگی کا سبب ہیں۔ سائنسداں کہتے ہیں کہ ایک درخت اپنی پوری زندگی میں اوسطاً ایک ٹن کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کرنے کی طاقت رکھتا ہے، اس حساب سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ درخت ہر جاندار کے لئے کتنے اہم ہیں۔ بہر حال درخت انسان کے بغیر رہ سکتے ہیں، لیکن انسان درختوں کے بغیر رہ نہیں سکتے۔

ان تینوں کے بغیر حیوانات کی بقا نہیں

انسان بلکہ سبھی حیوانات اپنی حیات کو باقی رکھنے اور زندگی گذارنے کے لئے آگ پانی اور ہوا کے شدید ترین محتاج ہیں چونکہ ان تینوں اشیاء کی سخت ضرورت ہے جن کے بغیر کوئی حیوان باقی نہیں رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت عام کر دیا ہے اور ہر کسی کو یہ سب آسانی سے مل جاتی ہیں۔ عادۃ اللہ یہی ہے کہ جس چیز کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں تو اس شئی کو ہر ایک کے لئے آسان کر دیتے ہیں اور جس چیز کی اشد ضرورت نہیں ہے زندگی گذارنے کے لئے اس کا اپنانا لازمی بھی نہیں ہوتا تو ہر ایک تک وہ شئی پہونچتی بھی نہیں۔ سونا چاندی، ہیرے جواہرات اور بہت سی قیمتی نایاب دھاتیں جن کو انسانی زندگی کا مدار نہیں ہے وہ ہر ایک کے لئے حاصل کرنا آسان ہے۔ آج کتنے لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے ابھی ہیرا نہ دیکھا ہو بہر حال جتنی اشیاء اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں وہ سب

ہماری ضرورت کے لئے پیدا فرمائی ہیں اب ہمارا کام ہے کہ ہم اللہ کی عبادت شوق کے ساتھ کریں، کبھی غیروں کی تقلید و پیروی کر کے آخرت کو تباہ نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی اتباع، و پیروی کریں۔ صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں اور دوسروں کو بھی دین کی تعلیم دیں۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

پاکیزہ قلوب ہی
قیامت کے دن کامیاب ہوں گے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ. يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ. اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! یہ دنیا دھوکہ کا گھر ہے جو جتنا دنیا سے لو لگاتا ہے وہ اتنا ہی پریشان رہتا ہے اور یہ دنیا کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی جو دنیوی زندگی میں مگن رہتا ہے اور آخرت کو بھول جاتا ہے اس کیلئے بہت برا انجام ہے اور جو دنیا میں رہ کر اللہ کی مرضیات پر زندگی گذارتا ہے اس کیلئے دنیا میں بھی سکون ہے اور آخرت میں بھی راحت و آرام ہے اور اصل زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوسکتی اسی دنیا ہی میں رہ کر آخرت کی تیاری کرنی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ قرآن مجید میں اس قلب کی تعریف کی گئی ہے، جس میں پاکیزہ جذبات پرورش پا رہے ہیں اور جوروحِ اخلاص سے معمور ہو۔ اسے 'قلب سلیم' کہا گیا ہے۔ یہی قلب سلیم قیامت میں انسان کو کامیابی سے ہم کنار کرے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا کے بعض کلمات یہ ہیں: وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ. یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ. اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ. (الشعراء:۸۷-۸۹) اور مجھے اس دن رسوانہ فرما جس دن سارے انسان اٹھائے جائیں گے، جس دن مال نفع دے گا اور نہ اولاد، صرف وہی کامیاب ہوگا جو اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر حاضر ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسی 'قلب سلیم' سے نوازا تھا۔ ارشاد ہے: وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ. اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ. (الصفت:۸۳-۸۴)

''بے شک نوح ہی کی راہ پر چلنے والا ابراہیم تھا، جب وہ اپنے رب کے پاس 'قلب سلیم' لے کر حاضر ہوا''۔

'قلب سلیم' سے مراد وہ قلب ہے جو کفر وشرک کی آلائشوں سے پاک ہو، جس سے ایمان ویقین کے سوتے پھوٹ رہے ہوں، جس میں کسی طرح کے شک اور تردد کا گزر نہ ہو، جس میں اللہ سے محبت واخلاص، اس کی اطاعت اور اس کیلئے قربانی کا جذبہ موج زن ہو اور جو اس کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کیلئے آمادہ ہو، جو ان تمام جذبات واحساسات کو دبا دے جو معصیت کی طرف لے جاتے ہیں۔

(مولانا محمد سید جلال الدین عمری، سہ ماہی تحقیقات اسلامی، علی گڑھ)

ناکام کون اور بامراد کون

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا. وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا. مراد کو پہونچا جس نے نفس کو سنوارا اور نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں

ملا چھوڑا یعنی نفس کی باگ یکسر شہوت وغضب کے ہاتھ میں دیدی عقل وشرع سے کچھ سروکار نہ رکھا۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ. عقلمند شخص وہ ہے جس نے نفس کو اپنے تابع کرلیا اور وہ عمل کیا جو مرنے کے بعد کام آئے اور بیوقوف ونادان ہے وہ شخص جو اپنے خواہش نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ تعالیٰ سے آرزوئیں قائم کی۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاہُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِہٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَہٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاہُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی. حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا کو اپنا محبوب ومطلوب بنائے گا وہ اپنی آخرت کا ضرور نقصان کرے گا اور جو کوئی آخرت کو محبوب بنائے گا وہ اپنی دنیا کا ضرور نقصان کرے گا جب دنیا وآخرت میں سے ایک کو محبوب بنانے سے دوسرے کا نقصان برداشت کرنا لازم اور ناگزیر ہے تو عقل ودانش کا تقاضہ یہی ہے کہ فنا ہونے والے دنیا کے مقابلہ میں باقی رہنے والی آخرت کو اختیار کرو۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا: ''خبردار دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس پر خدا کی پھٹکار ہے اور اس کے لئے رحمت سے محرومی ہے سوائے خدا کی یاد کے اور ان چیزوں کے جن کا خدا سے کوئی تعلق اور واسطہ ہو اور سوائے عالم اور متعلم کے''۔ ان سب احادیث کی روشنی میں یہ بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ دنیا جب فانی ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والی اور آخرت میں وہی سرخرو رہے گا جس سے دنیا میں نیک کام کیا ہو تو انسان کو اچھے عمل ہی کرنے چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مریض کی عیادت
اور
اس کی فضیلت واہمیت

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ. وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت پڑھی ہے اس کا ترجمہ ہے اور جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور وہی مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات کا نام ہے اور یہ صرف اسلام ہی کی خصوصیات ہے۔ زندگی گذارنے کے سارے اصول وضوابط بیان کردیئے گئے ہیں اس کے برخلاف عیسائیت یہودیت یا دیگر آسمانی یا غیر آسمانی

مذاہب سب کے سب نامکمل اور ادھورے ہیں اگر کوئی شخص عیسائیت قبول کرتا یا کوئی اور مذہب قبول کرتا ہے تو اس کو تہذیب وتمدن مذہب میں تلاش کرنے سے نہیں مل سکتی بلکہ تہذیب وتمدن کے لئے یورپ وامریکہ کی تقلید کرنی پڑے گی جہاں کی تہذیب انتہائی گندی معاشرہ پراگندہ حیاوپاکدامنی نام کی کوئی شئی موجودنہیں، لیکن اگر کوئی شخص مذہب اسلام کو اپناتا ہے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے تو زندگی کے سارے شعبے بھی اس کو مل جائیں گے یہی وجہ ہے کہ آج غیر بھی اسلامی اصولوں کو اپنارہے ہیں اور اگرنہیں اپناتے تو کم ازکم تعریف کئے بغیر تونہیں رہتے۔

مسلمانوں کے آپسی حقوق بھی ہیں

اسلام نے بیمار کی عیادت اوراس کے ساتھ خیر خواہی کو نہ صرف معاشرتی حق قرار دیا بلکہ اس پر کافی زور بھی دیا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: عُوْدُوا الْمَرْضٰی وَاتَّبِعُوا الْجَنَائِزَ تُذَکِّرُکُمُ الْآخِرَةَ. (سنن کبریٰ رکتاب الجنائز)

”بیماروں کی عیادت کرو، جنازہ کے پیچھے چلو وہ تمہیں آخرت یاد دلائے گی“۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ، رَدُّ السَّلَامِ وَعِیَادَةُ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ. (باب حرمات المسلمین) ”ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے پیچھے چلنا، دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا“۔

عیادت کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کا خیمہ مسجد میں لگانے کا حکم دیا تاکہ بار بار ان کی عیادت کرسکیں۔ (ابوداؤد رکتاب الجنائز)

عیادت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ احادیث میں اس کی بڑی خیر وبرکت بھی بیان کی گئی ہے۔

● عیادت کرنے والے فرشتوں کی دعا کے مستحق ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان صبح کے وقت کسی مسلمان کی بیمار پرسی کرے، ستر ہزار فرشتے شام تک اس کیلئے دعائے خیر کرتے ہیں اور اگر شام کے وقت بیمار پرسی کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں دعا کرتے ہیں اور جنت میں اس کیلئے چنندہ پھلوں کا حصہ ہے۔ (ترمذی، باب ماجاء فی عیادة المریض)

● عیادت کرنے والے جنت کے پھل چننے میں مصروف رہتے ہیں۔ حضرت ثوبان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْمُسْلِمُ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمُ لَمْ یَزَلْ فِیْ خِرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰی یَرْجِعَ. (صحیح مسلم: باب فضل عیادة المریض) ”مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ جنت کے تازہ پھلوں کے توڑنے میں مصروف رہتا ہے۔“

● عیادت دخول جنت کا ایک سبب ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے عمل کا جائزہ لینے کیلئے پوچھا: آج تم میں سے کون روزے سے ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: آج تم میں سے کون جنازے میں شریک ہوا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے ایک بات اور دریافت کی: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھلایا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا اجْتَمَعْنَ فِیْ رَجُلٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ ”یہ تمام اوصاف جس کسی میں پائے جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا“۔ (مسلم رباب فی فضائل ابی بکر رضی اللہ عنہ)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عشق نبوی ﷺ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رسول اکرم ﷺ کی ایک ایک ادا پر مرمٹنے والے تھے وہی اس لائق تھے کہ آپ کے رفیق اور ساتھی بن سکیں ایثار وقربانی کا ایسا جذبہ رکھنے والے کہ خود تو بھوکے رہ جاتے مگر مہمان کو شکم سیر کراتے اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم ورضوعنہ کا مژدہ جانفزا سنایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایسی تربیت کردی تھی کہ وہ لوگوں کے لئے ذریعہ ہدایت ورہنمائی بنے خود بھی آپ مریضوں کی عیادت کرتے اور دوسرے صحابہ کرام کو بھی ساتھ میں لے کر جاتے بلکہ اسلام نے تو غیروں کی بھی عیادت ومزاج پرسی کی تعلیم فرمائی ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ سفر سے واپس تشریف لائے گھر میں گوشت پکا ہوا تھا پوچھا کیا ہمارے یہودی پڑوسی کو ہدیہ بھیجا گیا اور فرمایا جب تک پڑوسی کو نہیں دیا جائے گا اس وقت تک میں نہیں کھاؤں گا آج ہم اسلام کی تعلیم سے کوسوں دور ہیں اور غیروں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

فخر انسانیت ﷺ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ، صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ۔

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ کے بعد تمام انسانوں میں سب سے بڑا مقام ومرتبہ نبی آخرالزماں احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کا ہے۔ آپ علیہ السلام ہی کی وجہ سے دنیا کو وجود بخشا گیا آپ ﷺ فرماتے انا سید ولد آدم میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں، مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ نبی ماۂ ناز کتاب کاروان زندگی تحریر فرماتے ہیں۔ ’’دنیا کے ہر انسان کو فخر کرنا چاہیے کہ ہماری نوعِ انساں میں ایک ایسا انسان پیدا ہوا جس سے انسانیت کا سر اونچا اور نام روشن ہوا، اگر آپ ﷺ نہ آتے تو دنیا کا نقشہ کیا ہوتا، اور ہم انسانیت کی شرافت وعظمت

کے لیے کس کو پیش کرتے؟ محمد رسول اللہ ﷺ ہر انسان کے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ سے اس دنیا کی رونق اور نوعِ انسانی کی عظمت ہے وہ کسی قوم کی ملک نہیں، ان پر کسی ملک کا اجارہ نہیں؛ وہ پوری انسانیت کا سرمایہ فخر ہیں کیوں آج کسی ملک کا انسان فخر ومسرت کے ساتھ یہ نہیں کہتا کہ میرا اس نوع سے تعلق ہے جس میں محمد رسول اللہ ﷺ جیسا انسانِ کامل پیدا ہوا۔

آج انسانوں کا کون سا طبقہ ہے جس پر آپ کا براہ راست یا بالواسطہ احسان نہیں؟ کیا مردوں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کو مردانگی اور آدمیت کی تعلیم دی کیا عورتوں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کے حقوق بتلائے، ان کے لیے ہدایتیں اور وصیتیں فرمائیں کیا کمزوروں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کی حمایت کی اور فرمایا کہ مظلوم کی بددعا سے ڈرو کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں؟ کیا طاقتوروں اور حکمرانوں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے ان کے حقوق وفرائض بتلائے اور انصاف کرنے والوں اور خدا سے ڈرنے والوں کو بشارت سنائی۔ کیا تاجروں پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے تجارت کر کے اس گروہ کی عزت بڑھائی۔ کیا آپ ﷺ کا مزدوروں پر احسان نہیں کہ آپ نے تاکید فرمائی کہ مزدوروں کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔ کیا جانوروں تک پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ آپ نے فرمایا ہر وہ مخلوق جس میں احساس وزندگی ہے اس کو آرام پہنچانا اور کھلانا پلانا بھی صدقہ ہے۔ کیا ساری انسانی برادری پر آپ کا احسان نہیں کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر آپ شہادت دیتے تھے کہ خدا ہمارے سب بندے بھائی بھائی ہیں؟ کیا ساری دنیا پر آپ ﷺ کا احسان نہیں کہ سب سے پہلے دنیا نے آپ ہی کی زبانی سنا کہ خدا کسی ملک، قوم، نسل وبرادری کا نہیں سارے جہانوں اور سب انسانوں کا ہے؟

ہماری آپ کی دنیا میں حکماء وفلاسفہ بھی آئے، ادبا شعراء بھی، فاتح وکشور کشا بھی، سیاسی قائد اور قومی رہنما بھی، موجدین و مکتشفین (سائنٹسٹ) بھی، مگر کس کے آنے سے دنیا میں وہ بہار آئی جو پیغمبروں کے آنے سے، پھر سب سے آخر، سب سے بڑے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ کے آنے سے آئی؟ کون اپنے ساتھ وہ شادابی، وہ برکتیں، وہ رحمتیں نوعِ انسانی کے لیے وہ دولتیں، اور انسانیت کے لئے نعمتیں لے کر آیا جو محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے، تیرہ سو برس کی انسانی تاریخ پورے وثوق کے ساتھ آپ ﷺ کو خطاب کر کے کہتی ہے:

سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
ٹھہرے تو جس شجر کے تلے نہال ہو

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ (کاروانِ مدینہ/۷۶-۷۷)

آپ ﷺ کے طفیل دنیا وجود میں آئی

ایک حدیث قدسی ہے لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ اے نبی اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو آسمان وزمین کو بھی میں پیدا نہ کرتا یہ حدیث الفاظ کے اعتبار سے تو موضوع ہے مگر معنی کے اعتبار سے صحیح ہے پوری کائنات کو آپ علیہ السلام کی وجہ سے ہی پیدا کیا گیا حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ تو اللہ تعالی سے عرض کیا یا اللہ سب سے پہلا انسان تو میں ہوں پھر یہ محمد ﷺ کون ہیں جن کا نام تیرے نام کے ساتھ ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے آدم اگر مجھے انکو پیدا نہ کرنا ہوتا تو تم کو بھی پیدا نہ کرتا، آدم علیہ السلام نے جب وہ شجرہ ممنوعہ کھالیا تھا تو سالہا سالہا تک دربار خداوندی میں روتے رہے اور آپ ﷺ کے نام کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا،

میں نے جو آیت کریمہ پڑھی ہے اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور ہم نے آپ کو سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، طائف کے لوگوں نے جب آپ علیہ السلام کو سخت تکلیفیں پہنچائیں اور لہولہان ہو گئے تو پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوا اور کہا کہ اگر اجازت ہو تو اہل طائف کو پہاڑوں کے بیچ میں پیس دوں مگر قربان جایئے آپ علیہ السلام کی شان رحمت پر فرمایا کہ میں ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اگر یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں تو ان کی نسلیں ایمان لائیں گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انکی نسلوں میں سے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا اور محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کا پرچم ہی کے باشندے تھے بہر حال آپ ﷺ کا احسان ساری مخلوق ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَداً، عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

علم نورِ الٰہی ہے جو تعظیم وتکریم سے حاصل ہوتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر سلمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! علم اللہ تعالیٰ کی عظیم دولت ہے جو اپنے مخصوص بندوں کو عطا کرتا ہے ایک حدیث میں ہے مَنْ یُّرِدُاللّٰہَ بِہٖ خَیْرًا یُوَفِّقْہُ فِی الدِّیْنِ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اسکو دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو مجلسوں پر ہوا جو مسجد نبوی میں قائم تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دونوں

مجلسیں خیر کی اور نیکی کی مبارک مجلسیں ہیں۔ ایک مجلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ سے دعا اور مناجات میں مشغول ہیں اللہ چاہے تو عطا فرماوے اور چاہے تو عطا نہ فرماوے، وہ مالک مختار ہے اور دوسری مجلس کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ علم دین حاصل کرنے میں اور نہ جاننے والوں کو سکھانے میں لگے ہوئے ہیں۔ لہٰذا انکا درجہ بالاتر ہے اور میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر آپ انھیں میں بیٹھ گئے۔ مشہور تابعی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس بندے کو اس حالت میں موت آجائے کہ وہ اس دن سے علم دین کی طلب وتحصیل میں لگا ہو کہ اس کے ذریعہ اسلام کو زندہ کرے تو جنت میں اس کے اور پیغمبروں کے درمیان بس ایک درجہ کا فرق ہوگا، علم دین حاصل کرنیوالوں کا بہت بڑا درجہ اور مرتبہ ہے مگر یہ بھی ہے کہ بڑی محنت اور جدوجہد سے یہ علم حاصل ہوتا ہے عجز وانکساری تواضع خلوص رضائے الٰہی بہت ضروری ہے چنانچہ حضرت مولانا خالد فیصل ندوی لکھتے ہیں کہ ہر طالب علم اپنے اندر عجز وانکساری پیدا کرے اور علم دین، کتاب، استاذ، درس گاہ اور کاغذ وقلم کی عظمت واہمیت اپنے دل میں جاگزیں رکھے، ان سب کے لئے تواضع وانکساری، تعظیم وتکریم اور ادب واحترام کا جذبہ اپنے اندر میں موجزن رکھے، اگر طالب علم نے علم اور علم سے وابستہ تمام وسائل وذرائع کی کماحقہ عزت واحترام کی تو ایسا طالب علم حقیقت میں علوم نبوت کے حصول کا اصل مستحق ہے اور یہی طالب علم علوم نبوت کا سچا امین ووارث ہے، اس سلسلہ میں وارد احادیث وآثار اور اقوال سلف ہم تمام کے لئے مشعل راہ ہیں، حقیقت میں علم دین اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی روشنی ہے، استاذ، معلم ومربی اور شارح وترجمان ہے، کتاب علم وعرفان کا منبع ومخزن ہے، درس گاہ علم وعرفان کا مرکز ومحور ہے اور کاغذ وقلم علم وعرفان کے حقیقی ذریعہ اور وسیلہ ہیں، اسی لئے ان سب کا ادب واحترام حصول

علم کے لئے بہت ضروری ہے، علم نور الٰہی ہے اور بے ادبوں اور نافرمانوں کو علم دین سیکھنے کی توفیق نہیں ملے گی، یقیناً ادب واحترام سے ہی علم کی دولت نصیب ہوتی ہے، حضرت یوسف بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ: ”ہم نے اس علم کو تعظیم کے ذریعہ حاصل کیا، سادہ کاغذ بھی بغیر وضو کے ہاتھوں میں نہیں لیا“۔ کتاب کی عظمت واحترام کے سلسلہ میں امام مذکور کا قول وعمل بھی قابل اتباع اور لائق تقلید ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ: ”ہم کو علم جو حاصل ہوا اس میں علم کی عظمت کو بڑا دخل ہے، میرا یہ حال تھا کہ کبھی کسی کتاب کو بلا وضو نہیں چھوتا تھا۔“ اساتذہ روحانی باپ کی حیثیت رکھتے ہیں، نہایت ہی تعظیم وتکریم اور بڑی عزت واحترام کے حق دار ہیں، اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہم تمام کے لئے منارۂ نور وہدایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”میں تمہارے لئے باپ کے درجہ میں ہوں، میں تمہیں تعلیم دیتا ہوں“۔ (ابوداؤد) اور اس سلسلہ میں اسلاف کرام رحمۃ اللہ علیہ اور اکابرین عظام رحمۃ اللہ علیہ کا عمل ہم تمام کے لئے قابل تقلید نمونہ ہے، یہ واقعہ کس قدر سبق آموز ہے کہ کتاب وسنت کے بہت بڑے عالم حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جنازہ کی نماز پڑھائی، واپسی کے وقت سواری لائی گئی تو کتاب وسنت کے حافظ وترجمان حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور سواری کی رکاب تھام لی، اس پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرام صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی! آپ ایسا نہ کریں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جی نہیں! میں یہ رکاب ضرور پکڑوں گا کیوں کہ حضرات علماء اور اکابرین امت کا یہ حق ہے کہ ان کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا جائے۔ (جامع بیان العلم) اسی طرح حضرت امام شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول کس قدر نصیحت آمیز ہے، انہوں نے فرمایا کہ ”جس سے میں نے ایک حدیث بھی پڑھی ہے وہ میرے آقا ہیں اور میں ان کا ادنیٰ غلام ہوں“۔

(حوالہ سابق) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے عمل میں ہمارے لئے کیا خوب رہنمائی ہے، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ”حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جس کی وجہ سے اپنے استاد (محترم) کا نام نہ لیتے تھے، بلکہ ان کا ذکر ان کی کنیت کے ساتھ کیا کرتے تھے“۔ اسی طرح ہر درسگاہ کی نسبت مسجد نبوی، صفہ نبوی اور دار ارقم سے ہے، تعلیم وتعلم کی بناء پر ہر درسگاہ ایک حدیث کی روشنی میں برکت ورحمت کی جگہ ہے، جہاں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور سکینت کا نزول ہوتا ہے۔ (مسلم) اسلئے ہر درسگاہ ہماری طرف سے عظمت واحترام کے قابل ہے، بہرحال علم اور علم سے وابستہ سارے عناصر کی عزت وعظمت اور قدر ومنزلت ضروری ہے؛ لیکن علم اور استاد کے بارے میں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان پیروی وبجا آوری کے لائق ہے اور آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے، انہوں نے ہم طالب علموں کو یہ حکم دیا کہ ”اچھی طرح علم حاصل کرو، اس کیلئے سکینت اور وقار بھی سیکھو، جن سے علم حاصل کرتے ہو اور جنہیں علم سکھاتے ہو، ان کیلئے تواضع اور عاجزی اختیار کرو“ (دیکھئے جامع بیان العلم)

مذکورہ بالا تین ذمہ داریوں کے علاوہ اور بھی بہت سی ذمہ داریاں طالب علموں پر عائد ہوتی ہے؛ لیکن سورہ توبہ/۱۲۲ میں انذار وتبشیر پر مشتمل دعوت وتبلیغ طالب علم کی اہم ترین ذمہ داری بتلائی گئی ہے، اسی طرح ایک حدیث میں دین کو اس کی صحیح صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرنا، دین کے نام سے دین میں جاری رسم ورواج کا خاتمہ کرنا اور دین کے تعلق سے لوگوں کے اندر غلط خیالات وافکار کی بیخ کنی کرنا ہم طالب علموں کی بڑی ذمہ داریاں بتائی گئی ہیں، چنانچہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دور میں علم دین کی صحیح معرفت حاصل کرنے والوں کی پیشین گوئی فرماتے ہوئے یہ اہم ترین ذمہ داریاں ان پر عائد کی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ” آئندہ آنے والے ہر گروہ میں سے اچھے اور نیک لوگ اس علم (کتاب

وسنت کے علم) کو حاصل کریں گے (اور پھر) اس علم کے ذریعہ غلو کرنے والوں کی تحریف کو مٹائیں گے، غلط کاروں کی غلطیوں کو رفع کریں گے اور (آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی روشنی میں) جاہلوں کی تاویلوں کا رد کریں گے“۔ (بیہقی)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام طالب علموں کو اپنا مقام ومرتبہ پہچاننے والا، علم دین کی صحیح قدر و قیمت جاننے والا اور طالب علمانہ تمام واجبات وذمہ داریوں کو انجام دینے والا بنادے، آمین۔ اس سلسلے میں ہم تمام آپ ﷺ کی جامع ترین دعاء کو اپنا معمول بنالیں اور ہمیشہ اور ہمہ وقت اس کا ورد کریں وہ مبارک ومسنون دعاء یہ ہے ”اَللّٰھُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ“۔ (ابن ماجہ)

علم حاصل کرنے کیلئے تقویٰ وپرہیزگاری

علم دین حاصل کرتے وقت گناہوں سے احتیاط بھی بہت ضروری ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو لکھتے ہیں کہ جو کچھ میں یاد کرتا ہوں محفوظ نہیں رہتا تھوڑا بہت بھول جاتا ہوں امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ فلاں معجون کھاؤ، فلاں ٹانک استعمال کرو بلکہ فرمایا کہ گناہوں کو ترک کردو یہ علم صرف محنت سے حاصل نہیں ہوتا اور اگر صرف محنت ہی کے ذریعہ حاصل کیا جائے اور گناہوں کو ترک نہ کیا جائے اساتذہ کا ادب واحترام نہ کیا جائے تو علم حاصل ہو جائیگا مگر اس علم کے ذریعہ قوم وملت کو جو فائدہ پہونچنا چاہئے تھا وہ نہ پہونچے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

قرآن کریم کی تلاوت کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر، معلّمہ عزیز طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم اللہ رب العزت کی آخری کتاب ہے جو حضور نبی کریم ﷺ پر تیس سال کے عرصہ میں نازل ہوا، قیامت تک یہی کتاب انسانوں کو ہدایت ورہنمائی کرتی رہے گی۔ الٓمّٓ۔ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَارَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یہ ایسی کتاب ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں اللہ سے ڈرنے والوں کو ہدایت کرنیوالی ہے جو بھی تعصب کی عینک نکال کر اسکا مطالعہ کریگا وہ یقیناً اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا نزول کے جو اس سخت مخالف اور دشمن تھے وہ بڑی دلچسپی قرآن کریم کو سنتے، حتی کہ اپنی زبانوں کو قربان کردیا کرتے ابوجہل اخنس بن شریک اور ابوسفیان یہ بڑے بڑے کافر

ومشرک کی جو اسلام کو ہر وقت نقصان پہونچانے میں لگے رہتے تھے۔اور یہ نہیں چاہتے تھے کہ اسلام ترقی کر سکے مگر یہ لوگ بھی قرآن کریم کی شیرینی اور لذت وحلاوت کیوجہ سے سننے کیلئے بے تاب رہتے تھے۔ دوسروں کو منع کرتے تھے کہ قرآن ہرگز نہ سنو مگر خود انکا حال یہ تھا کہ راتوں رات چھپ کر سنا کرتے ۔ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ تینوں آپ ﷺ کی تلاوت قرآن سننے کیلئے الگ الگ طور پر گئے واپسی میں سب کی ملاقات ہوگئی شرمندہ ہوتے کہ دوسروں کو منع کرتے ہیں نیز خود جا کر سنتے ہیں تینوں نے عہد کیا کہ آئندہ کبھی سننے نہیں جائیں گے اتفاق ایسا کہ دوسری رات یہ سوچ کر کہ آج تو عہد وپیماں کی وجہ سے کوئی نہیں آئیگا ہر ایک پہونچ گئے پھر واپسی میں ملاقات ہوئی پھر عہد کیا کہ اب نہیں جائیں گے مگر تیسری رات پھر یہی سوچ کر پہونچ گئے کہ آج تو کوئی نہیں گیا ہوگا اور تینوں ہی پہونچ گئے پھر راستے میں ملاقات ہوئی اور شرمندہ ہوئے غرضیکہ قران کریم کی تلاوت وشیرینی ایسی ہے جو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی ۔قرآن مجید فرقان حمید اللہ تعالی کی کتاب اور اللہ رب العزت کا کلام ہے جو اللہ کا آخری اور عالمی پیغام ہے جو سب کیلئے ہدایت کا سامان ہے جو کلام بے مثال ہے، لازوال ہے، بے نظیر ہے، عالمگیر ہے،جس کے عجائبات بے شمار'' فضائل بے حساب، جس کا پڑھنا، تلاوت کرنا باعث اجر وثواب، جس کا سننا باعث اجر وثواب۔

قرآن پاک پڑھنے والے کی مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قرآن کی تعلیم حاصل کرو اس کی تلاوت کرو اور آرام کرو (سوجاؤ) بے شک قرآن کی مثال اس آدمی کیلئے جس نے اس کی تعلیم حاصل کی، اس برتن کی مانند ہے جو کستوری سے

بھرا ہوا اور اس سے ہر مکان میں خوشبو مہکتی ہو اور جس نے اس کی تعلیم حاصل کی پھر آرام کیا اور اس پر عمل نہ کیا جبکہ قرآن اس کے اندر دل میں موجود ہو اس کی مثال چڑے کے اس برتن کی طرح ہے جس میں کستوری تو موجود ہے مگر اس کے سر کو باندھ دیا گیا ہو جس سے خوشبو باہر نہ آتی ہو۔(ترمذی)

قرآن مجید کو سیکھنا اور حفظ قرآن مجید کرنا یہ تو ہر حال میں مبارک وسعود ہے لیکن اس کی تلاوت نہ کرنے سے اس پر عمل نہ کرنے سے فضائل میں کمی آجاتی ہے اور بعض اوقات آدمی ایسے اعمال کا مرتکب ہوتا ہے کہ سب کے سب فضائل وبرکات انوار واثرات سلب کر لئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جس شخص نے قرآن پاک سیکھا، پڑھا اور اس کی خبر گیری کی، راتوں کی نماز میں اس کی تلاوت کی اس کی مثال اس مشک دان کی ہے جو کھلا ہوا ہے اور اس کی خوشبو سے تمام مکان انوار وبرکات سے معمور رہتا ہے اور گر وہ حافظ سو جائے یا غفلت کی وجہ سے نہ پڑھ سکے تب بھی اس کے قلب میں جو کلام پاک ہے وہ تو بہر حال مشک ہی ہے اس سے غفلت کا یہ نقصان ہوا دوسرے لوگ اس کے برکات سے محروم رہے لیکن اس کا قلب تو اس مشک کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔(فضائل قرآن)

قرآن کی تلاوت کرنے اور نہ کرنے والوں کی مثال

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' قرآن کریم پڑھنے والے مومن کی مثال ترنج (ایک عمدہ اور کثیر الفوائد پھل) کی طرح ہے جس کا ذائقہ اور خوشبو پاکیزہ اور عمدہ ہے اور قرآن کریم نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور کی طرح ہے جس کا ذائقہ تو عمدہ ہے مگر اس میں خوشبو نہیں

اور منافق کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے پھولوں کے گلدستہ کی مانند ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہے اور قرآن کریم نہ پڑھنے والے منافق کی مثال شظل پھل کی طرح ہے جس میں نہ تو خوشبو ہے اور ذائقہ بھی انتہائی کڑوا ہے۔ (بخاری)

حضرت شیخ الحدیث اس حدیث کے فائدے میں لکھتے ہیں، مقصود اس حدیث سے غیر محسوس شئے کو محسوس شئے کے ساتھ تشبیہ دینا ہے تاکہ ذہن میں فرق کلام پاک کے پڑھنے اور نہ پڑھنے میں سہولت سے آجائے ورنہ ظاہر ہے کہ کلام پاک کی حلاوت ومہک سے کیا نسبت ترنج وکھجور کو اگرچہ ان اشیاء کے ساتھ تشبیہ میں خاص نکات بھی ہیں۔ جو علوم نبویہ کی وسعت کی طرف مشیر ہیں۔ مثلاً ترنج کو ہی لیجئے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے، معدہ صاف کرتا ہے، ہضم میں قوت دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے منافع ہیں کہ قرآت قرآن شریف کے ساتھ خاص مناسبت رکھتے ہیں، مثلاً منہ کا خوشبودار ہونا، باطن کا صاف ہونا، روحانیت میں قوت پیدا ہونا، یہ منافع تلاوت میں ہیں جو پہلے منافع کر کے ساتھ خاص مشابہت رکھتے ہیں۔ ایک خاص اثر ترنج میں یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ جس گھر میں ترنج ہو وہاں جن نہیں جا سکتا اگر یہ صحیح ہے تو پھر کلام پاک کیساتھ خاص مشابہت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے وہاں جنات نہیں آسکتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے تین چیزیں حافظہ کو بڑھاتی ہیں۔ مسواک، روزہ، تلاوت کلام اللہ شریف۔ (فضائل قرآن)

ایک حرف کی تلاوت پر ستر نیکیاں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس نے قرآن مجید بلا اعراب (تجوید کی صفات محسنہ کے بغیر) پڑھا اس کو ایک

فرشتہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو قرآن پاک کو اسی طرح لکھتا ہے جیسے نازل کیا گیا اور ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں لکھتا ہے۔ پس اگر قرآن کے کچھ حصہ کو اعراب کے ساتھ پڑھا (کچھ صفات محسنہ کے ساتھ اور کچھ صفات لازمہ کے ساتھ) اس کو دو فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے جو اس کیلئے ہر حرف کے بدلے میں بیس نیکیاں لکھتے ہیں پس اگر کوئی قرآن پاک کو مکمل اعراب کے ساتھ (یعنی مکمل تجوید کے ساتھ) پڑھتا ہے اور اس کیلئے چار فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو اس کیلئے ہر حرف کے بدلے ستر نیکیاں لکھتے۔ (مجمع الزوائد)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستر نیکیوں کا اتنا عظیم ثواب ملتا ہے جس کو چار فرشتے نامہ اعمال میں لکھتے ہیں اور جو ایک حرف اور آیت نہیں بلکہ بہت سی آیات تلاوت کرتا ہے اس کے اجر وثواب اور نیکیوں کا اندازہ آپ خود ہی کر لیں۔

تلاوت کی ہوئی آیت قیامت میں نور ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس نے قرآن سے کوئی آیت تلاوت کی تو وہ آیت روز قیامت اس کیلئے نور ہوگی اور جو کتاب اللہ کی کسی آیت کو سننے کیلئے متوجہ ہوا اس کیلئے نیکی لکھی جاتی رہتی ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں دو فضیلتیں بیان کی گئی ہیں ایک اس آیت کا قیامت میں تلاوت کرنیوالے کیلئے نور ہونا اور دوسرا سننے والے کیلئے اجر کا دہرانا اور جو قرآن مجید کی آیات پڑھنے، سننے اور عمل کرنے پر پوری زندگی صرف کر دیتا ہے اس کیلئے نورانیت اور حسنات کا حساب لگانا بہت مشکل ہے۔ حدیث شریف میں جو دوہرا اجر کا لفظ آیا ہے اس کا معنی دور چند اور اس سے زائد اور ہمیشہ بڑھنے کا بھی آتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ایک لحاظ سے ایک آیت کا بغور سننا اتنا اجر دلانا ہے کہ قیامت تک اجر لکھا جائے گا۔ (جامع الصغیر)

ایک آیت کی تلاوت عرش کے علاوہ ہر شئے سے افضل

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بیشک کتاب اللہ کی کسی آیت کا سننا بہت بڑی روٹی صدقہ کرنے سے زیادہ اجر رکھتا ہے اور کتاب اللہ کی کسی آیت کی تلاوت کرنا عرش کے علاوہ وہ ہر شئے سے افضل ہے۔ (کنز العمال)

آیت قرآنی کا سننا اس حدیث میں صدقہ کرنے سے افضل معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ قرآن خدا تعالیٰ کی صفت کلام ہے اور اسی طرح برتر ہے جیسے خود اللہ تعالیٰ مخلوق سے برتر ہیں اس لئے اس کا سماع بھی صدقہ سے افضل ہوا۔ اسی طرح تلاوت قرآن کا عرش کے علاوہ ہر شئے سے افضل ہونا بھی اس سے واضح ہوتا ہے اور عرش کا تلاوت سے افضل ہونا اس لئے ہے کہ یہاں خدا تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کرنے والا بندہ ہے اور عرش پر خود صاحب کلام اللہ رب العزت اپنی شان جل جلالہ کے مطابق مستوی ہے۔ تلاوت کی نسبت بندہ کی طرف ہے اور عرش کی نسبت خود اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اس لئے عرش اور بندہ کی تلاوت میں بھی اتنا ہی فرق اور تناسب ہے اگرچہ صفت کلام باری تعالیٰ عرش سے افضل ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ایک آیت کی تلاوت سے جنت میں درجہ بلند اور نور کا چراغ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی اس کیلئے جنت میں درجہ بلند ہوگا اور نور کا چراغ ہوگا۔ (کنز العمال) اس حدیث میں حافظ یا ناظرہ خواں کی کوئی قید نہیں ہے پس جب بھی کوئی قرآن کی ایک آیت کی تلاوت کرے گا اس کیلئے جنت میں ایک درجہ بلند ہو جائے گا اور ایک نور کا چراغ روشن ہو جائے گا۔ پس کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آیت

قرآنی کو بار بار تلاوت کر کے اپنے لئے جنت میں درجات اور چراغ بڑھاتے رہتے ہیں ہمیں بھی چاہئے کہ قرآن کریم سے شغف و وابستگی پیدا کر کے یہ سب سعادتیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

روزہ اور قرآن سفارشی ہوں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَلصِّیَامِ وَالْقُرآن یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامَ اَیُّ رَبِّ اِلٰی مَنَعْتِہِ الطَّعَامَ وَالشَّھَوٰاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفَّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنَ مَنَعْتِہِ النَّوْمِ بِاللَّیْلِ فَیُشَفِّعُنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ اَوْ کَمَا قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ روزہ اور قرآن بندے کیلئے سفارش کریں گے یعنی اس بندے کیلئے جو دن بھر روزہ رکھے اور رات میں اللہ کے دربار میں کھڑے ہو کر قرآن کریم کو پڑھے یا سنے۔ روزہ عرض کریگا یا اللہ میں نے اس بندے کو کھانے پینے اور خواہش نفس کے پورا کرنے سے روکے رکھا آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے اسکورات کے سونے اور آرام کرنے سے روکے رکھا خداوند آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اس کے ساتھ اور رحمت کا معاملہ فرما، چنانچہ روزہ دار اور قرآن کی سفارش اس بندے کے حق میں قبول کی جائیگی اور اس کے لئے جنت اور مغفرت کا وعدہ کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم سے گہرا شغف نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مسلم معاشرے میں مساجد کا کردار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَوْ لَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اسکی بڑی اہمیت ہے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بُنِیَ اللّٰہُ لَہٗ فِی الْجَنَّۃِ اَوْسَعَ مِنْہُ جس نے اللہ کیلئے کوئی مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں اس سے کشادہ گھر تعمیر کریں گے، مسجد مرکزی جگہ ہے مسجد کے قیام کا مقصد صرف ایک فریضہ کی ادائیگی ہی نہیں بلکہ اسکے علاوہ بھی بہت امور کی انجام دہی مسجدوں سے ہی ہوتی ہے سارے مسلمان ایک ساتھ مل کر نماز

پڑھتے ہیں پانچ اوقات ان سب کی ملاقات ہوتی ہے ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہو آپسی محبت اور اتحاد پیدا ہو۔

مسجد کا تعلق امت کی زندگی سے ہے

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ تشریف لانے کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ مسجد کی تعمیر کی۔ اس بات سے ہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں مسجد کا کیا مقام اور کتنی اہمیت ہے۔ اس مسجد کی تعمیر میں آپ ﷺ خود شریک ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے پتھر اٹھائے۔ اگرچہ مسجد نبوی ﷺ اپنی عمارت اور زیبائش کے لحاظ سے ایک عام سی مسجد تھی لیکن یہ مسجد دراصل ان تمام عالی شان مساجد کے قیام کی بنیاد بنی، جو بعد میں دہلی، قرطبہ، اصفہان، تاشقند اور لاہور میں نظر آتی ہیں۔ مسجد کا تعلق امت کی زندگی سے اسی وقت قائم ہو گیا تھا۔ مسجد دعوت، عدالت اور سیاست کا مرکز بن چکی تھی۔ مقدمات کا فیصلہ یہاں کیا جاتا تھا، جہاد کے لیے پکار کر لوگوں کو جمع یہاں کیا جاتا تھا اور لشکر کی روانگی یہیں سے ہوا کرتی تھی، مجلس شوریٰ کا اجلاس بھی یہیں ہوا کرتا تھا۔ پنج وقتہ نماز مسجد میں ہوتی تھی حتی کہ منافق بھی مسجد میں حاضر ہوتے تھے۔ یہ تصور نہیں تھا کہ کوئی فرد جس کا تعلق امت مسلمہ سے ہو اور وہ مسجد میں حاضر نہ ہو۔ فجر کی نماز کی خصوصیت سے اہمیت تھی۔

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب نماز کیلئے مسجد جایا کرتے تھے تو لوگوں کو نماز کے لیے جگایا کرتے تھے۔ صفیں درست اور سیدھی رکھنے کا مکمل اہتمام کرتے تھے۔ گویا مسلمان معاشرے میں مسجد، امت کی پوری زندگی کا مرکز تھی۔ سیاست، عدالت اور اجتماعی زندگی کا مرکز بھی مسجد تھی اور تعلیم وتربیت کا مرکز بھی۔ اسلام کی تاریخ میں مساجد سے بڑے بڑے مدارس ملحق رہے۔ وہ مدارس ہماری بڑی

جامعات تھیں، ملت مسلمہ کی کیمبرج اور آکسفورڈ تھیں۔ان مساجد سے متصل طلبہ کے قیام کے لئے حجرے تعمیر کیے گئے تھے اور نظام تعلیم مساجد کے گرد قائم تھا۔ یہ ہمارا عروج کا دور تھا۔لیکن بعد میں جیسے جیسے امت کا زوال زور پکڑتا گیا،اس کے ہاتھ سے دنیا کی قیادت ورہنمائی کا منصب بھی نکلتا گیا اور ساتھ ہی مسجد کے ہاتھ سے بھی امت کی قیادت ورہنمائی بھی چلی گئی۔

ضروری ہے کہ مسجد کے ائمہ کو وہی مقام حاصل ہو جو انکا حق ہے۔

لیکن اس کیلئے ناگزیر ہے کہ مسجد کے ائمہ اپنے آپ کو منصب اور مقام کو سنبھالنے کا اہل بنائیں۔ اس کے بغیر امت کی اجتماعی زندگی کا احیا اوراس کو درپیش چیلنج کا مقابلہ ممکن نہیں ہے۔اس وقت امت کے اتنی بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود ذات ومسکنت ہمارا مقدر ہے،ہم پر غیر اقوام کا غلبہ ہے۔ دنیا کی قومیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی ہیں۔اس وقت مسلمان اپنی زندگی کے ایک انتہائی خطرناک دور سے گزر رہے ہیں۔لیکن جہاں خطرات ہیں وہیں امکانات بھی موجود ہیں۔

آج امت کواتنا بڑا خطرہ درپیش ہے کہ تاریخ میں کبھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ غالب تہذیب نے جس طرح مسلمانوں کو اپنا حریف اور نشانہ بنالیا ہے،اس کیلئے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔صرف تقاریر، قرار دادوں اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرنے سے بات نہیں بنے گی۔ان خطرات کا مقابلہ کرنے کیلئے ائمہ کرام کو اپنا حقیقی کردار ادا کرنا ہوگا۔اپنا مقام ومنصب پہنچانا ہوگا۔ یہ ناگزیر ہے کہ مسجد کے ائمہ اس بات کے اہل ہوں کہ وہ وہی مقام سنبھال سکیں، امت کی رہنمائی کرسکیں اور مسجد کا امت کی زندگی میں وہی مقام ہو، جو نبی اکرم ﷺ نے اس کو مدینہ کی اجتماعی زندگی میں دیا تھا۔

مساجد اتحاد پیدا کرتی ہیں

آپسی اختلافات کو دور کرنے کی ضرورت ہے معمولی معمولی باتوں کیوجہ سے مسلمان ٹکڑیوں میں بٹ گئے ہیں دشمنان اسلام سیکڑوں اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے خلاف متحد ہوجاتے ہیں اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجاتے ہیں، اور مسلمان ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں لگے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃ سارے مسلمان بھائی ہیں نبی کریم ﷺ کا فرمان سارے مسلمان شخص واحد کی طرح ہیں اگر سر میں تکلیف ہوتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے یہی مثال سارے مسلمانوں کی ہے اگر ایک مسلمان کو کوئی تکلیف پہونچے تو سارے مسلمانوں کو اسکا احساس ہونا چاہئے اتحاد بہت بڑی نعمت ہے جب تک آپس میں اتحاد نہیں ہوگا اس وقت تک ہماری کوئی طاقت واہمیت نہیں ہوگی کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے

متحد ہوگے تو کہلاؤ گے غازی ومومن
منتشر ہوگے تو قسطوں میں صفایا ہوگا

اتحاد وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے مساجد کے ذریعہ لوگوں میں اس دعوت کو پہونچایا جاسکتا ہے اور لوگوں کو ایمان کی بنیاد پر اکٹھا کیا جاسکتا ہے اللہ ہمارے اندر اتحاد کی طاقت پیدا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

علم سے درجات بلند ہوتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قابلِ صداحترام معلمات، ماؤں اور بہنو!

مسلم اور اہل علم کی بڑی فضیلتیں قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے اور آسمان وزمین میں رہنے والی ساری مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور پانی میں رہنے والی مچھلیاں بھی اس بندے کیلئے دعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی اور دین کی تعلیم دیتا ہے، کتنا برا مرتبہ ہے طلبا اور علماء کا اور کتنے خوش نصیب ہیں یہ لوگ کہ مچھلیاں بھی دعائیں کرتی ہیں

ایک حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص علم کی تحصیل میں گھر سے یا وطن سے نکلتا ہے وہ اس وقت تک اللہ کے راستے میں ہے جب تک واپس آئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ کیا جاننے والا اور نہ جاننے والے دونوں برابر ہو سکتے ہیں یعنی یہ دونوں کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے پڑھے لکھے لوگوں کا مقام ومرتبہ بہت بلند ہے۔

علم کی بھی مختلف قسمیں ہیں

کچھ اشخاص وافراد کو کچھ چیزوں کا خصوصی علم عطا فرمایا گیا اور ان کا یہ علم ان کے لیے مزید حصول درجات کا سبب بنا۔ چنانچہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء دیا گیا کہ کس چیز کا کیا نام ہے اور اس میں کیا کیا فوائد وحکمت مستور و پوشیدہ ہیں۔ اور بقول مفسرین یہی علم ان کے مسجود ملائک ہونے کا ذریعہ بنا کہ اس علم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا۔ (البقرہ:۳۱)

حضرت خضر علیہ السلام کو علم الفراست عطا کیا گیا۔ (الکہف: ۶۵) اور اس علم کی برکت سے ان کو یوشع بن نون اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے شاگرد ملے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب کی تعبیر کا علم عطا کیا گیا۔ (یوسف:۱۰۱) اور ان کو اس علم کی برکت سے سلطنت حاصل ہوئی۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانے کا علم عطا کیا گیا۔ (انبیاء:۱۰۸) اس علم کی برکت سے ان کو سرداری حاصل ہوئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی زبان اور ان کی گفتگو کا فہم عطا کیا گیا۔ (النمل:۱۶) اس علم کی برکت سے ان کو بلقیس جیسی ملکہ اور اس کے ملک پر غلبہ نصیب ہوا۔

اے ابن آدم! اگر مخلوقات کے نام محفوظ کرنے پر آدم علیہ السلام کو تحیہ وسلام حاصل ہوسکتا ہے تو کیا ذات خالق اور اس کی صفات کا علم حاصل کرنے پر فرشتوں کا تحیہ وسلام حاصل نہیں ہوگا؟ ضرور حاصل ہوگا، بلکہ خود رب کا سلام حاصل ہوگا۔ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ (یٰس:۵۸)

مجلس علم کی برکت

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بسا اوقات آدمی اپنے گھر سے اس حالت میں نکلتا ہے کہ اس پر تہامہ کے پہاڑوں جتنا (گناہوں کا) بوجھ ہوتا ہے اور جب وہ کسی علم کی مجلس میں پہنچتا ہے اور وہاں علم کی بات سنتا ہے تو اپنے گھر اس حالت میں واپس آتا ہے کہ اس کے تمام گناہ معاف ہو چکے ہوتے ہیں، اسلئے لوگو! علماء کی مجالس کو لازم پکڑلو کیونکہ زمین کا کوئی حصہ ان کی مجلس سے افضل نہیں ہے۔

علماء کی مجلسوں میں بیٹھنے والا کبھی بھی محروم نہیں رہتا جس طرح عطر فروش کی دکان پر بیٹھنے والا ہمیشہ فائدہ میں رہتا ہے یا تو اسکو عطر ہی مل جائیگی یا تو خرید لے گا یا صاحب دکان اس کو بھی تھوڑی سی عطر لگا دے گا اور نہیں تو کم از کم خوشبو سے ذہن ودماغ کو معطر ہی کرے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اللہ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ علماء ہی معرفت خداوندی سے واقف ہوتے ہیں اور عوام الناس کو علم نہ ہونے کی وجہ سے معرفت خداوندی سے بھی وقفیت نہیں ہوتی اس لئے ان کے اندر اللہ کا خوف اور تقویٰ اس درجہ کا نہیں ہوتا جس درجہ علماء ئے کرام کے اندر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی

لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کرنیکا حکم دیا ہے جس کے اندر تقویٰ و پرہیزگاری اور خشیت الٰہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو، تاکہ اس کے اثرات پاس بیٹھنے والوں میں بھی منتقل ہوتی ہے بہر حال علماء کی مجلس بڑی برکت والی مجلس ہے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ کچھ وقت اولیاء اللہ کی صحبت میں گذار دینا سو سال کی خالص نفلی عبادت سے بہتر ہے بہت بڑی دولت ہے صحبت علماء اللہ تعالیٰ ہم سب کو علماء کرام سے عقیدت ومحبت نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بیٹی کے متعلق معاشرے کے جاہلانہ تصورات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَا اَوْیُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَا نًا وَّاِنَاثًاوَّیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! آج میری تقریر کا موضوع ہے بیٹی کے متعلق معاشر کے جاہلانہ تصورات۔ اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کرنی ہے قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ لڑکے یا لڑکی پیدائش میں انسان کا کوئی اختیار نہیں یہ اللہ کی مرضی ہے جسے جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے ایک شخص زندگی بھر حسرت کرتا رہتا ہے کہ کوئی لڑکا پیدا ہوجائے یا لڑکی پیدا ہوجائے تا کہ گھر سونا سونا رہے مگر اسکی

یہ حسرت دل میں ہی رہ جاتی ہے اور اسی حال میں وہ دنیا سے چلا جاتا ہے اور ایک شخص کی اولاد بڑی کثرت سے ہوتی ہے وہ چاہتا ہے کہ اب اولاد نہ ہو مگر اس کو پھر بھی اولاد مل ہی جاتی ہے یہ تو ہماری نظروں کیسامنے ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ معاشرے میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ لڑکیوں کے متعلق سے اچھا تصور نہیں رکھتے جبکہ لڑکی پیدائش مایوسی نہیں بلکہ باعث رحمت ہے جو بھی دنیا میں آتا ہے خواہ انسان ہو یا اور کوئی مخلوق ہر ایک اپنی روزی اللہ کے پاس سے لے کر آتا ہے، زمین پر جتنے بھی چلنے والے ہیں ہر ایک کی روزی اللہ ہی کے ذمہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَ اِمْلَاقٍ اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے قتل نہ کرو، اولاد تو بہر حال اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

بیٹی بھی نعمت بیٹا بھی نعمت

بیٹا اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت ہے تو بیٹی بھی اس کی رحمت ہے۔ نہ بیٹے کی پیدائش پر مارے خوشی کے آپے سے باہر ہونا چاہیئے اور نہ بیٹی کی پیدائش پر افسردگی اور مایوسی میں ڈوبنا چاہیئے۔ ہمارے معاشرے میں بچیوں کی پیدائش کے سلسلہ میں بعض جاہلانہ تصورات پائے جاتے ہیں، مثلاً شادی کے بعد اگر پہلے بیٹی پیدا ہو تو اسے نحوست کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ خاتم النبیین ﷺ کے ہاں پہلے بیٹی ہی پیدا ہوئی تھی۔ اگر نحوست کی علامت ہوتی تو کم از کم نبیوں کے سردار ﷺ کے ہاں یہ معاملہ پیش نہ آتا۔

اس واقعہ کا پیش آنا گویا اس بات کی دلیل ہے بچی کی پیدائش علامتِ نحوست نہیں۔ لڑکا پیدا نہ ہو تو خرابی مرد میں ہے عورت میں نہیں: اس طرح ہمارے یہاں ایک جاہلانہ تصور یہ ہے کہ جس عورت کے ہاں صرف بچیاں پیدا ہوں اسے قصوروار ٹھہرایا

جاتا ہے۔ اس کے ساتھ خاوند سے لے کر سسرال کے ایک چھوٹے فرد تک سبھی ظالمانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ حالانکہ بچیاں پیدا ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ عورت کا کوئی قصور ہے بلکہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے طے کی ہوئی قسمت کا فیصلہ ہے۔ جسے کوئی انسان اپنی مرضی سے بدل نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں جدید سائنسی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے اگر کسی عورت کے ہاں صرف بیٹیاں ہی پیدا ہوں تو یہ اس کی علامت ہے کہ عورت کا نظام ولادت ٹھیک ہے مگر مرد میں کمزوری ہے عورت کے زنانہ جراثیم (انڈے) تو اپنا کام کررہے ہیں مگر مرد کے مردانہ جراثیم (سپرمز) میں کوئی خرابی یا کمزوری ہے۔

دراصل مرد کے مادہ تولید میں ایکس وائی (x,y) دو قسم کے جرثومے ہوتے ہیں جبکہ عورت کے مادہ تولید میں صرف ایکس ایکس (x.x) جراثیم ہوتے ہیں۔ اگر عورت کا ایکس (x) مرد کے ایکس سے (x) سے ملاپ کرے تو لڑکی کا جنین بنتا ہے بصورت دیگر اگر مرد کا وائی (y) عورت کے ایکس (x) سے ملاپ کرے تو لڑکے کا جنین بنتا ہے۔ اور اگر مرد کے مادہ تولید میں صرف ایکس (x) جراثیم ہوں اور وائی (y) موجود نہ ہوں یا کمزور ہوں یا مرد کے وائی (y) جرثومے عورت کے ایکس (x) جرثوموں سے ملاپ نہ کرسکیں تو ایسا مرد عورت سے ملاپ کے باوجود لڑکا پیدا نہ کرسکے گا۔

معلوم ہوا کہ لڑکا پیدا نہ ہونے میں عورت بیچاری کا کوئی قصور نہیں بلکہ خرابی مرد میں ہے۔ کہ اس کے جراثیم مردہ یا کمزور ہیں جو لڑکی کی پیدائش کا ذریعہ بنتے ہیں۔ یا تو یہ کسی بیماری کی وجہ سے ہوتا ہے یا پھر فطری طور پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ جب تک یہ خرابی دور نہ ہو تب تک ایسا مرد جتنی چاہے شادیاں کرلے اس کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہوگا۔

بیٹیوں کی فضیلت

بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنَا وَهُوَ وَضَمَّ اَصَابِعَهُ'' (مسلم)(۲۶۳۱) کتاب البر والصلۃ والآداب، بیہقی فی شعب الایمان (۶/۴۰۴) شرح السنہ (۶/۱۸۸) ''جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ بالغ ہوگئیں تو وہ اور میں روز قیامت (اس طرح) آئیں گے اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَالَ بِنْتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا حَتّٰى بَيْنَ اَوْ يَمُوْتُ عَنْهُنَّ كُنْتُ اَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ ، وَاَشَارَ بِاُصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا '' (صحیح ابن حبان: ۴۴۸، صحیح الترغیب والترھیب: ۱۹۷۰، کتاب النکاح وما یتعلق بہ) ''جس نے دو یا تین بیٹیوں کی یا دو اور تین بہنوں کی پرورش کی حتی کہ وہ (وفات یا شادی وغیرہ کے ذریعے اس سے) جدا ہوگئی یا وہ انہیں چھوڑ کر فوت ہوگیا تو وہ اور میں جنت میں ان دونوں (انگلیوں) کی طرح ہوں گے اور آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ شہادت اور اس کے قریب والی انگلی کی طرف اشارہ کیا''۔

بیٹیوں کی اچھی پرورش پر جہنم سے چھٹکارہ نصیب ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لئے ہوئے مانگتی ہوئی آئی۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا، میں نے وہی دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دو بچیوں میں تقسیم کردی اور خود نہیں کھائی پر وہ اٹھی اور چلی گئی اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا حال

بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو معمولی سے تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کیلئے دوزخ سے بچاؤ کیلئے آڑ بنجائیں گی''۔

(بخاری:۱۴۱۸، کتاب الزکاۃ، باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ، مسلم:۲۶۲۹، کتاب البر والصلۃ والآداب:۲۴۶۲۶، ترمذی:۱۹۱۳، شرح السنۃ للبغوی:۱۶۸۱، بیہقی:۴۷۸/۷)

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:''**من ابتلی بشیء من البنات فصبر علیهن کناله حجابا من النار**'' (الترمذی:۱۹۱۳، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والاخوات)۔

جو شخص بیٹیوں کی وجہ سے کسی چیز کے ساتھ آزمایا گیا اور پھر اس نے ان پر صبر کیا تو وہ اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کے لئے رکاوٹ بن جائیں گی۔

اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے کہ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت اور پرورش پر جنت کی خوشخبری اور بشارت سنائی جارہی ہے اللہ تعالیٰ لڑکیوں کیوجہ سے گھروں میں خیرو برکت نازل فرماتے ہیں اور خوشحالی پیدا ہوتی ہے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پرورش پر سبقت لے جاتے تھے اور ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ غریب ویتیم بچی کی پروش میں کروں گا یہ آپ ﷺ کی صحبت بابرکت کا نتیجہ تھا کہ جس نے عربوں کو ہر چیز کا سلیقہ عطا کیا اور تعلیم وتربیت کر کے اس بلندی پر پہونچا دیا کہ دنیا کی امامت وقیادت انکے سپرد کردی اور انہوں نے ظلمت وتاریکی میں پھنسی ہوئی انسانیت کی رہنمائی کی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جو نہ تھے خود راہ اوروں کے رہبر بن گے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

غیر مسلموں کے ساتھ اسلام کا عدل وانصاف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترم صدر معلّمہ بزرگ، ماؤں اور بہنو! اسلام امن وشانتی کا مذہب ہے اپنوں اور غیروں کیساتھ عدل وانصاف کا حکم کرتا ہے تاریخ اسلام میں ایسی بہت سے مثالیں مل سکتی ہیں، عادل ومنصف جج نے ذرا بھی خوف نہیں اور اپنے امیر المومنین کے خلاف ہی فیصلہ کردیا اور غیروں کے حق میں فیصلہ سنادیا اور اس طرح اسلام کو سربلندی عطا کی اور یہ ثابت کردیا کہ اسلام عدل وانصاف کا پیکر مذہب ہے۔

ذمیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیا جائیگا

حضرت محمد ﷺ مسلمان اور غیر مسلم سبھوں کے ساتھ عدل برتنے کا حکم فرمایا ہے: ''اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ'' (نساء:۵۸) اللہ تعالیٰ تمہیں امانتیں حقدار کے حوالہ کر دینے کا حکم فرماتا ہے اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کیساتھ کرو۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان آیتوں (کے معنی ومفہوم) کو کما حقہ سمجھا اور ان پر عمل بھی کیا۔ اس طرح سے لوگوں کی ذات یا جنس یا دین یا حسب ونسب دیکھے بغیر عدل کا حکم سب کے درمیان کرنے کا حکم ہے۔ سب برابر ہیں، حتی کہ کوئی صاحب حق رحقدار مسلمانوں کا مخالف ہی کیوں نہ ہو مگر اس غیر مسلم حقدار کو اس کا حق دینا ضروری ہے۔ قرآن نے حضرت محمد ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ اہل کتاب اپنے درمیان فیصلہ کرانے کیلئے اگر آپ کے پاس آئیں تو آپ انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَھُمْ بِالْقِسْطِ، اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ۔ (مائدہ:۴۲) اگر آپ فیصلہ کریں تو آپ ان کے درمیان فیصلہ کریں انصاف کیساتھ، اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ تیس سے زیادہ حدیثوں میں، ذمیوں کے حق سے متعلق حضرت محمد ﷺ نے اپنے اصحاب کو سختی کے ساتھ تلقین فرمائی ہے۔ جو مسلمانوں کے ساتھ ایک معاہدہ کے تحت مرتبط ہو، وہ ذمی ہے جیسے حدیث میں ہے: ''مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاھِدًا لَمْ یَرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاِنَّ رِیْحَھَا لَیُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَۃِ اَرْبَعِیْنَ عَامًا'' (بخاری) جس نے کسی ذمی کو مار ڈالا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا، جبکہ اس کی خوشبو چالیس سال تک کی مسافت پر بھی محسوس کی جائے گی اور فرمایا سنو! جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا یا اس کا حق مارا۔ نبی کریم

ﷺ نے بلا شرط اسلام کسی بھی جان کو عذاب دینے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوا: ''اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُعَذِّبُ الَّذِیْنَ یُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا'' جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ عذاب سے دوچار کرے گا۔ (مسلم) حضرت محمد ﷺ نے اسلامی معاشرہ کے اندر غیر مسلموں کی ضمانت لی ہے۔ انکی جان ومال اور عزت وآبرو کو مامون قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ جب تک سرزمین اسلام پر رہیں گے مسلمان یا غیر مسلم کسی کی بھی طرف سے انکو نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

اسلامی عدالت کا حیرت انگیز واقعہ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انہیں کا ایک یہودی کے ساتھ مقدمہ آیا وقت کے سب سے بڑے قاضی قاضی شریح کے دربار میں واقعہ کچھ اس طرح تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہے اپنی زرہ یہودی کے پاس دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ زرہ میری ہے یہودی نے کہا کہ یہ زرہ میری ہے مقدمہ عدالت میں گیا، امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے۔ قاضی شریح نے کہا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ زرہ آپ ہی کی ہے۔ گواہ پیش کیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے اور ایک غلام کو پیش کیا قاضی شریح نے فرمایا: یا امیر المومنین شهادة الابن للاب لایجوز بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں قبول نہیں کی جاتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ لَایَجُوْزُ شَھَادَتُہٗ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ حیرت کی بات ہے ایک جنتی شخص کی گواہی قبول نہیں کی جا سکتی جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہونگے قاضی شریح نے فرمایا امیر المومنین بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں قبول

نہیں کی جا سکتی ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموشی کے ساتھ اس فیصلہ پر راضی ہو گئے، پھر یہودی نے اسلامی عدالت کے حیرت انگیز عدل وانصاف کو دیکھ کر فرمایا امیر المومنین فدمنی الی قاضیه وقاضیه یقضی علیه اشهد ان الدین علی الحق واشهد ان لاالہ الاالله وان محمدا عبده ورسوله وان الدرع درعک یا امیر المومنین سفطت معک لیلا امیر المومنین میرا مقدمہ لیکر اپنے قاضی کے پاس گئے اوران کا قاضی انہیں کے خلاف فیصلہ کر رہا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ دین حق پر ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ زرہ آپ ہی کی ہے۔رات میں گر گئی تھی میں نے اٹھالیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تو مسلمان ہو گیا تو یہ زرہ بھی تیری ہے یہ ہے اسلامی عدل وانصاف کہ جس کی دشمن بھی شہادت دے۔تاریخ میں ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں قاضیوں نے بلا کسی خوف وخطر کے حکام وقت کے خلاف فیصلہ صادر فرمایا۔

وَمَا عَلَيۡنَا اِلَّا الۡبَلَاغ

☆☆☆

بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دیں

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡاَنۡبِيَآءِ وَالۡمُرۡسَلِيۡنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ، بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ يَهَبُ لِمَنۡ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنۡ يَّشَآءُ الذُّكُوۡرَ اَوۡيُزَوِّجُهُمۡ ذُكۡرَانًا وَّاِنَاثًاوَّيَجۡعَلُ مَنۡ يَّشَآءُ عَقِيۡمًا اِنَّهٗ عَلِيۡمٌ قَدِيۡرٌ صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

میری مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دیں، بیٹے بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں بیٹیاں بھی اللہ کی عظیم ہیں اس لئے دونوں پر ہی خصوصی توجہ دینی چاہئے عام طور پر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ والدین بیٹوں پر توجہ زیادہ کرتے ہیں اور بیٹیوں پر توجہ کم کرتے ہیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: سَوُّوۡمِيۡنَ اَوۡلَادَكُمۡ فَلَوۡ كُنۡتُ مُفَضِّلًا لَفَضَّلۡتُ النِّسَآءَ اپنی اولاد کے درمیان عطیات میں برابری کرو اگر میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں یعنی لڑکیوں کو ترجیح دیتا والدین اپنی زندگی میں اولاد پر جو کچھ خرچ کریں تو ایسا نہ ہو کہ کسی اولاد کو کم اور کسی اولاد کو زیادہ دیں بلکہ ساری اولاد کے درمیان برابری کے ساتھ تقسیم

کریں ہاں میراث کا مسئلہ کچھ الگ ہے کہ لڑکیوں کو لڑکوں کا نصف ملے گا۔ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس صورت میں بھی شریعت نے لڑکوں کے لئے کوئی زیادہ دینے کا فیصلہ نہیں کیا ہے کیونکہ لڑکوں کے اوپر ذمہ داریاں بہت ہیں اسکے بیوی بچے اگر کوئی بہن بیوہ یا مطلقہ ہوگئی ہے تو اسکا خرچ اسکی دوبارہ شادی بیاہ کا نظم وانتظام اور لڑکیوں کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں تو نصف حصہ شریعت نے جو مقرر کیا ہے وہ بہت زیادہ ہے کہ لوگ اس کا خیال کرتے صحیح طور پر اسکو حق میراث دیدیں تو لڑکیا بہت خوشحال ہوجائیں گی کیونکہ بسا اوقات لڑکیاں بیچاری غربت وافلاس میں زندگی گذارتی ہے اور بھائی اچھی پوزیشن میں ہوتے ہیں اور باپ کی ساری میراث ہڑپ کرکے رکھ لیتے ہیں اس سلسلہ میں بڑی کوتاہیاں ہوتی جارہی ہیں والدین کی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ بیٹیوں پر زیادہ توجہ کریں تاکہ ان کو کمتری کا احساس نہ ہو۔

لڑکیوں کی شادی کیلئے انکی مرضی کا خیال رکھیں

حدیث شریف میں آتا ہے جس کے ہاں بیٹی پیدا ہو اس نے بیٹی کو اذیت نہ پہونچائی اسے اچھائی سے نہ روکا اور بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (احمد)

تم میں سے کوئی شخص اپنی بیٹی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ایک بدصورت گھٹیا شخص سے اس کی شادی کرادیتا ہے حالانکہ عورتیں بھی وہی کچھ چاہتی ہیں جو تم چاہتے ہو۔ (رواہ ابونعیم عن الزبیر)

جس شخص کے ہاں دو بیٹیاں جوان ہوجائیں اور اس نے بیٹیوں کیساتھ اچھا برتاؤ کیا ہم اسے جنت میں داخل کریں گے۔ (طبرانی) میری امت میں جس شخص کے ہاں تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں وہ اچھی طرح سے ان کی پرورش کرے حتی کہ

انہیں بیاہ دے یا وہ مرجائیں وہ شخص جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں سبابہ اور وسطی جمع کرکے اشارہ کیا۔ (طبرانی)

تم ان پر خرچ کرتی رہو ان پر جو تم خرچ کروگی اسکے بدلہ میں تمہارے لئے اجر وثواب ہے۔ (بخاری، مسلم) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بیٹوں پر خرچ کروں تو کیا میرے لئے اجر وثواب ہوگا؟ جبکہ وہ تو میرے بھی بیٹے ہیں اس پر آپ ﷺ یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ (احمد)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے جنت واجب کردی ہے اور اس کھجور کے بدلہ میں اسے دوزخ کی آگ سے آزاد کردیا ہے۔ (رواہ احمد بن حنبل ومسلم عن عائشہ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی اس نے اپنے پاس اپنی دو بیٹیاں اٹھا رکھی تھیں میں نے اسے تین کھجوریں دیں اس نے ہر بچی کو ایک ایک کھجور دی اور ایک کھجور اپنے منہ کی طرف لے گئی تاکہ وہ بھی کھائے لیکن بچیوں نے اس کھجور کا بھی مطالبہ کردیا عورت نے کھجور دو حصوں میں تقسیم کی اور ایک ایک حصہ دونوں کو دے دیا۔ میں نے یہ واقعہ رسول کریم ﷺ سے بیان کیا اس پر آپ نے یہ ارشاد فرمایا۔ اس نے جو اپنے دو بیٹیوں پر رحم کیا ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی اس پر رحم کردیا ہے۔ (رواہ الطبرانی)

کہتے ہیں ایک عورت نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے پاس دو بیٹے تھے آپ ﷺ نے اسے تین کھجوریں دیں عورت نے اپنے دونوں بیٹوں کو ایک ایک کھجور دی، جب بچوں نے اپنے حصہ کی کھجوریں کھالیں ماں کی طرف دیکھنا شروع کردیا ماں نے اپنے حصہ کی کھجور دو حصوں میں تقسیم کی اور بچوں کو دے دی اس پر یہ حدیث ارشاد فرمائی۔

(ماخوذ از کنز العمال ۱۶/۵۹۵)

آج بھی لڑکیوں پر ظلم کیا جاتا ہے

لڑکیاں رحمت اور برکت کا ذریعہ ہیں اور دخول جنت کا ذریعہ ہیں مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ لڑکیوں کو وہ مقام نہیں دیا جاتا ہے جو انکو ملنا چاہئے زمانہ جاہلیت میں جس طرح لڑکیوں پر ظلم ڈھایا جاتا تھا آج بھی بڑے پیمانے پر لڑکیوں کو ظلم وستم کی چکی میں پیسا جاتا ہے پہلے لڑکیوں کو زندہ درگور کیا جاتا تھا اور آج رحم مادر ہی میں مار دیا جاتا ہے اخباروں میں آئے دن افسوسناک خبریں آتی رہتی ہیں کہ میڈیکل چیک اپ کے ذریعہ معلوم کراکے بچی ہونے کی صورت میں جنین کو نکال کر کوڑے دان میں ڈالدیا گیا آخر لڑکیوں کی پیدائش کو اس قدر ناگوار کیوں محسوس کیا جارہا ہے کیا لڑکی اللہ کی مخلوق نہیں ہے کیا وہ والدین سے محبت نہیں رکھتی کیا وہ اللہ کے یہاں سے اپنا رزق لے کرنہیں آتی؟ آخر آج لوگوں کا مزاج کتنا بدل گیا ہے کہ حدیث میں اتنی ساری بشارتیں لڑکیوں کی پرورش پر آنے کے باوجود ہماری رگ حمیت نہیں بھڑکتی اور ہم کو لڑکیوں کی پیدائش پر خوشی نہیں ہوتی۔ اللہ ہم کو صحیح سمجھ عطا فرمائے اور لڑکیوں کے حقوق ادا کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اہلِ جنت
خوبصورت اور حسین وجمیل ہوں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، مُتَّکِئِیْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! یہ دنیا دارالامتحان اور دارالعمل ہے جو یہاں عمل صالح کریگا آخرت میں وہ چین وسکون سے زندگی بسر کریگا۔ مومنین کو آخرت میں ملنے والی نعمتیں ایسی ہیں جنکا انسان وہم وگمان بھی نہیں کرسکتا۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اُعِدَّتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَاعَیْنِ رأت وَلَا اِذُنِ سَمِعَتُ وَلَا خَطَرٍ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ وَّاَفْرَئُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اَخْفِی لَھُمْ مِنْ قُرَّۃَ اَعْیُنٍ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں کبھی انکا خطرہ یا خیل ہی گذرا ہے اور اگر تم چاہو تو قرآن کریم کی یہ آیت پڑھ لو جس کا مطلب یہ ہے کوئی آدمی بھی ان نعمتوں کو نہیں جانتا جو ان بندوں کیلئے چھپا کے اور محفوظ کر کے رکھی گئی ہیں جن میں انکی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

اہل جنت ظاہری و باطنی نجاستوں سے پاک

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں رات کے چاند کی طرح (چمکتی دمکتی) ہوں گی، اور جو لوگ ان کے بعد (دوسرے نمبر پر) داخل ہونگے ان کی صورتیں بہت زیادہ روشن ستارہ کی طرح سے (منور) ہونگی، سب جنتیوں کے دل ایک ہی دل پر ہونگے (یعنی ان کے آپس میں ایسی محبت ہوگی جیسے قالب بہت ہوں اور قلب ایک ہو) ان میں آپس میں نہ اختلاف ہوگا نہ بغض ہوگا، ہر ایک کے لئے (حور عین میں سے کم از کم) دو بیویاں ہونگی ان میں سے ہر بیوی کی پنڈلی کا گودا حسن کی وجہ سے (ہڈی اور) گوشت کے باہر سے نظر آئیگا، یہ لوگ صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے، نہ بیمار ہوں گے نہ ناک سے رینٹ آئیگا اور نہ تھوکیں گے، ان کے برتن سونے چاندی کے ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہونگی، ان کی انگیٹھیوں میں خوشبو پھیلنے کے لئے جو چیز جلے گی وہ عود ہوگی اور ان کا پسینہ مشک (کی طرح خوشبودار) ہوگا۔ (بخاری شریف)

اس حدیث سے اہل جنت کے حسن و جمال اور ان کی بیویوں کی خوبصورتی کا حال معلوم ہوا، نیز ان کی صفائی ستھرائی کا بھی پتہ چلا کہ ان کو نہ ناک صاف کرنیکی

ضرورت ہوگی اور نہ تھوکنے کی حاجت ہوگی، دوسری روایات میں یہ بھی ہے کہ لایبولون ولایتغوطون (یعنی اہلِ جنت نہ پیشاب کریں گے نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی) پسینہ جو آئے گا وہ گرمی کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ کھانا ہضم ہوجانے کا ذریعہ ہوگا (جس کا بیان آگے آئیگا) اور وہ پسینہ خوشبودار اور خوشگوار ہوگا۔

حدیثِ بالا میں ہے کہ اہل جنت کی انگیٹھیوں میں جلنے والی چیز عود ہوگی ذہن میں لانے کے لئے ''عود'' کو اگر لکڑی سمجھ لیجئے جس کے برادہ سے اگر بتیان بنتی ہیں، چونکہ اگر قیمتی چیز ہے اس لئے دوسری لکڑی کی باریک باریک سلائیوں پر اس کا برادہ لپیٹ کر اگر بتی بنائی جاتی ہے جنت میں کسی چیز کی کمی نہ ہوگی، لہٰذا خوشبو کے لئے عود ہی لگ رہا ہوگا (اس کے برادہ کی بتیاں بنانیکی حاجت نہ ہوگی) اور یہ وہاں کا عود ہوگا یہاں کے عود پر قیاس نہ کریں یہ انگیٹھیاں آگ سے جل رہی ہونگی یا کسی دوسری چیز سے؟ اس کے متعلق کوئی تصریح نہیں دیکھی۔

فائدہ: بخاری شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ ہاتھ کا تھا، اور جنت میں جو بھی داخل ہوگا آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ کا ہوگا۔

جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راہ خدا میں ایک دفعہ صبح نکلنا یا شام نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر اہل جنت کی بیویوں میں سے کوئی عورت زمیں کیطرف جھانکے تو ان دونوں کے درمیان یعنی جنت سے لے کر زمین تک روشنی ہی روشنی ہوجائے اور مہک اور خوشبو سے بھر جائے اور اسکے سر کی صرف اوڑھنی بھی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اہل جنت کیلئے بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں حضور

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: **موضع سوط فی الجنة خیر من الدنیا وما فیھا** جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے عرب کا یہ رواج تھا کہ جب چند سوار ایک ساتھ سفر کرتے اور جو سوار جہاں قیام کرنا چاہتا اپنا کوڑا وہاں رکھ دیتا پھر وہ جگہ اسی کی سمجھی جاتی اور دوسرا اس پر قبضہ نہیں کرتا تو اس حدیث میں کوڑے سے اتنی مختصر سی جگہ ہے جو کوڑا ڈال دینے کی وجہ سے کوڑے والے کیلئے مختص ہو جاتی ہے ظاہر ہے کہ دنیا کے اندر جتنی بھی نعمتیں ہیں چھوٹی یا بڑی سب ایک نہ ایک دن فنا ہو جائیں گی مگر آخرت کی تھوڑی نعمت بھی بہت ہے اس کیلئے زوال نہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گی اس لئے عقلمندی کی بات یہی ہے کہ مرنے کے بعد کام آنے والے عمل کریں تا کہ ہمیشگی دولت اور عیش و آرام حاصل ہو لیکن جنت میں سب سے بڑی جو نعمت ہو گی وہ اللہ کا دیدار ہو گا اس سے بڑی کوئی نعمت نہ ہو گی اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے کہ آخرت میں دیدار خداوندی ہو گا۔ اللہ ہم سب کو اپنی رضاء اور اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

پڑوسی کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! معاشرے کے اندر انسان کو والدین کے ساتھ دوسرے رشتہ داروں کیساتھ زندگی گذارنے کا واسطہ پڑتا ہے بیوی بچے بہن بھائی خالہ پھوپھی وغیرہ ایک اور قسم ہے پڑوسیوں کی بھی شریعت میں پڑوسیوں کے بہت حقوق بیان کئے ہیں پڑوسی بھی مختلف مزاج اور مختلف اخلاق

کے ہوتے ہیں بعض دفعہ تکلیف دہ چیز واقعات رونما ہوتے ہیں اور لڑائی جھگڑے تک کی نوبت آجاتی ہے اور طویل عرصۂ تک قطع تعلق رہتا ہے اور دشمنیاں چلتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں پڑوسیوں کے حقوق بہت بیان کئے گئے ہیں اسلئے پڑوسیوں کی طرف پیش آنے والی باتوں پر صبر کرنا چاہئے اور حتی الامکان خوش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں اسکا بہت بڑا ثواب ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے بار بار پڑوسیوں کے حقوق سے متعلق فرماتے رہے مجھے اندیشہ ہونے لگا کہیں پڑوسیوں کو وارث ہی نہ بنا دیں۔

پڑوسی چالیس گھروں تک

اسلامی معاشرہ میں ہمسایہ کی تعریف کیا ہے؟ پہلے اس پر توجہ دیجئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے: اَلْجِیْرَانُ ثَلَاثَۃٌ پڑوسی تین ہیں۔ ایک وہ ہے جس کا صرف ایک حق ہے اور حق کے اعتبار سے اس کا کم از کم حصہ ہے۔ ایک پڑوس وہ ہے جس کے دو حق ہیں، ایک کے تین ہیں۔

وہ ہمسایہ جس کا صرف ایک حق ہے وہ مشرک ہمسایہ ہے اسے صرف حق ہمسائیگی حاصل ہے، وہ ہمسایہ جس کے دو حق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے اسے ایک حق اسلام اور دوسرے ہمسائیگی کا حق حاصل ہے۔

وہ ہمسایہ جسے تین حق حاصل ہیں وہ قرابت دار مسلمان ہمسایہ ہیں اسے حق اسلام، حقِ قرابت اور حق ہمسائیگی حاصل ہے''۔ (حلیہ ابونعیم، مسند بزاز)

ایک دوسری حدیث سے ہمسائیگی کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے: اَلْجِوَارُ اَرْبَعُوْنَ دَاراً ہمسائیگی کا حق چالیس گھروں تک ہے۔'' سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حَقُّ الْجِوَارِ اَرْبَعُوْنَ دَاراً فرما کر سامنے

دائیں اور پیچھے کی طرف اشارہ کرکے بتلایا حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا پڑوسی کا حق یہ ہے اگر بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرے، فوت ہو جائے تو جنازہ کے ساتھ جائے، اسے قرض کی ضرورت پڑ جائے تو قرض دیدے۔ برہنہ ہو تو پہننے کو کپڑے دے، اگر اسے کوئی بھلائی پہنچے تو مبارک باد دے، مصیبت پہنچے تو تعزیت کرے، اپنے مکان کی دیواریں اس قدر بلند نہ کرے کہ اس کی ہوا رُک جائے، اپنی ہانڈی کی بو سے اسے اذیت نہ پہنچائے الا یہ کہ اسے بھی اس میں کچھ بھیج دے۔ (معجم کبیر، جبران)

نیز فرمایا: اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِہٖ ''ہمسایہ حق شفعہ کا سب سے زیادہ حقدار ہے، جبکہ دونوں کا راستہ ایک ہو، اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کا انتظار کرے''۔

(مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

پڑوسی کو حق شفعہ

اگر کوئی شخص گھر فروخت کرنا چاہے تو اسکا پڑوسی سب سے بڑا حقدار ہوگا اگر وہ نہ لے تب کسی دوسرے کو فروخت کر سکتا ہے اور اگر بغیر اسکی اجازت کے کسی کو فروخت کر دیا تو پڑوسی کو حق ہے کہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے اور مقدمہ کرکے اسکو حاصل کرلے یہی زمین کا بھی ہے اگر اپنی زمین بیچنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلا حقدار پڑوسی ہوگا اگر وہ دست بردار ہو جائے تو کسی دوسرے کو فروخت کر سکتے ہیں شریعت مطہرہ نے پڑوسی کو بہت حقوق عطا کئے ہیں خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے غیر مسلم پڑوسیوں کا بھی خیال کیا اور جو حقوق شریعت نے ان کے لئے بیان کئے ہیں۔ ان حقوق کا ہمیشہ پاس ولحاظ رکھا پڑوسیوں کی طرف سے پیش آنے والی تکلیفوں کو برداشت کرلیا کرتے تھے، مگر ان کو ستاتے نہیں تھے، یہی وجہ تھی کہ غیر

مسلم بھی مسلمانوں کو اپنا پڑوسی بتانا پسند کرتے تھے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی یہودی پڑوسی تھا وہ اپنا گھر فروخت کرنا چاہتا تھا اس نے اپنے گھر کی قیمت دو ہزار دینار بتایا جبکہ اس طرح کے مکان ایک ہزار دینار میں بکتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ اتنا مہنگا کیوں بیچتے ہو۔ اس طرح کے مکان تو ایک ہزار دینار میں بکتے ہیں تو اس یہودی نے کہا کہ صحیح کہہ رہے ہو اس طرح کا مکان ایک ہزار میں ہی بکتے ہیں مگر میں دو ہزار اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایک ہزار گھر کی قیمت اور ایک ہزار عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگ کا پڑوسی ہونے کیوجہ سے، وہ بھی ایک مسلمان تھے کہ ان کے اخلاق سے یہودی کے گھر کا قدر و قیمت اتنا بڑھ گئی اور ایک، ہمارا اخلاق ہے پڑوسیوں کے ساتھ خواہ مسلمان ہو غیر مسلم کوئی بھی ہمارے اخلاق کیوجہ سے قریب آنے کے بجائے دور ہی بھاگتا ہے اسلئے ہم کو اپنے اخلاق درست کرنے چاہئے اور پڑوسیوں کے حقوق کا خیال کرنا چاہئے۔ اللہ ہم سب کو اسلام کے احکام پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

خون کا عطیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

میری مشفق و مہربان معلمات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو!

اسلام امن و شانتی کا مذہب ہے مواسات و غمخواری اور اخوت و بھائی چارگی کی تعلیم دیتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائے ہیں: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں معاملات کی صفائی و ستھرائی کے تعلق سے اسلام اپنے پیروکاروں کو تعلیم دیتا ہے۔ مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا جو دھوکہ دے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں اسلام اعلی اخلاق اور بہتر کردار کی تعلیم کرتا ہے اور اخلاق رزیلہ سے

دور رہنے کوضروری قرار دیتا ہے اسلامی تاریخ ایثار وقربانی کی مثالوں سے بھری پڑی ہے ایک غزوہ کے اندر تین زخمی صحابیوں نے مباشرت پیاس سے دم توڑ دیا مگر دوسرے زخمی سے پہلے پانی پینا گوارا نہ کیا، ایک صاحبی بکری کا سرا اپنے غریب پڑوسی کوتحفہ میں پیش کیا انہوں نے یہ سوچ کر کہ میرا پڑوسی مجھ سے زیادہ حاجت مند ہے اسکو دیدیا پڑوسی نے دوسرے پڑوسی کو دیدیا اسی طرح کئی گھروں سے واپس ہوکر آخر بکری کا سرا پہلے آدمی کے گھر پہونچا صحابہ کرام خود بھوکے رہنے کئی کئی وقتوں سے فاقہ رہتا تھا مگر مہمانوں اور دوسرے بھائیوں کا بہت خیال کرتے قرآن کریم میں صحابۂ کرام کی شان میں فرمایا یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کوفوقیت دیتے ہیں اگر چہ ان کوفقروفاقہ ہی کیوں نہ پیش آئے، اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمادیا کہ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے ارضی، ایثار وقربانی بہت عظیم صفت ہے۔

بلڈ بینک کا قیام درست ہے

حادثات بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اس لئے یہ ضرور ہوگیا ہے کہ ہسپتالوں میں ہروقت خون مہیا رہے تا کہ بوقت ضرورت مریضوں کے جسم میں داخل کیا جاسکے اور ان کی زندگی بچائی جاسکے، آپریشن کے وقت ہسپتالوں میں خون کا انتظام رکھا جاتا ہے تا کہ اگر مریض کے جسم سے زیادہ خون بہہ جائے تو محفوظ خون سے اس کے جسم سے بہ جانے والے خون کی کمی پوری کی جائے، اس مقصد کے لیے آج کل بلڈ بینک قائم کئے جاتے ہیں مختلف لوگ رضا کارانہ طور پر بلڈ بینکوں میں جاکر یا اس مقصد کے لئے لگائے گئے خصوصی کیمپوں میں شریک ہوکر خون عطیہ کرتے ہیں، یہ خون بلڈ بینک میں محفوظ کرلیا جاتا ہے، یہ اس لئے بھی ضروری ہے تا کہ بلڈ گروپ ملا کر

ضرورت مند کو بلا تاخیر خون دے دیا جائے، بعض اوقات مریض کے خون کا گروپ عطیہ دینے والے شخص کے گروپ سے مختلف ہوتا ہے، اس صورت میں دشواری پیش آتی ہے اور تاخیر سے مریض کونقصان پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے، اگر پہلے سے ہسپتالوں میں بلڈ بینکوں میں خون محفوظ ہو عطیہ دینے والے کے خون کے تبادلے میں مرض کے گروپ کے مطابق خون حاصل کیا جاسکتا ہے، ہمارے مفتیان کرام نے یہ پہلو بھی نظر انداز نہیں کیا، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ:

’’دوسروں کا خون استعمال کرنا ظاہر ہے کہ اضطراری حالت میں جائز ہے جب خون کا استعمال جائز ہے تو خون کا ہبہ کرنا بھی جائز ہے، ہبہ (دان) کرنے کیلئے حالت اضطراری کا انتظار ضروری نہیں، اگر بروقت خون نہیں ملا یا خون ایک دوسرے کے موافق ثابت نہیں ہوا تو جب تک گروپ ملایا جائے گا اور گروپ والے آدمی کو تلاش کیا جائے گا مریض کی جان چلی جائے گی، لہٰذا خون کا عطیہ دینا اس کا بینک قائم کرنا اور اچھے کام کیلئے کیمپ لگانا جائز اور درست ہے‘‘۔ (فتاویٰ قاضی: صفحہ ۲۱۰)

یہ بھی ایثار قربانی کی ایک قسم ہے البتہ خون نکلوا کر فروخت کرنا اسکی اسلام اجازت نہیں دیتا انسانی اعضاء کی شرافت کیوجہ سے اس کے کسی عضو اور حصہ کی خرید وفروخت باطل اور حرام ہے، خون کے عطیہ کو بدرجۂ مجبوری جائز اور مباح قرار دیا گیا ہے اگر کوئی شخص اپنے جسم کا خون یا گردہ وغیرہ اس لئے نکلوا کر دوسروں کو دیتا ہے کہ اس سے پیسے حاصل کرے تو شخاوت کی اصطلاح میں وہ جائز نہیں ہے کیونکہ خون تو مال ہی نہیں ہے، پہلے زمانہ میں اس طرح کے حادثات رونما نہیں ہوا کرتے تھے اور وہ لوگوں کوخون وغیرہ دینے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور علاج وغیرہ کی اتنی سہولیات نہیں تھیں اس لئے لوگوں کوخون کے عطیہ کے سلسلہ میں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی مگر اب حالات ویسے نہیں رہے دنیا جیسی جیسی ترقی کر رہی ہے

اور ہواؤں پر اڑ کر چاند کی سیر کرنے اور سورج کی شعاعوں کو گرفتار کرنے میں لگے ہیں اس طرح اسباب موت بھی بڑھتے جارہے ہیں اور کبھی کبھی حادثے میں سیکڑوں اور ہزاروں کی موت ہوجاتی ہے، اور بہت سے لوگ زخمی ہوجاتے ہیں ایسے وقت میں خون کی سخت ضرورت پڑتی ہے بہرحال خون کا عطیہ جائز اور درست ہے اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ ایک کارثواب ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بزرگوں کی توہین کرنے والا منافق ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! اسلام نے ہم کو بزرگوں کی تعظیم کرنیکا حکم دیا ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ كَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا، جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں جو اپنے بڑھاپے کو پہونچ جائے خواہ مرد ہو یا عورت ہر ایک کی عزت وتوقیر کرنا ہمارا اخلاقی فریضہ ہے۔ حدیث قدسی ہے مَنْ اٰذٰی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذِنْتُهٗ بِالْحَرْبِ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ جس نے میرے دوست کو تکلیف پہونچائی اس سے میرا اعلان جنگ ہے دو

ہی قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اتنی سخت وارنگ دی ہے ایک سود کھانیوالا ، دوسرا اللہ کے برگزیدہ بندوں کو ستانے والا ، اسلئے کبھی کسی کو ستانا نہیں چاہئے ۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدمی کی داڑھی پک جاتی ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے شرم کرتے ہیں ۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی داڑھی سفید ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ یہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وقار ہے ۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرے وقار کو بڑھا دیجئے ، داڑھی کا سفید ہونا جہاں وقار کو بڑھاتا ہے وہیں موت کو بھی یاد دلاتا ہے کہ اب موت کو کثرت سے یاد کرو ۔ عمر کا ایک طویل حصہ سستی اور غفلت میں گذار دیا ۔

صحابہ اسلام کا کامل نمونہ تھے

بہر حال اسلام نے بڑوں کی بے حرمتی کرنے ، مذاق اڑانے ، برا بھلا کہنے اور ان پر ہنسنے سے منع کیا ہے اور بڑوں کی توہین کرنے والوں کو منافق قرار دیا ہے ۔ طبرانی اپنی کتاب معجم کبیر میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ثَلَاثٌ لَا یَسْتَخِفُّ بِهِمْ اِلَّا مُنَافِقٌ : اَلشَّیْبَةُ فِی الْاِسْلَامِ وَذُو الْعِلْمِ وَاِمَامُ مُقْسِطٍ ۔‘‘

ترجمہ: ’’تین آدمیوں کی توہین منافق ہی کرسکتا ہے، ایک وہ شخص جو حالتِ اسلام میں بڑھاپے کو پہنچا ہو اور عالم اور عادل امام و بادشاہ ۔‘‘

حضرت محمد ﷺ نے صحابۂ کرام کی اس طرح تربیت فرمائی کہ قرآن وحدیث کی مکمل تعلیمات ان کے اعمال واقوال سے ظاہر ہوتی تھیں گویا کہ وہ قرآن وحدیث کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے ۔ حکیم بن قیس بن عاصم فرماتے ہیں کہ ان کے والد نے موت کے وقت اپنے بیٹوں کو یوں نصیحت کی :

’’عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا عَنْ حَكِيمِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بَنِيهِ فَقَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَسَوِّدُوا أَكْبَرَهُمْ فَإِنَّ الْقَوْمَ إِذَا سَوَّدُوا أَكْبَرَهُمْ خَلَّفُوا أَبَاهُمْ وَإِذَا سَوَّدُوا أَصْغَرَهُمْ آزْرَى بِهِمْ ذٰلِكَ فِي أَكْفَائِهِمْ وَعَلَيْكُمْ بِالْمَالِ وَاصْطِنَاعِهِ فَإِنَّهُ مَنْبَهَةٌ لِلْكَرِيمِ وَيَسْتَغْنِي بِهِ عَنِ اللَّئِيمِ وَإِيَّاكُمْ وَمَسْأَلَةَ النَّاسِ، فَإِنَّهُمَا مِنْ آخِرِ كَسْبِ الرَّجُلِ وَإِذَا مِتُّ فَلَا تَنُوحُوا فَإِنَّهُ لم ينح على رسول الله ﷺ وإذا مت فادفنوني بأرض لاتسعير بدفني بكربن وائل فإني كنت أغافلهم في الجاهلية‘‘ ۔ (الادب المفرد)

ترجمہ: حضرت قتادہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے مطرف سے سنا وہ حکیم بن قیس بی عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا، اللہ سے ڈرو اور اپنے بڑوں کو سردار بناؤ، جب قوم اپنے بڑوں کو سردار بناتی ہے تو اپنے آباء واجداد سے آگے نکل جاتی ہے اور جب اپنے چھوٹے کو سردار بناتی ہے وہ اپنے ہمعصروں میں ذلیل ورسوا ہوتی ہے ۔ تم پر مال حاصل کرنا اور اس کی حفاظت کرنا لازم ہے ۔ مال شریعت کے لئے زینت ہے اور وہ اس کے ذریعہ سے کمینہ سے بے نیاز ہوجاتا ہے ۔ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچو ۔‘‘

ایک بوڑھا شخص چاہے اس کا تعلق کسی بھی قوم وطن سے ہو، کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو اس کے ادب واحترام کرنیکا اسلام حکم دیتا ہے ۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’إِذَا أَتَاكُمْ كَبِيرُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ‘‘ (رواہ الطبرانی) یعنی جب تمہارے پاس کسی قوم کا بڑا آدمی آئے تو تم انکا اکرام کرو)

قاضی ابو یوسف نے ’’کتاب الخراج‘‘ میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا ایک بوڑھا جو اندھا بھی تھا ایک دروازے پر کھڑا بھیک مانگ رہا تھا ۔

حضرت عمرؓ نے پیچھے سے اس کے بازو پر ہاتھ مارا اور پوچھا تم کو بھیک مانگنے کی ضرورت کیوں پڑی؟ اس نے کہا جزیہ ادا کرنے، اپنی ضرورت پوری کرنے اور اپنی عمر کے سبب بھیک مانگ رہا ہوں۔ حضرت عمرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لائے اور اپنے گھر سے کچھ دیا، پھر اس کو بیت المال کے خزانچی کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ اس کو اور اس جیسے لوگوں کو دیکھو! خدا کی قسم ہم انصاف نہیں کریں گے، اگر ہم اس کی جوانی کی کمائی کھائیں اور اس کے بوڑھے ہونے پر اس کی مدد چھوڑ دیں۔ قرآن میں صدقہ کی اجازت فقراء اور مساکین کیلئے ہے۔ فقراء تو وہی لوگ ہیں جو مسلمان ہیں اور یہ لوگ مساکین اہلِ کتاب میں ہیں۔ ان سے جزیہ نہ لیا جائے۔ (سیرۃ النبیؐ)

عمر رسیدہ و بوڑھوں کی قدر و منزلت اور عزت و احترام اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ اللہ ان کو آخرت میں ایک نور عطا فرمائے گا جس کی وجہ سے وہ اور لوگوں میں ممتاز ہوگا، یہ ان کی بڑائی اور عظمت کی نشانی ہوگی۔ اللہ ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔ دنیاوی معاشرہ میں بھی ان کی موجودگی خیر و برکت کا بہترین ذریعہ ہے لہٰذا ان کے ادب واحترام، سکون واطمینان اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لیے عمومی تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔

مغربی ممالک کی حالت زار

مغربی ممالک میں تو بوڑھے اور ضعیف لوگوں کیلئے الگ مکان بنے ہوتے ہیں۔ جیسے والدین بڑھاپے کی عمر کو پہونچتے ہیں ان کو ان مکانوں میں پہونچا دیا جاتا ہے اور بھول کر اولاد اپنے بوڑھے والدین کی خبر تک نہیں لیتے اور اس طرح بزرگ ماں اور باپ سسکر جاں بلب ہوتے ہیں۔ ایک مضمون نگار نے بڑا ہی عبرت انگیز واقعہ مغربی ملک کا لکھا ہے ایک شخص نے اپنے بوڑھے باپ کو لے جا کر اسی گھر

میں ڈالدیا جو حکومت کی طرف سے بنے ہوتے ہیں خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسکی زندگی طویل ہوگئی اور اسکو لانے والا بیٹا بوڑھا ہوگیا تو اسکے بیٹوں نے لاکر اسی گھر میں ڈالدیا یہ آنا نہیں چاہ رہا تھا بیٹے زبردستی ڈھکیل رہے ہیں تو اندر سے آواز آئی کہ آجا اندر آجا جب بادلِ ناخواستہ اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ میرا باپ ہی ہے یہ بڑے ہی افسوس کا مقام ہے بزرگوں کی عزت وتوقیر نہیں کی جارہی ہے اور ان کو وہ مقام نہیں دیا جارہا ہے جوان کو ملنا چاہیے تھا اگر ہم اپنے بزرگوں کی عزت نہیں کریں گے تو ہماری بھی کوئی عزت نہیں کریگا اس لئے ہم اپنے بزرگوں کی عزت کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

پڑوسی کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَامَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالاً فَخُوْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

محترمہ صدر معلّمہ، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ’’پڑوسی کی اہمیت‘‘ اسی عنوان سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ کے سامنے پیش کرنی ہے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔

عن ابی شریح العدوی قال سمعت اذنای وابصرت عینای حین تکلم النبی ﷺ فقال من کان یومن بالله والیوم الآخر فلیکرم جاره ومن کان یومن بالله والیوم الآخر فلیکرم ضیفه ومن کان یومن بالله

والیوم الآخر فلیقل خیرا اولیصمت. حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے کانوں سے سنا اور جس وقت آپ ﷺ یہ فرمار ہے تھے اس وقت میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کیلئے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا پھر چپ رہے، گویا پڑوسیوں کا اکرام کرنا ایمان کیلئے لازم ہے، کامل مومن وہ شخص نہیں ہوسکتا جو پڑوسیوں کا اعزاز نہ کرے۔

اچھے اور برے ہونے کا معیار

حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا سے ان کے علاوہ یہی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے روایت کی ہے کہ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے: مَازَالَ جِبْرَئِيْلُ يُوْصِيْنِى بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اِنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ ، جبرئیل امینؑ مجھے حقوق ہمسایہ کی اس قدر مسلسل وصیت فرماتے کہ میں نے گمان کیا کہ وہ جلد ہمسایوں کو وارثت میں شریک کردیں گے۔‘‘ (بخاری ومسلم)

اس بارہ میں ایک حدیث اور پڑھ لیجیے۔ اس کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، وہ بیان کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا مجھے کیسے معلوم ہو کہ میں نے اچھے کام کئے ہیں یا برے؟ فرمایا: جب تم سنو کہ تمہارے ہمسائے تمہیں اچھا کہتے ہیں تو سمجھ لو کہ تم نے اچھے عمل کئے ہیں۔ اور جب تم سنو کہ ہمسائے تمہیں برا کہتے ہیں تو (اس کا مطلب یہ ہے) کہ تم نے برے عمل کئے ہیں۔‘‘ (ابن ماجہ)

گویا ہر شخص کی درست کردار اور غلط کار ہونے کا معیار اس کے اپنے ہمسایوں میں اس کی اچھی اور بری شہرت ہے۔

ہمسایہ سے حسن سلوک

اللہ رب العزت نے اپنے آخری کلام میں بار بار اپنی عبادت کے بعد حسن سلوک کے مستحق افراد میں ہمسایوں کو شامل کیا ہے۔ایک آیت ملاحظہ ہو۔

الف: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کیساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور حسن سلوک کرو، ماں باپ کے ساتھ، قرابت داروں کیساتھ، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور رشتہ دار ہمسایوں، اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو کے ساتھ۔ (النساء،۴:۳۶)

ب: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ''جس شخص کو یہ بات بھلی لگتی ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے یا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کریں اسے چاہئے کہ اپنے پڑوس سے حسن سلوک کرے۔'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: احسن الی جارک تکن مومنا'' اپنے ہمسایہ سے حسنِ سلوک کرو مومن کامل ہو جاؤ گے۔ (مسند احمد، ترمذی)

د: ایک دوسرے ارشاد نبوی کا یہ حصہ بھی حرزِ جان بنانے والا ہے، خیر الجیران عند الله خير لجاری ''اللہ کے نزدیک بہترین ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایوں کے لئے بہتر ہے''۔ (ترمذی، دارمی)

پڑوسیوں کو ستانے والا مومن نہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهُ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهُ يُؤْمِنُ قِيْلَ مَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِىْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں، خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں، عرض کیا گیا یارسول اللہ کون شخص، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی جس کے پڑوسی اسکی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں سے مامون اور بے خوف نہ ہوں، یعنی ایسا آدمی ایمان سے محروم رہتا ہے اس لئے پڑوسیوں کی کبھی تکلیف نہیں پہونچانی چاہیے اور اگر کوئی تکلیف پہونچے تو اس پر صبر کرنا چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ائمہ کرام کی ذمہ داریاں!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّمَا الْمُوْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ’’ائمہ کرام کی ذمہ داریاں‘‘ مسجد کے امام پر صرف نماز پڑھانے کی ہی نہیں بلکہ پورے محلّہ کے سدھارنے اور دینی رخ پر لانے کی بھی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ امام کا بڑا وقار ہوتا ہے لوگ اسکی باتوں کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ امام صاحب ہی ہمیں دنیا کی باتیں بتاتے ہیں اور ہماری اصلاح کی فکر کرتے ہیں اسلئے امام صاحب کو بھی صرف اپنے مقتدیوں ہی کی نہیں بلکہ سبھی لوگوں کی خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے ہر ایک کو دینی تعلیم کی فکر کرنی چاہیے اور معاشرے وسوسائٹی

میں جو برائیاں پھیل رہی ہیں ان کے دفع کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور قوم کے جو بچے اور بچیاں صبح وشام کے مکتب میں نہیں آرہے ہیں ان کے بارے میں فکر ہونی چاہیئے کہ محلے کا کوئی بچہ بھی دینی تعلیم سے محروم نہ رہے اور عوام کو بھرپور تعاون کرنا چاہیے تاکہ امام صاحب فارغ البالی کے ساتھ دینی خدمات انجام دے سکیں۔

امام کا اصل فریضہ

مسجد کا معاشرے سے تعلق قائم کرنے اور قائم رکھنے میں بھی فیصلہ کن کردار امام کا ہی ہوگا۔ مسجد کو صاف رکھنا چاہیے۔ نظافت وطہارت کو دین میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کا اہتمام مسجد میں نظر آنا چاہیے۔ مسجد لوگوں کا مرکز ہو، لوگ وہاں بیٹھیں اور اپنے مسائل پر بات کریں۔ مسجد تو وہ جگہ ہے جہاں ہم سجدہ کرتے ہیں، لیکن نبی اکرم ﷺ کے اپنے خصائص نبوت میں سے یہ ہے کہ پوری زمین کو آپ ﷺ کیلئے سجدہ گاہ بنادیا گیا مسلمان کسی بھی جگہ خاک پر سر رکھ کر سجدہ کرسکتا ہے۔

اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ مسلمان جہاں چاہے نماز پڑھ سکتا ہے۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ مسلمان کی ذمے داری ہے کہ پوری دنیا اللہ کی بندگی میں آجائے۔ نبی اکرم ؐ نے مسجد کی تعمیر کے بعد ساری توجہ مسجد پر ہی نہیں دی۔ محض اس کی آرائش وزیبائش کو مرکز توجہ نہیں بنایا۔ آپ ؐ کی اصل توجہ اور سرگرمی دین کو غالب کرنے، دنیا کو دین پر چلانے پر رہی۔ آپ ؐ لوگوں کو انسانوں کی غلامی اور دنیا کی تنگیوں سے نکال کر، ایک اللہ کی بندگی کی وسعت وکشادگی میں لائے۔ ائمہ ٔ مساجد کا اصل فریضہ یہی ہے اور اسے اولین ترجیح حاصل ہونی چاہیے۔

ائمہ کو چاہیے کہ وہ مساجد کو نور کا مینارہ بنائیں، امامت کی ذمے داری دے کر اللہ نے ان کو اعلیٰ مقام پر فائز کیا ہے۔ اللہ نے ان کو آزمائش میں ڈالا ہے۔ ان پر

بڑی بھاری ذمے داریاں عائد کی ہیں۔انہیں اپنی وسعت اور استعداد کے مطابق کام انجام دینا چاہیے۔اسوہ رسول ؐ کی ہدایت، رہنمائی اور روشنی میں اپنی صلاحیتوں کو کام میں لانا چاہیے۔ائمہ اسوہ رسول ﷺ کا فہم حاصل کرنے کے لیے سیرت کا خوب مطالعہ کریں، خود بھی عمل کریں، نمازیوں کو بھی آمادہ کریں، اس سے امت میں وہ طاقت اور قوت پیدا ہوگی کہ وہ دینا کی قیادت کر سکے گی۔

خطبۂ جمع کی اہمیت

خطبۂ جمعہ اسلام کے نظام تعلیم وتربیت میں مرکزی اہمیت رکھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ نماز جمعہ کو فرض قرار دیا گیا ہے اور کوئی شخص جماعت سے الگ انفرادی طور پڑ جمعہ ادا نہیں کرسکتا۔بستی کا مرکز ہونے کیوجہ سے ہر شخص کا مسجد پہنچنا لازمی قرار دیا گیا ہے اور خطبۂ جمعہ کے ذریعے فکری رہ نمائی اور تزکیہ وتربیت کا سامان کیا گیا ہے۔ اس طریقے سے ہر ہفتے اس عمل کو دہرایا جاتا ہے۔ لہٰذا خطبۂ جمعہ خصوصی اہمیت اور توجہ چاہتا ہے۔اگر ائمہ حضرات گزشتہ نکات کی روشنی میں ترجیحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے، ایمان، اخلاق اور تدریج اور عوام کے مسائل کو موضوع بناتے ہوئے خطبہ دیں تو جہاں یہ فریضہ بہ احسن ادا ہو سکے گا، وہیں عوام کی دلچسپی بھی بڑھے گی اور بہ تدریج مسجد بستی کے مرکز کا مقام حاصل کرلے گی۔

البتہ ایک بات کا خصوصی اہتمام کیا جائے کہ ائمہ جو خطبہ دیں، اس میں صرف وہ باتیں بیان کریں، جو تمام علماء کے یہاں مسلمہ ہیں۔اس سے فکری ہم آہنگی اور ملی یک جہتی پیدا ہوگی اور اختلاف وانتشار کا خاتمہ بھی ہوسکے گا اور مسلمان جسد واحد بنکر امت کا وہ مطلوبہ کردار بھی ادا کرسکیں گے، جو وقت کا تقاضا اور ضرورت ہے۔

مساجد تحفظ دین کے قلعے

یہ مساجد اسلامی قلعے ہیں انھیں مساجد ہی کے ذریعہ مسلمان کا تشخص برقرار ہے قوم کو مربوط کرنے اور ان کو ایک پلیٹ فارم پر لانے میں مساجد کا کردار بڑا اہم ہے مگر یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ ائمہ کرام اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور جو اہم ذمہ داریاں ائمہ کرام پر عائد ہوتی ہیں ان کا خاص خیال رکھیں جب تک ائمہ کرام کا قوم کیساتھ رابطہ اور تعلق مضبوط رہیگا اس وقت تک مسلمانوں میں الحاد و بے دینی کی کیفیت پیدا نہیں ہوسکتی دشمنان اسلام خواہ کتنے نئے نئے طریقے اسلام کی صحیح شکل کو مسخ کرنے کے لئے ایجاد کرلیں مگر ان کی ساری کوشش بیکار ثابت ہونگی اس میں کوئی شک نہیں کہ آج اسلام پر حملے پہلے سے کہیں زیادہ ہو رہے ہیں اور اسلام کی ایک سنت کو بڑے خوبصورت انداز میں مٹانے کیلئے اعدائے دین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اسلئے مسلمانوں بالخصوص علماء کرام اور ائمہ مساجد کی ذمہ داریاں پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہیں اللہ تعالیٰ تو اپنے دین کی حفاظت فرمائیں گے اگر ہم سے دین کا کام لیا جا رہا ہے تو ہماری خوش نصیبی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

رشتہ داروں کے ساتھ حسن معاشرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلمات عفت مآب، ماؤں اور بہنو!

اسلام مکمل دین زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں جس کی طرف اسلام ہماری رہنمائی نہ کرتا ہو، اسلام پوری انسانیت بلکہ پوری مخلوق کیلئے عظیم رحمت ہے جو آیت کریمہ میں نے پڑھی ہے وہ بڑی ہی جامع ہے اکثم بن صفی نے اس آیت کریمہ کو سن کر اپنی قوم سے کہا میں دیکھتا ہوں کہ یہ پیغمبر تمام عمدہ اور اعلیٰ اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور کمینہ اخلاق واعمال سے روکتے ہیں تو تم اس کے ماننے میں جلدی کرو۔ فَكُوْنُوْا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ رُؤُسًا وَ لَا تَكُوْنُوْا فِيْهِ اَذْنَابًا یعنی تم اس سلسلے میں سر بنو دم نہ بنو، حضرت عثمان بن مطعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی آیت کو سن کر میرے

دل میں ایمان راسخ ہوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جاگزیں ہوئی، اس آیت کریمہ میں تین باتوں کو حکم کیا گیا اور تین باتوں سے منع کیا گیا ہے اسکی تفصیل کرنی کے لئے کافی وقت درکار ہے اس لئے صرف اسکا معنی بتا دیتی ہوں، بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتے ہیں انصاف کرنے احسان کرنے اور رشتہ داروں کے دینے کا اور روکتے ہیں بے حیائی بری بات اور ظلم سے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قیمتی نصیحت

ہمیں صلہ رحم اور اپنے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے محبت اور حسن اخلاق سے پیش آنے کی تلقین کرتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ اے لوگو! کوئی انسان اپنے طائفے (رشتہ داروں) سے بے نیاز نہیں ہے گرچہ کتنا ہی ثروت منداور مالدار ہی کیوں نہ ہو وہ ان ہاتھوں کامحتاج ہے جن سے وہ اسکا دفاع کرتے ہیں اسکے رشتہ دار حفظ عیب کیلئے اہم افراد ہیں اور اچھی طرح سے اس کی سختیوں کو دور کر سکتے ہیں اور دشواریوں کے وقت اس پر سب سے زیادہ مہربان ہیں اور خدا جسے لوگوں کے درمیاں اچھا نام عطا کرے وہ اس ثروت اور مال سے بہتر ہے جو دوسروں کے لئے میراث میں چھوڑتا ہے۔

خبردار! کوئی اپنے رشتہ داروں سے منہ نہ موڑے جس وقت اسے فقیری اور پریشانی میں دیکھے اسے چاہیے کہ اس پر احسان کرے اگر مال امساک کیا جائے تو وہ زیادہ نہیں ہوتا اور خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا جو کوئی اپنے رشتہ داروں سے دستبردار ہو اس سے بہت سارے ہاتھ دستبردار ہوں گے اور جو کوئی تواضع اور مہربانی سے پیش آئے انکی ہمیشہ باقی رہنے والی دوستی کو اپنی طرف جاذب کرتا ہے۔ اکرم عشیرتک فانھم جناحک الذی بہ تطیر واصلک الذی الیہ

تصیرو یدک التی بها تصول ''اپنے قبیلہ کا احترام کرو کہ یہی تمہارے لئے پرواز کا مرتبہ رکھتے ہیں اور یہی تمہاری اصل ہے جن کی طرف تمہاری بازگشت ہے، اور تمہارے ہاتھ ہیں جن کے ذریعہ حملہ کر سکتے ہو، من ضیع الاقرب اتیح له الابعد ''(حکمت) جسے قریب والے چھوڑ دیتے ہیں اسے دور والے مل جاتے ہیں۔ وصلة الرحم فانها مشرية فی المال ومنية فی الاجل'' بیشک صلہ رحم مال کو اضافہ اور اجل کو ٹالنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اخلاقیات کے حسن معاشرت کے باب میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ مہربان اور مل جل کر رہنے کی تاکید کی گئی ہے کیونکہ وہی اسکے رنج وغم میں مددگار ہوتے ہیں اور صلہ رحم کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے تاکہ انسان میل ملاپ سے ایک اچھا جامعہ اور معاشرے کو تشکیل دے سکے یہ سب اسی لئے ہے تاکہ برائی اور فساد کی روک تھام ہو سکے کیونکہ اپنا بن کے رہنا انسان کو کدورت، حسادت اور بھی بہت سی برائیوں سے پاک رکھتا ہے آج کا معاشرہ بالکل اس سے خالی ہے لوگوں کے پاس اپنے والدین یا بیوی کے ساتھ مل جل کر رہنے کے لئے ٹائم نہیں ہے تو صلہ رحم کے لئے کہاں سے وقت نکال کر لائیں گے تبھی تو اپنے قریب ہوتے ہوئے بھی دور ہو جاتے ہیں اور برائی اور فساد کا امکان زیادہ ہی بڑھتا جاتا ہے ہمیں چاہیے کہ حسنِ معاشرت کے اس اخلاقی نکتہ پہ خاصی توجہ دی جائے تاکہ آئندہ نسل کو فساد اور برائیوں میں ڈھکیلنے سے روک سکیں۔

حسن سلوک کی سب سے زیادہ حقدار ماں ہے

قرآن وحدیث میں حسن معاشرت کی بڑی تاکید کی گئی ہے خواہ قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے ہر ایک کے ساتھ حسب مراتب حسن سلوک کرنا چاہیے سب سے

قریبی رشتہ دار والدین ہیں اسلئے حسن سلوک کے زیادہ حقدار والدین ہی ہیں اور ان میں بھی ماں کا درجہ باپ سے بڑھا ہوا ہے ایک صحابی دربار نبوی میں تشریف لاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں، پھر دریافت کیا اسکے بعد فرمایا تمہاری ماں، پھر دریافت کیا اس کے بعد فرمایا تمہاری ماں، جب چوتھی مرتبہ دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارے باپ۔ اس لئے والدین کو کسی صورت میں ناراض نہیں کرنا چاہیے خصوصا بڑھاپے کے وقت انکی خدمت میں کمی نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح دیگر رشتہ داروں کے بھی حقوق ہیں انکو بھی خاص طور پر ادا کرنا چاہیے خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو کوئی یہ چاہے کہ اسکے رزق میں فراخی اور کشادگی ہو اور دنیا میں اسکے آثار قدم تا دیر رہیں یعنی اسکی عمر دراز ہو تو وہ اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اصلاح وتربیت کی عظیم مثالیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤمِنِیْنَ وَالْمُؤمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصّٰٓئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَھُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! صحابیات جیسی خواتین اور صحابۂ کرام جیسے مردوں کی مثالیں اب رہتی دنیا تک نہیں مل سکتی۔ آنکھیں ایسی مثالیں دیکھنے کیلئے ترسیں گی، بڑی پاکیزہ ہستیاں تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت نے ان کو کیا سے کیا بنا دیا، پوری دنیا کی قیادت وسیادت کے مستحق اور حقدار تھے اور جہاں جہاں انکے نورانی قدم پڑ گئے وہاں کے لوگوں کی زندگیاں سدھر گئیں جوق درجوق لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوگئے اور ملکوں کی باگ وڈور ان کے سپرد کردیا ان مبارک ہستیوں نے امن وامان اور صلح وآشتی کا وہ ماحول قائم کیا کہ آج بھی تاریخ اسکی شہادت دیتی ہے اور آجکل کے رہنماؤں اور حکمرانوں کیلئے انکی سیاسی زندگیاں مشعل راہ ہیں کہ کس طرح انہوں نے اپنی رعایا کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا ایسے لوگوں پر فرشتے بھی رشک کرتے تھے بہرحال مجھے اس وقت آپ کے سامنے ایک عظیم خاتون حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کی اپنے بیٹے کو نصیحت کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔

صحابیٔ رسول عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف سے مقابلہ کررہے تھے، کہ ان کے ساتھی آہستہ آہستہ انہیں چھوڑ کر الگ ہونے لگے، بالآخر وہ مجبور ہوکر چند ساتھیوں کے ہمراہ بیت اللہ میں پناہ گزیں ہوگئے۔ شہادت سے کچھ دیر پہلے اپنی نابینا بوڑھی والدہ حضرت اسما رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، سلام عرض کیا، ماں نے اپنے لخت جگر کے سلام کا محبت بھرے انداز مین جواب دیا اور پوچھا، بیٹا! اس نازک گھڑی میں میرے پاس کیسے آنا ہوا۔ حجاج تیرے لشکر پر توپ کے گولے اس انداز سے پھینک رہا ہے کہ اس سے مکے کے درودیوار لرز رہے ہیں۔ بیٹے نے عرض کیا: امی جان! آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔ پوچھا: بیٹے کس سلسلے میں مشورہ مطلوب ہے۔ عرض کیا: لوگوں نے میرا ساتھ چھوڑ دیا، جتی کہ میرا بیٹا بھی مجھ سے الگ ہوگیا، اب میرے ساتھ صرف چند ایک ساتھی رہ گئے ہیں اور وہ بھی زیادہ دیر تک میدان میں ٹھہر نہیں سکیں گے، اس نازک گھڑی میں بنوامیہ کی جانب سے قاصد میرے پاس

آیا اور اس نے یہ پیش کش کی کہ جو کچھ بھی مال و دولت لینا چاہتے ہو لے لو، لیکن ہتھیار پھینک دو اور عبدالملک بن مروان کے ہاتھ پر بیعت کرلو، امی جان! آپ کی کیا رائے ہے؟ والدہ نے کہا: بیٹے عبداللہ! تم اپنے بارے میں خوب اچھی طرح جانتے ہو، جو جی میں آئے کرو، لیکن میری بات غور سے سنو! اگر تم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہو اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دیتے ہو تو اسی طرح صبر سے کام لو جس طرح تمہارے جھنڈے کے نیچے تمہارے ساتھیوں نے صبر و تحمل کا پیکر بن کر جام شہادت نوش کیا ہے۔ اگر تم نے دنیا کو اپنا مقصد بنا لیا تو تم بہت برے انسان ثابت ہو گے اور تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ بیٹے نے عرض کیا: امی جان! آج مجھے لازماً قتل کر دیا جائے گا۔ ماں نے کہا: حجاج بن یوسف کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے یہ کہیں بہتر ہو گا کہ تم جام شہادت نوش کرلو۔ بیٹے نے عرض کیا: امی جان! میں مرنے سے نہیں ڈرتا البتہ مجھے ڈر ہے کہ وہ میری لاش کا حلیہ بگاڑ دیں گے۔ ماں نے کہا: قتل ہو جانے کے بعد بھلا کس چیز کا ڈر باقی رہ جاتا ہے، بکری کے ذبح ہو جانے کے بعد اس کے گوشت کو سلاخوں میں لٹکا کر آگ پہ رکھے جانے سے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ماں کی یہ جرأت مندانہ گفتگو سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ فرمایا: امی جان! تم بہت عظیم ہو، تمہاری عظمتوں کو میں سلام کرتا ہوں۔ میں اس نازک گھڑی میں یہی جرأت مندانہ اور حوصلہ افزا باتیں سننے آیا تھا، امی جان! جب میں قتل ہو جاؤں تو تم غم نہ کرنا اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دینا، والدہ نے کہا: مجھے غم اس صورت میں لاحق ہوتا جب تم راہ باطل میں قتل کیے جاتے۔ پھر بیٹے کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو انہیں جسم پر کوئی سخت چیز محسوس ہوئی، پوچھا بیٹے! یہ کیا پہن رکھا ہے؟ بتایا ”زرہ پہن رکھی ہے“۔ فرمایا: بیٹا! جسے شہادت مطلوب ہوتی ہے وہ یہ زرہ نہیں پہنا کرتے۔ بیٹے! اسے اتار دو اور اس کی جگہ کرتا پہن لو تا کہ جب تم

شہید ہو کر گرو تو برہنہ نہ ہو سکو۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فوراً زرہ اتار دی، ایک لمبا کرتا زیب تن کیا اور لڑائی کے لیے چل دیے اور جاتے ہوئے عرض کیا: امی جان! میرے لیے دعا کرنا۔ ماں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ الٰہی! رات کی تنہائیوں میں کی جانے والی میرے بیٹے کی عبادتوں کو قبول فرما۔ الٰہی! مدینہ اور مکہ کی تلملاتی دھوپ میں رکھے جانے والے روزوں کو قبول فرما۔ الٰہی! میرے بیٹے نے اپنے ماں باپ سے جو حسن سلوک کیا اسے شرف قبولیت سے نواز۔ الٰہی! میں اپنے لخت جگر کو تیرے سپرد کرتی ہوں اور جو تو نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے اس پر دل و جان سے راضی ہوں۔ الٰہی مجھے صبر کرنے والوں میں سے بنا۔ اسی دن غروب آفتاب سے پہلے ہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جام شہادت نوش فرما کر اللہ کو پیارے ہو گئے۔

(ملخص، حیات صحابہ کے درخشاں پہلو/۶۹۔۔۷۱)

حق پر قائم رہنے اور دشمنوں سے لڑنے کا ماں نے بیٹے میں ایسا جذبہ پیدا کیا کہ اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دشمنوں سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

کیسی مائیں تھیں اس زمانہ کی کہ حق کیلئے اپنے بیٹوں کو قربان کر دینا بہت آسان تھا اس کے لئے اولاد کی تربیت و اصلاح بھی کیا کرتی تھیں، اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر دشمنوں سے مقابلہ کرنا خود بھی پسند کرتی تھیں اور اولاد کو بھی تیار رکھتی تھیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت اپنے لخت جگر کو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عمر کے لحاظ سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پوتوں کے برابر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ انہیں بلاتے، اپنے پاس بیٹھاتے اور ان سے مسائل پوچھتے تھے۔ دوراندیش والد نے لائق فرزند کی ترقی دیکھ کر فخریہ باتیں کرنے کی

بجائے اصلاح وتربیت کے پیش نظر چند نصیحتیں کیں، کہا: ''بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمہیں اپنے قریب رکھتے ہیں، تم میری طرف سے تین باتیں ذہن نشین کرلو۔ (۱) کبھی کوئی راز فاش نہ کرنا (۲) زیادہ مت ہنسنا (۳) کسی کی غیبت نہ کرنا'' (معالم فی طریق طلب العلم/۱۰۵)

نصیحت کی یہ تینوں باتیں بڑی اہم اور تربیت کی راہ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں، کیوں کہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کی حیثیت امانت دار کی ہوتی ہے، زیادہ ہنسنے سے انسان کی بات بے وزن ہوجاتی ہے اور اس کا علمی وقار بھی ختم ہوجاتا ہے اور غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے اس لئے دور اندیش باپ نے انہیں یہ نصیحت کی۔

غیبت زنا سے بڑھکر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ اور تم میں کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کا کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے سو اسکو نا پسند کریگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا غیبت زنا سے بھی بڑھ کر ہے زنا کرنے کے بعد توبہ کرلینے سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں مگر غیبت کرنیوالے مرد یا عورت جب تک اس سے معافی نہ مانگ لیں جس کی غیبت کی ہے اسوقت تک معافی نہ ہوگی اور اللہ کے یہاں سخت عذاب میں مبتلا ہونگے الغرض یہ بڑی عظیم مصیبتیں ہیں جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے لخت جگر ترجمان القرآن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتی ہیں اللہ ہم کو بھی ان نصیحتوں پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

دس قسم کے خوش نصیب لوگ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

قیامت قائم ہوگی اور میدان حشر بپا ہوگی اس وقت نفسی نفسی کا عالم ہوگا، ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی لوگ پریشان پریشان پھر رہے ہوں گے، سورج بالکل قریب آجائیگا، لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے، کوئی پنڈلی کے بقدر پسینے میں ہوگا، کوئی ناف کے بقدر کوئی گلے کے بقدر کوئی اس سے زیادہ پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا اور مرد وعورت سبھی ننگے ہوں گے اور صرف اللہ کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ جو چند مخصوص بندوں کو ہی نصیب ہوگا۔

سات خوش قسمت عرش کے سائے میں

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر ہوں گے اور نبی وشہیدانِ پر رشک کرتے ہوں گے (کیونکہ وہ تو بے خوف اور بے غم ہوکر نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور نبی وشہید دوسروں کی سفارش میں لگے ہوں گے (مشکوٰۃ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات شخصوں کو اس دن اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں رکھے گا جب کہ اس کے سایہ کے علاوہ اور کسی کا سایہ نہ ہوگا۔(۱) مسلمانوں کا منصف بادشاہ۔

(۲) وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں جوانی گذاری۔

(۳) وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے جب وہ مسجد سے نکلتا ہے جب تک وہ واپس نہ آجائے (اس کا جسم باہر اور دل مسجد کے اندر رہتا ہے)۔

(۴) وہ دو شخص جنہوں نے آپس میں اللہ کے لئے محبت کی، اسی محبت کی وجہ سے جمع ہوتے ہیں اور اسی کو دل میں رکھتے ہوئے جدا ہو جاتے ہیں۔

(۵) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کے آنسو بہ نکلے۔

(۶) وہ مرد جس کو صاحبِ حسن اور ذی جاہ عورت نے (برے کام کے لئے بلایا اور اس نے ٹکا سا جواب دیدیا کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔

(۷) وہ شخص جس نے ایسے چھپا کر صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔(بخاری ومسلم)

حضرت معاذ جُہنی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا، قیامت کے روز اسکے والدین کو

ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی اچھی ہوگی جبکہ دنیا کے گھروں میں اس صورت میں ہوتی جسوقت کہ آفتاب تمہارے گھروں میں موجود ہوتا، اب تم ہی بتاؤ کہ جب اسکے والدین کا یہ حال ہے تو، خود جس نے اس پر عمل کیا ہوگا اس کا کیسا اعزاز ہوگا۔(احمد، ابی دواؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال طریقہ سے اس لئے دنیا طلب کی کہ بھیک مانگنے سے بچے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور اپنے پڑوسی پر رحم کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا ہوگا اور جس نے حلال طریقہ سے دنیا اس لئے طلب کی کہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ جمع کرلیوے اور دوسروں پر فخر کرے اور دکھاوا کرے تو خدا سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ خدا تعالیٰ اس پر غصہ ہوگا۔(مشکوٰۃ)

حامل قرآن کیلئے قرآن سفارش کریگا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا خَیۡرُکُمۡ مَنۡ تَعَلَّمَ الۡقُرۡآنَ وَعَلَّمَهُ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے، قرآن کریم پڑھنے پڑھانے والوں کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں جس نے قرآن کریم حفظ کیا اور اس پر عمل کیا قیامت کے روز دس ایسے آدمیوں کی سفارش کریگا اور اسکی سفارش قبول کی جائیگی جن کو دوزخ میں جانیکا فیصلہ ہوگیا ہوگا۔ آج دینی تعلیم حاصل کرنیوالوں پر فقرے کسے جاتے ہیں اور ان کو حقیر تصور کیا جاتا ہے کل جب آنکھیں بند ہوں گی اس وقت معلوم ہوگا کہ انہیں کے جلوے ہوں گے اور لوگ ان کے پیچھے پیچھے دوڑیں گے اور سفارش کی درخواست کریں گے اور بڑی

ڈگریاں حاصل کرنے والے اور خوبصورت بنگلوں میں عیش وآرام کی زندگی بسر کرنے والے اور رنگ رلیاں منانے والے اپنے کیئے ہوئے پر پچھتائیں گے مگر اس وقت کا پچھتانا بالکل ہی سود مند نہ ہوگا اسلئے آج ہی سے آخرت کی تیاری کریں۔ اللہ ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بیٹیوں پر احسان کرنے کا اجر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

سامعین عظام، صدر معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا عنوان ہے ”بیٹیوں پر احسان کرنے کا اجر“ اکثر وبیشتر لوگ لڑکوں پر بڑی فراخ دلی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں مگر بیٹیوں پر خرچ کرنے میں تنگدلی محسوس کرتے ہیں اور بیٹیوں کو وہ مقام نہیں دیتے جو دینا چاہیے جبکہ لڑکیاں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے یہ تو اللہ کی تقسیم ہے اس پر ہر ایک کو راضی رہنا چاہیے جو اللہ اولاد دیتا ہے وہی انکی روزی کا بھی انتظام کریگا جو خدا لڑکیا عطا کر رہا ہے وہی انکی شادی بیاہ اور دیگر

اخراجات کو بھی پورا کریگا اس لئے جس طرح لڑکوں کی پیدائش خوشی کا موقع ہے اسی طرح لڑکیوں کی پیدائش بھی خوشی کا موقع ہے۔

بیٹی رحمت کا خزانہ

جناب محمد رسول اللہ ﷺ دنیا کی واحد ذات ہے جس نے مکمل طور پر ذلت، نحوست، بدشگونی اور عار وشرم کے مقام سے اٹھا کر عورت کو عزت وشرافت کے اس اعلی مقام پر پہونچایا جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا، مزید پورے عالم میں اعلان کردیا کہ ''اے بیٹی کی پیدائش پر منہ لٹکانے والے، بھاگے بھاگے پھرنے والے باپ خوش ہوجا کہ تیری بیٹی کا وجود تیرے لئے تنگ عار، ذلت، بدشگونی اور ذلت نہیں ہے بلکہ وہ بیٹی تیرے لئے رحمت ہے رحمت! کبھی زحمت کا گمان بھی نہ کرنا بلکہ ہمیشہ رحمت کا خزانہ سمجھنا، اورسن لو میں بھی چار چار بیٹوں کے باپ ہوں، نیز میری ماں بھی ایک عورت تھی جو کسی کی بیٹی ہی تھیں بیٹی کی پرورش اور دیکھ بھال تجھے بڑی آسانی سے جنت تک پہونچائیگی اور جہنم سے سد سکندری کی طرح آڑ بن جائیگی نیز وہ باپ اور میں قیامت کے دن اس طرح ہوں گے جیسے میرے ہاتھ کی دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔

ہندوستان میں ایسا کوئی صوبہ نہیں ہے جہاں پر مرد وعورت کا توازن برقرار ہو بلکہ سارے صوبوں میں لڑکیوں کی کمی ہے۔ ۲۰۱۱ء کے عدد شمار خاص طور پر صوبہ کشمیر کی حالت تو بہت ہی سنگین ہے وہاں ہر ایک ہزار مرد پر صرف ۶۲۶ عورت کا تناسب ہے، جو خطرہ کی نشان سے بہت زیادہ آگے ہے۔ خیر ان تمام حالتوں کو دیکھ کر ایم پی سرکار نے ۱۵ اکتوبر ۲۰۱۱ء سے ''بیٹی بچاؤ ابھیان'' چلایا ہے لیکن ''فیملی پلاننگ ابھیان'' کے

ساتھ ساتھ یہ ''بیٹی بچاؤ ابھیان'' کتنا کامیاب ہوگا یہ تو وقت ہی بتائے گا میں تو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ''بیٹی بچاؤ تحریک'' تو ہمارے آقا جناب محمد رسول ﷺ نے چودہ سوسال پہلے سے ہی چلا رکھی ہے! آیئے دیکھتے ہیں حدیث پاک بیٹی کے سلسلے میں کیا کہتی ہیں۔

جو شخص بیٹیوں میں مبتلا ہوجائے اور پھر وہ ان پر صبر کرے تو وہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ کی آگ کے آگے حجاب ہوں گی (ترمذی)

جو شخص ان بیٹیوں میں مبتلا کردیا گیا اور پھر ان پر صبر کیا اس کے لئے دوزخ کی آگ سے وہ ستره (پردہ) ہوں گی۔ (ترمذی)

جس کے ہاں بچی ہو اس نے بچی کو زندہ درگور نہ کیا اس کی توہین نہ کی اور اپنے لڑکوں کو اس پر ترجیح نہ دی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریں گے۔ (ابوداؤد)

ماں کی ممتا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک بیچاری مسکین عورت اپنی دو بچیوں کو گود میں لئے ہوئے آئی اور سوال کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسکو تین کھجوریں دیں اس عورت نے ایک ایک کھجور دونوں بچیوں کو دی اور ایک کھجور تو دکھانے کیلئے منہ میں رکھنے لگی تو بچیوں نے اس تیسرے کھجور کو بھی مانگا تو اس نے خود نہیں کھائی بلکہ اس کھجور کو بھی آدھی آدھی کر کے دونوں بچیوں میں تقسیم کردی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کے اس طرز عمل سے بہت متاثر ہوئیں اور رسول اللہ ﷺ سے اسکا ذکر کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عورت کو اسی عمل کیوجہ سے جنت کا اور دوزخ سے رہائی کا فیصلہ فرمادیا، کتنی بڑی بات ہے کہ لڑکیوں کی پرورش کرنے پر جنت ملتی ہے۔

صحابہ کے مزاج

آپ ﷺ کی تعلیم ہی کا نتیجہ تھا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین لڑکیوں کی پرورش اور کفالت کیلئے ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بچی جو اس وقت تک مکہ ہی میں تھی اور بہت چھوٹی تھی اس نے آپ ﷺ کے قافلہ کے ساتھ جانا چاہی تو اس کی پرورش کیلئے تین جلیل القدر صحابی آگے بڑھتے ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس بچی کی کفالت کرونگا کیونکہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس بچی کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بچی کی کفالت کرونگا، کیونکہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہے فرمایا کہ میں اس بچی کی پرورش کرونگا، کیونکہ میرے بھائی کی لڑکی ہے (رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد مواخات کرادیا تھا، یعنی ایک دوسرے کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا تھا حقیقی بھائی مراد نہیں ہے) نبی کریم ﷺ نے زیدہ علی رضی اللہ عنہما کو راضی کرلیا اور فرمایا کہ الخالۃ بمنزلہ الام خالہ کا درجہ ماں کا درجہ ہوتا ہے اس لئے بچی جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے گی یہ صرف آپ ﷺ کی تعلیم کی برکت تھی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

آج بھی ضرورت ہے کہ لڑکیوں کی طرف توجہ دی جائے اور لڑکوں کو لڑکیوں پر ہرگز ترجیح نہ دیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

جہیز مسلم سماج کے لئے داغ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر معلّمہ، میری مشفق ومہربان معلمات! میری تقریر کا عنوان ہے ”جہیز مسلم سماج کیلئے داغ ہے“ جب ہم صحابیات کی سیرتوں کو دیکھتے ہیں اور ان کے معاشرے وکلچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی کیسی سادی ہے ان کے معاملات کتنے صاف ستھرے تھے وہ تکلّفات سے بالکل بری تھے باتوں کے پکے اور وعدوں کے سچے بھی جو کہتے تھے اس کو برت کر اور عمل کرکے دیکھا جاتے تھے یہ اوصاف حمیدہ ان کو حبیب خدا ﷺ کی اتباع وپیروی کے صدقۂ طفیل ان کو ملے تھے آپ علیہ السلام کی ایک ایک سنت پر مرمٹنے کا جذبۂ صادق ان کے اندر موجود تھا ہمیشہ

تاک میں رہتے تھے کہ آپ ﷺ کوئی بات ارشاد فرمائیں اور ہم عمل کرنے کیلئے دوڑیں، معاشرے اور سماج و کلچر کی ایسی اصلاح فرمادی کہ رہتی دنیا تک کے لوگوں کیلئے نمونہ اور مثال ہے صحابۂ کرام کے دور میں شادیوں میں جہیز کے لین دین کا کوئی تصور ہی نہ تھا جیسا ہمارے اس دور میں جہیز ایک ناسور اور مسلم معاشرے کیلئے بدنما داغ بن گیا ہے جو درحقیقت ہندوؤں کی طرف سے در آیا ہے اور قوم مسلم میں بڑی تیزی کیساتھ کے جڑ پکڑ گیا ہے جسکی وجہ سے سینکڑوں برائیاں جنم لے رہی ہیں۔

جہیز بھی ایک کرپشن ہے

کہنے کو تو یہ بے حد ترقی یافتہ دور ہے اور سبھی کو آزادی بھی حاصل ہے، سوچنے کی آزادی، شادی بیاہ کی آزادی، جہیز کی آزادی، جہاں اس پر کشش عنوان پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور لکھا جا رہا ہے، قلم تھک گئے زبانیں تھک گئیں، نہ تھکے تو لینے والوں کے ہاتھ۔ ہمارے سماج میں جہیز کا معاملہ یا جہیز کا مسئلہ صدیوں سے ہے، شاید ہی کسی اور سماجی موضوع پر اتنی توجہ دی گئی ہو جتنی اس مسئلے پر دی گئی ہے باوجود اس کے ہمارے سماج کے لئے یہ ایک گہرا داغ ہے۔ لڑکے کے والدین اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں لیکن ایک سروے کے مطابق عورتیں اس معاملے میں مردوں سے بھی سبقت لے جاتی ہیں۔ پڑھی لکھی روشن دماغ لڑکیاں بھی اپنے ماں باپ کو جہیز کے لئے اصرار کرتی ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جن لڑکیوں کو زیادہ جہیز، دولھے کو رقم اور ان کے رشتہ داروں کو تحفے تحائف ملے انہیں کی زندگی عذاب بن گئی۔ والدین عام طور پر اپنی بیٹیوں کو ظلم کی انتہا کے باوجود سسرال ہی میں رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بیٹی کے لئے جو کر سکتے تھے کیا، جہیز بھی دیا۔ اب اگر بیٹی واپس آجاتی ہے تو ان کی سرمایہ کاری بے کار ہو جائے گی۔ دوسری طرف جب

سسرال والوں کو اس بات کی بھنک پڑتی ہے کہ والدین بیٹی کو واپس لینا نہیں چاہتے تو اس کو طرح طرح سے تنگ کرنا شروع کر دیتے ہیں بس یہیں سے ایک دردناک داستان شروع ہو جاتی ہے۔

بنگلور، حیدر آباد، کیرالہ اور کئی مقامات میں لڑکے کو باقاعدہ خرید لیا جاتا ہے۔ اتنی طمطراق سے شادیاں کی جاتی ہیں کہ اوسط درجہ کا انسان چونک جائے۔ گویا آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی لڑکیاں ماں باپ کے لئے بوجھ ہی نہیں نازک مسئلہ بنی ہوئی ہیں۔ جہیز کی لالچ اور ہوس نے کئی معصوم لڑکیوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیا ہے۔ انا ہزارے نے کرپشن کے مسئلے کو اٹھایا ہے، لوک پال بل کے لئے صدائیں بلند کر رہے ہیں، ہزاروں ہندوستانی ان کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں لیکن کسی میں بھی یہ جرأت یا ہمت نہیں ہے کہ اس بل میں جہیز کو بھی شامل کرنے کی آواز اٹھائے کیونکہ یہ بھی کرپشن ہے۔ جس نے کئی معصوم دوشیزاؤں کو ابدی نیند سلا دیا ہے۔ کسی دانشور نے کیا خوب کہا ہے کہ اگر ملک میں ایسے بل بھی پاس کر دئے جائیں کہ جہیز لینے اور دینے والے کو کڑی سے کڑی سزا ملے گی پھر بھی اندرونی طور پر یہ لین دین تا قیامت چلتا رہے گا کیونکہ جہیز کے کاروباریوں کی سوچ کو بدلنا نہایت مشکل کام ہے۔ حیدر آباد میں جہیز کے نام پر صرف ایک چابی دے دی جاتی ہے، آپ چونک گئے کہ یہ تو کوئی جہیز نہ ہوا۔ ملاحظہ ہو کہ ایک طویل اور عریض بنگلہ کو بہترین فرش ایمپورٹیڈ قالین، صوفہ سیٹ (اعلیٰ ماڈل) خوبصورت کار، کئی کلو سونا، کراکری ڈنر سیٹ وغیرہ وغیرہ سے سجا کر بنگلہ کی چابی داماد کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ظاہر ہے احساس کمتری اور برتری کی جنگ شروع ہو جاتی ہے جبکہ شادی نہایت اہم اخلاقی اور روحانی ضرورت ہے۔ شادی حسین و خوبصورت زندگی کا آغاز ہے۔ شادی دو انسانوں کو ہی نہیں دو خاندانوں کو جوڑتی ہے۔ ہمارے سماج میں ہزاروں

مسائل ہیں جن میں سے ایک جہیز بھی ہے جس کے متعلق ہر شخص لعنت وملامت کے جذبات کا اظہار کرتا ہے، نفرت وبیزاری کا دکھاوا کرتا ہے۔ جب اپنی بیٹی کا مسئلہ در پیش ہو تو اپنے آپ کو ولی صفت، فرشتہ صفت، خدا پرست بنا کر پیش کرتا ہے لیکن جب اسی انسان کے بیٹے کی شادی کا معاملہ آتا ہے تو اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات کو بالائے طاق رکھ کر فہرستیں تیار کرتا ہے اور غریب ماں باپ کے خون پسینہ کی کمائی پر رال ٹپکانے لگتا ہے۔

خیر القرون کی شادیاں

کوئی بھی ماں باپ اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اپنی حیثیت سے زیادہ دینے کی کوشش کرتا ہے ہر ایک ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیٹی سکون وآرام کی زندگی بسر کرے اس کے لئے جتنی ضروریات کی اشیاء ہوسکتی ہیں حتی المقدور پورا کرنیکی کوشش کرتے ہیں جبکہ یہ سب ذمہ داری بھی شوہر ہی پر ہوتی ہے نہ کہ لڑکی کے والدین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بطور جہیز کے ایک پلو دار چادر ایک مشکیزہ اور تکیہ دیا جس میں اذخر نامی گھاس بھری ہوئی تھی اس حدیث کے اندر جو جہیز کا لفظ استعمال کیا گیا وہ اصطلاحی جہیز نہیں ہے جس معنی میں ہمارے معاشرے میں استعمال ہے بلکہ جہیز ضروری سامان کے معنی میں ہے اس لئے کہ دور نبوت اور بعد کے خیر القرون کے زمانہ میں جہیز کے لین دین کا بالکل تصور ہی نہ تھا، ایک جلیل القدر صحابی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ جوان خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں جن کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت وخوشخبری دے دی گئی- حدیث شریف میں ان کی شادی کا ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ تشریف لے گئے اور ان کے جسم یا

کپڑے پر زردی کا اثر تھا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ کیسی زردی تو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ میں ایک عورت سے کھجور کی گٹھلی کے وزن کے برابر نکاح کیا ہے یعنی اتنا مہر طے ہوا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَوْلِمْ وَلَوْبِشَاةٍ ولیمہ کرو اگر چہ ایک بکری ہی ذبح کر ڈالو۔ غور کرنے کی بات ہے کہ اتنے بڑے صحابی جب شادی کرتے ہیں تو حضور علیہ السلام کو شرکت کرنے کی زحمت بھی نہیں دیتے ہیں اور اطلاع کرنا بھی ضروری نہیں سمجھتے جبکہ یہ خود بہت بڑے مالدار تھے مگر فضولیات میں ایک پیسہ خرچ کرنیوالے نہیں تھے بلکہ اللہ کے راستہ میں اور ضرورت کے موقعوں پر خرچ کیا کرتے تھے آج بھی صحابہ کرام کی سیرتوں کو اپنانے اور اس پر عمل کرنے کی سخت ضرورت ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بڑوں کا ادب صحابہ رضی اللہ عنہ نے کیسے کیا؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ”بڑوں کا ادب صحابہؓ نے کیسے کیا؟“ اسی عنوان سے چند باتیں آپ کے سامنے عرض کرنی ہیں۔ ادب کی وجہ سے آدمی کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور جو بڑوں کا ادب واحترام کرتا ہے لوگ اس کا بھی ادب واحترام کرتے ہیں اور اپنے بڑوں کا ادب نہیں کرتا تو اس کا بھی لوگ ادب نہیں کرتے۔ ”بے ادب محروم گشت از فضل

رب“ بے ادب فضل خداوند سے محروم رہتا ہے۔ وہی طالب علم کامیاب ہوتے ہیں جو اپنے اساتذہ کا احترام کرتے ہیں ان کی خدمت کرتے ہیں خواہ وہ کند ذہن ہی کیوں نہ ہوں مگر اساتذہ کی خدمت اور دعاؤں کی وجہ سے وہی بچے کامیاب ہوتے ہیں اور آگے چل کر دین کی عظیم خدمات انجام دیتے ہیں اپنے سے بڑے جو بھی ہوں ان کی خدمت اور ادب واحترام ضرور کریں، خواہ وہ زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہیں خصوصاً ہمارے اکابر واسلاف جنہوں نے ہم تک دین صحیح سالم پہنچایا انکا احترام یہی ہے کہ کبھی ان کو برا بھلا نہ کہیں اسی سے آخرت برباد ہوجائے گی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بزرگوں کا ادب واحترام کرکے ہمارے لئے عملی نمونہ اور مثال پیش فرمادی۔

ہر موقع پر بڑوں کا خیال کریں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے اس بات سے کہ اپنے بندے اور بندی کو جب کہ وہ اسلام میں بوڑھے ہوں، عذاب دیں (کنزالعمال) عمر دراز کی عظمت و بڑائی کا تقاضا ہے کہ چھوٹا سلام کرنے میں پہل کرے اور بعض روایتوں میں بڑوں کے ادب واحترام کیلئے کھڑے ہونے اور ہاتھ چومنے کی بابت معلوم ہوتا ہے اور امت کے دیندار ومہذب طبقہ میں اس کا معمول پایا جاتا ہے جب دسترخوان پر ہر عمر کے لوگ جمع ہوں تو کھانا شروع کرنے کے لیے عمر میں سب سے بڑے سے درخواست کی جائے، نوجوانوں کو کھانا شروع کرنے میں عمر رسیدہ لوگوں کے شروع کرنے کا انتظار کرنا چاہیے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کسی کھانے میں شریک ہوتے تو اس وقت برتن میں ہاتھ نہیں

ڈالتے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنا دست مبارک برتن میں نہ ڈالیں۔ (صحیح مسلم)
اسی طرح ادب یہ ہے کہ کھانے سے فراغت کے بعد عمر دراز کو سب سے پہلے ہاتھ دھونے کا موقع دیا جائے یا ان کا ہاتھ دھلایا جائے۔ اسی طرح اپنے ہر اجتماعی کام میں اپنے بڑوں کو شریک کرے، ان سے مشورہ کرے، ان کی رائے پر عمل کرنے سے کامیابی ملتی ہے اور کام پایۂ تکمیل تک پہنچتا ہے اور اس کام میں برکت ہوتی ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، ''اَلْبَرْکَةَ مِنْ أَکَابِرِنَا فَمَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیُجِلْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا'' (رواہ الطبرانی) برکت اکابر کے ساتھ ہے جو چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اَلْخَیْرَ مَعَ أَکَابِرِنَا'' یعنی خیر اکابر کے ساتھ ہے۔ (مجمع الزوائد) کئی افراد جمع ہوں اور ان کے سامنے کوئی چیز پیش کی جائے اور بڑوں کی عزت و مرتبہ کا خیال رکھا جائے۔
مسلم شریف میں ہے ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: أَرَانِیْ فِی الْمَنَامِ أَتَسَوَّکُ بِسِوَاکٍ وَجَاءَ نِیْ رَجُلَانِ، أَحَدُهُمَا أَکْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاکَ الْاَصْغَرَ فَقِیْلَ لِیْ: کَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ اِلَی الْکَبِیْرِ مِنْهُمَا'' (صحیح مسلم)
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ مسواک کر رہا ہوں، میرے پاس دو آدمی آئے، ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا، تو میں نے چھوٹے کو مسواک پیش کیا تو مجھ سے کہا گیا، بڑے کو دیجئے، لہٰذا میں نے وہ مسواک ان دونوں میں سے جو بڑا تھا اس کے حوالے کر دی۔

حضرت محمد ﷺ بچوں سے شفقت و محبت اور رحم و کرم کا معاملہ فرماتے تھے۔ ان کے نقش قدم پر صحابۂ کرام بھی بچوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے تھے۔ بچے بھی اپنے بڑوں کا ادب و احترام کرنے میں اپنی سعادت و نیک بختی سمجھتے کیونکہ ان کی

تربیت ایسی ہی کی گئی تھی۔ ایک مرتبہ صحابۂ کرام کے مجمع میں حضور اکرم ﷺ نے سوال کیا کہ وہ کون سا درخت ہے جس کی تمام چیزیں کارآمد ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا جواب معلوم تھا، لیکن معمر صحابۂ کرام کی موجودگی میں جواب دینا ادب کے خلاف سمجھا۔ ''عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْبِرُوْنِیْ بِشَجَرَةٍ مَّثَلُهَا مِثْلُ الْمُسْلِمِ تُؤْتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا لَاتَحُتُّ وَرَقُهَا فَوَقَعَ فِیْ نَفْسِی النَّخْلَةُ فَکَرِهْتُ اَنْ اَتَکَلَّمَ وَثَمَّ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمَّا لَمْ یَتَکَلَّمَا، قَالَ النَّبِیُّ ﷺ هِیَ النَّخْلَةُ، فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ اَبِیْ قُلْتُ یَا اَبِیْ وَقَعَ فِیْ نَفْسِی النَّخْلَةُ قَالَ: مَامَنَعَکَ اَنْ تَقُوْلَهَا؟ لَوْ کُنْتَ قُلْتَهَا کَانَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کَذَا وَکَذَا قَالَ مَامَنَعَنِیْ اِلَّا لَمْ اَرَکَ وَلَا اَبَابَکْرٍ تَکَلَّمْتُمَا فَکَرِهْتُ'' (الادب المفرد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابۂ کرام سے فرمایا۔ آپ لوگ ایسے درخت کے بارے میں بتایئے جس کی مثال مسلمان کی طرح ہے، اللہ کے حکم سے ہر موسم میں اس کا پھل آتا ہے، اس کے پتے نہیں گرتے، راوی کہتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، میں نے جواب دینا ناپسند کیا اس لیے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔ جب میں اپنے والد کے ساتھ نکلا تو میں نے کہا اے میرے والد! میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس بات نے تم کو جواب دینے سے روک دیا؟ اگر تم جواب دیتے تو مجھے بیحد خوشی ہوتی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے لیے کوئی رکاوٹ نہیں تھی، بس اتنا کہ آپ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب نہیں دیا تو میں نے جواب دینا ناپسند کیا''۔

بڑوں کی مجلس میں ادب سے بیٹھیں

اس واقعہ سے پتہ چلا کہ اگر ہم بڑوں کی مجلسوں میں بیٹھے ہوں تو زیادہ لب کشائی نہ کریں بلکہ ان کی نصیحتوں سے مستفید ہونے کی کوشش کریں اور جو بات وہ بیان کررہے ہیں اگر ہم کو وہ معلوم ہو تو ایسی حالت نہ بنائیں کہ جس سے ان کو معلوم ہو کہ ہم وہ بات جانتے ہیں بلکہ کوئی بھی بات بیان کریں ہم اسکو غور سے سنیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ صحابۂ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ کا جس طرح ادب واحترام کیا اس کی کوئی نظیر اور مثال نہیں مل سکتی۔ دربار نبوی میں جب صحابۂ کرام تشریف لے جاتے تو بڑے باادب ہو کر بیٹھتے۔ آپ ﷺ کوئی بات ارشاد فرماتے تھے تو ہر ایک عمل کرنے کیلئے دوڑ پڑتا اور وہی لوگ ترقی کرتے ہیں جو بڑوں کا ادب کرتے ہیں، اسی طالب علم کے علوم سے قوم مستفید ہوتی ہے جو بڑوں کا ادب اور ان کی خدمت کرتا ہو۔ اللہ ہمارے دلوں میں بڑوں کا ادب واحترام پیدا کرے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

جنت کی نورانیت کہاں ملتی ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْکِلَاھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلاً کَرِیْمًا. وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّھَاتِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ.

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے جنت کی نورانیت کہاں ملتی ہے اسی تعلق سے قرآن وحدیث کی روشنی میں چند باتیں پیش کرنا چاہتی ہوں، ماں اور باپ اولاد کی پیدائش کا سبب ظاہری ہیں اور ماں کا اہم کردار ہوتا ہے بمقابل باپ کے اس لیے ماں کی خدمت

اور اطاعت کا بھی بکثرت تذکرہ آیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: مرد پر سب سے زیادہ حق اسکی ماں کا ہے، اولاد کے تئیں ماں کے دل میں جذبۂ محبت اور پرورش کے مشکل مراحل کو دیکھتے ہوئے جتنے بھی حقوق ماں کے بیان کئے جائیں وہ سب قرین قیاس ہے یقیناً ماں کے وہی حقوق ہونے چاہیے جو شریعت نے بیان کئے، ماں کی اطاعت وفرمابرداری اولاد کیلئے لازم وضروری قرار دی گئی اور جنت کی خوشخبری دی گئی۔

مفکر اسلام حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ اگر خوش قسمتی سے ہنوز زندہ ہیں اور آپ کو ان کی خدمت کا موقع مل رہا ہے تو آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ کا برتاؤ ان کے ساتھ کیا ہونا چاہیے؟ آپ اپنے روز مرہ کے چوبیس گھنٹوں میں کتنے گھنٹے نہ سہی، کتنے منٹ ان کی خدمت میں صرف کرتے ہیں؟ آپ اپنی زندگی کے کتنے مشاغل میں ان سے اجازت لینا ضروری خیال فرماتے ہیں؟ آپ کو جو دلچسپی اپنی بیوی، بچوں، دوست واحباب سے ملنے میں ہوتی ہے، اتنی نہ سہی اس کا کوئی حصہ بھی بوڑھی ماں کی سوا کرنے میں ہوتی ہے؟ ان کے حکم کی تعمیل میں آپ نے کتنی مرتبہ اپنے جذبات اپنی خواہشوں، اپنے ارادوں کو قربان کیا ہے؟ انہوں نے آپ کے بچپن میں آپ کی بے شمار ضدیں پوری کی تھیں، آج ان کے بڑھاپے میں آپ ان کی ضدیں، ہزاروں نہیں سینکڑوں نہیں، بیسیوں نہیں، اکائیوں ہی کی تعداد میں پوری کررہے ہیں؟ جس درسگاہ میں آپ نے تعلیم پائی ہے، کبھی آپ اسے اپنی ماں بتاتے ہیں؟ جس سرزمین پر آپ پیدا ہوئے، کبھی آپ اسے مادر وطن کے لقب سے یاد کرتے ہیں؟ جس دنیا میں آپ نے آنکھیں کھولی ہیں کبھی آپ سے مادر گیتی کا خطاب عطا فرماتے ہیں، اور ان سب کے حقوق بھی آپ اپنے ذمہ تسلیم فرماتے ہیں؟ پر یہ کیا غضب ہے کہ ان

تمام فرضی اور مصنوعی ماؤں کی خدمت گذاری میں پڑ کر آپ اپنی اصلی اور حقیقی ماں کو بھولے رہتے ہیں اور اس سچی، خالص، بے آمیز، بے مقدار محبت کا جو آپ کے وجود میں لانے کا باعث ہوئی ہیں، کوئی حق تسلیم نہیں فرماتے! کل جب آپ کچھ نہ تھے اور وہ سب کچھ تھیں، اپنا جسم گھلا گھلا کر، اپنا خون پلا پلا کر آپ کو کچھ سے کچھ بنا دیا۔ آج آپ اپنے دور کے عزیزوں، دوستوں بلکہ اجنبیوں اور بیگانوں تک کی پرواہ کرتے ہیں، لیکن ایک نہیں پرواہ کرتے تو اسی ممتا کی ماری کی، اسی محبت کی دیوانی کی اہمیت اور قربانی کو نظر انداز کرنے لگے۔

مانا کہ آپ ایک اچھے شاعر ہیں، مانا کہ آپ ایک پرزور مقرر ہیں، مانا کہ آپ ایک اعلی مصنف وصاحب قلم ہیں، مانا کہ آپ کونسل کے ممبر ہیں، مانا کہ ایک مقتدر عہدیدار ہیں، مانا کہ آپ کی علمی قابلیت کی شہرت سارے ملک میں ہے، مانا کہ عزت، شہرت ودولت کے لحاظ سے آپ وہ سب کچھ ہوگئے جو ہونا چاہتے تھے لیکن جھوٹے موتیوں کی یہ ساری جگمگاہٹ آپ کے باطن کو پرنور نہیں بنا سکتی، جنت کی نورانیت کی اگر تلاش ہے، اس نور کی اگر جستجو ہے، جس پر خود ملائکہ بھی رشک کریں، تو وہ ماں اور صرف ماں ہی کے قدموں کے نیچے ہے اور جنت کا سیدھا راستہ ماں ہی کے قدموں کے نیچے ہو کر ہے۔ (منقول از سچ ۴ راکتوبر ۱۹۲۶ء)

والدین کے حقوق

میں نے قرآن کریم کی جو آیت آپ کے سامنے پڑھی ہے یہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ہے اس میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنیکا تذکرہ کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اور تمہارے پروردگار نے حکم دیا کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں سے ایک یا دونوں

بڑھاپے کی عمر کو پہونچ جائیں تو ان کو اف بھی مت کہو اور ان کو جھڑکو مت اور ان سے نرم بات کہو اور ان کیلئے رحمت سے عاجزی کا بازو جھکا دو اور کہو کہ اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جیسے ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔قرآن واحادیث میں بیشتر مقامات پر جہاں عبادت خداوندی کا تذکرہ کیا گیا وہیں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا تاکیدی حکم بھی دیا گیا ہے۔صرف امت محمدیہ ہی کی لئے یہ حکم نہیں ہوا بلکہ گذشتہ امتوں میں بھی یہی حکم دیا گیا سلسلہ بنی اسرائیل کے آخری نبی سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی قرآن نے اعلان کیا میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے اللہ نے کتاب عنایت کی اور مجھے نبی بنایا اور مجھے بابرکت بنایا میں جہاں کہیں بھی اور مجھے تاکیدی حکم دیا نماز اور زکوۃ کا جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا فرمانبردار بنایا اور مجھے نافرمان اور سرکش نہیں بنایا۔

ماں کے حقوق باپ سے زیادہ

سورہ احقاف میں خصوصیت کیساتھ ماں کی ان تکالیف کا تذکرہ کیا گیا جو اولاد کیلئے برداشت کرنی پڑتی ہے اور اس میں کوئی دوسرا سہیم وشریک نہیں ہوتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنیکا حکم دیا، اسکی ماں نے اسکو پیٹ میں رکھا، مشقت برداشت کر کے اور اسکو جنا، مشقت برداشت کر کے اور اسکا پیٹ میں رکھنا اور دودھ چھڑانا چھ مہینے میں۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ایک صحابی نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ میری حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماں، صحابی نے دوسری مرتبہ سوال کیا۔حضور ﷺ نے وہی جواب دیا کہ تمہاری ماں، صحابی تیسری دفعہ سوال کیا۔ نبی

کریم ﷺ نے جواب دیا تمہاری ماں، جب چوتھی مرتبہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا تمہارے باپ۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کا حق زیادہ ہے، خدمت کی زیادہ حقدار ماں ہے اس لئے کہ عورت ذات بہر حال کمزور ہوتی ہے اور ادب واحترام میں باپ کا حق بڑھا ہوا ہے۔اولاد کو کبھی بھی والدین کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے، ہر وقت ان کی خوشنودی کی فکر ہونی چاہیے، والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ ہے اور دنیا ہی میں اس کا وبال انسان کے سر آتا ہے اور جو والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے، وہ دنیا ہی میں اس کا مزہ چکھتا ہے۔اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے، خوشحال زندگی بسر کرتا ہے، اور مرنے کے بعد بھی راحت وآرام اس کا مقدر ہوگی۔اسلئے ہم بھی والدین کی اطاعت وفرمانبرداری میں کوتاہی نہ کریں۔اللہ ہم سب کو والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بیٹیوں کے حقوق ادا کرنے والا جنتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات ،عزیزہ طالبات! آج کی اس بابرکت محفل میں مجھے بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی کے فضائل عرض کرنے ہیں۔ سارے مسلمان بلکہ غیروں کا بھی عقیدہ ایمان ہے کہ لڑکا لڑکی عطا کرنا یا دونوں سے کسی کو محروم کر دینا، یا صرف لڑکا دینا، یا صرف لڑکی دینا، یہ سب اللہ کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہے، انسان کے بس کی چیز نہیں، ہماری بہت سی مسلم مائیں اور بہنیں جن کو اولاد نہیں ہوتی غیروں کے پاس جاتی ہیں اور کفریہ شرکیہ کلمات کہتی ہیں۔ درگاہوں اور مزاروں پر جا کر مردوں سے اولاد کی فرمائش کرتی ہیں کیا یہ مجبور بندے اولاد دے سکتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے خود فرما دیا کہ وہی جس کو چاہے لڑکا دیتا ہے، جس کو چاہے لڑکی دیتا ہے، اور کسی کو لڑکا اور لڑکی دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہے بانجھ رکھتا ہے اس لئے ہم کو اللہ

کی تقسیم پر راضی رہنا چاہیے اور جس طرح بیٹوں کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح بیٹیوں کی پیدائش پر بھی ہم کو خوش ہونا چاہیے یہ تو زمانہ جاہلیت میں تھا کہ لڑکیوں کی پیدائش کو لوگ منحوس تصور کرتے تھے اور پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اس نے سخت پابندی لگا دی اور لڑکیوں کی پیدائش کو رحمت و برکت قرار دیا اور ان کی پرورش پر جنت کی بشارت سنائی اور جس طرح لڑکوں کیلئے حقوق دیئے اسی طرح لڑکیوں کو بھی حقوق عطا کئے اور ان کو احساس کمتری سے نکال کر عزت و سربلندی کی زندگی عطا کی اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر جنت کی بشارت و خوشخبری دی تا کہ لوگ لڑکیوں کی پیدائش کو رحمت و برکت سمجھیں اور جو حقوق شریعت نے لڑکیوں کو دیئے ہیں وہ حقوق بھی ان کو دیا جائے مگر آج کا دور جسے ترقی کا دور کہا جاتا ہے لڑکیوں کی پیدائش اور حقوق کی ادائیگی میں ایسی دلچسپی نہیں رکھتے حتی کہ لڑکوں کی پیدائش پر اور ان کے اوپر خرچ کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں اور لڑکیوں کے حقوق کی عدم ادائیگی ایک عام بات ہوگئی ہے۔

بیٹیوں کے حقوق کی ادائیگی کرنیوالا جنت میں داخل ہوگا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مَنْ کَانَ لَہٗ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ اَخَوَاتٍ اَوْ بِنْتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَحْسَنَ صُحْبَتَھُنَّ وَاتَّقَی اللّٰہُ فِیْھِنَّ فَلَہُ الْجَنَّۃُ“ ۔(الترمذی:۱۹۱۶، کتاب النکاح وما یتعلق بہ)۔ ”جس کی تین بہنیں یا تین بیٹیاں ہوں یا دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں اللہ سے ڈرتا رہے تو اس کیلئے جنت ہے“۔

سنن ابی داؤد میں یہ روایت ہے۔ ”مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَاَدَّبَھُنَّ وَزَوَّجَھُنَّ وَاَحْسَنَ اِلَیْھِنَّ فَلَہُ الْجَنَّۃُ“ (ابی داؤد: ۵۱۴۸/۵، صحیح الترغیب) جس نے تین

بیٹیوں کی پرورش کی، انہیں ادب سکھایا، ان کی شادیاں کیں ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اس کیلئے جنت ہے''۔

بیٹیوں کی اچھی پرورش جنت میں داخلہ کا سبب ہوگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مامن رجل تدرک له ابنتان فیحسن الیهما ما صحبتاو صحبهما الاادخلتاه الجنة.

(صحیح ابن ماجہ ۳۶۸۰، باب البر والاحسان الی البنات، صحیح الترغیب والترہیب ۱۹۷۱، ابن حبان ۲۹۳۴، مستدرک حاکم: ۱۷۸/۴)

''جس آدمی کی دو بیٹیاں ہوں اور جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں یا جب تک وہ ان کے ساتھ رہے ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا رہے تو وہ دونوں اسے جنت میں داخل کرادیں گی''۔

حضرت عوف بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مامن مسلم یکون له ثلاث بنات فیتفق علیهن حتی یبن او یمتن الا کن له حجابا من النار، فقالت له امراة اوبنتان '' (صحیح الترغیب: ۱۹۸۶، کتاب النکاح وما یتعلق بہ)

جس کسی مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر خرچ کرتا رہے حتی کہ وہ (شادی وغیرہ کی وجہ سے) جدا ہوجائیں یا فوت ہوجائیں تو وہ اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کے لئے رکاوٹ ہوں گی۔ ایک عورت نے عرض کیا، کیا دو بیٹیوں کی وجہ سے بھی یہی فضیلت حاصل ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بیٹیوں پر بھی یہی فضیلت حاصل ہوگی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من کن له ثلاث بنات یؤویهن ویرحمهن ویکفلهن وجبت له الجنة البتة'' قال وان کانت اثنتین قال قیل یا رسول الله فان کانت اثنتین قال فرای بعض القوم ان لو قالوا له واحدة لقال واحدة'' (صحیح الترغیب والترہیب: ۱۹۷۵، احمد: ۳۰۳/۳)

جس کی تین بیٹیاں ہوں، وہ انہیں اپنے پاس رکھے، ان کے ساتھ رحمت وشفقت سے پیش آتا رہے اور ان کی کفالت کرتا رہے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دریافت کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر دو بیٹیاں ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ بھی ہوں۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں بعض نے دیکھا کہ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بیٹی پر بھی اس فضیلت کا کہتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کے لئے بھی کہہ دیتے۔

دو بیٹیوں یا بہنوں پر بھی حسب کفایت خرچ جہنم سے بچاؤ کا سبب ہوگا

حضرت مطلب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انہوں نے کہا: اے بیٹے! کیا میں تمہیں وہ بات بیان نہ کردوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، میں نے کہا ضرور اے میری ماں! تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے: ''من انفق علی البنتین او الا ختین او ذواتی قرابة یحتسب النفقة علیهما حتی یغییهما الله من فضله عز وجل او یکفیهما کانتا له سترا من النار''۔ (صحیح الترغیب والترہیب: ۱۹۷۴، احمد: ۲۹۳۶، طبرانی)

جس نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو رشتہ دار عورتوں پر خرچ کیا اور ان دونوں پر خرچ سے اجر وثواب کی نیت رکھی، حتی کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل سے غنی کردے یا کافی ہوجائے تو وہ دونوں اس کے لئے دوزخ کے لئے آڑ بن جائیں گی۔'' اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆

قیامت کے دن پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوجائیں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلْقَارِعَةُ. مَا الْقَارِعَةُ. وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْقَارِعَةُ. یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ. وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قیامت کا دن بڑا ہی ہولناک ہوگا۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ. اے لوگو!اپنے رب سے ڈرو بلاشبہ قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔ جب قیامت قائم ہوگی اس وقت کوئی بھی چیز باقی نہیں بچے گی۔ انسان حیوان چاندسورج ستارے پہاڑ سب کے سب تباہ وبرباد ہوجائیں گے اور قیامت اسوقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک ایک بھی اللہ کا نام لینے والے باقی رہیگا۔

نفخۂ اولیٰ کے وقت دنیا کی حالت کیا ہوگی

صور پھونکے جانے سے نہ صرف یہ کہ انسان مرجائیں گے بلکہ کائنات کا نظام ہی درہم برہم ہوجائے گا، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائینگے اور بے نور ہوجائیں گے، چاند وسورج کی روشنی ختم کردی جائیگی، زمین ہموار میدان بن جائے گی، پہاڑ اڑتے پھریں گے۔

ذیل کی آیات واحادیث سے یہ باتیں واضح طور پر ظاہر ہورہی ہیں۔ارشاد باری ہے:''اَلْقَارِعَةُ مَاالْقَارِعَةُ وَمَا اَدْرٰکَ مَاالْقَارِعَةُ یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ''وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی جس روز لوگ پروانوں کی طرح اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہوگے۔

اَلْقَارِعَةُ (کھڑکھڑانے والی) قیامت کو فرمایا ہے، یہ نام اس کا اسلئے رکھا گیا کہ وہ دلوں کو گھبراہٹ سے اور کانوں کو سخت آواز سے کھڑکھڑا دے گی، اس روز انسان پردانوں کی طرح بے تابانہ بدحواس ہوکر محشر کی طرف جمع ہونے کے لئے چل پڑیں گے۔ ایسے غیر منظّم طریقہ پر چلیں گے کہ جیسے پروانے اندھا دھند چراغ پر گرتے جاتے ہیں اور پہاڑوں کا یہ حال ہوگا کہ جیسے دھنیا اون یا روئی کو دھن کر ایک ایک پھایہ اڑادیتا ہے اسی طرح پہاڑ متفرق ہوکر اڑ جائیں گے۔ سورۂ مرسلات میں فرمایا: وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ (اور جب پہاڑ اڑادیئے جائیں گے) سورہ نبا میں فرمایا: وَسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ سَرَابًا'' (اور چلائے جائیں گے پہاڑ تو ہوجائیں گے چمکتا ہوا ریت) سورہ نحل میں فرمایا: وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ اور تو

دیکھے پہاڑوں کو یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ چلیں گے بادل کے چلنے کی طرح کاریگری اللہ کی جس نے درست کیا ہر چیز کو، یعنی یہ بڑے بڑے پہاڑ جن کو تم اس وقت دیکھ کر یہ خیال کرتے ہو کہ یہ ایسے جمے ہوئے ہیں کہ کبھی اپنی جگہ سے جنبش ہی نہ کھا سکیں گے۔ ان پر ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ یہ روئی کے گالوں کی طرح اڑے اڑے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے، اللہ رب العزت نے حکمت کے مطابق ہر چیز کو درست کیا اسی نے آج پہاڑوں کو ایسا بوجھل اور بھاری اور جامد بنایا کہ زمین کو بھی ہلنے سے روکے ہوئے ہیں۔ وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ (پھر قیامت کے روز ان کا مالک اور خالق ذرہ ذرہ کر کے اڑا دے گا، یہ سب اس صانع حقیقی کی کاریگری ہے جس کا کوئی تصرف حکمت سے خالی نہیں، سورۂ واقعہ میں فرمایا: وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَکَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا (اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، پہاڑ پھر ہو جائیں گے اڑتا ہوا غبار)۔

آسمان و زمین

سورۂ طٰہٰ میں فرمایا: وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّاتَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ' اور وہ آپ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو اچھی طرح اڑا دے گا پھر زمین کو چھوڑ دے گا چٹیل میدان نہ دیکھے گا تو اس میں روڑا اور ٹیلا، یعنی قیامت کے روز پہاڑ اڑا دئے جائیں گے اور زمین صاف اور ہموار میدان بنا دی جائے گی کوئی ٹیلہ اس پر نہ رہے گا۔ سورۂ ابراہیم میں فرمایا: یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ جس دن بدل دی جائے اس زمین سے دوسری زمین اور بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہونگے اللہ واحد قہار کے سامنے۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین قیامت کے روز بدل دئے جائیں گے اور اپنی اس ہیئت موجودہ پر برقرار نہ رہیں گے اس آیت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جب آسمان و زمین بدلے جائیں گے تو اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ اسکے جواب میں فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پل صراط پر ہوں گے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت شریفہ میں جو آسمان و زمین کے بدلے جانے کا ذکر ہے وہ حساب کتاب ہونے کے بعد اس وقت ہوگا جب کہ لوگ جنت یا دوزخ میں بھیجے جانے کیلئے پل صراط پر پہنچ جائیں گے۔

سورہ تکویر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ. جب سورج بے نور ہو جائیگا اور ستارے ٹوٹ پھوٹ کر گرنے لگیں گے اور جب پہاڑ جل پڑیں گے اور دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بے کار پھریں گی اور جنگلی جانور جمع کئے جائیں گے اور جب دریا بھڑکائے جائیں گے اور جب نفوس جوڑ دیے جائیں گے۔ دوسری جگہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَافِیْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ جب آسمان پھٹ جائیگا اور اس نے اپنے رب کی سن لیا اور وہ اسی کے لائق ہے اور جب زمیں پھیلا دی جائیگی اور نکال دے گی جو کچھ اس میں اور خالی ہو جائیگی اور اس نے اپنے رب کی سن لی اور وہ اسی کے لائق ہے، بہر حال قیامت کی ہولنا کی بڑی عظیم شئی ہے۔ قیامت اسی وقت قائم ہوگی۔ جب زمین پر صرف کفار ہی رہ جائیں اور جانوروں کی طرح خواہش نفس کو پوار کریں گے اور طرح طرح کی برائیاں انکے اندر ہوں گی۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

پڑوسی کی ضروریات کا خیال لازم ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ. اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

قابل صد احترام معلمات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! انسان اپنے والدین اور رشتے داروں کے علاوہ پڑوسیوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے اور اسکی خوشگوار اور ناخوشگواری کا زندگی کے چین وسکون پر اور اخلاق کے بناؤ بگاڑ پر کافی اثر پڑتا ہے۔ اسلام نے اس کو بڑی اہمیت دی ہے اور پڑوسی کے حقوق بیان کر کے اس کی اہمیت کو مزید دوبالا کر دیا۔ حتی کہ مذہب کی بھی کوئی قید نہیں لگائی، اگر پڑوسی غیر مسلم ہے، تو اس کے بھی حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں۔

حدیث شریف میں پڑوسیوں کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک ہی حق ہوتا ہے، اور وہ حق کے لحاظ سے سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے۔ دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہیں۔ تیسرا وہ جس کے تین حق ہوں۔ ایک حق والا مشرک (غیر مسلم) پڑوسی ہے، جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہ ہو۔ اور دو حق والا پڑوسی وہ ہے، جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلم بھی ہو۔ اس کا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوگا، اور دوسرا حق پڑوسی ہونیکی وجہ سے۔ اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو، مسلم بھی ہو، اور رشتہ دار بھی ہو، تو اس کا ایک حق مسلمان ہونیکا ہوگا۔ دوسرا حق پڑوسی ہونیکا۔ اور تیسرا حق رشتہ داری کا ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چار ارشاد

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے چار ارشاد عرض کرنا ہے: فرمایا۔ اگر تمہارا پڑوسی تمہارے تنور میں روٹی پکانا چاہے، یا تمہارے پاس اپنا سامان ایک دن یا نصف دن کے لئے رکھنا چاہے تو فلا تمنعه، اسے منع نہ کرنا"۔

فرمایا: لایمنع جار جاره ان یعزن خشبته فی جداره۔ کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے"۔ (صحیح بخاری ومسلم بروایت حضرت ابی ہریرہؓ)

فرمایا: لیس المومن الذی یشبع وجاره جائع الی جنبه "مؤمن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں بسنے والا پڑوسی بھوکا ہو"۔

(شعب الایمان، بروایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ)

فرمایا: ما امن بی من بات شبعان وجاره جائع الی جنبه
"جو شخص خود شکم سیر ہو کر سویا اور پہلو اس کا پڑوسی بھوکا رہا وہ مجھ پر ایمان

نہیں لایا"۔ (طبرانی کبیر) اندازہ فرمائیے پڑوسیوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں اوران کی ادائیگی ہم پر کس قدر لازم ہے؟

ہمسایہ کو کھانے کا تحفہ

بھوکے پڑوسی کو خوراک پہنچانے کی ذمہ داری کے متعلق تو آپ کو معلوم ہوگیا۔حضرت ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔**اذا طبخت مرقة فاکثر ماها وتعاهد جیرانک** ۔جب تم شوربہ پکاؤ تو اس میں بیشک پانی زیادہ ڈال لیا کرو مگر اپنے پڑوسی کی خبرگیری ضرور کیا کرو۔(صحیح بخاری)

اس کے ساتھ ہی ارشاد ہوا: **یانساء المسلمات لاتحقرن جارة الجارة ولو فرسق شاة.** اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی ہمسائی کے تحفہ کو حقیر نہ سمجھے خواہ بکری کی کھری ہو۔

دوسری روایت میں ہے: **ولو بظلف لحرق** خواہ بکری کی جلی ہوئی کھری ہو۔ (بخاری ومسلم، بروایت حضرت ابی ہریرہؓ)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس حکم کی تعمیل کیسے کی اس کی ایک مثال غور فرمائیے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک بکری ذبح کی گئی۔انہوں نے اپنے اہلِ خانہ سے دریافت کیا۔تم نے اس کا گوشت ہمارے یہودی ہمسایہ کو بھیج دیا ہے؟انہوں نے کہا،نہیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا گوشت یہودی پڑوسی کو بھیج دو۔میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔**مازال جبرئیل علیہ السلام یوصینی بالجار حتی ظننت انه سیورثه.** جبرئیل امین علیہ السلام نے مجھے پڑوسی کے حقوق کے بارہ اس طرح مسلسل وصیت کی کہ میں نے گمان کیا وہ عنقریب پڑوسی کو وارثت میں حصہ دار

بنادیں گے۔(صحیح بخاری ومسلم) حدیث میں آتا ہے کہ اگر تم کوئی پھل خرید کر لاؤ تو اس میں سے پڑوسی کے یہاں بھی ہدیہ بھیج دو اور اگر ایسا نہ کرسکو (اتنی وسعت نہ ہو) تو اس کو چھپا کے لاؤ تا کہ پڑوس والوں کو خبر نہ ہو اور اس کی بھی احتیاط کرو کہ تمہارا کوئی بچہ وہ پھل لے کر گھر سے باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کے دل میں اسے دیکھ کے جلن پیدا ہو۔اللہ تعالیٰ اس امت کو توفیق دے کہ وہ اپنے رسول ﷺ کی ہدایتوں کی قدر و قیمت کو سمجھیں اور اپنی زندگی کا معمول بنا کر اس کی بیش بہا برکات کا دنیا ہی میں تجربہ کریں۔اللہ ہم سب کو سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مرنیوالے سے قبر میں سوال وجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ہم دنیا میں بھیجے گئے ہیں ایک وقت مقررہ کیلئے۔ ان احل اللہ اذاجاء لا یؤخر۔ بے شک جب اللہ کا مقررہ وعدہ آجائیگا تو ٹل نہیں سکتا۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے جو بھی دنیا میں آیا اسکو یہاں سے جانا ہی پڑیگا۔ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے چندروزہ زندگی ہے اور جو کچھ یہاں کریں گے۔ مرنے کے بعد اسکا حساب دینا پڑیگا۔ اسلئے ہم جو کچھ کریں سوچ سمجھ کر کریں اور ہر وقت آخرت کی فکر کریں تاکہ مرنے کے بعد ہم کو راحت وسکون نصیب ہو۔ اور اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل ہو۔

مومن بندہ قبر میں مطمئن ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مردہ اپنی قبر میں پہنچ کر بے خوف اور با اطمینان بیٹھتا ہے۔ پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ (تو دنیا میں) کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں اسلام میں تھا؟ پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں؟ (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ جواب دیتا ہے کہ وہ محمد رسول ﷺ ہیں جو ہمارے پاس اللہ کے پاس سے کھلے کھلے معجزے لے کر آئے۔ سو ہم نے ان کی تصدیق کی، پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے۔ دنیا میں کوئی آدمی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔ (پھر میں کیسے دیکھ لیتا؟)۔

پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعہ) وہ دوزخ کو دیکھتا ہے کہ آگ کے انگارے آپس میں ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں (جب وہ دوزخ کا منظر دیکھ لیتا ہے) تو اس سے کہتے ہیں کہ دیکھ اللہ تعالیٰ نے تجھے کس مصیبت سے بچایا، پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعے) وہ جنت کی رونق اور جنت کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ (جنت) تیرا ٹھکانا ہے تو یقین ہی پر زندہ رہا اور یقین ہی پر تجھے موت آئی اور یقین ہی پر تو قیامت کے روز (قبر سے) اٹھے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر فرمایا کہ نافرمان آدمی خوف زدہ اور گھبرایا ہوا اپنی قبر میں بیٹھتا ہے، اس سے سوال ہوتا ہے کہ تو دنیا میں کسی دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں۔ پھر اس سے (حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق) سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدہ میں)

یہ کون ہیں وہ کہتا ہے کہ اس بارے میں میں نے وہی کہا جو اور لوگوں نے کہا پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اس کی رونق اور اس کے اندر دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ (تو نے خدا کی نافرمانی کی) خدا نے تجھے کس نعمت سے محروم کیا۔ پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ دوزخ کو دیکھ لیتا ہے کہ آگ کے انگارے ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک ہی پر زندہ رہا اور شک ہی پر تجھے موت آئی اور انشاء اللہ قیامت کو بھی تو اسی شک پر اٹھے گا۔ (مشکوۃ)

فرشتے کہیں گے تو دلہن کی طرح سو جا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا ہے ان صاحب کے بارے میں (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ اگر مومن ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلا شبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا، پھر اس کی قبر ستر ہاتھ مربع کشادہ کر دی جاتی ہے، پھر منور کر دی جاتی ہے پھر اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ (اب تو) سو جا، وہ کہتا ہے کہ میں تو اپنے گھر والوں کو (اپنا حال) بتانے کے لیے جاتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ (یہاں آکر جانے کا قانون نہیں ہے!) تو سو جا جیسا کہ دلہن سوتی ہے جسے اسکے

شوہر کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا (لہٰذا وہ آرام سے قبر میں رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز اس جگہ سے اٹھائے گا۔ اور اگر مرنیوالا منافق (یا کافر) ہوتا ہے تو وہ منکر نکیر کو جواب دیتا ہے کہ میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا وہی کہا اس سے زیادہ میں نہیں جانتا، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو خوب جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دیگا پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس کو بھینچدے، چنانچہ زمین اس کو بھینچدیتی ہے جسکی وجہ سے اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر چلی جاتی ہیں پھر وہ قبر کے اندر عذاب ہی میں رہتا ہے یہاں تک کہ (قیامت کو) خدا اسے وہاں سے اٹھائے گا۔ (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان والے عالم برزخ میں مطمئن ہونگے اوران کے ہوش وحواس سالم رہیں گے حتی کہ انکو نماز کا دھیان ہوگا اور فرشتوں کے سوال کا جواب دینے میں بے خوف ہونگے اور جب اپنا اچھا حال دیکھ لیں گے تو گھر والوں کو خوشخبری دینے کیلئے فرشتوں سے کہیں گے کہ میں ابھی نہیں سوتا، گھر والوں کو خبر کرنے جاتا ہوں، اور انتہائی خوشی میں اپنا انجام بخیر دیکھ کر فوراً ہی قیامت قائم ہونیکا سوال کریں گے تاکہ جلد سے جلد جنت میں پہنچیں جس پر خداوند عالم کا کرم ہو اس کے ہوش وحواس باقی رہتے ہیں اور اس سے اللہ جل شانہ، صحیح جواب دلاتے ہیں جیسا کہ سورۂ ابراہیم میں فرمایا يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ایمان والوں کو اللہ اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ) سے دنیا و آخرت میں مضبوط رکھتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ لوگ تم کو قبر میں رکھ کر اور مٹی ڈال کر چلے آئیں گے پھر تمہارے پاس قبر کے ممتحن (امتحان لینے والے) آئیں گے جنکی آواز سخت گرج کی طرح ہوگی اور جن کی آنکھیں نظر اچک لینے والی بجلی کی طرح ہونگی سو وہ تم کو ہلا

ڈالیں گے اور تم سے حاکمانہ گفتگو کریں گے بتاؤ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اس وقت ہماری عقل ہمارے ساتھ ہوگی؟ آپنے ارشاد فرمایا ہاں اسی طرح عقلیں تمہارے ساتھ ہوں گی جیسی آج ہیں! یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بس تو میں نبٹ لوں گا۔

جو قبر میں کامیاب ہوگیا وہ بعد میں بھی کامیاب ہوگا

قبر کا منظر بڑا ہی وحشتناک ہوگا جو مرنے کے بعد پیش آنے والے امتحان میں کامیاب ہوگیا تو بعد میں بھی کامیابی اس کا قدم چومے گی۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبر کے پاس سے گذرتے تو اس قدر روتے کہ ریش مبارک تر ہوجاتی کسی نے پوچھا کہ جب جنت ودوزخ کا تذکرہ سنتے ہیں تو اس قدر نہیں روتے جتنا کہ قبر کو دیکھ کر تو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل ہے جو یہاں کامیاب ہوگیا وہ بعد کی مزلوں میں بھی کامیاب رہیگا دنیا میں جس طرح زندگی گذاریگا آخرت میں ویسا ہی بدلہ ملے گا اگر کوئی یہ چاہے کہ کفر وشرک میں مبتلا رہے اور منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات اچھی طرح یاد کرلے تو آخرت میں کامیاب ہو جائیگا ایسا ہرگز نہیں بلکہ شریعت مطہرہ کے قوانین کے مطابق زندگی گذارنی ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی احکامات پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

علماء کرام کی صحبت اور فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ قابل صد احترام معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو، ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ اللہ سے اسکے بندوں ہیں سے علماء ہی ڈرتے ہیں،اہل علم ہی اللہ سبحانہ کی معرفت رکھتے ہیں اسی لئے وہ اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں اور علمائے وصلحاء کی صحبت اختیار کرنی چاہیے احادیث میں اس کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں آدمی جیسے لوگوں کی صحبت اختیار کریگا ویسے ہی بنے گا نیکوں کی صحبت سے نیک ہوگا اور بروں کی صحبت سے برا ہوگا۔

علماء کی صحبت کے سات فوائد

فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں: کہ جو شخص علماء کرام کے ساتھ نشست وبرخواست رکھے مگر ضعف حافظہ کی وجہ سے کوئی چیز یاد نہ کر سکے، تب بھی علماء کرام کے پاس اٹھنے بیٹھنے کی برکت سے اس کو سات طرح کی فضیلت حاصل ہوگی۔

(۱) طلبہ اور متعلمین کا درجہ حاصل ہوگا (۲) جب تک عالم کی خدمت میں بیٹھا ہے، جب تک حاضر ہے اسوقت تک گناہ سے معمون ومحفوظ ہے (۳) جب اپنے گھر سے حاضری کے ارادہ سے چلا اسی وقت سے منجانب اللہ اس پر رحمت کا نزول شروع ہوجاتا ہے (۴) جب علمی حلقہ میں پہنچ جاتا ہے تو طلبہ پر نازل ہونے والی رحمت کے حصہ سے یہ بھی بہرہ ور ہوتا ہے (۵) جب تک عالم کی بات سنتا رہے گا طاعت وعبادت کا ثواب لکھا جاتا رہے گا (۶) جب کوئی ایسی بات سنے گا جو اس کے فہم سے بالاتر ہے اور اس وجہ سے وہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی جس سے اس کو رنج وغم ہوگا تو یہ اللہ سے لولگانے کا ذریعہ بنے گا (۷) جب کھلی آنکھوں اس کو یہ نظر آئے گا کہ مسلمان علماء، صلحاء کی عزت وتوقیر کرتے ہیں اور فاسق وگنہ گاروں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تو اس کا دل گناہ سے متنفر اور نیکی، علم وطاعت کی طرف متوجہ ہوگا۔ اسی لیے علمائے کرام کی صحبت میں رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

چنانچہ بزرگان دین فرماتے ہیں: کہ (۱) جو مالداروں کے ساتھ میل جول اور تعلقات رکھے گا تو ان کی وجہ سے اس کے دل میں مال کی محبت پیدا ہوگی، اور جو شخص فقراء غرباء کے ساتھ تعلقات رکھے گا تو اس کو شکر اور رضا بقضا کی دولت حاصل ہوئی، اور جو بادشاہ ووزراء، حاکم اور سرداروں کیساتھ نشست و برخواست رکھے گا تو اسکے اندر کبر وبڑائی پیدا ہوگی، اور جو عورتوں کیساتھ زیادہ اختلاط رکھے گا تو

اس میں جہالت اور زیادہ شہوانیت پیدا ہوگی، اور جو بچوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھے گا تو اسکے مزاج میں مذاق ومزاح ہنسی وتمسخر پیدا ہوگا۔ اور فاسقوں وبدکارلوگوں کا جو ہم نشین بنے گا تو توبہ سے غفلت اور گناہوں پر جرائت میں اضافہ ہوگا، اور صلحاء ونیک لوگوں کے پاس جس کی آمد ورفت رہے گی تو نیکیوں کی رغبت اس میں پیدا ہوگی، اور عالموں کیساتھ جس کا ربط وضبط ہوگا تو اسکے علم وتقویٰ میں اضافہ ہوگا۔

علماء کا مقام اور صحبت کا اثر

حضور نبی کریم ﷺ نے اس امت کے علماء کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا **علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل** میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ یہ حدیث تو ضعیف ہے مگر فضائل میں ضعیف قابل تحمل ہے۔ نبی کریم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو دن بھر روزے رکھتا ہے اور رات بھر نوافل پڑھتا ہے اور ایک شخص فرائض پڑھ کر پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہوجاتا ہے ان دونوں میں کون مرتبے میں بڑھا ہوا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی ادنی آدمی پر یہ ہے مقام ومرتبہ علماء کرام کا علماء وصلحاء کی فضیلت بہت بڑی چیز ہے مثل مشہور ہے خربوزہ خربوزہ کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے اس لئے علمائے کرام کی صحبتوں میں رہنا دنیا وآخرت کی بھلائی کا ذریعہ اور سبب ہے جیسے عالم کی صحبت میں رہیں گے ویسے ہیں اثر ہمارے اندر آئیگا، علمائے کرام کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ** کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر، ہوسکتے ہیں یعنی یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہوسکتے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہین علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء دراہیم ودنانیر یعنی

روپئے پیسے اور جائداد کا وارث نہیں بناتے بلکہ وہ تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں علماء کرام کتاب اللہ اور احادیث نبوی کے حامل ہوتے ہیں اور قوم کو اسی کتاب وسنت کی دعوت دیتے ہیں اب انبیاء کرام علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے منقطع ہوگیا اسلئے علماء ہی کی ذمہ داریاں ہیں کہ دین کو صحیح شکل وصورت میں امت کو پہونچائیں اور بدعات وخرافات جو کچھ درآئے اس کو پاکوصاف کرکے لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ الحمدللہ ایسے علماء ہر دور میں موجود تھے اور آئندہ بھی ایسے بہت سے علماء کرام آتے رہیں گے جو دین کو صحیح شکل میں پیش کریں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حجاب عورت کی ترقی میں کبھی رکاوٹ نہیں......!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلّمہ اور اس جامعہ کی مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! حجاب عورت کی ترقی میں کبھی رکاوٹ نہیں بنا، اس تعلق سے چند باتیں آپ کے گوش گذار کرنی ہے۔ سب سے پہلے ہم کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ اللہ کے فرمودات اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے سے کبھی بھی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوسکتی ہے اور پردہ اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل ہے شریعت

مطہرہ نے عورتوں کیلئے پڑدے اور حجاب کو لازم اور ضروری قرار دیا جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اب اس کیلئے غیر محرموں سے پردہ کرنا بہت ضروری ہے حتی کہ شادی سے پہلے جوان لڑکیوں کیلئے خوشبو لگانا اور بناؤ سنگار کرنا بھی پسندیدہ عمل نہیں قرار دیا گیا عورت کیلئے زیب وزینت اور بناؤ سنگار کی اجازت صرف شوہر کو خوش کرنے کیلئے ہے حتی کہ عورت کیلئے بلاضرورت باہر نکلنے کو بھی مستحسن نہیں قرار دیا جاتا اور اگر بدرجہ مجبوری نکلنا ہی پڑے تو زیب وزینت کے بغیر معمولی کپڑوں میں نکلے۔

۱۸۸۶ء سے ۱۹۱۸ء کے درمیان مصر کی معروف اسکالر اور شاعرہ محترمہ باحثہ بادیہ نے ایک پاکیزہ معاشرہ کو وجود میں لانے کے لیے لڑکیوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دیگر معاشرتی مسائل کو بھی اپنا موضوع بحث بنایا۔ مثلاً نکاح، تعدد ازدواج، پردہ اور بے پردگی وآزادانہ اختلاط پر کھل کر بحث کی۔ انہوں نے لڑکیوں کو معاشرہ کا ایک اہم حصہ بتایا اور ان کی صحیح اسلامی تربیت پر لوگوں کو ابھارا۔ انہوں نے عورت کیلئے پردہ کو ضروری قرار دیا اور بے پردگی کو موجب فساد بتایا۔ مردوزن کے آزادنہ اختلاط کی سخت مذمت کی اور عورت کا بن سنور کر اور زیب وزینت سے آراستہ ہو کر گھر سے نکلنا معیوب بتایا۔ انہوں نے عورتوں کے حقوق کی پرزور حمایت کی۔ ۱۹۱۱ء میں باحثہ بادیہ نے پہلی مصری کانفرنس میں ایک تقریر کی جس میں انہوں نے عورتوں کے حقوق سے متعلق دس نکات رکھے۔

۱۔لڑکیوں کو دینی تعلیم یعنی قرآن وسنت کی تعلیم سے آراستہ کیا جائے۔

۲۔لڑکیوں کے لیے ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے مواقع فراہم کیے جائیں اور ابتدائی تعلیم کو ملک کے تمام طبقوں کے لیے لازمی قرار دیا جائے۔

۳۔علم امور خانہ داری کی نظری وعملی تعلیم نیز قوانین حفظان صحت، تربیت اطفال وغیرہ کی تعلیم دی جائے۔

۴۔لڑکیوں کی ایک خاص تعداد کو جو مصری عورتوں کی ضرورت کے لیے کافی ہو علم طب اور فنِ تعلیم حاصل کرنے میں لگایا جاے۔

۵۔عورتوں کو اعلی تعلیم کے مواقع حاصل ہوں اور وہ اس سلسلہ میں مکمل آزادی سے بہرہ ور ہوں۔

۶۔لڑکیوں کو بچپن ہی سے راست گوئی، محنت، صبر واستقلال اور دیگر اچھی باتوں کی تربیت دی جائے۔

۷۔پیغام نکاح کے سلسلے میں شرعی طریقہ کی پابندی کی جائے اور کسی مرد اور عورت کے درمیان اس وقت تک نکاح نہ ہو جب تک وہ کسی محرم کی موجودگی میں ایک دوسرے کو نہ دیکھ لیں۔

۸۔حجاب اختیار کرنے اور گھر سے باہر نکلنے میں آستانہ کی ترکی عورتوں کا طریقہ اختیار کیا جائے۔

۹۔ملکی فلاح وبہبود کو مدنظر رکھا جائے اور حتی الامکان اشیاء واشخاص کے معاملہ میں غیر ملکی کو ترجیح نہ دی جائے۔

۱۰۔مرد اس بات کا اہتمام کریں کہ اصول مذکورہ بالا پر عمل کیا جاسکے"۔

(بحوالہ باحثہ البادیہ، النسائیات جلد اول مطبع الجریدۃ مصری ۱۱۷۔۱۱۸)

عبدالقادر مغربی عورت کی تعلیم کے حامی اور شرعی حجاب کے قائل تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ شرعی حجاب نہ تو یہ ہے کہ عورت ہمیشہ کے لیے گھر میں قید کر دی جائے اور باہر کی دنیا سے اس کا ربط بالکل منقطع کر دیا جائے۔ اور نہ وہ ہے جس کی دعوت پردہ کے مخالفین نے دی ہے۔ کیوں کہ انہوں نے شرعی حجاب سے مراد وہ طرز معاشرت لی ہے جو یورپ اور امریکہ کی عورتیں اختیار کیے ہوئے ہیں۔ بلکہ حجاب شرعی ان دونوں

کے درمیان کی راہ ہے۔انہوں نے یہ بات زور دے کر کہی کہ حجاب کبھی عورت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

عورتوں کو چاہیے کہ حجاب پر زور دیں اور بلاحجاب ہرگز نہ نکلیں اگر ہم سختی سے اس پر عمل کریں گی تو اس کی مخالفت کرنیوالے خود بخود خاموش ہوجائیں گے اور جب سستی کریں گے تو لوگوں کو مخالفت کرنے کا موقع ملے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

علم دین سے فہم وبصیرت حاصل ہوتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری مشفق ومہربان معلمات،عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! قرآن وحدیث میں علم دین کی اہمیت اور فضائل اوراسکا حاصل کرنا کئی ایک مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔علم دین میں درک اور مہارت پیدا کرنا فرض کفایہ ہے یعنی کم ازکم چندلوگوں کیلئے علم دین میں کماحقہ مہارت حاصل ضروری ہے سورہ توبہ کے اخیر میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً فَلَوْ

لانَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْٓا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (سورۃ التوبۃ/۱۲۲)

''اور مسلمانوں کو ایسا نہ کرنا چاہیے کہ سب کے سب نکل کر کھڑے ہوں مگر ایسا کیوں نہ ہو کہ ان کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت نکل کر آئے تاکہ وہ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور (پھر) واپس جا کر اپنی قوم کو خبر دار کریں شاید (ان کے سمجھانے سے) ان کی قوم (برائیوں سے) بچ جائے۔''

حضرت مولانا خالد فیصل ندوی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے سماعت وبصارت کی قوت دی ہے، زبان وبیان کی صلاحیت بخشی ہے، قلب ودماغ کی نعمت عطا کی ہے، فہم وبصیرت کی طاقت دی ہے اور قلم وقرطاس کی دولت بھی دی ہے، الغرض اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو علم ومعرفت کے سارے وسائل وذرائع مہیا فرمائے ہیں اور اسی بناء پر تمام مخلوقات پر ان کو فضیلت وفوقیت عطا کی ہے اور سب سے زیادہ مکرم وممتاز بنایا ہے اور دنیا کی تمام چیزوں کو اس کے تابع وماتحت کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی متعدد سورتوں (بقرہ/۳۱، اسراء/۷۰، دہر/۲، رحمان/۴، جاثیہ/۱۲، ۱۳ اور علق/۴، ۵) میں اس حقیقت کو بڑی وضاحت کیساتھ بیان فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یقیناً ہم نے بنی آدم کو بڑی عزت دی اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور انہیں پاکیزہ چیزوں کی روزی دی اور اپنی بہت سے مخلوق پر انہیں فضیلت بخشی۔ (سورہ اسراء/۷۰)۔

علم کی حقیقت

دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں انسانوں کے ماتحت ہیں اور دنیا میں موجود سارے علوم وفنون (فلسفہ ومنطق، سائنس وجغرافیہ، طب وحکمت، معاشیات

واقتصادیات وغیرہ) انسانوں کی ضروریات کی تکمیل میں ممد ومعاون ہیں؛ لیکن دنیا وآخرت میں انسان کی حقیقی کامیابی وکامرانی کے لئے جو علم مطلب اور محمود ہے، اس کو قرآن کریم میں ایک جگہ ''علم من الکتاب'' (آسمانی کتاب کے علم) سے متعین کیا گیا ہے اور اس کی وضاحت سورہ توبہ کی آیت ۱۲۲/ میں ''تفقہ فی الدین'' (دین کی سوجھ بوجھ) سے کی گئی ہے اور تفقہ کا مطلب یہ ہے کہ دین کے معنی ومفہوم کو سمجھا جائے، اس کے اوامر ونواہی کو جانا جائے، دین میں فہم وبصیرت حاصل کی جائے۔ چنانچہ امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ نے تفقہ کی تعریف یہ کی ہے کہ: ''انسان ان تمام کاموں کو سمجھ لے جن کا کرنا اس کے لئے ضروری ہے اور ان تمام کاموں کو بھی سمجھ لے جن سے بچنا اس کے لئے ضروری ہے۔

علم ومعرفت اللہ تعالیٰ کی بیش بہا دولت ہے، دنیا میں خیر کثیر کا موجب ہے، قدر ومنزلت کا باعث ہے اور آخرت میں نجات وسعادت کا سبب ہے؛ لیکن علم ومعرفت کا یہ گنجہائے گراں مایہ ان ہی خوش نصیب انسانوں کو ملتا ہے جن کا دل ایمان کامل سے منور ہو، جن کے قلب ودماغ میں قرآن وحدیث کی بات جاگزیں ہو اور قرآن وحدیث جن کے غور وفکر کا محور ہو اور ان خوش نصیبوں کا مرتبہ ومقام ان کے ایمان وعلم کے بقدر ہی بلند وبالا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ: اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جو علم دئے گئے ہیں، کے درجے بلند کریں گے''۔ (مجادلہ/۱۱) یقیناً طالبان علوم نبوت کی عزت وعظمت اور قدر ومنزلت قرآن وحدیث میں تسلیم شدہ ہے علم ومعرفت کے سب سے بڑے علمبردار دین اسلام نے نہایت ہی بلیغ انداز میں اعلان عام کیا ہے کہ: ''کیا صاحب علم اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں (زمر/۹) اور دوسری جگہ صاحب علم یک فضیلت وبرتری یوں ظاہر کی گئی ہے کہ جس کے پاس کتاب کا علم تھا وہ بول پڑا کہ آپ پلک جھپکائیں اس

سے بھی پہلے میں اسے (عرض ملکۂ سبا) آپ کے پاس پہنچا سکتا ہوں (نمل ر۴۰) اسی طرح سے علم کی عظمت وافادیت اور صاحب علم کی تعریف وتحسین قرآن کریم کی بہت سی سورتوں (بقرہ ر۷/۲۴۷، عمران ر۷و۱۸، انعام ر۸۰، اعراف ر۸۹، توبہ ر۱۲۲، طہٰ ر۲۸، غافر ر۷، قصص ر۸/۷، روم ر۶/۵۶، سبا ر۶، یوسف ر۶/۷، نحل ر۷/۲۷، اور اسراء ر۷/۱۰۷) میں مختلف اسلوب وانداز میں بہت زیادہ اہتمام کے ساتھ موجود ہے، ان آیات میں علم ومعرفت کی اہمیت وافادیت، اس کے حاصل کرنے کی ترغیب وتشویق اور اسکے سیکھنے کے طریقے کی وضاحت وتعیین موجود ہے، اسی طرح احادیث مبارکہ میں علم اور صاحب علم کی بڑی عظمت وفضیلت وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ ُتم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔ (ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک آیت کا سیکھنا سو رکعت نفل پڑھنے سے افضل ہے اور ایک پورے سبق کا علم حاصل کرنا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے بہتر ہے، حدیث شریف کے مبارک الفاظ یہ ہیں کہ: ’’اگر تم صبح جا کر قرآن کریم کی ایک آیت سیکھ لو تو نوافل کی سو رکعت سے افضل ہے اور اگر علم کا ایک باب (مثلاً نماز یا روزہ کا سبق) سیکھ لو خواہ اس وقت کا عمل ہو یا نہ ہو تو ہزار رکعات نوافل پڑھنے سے بہتر ہے‘‘۔ (ابن ماجہ) ایک حدیث میں ہے کہ کتاب وسنت کا علم حاصل کرنا بہت ہی فضیلت والا عمل ہے، بلکہ دنیا کے مال ومتاع سے کہیں زیادہ بالا وبرتر ہے، آپ ﷺ نے بہت ہی مؤثر وبلیغ انداز میں ارشاد فرمایا کہ: ’’تمہارا صبح کے وقت مسجد جا کر قرآن کی دو آیتوں کا سیکھنا یا پڑھنا دو اونٹنیوں سے، تین آیتوں کا تین اونٹنیوں سے اور چار آیتوں کا چار اونٹنیوں سے افضل ہے اور ان کے برابر انٹوں سے بہتر ہے۔ (مسلم)

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے ایک اور حدیث میں آتا

ہے فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ ‘‘ایک فقیہ یعنی دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا شیطان پر ایک ہزار عابدوں کے مقابلے میں بھاری ہے چونکہ شیطان کی جالوں سے واقف ہوتا ہے اس لئے شیطان عالم دین اور فقیہ کو باسانی بہکا نہیں سکتا اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو علم دین سکھائیں تاکہ وہ صحیح طور پر دین کی خدمت کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم دین کیلئے قبول فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

غیر مسلموں کے ساتھ
حضور ﷺ کا حسن سلوک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَوْشَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ، مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات ! نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے خواہ مسلم ہوں یا غیر مسلم سب انسان ہیں اس لئے ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے غیروں کیساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم فرمائی ہے کسی شاعر نے نبی کریم ﷺ کی شان میں کتنا اچھا شعر کہا ہے ؎

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی بھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

نبی کریم ﷺ نے سخت تکالیف برداشت کیں لیکن پھر بھی بددعا نہیں کی بلکہ ہمیشہ ہدایت کی دعائیں کرتے رہے۔ اسلام نے انسان کی عزت وتکریم کا پورا پاس ولحاظ رکھا ہے اور اس کا مقام ومرتبہ بلند کیا ہے چنانچہ آدمؑ کی اولاد، مسلمان وغیر مسلم سب لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی تکریم کی ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنَاھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاھُمْ مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلاً (بنی اسرائیل:۷۰) ’’اور ہم نے انسان کی عزت کی اور اسے خشکی وتری میں سوار کرادیا۔ اس کو پاکیزہ رزق عطا کیا اور بہت ساری مخلوقات پر فضیلت بخشی‘‘۔ اپنے رب کے پاس بشر یعنی انسان ہونے کی حیثیت سے سبھی لوگوں کیلئے انسانی حقوق ہیں البتہ اپنے تقویٰ وایمان اور حسن اخلاق کے ساتھ آپ ﷺ کے تعامل وبرتاؤ میں، اس انسانی قدوے کے اظہار وبیان کے لیے آپ کا حد درجہ ذوق وشوق واضح ہے، چنانچہ صحیح حدیث میں آپ کا فرمان ہے کہ اِذَا رَأَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا حَتّٰی تَخَلَّفَکُمْ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہوجاؤ، یہاں تک کہ وہ تمہارے آگے ہوجائے، ایک دن کوئی جنازہ آپ کے پاس سے گذرا تو آپ کھڑے ہوگئے، آپ سے عرض کیا گیا کہ یہ یہودی کا جنازہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ ’’جان نہیں ہے کیا؟ (متفق علیہ)

غیر مسلم کی عیادت

حضرت محمد ﷺ اکثر وبیشتر اوقات غیر مسلم مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ آپ نے اپنے چچا ابو طالب اور خادم یہودی لڑکے کی حالت مرض میں جا کر

عیادت کی تھی۔ (بخاری) آپ نے پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کی ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ ’’خَیْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُھُمْ لِاَصْحٰبِہٖ وَخَیْرُ الْجِیْرَانِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُھُمْ لِجَارِہٖ‘‘ (ترمذی مع تصحیح الالبانی) خواہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، ہر ایک پڑوسی کو یہ حدیث شامل ومحیط ہے۔

آپ کی بعثت اس کے لیے نہیں ہوئی تھی کہ آپ اپنے مخالفین کی آزادی سلب کرلیں بلکہ آپ نے نادر عجوبہ قسم کا عفو ودرگذر کا معاملہ پیش کیا، غیروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بنیادی اصول تعامل میں سے تھا کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (دین میں زبردستی نہیں)

تبلیغ اسلام طاقت کے زوروں پر نہیں

حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کو یہ یقین وعقیدہ تھا کہ اتباع اسلام میں ہی حق مضمر ہے اور وہی پہلے کے تمام رسولوں کی رسالت کا اتمام ہے، پھر بھی کسی کے ساتھ اسلام میں داخل کرنے کے لیے زبردستی کی مطلق کوشش نہیں کی، اس معنی ومفہوم کو قرآن نے واضح طور پر اس طرح بیان کیا ہے کہ ’’لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ‘‘ (البقرہ:۲۵۶) دین میں زبردستی نہیں، ہدایت، ضلالت وگمراہی کے مقابلے واضح ہے۔ چنانچہ اسلام میں داخل کرنے کے لیے کسی کو زبردستی کرنے کا حق نہیں ہے، یہاں تک کہ زبردستی اپنے بچوں کا خیرخواہ باپ ہی کیوں نہ ہو اور اپنے حق میں باپ کی شفقت ومحبت کا یقین رکھنے والا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔ حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دین اسلام میں زبردست داخل کرنے سے خود کو دور رکھا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: وَلَوْشَآءَ رَبُّکَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ کُلُّھُمْ جَمِیْعًا، اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ‘‘ (یونس:۹۸-۹۹) اگر آپ کا

رب چاہے تو سبھی لوگ ایمان لے آئیں لوگ جب تک مومن نہیں ہوجائیں اس کے لیے کیا آپ ان کو مجبور کریں گے؟ غیر مسلموں کو اپنے دین پر باقی رہنے کے سلسلے میں اسلام نے ان کو صرف آزادی ہی نہیں دی ہے، بلکہ اپنے شعائر کو اپنائے رکھنا بھی مباح قرار دیا اور ان کی عبادت گاہوں کی پوری حفاظت کی ہے۔ اسی طرح اسلام نے شادی بیاہ اور طلاق وغیرہ جیسے امور میں اپنے خاص طریقوں پر غیر مسلموں کو معاشرتی زندگی گذارنے کی اجازت دی ہے۔

نبی رحمت

حضور نبی کریم ﷺ دین حق کی تبلیغ واشاعت کیلئے طائف تشریف لے جاتے ہیں اہل طائف آپ ﷺ کو تکلیفیں پہونچاتے ہیں پتھروں سے مارتے ہیں گالیاں دیتے ہیں جب وہاں سے واپس آنے لگتے ہیں تو پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اکر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو اہل طائف کو پہاڑوں کے بیچ پیس کر رکھدوں مگر قربان جایئے رحمۃ للعلمین کی شان رحمت پر فرمایا میں رحمۃ للعلمین بنا کر بھیجا گیا ہوں اگر یہ لوگ ایمان نہیں لا رہے ہیں تو ان کی نسلیں ایمان لائیں گی اس سے بھی بڑھکر فتح مکہ کے موقع پر دنیا نے آپ ﷺ کی شان رحمت کو دیکھا جبکہ اسلام کو بیخ دین سے اکھاڑ پھینکنے والے دشمنان اسلام کو یہ کہہ کر معاف کردیا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءَ آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

قابل صد احترام معلمات صدر جلسہ مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے مومنین کیلئے جنت میں بے شمار نعمتیں تیار کر رکھی ہیں مختلف نوع کے پھل فروٹ اور قسما قسم کے لذیذ کھانے اور آرام وآسائش کی ایسی ایسی چیزیں ملیں گی جن کا کسی انسان نے وہم وگمان بھی نہیں کیا ہوگا۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مَا لَا رَأَتْ عَيْنٌ وَلَا سَمِعَتْ اُذُنٌ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ایسی اشیاء جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال ہی گذرا، ایسی بیش بہا نعمتیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں اور ایک دو دن کی نعمت نہ ہوگی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہوگی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔

زمین کی روٹی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن زمین ایک روٹی بنجائے گی جس کو جبار (قہار) اپنے دست قدرت میں لے کر الٹے پلٹے گا جیسے تم میں سے کوئی شخص سفر میں روٹی کو الٹتا پلٹتا ہے الٹ پلٹ کر مستوی بنا کر اللہ تعالیٰ زمین کو اہل جنت کی اولین مہمانی قرار دیگا۔

آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہی تھا کہ ایک یہودی آپہنچا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم خدا آپ پر برکت نازل فرمائے کیا آپ کو بتاؤں کہ قیامت کے دن اہلِ جنت کی پہلی مہمانی کس چیز سے ہوگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں بتادے اس نے اسی طرح بیان کیا جس طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ زمین کی ایک روٹی بن جائیگی (جسے اہلِ جنت سب سے پہلے ناشتہ کی جگہ کھائیں گے) راوی کہتے ہیں کہ اس یہودی کی بات سن کر آنحضرت ﷺ ہماری طرف دیکھ کر اس طرح ہنسے کہ آپ کی آخری ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں (یہ ہنسنا اس خوشی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو علوم انبیاء سابقین کو دیئے تھے مجھے بھی دیئے ہیں جن میں سے بعض چیزیں نقل در نقل ہوکر یہودیوں میں بھی مشہور ومعروف ہیں) اس کے بعد اس یہودی نے کہا کیا آپ ﷺ کو یہ (بھی) بتاؤں کہ اہلِ جنت کا سالن کیا ہوگا (جس سے اولین مہمانی کی وہ روٹی کھائیں گے جو زمین سے بنی ہوئی ہوگی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ بھی بتادے اس یہودی نے کہا کہ بیل ہوگا اور مچھلی ہوگی جس کی کلیجی کے زائد حصے سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

جنت میں کھانے پینے کے لئے بے انتہا نعمتیں ہوں گی جب جنت میں قیام ہوجائیگا تو برابر کھاتے پیتے رہیں گے مگر سب سے پہلے بطور ابتدائی مہمانی کے جو

ناشتہ پیش کیا جائیگا وہ زمین کی روٹی کا ہوگا اور اس ناشتہ کے کھلانے میں یہ مصلحت ہے کہ زمین میں طرح طرح کے مزے ودیعت رکھے ہیں جو مختلف علاقوں اور ملکوں میں پھلوں اور غلوں اور سبزیوں اور دیگر اشیاء میں پائے جاتے ہیں اور چونکہ کسی بھی شخص نے زمین سے پیدا ہونیوالی ہر نعمت نہیں کھائی ہے بلکہ کوئی اس پھل سے محروم ہے اور کسی کو بوہ پھل نصیب نہیں ہوا ہے اسلئے زمین کی روٹی بنا کر اہل جنت کو پہلے اسکے تمام مزے بحیثیت مجموعی چکھا دیئے جائینگے تا کہ جنت کی نعمتوں کو جب کھائیں پئیں تو ہر شخص کا یقین اس طرح سے عین الیقین ہو جائے کہ دنیا میں جو کچھ بھی میں نے یا کسی دوسرے نے کھایا پیا ہے وہ سب جنت کی ہر نعمت کے سامنے ہیچ ہے۔

یہودی نے جو روٹی کے ساتھ مچھلی اور بیل کا ناشتہ بتایا حضور اقدس ﷺ نے اس کی تردید نہیں فرمائی جس سے معلوم ہوا کہ اس نے صحیح بات کہی ہے، یہ جو کہا کہ مچھلی کی کلیجی کے زائد حصہ سے ستر ہزار افراد کھائیں گے اس کے متعلق شارح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جگر میں ایک ٹکڑا لٹکا ہوا ہوتا ہے جو کھانے میں جگر کا بہترین حصہ ہے کلیجی کا زائد حصہ اسی کا فرمایا ہے۔

اللہ کا دیدار سب سے بڑی نعمت

اہل جنت کو اللہ کی طرف سے جو کچھ نوازا جائیگا اور عظیم الشان مہمانی ہوگی اس کا تصور تو یہاں ہو ہی نہیں سکتا دنیا میں جو کچھ دیکھ رہے ہیں خواہ کھانے کے قبیل کی اشیاء ہوں یا استعمالی اشیاء یہ جنت کی نعمتوں بعینہ نقشہ نہیں پیش کرسکتی ہیں وہاں کے پھل فروٹ شہد گوشت اور مچھلیاں انکی کیا لذت ہوگی ان کے کھانے میں کیا لطف آئیگا صحیح معنوں میں اسی وقت ہم جان سکتے ہیں جبکہ وہاں جا کر اس کا مشاہدہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس عطا فرمائیں۔ آمین!

جنت میں سب سے بڑی نعمت دیدار خداوندی ہوگا اس سے بڑھکر جنت میں کوئی نعمت نہیں جب جنتی لوگ جنت میں پہونچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے ارشاد فرمائیں گے کیا تم چاہتے ہو میں تم کو ایک چیز عطا کروں وہ بندے عرض کریں گے آپ نے ہمارے چہرے روشن کئے اور دوزخ سے بچا کر جنت میں داخل کیا حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں ان بندوں کے اس جواب کے بعد ایک حجاب اٹھ جائیگا وہ روئے حق اور جمال الٰہی کو بے پردہ دیکھیں گے تو انکا حال یہ ہوگا کہ جو کچھ اب تک انہیں ملا تھا اس سب سے زیادہ محبوب اور پیاری چیز ملی دیدار کی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' جلد ششم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحديث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد ہفتم

شیخِ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی (ایم ڈی) چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد ہفتم)

ماخوذ از خطبات : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی

مرتب : ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

کتابت وتزئین : مولانا عبید الرحمٰن قاسمی ومولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور

باہتمام : مولانا محمد طیب قاسمی

تعداد : تین ہزار (۳۰۰۰)

قیمت :

ناشر : مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	9
2	تقریظ	10
3	حرف اول	12
4	عورتوں اور بچوں کے حقوق	13
	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹے کو نصیحت	15
	ضرورت پڑنے پر اولاد کی پٹائی بھی کریں	16
5	سب سے بڑا صدقہ بیٹی کے ساتھ احسان ہے	17
	آپ کے سامنے منتخب احادیث کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے	18
	بیٹیوں کے ساتھ آج بھی دورخہ معاملہ	19
6	بے پردگی سے عورت کی عظمت کا زوال	21
	مہمل اعتراض	22
	ایک خاتون کی شجاعت	24
7	خواتین بھی قومی زندگی کی امین ہیں	26
	خواتین کے اندر یہ خصوصیات ہونی چاہیے	27

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	عورتوں کی بھی ذمہ داریاں ہیں	28
8	دوزخ کے خوفناک حالات	30
	دوزخ کی گہرائی	31
	دوزخ کی دیواریں	31
	دوزخ کے دروازے	32
	دوزخ کی آگ اور اندھیری	32
	عذاب دوزخ کا اندزاہ	33
	دوزخ کا سانس	33
	جہنم کی چنگھاڑ	34
9	علم وقلم انسان کی سربلندی کے ضامن ہیں	36
	علم دین کی حقیقت	38
	علم دین خدمت سے حاصل ہوتا ہے	39
10	امیر المومنین کی ام المومنین حضرت حفصہ کو نصیحت	41
	سورج گہن کے عقیدے کی اصلاح	42
	اہل مکہ و مدینہ کے مزاج میں فرق	43
	بیوہ کی ذمہ داری باپ کے اوپر	44
11	بدنصیب لوگ جن کو آب کوثر سے محروم کردیا جائیگا	45
	بدعت کا انجام	46
	جو کچھ مانگنا ہو اللہ سے مانگیں	47
12	بغیر حساب جنت میں داخل ہونے والے	48
	بے حساب جنت میں جانیوالے	49

	حساب یسیر کی دعا کریں	50
	آپ ﷺ کو فکر امت	51
13	بیٹی کو ناپسند نہ کرو کہ قیمتی چیز ہے	52
	بیٹی کی پیدائش پر زندہ جلا دیا	53
	امام احمد کا بیٹیوں کی ولادت پر ردعمل	54
	بیٹی اور بیٹے دونوں کی ولادت پر مبارک باد دینا	54
	بیٹیوں کو ناپسند کرنیکی ممانعت اور بیٹیوں کا کام کرنیوالیاں اور بیش قیمت ہونا	55
	نیک بیٹیوں کا ثواب اور امید میں بیٹوں سے بہتر ہونا	55
	اولاد کے درمیان عطیات میں مساوات کرو	55
14	پڑوسیوں اور یتیموں سے حسنِ معاشرت	57
	یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو	58
	یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا بھی صدقہ ہے	59
15	دوزخ میں جانے والے زیادہ تر ناشکرے ہوں گے	61
	جنت میں مالداروں اور عورتوں کی تعداد کم	62
	شکر گذاری سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے	63
16	غفلت اور گناہوں کے اسباب	65
	غفلت کا انجام	66
	متقی اور منافق کی پہچان	67
17	اسلام نے عورت کے لئے علم لازم کیا ہے	69
	روایتی حجاب اور شرعی حجاب	70
	دوسری جگہ قرآن کا فرمان ہے	72

18	ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر کسی کا مہر نہ تھا	73
19	قبر بھی میت سے بات کرتی ہے	78
	قبر کا معاملہ مومن و کافر کے ساتھ	79
20	قیامت کے دن طلباء کی شان نرالی ہوگی	81
	علم مرنے کے بعد بھی فائدہ پہونچاتا ہے	84
21	خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کریں مگر حجاب کے ساتھ	86
	عصری علوم شجرۂ ممنوعہ نہیں	88
22	قدیم زمانے میں مسلم خواتین کی تعلیم	90
	قدیم زمانے کے مکاتب	91
	عورتوں کے مدرسے	92
	لڑکیوں کا نصاب تعلیم الگ تھا	92
	امور خانہ داری کی تربیت	94
23	فحاشی اور بے راہ روی کی وجہ سے بے پردگی	95
	بے پردگی طلاقوں میں اضافہ	96
	مخلوط تعلیم اور مخلوط کاروبار سم قاتل	98
24	بیٹیاں خوش حالی کا سبب	100
	لڑکیاں نجات کا ذریعہ	102
	یہ بھی زندہ درگور کرنے سے کم نہیں	103
	وقت پر شادی نہ کرنا فتنہ کو دعوت دیتا ہے	104
	دینداری کو معیار قرار دیں	105
25	دین اسلام عزت اور بزرگی کا سرچشمہ ہے	106

	دین اسلام نے علم کے غرور کو بھی چکنا چور کر دیا	107
	ہم کو کامیابی کہاں سے ملے	110
26	طلباء کی فضیلت اور قدر و منزلت	111
	طلبہ کو غنیمت سمجھیں	115
27	دعاء قرب الٰہی کا ذریعہ ہے	117
	رحمت خداوندی غضب خداوندی سے وسیع	119
	ماشاءاللہ سے گڑگڑا کر مانگو	121
28	مخلوط تعلیم اور مخلوط ملازمت معاشرہ کی تباہی کا باعث	123
	گھر کی ترقی سے معاشرہ ترقی کرتا ہے	124
	عورت کی جسمانی ساخت مشقت کے کاموں کی متحمل نہیں	126
	شیطانی چالیں	127
	عورت ایک کھلونا بن گئی ہے	128
	غریب گھرانے کی یہ حالت	128
	لڑکیوں کی ملازمت گمراہی کا دروازہ	129
	معاشرے کی اصلاح اسلامی طریقہ میں	130
29	دوزخ میں عذاب کی مختلف صورتیں	131
	مصیبت ناک گردن	132
	حطمہ کیا ہے؟	133
	دوزخ پر مقررہ فرشتوں کی تعداد	133
	کافروں کو جہنم کی طرف ہنکایا جائیگا	134
	دوزخی موت کی تمنا کریں گے	135

	دوزخ کے سانپ اور بچھو	136
	دوزخ کا سائیان	137
30	اسلام میں بیٹی کی عظمت اور اہمیت	138
	بیٹی کے ساتھ حسن سلوک بہترین صدقہ	140
	بیٹیوں کی پرورش دخول جنت کا ذریعہ	140
	لڑکیوں کو حقیر مت سمجھیں	142
	جاہلیت کی رسم بد	142
31	چھوٹی نیکیوں کے اثرات	144
	کتے کو پانی پلانے کیوجہ سے بخشش	145
	بشر حافی اللہ کے ولی کیسے بنے	145
	اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے	147
32	حجاب اور پاک دامنی بڑی دولت ہے	148
	بے پردگی ام الخبائث ہے	151
33	ذکر الٰہی کی تاثیر	153
	ذکر اللہ سے تزکیہ وتصفیہ حاصل ہونیکی دوسری وجہ عشق الٰہی کا پیدا ہونا ہے	154
	ذکر اللہ سے اوصاف حسنہ حاصل ہونے کی وجہ	154
	ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں	155
34	عورتوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے ضروری ہدایات	157
	علم دین ہی دارین میں کام آنیوالا ہے	160

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلد ہفتم کا

ثواب اور انتساب

صاحبزادۂ رسولِ اکرمؐ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جو حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے، جن کی وفات بچپن کے ان دنوں میں ہوئی جب آپ گہوارے میں تھے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشکبار ہوگئے اور بے ساختہ آپؐ کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ جاری ہوگئے۔

"تدمع العین ویحزن القلب
ولا نقول ما یسخط الرب
وانابک یا ابراھیم لمحزونون"

(آنکھیں اشکبار ہیں اور دل رنجور، لیکن ہم کوئی ایسی بات نہیں کہتے جو رب کو ناراض کرنے والی ہو، اے ابراہیم! ہم تم پر غمزدہ ہیں)
آپؐ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

غلام غلامانِ صاحبزادۂ رسولِ اکرم
محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی
خانقاہ رحیمی بنگلور
مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہیئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ”طالبات تقریر کیسے کریں؟“ ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کرکے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ”طالبات تقریر کیسے کریں؟“ کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷/جون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دار العلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸/جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

عورتوں اور بچوں کے حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلاَدُکُمْ فِتْنَۃٌ وَقَالَ تَعَالٰی وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! حقوق دو قسم کے ہوتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد، اللہ تعالیٰ اپنے حقوق تو معاف کر سکتے ہیں؛ لیکن بندوں کے ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں انکی ادائیگی ضروری ہے اس لئے حقوق العباد سے بہت ڈرنے کی ضرورت ہے کبھی بھی اس میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے کوئی بڑا ہو یا چھوٹا ہر ایک کا دوسرے پر حق ہوتا ہے باپ کے بیٹے پر اور بیٹے کے باپ پر حقوق ہوتے ہیں ۔شوہر کا بیوی پر اور بیوی کے شوہر پر حقوق ہوتے ہیں۔ بادشاہ

کے رعایا پر اور رعایا کے بادشاہ پر اور ہر ایک کو آخرت میں جواب دینا ہوگا۔ اَلاَ کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ کان کھول کر سن لو!تم میں ہر شخص نگراں ہے اور ہر شخص سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائیگا اس وقت مجھے بچوں اور بیبیوں کے حقوق سے متعلق چند باتیں عرض کرنی ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور عورتوں کے ساتھ قاعدے کے موافق زندگی گذارو یہ مردوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ عورتوں کو انکے حقوق کی ادائیگی ہی نہیں بلکہ حقوق سے بڑھ کر حسن سلوک اور خوش اخلاقی کا معاملہ پیش کرو اسی سے آپس میں محبت پیدا ہوگی اور صحیح طور پر ازدواجی زندگی بسر ہوگی ۔

اسد اللہ الغالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنے اہل و عیال اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا ایک انسان کے اخلاق ہونے پہ دلالت کرتی ہے اور یہ ایک ایسی اخلاقی صفت ہے جس میں انسان کے دین و مذہب کو دیکھا نہیں جاتا اسلام اس پر کافی زور دے رہا ہے لَاتَجْعَلُ اَکْثَرَ شُغْلِکَ بِاَھْلِکَ وَوَلَدِکَ فَاِنْ یَّکُنْ اَھْلُکَ وَ وَلَدُکَ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ لَایُضِیْعُ اَوْلِیَائَہٗ وَاَیْ یَکُوْنُ اَعْدَاءَ اللّٰہِ فَمَا ھَمُّکَ وَ شُغْلُکَ بِاَعْدَاءِ اللّٰہِ (حکمت) زیادہ حصہ بیوی بچوں کی فکر میں مت رہا کرو کہ اگر یہ اللہ کے دوست ہیں تو اللہ انہیں برباد ہونے نہیں دے گا اور اگر اسکے دشمن ہے تو تم دشمنان خدا کے بارے میں کیوں فکر مند ہو۔

اِنَّ لِلْوَلَدِ عَلَی الْوَالِدِ حَقًّا وَاِنَّ لِلْوَالِدِ عَلَی الْوَلَدِ حَقًّا فَحَقُّ الْوَالِدِ عَلَی الْوَلَدِ اَیْ یُعْطِیْہِ فِی کُلِّ شَیٍٔ اِلَّا فِیْ مَعْصِیَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ ، وَحَقُّ الْوَلَدِ عَلَی الْوَالِدِ اَنْ یُّحْسِنَ اِسْمَہٗ وَیُحْسِنُ اَدَبَہٗ وَیُعَلِّمُہُ الْقُرْآنَ (حکمت) فرزند کا باپ پر ایک حق ہوتا ہے اور باپ کا فرزند پر ایک حق ہوتا ہے۔

باپ کا حق یہ ہے کہ بیٹا ہر مسئلہ میں اسکی اطاعت کرے معصیت پروردگار کے علاوہ۔ اور فرزند کا حق باپ پر یہ ہے کہ اسکا اچھا سا نام تجویز کرے اور اسے بہترین ادب سکھائے اور قرآن مجید کی تعلیم دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹے کو نصیحت

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے بیٹے امام حسن رضی اللہ عنہ سے وصیت کرتے ہیں کہ عورتوں کو پردہ میں رکھ کر ان کی نگاہوں کو تاک جھانک سے محفوظ رکھو کہ پردہ کی سختی اس کی عزت و آبرو کو باقی رکھنے والی ہے اور ان کا گھر سے نکل جانا غیر معتبر افراد کے اپنے گھر میں داخل کرنے سے زیادہ خطرناک نہیں ہے اگر ممکن ہو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو نہ پہچانیں تو ایسا ہی کرو، اور خبردار انہیں ان کے ذاتی مسائل سے زیادہ اختیار نہ دو اس لئے کہ عورت ایک پھول ہے اور حاکم نہیں ہے۔ اس کے پاس ولحاظ کو اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور اس میں دوسروں کی سفارش کا حوصلہ پیدا نہ ہونے دو۔ دیکھو خبردار غیرت کے مواقع کے علاوہ غیرت کا اظہار مت کرنا اس طرح اچھی عورت بھی برائی کے راستہ پر چلی جائے گی اور بے عیب بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

اسلام گھر میں رہنے والے افراد کو ایک دوسرے کے حق کی رعایت کرنے پہ تاکید کرتا ہے ہر حال میں والدین کی اطاعت۔ بیٹے کو صحیح ادب اور قرآن کی تعلیم۔ عورتوں کی باہر نہ جانے کی اجازت، گھر کا حاکم مرد، وغیرہ وغیرہ لیکن عصر حاضر کو ان اخلاقیات کی قلت کا سامنا ہے بچے والدین کو اپنے حال پہ چھوڑ دیتے ہیں ماں باپ بچوں کو اسلامی آداب اور قرآنی تعلیم سکھانے میں ذلت کا احساس کرتے ہیں اسلئے انہیں انگلش میڈیم بھیجنا پسند کرتے ہیں جہاں انہیں دنیوی علم تو ملتا ہے لیکن عمل اور

اداب انسانی سے وہ مرحوم رہتے ہیں والدین قرآنی تعلیم کے بجائے انہیں فلمی نغمیں سنانا پسند کرتے ہیں جوان کے فساد کا سبب بن جاتا ہے اور کل وہ معاشرے میں بڑے ہو کر دوسروں کے لئے وبال جان بن جاتے ہیں اور طبعی ہے کہ یہیں بچے اپنے والدین کو پھر اپنے حال پے چھوڑ دیتے ہیں۔

ضرورت پڑنے پر اولاد کی پٹائی بھی کریں

بچوں پر تربیت کے معاملہ میں کڑی نگاہ رکھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں وَلَا تَرۡفَعُ عَنۡهُمۡ عَصًا اَدَبًا اور اولاد سے ڈنڈا نہ ہٹاؤ ادب سکھانے کیلئے یعنی مارنے کی ضرورت پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کریں اور بچپن ہی سے اولاد کی تربیت کا بندوبست کریں حدیث میں آتا ہے۔ عَلِّمُوا الصَّبِیَّ الصَّلٰوۃَ اِبۡنِ سَبۡعَ وَاضۡرِبُوۡہُ عَلَیۡهَا ابۡنِ عَشَرَ بچوں کو نماز کی تعلیم دو سات سال کی عمر میں اور نماز چھوڑنے پر ان کی پٹائی کرو دس سال کی عمر میں بچوں کا ذہن و دماغ بالکل سادہ ہوتا ہے جو لکھ دو گے اخیر تک وہی کام آئیگا اور جو کچھ ادب سکھلا دو وہی تمہارے لئے ذخیرۂ آخرت ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ماتحل والد ولدہ افضل من ادب حسن کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی چیز تحفہ میں تمہیں دی اسلئے اولاد کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

☆☆☆

سب سے بڑا صدقہ بیٹی کیساتھ احسان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات،عزیزہ طالبات !اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو مال و دولت عطا کیا ہے وہ صرف اپنی ذات پر ہی خرچ کرنے کے لئے نہیں بلکہ دوسروں پر بھی خرچ کیا جائے غریبوں محتاجوں بیواؤں کی ضروریات کی تکمیل کی جائے ان کے دکھ درد میں شریک ہوا جائے اگر انسان کے اندر ہمدردی غمخواری اور غمگساری نہیں تو صحیح معنوں میں وہ انسان کہلانے کا حقدار و مستحق نہیں ہے عموما لوگ گھر والوں پر جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس میں اجر وثواب نہیں سمجھتے البتہ جو دوسرے لوگوں پر خرچ کرتے ہیں اس میں اجر وثواب ملنے کی امید وتوقع رکھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ آدمی اپنے گھر والوں پر بھی جو کچھ خرچ کرتا ہے اللہ کی طرف سے اس پر بھی

اجر وثواب کا وعدہ ہے اولاد کی تعلیم وتربیت جو انسان کرتا ہے اللہ کی طرف سے اس پر خوب اجر وثواب سے نوازا جائیگا اور بیٹیوں پر صدقہ تو بہترین صدقہ ہے۔

آپکے سامنے منتخب احادیث کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے

- اے سراقہ ! کیا میں تمہیں ایک عظیم صدقہ کے متعلق نہ بتاؤں ! بلاشبہ سب سے بڑا صدقہ بیٹی کے ساتھ احسان ہے وہ تمہیں پر لوٹا دیا جائے گا چونکہ تمہارے علاوہ اس کا کوئی کمانے والا نہیں ہے۔(احمد)
- میری امت میں جس نے بھی تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کی اور ان کیساتھ اچھائی سے پیش آیا تو یہ اس کیلئے آتش دوزخ کے آگے حجاب ہوں گی۔(بیہقی)
- جس شخص کے پاس تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں وہ انکے ساتھ اچھا سلوک کرے وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔(ترمذی)
- جس شخص کے یہاں تین بیٹیاں ہوں وہ ان پر صبر کرے وہ اپنی وسعت کے مطابق انہیں کھلاتا پلاتا رہا اور کپڑا دیتا رہا قیامت کے دن وہ اس کے لئے آتش دوزخ کے آگے حجاب ہوں گی۔(احمد)
- جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اس کیلئے جنت ہے۔(احمد)
- جس مسلمان کے ہاں بھی دو بیٹیاں ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا رہا، وہ دونوں اسے جنت میں داخل کریں گی۔(احمد، بخاری)
- جس شخص کے ہاں دو بیٹیاں ہوں اس نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا وہ دونوں اسے جنت میں داخل کریں گے۔(ابن ماجہ)
- جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہوگئیں میں اور وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں (مسلم،ترمذی)

● جس شخص نے اپنی تین بیٹیوں کی پرورش کی ان کی تربیت کی اوران کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اس کے لئے جنت ہے۔(ابوداؤد)

● بیٹیوں پر زبردستی مت کرو چونکہ وہ دل میں انس ومحبت رکھتی ہیں۔(احمد)

● جب کسی مرد کے ہاں بیٹی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتے ہیں جو زمین پر آکر کہتے ہیں السلام علیکم اے اہل بیت! اس بیٹی کو اپنے پروں تلے ڈھانپ لیتے ہیں اور بچی کے سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کمزور جان کمزور سے پیدا ہوئی ہے جو شخص اس بچی کا انتظام چلاتا ہے قیامت کے دن تک اس کی معاونت کی جاتی ہے۔(طبرانی)

● جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتے ہیں فرشتہ اسے برکت میں سجا دیتا ہے اور کہتا ہے کمزور بچی کمزور ماں سے پیدا ہوئی ہے اس بچی کا انتظام چلانے والا تا قیامت معاون رہتا ہے اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتے ہیں جو اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے اللہ تعالیٰ سلام کہتے ہیں۔(طبرانی)

بیٹیوں کے ساتھ آج بھی دورخہ معاملہ

بیٹیوں کے متعلق اتنی خوشخبریاں ہونے کے باوجود بھی آج بیٹیوں کو وہ مقام ومرتبہ نہیں دیا جاتا ہے جو اس کو ملنا چاہیے اگر زمانہ جاہلیت میں شقاوت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے باپ اپنی بیٹی کو زندہ درگور کر دیا کرتا تھا تو آج کا دور بھی لڑکیوں کیلئے کوئی خوشی کا دور نہیں لڑکیوں پر آج بھی ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں اور لڑکیوں کی پیدائش پر بہتوں کے چہرے اداس رہتے ہیں اور غمی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اخبار میں بارہا اس طرح کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں علاقہ میں

کچڑے کے ڈبہ میں مردہ بچی کی لاش برآمد ہوئی جبکہ جنین کی تحقیق کرانا بھی قانونا جرم ہے مگر اسکے باوجود بھی کثرت سے یہ رائج ہے اور لوگ قبل از ولادت ہی جنین کی جنس ڈاکٹری چیک اپ کے ذریعہ معلوم کراتے ہیں اور لڑکی ہونے کی صورت میں بسا اوقات اس کو رحم مادر ہی میں مار ڈالا جاتا ہے تو کیا یہ حوا کی بیٹیوں پر ظلم نہیں ہے کیا انسانیت کیلئے باعث ننگ وعار نہیں ہے اور جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اس کے ساتھ حسن سلوک کا وہ معاملہ نہیں کیا جاتا ہے جو لڑکوں کیساتھ اور لڑکیوں پر خرچ کرنے میں وہ فراخدلی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا ہے جو لڑکوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اس طرح لڑکی بیچاری زندگی بھر احساس کمتری کی شکار بنتی ہے زندہ درگور کرنیکی سزا تو وقتی ہوا کرتی تھی مگر آج کے دور میں لڑکیوں کو ذہنی وجسمانی تکالیف سے زندگی بھر دوچار ہونا پڑتا ہے اور لڑکیوں کے ساتھ جو سلوک کرنا چاہیے تھا اس میں بڑی کوتاہی کر رہے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کے درمیان داد ودہش میں برابری کرو اگر میں کسی کو فوقیت دیتا تو لڑکیوں کو لڑکوں پر فوقیت دیتا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بے پردگی سے عورت کی عظمت کا زوال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

صدر معلّمہ اور جامعہ کی مشفق ومہربان معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کوحکم فرمایا کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑ و اور قدیم جاہلیت کے بناؤ سنگار کرنے کی طرح بناؤ سنگار مت کرو یہ حکم ہو رہا ہے امت کی سب سے پاکیزہ خواتین کو جن کی عفت وپاکدامنی کی شہادت خود قرآن کریم دے رہا ہے اور ایسے دور کی معزز خواتین ہیں جس دور کو خیر القرون کہا جاتا ہے یعنی سب سے بہتر زمانہ،تو کیا آج کا زمانہ جس میں فسق وفجور غالب ہے برائیوں کو پروان چڑھانے والی انٹرنیٹ وغیرہ نئی نئی اشیاء ایجاد ہوگئی ہیں نیم عریاں تصاویر اور پوسٹر جگہ جگہ لگے ہوتے ہیں تو کیا آج کل کی خواتین کو پردے کے حکم سے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے اور انکے لئے اپنے گھروں سے بلاضرورت شدیدہ نکلنا

صحیح ہوسکتا ہے بلکہ آج کل عورتوں پردہ کرنا پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہے اس سے خواتین کی عزت میں اضافہ ہوگا اور عفت وپاکدامنی کی زندگی گذار سکتی ہیں عورت کیلئے عفت وپاکدامنی عظیم سرمایہ اور بیش قیمت زیور ہے جو ہر حال میں اختیار کرنا چاہیے معاشرے کے اندر رونما ہونے والی اکثر برائیاں بے پردگی کیوجہ سے ہو رہی ہیں اگر خواتین پردے کا التزام اسی طرح کریں جس طرح شریعت نے حکم دیا ہے تو بہت سے برائیوں سے معاشرے پاک وصاف ہوسکتا ہے۔

مہمل اعتراض

بے پردگی اورعریانی عورت کی عظمت کے زوال کا بھی باعث ہے اگر معاشرہ عورت کوعریاں بدن دیکھنا چاہے گا تو فطری بات ہے کہ ہر روز اس کی آرائش کا تقاضا بڑھتا جائے گا اور اس کی نمائش میں اضافہ ہوتا جائیگا، جب عورت جنسی کشش کی بنا پر ساز وسامان کی تشہیر کا ذریعہ بن جائیگی، انتظار گاہوں میں دل لگی کا سامان ہوگی اور سیاحوں کو متوجہ کرنے کا ذریعہ بن جائیگی تو معاشرہ میں اس کی حیثیت کھلونے یا بے قیمت مال واسباب کی طرح گرجائے گی اور اس کے شایان شان انسانی اقدار فراموش ہوجائیں گے، اوراس کا افتخار صرف اس کی جوانی خوبصورتی اور نمائش تک محدود ہوکر رہ جائے گا،اس طرح سے وہ چند ناپاک فریب کار انسان نما درندوں کی سرکش ہوس پوری کرنے کی آلہ کار میں بدل جائے گی۔

ایسے معاشرہ میں ایک عورت اپنی اخلاقی خصوصیات،علم وآگہی اور بصیرت کے جلووں کو کیسے پورا کرسکتی ہے اور کوئی بلند مقام کیسے حاصل کرسکتی ہے؟

● حجاب کے مخالفین کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ معاشرہ میں تقریبا نصف عورتیں ہوتی ہیں لیکن حجاب کی وجہ سے یہ عظیم جمعیت گوشہ نشین اور طبعی طور پر

پسماندہ ہو جائے گی، خصوصاً جب انسان کو کاروبار کی ضرورت ہوتی ہے اور انسانی کارکردگی کی ضرورت ہوتی ہے، تو اگر عورتیں پردہ میں رہیں گی تو اقتصادی کاموں میں ان سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا، نیز ثقافتی اور اجتماعی اداروں میں انکی جگہ خالی رہے گی اسطرح وہ معاشرہ میں صرف خرچ کریں گی اور معاشرہ کیلئے بوجھ بن کر رہ جائیں گی۔

لیکن جن لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے وہ چند چیزوں سے غافل ہیں یا انہوں نے اپنے کو غافل بنالیا ہے، کیونکہ پہلی بات یہ کون کہتا ہے کہ اسلامی پردہ کی وجہ سے عورتیں گوشہ نشین اور معاشرہ سے دور ہو جائیں گی؟ اگر گزشتہ زمانہ میں اس طرح کی دلیل لانے میں زحمت تھی تو آج اسلامی انقلاب نے ثابت کر دیکھایا کہ عورتیں اسلامی پردہ میں رہ کر بھی معاشرہ کیلئے بہت سے کام انجام دے سکتی ہیں، کیونکہ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ خواتین، اسلامی پردہ کی رعایت کرتے ہوئے معاشرہ میں ہر جگہ حاضر ہیں ، اداروں میں، کارخانوں میں سیاسی مظاہروں میں، ریڈیو اور ٹیلی ویژن میں ہسپتالوں میں، کلینکوں میں، خصوصاً جنگ کے دوران جنگی زخمیوں کی مرہم پٹی اور ان کی نگہداشت کیلئے، مدرسوں اور یونیورسٹی میں، دشمن کے مقابلہ میں میدان جنگ میں، خلاصہ ہر مقام پر عورتوں نے اپنا کردار ادا کیا ہے۔

● پردہ کے مخالفین کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ پردہ کے لئے برقع یا چادر کیساتھ اجتماعی کاموں کو انجام نہیں دیا جاسکتا خصوصاً آج جبکہ ماڈرن گاڑیوں کا دور ہے، ایک عورت اپنے پردہ کو سنبھالے یا اپنی چادر کو یا اپنے بچہ کو یا اپنے کام میں مشغول رہے؟ لیکن یہ اعتراض کرنے والے اس بات سے غافل ہیں کہ حجاب ہمیشہ برقع یا چادر کے معنی میں نہیں ہے بلکہ حجاب کے معنی عورت کا لباس ہے اگر چادر سے پردہ ہوسکتا ہو تو بہتر ہے ورنہ اگر امکان نہیں ہے تو صرف اسی لباس پر اکتفا کرے یعنی صرف اسکارف کے ذریعہ اپنے سر کے بال اور گردن وغیرہ کو چھپائے رکھیں۔

ہمارے دیہی علاقوں کی عورتوں نے زراعتی کاموں میں اپنا پردہ باقی رکھتے ہوئے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ ایک بستی کی رہنے والی عورت اسلامی پردہ کی رعایت کرتے ہوئے بہت سے اہم کام بلکہ مردوں سے بہتر کام کرسکتی ہیں، اور ان کا حجاب ان کے کام میں رکاوٹ نہیں بنتا۔

● ان کا ایک اعتراض یہ ہے کہ پردہ کی وجہ سے مرد اور عورت میں ایک طرح سے فاصلہ ہو جاتا ہے جس سے مردوں میں دیکھنے کی طمع بھڑکتی ہے اور انکے جذبات مزید شعلہ ور ہوتے ہیں کیونکہ ''اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ عَلٰی مَامُنِعَ'' (جس چیز سے انسان کو روکا جاتا ہے اس کی طرف مزید دوڑتا ہے)

اس اعتراض کا جواب یا صحیح الفاظ میں یہ کہا جائے کہ اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ آج کے معاشرہ کا شاہ کے زمانہ سے موازنہ کیا جائے آج ہر ادارہ میں پردہ کا حکم فرما ہے، اور شاہ کے زمانہ میں عورتوں کو پردہ کرنے سے روکا جاتا تھا، اس زمانہ میں ہر گلی کوچہ میں فحاشی کے اڈے تھے، گھروں میں بہت ہی عجیب وغریب ماحول پایا جاتا تھا، طلاق کی کثرت تھی، ناجائز اولاد کی تعداد زیادہ تھی، وغیرہ وغیرہ۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ اب یہ تمام چیزیں بالکل ختم ہوگئی ہیں لیکن بے شک اس میں بہت کمی واقع ہوئی ہے، ہمارے معاشرہ میں بہت سدھار آیا ہے اور فضل خدا شامل حال رہا اور یہی حالات باقی رہے اور دوسری مشکلات برطرف ہوگئی تو ہمارا معاشرہ اس برائی سے بالکل پاک ہوجائیگا اور عورت کی اہمیت اجاگر ہوتی جائے گی۔

ایک خاتون کی شجاعت

دور نبوت میں بھی عورتیں معاشرتی خدمات انجام دیا کرتی تھیں پردہ کبھی بھی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنا ہے اس لئے آئندہ بھی کبھی پردہ رکاوٹ نہیں بن سکتا

ہے۔تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عورتیں جنگوں میں بھی پردے کے ساتھ شریک ہوا کرتی تھیں۔حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کی بہن خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کا حیرت انگیز کارنامہ تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے دور صدیقی میں رومیوں سے جنگ ہو رہی تھی۔حضرت خولہ بنت ازرو رضی اللہ عنہا بھی مجاہدین کی مرہم پٹی اور دیگر ضروری کام کیلئے دیگر خواتین کے ساتھ تشریف لے گئیں ایک موقع پر جب رومی لشکر نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرلیا اور خولہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا تو برقعہ پہن کر خیمے سے نکل کر مسلح ہوکر میدان میں گئی اور مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوکر اسی طرح دشمنوں کے پرخچے اڑا رہی تھیں کہ لوگ حیرت میں پڑ گئے اور چہ می گوئیاں شروع ہوگئیں کہ یہ برقع پوش مجاہد کون ہوسکتا؟ کس قبیلے سے تعلق رکھتا ہے؟ آخر کیوں نقاب پوش ہے؟عظیم جرنیل اور فوج کے سپہ سالار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے قریب آکر پوچھا کہ تم کون ہو؟ تمہاری مجاہدانہ کاروائی تو قابل تحسین تیرے زورِ بازو پہ صد آفریں خولہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے اندر سے جواب دیا کہ امیر لشکر میں ضرار کی بہن خولہ بنت ازور ہوں جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ دشمنوں کے پرخچے اڑانے والی ایک خاتون ہے تو ان کے حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی،حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا نے یہ ثابت کردیا کہ عورتیں بھی وہ کارنامے انجام دے سکتی ہیں جو مرد انجام دیا کرتے ہیں ہمیں انھیں خواتین کی سیرتوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

خواتین بھی قومی زندگی کی امین ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ .
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

مشفق و مہربان معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ’’خواتین بھی قومی زندگی کی امین ہیں‘‘ اسی عنوان سے کچھ باتیں آپ کے گوش گذار کرنا چاہتی ہوں سب سے پہلے ہم کو یہ بات جان لینی چاہیے اسلام رہتی دنیا تک کیلئے ہدایت و رہنما ہے اور دورِ نبوت ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے بلکہ یہ کہئے کہ معیار اور کسوٹی ہے اگر ہم کوئی نیا طریقہ اختیار کریں تو ہمارے لئے بجائے فائدے کے سراسر نقصان کا باعث ہے صحابیات کی زندگیاں کتنی پاکیزہ تھیں اور کس طرح انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نگرانی میں اپنی زندگی کے شب و روز گذارا

کرتی تھیں اور انہیں کے نقش قدم پر چلنے والی بعد کی خواتین بھی ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہیں اور تاریخ انہیں ہمیشہ یادرکھے گی۔

خواتین کے اندر یہ خصوصیات ہونی چاہئے

تاریخ کے ہر ایک دور سے ایسی بے شمار خواتین کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جو اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں اہم معاشرتی اصلاح کے فرائض انجام دیتی رہی ہیں اور معاشرہ ان کا احسان مند ہے۔ انہوں نے معاشرہ کو عظیم دانشور مفکرین، ماہرین اور صالح شخصیتیں عطا کی ہیں اور یہ صرف اس وقت ممکن ہوا جب خواتین نے دین اسلام کی مقرر کردہ حدود پار نہیں کیں۔ اسلامی حدود میں رہتے ہوئے خواتین نے صرف بچوں کی تعلیم وتربیت اور اصلاح معاشرہ کا فریضہ ہی ادا نہیں کیا بلکہ جنگ وجہاد کے مواقع پر بھی فوجوں اور مجاہدین کے دوش بدوش دادِ شجاعت حاصل کی اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ اسلامی معاشرہ میں خواتین نے اصلاح معاشرہ کے لیے جو کردار ادا کیا وہ اس لئے ممکن ہوسکا کہ ان خواتین میں یہ خصوصیات بھی موجود تھیں ● توحید ورسالت پر پختہ ایمان ● اسلامی عبادات ادا کرنا ● اسلامی عقائد ونظریات پر پختہ یقین ● تقویٰ وپرہیز گاری ● سخاوت ● فرمانبردار واطاعت گزاری ● صبر ورضا قناعت اور طبیعت کی نیکی وپاکیزگی۔

ان عظیم خواتین نے ان حدود میں رہتے ہوئے تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق بچوں کی تعلیم وتربیت اور اصلاح معاشرہ کا فرض انجام دیا۔ آج بھی خواتین اصلاح معاشرہ میں مردوں کے دوش بدوش کام کر کے اپنا کردار ادا کرسکتی ہیں بلکہ بعض رہنماؤں نے خواتین کو مردوں سے زیادہ قومی زندگی کا امین سمجھا ہے۔

عورتوں کی بھی ذمہ داریاں ہیں

خواتین بھی اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہوسکتی ہیں بلکہ ان کے اوپر اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں بلکہ یہ کہئے کہ صالح وپاکیزہ معاشرے کی تکمیل خواتین کے بغیر ممکن ہی نہیں اسی لئے اسلام نے عورتوں کو حقوق دینے کیساتھ ساتھ ان کو بہت سی ذمہ داریاں بھی دی، بلکہ بعض معاملات میں خواتین جس حسن وخوبی کیساتھ اپنے فریضہ کے ادائیگی کرسکتی ہیں مرد نہیں کرسکتا ہے مثلاً گھر کی ذمہ داری بچوں کی پرورش اور انکی اصلاح وتربیت کیلئے ایک ماں کے اندر جتنی استعداد وصلاحیت ہوتی ہے اور جس انداز پر وہ تربیت کرسکتی ہے اور اپنا اثر بچوں پر ڈال سکتی ہے مرد کیلئے یہ اتنا آسان نہیں ہے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اَلا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ کان کھول کر سن لو! تم میں سے ہر شخص نگراں اور محافظ ہے اور تم میں ہر ایک سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائیگا آیا اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا کیا کہ نہیں مرد سے بھی سوال ہوگا کہ اس نے بیوی کے حقوق ادا کئے کہ نہیں اولاد کی تربیت کا صحیح بندوبست کیا کہ نہیں ان کی دینی تعلیم کی فکر کی کہ نہیں اسی طرح عورتوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ شوہر کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کیا کہ نہیں بچوں کی پرورش کے تعلق سے جو مشغولیات اور ذمہ داریاں اسکے سر ڈالی گئی تھیں اس کو کہاں تک ادا کیا تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ایک عورت کی جدوجہد اور سعی وکوشش کیوجہ سے صرف ایک گھر کی نہیں بلکہ پورے خاندان ومعاشرے کی اصلاح ہوئی اکابر واسلاف کی سیرتوں کو اٹھا کر دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ ان کو ترقی کے اعلی معیار پر پہونچانے میں ماؤں نے کیا اہم رول ادا کیا اور اپنی اولاد کیلئے کیسی کیسی قربانیاں دیں آج بھی مائیں اپنی اولاد کی قربانیاں دیتی ہیں لیکن صرف اس لئے کہ

ہمارے بچوں کی دنیوی زندگی میں سدھار آجائے معاشی استحکام آجائے حالانکہ دین کی فکر کرنا اور اس کے لئے قربانیاں زیادہ اہم اور ضروری ہے روزی تو بقدر ضرورت مل کر ہی رہے گی جب تک انسان اپنا رزق جو اللہ کی طرف سے طے شدہ ہے پورا نہیں کرلے گا اسکی موت آہی نہیں سکتی اس لئے ہم اپنے لئے اپنی اولاد کیلئے اور قوم کے لئے دین کی فکر کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

دوزخ کے خوفناک حالات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ قَالَ اِنَّکُمْ مَاکِثُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ .

صدر جلسہ قابل صد احترام معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میں نے سورۂ زخرف کی ایک چھوٹی سے آیت پڑھی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے اور وہ یعنی دوزخی پکاریں گے اے مالک تمہارا پرودرگار ہمارا کام ہی تمام کردے وہ فرشتہ جواب دیگا تم ہمیشہ اسی حال میں رہو، مالک دوزخ کے داروغہ کا نام ہے دوزخی اس کو پکاریں گے کہ ہم نہ مرتے ہیں نہ چھوٹتے ہیں اپنے رب سے کہہ دیجئے کہ ایک دفعہ عذاب دے کر ہمارا کام ہی تمام کردے گویا نجات سے مایوس ہوکر موت کی تمنا کریں گے مگر ان کو کبھی موت بھی نہیں آئیگی تو روئیں گے چلائیں گے پر موت کبھی نہ آئیں

گے۔ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ جب جب ان کی کھالیں پگھلیں گی ہم ان کے بدلے دوسری کھالیں دیدیں گے تاکہ عذاب کا مزہ چکھیں عذاب میں تخفیف اور کمی تو بہت دور کی بات ہے کھال جب پگھل پگھل کر گرنے لگے گی تو دوسری کھالیں اللہ تعالیٰ عطا فرمادیں گے تاکہ دوزخی کو مزید تکلیف ہوتی رہے۔ الامان والحفیظ

دوزخ کی گہرائی

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے دوزخ کی گہرائی بیان کرتے ہوئے فرمایا، اگر ایک پتھر جہنم میں ڈالا جائے تو دوزخ کی تہہ میں پہنچنے سے پہلے ستر سال تک گرتا چلا جائے گا (ترغیب عن ابن حبان) وغیرہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول خدا ﷺ کی خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی، رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ (آواز) کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، یہ ایک پتھر ہے جس کو خدا نے جہنم کے منھ پر (تہہ میں گرنے کے لیے) چھوڑا تھا اور وہ ستر سال تک گرتے گرتے اب دوزخ کی تہہ میں پہنچا ہے یہ اس کے گرنے کی آواز ہے (مسلم)

دوزخ کی دیواریں

رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ دوزخ کو چار دیواریں گھیرے ہوئے ہیں جن میں ہر دیوار کا عرض چالیس سال چلنے کی مسافت رکھتا ہے (ترمذی) یعنی دوزخ کی دیواریں اتنی موٹی ہیں کہ صرف ایک دیوار کی چوڑائی طے کرنے کیلئے چالیس سال خرچ ہوں۔

دوزخ کے دروازے

قرآن شریف میں دوزخ کے دروازوں کے متعلق فرمایا ہے۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ (حجر پ۱۴) اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں۔ خود رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں جن میں سے ایک اس کیلئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائے۔ (مشکوۃ)

دوزخ کی آگ اور اندھیری

رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کو ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سفید ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سیاہ ہوگئی، چنانچہ دوزخ اب سیاہ اندھیرے والی ہے۔ (ترمذی) ایک روایت میں ہے کہ وہ اندھیری رات کی طرح تاریک ہے، اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کی لپٹ سے اس میں روشنی نہیں ہوتی (ترغیب) یعنی ہمیشہ اندھیرا ہی رہتا ہے۔ بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تمہاری یہ آگ (جس کو تم جلاتے ہو) دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا (جلانے کو تو) یہی بہت ہے، آپ نے فرمایا (ہاں اس کے باوجود) دنیا کی آگوں سے دوزخ کی آگ گرمی میں ۶۹ درجہ بڑھی ہوئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخی اگر دنیا کی آگ میں آجاتیں تو ان کو نیند آجائے (ترغیب) کیونکہ بنسبت دوزخ کی آگ کے دنیا کی آگ بہت ہی زیادہ ٹھنڈی ہے لہٰذا اس میں ان کو دوزخ کے مقابلہ میں آرام معلوم ہوگا۔

عذاب دوزخ کا اندزاہ

رسول خدا ﷺ نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص پر ہوگا جس کی دونوں جوتیاں اور تسمے آگ کے ہوں گے جن کی وجہ سے ہانڈی کی طرح اس کا دماغ کھولتا ہوگا وہ سمجھے گا کہ مجھے ہی سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے، حالانکہ اس کو سب سے کم عذاب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ایک ایسے دوزخی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ لذت اور عیش میں رہا تھا پکڑ کر ایک مرتبہ دوزخ میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا، اے ابن آدم کیا تو نے کبھی نعمت دیکھی ہے کیا کبھی تجھے آرام نصیب ہوا ہے؟ اس پر وہ کہے گا، خدا کی قسم اے رب نہیں! میں نے کبھی آرام نہیں پایا پھر فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسے جنتی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ مصیبت میں رہا تھا اسے پکڑ کر جنت میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا۔ اے ابن آدم کیا کبھی تو نے مصیبت دیکھی ہے؟ کیا کبھی تجھ پر سختی گذری ہے؟ وہ کہے گا خدا کی قسم اے رب مجھ پر کبھی سختی نہیں گذری اور میں نے کبھی مصیبت نہیں دیکھی۔

دوزخ کا سانس

رسول خدا ﷺ نے فرمایا جب سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز دیر سے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی سختی دوزخ کی تیزی کی وجہ سے ہوتی ہے، پھر فرمایا کہ دوزخ نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت کی کہ میری تیزی بہت بڑھ گئی ہے حتی کہ میرے کچھ حصے دوسرے حصوں کو کھائے جاتے ہیں لہٰذا مجھے اجازت دی جائے کہ کسی طرح اپنی

گرمی ہلکی کروں چنانچہ رب العلمین نے اس کو دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک گرمی کے موسم میں لہٰذا گرمی جو تم محسوس کرتے ہو دوزخ کی لو کا اثر ہے جو سانس کے ساتھ باہر آتی ہے اور سخت سردی جو محسوس کرتے ہو دوزخ کے سرد حصہ کا اثر ہے۔ (بخاری شریف)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ دوپہر کو روزانہ دوزخ دہکایا جاتا ہے دوزخ کے سانس لینے سے گرمی بڑھ جانا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن سردی کا بڑھنا بظاہر سمجھ میں نہیں آتا دراصل بات یہ ہے کہ گرمی میں دوزخ سانس باہر پھینکتی ہے اور اس طرح دنیا کی تمام گرمی کھینچ لیتی ہے اس وجہ سے سردی بڑھ جاتی ہے۔

جہنم کی چنگھاڑ

اللہ تعالیٰ کفار کو جہنم میں ڈالنے کے بعد پوچھیں گے کہ بھر گئی **يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَئْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ** جس دن ہم جہنم سے کہیں گے تو بھر بھی گئی وہ کہے گی اور بھی ہے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں **لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ** ضرور بالضرور ہم جہنم کو انسانوں اور جناتوں سے بھریں گے **وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ** اور جو اپنے رب کے منکر ہیں انکے لئے جہنم کا عذاب ہے اور جہنم برا ٹھکانہ ہے **اِذَا اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ** جب یہ لوگ اس میں ڈالے جاویں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہوگی جیسے کہ معلوم ہوتا ہے غصہ کے مارے پھٹ پڑیگی قرآن کریم بیشتر آیتوں اور احادیث میں بھی عذاب دوزخ کی منظرکشی کی گئی ہے اور اسکی ہولناکیوں کو بیان کیا گیا ہے دوزخی جب شدت پیاس کی وجہ سے پریشان ہوں گے اور پانی کا مطالبہ

کریں گے تو ایسا گرم الور کھولتا ہوا پانی ان کو دیا جائیگا کہ آتیں اور پیٹ کی دیگر چیزیں کٹ کٹ کر پائخانہ کے راستہ سے نکلیں غرضیکہ دوزخ کا عذاب بڑا ہی سخت ہوگا۔اللہ ہم سب کو عذاب دوزخ سے محفوظ فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

علم وقلم انسان کی سربلندی کے ضامن ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

قابل صد احترام معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اسکو بطور خاص دو چیزیں عطا کر دیں جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں کی گئیں ایک قلم کی نعمت ہے دوسرے زبان کی نعمت یعنی اپنے مافی الضمیر کی ادا کرنیکی صلاحیت اور ملکہ صرف انسان ہی کو عطا کیا گیا ہے قلم کی طاقت تو ایسی مسلم ہے کو حکومتیں پلٹ جاتی ہیں حالات کے اندر تغیر ہو جاتا ہے جو کام تلواروں کے زوروں سے نہیں ہوسکتا وہ قلم کی غیر معمولی طاقت سے ہوجاتا ہے بالخصوص دعوت وتبلیغ کے میدان میں لوگوں کے قلوب واذہان کو اپنی طرف مائل کرنے میں قلم کا خاص رول ہوا کرتا ہے البتہ قلم کے اندر طاقت وجولانی

پیدا کرنے اور لوگوں کے دلوں کو جھنجھوڑنے کیلئے پختہ علم کا ہونا بھی ضروری ہے سرسری علم بسا اوقات قلم کے لئے بڑا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے اور علم ہی کے ذریعہ انسان دیگر مخلوقات سے صحیح طور پر ممتاز ہوسکتا ہے۔

دین اسلام میں علم کی بڑی اہمیت وعظمت ہے، قرآن مجید کی پہلی وحی (سورہ علق) میں ہی پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ان آیات میں علم وقلم کا ذکر ہے اور اس امر کا تذکرہ ہے کہ علم وقلم یہ دونوں انسانی عظمت وکرامت اور ترقی وبلندی کے ضامن ہیں، اس لئے علم ومعرفت کا حاصل کرنا ضروری ولازمی ہے اور سورہ توبہ ۱۲۲/ میں دین (کے احکامات وممنوعات) میں صحیح سمجھ بوجھ حاصل کرنے کا حکم آیا ہے، اسی طرح سے ایک حدیث شریف میں ہے کہ علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد وعورت) پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ) نیز آپ ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وبلا واسطہ اور پوری امت کو بالواسطہ مخاطب فرما کر پڑھنے پڑھانے کا واضح ترین حکم دیا کہ قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، فرض احکام سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ (بیہقی)

قرآن وحدیث کی ان واضح تعلیمات کی روشنی میں اکابرین امت کی رائے عالی یہ ہے کہ دین کی بنیادی اور لازمی تعلیمات (فرائض وواجبات یعنی عقائد صحیحہ کا علم، طہارت ونجاست کے احکام، نماز، روزہ اور تمام فرض عبادات کے احکام، حلت وحرمت، نکاح وطلاق تجارت وصنعت اور بیع وشراء کے احکام ومسائل کا ضرورت پڑنے پر) جاننا اور ان کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے لیکن باقی علوم کی تفصیلات قرآن وحدیث کے تمام معارف ومسائل اور کتاب وسنت سے مستنبط احکام وشرائع کی تفصیلی تعلیمات کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے، الغرض دین کا بنیادی وضروری علم حاصل کرنا عام مسلمان (مرد وعروت) پر فرض وواجب ہے اور

دین کا کلی اور تفصیلی علم حاصل کرنا خواص کے لئے ضروری ہے، دونوں قسم کے علم کا حاصل کرنا شریعت میں مطلوب ومستحسن ہے، احادیث مبارکہ میں علم دین کے حاصل کرنے کی بڑی ترغیب آئی ہے اور علم دین حاصل کرنے والے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

علم دین کی حقیقت

علم دین اللہ تعالیٰ کی عظیم ومبارک روشنی ہے یہ علم اپنے حاصل کرنے والوں کو اللہ ورسول اور آخرت کی معرفت سے مالا مال کرتا ہے، دنیا کی حقیقت سے آشنا کرتا ہے اور دنیا میں رشد وہدایت اور آخرت میں نجات وسعادت سے ہمکنار کرتا ہے، علم دین حاصل کرنے والوں کی فضیلت میں بہت سی احادیث موجود ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ علم دین حاصل کرنے کی توفیق اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور خیر کثیر کا موجب ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ جس شخص کی بھلائی کا فیصلہ و ارادہ فرما لیتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم) ایک دوسری روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اور صحیح بات اسکے دل میں ڈال دیتے ہیں (بزاز وطبرانی) اسی طرح طالب علم دنیا کی چار قابل قدر اور باعث رحمت چیزوں میں سے ایک ہے حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوگو! غور سے سن لو کہ یہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا ذکر، اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے والے اعمال خیر اور عالم وطالب علم یہ چاروں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور نہیں ہیں۔ (ترمذی) نیز طالب علم اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم کے مستحق ہوتے ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ (تین آدمیوں میں سے مجلس نبوی میں خالی جگہ بیٹھنے والے) ایک آدمی نے تو اللہ تعالیٰ کے پاس اپنی جگہ بنائی تو اللہ تعالیٰ

نے اسے اپنی رحمت میں جگہ دے دی، دوسرے آدمی نے (حلقہ کے اندر بیٹھنے والے) ایک آدمی نے تو اللہ تعالیٰ کے پاس اپنی جگہ بنائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت میں جگہ دے دی، دوسرے آدمی نے (حلقہ کے اندر بیٹھنے میں) شرم محسوس کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے ساتھ حیا کا معاملہ فرمایا یعنی اپنی رحمت سے محروم نہ فرمایا؛ لیکن تیسرے آدمی نے (مجلس نبوی میں بیٹھنے سے) بے توجہی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے بے رخی کا معاملہ فرمایا (بخاری) اسی طرح طالب علم دنیا میں رحمت وبرکت، دربار الٰہی میں ذکر خیر اور آخرت میں دخول جنت کے حق دار ہیں۔

اس حدیث سے ہم کو یہ سبق بھی ملتا ہے کہ علم حاصل کرنیکے لئے تواضع وانکساری کو لازم پکڑیں جب تک عاجزی پیدا نہیں ہوسکتی اس وقت تک علم دین صحیح معنوں میں حاصل نہیں کرسکتے تکبر اور اکڑ سے علم حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ فَوَضَعَهُ اللّٰهُ جو اللہ کیلئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کردیتے ہیں اور تکبر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو نیچے گرادیتے ہیں اسلئے علم حاصل کرنے میں تواضع وانکساری سے کام لیں۔

علم دین خدمت سے حاصل ہوتا ہے

تحصیل علم کیلئے اساتذہ کی خدمت اور انکا ادب واحترام بھی لازم اور ضروری ہے اور ترقی علم کا ذریعہ اور سبب ہے عموماً وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں اور انہیں کے علوم سے لوگ مستفید ہوتے ہیں جو اپنے اساتذہ کی خدمت کرتے ہیں انکا ادب واحترام کرتے ہیں حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ استاذ کو حقیقی باپ کی طرح سمجھو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ایک حرف پڑھا دیا میں اس کا غلام بن گیا خواہ مجھے بیچ دے یا آزاد کردے یا غلام ہی

بنائے رکھے یہ مقام ومرتبہ ہے اساتذہ ومعلمین کا آج طلبہ وطالبات کے دلوں سے اپنے پڑھانے والے اساتذہ ومعلمین کا ادب واحترام دل سے نکلتا جارہا ہے اور انکی اطاعت وفرمانبرداری اور خدمت کو لوگ عار سمجھتے ہیں جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو پتہ چلتا ہے کہ اساتذہ ومعلمین کی جوتیاں سیدھی کرنیوالے ہی بامراد وکامیاب رہے ہیں اسکول وکالجس کے طلبہ کے اندر اساتذہ کی اہمیت بالکل نہیں ہوتے وہ تو بس یہی سمجھتے ہیں کہ یہ سرکاری ملازم ہیں ان کا کام آکر وقت پر پڑھا دینا ہے اور ہم کو پڑھ لینا ہے اس کے علاوہ ہمارا ان سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہے اب یہی وبا رفتہ رفتہ مدرسوں میں بھی جارہی ہے اور اساتذہ کی مکمل خدمت سے طلبہ وطالبات کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں حالانکہ مدرسہ کیلئے یہ باعث نقصان ہے ہمارے لئے فائدہ اسی میں ہے کہ اساتذہ ومعلمین کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

امیر المومنین کی ام المومنین حضرت حفصہ کو نصیحت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اپنی اولاد کی تربیت اور دینی اصلاح اہم اور ضروری ہے بچپن ہی سے پرورش اور صحیح تربیت کی کوشش کرنی چاہیے اور بڑے ہونے کے بعد بھی بے لگام نہیں چھوڑنا چاہیے اگر کوئی غلطی اولاد کر بیٹھے تو فوراً اسکی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے جن بچوں کی صحیح تربیت ہوتی ہے آگے چل کر وہی بچے کامیاب ہوتے ہیں اور قوم کی اصلاح وتربیت کا بیڑہ اٹھاتے

ہیں ہم اکابر واسلاف کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کے والدین بالخصوص والدہ محترمہ نے دینی نہج پر لانے کیلئے انتھک کوششیں کیں تب جا کر وہ بڑے بنے تاریخ کی کتابوں میں امام ربیعۃ الرائے کا نام بڑی اہمیت کا حامل ہے یہ امام مالکؒ کے استاذ ہیں دور دراز سے لوگ سفر کر کے ان کی مجلس میں درس حدیث کیلئے آیا کرتے تھے سینکڑوں کا مجمع ہوا کرتا تھا علماء کبار اور شہزادے اور وقت کی نامور شخصیات ان کے پاس آ آ کر کسب فیض کیا کرتے تھے یہ یوں ہی اتنے بڑے عالم نہیں بن گئے بلکہ انکی ماں نے چالیس ہزار اشرفیاں ان کی تعلیم پر خرچ کر دیں تب جا کر ربیعہ امام ربیعۃ الرائے ہوئے۔

سورج گہن کے عقیدے کی اصلاح

بخاری کی روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ کے جگر گوشے ابراہیم نے وفات پائی، اتفاق سے اس دن سورج گرہن بھی لگا۔ بعض صحابہ کو یہ گمان ہوا کہ یہ گرہن ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ رسول ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے اس خیال کی برملا اصلاح فرمائی اور لوگوں کو اکٹھا کر کے فرمایا: ان الشمس والقمر لاینکسفان لموت احدو لالحیاته فاذا رایتم فصلوا وادعو االله (بخاری /باب الصلاة فی کسوف الشمس) یقیناً سورج اور چاند کو کسی کی موت وحیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا، پس جب تم کو گرہن معلوم ہو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو۔ نبی ﷺ کو جیسے ہی معلوم ہوا کہ سورج گرہن کے سلسلے میں صحابۂ کرام کا خیال اسلامی عقیدہ کے خلاف ہے تو آپ ﷺ نے فوراً غلط عقیدہ کی اصلاح فرمائی۔

اہل مکہ و مدینہ کے مزاج میں فرق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم قریش کے لوگ اپنی عورتوں پر حاوی ہوا کرتے تھے لیکن جب ہم مدینہ آئے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں ان پر حاوی تھیں۔ ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا اثر لینا شروع کر دیا۔ ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے مجھے میری بات کا جواب دے دیا۔ مجھے یہ بات ناگوار گزری، میری بیوی نے کہا: میں نے آپ کو جواب دے دیا ہے تو آپ اس کو کیوں بوجھ محسوس کر رہے ہیں؟ اللہ کی قسم نبی ﷺ کی بیویاں پورا پورا دن آپ ﷺ سے بولنا بھی چھوڑ دیتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے اس بات نے تو گھبراہٹ میں ڈال دیا میں نے کہا کہ آپ کی جو بیوی ایسا کرتی ہے وہ تو برباد ہوگئی، چنانچہ میں نے کپڑا پہنا اور اپنی بیٹی حفصہ کے پاس گیا اور اس سے پوچھا اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی نبی ﷺ سے ناراض بھی رہتی ہے؟ حتی کہ رات تک ناراض رہتی ہے؟ حفصہ نے کہا ہاں میں نے کہا کہ وہ عورت تو برباد ہوگئی جو ایسا کرتی ہے، کیا اسے اس بات کا ڈر نہیں لگتا کہ کہیں اللہ کے رسول کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے؟ حفصہ! نبی ﷺ سے تکرار نہ کیا کرو اور نہ ہی آپ ﷺ کی کسی بات کا جواب دیا کرو اور نہ ہی آپ کو ناراض کیا کرو، اگر تمہارا کوئی مسئلہ ہو تو مجھ سے کہو، دیکھو کہیں تمہاری سوکن کا معاملہ تمہیں فریب میں مبتلا نہ کر دے، وہ تم سے خوبرو اور اللہ کے نبی ﷺ کو زیادہ پیاری ہیں۔ (بخاری رباب الغرفۃ والعلیۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنی اولاد کے تربیت کی فکر کس قدر دامنگیر تھی کہ شادی کے بعد بھی آپ نے حضرت حفصہ کو اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنے کا گر سکھایا اور انہیں خوش گوار زندگی کے اصول بتائے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ

ہمیں بھی رسول اکرام ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اسلوب تربیت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بیوہ کی ذمہ داری باپ کے اوپر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے خنیس بن حذفہ سہمی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا مشہور اور راجح قول کے مطابق غزوۂ بدر میں ان کو شدید زخم لگا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے اور بعد میں وہ زخم ان کی شہادت کا سبب بنا شوہر کی وفات کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بیٹی کے نکاح کی فکر دامنگیر ہوئی چونکہ اسی دور میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کا بھی وصال ہوگیا تھا اسلئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ حفصہ سے نکاح کر لو عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چند دن کی مہلت مانگی پھر غور وفکر کرنے کے بعد اس سے معذرت کر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نکاح کی پیش کش کی وہ خاموش رہے کوئی جواب نہیں پھر نبی کریم ﷺ نے نکاح کا پیغام دیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجیت سے شرف ہوئیں پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے فرمایا کہ میں نے خاموشی اختیار کی تم کو تکلیف ہوئی ہوگی بات اصل میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حفصہ سے نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا اس لئے میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور اس راز کو ظاہر نہیں کرنا چاہا اگر آپ علیہ السلام کا ارادہ مجھے معلوم نہ ہوتا تو ضرور میں حفصہ سے نکاح کر لیتا اس واقعہ سے ہم کو یہ سبق ملتا ہے کہ اولاد کی دیکھ ریکھ صرف شادی ہونے تک ہی نہیں بلکہ بعد میں بھی کرنی چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بدنصیب لوگ
جن کو آبِ کوثر سے محروم کردیا جائیگا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! دین اسلام کامل ومکمل ہے اس میں کسی طرح کی کمی بیشی ممکن نہیں اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا اسلئے شریعت اسلام میں کسی طرح کتر بونت نہیں ہوسکتی اسلام زندگی کے ہر شعبہ کیلئے محیط ہے۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو اس کی وہ بات رد ہے۔ جس دین کی حفاظت کی ذمہ داری خود خالق کائنات نے لی ہو اس میں کمی وبیشی اصلاً ہو ہی نہیں سکتی ہے اور جو شخص دین میں اپنی طرف سے کوئی بات داخل کرنیکی کوشش کریگا اس کیلئے دنیا وآخرت میں تباہی وبربادی ہے۔

بدعت کا انجام

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یقین جانو قیامت کے روز حوض پر تمہارا میرا سامنا ہوگا یعنی تم کو پلانے کے لئے پہلے پہونچا ہوا ہوں گا جو میرے پاس ہوکر گذرے گا پی لے گا اور جو میرے پاس حوض سے پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا پھر ارشاد فرمایا ایسا ضرور ہوگا کہ پینے کے لئے میرے پاس ایسے لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے پھر ان کو مجھ تک نہ پہونچنے دیا جائیگا بلکہ میرے اور ان کے درمیان آڑ لگادی جائیگی اور وہ پینے سے محروم رہ جائیں گے میں کہوں گا یہ تو میرے آدمی ہیں ان کو آنے دیا جاوے اس پر مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے ہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا نئی چیزیں نکالی تھیں، یہ سن کر میں کہوں گا دور ہوں دور ہوں جنہوں نے میرے بعد ادل بدل کیا (بخاری ومسلم)

آہ دین میں بگاڑ پیدا کرنے والوں کا اس وقت کیسا برا حال ہوگا جبکہ قیامت کے دن پیاس سے بیتاب اور مصیبت سے عاجز وبے کس ہوں گے اور حوض کوثر کے قریب پہونچا کر دھتکار دیئے جائیں گے اور رحمۃ للعلمین ﷺ ان کی ایجادات کا حال سنکر دور دور فرما کر پھٹکار دیں گے۔

قرآن وحدیث میں جو کچھ وادر ہوا ہے اسی پر عمل کرنے میں بھلائی اور کامیابی ہے،لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکال رکھی ہیں اور دین میں ادل بدل کر رکھا ہے جن سے ان کی دنیا بھی چلتی ہے اور نفس کو مزہ بھی آتا ہے اور مختلف علاقوں میں مختلف بدعتیں رواج پا گئی ہیں ایسے لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے تو الٹا سمجھانیوالے ہی کو برا کہتے ہیں یاد رکھو جس کام کو آنحضرت سید عالم ﷺ نے جیسے فرمایا اس طرح کرو اور جس طرح آپ نے کیا اسی طرح عمل کرو، بڑی بدعتیں اور غیر شرعی رسمیں نکال رکھی ہیں مثلاً قبر کو غسل دینا ،صندل، عرس، پختہ قبر، اور اسی طرح کی بہت سی باتیں جو قبروں پر ہوتی ہیں بدعت ہیں ایسا کرنیوالے انجام سوچ لیں،حوض کوثر سے ہٹائے جانے کو تیار رہیں، اور قبر کا طواف اور قبر کو یا پیر کو سجدہ یہ تو شرک ہے جو گناہ کبیرہ ہے۔

جو کچھ مانگنا ہو اللہ سے مانگیں

آج کتنے مسلمان مرد وخواتین ہیں جو درگاہوں پر جا کر سجدے کرتے مرادیں مانگتے ہیں کیا یہ کھلا ہوا شرک نہیں۔شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام قربانی کرتے ہیں معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جا کر سجدے کرتے ہیں یہ سب شرک ہے اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا اگر میں کسی کو کسی انسان کا سجدہ کرنیکا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے شوہر کا سجدہ کرے گذشتہ امتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا اور سجدہ عبادت تو کسی بھی شریعت میں جائز نہیں تھا اور امت محمدیہ میں غیر اللہ کیلئے کسی طرح کا سجدہ جائز نہیں رکھا گیا ہمیں جو کچھ مانگنا ہو ہم اللہ ہی سے مانگیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا پھر ہم غیر اللہ کیسامنے اپنا ہاتھ کیوں پھیلائیں۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔آمین!

بغیر حساب جنت میں داخل ہونے والے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قابل حدر احترام معلمات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالی نے جنت اور دوزخ دونوں بنا کر رکھا ہے نیکو کاروں کیلئے جنت اور بدکاروں کیلئے دوزخ ہے۔جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا خواہ وہ کتنا ہی بڑا گنہگار کیوں نہ ہو اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد بہرحال وہ جنت میں داخل ہوگا اسلئے کہ جنت میں داخلہ کیلئے گناہوں سے پاک وصاف ہونا ضروری ہے جب تک گناہوں سے پاک وصاف نہیں ہونگے اسوقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتے کچھ اللہ کے بندے ایسے ہونگے جن کے گناہ اور نیکیاں بالکل برابر ہوں گی تو ان کے لئے اعراف ہوگی جو جنت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار حائل ہوگی اسی پر وہ لوگ رہیں گے ایک

عرصہ کے بعد دیوار ختم کردی جائیگی اور وہ جنت میں چلے جائیں گے اور ایک گروہ وہ ہوگا جو بلا حساب کتاب جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ بیشک قیامت کے روز بندہ کے اعمال میں سے پہلے اس کی نماز کا حساب کیا جائے گا پس اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو نامراد اور ٹوٹا اٹھانے والا ہوگا، پس اسکے فرضوں میں کوئی کمی رہ جائے گی تو پروردگار عالم فرمائیں گے کہ دیکھو کیا میرے بندہ کے کچھ نفل بھی ہیں؟ پس اگر نوافل نکلے تو جو فرضوں میں کمی ہوگی نوافل کے ذریعہ پوری کردی جائے گی پھر نماز کے بعد اس کے باقی اعمال کا اسی طرح حساب ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ پھر نماز کے بعد اسی طرح زکوۃ کا حساب ہوگا پھر دوسرے اعمال اسی طرح سے حساب میں لئے جائیں گے۔ (مشکوۃ)

بے حساب جنت میں جانیوالے

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ایک ہی میدان میں جمع کئے جائیں گے اس وقت ایک پکارنے والا زور سے پکار کر کہے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جنکے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے کیونکہ وہ راتوں کو نمازوں میں وقت گذارتے تھے، یہ سن کر اس صفت کے لوگ پورے مجمع میں سے نکل کھڑے ہوں گے جو تعداد میں بہت کم ہوں گے یہ لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوجائیں گے پھر ان کے بعد باقی لوگوں کا حساب شروع کرنے کے لئے حکم ہوگا۔ (بیہقی شعب الایمان)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ تیری امت سے ستر ہزار بلا حساب

کتاب جنت میں داخل ہوں گے جن پر کوئی عذاب نہ ہوگا، ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جو اسی فضیلت سے نوازے جائیں گے اور تین لپ میرے رب کے لپ بھر کر بھی داخلِ جنت ہوں گے۔ (مشکوۃ) یعنی لپ کی مقدار کیا ہوگی؟ اس کا علم تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کو ہے۔

حدیث شفاعت میں ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں عرش کے نیچے اپنے رب کے لئے سجدہ میں جاپڑوں گا پھر اللہ مجھے اپنی وہ حمدیں اور عمدہ تعریف بتادے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ بتائی ہوں گی پھر اللہ کا ارشاد ہوگا کہ اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو، تمہارا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، چنانچہ میں سر اٹھاؤں گا اور یارب امتی یارب امتی کہوں گا، لہٰذا مجھ سے کہا جائے گا کہ اے محمد ﷺ اپنی امت کے ان لوگوں کو جنت کے دروازوں میں سے داہنے دروازے سے جنت میں داخل کردو جن سے کوئی حساب نہیں ہے (پھر آپ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دروازے اتنے چوڑے ہیں جتنا کہ مکہ اور ہجر کے درمیان فاصلہ ہے جو مکہ معظّمہ سے کافی دور کے فاصلہ پر ہے۔

حساب یسیر کی دعا کریں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے ایک نماز میں آنحضرت ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا (اے اللہ مجھ سے آسان حساب لیجو) میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا آسان حساب یہ ہے کہ اعمال نامہ میں صرفِ نظر کرکے درگذر کردیا جاوے (اور چھان بین نہ کی جاوے) یہ حقیقت ہے کہ جس سے چھان بین کرکے

حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوا۔ (احمد) ہم اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہر وقت استعمال کر رہے ہیں اور اس کے باوجود گناہوں میں ملوث ہیں اگر اللہ تعالیٰ حساب لینے پر آجائیں تو کون کون سی نعمتوں کا حساب دیں گے انسان جو ہر وقت سانس لیتا ہے اس میں بھی اللہ کی دو نعمتیں ہیں ایک تو اندر چلی گئی دوسری آسانی سے باہر آگئی اس لئے ہر وقت اللہ کے عذاب اور حساب و کتاب سے ڈرتے رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعائیں کرتے رہنا چاہیے کہ ہم کو بھی اپنے فضل و کرم سے بلا حساب کتاب جنت میں داخل فرمادے کیونکہ ہمارے گناہ تو اتنے زیادہ ہیں کہ ہم حساب دے ہی نہیں سکتے اگر اللہ کا فضل شامل حال نہ ہو تو کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو جنت کی خوشخبری دنیا ہی میں دے دی گئی تھی پھر بھی اللہ کے خوف سے کانپتے رہتے تھے اور تمنا کرتے تھے کہ کاش کوئی گھاس ہوتے کاش کوئی جانور ہوتے جومکہ صحابہ کرام کو معرفت خداوندی حاصل تھی اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی زیادہ ڈرتے تھے۔

آپ ﷺ کو فکر امت

نبی کریم ﷺ کو اپنی امت کی بڑی فکر تھی ایک دفعہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے درخواست کی یا رسول اللہ میرے لئے دعا کردیں کہ اللہ میرے گناہوں معاف فرمادیں نبی کریم ﷺ دعا فرمادیا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہایت خوش ہوتیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا عائشہ تم میری دعا سے بہت خوش ہوگئی ہو تو صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یا رسول اللہ میں نہ خوش ہو جاؤں جبکہ آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمادیا تو آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ میں تو یہ دعا ہر نماز میں اپنی پوری امت کیلئے کرتا ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

بیٹی کو ناپسند نہ کرو کہ قیمتی چیز ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ اور مدرسہ ہذا کی معلمات اور عزیزہ طالبات! اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان عظیم ہے انسان پر کہ اسکو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف عطا کیا دنیا میں بہت سی مخلوقات ہیں جنکی طاقت وقوت مسلم ان کی شجاعت و دلیری کی مثال بیان کی جاتی ہے مگر ان میں سے کسی کو بھی اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل نہیں یہ مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف ایک کمزور و ناتواں مخلوق انسان کو عطا کیا انسان صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورت بھی انسان ہے اور جس طرح اشرف المخلوق مرد ہے اسی طرح عورت بھی اشر المخلوق ہے عورت اور مرد ہی کے ذریعہ دنیا کی حسن وخوبصورتی ہے یہ ممکن نہیں ہے صرف مرد ہی کے ذریعہ دنیا تکمیل کو پہونچے اسی لئے تو شریعت نے جس طرح مردوں کو عزت و سربلندی عطا کی اسی طرح عورتوں کو بھی

رفعت وعظمت عطا کی مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ عورتوں کو وہ مقام ومرتبہ نہیں دیا جاتا جو مردوں کو دیا جاتا اور لڑکیوں کی پیدائش پر اس طرح خوشی کا اظہار نہیں کیا جاتا جس طرح لڑکوں کی پیدائش پر خوشیاں منائی جاتی ہے اور بعض بڑے ناخوشگوار واقعہ بھی لڑکیوں کی پیدائش پر پیش آتے ہیں۔

بیٹی کی پیدائش پر زندہ جلا دیا

۷/ جولائی **۲۰۱۰ء** کے اخبارات میں یہ خبر آئی کہ سرگودھا کے علاقہ ظہور حیات کالونی کی رہائش صائمہ پروین کو اس کے خاوند نے بیٹی کو جنم دینے پر مٹی کا تیل چھڑک کر زندہ جلا دیا، اور اسی طرح ۱۸/ جولائی **۲۰۱۰ء** کے اخبارات میں یہ خبر آئی کہ لاہور کے گاؤں بابلیاں کی رہائشی ارشاد اختر کو اس کے خاوند نے بیٹی کو جنم دینے پر کرنٹ لگا کر ہلاک کر دیا اس طرح کے ایک دو واقعات نہیں بلکہ کئی واقعات رونما ہوتے ہیں اگر کسی کے گھر بیٹی پیدا ہو جائے تو سارے گھر میں عزت ختم ہو جاتی ہے۔ اکثر لڑائی جھگڑے رہتے ہیں۔ بیٹیوں کی پیدائش پر طلاق دے دی جاتی ہے۔ اگر ہسپتال میں بیٹی پیدا ہوگئی تو عورت کو لاوارث چھوڑ کر گھر آ جاتے ہیں۔ گھر میں ساس، نند، دیوار اور خاوند تک طعنے دیتے ہیں۔ بلکہ ایک دفعہ اخبار میں آیا تھا کہ ایک عورت کے گھر چوتھی دفعہ لڑکی پیدا ہوئی تو خاوند نے عورت کو آگ لگا دی اور بھنگڑا ڈال کر کہہ رہا تھا کہ میں نے آج بچیاں پیدا کرنے والی مشین کو آگ لگا دی ہے بلکہ آج کل تو جدید مشینوں کے ذریعہ پتہ چل جاتا ہے کہ بچہ ہوگا یا بچی اگر بچی ظاہر ہوتی ہے تو اسقاط حمل کرا لیتے ہیں۔

بیٹی کی پیدائش پر افسردہ ہونا کافروں کی صفات میں سے ہے: اللہ کا ارشاد ہے اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرا سیاہ

ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے اسے دی گئی بشارت کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے آیا ذلت کے باوجود اس کو رکھ لے یا اسے مٹی میں ٹھونس دے، آگاہ رہو کہ ان کا فیصلہ بہت برا۔ (النحل:۵۸۔۵۹)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا اور جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوش خبری دی جائے جس کی اس نے رحمان کے لئے مثال بیان کی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غم سے بھرا ہوتا ہے۔ (زخرف:۱۸)

امام احمد کا بیٹیوں کی ولادت پر ردعمل

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے صالح بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے ہاں بیٹی کی ولادت ہوتی، تو فرماتے: انبیاء علیہم السلام بیٹیوں کے باپ تھے۔ نیز فرماتے بے شک بیٹیوں کے متعلق جو کچھ (قرآن وسنت میں) آیا ہے، وہ تجھے معلوم ہی ہے۔ (التفسیر القیم:۳۲) یعقوب بن بختان نے بیان کیا: میرے ہاں سات بیٹیاں پیدا ہوئیں: جب بھی میرے ہاں بیٹی پیدا ہوتی، تو اماما حمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس تشریف لاتے اور مجھ سے فرماتے: اے ابو یوسف! انبیاء علیہم السلام بیٹیوں کے باپ تھے۔ ان کا یہ فرمانا میرے غم کو ختم کر دیتا۔ (تحفۃ المودود فی احکام المولود:۳۲)

بیٹی اور بیٹے دونوں کی ولادت پر مبارک باد دینا

امام ابن قیم لکھتے ہیں آدمی کے لئے جائز نہیں، کہ بیٹے کی (پیدائش پر) مبارک باد دے اور بیٹی کی پیدائش پر مبارک باد نہ دے، بلکہ وہ یا تو دونوں کی پیدائش پر مبارک باد دے یا دونوں پر نہ دے تا کہ وہ طریق جاہلیت سے بچ جائیں، کیونکہ ان کی اکثریت بیٹے کی (پیدائش پر) مبارک باد دیتی تھی اور بیٹی کی ولادت کی بجائے اس کی وفات پر مبارک باد دیتی تھی۔ (تحفۃ المودود فی احکام المولود:۳۴)

بیٹیوں کو ناپسند کرنے کی ممانعت اور بیٹیوں کا کام کرنیوالیاں اور بیش قیمت ہونا

اما م احمد اور امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا بیٹیوں کو ناپسند نہ کرو، کیونکہ یقیناً وہ تو پیار کرنے والیاں اور قیمتی چیز ہیں۔ (مجمع الزوائد)

نیک بیٹیوں کا ثواب اور امید میں بیٹوں سے بہتر ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلاً (سورہ کہف:۵۶) مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت اور باقیات صالحات آپ کے رب کے ہاں ثواب میں اور امید کی رو سے زیادہ اچھی ہیں۔

اس فرمان مبارک میں اللہ نے باقیات صالحات کو ثواب اور امید کے اعتبار سے مال اور بیٹوں سے بہتر قرار دیا ہے۔ باقیات صالحات سے مراد امام عبید بن عمیرؒ کے قول کے مطابق نیک بیٹیاں ہیں۔ علامہ قرطبی نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: نیک بیٹیاں اللہ کے ہاں اپنے احسان کرنے والے باپوں کیلئے ثواب اور اچھی امید کے اعتبار سے بہتر ہیں (تفسیر القرطبی: ۱۰/۴۱۵_۴۱۶)

اولاد کے درمیان عطیات میں مساوات کرو

روز مرہ کا مشاہدہ بھی ہے کہ بیٹیاں بیٹوں کے مقابلہ والدین سے زیادہ محبت کرتی ہیں انکے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ لڑکوں کے مقابلہ میں کہیں

زیادہ ہوتا ہے لڑکیوں کی پیدائش گھروں میں خیر وبرکت رحمت کا ذریعہ ہے اور ان کی پرورش اور تعلیم وتربیت دخول جنت کا ذریعہ اور سبب ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنی اولاد کے درمیان داد ودہش اور عطیات میں برابری کرو اگر میں اولاد میں سے کسی کو ایک دوسرے پر فوقیت دیتا تو لڑکیوں کو لڑکوں پر فوقیت اور برتری دیتا یعنی لڑکیوں کو لڑکوں کے مقابلہ میں زیادہ دینے کا حکم دیتا۔ علماء کرام نے اس حدیث کی بنیاد پر یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ میراث میں تو لڑکوں کو لڑکیوں کا دوگنا دیا جائیگا مگر زندگی میں لڑکی اور لڑکے کے درمیان جو بھی سامان تقسیم کیا جائے برابری کا پورا خیال کیا جائے الغرض لڑکوں کی طرح لڑکیوں کی بھی عزت وتوقیر کی جائے اور ان کو احساس کمتری میں مبتلا نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

پڑوسیوں اور یتیموں سے حسنِ معاشرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات اورعزیزہ طالبات! پڑوسیوں کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آنا بھی ایمان کا جز ہے اور یتیموں کیساتھ نرمی وشفقت اور حسن معاشرت کی تعلیم بھی اسلام کا طرۂ امتیاز ہے پڑوسیوں اور یتیموں کیساتھ حسن سلوک کرنے کی بڑی تاکید آئی ہے اگر تم کوئی پھل لاتے ہوتو اسمیں سے پڑوسی کو بھی دیدو اور اگر اتنی وسعت نہیں ہے تو کم از کم اسکو چھپا کر استعمال کرو کہیں تمہارے بچے پھل باہر لے جاکر نہ کھائیں اور تمہاری پڑوسی کے بچوں کے دلوں میں جلن ہو، اگر تم سالن پکارہے ہوتو شوربہ زیادہ کرلو اور پڑوسی کا خیال رکھو کتنی عمدہ

تعلیم ہے اور کتنا خیال کیا گیا ہے پڑوسیوں کا ایسی تعلیم کسی بھی مذہب میں نہیں ملتی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ کے گھر بکری ذبح ہوئی تو گھر والوں سے پوچھا کیا ہمارے یہودی پڑوسی کو تم نے ہدیہ بھیجا؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے کہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں مجھے جبرئیل امین برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اسکو وارث بھی قرار دیں گے۔

یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو

اسلام ہمیں ہمسائیوں اور یتیموں سے حسن معاشرت کی بہت تاکید کرتا ہے شریعت میں اسے خاصی اہمیت دی گئی ہے کہ انسان اپنے معاشرے میں ہمسائیوں اور یتیموں کا خاص خیال کرے ان سے ہمدردی کرکے اپنے حسن خلق کا اظہار کرے حضرت علی ؓ جو خود اس عمل کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہیں فرماتے ہیں دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور ان کے فاقوں کی نوبت نہ آجائے اور وہ تمہاری آنکھوں کے سامنے برباد نہ ہوجائے۔

اَللّٰهُ فِيْ جِيْرَانِكُمْ ، فَاِنَّهُمْ وَصِيَّةُ نَبِيِّكُمْ مَازَالَ يُوْصِيْ بِهِمْ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهُمْ (نامہ) اور دیکھو ہمسایہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کہ انکے بارے میں تمہارے پیغمبر ﷺ کی وصیت ہے اور آپ برابر ان کے بارے میں نصیحت فرماتے رہتے تھے یہاں تک کہ ہم خیال کیا کہ شاید آپ انہیں وارث بنانے والے ہیں۔ بیشک خداوند کریم سے نزدیک ہونے کا بہتریں وسیلہ خدا اور پیغمبر ﷺ پر ایمان لانا احسان اور نیکی کرنا، صلہ رحم کرنا ہے یہ چیزیں مال کو زیادہ کرتی ہیں اور موت کو ٹال دیتے ہیں۔ (خطبہ۔فیض)

واضح طور پر بتا رہی ہیں کہ یتیموں کا خاص خیال رکھا جائے کیونکہ ممکن ہے کہ اگر ان کے ساتھ حسن سلوک سے کام نہ لیا گیا تو وہ بھٹک سکتے ہیں گمراہ ہوسکتے ہیں اور اسی طرح سے ہمسایہ کے ساتھ نیکی سے پیش آنے کی تلقین کی گئی ہے حتی کہ ان کے ساتھ گھر کے ایک فرد کے مانند سلوک کیا جائے کیونکہ ہمسایہ کے ساتھ ایک زندگی گزارنی ہوتی ہے اور شریعت اسلامیہ اسلام اور نہج البلاغہ چاہتا ہے کہ محبت اور رفعت کے ساتھ انسان ایک دوسرے کے ساتھ رہے آج کے دور میں ان دونوں چیزوں کا فقدان پایا جاتا ہے تبھی تو تباہی اور بربادی عام ہے عصر حاضر کے انسان کو ان دونوں صفات کو اپنا کے زندگی کی شکل کو چیلنج کرنا چاہیے

جس طرح آدمی کو یہ گوارا نہیں ہوتا کہ اس کے گھر کا کوئی فرد بھوکا ہو اسی طرح پڑوسیوں کی بھی فکر ہونی چاہیے عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَا اٰمَنَ بِیْ مَنْ بَاتَ شِبْعَانٌ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِهٖ وَهُوَ یَعْلَمُ (راہ البزاز والطبرانی فی الکبیر) خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا (اور وہ میری جماعت میں نہیں) جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کے رات کو سو جائے کہ اس کے برابر رہنے والا اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اس آدمی کو اس کے بھوکے ہونے کی خبر ہو۔

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا بھی صدقہ ہے

میں نے دو عنوان اختیار کیا تھا ایک پڑوسیوں کے ساتھ حسن معاشرت دوسرے یتیموں کیساتھ حسن معاشرت ۔حدیث شریف میں یتیموں کے ساتھ ہمدردی اور حسن معاشرت کے ساتھ معاملہ کرنے کا بڑی مفصل سے ذکر آیا۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم بچے کو

لے لیا اور اپنے کھانے میں شریک کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور بالضرور جنت میں داخل کرے گا، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر صرف اللہ کیلئے ہاتھ پھیرا تو سر کے جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھرا تو ہر بال کے حساب سے اس کی نیکیاں ثابت ہونگی اور جس نے اپنے پاس رہنے والی کسی یتیم بچی یا بچے کے ساتھ بہتر سلوک کیا تو میں اور وہ آدمی جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب ہوں گے اور آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر بتایا اور دکھایا کہ ان دونوں انگلیوں کی طرح بالکل پاس پاس ہوں گے، اس لئے ہم یتیموں اور پڑوسیوں کے ساتھ شریعت کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق حسن سلوک کا برتاؤ کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

دوزخ میں جانے والے

زیادہ تر ناشکرے ہوں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات ، ماؤں اور بہنو! شکر گزاری بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کے اندر یہ صفت پیدا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کی نعمتوں میں مزید اضافہ کرتے رہتے ہیں اور قلبی سکون واطمنان نصیب فرمائیں ارشاد باری تعالیٰ ہے اگر تم شکر ادا کروگے تو اور زیادہ عطا کرونگا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے آل داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا اے داؤد کی اولاد تم شکر ادا کرو وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرًا

اور میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں اس لئے ہر حال میں شکر کرنا چاہیے بندہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

جنت میں مالداروں اور عورتوں کی تعداد کم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا اس میں اکثر تنگدست ہیں اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں اکثر مال والے اور عورتیں ہیں ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو بلند مرتبہ والے جنتی فقراء مہاجرین اور مومنین کے نابالغ بچے تھے اور جنت میں سب سے کم مالداروں اور عورتوں کی تعداد تھی، اس وقت مجھے بتایا گیا کہ مالداروں کا حساب دروازہ پر ہورہا ہے اور ان کو پاک وصاف کیا جارہا ہے اور عورتوں کو (دنیا میں) سونے اور ریشم نے (خدا سے اور خدا کے دین سے) غافل رکھا (اس لئے یہاں ان کی تعداد کم ہے۔ (ترغیب وترہیب)

مال بڑے وبال کی چیز ہے، اس کو دھیان کرکے حلال کے ذریعہ کمانا اور پھر اس میں سے اللہ کے اور اللہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنا اور گناہوں میں نہ خرچ کرنا بڑا کٹھن کام ہے اس میں اکثر لوگ فیل ہوجاتے ہیں اور مال ہونے پر اپنی خواہش یا اولاد و بیوی کی فرمائش پر یا دنیاوی رسم ورواج سے دب کر گناہ کے کاموں میں روپے کو لگاتے ہیں، زکوۃ صحیح حساب کرکے اکثر مالدار نہیں دیتے ہزاروں شخص جن پر حج فرض ہوچکا تھا بغیر حج ادا کئے مرجاتے ہیں اور مالداروں کے لئے گناہوں کے مواقع بہت ہیں جن میں مال لٹاتے اور لگاتے ہیں دوزخ میں مالدار زیادہ ہوں اور حساب کی وجہ سے اٹکے رہیں اس میں کوئی تعجب کی جگہ نہیں!

دوزخ میں عورتوں کی تعداد بھی بہت بھاری ہوگی ان کے دوزخ میں جانے کا سبب ابھی ابھی حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا میں ریشم اور سونے کے پھیر میں رہ کر خداوند کریم سے غافل رہیں عورتوں میں کپڑے اور زیور کی حرص جو ہوتی ہے اس کو کون نہیں جانتا؟ کپڑے اور زیور کیلئے شوہر کو حرام کمانے رشوت لینے قرض ادھار کرنے پر مجبور کرتی ہیں اور دکھادے کیلئے پہنتی ہیں ایک محفل میں ایک جوڑا پہن کر گئی تھیں تو اب دوسری محفل میں اسی جوڑے کو پہن کر جانے کو عار سمجھتی ہیں زیور پہن کر کہیں گرمی کے بہانے گلا کھول کر دکھاتی ہیں کہیں زیور کے ڈیزائنوں پر بحث چلا کر اپنے زیور کے انوکھا ہونے کی بڑائی ہانکتی ہیں دکھاوا بہت بڑا گناہ ہے، ارشاد فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ جو بھی عورت دکھاوے کیلئے سونے کا زیور پہنے گی عذاب پاوے گی، جو زیور حرام کمائی کا ہے اس کا باعثِ عذاب ہونا ظاہر ہے لیکن جو زیور حلال کمائی سے بنتا ہے اس کی زکوۃ نہ عورتیں ادا کرتی ہیں نہ ان کے شوہر ادا کرتے ہیں جس مال کا زکوۃ نہ دی جائے گی وہ آخرت میں وبال اور عذاب بنے گا۔ (مشکوۃ)

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عورتوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ عورتیں دوزخ میں زیادہ جانے والی کیوں ہوں گی؟ ارشاد فرمایا (اس لئے کہ) تم لعن و پھٹکار بھیجنے کا مشغلہ بہت رکھتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ (مشکوۃ)

شکر گذاری سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے

ناشکری بہت بڑا عیب ہے اور نعمتوں پر شکر گذاری باعث ثواب ہے جو نعمت خداوندی پر شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مزید نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تمہیں مزید عطا کرونگا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب

سب سے زیادہ سخت ہے ناشکری اتنا بڑا گناہ ہے کہ دوزخ میں جانے والی عورتوں میں زیادہ تر ناشکری ہی ہوں گی، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مَنْ لَّمْ يَشْكُرُ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرُ اللّٰهَ جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا انسان شکریہ کا محتاج ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو شکریہ سے بے نیاز ہیں اگر کوئی شخص انسان کا شکر ادا نہیں کرتا تو اللہ کا شکر بھی ادا نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ کوئی بھی ان نعمتوں کا صحیح معنوں میں شکر کر ہی نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کرسکتے ہر لحہ مخلوق اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہورہی ہے تو کونسی نعمت کا شکر ادا کرے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان ایک مرتبہ سانس لیتا ہے تو اس میں اللہ کی دو نعمت ہے ایک تو صحیح سلامت سانس اندر چلی گئی کہیں رکی نہیں دوسرے صحیح سلامت باہر آگئی بہر حال شکر ہر وقت کرتے رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ کو ایسے بندے بہت محبوب ہوتے ہیں جو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے اِعْمَلُوْا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِىَ الشَّكُوْرًا اے آل داؤد شکر ادا کرو میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں خصوصا عورتوں کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جن کی فطرت میں ناشکری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اپنی اولاد کو بات بات پر کوستی رہتی ہیں۔ اللہ ہم سب کو اپنے شکر گذار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

غفلت اور گناہوں کے سباب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَاتُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! غفلت اور گناہوں کے اسباب کے تعلق سے چند باتیں عرض کرنی ہے غفلت بہت بری بلا ہے ہر ایک کام کا کوئی نہ کوئی مقصد ہونا چاہیے جب مقصد ہوگا تو کبھی بھی وہ مغفل نہیں ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی چیز بلا مقصد پیدا نہیں فرمائی ہر ایک چیز کے پیدا کرنے کا مقصد ہے خواہ ہم کو معلوم ہو یا نہ ہو وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا اور ہم نے آسمان وزمین اور اس کے درمیان کی چیزوں کو بیکار میں پیدا نہیں کیا اور انسان تو اشرف المخلوقات ہے اس کے پیدا کئے جانے کا مقصد بھی بہت بڑا ہے کائنات کی ساری چیزیں انسان ہی کیلئے پیدا کی گئی ہے اور انسان کو عبادت کیلئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے ہر وقت مقصد پیش نظر ہونی چاہیے تا کہ غافل نہ ہو

آدمی غفلت میں اس لئے مبتلا ہوتا ہے کہ اس کے پیش نظر کوئی ہدف نہیں ہوتا، وہ صرف دنیوی لذت کوشی کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے اور یہ اس لئے کہ اسے اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی، اسے خیر وشر میں تمیز نہیں ہو پاتی، وہ نفع نقصان کو نہیں سمجھتا اور اپنے آپ کو حساب وکتاب سے بے نیاز تصور کرتا ہے۔قرآن اسی کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ (الروم:۷) وہ تو (صرف) دینوی زندگی کے ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں اور آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں۔

اگر آخرت کی فکر ہو، مرنے کے بعد پیش آنیوالے احوال سامنے ہوں تو کبھی بھی غفلت میں زندگی نہیں گذار سکتا دنیا کی چند روزہ زندگی جو ملی ہے اس کو غنیمت سمجھ کر آخرت کی ہر وقت تیاری کرے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اپنی زندگی کو غنیمت سمجھو اپنی موت سے پہلے۔

غفلت کا انجام

آج طرح طرح کے کھیل رائج ہیں اور مقصد سے غافل ہو کر ہم اس میں بغیر سوچے سمجھے منہمک ہو گئے ہیں، ارشاد باری ہے لوگوں کے لئے ان کے حساب کا وقت آپہنچا ہے اور وہ ہیں کہ غفلت کی حالت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں! جب کبھی ان کے پروردگار کی طرف سے نصیحت کی کوئی نئی بات ان کے پاس آتی ہے تو وہ اسے مذاق بنا کر اس حالت میں سنتے ہیں کہ ان کے دل فضولیات میں منہمک ہوتے ہیں۔ (الانبیاء) اس آیت کریمہ میں غفلت کا ایک سبب ''لہو ولعب'' میں مبتلا ہونا بتلایا گیا ہے، کہ آدمی بیکار کاموں میں مشغول ہوتا ہے تو طبیعت میں غفلت اور اللہ، رسول کی فرماں برداری سے اعراض اس کا شیوہ بن جاتا ہے۔اس کا دل خیر کی طرف

مائل نہیں ہوتا، کتنی ہی اچھی بات کیوں نہ بتلائی جائے اور کتنی توجہ سے کیوں نہ سن لے مگر عمل پر آمادگی سے اس کو گویا نفرت ہو جاتی ہے۔

بروں کی صحبت بھی آدمی کو اللہ سے غافل کرتی ہے، قیامت کے دن بہت سے لوگ بری صحبت کی وجہ سے جہنم رسید کئے جائیں گے، جیسا کہ فرمایا گیا ''اور جس دن ظالم انسان (حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کھائے گے اور کہے گا، کاش میں نے پیغمبر کی ہمراہی اختیار کرلی ہوتی! ہائے میری بربادی! کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا! میرے پاس نصیحت آچکی تھی، مگر اس (دوست) نے مجھے بھٹکا دیا۔ (الفرقان:۲۷تا۲۹)

قرآن نے تو باقاعدہ صیغۂ نہی کا استعمال کرکے گویا اسے حرام قرار دیا ہے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (الکہف:۲۸) اور تو ایسے لوگوں کی اطاعت اور صحبت نہ اختیار کر کہ جس کے دل کو ہم نے ہمارے ذکر سے غافل کر دیا ہے۔

متقی اور منافق کی پہچان

نیک لوگوں کی صحبت اختیار کریں، غافلوں کی صحبت سے کلی اجتناب کریں۔

اللہ تعالیٰ حکم فرماتے ہیں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچے لوگوں کیساتھ رہو جس آدمی کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا گویا نیک لوگوں کی یہ پہچان بنائی گئی ہے وہ ہمیشہ سچ ہی بولتے ہیں جھوٹ سے ہمیشہ دور اور کنارہ ہوتے ہیں اور جو آدمی جھوٹ بولتا ہو وہ کبھی بھی متقی اور پرہیزگار نہیں ہوسکتا ہے اسی لئے محدثین کے نزدیک جھوٹ سے بڑھکر کوئی جرح اور عیب نہیں اس لئے کہ جو آدمی جھوٹ بول سکتا ہے وہ سب کچھ کرسکتا ہے جب جھوٹ اس کے لئے کوئی عیب نہیں تو ساری

برائیاں کر لینے کے بعد کہدے گا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اسی لئے حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتا خیانت نہیں کرتا دھوکہ نہیں دیتا یعنی حقیقی مسلمان وہی ہے جس کے اندر یہ صفتیں نہ پائی جائیں اور اس کے بالمقابل منافق کی تین نشانیاں بیان کی گئی ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کے پاس امانتیں رکھی جائیں تو خیانت کرے، اسلام نے اچھوں کی بھی پہچان بتلادی اور بروں کی بھی پہچان اور نشانی بتلادی پھر اختیار دیدیا جس کو چاہو پسند کرلو البتہ اس کا انجام بھی بتلادیا نیک لوگوں کی صحبت اختیار کروگے انکے ساتھ اٹھک بیٹھک رکھوگے تو جنت تمہارا ٹھکانا ہوگا اور اگر بروں کی صحبت اختیار کروگے تو اسکا انجام بھی برا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھوں کی صحبت نصیب فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اسلام نے
عورت کے لئے علم لازم کیا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

میری مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! آج میری تقریر کا موضوع ہے ’’اسلام نے عورت کیلئے علم لازم کیا ہے‘‘، جس طرح مرد کیلئے علم کا حاصل کرنا ضروری ہے اسی طرح عورت کیلئے بھی علم کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، خواہ مرد ہوں یا

عورت بوڑھے ہوں یا جوان نہ تو عمر کی قید ہے نہ ہی جنس کی ایک اور حدیث میں آتا ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحَدِ علم حاصل کرو گہوارے سے قبر تک جو بچپن میں علم حاصل نہیں کر سکے وہ بڑے ہونے کے بعد علم حاصل کریں۔

روایتی حجاب اور شرعی حجاب

اسلام نے عورت کے لئے علم کو لازم کیا ہے اور اس کی تحصیل کو فرض قرار دیا ہے۔ دوسری طرف اس نے عورت کو ملکیت، آزادی کا حق اور زیر ملکیت چیزوں میں تصرف کی آزادی دی ہے۔ وہ عورت جو اپنی زندگی میں اپنے محارم کے علاوہ کسی کو نہیں پہچانتی اور اپنے گھر سے کبھی نہیں نکلتی وہ یقیناً جاہل رہے گی۔ اسے وہ چیزیں نہیں معلوم ہوسکتیں جن سے عمومی واقفیت اسے رکھنی چاہیے اور خاص طور سے وہ ایسی چیزیں بھی نہیں جان سکتی جن سے واقفیت اپنے املاک کی حفاظت اور اپنے حقوق کے دفاع کے لیے ضروری ہیں۔ روایتی حجاب کی وجہ سے وہ جاہل رہے گی اور اس طرح ملکیت کے حق اور زیر ملکیت چیزوں میں تصرف کی آزادی سے محروم رہے گی۔ (بحوالہ علامہ عبدالقادر مغربی، کلمتان فی السفور والحجاب من ا۔۱۱ بحوالہ ڈاکٹر سطوتِ ریحانہ ص ۱۲۵) اسی مقالے میں آگے فرماتے ہیں اسلام نے اپنے تمام احکام میں عورت کے سلسلے میں خاص ادب ملحوظ رکھا ہے۔ جس کا تعلق اجنبی مرد کے ساتھ اس کے رویہ سے ہے۔ اس ادب نے ترقی پا کر حجاب کی شکل اختیار کر لی۔ اس کا مقصد عورت کی عزت کی حفاظت اور آبرو کا احترام ہے تاکہ شر دفع ہوسکے، لیکن اس حجاب کی حد، کیفیت اور شکل کیا ہے؟ اسلام نے اس کی کوئی مخصوص صورت اور کیفیت متعین نہیں کی بلکہ چند ایسے طریقوں کی طرف اشارہ کیا ہے جو مقصود کے حصول میں معاون ہوں گے۔ ان طریقوں کو تین نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱۔عورت کو چاہیے کہ غیر مرد کے سامنے بناؤ سنگار نہ کرے۔

۲۔اسے چاہیے کہ وہ کسی غیر مرد کیساتھ تنہائی میں نہ رہے۔

۳۔اسے چاہیے کہ بغیر کسی محرم کے سفر نہ کرے۔

آج مسلم ممالک میں جو روایتی حجاب معروف ہے وہ اسلام کا مشروع کیا ہوا نہیں ہے بلکہ وہ دلوں میں دینی شعور کے کمزور ہوجانے کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے۔(بحوالہ نفسِ مصدر ص ۱۴)

شیخ عبداللہ کا شمار حجاب کے سلسلے میں اسی دوسرے طبقے میں ہوتا ہے جنہوں نے روایتی پردہ کے بجائے شرعی پردہ پر زور دیا ہے اور مسلم خواتین سے درخواست کی ہے کہ وہ اس پردہ کو اپنے لیے لازمی قرار دیں جو امہات المومنین، صحابیات اور تابعیات کا پردہ تھا اور جس کا حکم قرآن وسنت سے ثابت ہوتا ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

’’ترجمہ: اے نبی، مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کریں۔ یہ ان کیلئے زیادہ پاکیزگی کا طریقہ ہے۔ یقیناً اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے جو خود ظاہر ہوجائے اور وہ اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مار لیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، خسر، بیٹے، سوتیلے بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے اپنی عورتیں، اپنے غلام وہ مرد خدمت گار جو عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے یا وہ لڑکے جو ابھی عورتوں کی پردہ کی باتوں سے آگاہ نہیں ہوئے ہیں (نیز ان کو حکم دو کہ) وہ چلتے وقت اپنے ماؤں زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں کہ جو زینت انھوں نے چھپا رکھی ہے اس کا اظہار ہو‘‘۔(القرآن الحکیم سورۃ النور ۴)

دوسری جگہ قرآن کا فرمان ہے

ترجمہ: اے نبی کی بی بیو! تم کچھ عام عورتوں کی طرح تو ہو نہیں۔اگر تمہیں پرہیزگاری منظر ہے تو دبی زبان سے بات نہ کرو کہ جس شخص کے دل میں کوئی خرابی ہو وہ تم سے کچھ توقعات وابستہ کر بیٹھے۔ بات سیدھی سادی طرح کرو اور اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کے سے بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو۔

(نفسِ مصدر سورۃ الاحزاب ۴)

عورت کیلئے بھی مردوں کی طرح حقوق ہیں اور ذمہ داریاں بھی دی گئی ہیں وہ پردے میں رہ کر اپنے حقوق کی بازیابی کیلئے کوشش کرے اور اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر نبھائے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے اور عورتوں کیلئے بھی مردوں کیطرح حقوق ہیں جس طرح مردوں کے حقوق طور پر ہیں اور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں سن لو تم میں سے ہر شخص نگراں اور محافظ ہے اور ہر شخص سے اسکی نگرانی کی بابت سوال ہوگا اس لئے عورتوں کے اوپر بھی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر کسی کا مہر نہ تھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِھِنَّ نِحْلَۃً فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ نَفْسًا فَکُلُوْہُ ھَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

نبی کریم ﷺ کی مقدس وبابرکت ذات صحابہ وصحابیات کی ایسی تربیت فرمائی تھی کہ جس کی نظیراور مثال ملنی مشکل ہے ان کی زندگی کا مقصد اشاعت اسلام اوران کی پسندیدہ شئی تبلیغ دین تھی ان کے عمل کو دیکھ کر لوگ حلقہ بگوش اسلام ہوتے تھے یہی وہ مقدس ہستیاں تھیں جن پر بجا طور پر اسلام کو فخر حاصل ہے جن کے کارنامے تاریخ کے صفحات میں سنہرے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں زبان ونبوت نے جن کے ہدایت یافتہ ہونے کی شہادت دی اور آنے والی نسلوں کو ان کی اتباع پیروی کا حکم دیا

میرے صحابہ رات کی اندھیریوں میں چمکدار ستاروں کے مانند ہیں جن کی اقتدا کر لوگے کامیاب ہوجاؤگے آج کی اس مجلس میں ایک عظیم خاتون ام سلیم رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرنا ہے جو خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔

سوگواری کے دن پورے ہوگئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا گھر سے باہر نکلی، انکے شوہر کا انتقال ہوچکا تھا، جو کچھ قرض چھوڑ کر انتقال کیا تھا اور لوگوں پر انکا بھی کچھ قرض تھا۔ پہلے وہ ان لوگوں کے پاس گئی جن کی طرف ان کے شوہر کا قرض تھا اور جب اسے وصول کرلیا تو پھر ان کے پاس پہنچی جن کا قرض ادا کرنا تھا۔ انہی لوگوں میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بارہا دیکھا تھا، مگر جب اس بار ان کی نظر ام سلیم رضی اللہ عنہا پر پڑی تو انہوں نے دل ہی دل میں بات طے کرلی۔ وہ بڑی باوقار اور خوش حال عورت تھی۔ چہرے مہرے شگفتہ اور بول چال میں برجستہ۔

ایک سہ پہر جبکہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنی پڑوسیوں کیساتھ بیٹھی مویشیوں کیلئے چارہ تیار کررہی تھی اور وہ سب بڑی بے تکلفی سے گفتگو کررہی تھیں، اس کی ایک رشتے دار عورت نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور ان کی بڑی تعریف کی کہ وہ خوش شکل، خوش کلام اور باہمت آدمی ہیں، ان کا حسب نسب جانا پہچانا ہے اور اپنے قبیلہ میں عزت اور مرتبے کے مالک ہیں۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو پہلے ہی اندازہ ہوگیا تھا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف مائل ہیں اور وہ اس معاملے میں بڑے تذبذب میں مبتلا تھی۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ایسے آدمی تھے جن کے پیغام کو رد نہیں کیا جاسکتا تھا۔ وہ ہر لحاظ سے موزوں شوہر ہوسکتے تھے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نکاح کا ارادہ کرلیتی تو بجز ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے اور کسی کیلئے اقرار نہیں کرسکتی تھی، مگر ایک بڑی بھاری بات ان کے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان حائل تھی۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے تنہائی میں اس معاملہ پر بہت غور کیا، مگر وہ کسی فیصلہ پر نہیں پہنچ سکی۔ اس درمیان میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی فرستادہ کتنی ہی عورتوں نے انہیں آمادہ کرنا چاہا

کہ اگر نکاح کا پیغام آئے، تو وہ اسے قبول کرلیں، ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی دل سے یہی چاہتی تھیں کہ وہ اقرار کرلے مگر اس کے ذہن میں ایک طوفان برپا تھا اور وہ ایسی کشمکش میں مبتلا تھیں کہ نہ اقرار کرسکتی تھیں نہ انکار ان کی خاموشی کو ان عورتوں نے رضامندی پر محمول کیا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے جاکر کہا کہ آپ کی بات ہم نے ان کے گوش گزار کردی ہیں انہوں نے انکار کیا ہے نہ اقرار اگر آپ خود مل کر صاف صاف بات کرینگے تو وہ انکار نہ کرسکیں گی۔

ایک دن جب ام سلیم کو معلوم ہوا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان سے مل کر خود پیغام دینا چاہتے ہیں تو وہ سخت پریشان ہوگئیں، وہ اس پیغام کو رد نہیں کرنا چاہتی تھیں، مگر وہ کس طرح اس کو قبول کرتیں جبکہ ابوطلحہ! نہیں نہیں میں ایسا نہیں کرسکتی وہ بت پرست اور کافر ہیں، انہونے جب اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے پیغام کو قبول نہیں کیا تو میں کس طرح ان کے پیغام کو قبول کرسکتی ہوں، وہ ایک بدعقیدہ انسان ہیں اور ہمارا مخالف، میں مسلمانوں کے دشمن کو کس طرح اپنا بناسکتی ہوں۔ میں اسے صاف صاف جواب دے دوں گی کہ وہ اس خیال کو ذہن سے نکال دیں۔ ایک مسلمان عورت ایک کافر مرد سے شادی نہیں کرسکتی۔ اس ارادہ کے بعد ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ذہنی کشمکش ختم ہوگئی اور اب وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا سامنا کرنے کیلئے بالکل تیار ہوگئیں، بلکہ وہ چاہتی تھیں کہ جتنی جلدی ہوسکے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئیں اور انہیں نکاح کا پیغام دیں اور وہ اس پیغام کو رد کرکے اس معاملے کو ہمیشہ کیلئے ختم کردیں۔ ان کو ڈر تھا کہ کہیں دل کے تقاضے ان کے عزم ویقین کو کمزور نہ کردیں۔ بہرحال ان کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا کی بکری کا بچہ لنگڑا لنگڑا کر چل رہا تھا۔ انہوں نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا۔ اس کے کھر کے درمیان ایک بڑا سا کنکر پھنس گیا تھا اور وہ زمین پر ٹھیک سے پاؤں نہیں ٹکا سکتا تھا ام سلیم نے اس کے کھر کو اٹھا کر اپنے گھٹنے پر رکھ لیا اور اس کنکر کو

نکالنے لگیں۔ وہ سر جھکائے اس قدر مشغول تھیں کہ انہیں احساس ہی نہیں ہوا کہ کوئی شخص اس کے قریب آکر کھڑا ہوگیا ہے۔ جب وہ گھوم کر ان کے سامنے پہنچا اور ان کا سایہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے چہرے پر پڑا تو وہ ڈر گئیں اور چونک کر نظریں اٹھائیں تو دیکھا کہ وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ ایک ایسے شخص تھے جو دیکھنے والوں کی نظروں میں سما جائیں اور سننے والے اس کی باتوں سے متاثر ہوجائیں۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بکری کے بچے کو اپنے قریب کھینچ لیا اور ابھی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ان سے کچھ کہنے کی کوشش کرہی رہے تھے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا بکری کے بچہ کے کانوں کو اینٹھتے ہوئے بول پڑی۔ ''مجھے معلوم ہے کہ آپ کس لئے آئے ہیں، مگر میں نہیں چاہتی کہ آپ کوئی درخواست کریں اور آپ کو میرے جواب سے مایوس ہونا پڑے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حیرت سے ان کو دیکھنے لگے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ وہ ان کے پیغام کو رد نہیں کرینگی اور شرفائے مکہ کے ہر گھرانہ سے انہیں اس طرح کی توقع تھی اور ان کا یوں سوچنا کچھ غلط بھی نہیں تھا۔

''ابوطلحہ رضی اللہ عنہ'' انہوں نے بات جاری رکھی مگر ان کا لہجہ پہلے کی نسبت نرم تھا۔ آپ جیسے آدمی کا پیغام رد نہیں کیا جاسکتا، مگر مشکل یہ ہے کہ آپ کافر ہیں اور میں مسلمان۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حیرت سے کہا۔ بہت زیادہ۔ وہ تقریباً چیخ پڑی۔ میرے لئے آپ سے نکاح کسی طرح درست نہیں۔ بس ایک صورت ہے کہ آپ اسلام لے آئیں...... ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسے سوال طلب نگاہوں سے دیکھا۔ ''اسلام؟؟؟'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑی سوچ میں پڑ گئے۔ ''ہاں اگر آپ اسلام لے آئیں تو میرا مہر اسلام ہی ہوگا۔ یہ کہہ کر ام سلیم رضی اللہ عنہا ایک جھٹکے کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئیں اور بکری کا بچہ نیچے گر پڑا، مگر وہ چلنے سے اب بھی معذور تھا کیونکہ اس

کے کھر میں کنکر اسی طرح پھنسا ہوا تھا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جھک کر اس کی ٹانگ پکڑ لی اور وہ کنکر چٹکی سے کھینچ کر نکال لیا۔ یہ رہا، انہوں نے کنکر اٹھا کر ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دکھانا چاہا، مگر وہ وہاں سے جا چکی تھیں۔

رات دن ایک دوسرے کے تعاقب میں کتنی گردش لگا چکے اور پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا دل بھی اسلام کے لئے کھل گیا اور جب وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے دوبارہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام دیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی ملنے والیوں سے کہا مجھے امید تھی کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرلیں گے اور مجھے انتظار تھا کہ انکا پیغام آئے گا۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیغام کو بخوشی قبول کرلیا، جب مہر کے عہد و پیمان کی بات آئی تو ابوطلحہ نے کپڑوں اور زیور کے علاوہ بکریوں کا ایک بڑا ریوڑ بھی مہر میں دینے کا ارداہ ظاہر کیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے خویش واقارب اس پیش کش سے بہت خوش تھے، مگر وہ حیران رہ گئے جب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سختی سے انکار کردیا۔ مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ میرا مہر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا اسلام ہے بس: عرب کے نکاح میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا اور انوکھا مہر تھا۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: میں نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر کسی عورت کا مہر نہیں سنا۔ تاریخ کے اندر ایسی کوئی نظیر نہیں مل سکتی کہ کسی عورت نے اس نوعیت کا اہم کارنامہ پیش کیا ہو آج کل کے مرد و خواتین کیلئے ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مثال کردار نمونۂ عمل ہے اسکی اتباع کرنی چاہیے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے اہم کارناموں میں سے یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے لخت جگر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردیا اور دس سال تک خدمت نبوی کا شرف حاصل کیا جو کسی اور صحابی کو نہ مل سکا۔ اللہ تعالیٰ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی سیرتوں پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

قبر بھی میت سے بات کرتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلاً وَّیَبْکُوْا کَثِیْرًا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ اور میری مشفق و مہربان معلمات ، میں نے قرآن کریم کی جو آیت پڑھی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں منافقوں کے بارے میں سو وہ ہنس کھیل لیں تھوڑے دنوں اور بہت دنوں روتے رہیں گے ان کاموں کے بدلے جو کچھ کیا کرتے تھے سورہ توبہ کی یہ آیت ہے غزوۂ تبوک کے موقع پڑ منافقوں نے لوگوں کے بہکانے کیلئے کہا کہ سخت گرمی ہے اسلئے جہاد کرنے کیلئے مت نکلو، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے نبی آپ فرما دیجئے کہ جہنم کی گرمی اور بھی زیادہ سخت ہے کاش لوگ سمجھتے اس لئے لوگوں کو چاہیے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ بدلہ دیا جائیگا ان کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے، جو بھی دنیا میں آگیا اس کو یہاں سے لوٹ کر جانا ہی ہے اور یہ

دنیا کی زندگی تو عارضی ہے جو آخرت کی نہ ختم ہونے والی دائمی زندگی کو سنوارنے کیلئے اور اسکی تیاری کیلئے بنائی گئی دنیوی زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑا ہی قیمتی ہے جب تک انسان زندہ ہے بس اسی وقت تک اسکے جسم کی قیمت ہے اور جو چاہے کرسکتا ہے مگر جیسے روح جسم سے پرواز کرگئی انسان بے بس ہوگیا ہر ہر چیز میں لوگوں کا محتاج ہوگیا اگر دنیا میں رہ کر نیک اعمال کیا ہے اسلام کا ایک ایک حکم اپنے زندگی میں اتارنے کی کوشش اور اللہ رسول کی مرضی کے مطابق زندگی گذارا ہے تو مرنے کے بعد یقیناً اس کو آرام نصیب ہوگا اور دنیا کی ساری کلفتیں اور تکلیفیں بھول جائیگا۔

قبر کا معاملہ مومن وکافر کے ساتھ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا ﷺ باہر تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کے دانت باہر نکلے ہوئے ہیں ان کا یہ حال دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار بلاشبہ اگر تم لذتوں کی کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرتے تو تم کو میں اس حال میں نہ دیکھتا، لہٰذا تم لذتوں کو کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس دن وہ یہ نہ کہتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں اور میں تنہائی کا گھر ہوں اور میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں۔

پھر فرمایا کہ جب مومن بندہ دفن کردیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے کہ مرحبا تو اپنے ہی گھر آیا، سمجھ لے بلاشبہ تو مجھے ان سب سے زیادہ محبوب تھا جو مجھ پر چلتے ہیں، سو جب تو آج میرے سپرد کردیا گیا ہے اور میرے پاس آگیا ہے تو اب میرا سلوک دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا اچھا سلوک کرتی ہوں۔ اس کے بعد جہاں تک نظر پہنچتی ہے، وہاں تک قبر کشادہ ہوجاتی ہے اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولدیا جاتا ہے اور جب فاجر یا کافر بندہ دفن کردیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی

ہے کہ تیرا آنا برا آنا ہے اور تو بری جگہ آیا سمجھ لے کہ مجھ پر چلنے والوں میں تو مجھے سب سے زیادہ مبغوض دشمن تھا سو اب جب تو میرے سپرد کردیا گیا ہے اور آج میرے بس میں آگیا ہے، اب تو دیکھے گا کہ تجھ سے کیا معاملہ کرتی ہوں اس کے بعد وہ اسے اس طرح بھینچتی ہے کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں پسلیوں میں اور بائیں پسلیاں دائیں پسلیوں میں گھس جاتی ہیں، اس کو حضور اقدس ﷺ نے اس طرح ظاہر فرمایا کہ اپنے مبارک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں۔ (مشکوۃ)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب میت کو قبر میں رکھدیا جاتا ہے تو دفن کرنے کے بعد جب لوگ واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، سو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو نماز اسکے سرہانے آجاتی ہے اور روزے اس کے داہنے طرف آجاتے ہیں اور زکوۃ اسکے باہیں طرف آجاتی ہے، اور نفل کام جو کئے تھے مثلاً صدقہ، اور نفل نماز اور لوگوں کے ساتھ جو خیر اور نیکی بھلائی کی تھی وہ اس کے پیروں کی طرف آجاتی ہے اگر اسکے سرہانے کی جانب سے عذاب آتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی، پھر اسکی داہنی طرف سے عذاب آتا ہے تو زکوۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی، پھر پیروں کی طرف سے عذاب آتا ہے تو امور خیر صدقہ اور احسان کے کام جو لوگوں کے ساتھ کئے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہماری جانب سے جگہ نہ ملے گی۔ (الترغیب)

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے فرائض کے ساتھ سنن ونوافل کا بھی بکثرت اہتمام کیا اور دنیا میں رہ کر زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کئے ایسے لوگوں کو مرنے کے بعد کوئی پچھتاوا نہ ہوگا بلکہ ہر وقت اپنے رب سے ملاقات کی تمنا کرتے ہیں اور مرنے کے بعد آخرت کی نعمتوں سے بہرور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قیامت کے دن طلباء کی شان نرالی ہوگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرْجِعَ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ .

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں واضح الفاظ میں بیان فرمادیا کہ پڑھے اوران پڑھ برابرنہیں ہوسکتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے طلبہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جو بندہ علم کی تحصیل میں اپنے وطن یا گھر سے نکلا تو وہ اس وقت تک اللہ کے راستہ میں رہے گا جب تک کہ لوٹ کر واپس نہ آجائے۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے اور آسمان وزمین میں رہنے والی ساری مخلوقات یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور پانی میں رہنے والی مچھلیاں بھی اس بندے کیلئے دعائے خیر کرتی ہیں۔ جو لوگوں کو بھلائی اور دین کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ بات ہمیں یادرکھنی چاہیے کہ یہ ساری فضیلتیں جوعلم حاصل کرنیکی قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں یہ صرف دینی علوم حاصل کرنیوالوں کیلئے ہیں نہ کہ عصری علوم ، بلکہ یہ علوم تو اخلاق وتہذیب کوتباہ و برباد کرتے ہیں، سینکڑوں برائیوں کوجنم دینے میں حیاو پاکدامنی کوتارتار کرتے ہیں، اس لئے عصری علوم حاصل کرنے والوں کیلئے یہ فضائل چسپاں کرنا گویا احادیث میں تحریف کرنا ہے یہ سب فضائل صرف علوم دینیہ کے حاصل کرنیوالوں کیلئے ہیں، اوردینی علوم کے حاصل کرنے کوفرض قرار دیا گیا۔

حضور ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جومسلمان (مردوعورت) اس راستہ پر چلے جس کے ذریعہ وہ علم کا طالب ومتلاشی ہوتو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص پر جنت جانے والے راستہ کو آسان فرمادیں گے اور (جان لوکہ) وہ جماعت جو اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر (مسجد ومدرسہ) میں جب بھی آکر اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کی تلاوت کریں گے اور اس کو (سمجھنے کے لئے) پڑھتے اور پڑھاتے رہیں تو ایسی جماعت پر سکینت نازل ہوتی ہے ان پر رحمتِ سایہ فگن ہوتی ہے، ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور ان کا ذکر اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں کے دریمان کرتے ہیں۔ (مسلم) نیز طالب علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی حفاظت وصیانت اور فرشتوں کی جانب سے عزت واکرام کے لائق ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ جوشخص (دین کا تھوڑا یا بہت کم) علم حاصل کرنے کے لئے

کوئی (طویل یا مختصر) راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت کے رستوں میں سے ایک راستہ پر چلائیں گے اور اس شخص کی رضا جوئی (اسکی تعظیم وتکریم) کے لئے فرشتے اپنے پر پھیلاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ طالب علم کو فرشتے اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور پھر اس کثرت سے اوپر تلے جمع ہوتے رہتے ہیں کہ آسمان تک پہونچ جاتے ہیں اور وہ اس علم کی محبت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ جس کو یہ طالب علم حاصل کر رہے ہیں۔ (طبرانی ومجمع الزوائد) اسی طرح طالب علم (علوم نبوت کی طلب وحصول کی وجہ سے بڑے اجر وثواب کے مستحق ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں (گھر) سے نکلے اور پھر علم حاصل کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر وثواب دیں گے اور اگر کوئی شخص علم کی طالب میں لگا، لیکن وہ علم نہ حاصل کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک اجر دیں گے۔ (دارمی وطبرانی)

ایک حدیث میں ہے کہ طالب علم مجاہد کے درجہ میں ہے اور مجاہد ہی کے برابر اجر وثواب پانے والا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم دین کی طالب وتحصیل میں (گھر سے باہر) نکلا تو وہ گھر واپس آنے تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں (مجاہد کی طرح اجر وثواب پانے والا) ہے۔ (ترمذی) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص میری اس مسجد میں صرف کوئی خیر کی بات سیکھنے یا سکھانے کیلئے آئے تو وہ (ثواب حاصل کرنے میں) اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے درجہ میں ہے۔ (ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے کہ طالب علم کو حج مبرور کرنے والے حاجی کے برابر ثواب ملے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خیر کی بات سیکھنے یا سکھانے کیلئے ہی مسجد جائے تو اسکا ثواب اس حاجی کے ثواب کی طرح ہے جس کا حج کامل ہو۔ (طبرانی، مجمع الزوائد) نیز طالب علم کے پچھلے گناہ حصول علم کی برکت سے معاف ہوجاتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس نے دین کا علم حاصل کیا تو حصول علم اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ (ترمذی ودارمی) نیز دوران طالب علمی موت آخرت میں طالب علم کی عزت واکرام اور جنت میں بلند مرتبہ ومقام کا ذریعہ ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جس کی موت ایسی حالت میں ہو کہ اس نیک مقصد سے دین کا علم حاصل کر رہا تھا کہ وہ اس علم کے ذریعہ اسلام کو پھیلائے گا تو وہ جنت میں اس کے اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے درمیان صرف ایک درجہ (درجہ نبوت) کا فرق رہے گا۔ (دارمی) اسی طرح طالب علم کو موت کے بعد بھی علم دین سیکھنے کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ وہ (سات) نیک اعمال جن کا ثواب مومن کو اس کی موت کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے ان اعمال میں سے (ایک عمل خیر) وہ علم ہے جس کو اس مومن نے سیکھا اور اسکو پھیلایا ہے۔ (ابن ماجہ وبیہقی) نیز قیامت کے دن طالب علم کی عجیب نرالی شان ہوگی۔

ایک حدیث میں کہ (اللہ تعالیٰ اور میرے بعد) لوگوں میں سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے دین کا علم حاصل کیا اور پھر اس کو لوگوں میں عام کیا، تو قیامت کے دن ایسا شخص ایک امیر وسردار کی حیثیت سے آئے گا، آپ ﷺ نے (مزید) فرمایا کہ وہ ایک گروہ کی شان وشوکت کی حیثیت سے آئے گا۔ (بیہقی)

علم مرنے کے بعد بھی فائدہ پہونچاتا ہے

رسول اللہ ﷺ سے بنی اسرائیل کے دو ایسے شخصوں کے بارے میں سوال کیا گیا جن میں سے ایک کا معمول یہ تھا کہ وہ فرض نماز پڑھتا پھر بیٹھ کے لوگوں کو نیکی کی باتیں بتلاتا اور دین کی تعلیم دیتا اور دوسرے صاحب کا حال یہ تھا کہ وہ دن کو

برابر روزے رکھتے اور رات کو برابر نوافل پڑھتے ان دونوں میں سے کون افضل اور اعلیٰ ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ عالم جو فرض نماز ادا کرتا ہے پھر لوگوں کو دین اور نیکی کی باتیں سکھانے کیلئے بیٹھ جاتا ہے اس کو دن بھر روزہ رکھنے والے اور رات بھر نوافل پڑھنے والے عابد کے مقابلہ میں اس طرح کی فضیلت حاصل ہے جس طرح کہ تم میں سے کسی ادنیٰ آدمی پر مجھے فضیلت حاصل ہے سبحان اللہ کتنا بڑا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے علم سیکھنے اور سکھانے والوں کیلئے رکھا ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے۔

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اَوْ مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٌ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَّدْعُوْا لَهٗ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلَامُ.

جب انسان مرجاتا ہے تو اسکا عمل اس سے منقطع ہوجاتا ہے البتہ اگر اس تین کاموں میں سے کوئی کام کرلیا ہے تو مرنے کے بعد بھی اس کو ثواب ملتا رہے گا۔ایک صدقہ جاریہ ہے۔دوسرے ایسا علم جس سے لوگ نفع اٹھائیں خواہ کتابیں تصنیف کرکے چلا جائے یا اپنے شاگردوں کو تیار کردے تو جب اس کی کتابوں سے لوگ فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا انبار لگتا رہے گا تیسری چیز ولد صالح ہے جو والدین کے لئے دعائیں کرے ان کے لئے ایصال ثواب کرے اور جب اولاد کو علوم دینیہ سکھائیں گے تو یہ صدقہ جاریہ ہوگا کیونکہ وہ دوسروں کو تعلیم دے گا اور والدین کے لئے دعائیں بھی کرے گا اس لئے اپنی اولاد کو دینی علوم تو ضرور سکھائیں کیونکہ مرنے کے بعد کام آنے والی چیز بھی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

خواتین اعلیٰ تعلیم حاصل کریں مگر حجاب کے ساتھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا اور اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرنا اسلامی نقطۂ نظر سے شجرۂ ممنوعہ نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ اسلامی اصول وضوابط کا پاس ولحاظ کیا جائے دور نبوت میں بہت سی ایسی صحابیات تھیں جو ڈاکٹر تھیں شاعرہ اور ادیبہ تھیں اور اس زمانہ کے فن اور ہنر سے اچھی طرح واقف تھیں یہ سب ہمارے لئے بہتر نمونہ ہے کہ ہم شرعی حجاب اور پردے کے ساتھ وہ فن اور ہنر حاصل کریں۔

حجاب اور تعلیم کے موضوع پر ڈاکٹر احسان اللہ فہد ماہنامہ الفیصل کے شمارہ جنوری ۲۰۱۲ء میں لکھتے ہیں کہ ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء کے المناک سانحہ کے بعد مغرب میں اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا رجحان تعلیم یافتہ خواتین میں خاص طور سے کافی بڑھا ہے۔ اس تابناک تصویر کا روشن پہلو یہ ہے کہ مروجہ اور روایتی اسلام کی جگہ قرآن وسنت کا اسلام ہی معرض بحث ہے۔ آج کی ترقی یافتہ دنیا خصوصا مغربی افراد وخواتین ائمہ فقیہہ، مفسرین کرام اور علمائے عظام کی تفسیرات وتشریحات سے متاثر ہونے کے بجائے قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے نصوص سے براہِ راست مستفید ہو رہی ہے۔ برطانوی خاتون صحافی وِنّے ریڈلی نے افغان طالبان سے رہائی حاصل کرنے کے بعد ۲۰۰۳ء میں اسلام قبول کیا۔ ۲۱ر نومبر ۲۰۰۶ء میں ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ ریاض کے اجلاس قاہرہ میں اپنی پر جوش تقریر میں کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ فقہی اسلام کیا ہے۔ میں تو اس اسلام سے متاثر ہوں جو قرآن کریم میں ہے اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں ہے۔ انہیں اعتراض تھا کہ جامعہ ازہر کے مفتی شیخ محمد طنطاوی نے اس بنا پر انہیں انتہا پسند قرار دیا کہ انہوں نے شیخ سے مصافحہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ قرآن اور سنت سے براہِ راست استفادہ کے اس ماحول میں شیخ عبداللہ کے شرعی پردہ کی اہمیت سمجھ میں آتی ہے۔

ڈاکٹر شیخ عبداللہ (پاپا میاں) ۱۸۷۴ء ۱۹۶۵ء کا شمار ہندوستان میں تعلیم نسواں کے بانی کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ جب آپ نے ۱۹۰۶ء میں مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے صیغۂ نسواں کی باگ ڈور سنبھالی اور مسلم لڑکیوں کی تعلیم کے لیے مدرسہ کی بینا ڈالی جو آگے ترقی کر کے ویمنس کالج کی شکل میں ایک تناور درخت بنا تو مسلم سماج کے بعض عناصر نے آپ کی شدید مخالفت کی۔ بے بنیاد الزامات لگائے، تہمت لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ لیکن ان مشکلات کا سامنا شیخ عبداللہ اور ان

کی رفیقہ حیات وحید جہاں بیگم (اعلی بی) نے ڈٹ کر کیا اور اسکول کی بچیوں کی اس طرح خدمت کی کہ ان کے ساتھ ان کے والدین کا بھی دل موہ لیا۔

(بحوالہ پندرہ روزہ دی ملی گزٹ دہلی ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۶ء ص ۲۲)

مسلم سماج نے بانیان ویمنس کالج کے سامنے لڑکیوں کی اعلی تعلیم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مسئلہ حجاب کو بنایا۔ دسمبر ۱۹۰۲ء کو شعبۂ تعلیم نسواں کا سکریٹری ہونے کے بعد شیخ عبداللہ نے تعلیم نسواں پر مضامین لکھ کر مسلمانوں کو آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ اپنی بچیوں کو مدرسہ میں داخلہ دلوا کر اعلی تعلیم سے آراستہ کریں تو مسلمانوں نے اخبارات ورسائل کو زنانہ مدارس کی مخالفت کے لیے وقف کر دیا۔ مخالفت کرنے والوں کی دلیل یہ تھی کہ آج تک مسلم حکومتوں میں کہیں بھی لڑکیوں کے لیے مدارس قائم نہیں کئے گئے۔ زنانہ مدارس کا قیام اسلامی روایات کے منافی ہے مسلمانوں کی شرافت اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ لڑکیوں کو مدارس میں بھیجا جائے۔ جن میں یقیناً ہر قسم کی لڑکیاں پڑھیں گی، شرفاء کی لڑکیوں کو عوام کی لڑکیوں سے ملنا پڑے گا اور یہ بات کسی طرح درست نہیں ہے ایک عام خیال یہ بھی تھا کہ زنانہ مدارس کے قیام کی وجہ سے پردہ ختم ہو جائے گا، اس بحث میں خواتین بھی حصہ لے رہی تھیں، ان کا کہنا تھا کہ ہماری شرافت پردے کے سہارے قائم ہے پردہ اٹھ گیا تو وہ خاک میں مل جائے گی۔

(بحوالہ پروفیسر شمس الرحمان محسنی، حیات عبداللہ، فیملی ایجوکیشن اسوسی ایشن علی گڑھ ص ۲۵۱،۲۵۲)

عصری علوم شجرۂ ممنوعہ نہیں

دور نبوت میں بھی خواتین ڈاکٹر ہوا کرتی تھیں چنانچہ حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا لیڈی ڈاکٹر تھیں مسجد نبوی میں ان کے لئے بعض دفعہ خیمہ لگا کرتا تھا اور بیماری زخمیوں کی

مرہم پٹی کیا کرتی تھیں غزوات اور لڑائیوں کے موقعوں پر عورتیں بھی مردوں کے ساتھ تشریف لے جایا کرتی تھیں جو صحابہ کرام زخمی ہوجایا کرتے ان کے لئے مرہم پٹی کا انتظام کرتیں مشکیزوں میں پانی بھر بھر کرلاتیں زخمی مجاہدین کو پلاتی تھیں ازواج مطہرات کبھی بھی یہ خدمات انجام دیا کرتی تھی ، اسلام خواتین کواعلیٰ تعلیم کے حصول سے منع نہیں کرتا بلکہ شرعی حجاب کے ساتھ اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور ہنر بھی سیکھیں تاکہ خود کفیل ہوں اور وقت ضرورت پڑنے پر گھریلو ذمہ داریاں بحسن وخوبی انجام دے سکیں اور اپنی اولاد کی صحیح پرورش اور عمدہ تربیت کا فریضہ بھی انجام دے سکیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے اسلامی تعلیمات اور اسلامی اخلاق سب سے اہم ہے ایسا نہ ہو کہ ہم دنیوی تعلیم میں اس طرح منہمک ہوجائیں کہ دینی تعلیم کو فراموش کر بیٹھیں جس طرح حیات جسمانی کے لئے خورد ونوش کی سخت ضرروت اس سے کہیں زیادہ حیات روحانی دینی تعلیم کی ضرورت ہے مرنے کے بعد کام آنے والی عصری علوم نہیں بلکہ شرعی علوم ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی تعلیم حاصل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

قدیم زمانے میں مسلم خواتین کی تعلیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ.بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

قابل صداحترام ،معلمات عزیزہ، طالبات ماؤں اور بہنو! میں بلاکسی تمہید کے یہ بات عرض کردینا چاہتی ہوں کہ جس طرح مردوں کیلئے تعلیم وتعلم ضروری ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ضروری ہے اگر تعلیم نہیں ہے تو انسان جہالت کی تاریکیوں میں رہیگا اسی لئے قرآن وحدیث میں تعلیم پر بہت زور دیا گیا ہے اور اسکی بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے دور نبوت میں خواتین بھی قرآن کی حافظہ اور بڑی بڑی عالمہ تھیں بلکہ بہت سی صحابیات تو ایسی تھیں جن سے صحابہ کرام علمی مسائل میں رجوع کیا کرتے تھے بہرحال آج کی اس

مجلس میں مجھے ہندوستان میں عورتوں کی دینی خدمات کا کچھ تذکرہ کرنا ہے اسلامی ہندوستان کی تیسری حکمراں سلطنت رضیہ بیگم ۶۳۷ھ مطابق ۱۲۴۰ء تھیں۔ اس نے دہلی میں دو مدرسے ''معزیہ'' اور ''ناصریہ'' جاری کیے تھے۔ گمان غالب یہ ہے کہ اس نے خواتین کیلئے بھی مدرسہ جاری کرایا ہوگا، اگرچہ اس کی صراحت نہیں ملتی۔ سلطان محمد شاہ تغلق کے زمانے میں دہلی میں ایک ہزار مدرسے موجود تھے۔ ان میں خواتین کے مدرسے بھی شامل تھے۔ جنوبی ہند میں سفر کے دوران مشہور مراکشی سیاح ابن بطوطہ نے ''ہنور'' کی اسلامی ریاست میں لڑکیوں کے تین مدرسوں کا ذکر کیا ہے۔ اسلامی دور میں لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کے مدرسے بھی سارے ہندوستان میں جاری تھے۔ مالوہ کے حکمران سلطان غیاث الدین خلجی کے محل میں دس ہزار کنیزیں تھیں۔ بقول فرشتہ ان میں سے ہزاروں حافظاتِ قرآن، قاریاتِ قرآن، عالماتِ دین اور معلمات تھیں۔

قدیم زمانے کے مکاتب

لڑکے اور لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم یکجا مکتب میں ہوتی تھی جہاں استاد قرآن مجید کی تعلیم دیتا تھا، نو دس سال کی عمر تک لڑکیاں مکتبوں میں جا کر قرآن مجید پڑھتی تھیں۔ بعض مرتبہ کوئی استانی بھی اپنے گھر پر مکتب کھول لیتی تھی۔ لڑکیاں وہاں جمع ہوجاتی تھیں اور وہ تعلیم دیتی تھی۔ یہاں بھی لڑکے شریک درس رہتے تھے۔ دن میں دو وقت تعلیم ہوتی تھی، صبح طلوع آفتاب کے بعد سے ۱۱/ بجے دن تک، پھر چھٹی ہوجاتی تھی۔ ظہر کے بعد وہ طالبات پھر جمع ہوجاتی تھیں اور پڑھائی یا آموختہ دہرایا جاتا تھا۔ عصر کے بعد چھٹی ہوجاتی تھی۔

عورتوں کے مدرسے

خواتین کے مدرسہ کے لئے جو عمارت کا پتہ اسلامی تاریخ میں نہیں ملتا ہے۔ طریقہ یہ تھا کہ کسی آسودہ حال عورت کے گھر پر استانی آجاتی تھی، وہاں محلے کی لڑکیاں جمع ہوجاتی تھیں اور تعلیم جاری ہوجاتی تھی۔ بعض دفعہ خود استانی کے گھر پر جاری ہوجاتا تھا اور وہاں لڑکیاں جمع ہوجاتی تھیں۔ لڑکیاں باپردہ ہوتی تھیں۔ برقعے میں آتی جاتی تھیں۔ آسودہ حال لڑکیاں ڈولیوں میں آتی تھیں۔ بعض دفعہ گھر کی اور قریبی رشتہ داروں کی لڑکیوں کو پڑھانے کیلئے کوئی خاتون آمادہ ہوجاتی تھی، بس مدرسہ قائم ہوگیا۔ اب اگر وہاں غیر متعلق افراد کی لڑکیاں بھی آجاتی تھیں تو انہیں منع نہیں کیا جاتا تھا۔ بعض دفعہ گھر کے بزرگ مرد اپنی بچیوں کو خود پڑھاتے تھے۔

سر سید احمد خاں نے لڑکیوں کے ایک مدرسہ کا نقشہ اس طرح پیش کیا ہے ''مکان میں ایک دالان ہوتا تھا، اس میں مکتب تجویز کیا جاتا تھا، اس میں تخت بچھے ہوتے تھے، ان پر نہایت صاف فرش ہوتا تھا، سب لڑکیاں وہاں بیٹھ کر پڑھتی تھیں۔ اور استانی پڑھاتی تھیں۔ اس گھر کی عورتیں وقتاً فوقتاً اس دالان میں جا کر لڑکیوں اور ان کے پڑھنے کے حالات کی نگرانی کرتی تھیں، کبھی کبھی کوئی رشتہ دار مرد، ان لڑکیوں کا بھائی یا باپ یا نانا یا خالو آکر لڑکیوں کا سبق سنتا تھا، اور کبھی کسی لڑکی کو خود پڑھاتا تھا۔

لڑکیوں کا نصاب تعلیم الگ تھا

لڑکیوں کا نصاب لڑکوں کے نصاب سے کافی مختلف تھا، اسلام نے عورت کے لیے اندرونِ خانہ امور سپرد کئے ہیں، عورت اور مرد کے درمیان تقسیمِ کار کردی

ہے،اس لیے عورت کی تعلیم کا نصاب دین کے فرض حصہ کی تعلیم پر منحصر تھا تا کہ وہ اپنی انفرادی زندگی اور اپنے دائرہ کار میں منصبِ خلافت کی تیاریاں کر سکے، دینی تعلیم میں بھی صرف ضروری حصے کی تعلیم دیجاتی تھی ۔ فاضل حصہ پڑھا کر اس کو عالمہ متبحرہ بنانا مقصد نہیں تھا، اسلئے لڑکیوں کا نصاب بہت مختصر اور خالص دینی تھا، معلوماتی اور دنیاوی علوم کی تعلیم اس کیلئے ضروری نہیں تھے۔آخری مغل دور میں تو خواتین کو لکھنے کی تعلیم بھی نہیں دی جاتی تھی اسکی خاص وجہ آج تک سمجھ میں نہیں آئی۔ ورنہ خود حضور ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ ؓ کو لکھنے کی تعلیم دلوائی تھی۔

با قاعدہ تصریح کیساتھ لڑکیوں کا نصاب کہیں نہیں ملتا ہے،البتہ مختلف ذرائع سے جو معلومات بہم ہوسکی ہیں وہ یہ ہیں ● تفسیر۔قرآن مجید، آخری دور میں شاہ عبدالقادر دہلوی ؒ کا اردو ترجمہ پڑھایا جاتا تھا۔

● حدیث۔مشکوۃ شریف، حصن حصین، چہل حدیث، جو لڑکیاں عربی پڑھنا جانتی تھیں وہ ان کو براہِ راست پڑھتی تھیں، ورنہ پھر ان کے فارسی اور آخری زمانہ میں اردو ترجمے پڑھائے جاتے تھے۔

● فقہ۔مالا بدمنہ، غالباً نماز روزہ کے مسائل وغیرہ

● خواتین کے فرائض۔تعلیم النسواں ،تہذیب النسواں ،مفید النساء وغیرہ کتب پہلے فارسی میں تھیں، بعد میں اردو میں لکھی گئیں۔

● اخبار سلف۔ قصص الانبیاء ، حکایات الاولیاء، مثنوی مولانا روم۔

● میلاد، میلاد شہیدی ے۔خوش نویسی۔لڑکیوں کو خوش نویسی بھی سکھائی جاتی تھی عام طور پر گھر کے بزرگ با قاعدہ خوش نویسی کی تعلیم دیتے تھے، پہلے مفرد حروف سکھاتے تھے پھر مرکبات اور آخر میں قطعات کی مشق کراتے تھے،بعض خواتین مشہور کاتبہ گزری ہیں۔

امور خانہ داری کی تربیت

بچیوں کو ''ھنڈکلیا'' کی صورت میں امور خانہ داری کی عملی تربیت دی جاتی تھی، سرسید احمد خان لکھتے ہیں : جمعہ کا دن نہایت دلچسپ ہوتا تھا، سب لڑکیاں بدستور صبح کو آتی تھیں اور سب مل کر چھوٹی چھوٹی پتیلیوں میں مختلف قسم کے کھانے پکاتی تھیں جو ہماری طرف کی زبان میں ''ھنڈکلیا'' کہلاتی ہے۔ان لڑکیوں میں ایک لڑکی میزبان بنتی اور سب لڑکیوں کو انہیں کا پکایا ہوا کھانا کھلاتی تھیں،کبھی کبھی وہ اپنے ہم عمر بھائیوں کو بھی بلاتی تھیں اور کھلاتی پلاتی تھیں غرضیکہ اس طرح ان کو وہ چیزیں جن کا سیکھنا اور جاننا عورتوں کے لیے نہایت ضروری ہے سکھائی پڑھائی جاتی تھیں۔اور خاندان کا طور طریقہ سکھایا جاتا تھا۔

خواتین کے لیے دستکاری کی تعلیم کا ذکر بھی ملتا ہے فرشتہ کا بیان ہے کہ محمود خلجی والیٔ مالوہ نے خواتین کی تعلیم کے لیے دستکاری کے اسکول کھولے تھے جہاں سوزن کاری ،کلاہ دوزی ،قالین بانی وغیرہ کام سکھایا جاتا تھا۔جسکی وجہ سے عورتوں کے ہاتھ میں بھی ہنر ہوتا تھا اور وہ خود کفیل ہوا کرتی تھیں اور اس طرح شوہروں کی بھی وقت وضرورت پر امداد کیا کرتی تھیں اسلام عورتوں کو ہنر سیکھنے سے منع نہیں کرتا پردے میں رہ کر کوئی بھی جائز کام کرسکتی ہیں مگر آج کل کی خواتین جو افسوس میں نوکریاں کرتی ہیں جہاں غیروں کے ساتھ دن بھر کام کاج میں لگی ہوتی ہیں اسلام اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ عورتوں کیلئے عفت و پاکدامنی کو پسند کرتا ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ خواتین دینی تعلیم حاصل کریں اور بقدر ضرورت ہنر بھی سیکھ لیں اور اسلامی اصولوں پر عمل کرتے ہوئے اپنی معاشی حالت بھی درست کرسکیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

فحاشی اور بے راہ روی کی وجہ بے پردگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُوْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلاَبِیْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

صدر معلّمہ، میری مشفق ومہربان معلمات عزیزہ، طالبات ماؤں اور بہنو! اسلام نے پردے پر بہت زور دیا ہے اور بڑی تفصیل کے ساتھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا کہ کن لوگوں سے پردہ کریں اور کن لوگوں سے پردہ نہ کریں سورہ نور میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں جسکا مفہوم یہ ہے کہ عورتیں اپنے شوہروں اپنے بیٹوں اپنے خسر اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اپنے بھانجوں اور مسلم عورتوں اپنی باندیوں اور ان مردوں سے جو طفیلی کے طور پر رہتے ہیں ان لوگوں سے پردہ نہیں ہے باقی سبھی لوگوں

سے پردہ کرنا چاہیے عام طور پر لوگ اس میں تساہل برتتے ہیں اور عورتیں بھی اس کی پروانہیں کرتی ہیں اور قریبی غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ نہیں کرتی ہیں حالانکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ کرنا بہت ضروری ہے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا دیور سے بھی پردہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے یعنی دیور سے پردہ کرنا بہت ہی ضروری ہے آج کل اس سلسلہ میں بڑی بے توجہی پائی جارہی ہے دیوروں سے بھاوج پردہ نہیں کرتی خالہ زاد پھوپھی زاد ماموں زاد بھائیوں سے پردے نہیں کئے جاتے جبکہ ان لوگوں سے اسی طرح پردہ کرنا ضروری ہے جس طرح اجنبیوں سے پردہ کرنا ضروری ہے بلکہ یہ لوگ بھی شریعت کی نگاہ میں پردے کے تعلق سے اجنبی ہی ہیں۔

بے پردگی طلاقوں میں اضافہ

مستند اور قطعی رپورٹ اس چیز کی گواہی دیتی ہے کہ دنیا بھر میں جب سے بے پردگی بڑھی ہے اسی وقت سے طلاقوں میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے کیونکہ ہر چہ دیدہ ٔ بینہ دل کند یاد' انسان جس کا عاشق ہوجاتا ہے اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔لہٰذا انسان ہر روز ایک دلبر کو تلاش کرتا ہے تو دوسرے کو الوداع کہتا ہوا نظر آتا ہے۔جس معاشرہ میں پردہ پایا جاتا ہے (اور اسلامی شرائط کی رعایت کی جاتی ہے) اس میں یہ رشتہ صرف میاں بیوی میں ہوتا ہے ان کے احساسات، عشق اور محبت ایک دوسرے کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔لیکن ''اس آزادی کے بازار'' میں جبکہ عورتیں عملی طور پر ایک سامان کی حیثیت رکھتی ہیں (کم از کم جنسی ملاپ کے علاوہ) تو پھر ان کے لئے میاں بیوی کا عہدو پیمان کوئی مفہوم نہیں رکھتا، اور بہت سی شادیاں مکڑی کے جالے کی طرح بہت جلد ہی جدائی کی صورت اختیار کرلیتی ہیں،

اور بچے بے سرپرست ہو جاتے ہیں۔ فحاشی کا اس قدر عام ہو جانا اور ناجائز اولادیں پیدا ہونا، بے پردگی کے نتیجہ کا ایک معمولی سا درد ہے، جس کے بارے میں بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ مسئلہ خصوصا مغربی ممالک میں اس قدر واضح ہے جس کے بارے میں بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانا ہے، سبھی لوگ اس طرح کی چیزوں کے بارے میں ذرائع ابلاغ سے سنتے رہتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ فحاشی اور ناجائز بچوں کی پیدائش کی اصل وجہ یہی بے حجابی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ مغربی ماحول اور غلط سیاسی مسائل اس میں موثر نہیں ہے، بلکہ ہمارا کہنا تو یہ ہے کہ عریانی اور بے پردگی اس کے مؤثر عوامل اور اسباب میں سے ایک ہے۔

فحاشی اور ناجائز اولاد کی پیداوار کی وجہ سے معاشرہ میں ظلم وستم اور خون خرابہ میں اضافہ ہوا ہے جس کے پیش نظر اس خطرناک مسئلہ کے پہلو واضح ہو جاتے ہیں۔ جس وقت ہم سنتے ہیں کہ ایک رپورٹ کے مطابق انگلینڈ میں ہر سال پانچ لاکھ بچے ناجائز طریقے سے پیدا ہوتے ہیں، اور جب ہم سنتے ہیں کہ انگلینڈ کے بہت سے دانشوروں نے حکومتی عہدہ داروں کو یہ چیلنج دیا ہے کہ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ملک کی انسیت کو خطرہ ہے (انہوں نے اخلاقی اور مذہبی مسائل کی بنیاد پر یہ چیلنج نہیں کیا ہے) بلکہ صرف اس وجہ سے کہ حرام زادے بچے معاشرہ کے امن وامان کیلئے خطرہ بنے ہوئے ہیں، کیونکہ جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ عدالت کے مقدموں میں اس طرح کے افراد کا نام پایا جاتا ہے، تو واقعتاً اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ جو لوگ دین و مذہب کو بھی نہیں مانتے، اس برائی کے پھیلنے سے وہ بھی پریشان ہیں، لہٰذا مرد میں جنسی فساد کو مزید پھیلانے والی چیز معاشرہ کی انسیت کے لئے خطرہ

شمار ہوتی ہے اور اس کے خطرناک نتائج ہر طرح سے معاشرہ کے لئے نقصان دہ ہیں۔

تربیتی دانشوروں کی تحقیق بھی اسی بات کی عکاسی کرتی ہے کہ جن کالجوں میں لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ پڑھتے ہیں یا جن اداروں میں مرد اور عورت ایک ساتھ کام کرتے ہیں اور ان کو ہر طرح کی آزادی ہے تو ایسے کالجوں میں پڑھائی کم ہوتی ہے اور اداروں میں کام کم ہوتا ہے اور ذمہ داری کا احساس بھی کم پایا جاتا ہے۔

مخلوط تعلیم اور مخلوط کاروبار سم قائل

اس لئے مخلوط تعلیم اور مخلوط کاروبار جس میں مرد وعورت کو آزادانہ گفتگو اور بات چیت کا موقع ملتا ہو یقیناً سم قائل سے کم نہیں آج کل ایک بڑی وبا یہ بھی عام ہوگئی ہے کہ جوان لڑکیوں کو دوسرے شہروں میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے بھیج دیتے ہیں جہاں لڑکے اور لڑکیاں بالکل آزاد ہوتی ہیں اور اسکی وجہ سے آئے دن ناگفتہ بہ حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں عموماً گھر والے جو خرچ اپنی لڑکیوں کو مہیا کرتے ہیں بعض دفعہ اس مہنگائی اور لڑکیوں کی آزاد معاش کیوجہ سے ناکافی ہوتا ہے اور وہ ایسے کام کرنے پر مجبور ہوتی ہیں جس سے انسانیت شرمسار ہو جاتے ہیں پورے خاندان و معاشرے کیلئے باعث ننگ وعاشتی ہیں اسلئے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں ڈگریاں لیں مگر اسلامی حجاب اور پردے کا خیال رکھیں پردے کے ساتھ کوئی ہنر سیکھیں قوم کی خدمت کریں عورت کے اندر اگر سدھار آجائے تو پوری بستی کے اندر سدھار پیدا ہوسکتا ہے ماں کے اخلاق و عادات کا اولاد پر خاصہ اثر پڑتا ہے عموما جتنے بھی اولیاء اللہ گذرے ہیں انکی زندگیوں کا مطالعہ کریں ان کی سیرتیں اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ ان کی ماں کا ہی اہم کردار رہا ہے انہوں نے ہی ایسی تربیت کی تھی کہ یہ اولیاء

اللہ سیکڑوں لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ اور وسیلہ بنے اسلئے خواتین اسلام کو چاہیے کہ اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کریں بالخصوص پردے کے معاملہ میں توجہ دیں جیسے ہی لڑکیاں سن بلوغ کو پہونچ جائیں بلا برقعہ باہر ہرگز نہ نکلنے دیں جب کوئی عورت بن سنور کر باہر نکلتی ہے تو شیطان کو لوگوں کو بہکانے کا خوب موقع ملتا ہے اور اس طرح کتنے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اسی لئے شریعت نے پردے پر خاص توجہ دی ہے مردوں کو بھی حکم دیا اور عورتوں کو بھی حکم دیا کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بیٹیاں خوش حالی کا سبب

اَلْـحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْـمُرْسَلِيْـنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلاً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، ماؤں اور بہنو! آج کی تقریر کا عنوان ہے بیٹیاں خوش حالی کا سبب، اسی تعلق سے چند باتیں گوش گذار کرنی ہیں اللہ تعالی نے مرد و عورت دونوں سے پوری کائنات کو آباد کیا ہے صرف مرد ہی کے ذریعہ انسانیت کی تکمیل نہیں ہوسکتی آج دنیا جو کروڑہا کروڑ انسانوں سے بھری پڑی ہے کیا صرف مرد اور لڑکے ہی ہیں لڑکیاں اور عورتیں نہیں ہیں ظاہر سی بات ہے یہ دنیا حسین وجمیل جو نظر آرہی ہے وہ عورتوں کیوجہ سے ہے جب دنیا میں عورتیں نہیں ہونگی تو دنیا ویران وسنسان اور پھر تباہ و برباد اور نیست و نابود ہو جائے گی اس لئے جتنی ضرورت اس دنیا کیلئے مردوں کی اتنی ہی ضرورت عورتوں اور لڑکیوں کی ہے اس لئے بیٹیوں کی عزت وافزائی اسی طرح ہونی چاہیے کہ جس طرح لڑکوں کی ہوتی ہے ایسا نہیں

جیسا کہ دور جاہلیت میں تھا اور لڑکیوں کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی ایک جہالت کا وہ دور تھا جس میں بیٹیوں کی کوئی قدر اور کوئی حقیقت نہیں تھی، ان کی پیدائش ننگ و عار کا سبب تھی، ہر باپ اپنے گھر میں بیٹی کی خبر سن کر چیں بہ جبیں ہو جایا کرتا تھا، انہیں طرح طرح کی اذیتیں موت کا سبب بن جایا کرتی تھیں یہاں تک کہ سنگ دل انسان انہیں زندہ مٹی کے نیچے دبا دیا کرتا تھا، جس کی گواہی خود کتاب مقدس دے رہی ہے۔ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ، يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ (سورۃ النحل:۵۸-۵۹) جب ان میں سے کسی کو لڑکی پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا اور وہ دل مسوس کے رہ جاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے، ان کو منہ نہیں دکھانا چاہتا، اس برائی کی وجہ سے جس کی اس کو خبر ملی ہے، سوچتا ہے کہ اس نومولود بچی کو ذلت کے ساتھ باقی رکھے یا اس کو کہیں لے کر مٹی میں دبادے۔

یہ تھا اس زمانے کے لوگوں کا ظالمانہ کردار، ایسا لگتا ہے کہ ان کے غلط ذہنی افکار نے بیٹیوں کو بربادی کا ذریعہ تصور کرنے پر مجبور کر دیا تھا، حالاں کہ بیٹیاں شریعت اسلام کے رجحان کے مطابق سراپا آبادی کا ذریعہ ہیں، دینی و دنیاوی ہر اعتبار سے وہ آبادی و خوش حالی کا سبب ہیں، چنانچہ جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو اس نے اس فلسفے کو خوب اچھی طرح آشکارا کر دیا۔

دینی اعتبار سے آبادی کا ذریعہ تو بایں معنی کہ آخرت میں، دوام پذیر اور ہمیشہ باقی رہنے والی چیز جو جس کا اجر و ثواب دائم و قائم رہے وہ نیک بیٹیاں ہیں، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا. (سورۃ الکہف ۴۶) اور باقیات صالحات (نیک لڑکیاں) آپ کے رب کے نزدیک ثواب اور امید کے اعتبار سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔

مذکورہ آیت کی تفسیر جہاں کلمہ طیبہ، اعمال صالحہ، نماز پنج گانہ اور نیک لڑکیوں سے بھی کی گئی ہے جیسا کہ حاشیہ جلالین میں مذکور ہے اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر قرطبی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ عبید ابن عمر نے فرمایا کہ باقیات صالحات'' نیک لڑکیاں ہیں کہ وہ اپنے والدین کیلئے سب سے بڑا ذخیرہ وثواب ہیں، اس پر حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت دلالت کرتی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کو جہنم میں لے جانے کا حکم دیدیا گیا تو اس کی نیک لڑکیاں اس کو چمٹ گئیں، رونے شور کرنے لگیں اور اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ یا اللہ انہوں نے دنیا میں، ہم پر بڑا احسان کیا اور ہماری تربیت میں محنت اٹھائی ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرما کر بخش دیا۔ (معارف القرآن ۵/۵۸۴)

لڑکیاں نجات کا ذریعہ

اس سے بڑھ کر اور کیا خوش قسمتی ہوگی کہ لڑکیاں نجات اخروی اور جنت میں داخلے کا ذریعہ ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی اور اس نے اس کو نبھایا اور ان کیساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔ (مشکوۃ شریف)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے یہاں تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں، یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں اور اس نے ان کیساتھ اچھا برتاؤ کیا اور ان کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا تو اس کے لئے جنت ہے۔ (ترمذی شریف ۲/۱۳)

لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج یہی بیٹیاں سر کا بوجھ اور وبال جان معلوم ہو رہی ہیں، جس کے ذمے دار عصر حاضر میں ان کے ماں باپ نہیں؛ بلکہ ہونے والے وہ داماد ہیں جن کو شریعت حقہ نے داماد بننے کا حق دے کر بے پایاں احسان وکرم کیا، عورت کے خاندان والوں کے نزدیک اس کو عظیم رتبہ ملا اور عزت وعظمت اور قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا لیکن اس نے شریعت کے احسان کو یکسر فراموش کر کے اس کے پاکیزہ احکام کو پس پشت ڈال دیا، جاہلیت کا اک وہ دور تھا جس میں ہر انسان اس کے وجود کو مٹانے کے لئے فکرمند رہتا، ان کے چہرے تک سے نفرت کرتا اور ننگ وعار کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتا تھا۔

یہ بھی زندہ درگور کرنے سے کم نہیں

اگر اس نے اس زمانے میں شرم وعار بن کر لڑکیوں پر ظلم ڈھایا تھا تو آج وہی شریعت اسلام کے احسان کو فراموش کر کے، دینی تعلیمات سے بالکل ورے ہو کر شادی بیاہ میں اونچی اونچی فرمائشیں کر کے اور سامان لہو ولعب کے مطالبے رکھ کر، عفت وعصمت کی ملکہ اور ذخیرہ آخرت لڑکیوں پر مظالم ڈھائے جا رہا ہیں، جسے منہ دکھانے کا حق نہیں تھا، جب شریعت اسلام نے منہ دکھانے کا حق دیا تو یہ اس قدر جری ہو گیا کہ کسی لڑکی کو اپنے نکاح میں لینے کے لئے بے سروپا کی شرطیں لگانے لگا اور بے چاری ناتواں بے کس لڑکیوں کو والدین کی دہلیز پر بیٹھ کر عمر ضائع کر دینے پر مجبور کر دیا، کیا یہ زندہ دفن کئے جانے سے کم ہے کہ ایک لڑکی اپنی جوانی کے ایام آہیں بھرتی گذار دیں؟ نہیں ہرگز نہیں؟ بلکہ میری سمجھ کے مطابق زندہ درگور کرنے سے کہیں بڑھ کر ہے، مٹی تلے دبنے کی مشقت چند لمحے کی تھی لیکن زندہ رہ کر شباب کی ایک طویل مدت گزارنا مشقت ہیں، مشقت اور تا حیات کی جاں گسلی ہے، اے

کاش کہ دانشوران قوم کی اب بھی آنکھ کھل جاتی اور وہ شادی بیاہ کو عین شریعت کے مطابق انجام دینے کی فکر کرتے۔ تو اس کی وجہ سے بہت سے غریب گھرانے کے لوگ جو اپنی لڑکیوں کی شادیاں نہیں کر پا رہے ہیں انکا بھی بندوبست ہو جاتا اور اہم ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو سکتے تھے مگر کیا کیجئے اس کی طرف نہ تو دانشوارن قوم کو فکر ہوتی نہ علماء وصلحا کو، قوم کی اصلاح کہاں سے ہو جبکہ انہیں لڑکیوں کی وجہ سے اللہ رزق عطا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے اندیشہ سے قتل مت کرو ہم انکو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔

وقت پر شادی نہ کرنا فتنہ کو دعوت دیتا ہے

آہ ہمارا کیا حال ہو رہا ہے، ہمارا معاشرہ کس قدر پراگندہ ہوتا جا رہا ہے ہماری لڑکیاں کیوں ہماری دہلیز پر بیٹھی رہ جاتی ہیں اور عاجز آ کر خود کشی کرنے کو آسان سمجھ لیتی ہیں، پھر خود اپنی اور اپنے والدین کی آخرت کی بربادی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ کیوں نہیں ہم ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے وہ ہماری آخرت کی آبادی کا ذریعہ بن سکیں۔

ایک حدیث شریف ہے جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی قابل اطمینان پیغام آ جائے تو تم اپنی لڑکیوں کا نکاح کر دیا کرو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهٗ خُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ. (ترمذی شریف ۱۳/۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہیں ایسا شخص نکاح کا پیغام دے جس کے دین و اخلاق تم کو پسند آئے تو اس سے نکاح کردو، اگر ایسا نہ کیا تو زمین میں فساد برپا ہو جائے گا اور بہت بڑا فساد ہوگا۔

دینداری کو معیار قرار دیں

شادی کے لئے معیار دین کو قرار دینا چاہیے نہ کہ حسب ونسب اور مالدری کو کیونکہ مال توڈھلتا چھاؤں ہیں آج ہے کل نہیں اگر دین کی بنیاد پر شادی کریں گے تو ہمیشہ ہمیشہ زوجین میں الفت ومحبت رہے گی اور اسی شادی میں برکت بھی ہوتی ہے آج کل لوگوں کے اخلاق وعادات بگڑ گئے ہیں مال ودولت کی حرص انکے رگ وپے میں جذب اور پیوست ہوگئی ہے اور شادی جو ایک عبادت ہے اس کو بھی تجارت اور بزنس بنا رکھا ہے جسکی وجہ سے لڑکیوں کی شادیاں دشوار ہورہی ہیں اور برائیاں آسان ہورہی ہیں لڑکیوں کی پیدائش پر جیسے زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے چہروں پر شکن آجاتا تھا اور اس کو عار اور ذلت تصور کرتے تھے اسی طرح آج بھی لوگوں کا مزاج بن رہا ہے اللہ رب العزت ہم سب کی حفاظت فرمائے اور لڑکیوں کو خوشحال زندگی عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

دینِ اسلام عزت اور بزرگی کا سرچشمہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! یوں تو مذاہب وادیان کی کمی نہیں لیکن وہ مذہب جو کامیاب کی راہ دکھا سکے اور انسان کو منزل مقصود کا پتہ بتا سکے بندے اور ایک خالق ومالک کے درمیان مضبوط رشتہ قائم کردے اور انسانیت کو فلاح ونجات کی ضمانت دے سکے وہ صرف اور صرف مذہب اسلام ہی ہے یہودیوں نے کہا کہ نصرانی صحیح دین پر نہیں ہیں اور نصرانیوں نے کہا کہ یہودی صحیح مذہب پر نہیں ہیں اور سچ یہ ہے کہ کوئی بھی صحیح مذہب پر نہیں ہے اسلام نے سارے مذہب کا خاتمہ کردیا یعنی مذہب اسلام کے علاوہ کوئی بھی نجات دہندہ نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. (اٰل عمران ۸۵) اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو

تلاش کریگا تو ہرگز اس کی طرف سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ اسلام امن وشانتی کا مذہب ہے اخوت ومحبت اور بھائی چارگی کا درس دینے والا یہی مذہب ہے اوراللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ مذہب یہی ہے لہٰذا جو شخص دنیا میں مذہب اسلام کی اتباع کرے گا اسی کو آخرت میں کامیابی مل سکتی ہے اور جو شخص اسلام سے منحرف ہوگا وہ آخرت میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکے گا۔

دین اسلام نے علم کے غرور کو بھی چکنا چور کردیا

یہ دین جس کی طرف مسلمان اپنا انتساب کرتے ہیں آگے بڑھنے جہاد و دعوت اور اخلاق کا دین ہے وہ ایسی طاقت سے مالا مال ہے جو ہر جامد چیز میں زندگی کی روح پھونک دیتی ہے اس دین پر عمل کرکے مسلمان داعی اور معلم اخلاق بن کر اپنے علاقوں سے نکلے اور ظلم واستبداد کی طاقتوں سے لوہا لیا اور جو اللہ کے راستے میں نکلے انھوں نے گوشہ نشینوں کے مقابلے میں اعلی درجہ حاصل کیا اور جو تحصیل علم کے راستے میں نکلے انہوں نے زاہدوں اور گوشہ نشینوں کے مقابلے میں اعلی درجہ حاصل کیا، انسان کو ظلم وتاریکی سے نکالنے اور ایک انصاف پسند معاشرہ کو وجود میں لانے، نیز اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے انہوں نے علم حاصل کیا اور دور دراز علاقوں میں پھیل گئے اس کیلئے اپنی جانیں دیں اپنا مال خرچ کیا اور باطل کا مقابلہ کیا۔ یہ دین تواضع، سادگی اور نفس کے محاسبہ اور ایثار کا دین ہے اور ان طاقتوں سے مقابلہ کرنیکا دین ہے جو غرور، گھمنڈ اور قومی فخر پر قائم ہو اور ایک نسل کی دوسری نسل پر برتری کا احساس رکھتی ہوں اور ان میں انسانوں کی مختلف نسلیں ایک دوسرے کی برابری نہ کرسکتی ہوں یہ دین تمام میدانوں میں بنیادی انقلاب کا علمبردار ہے۔

دنیا میں دین وحکومت اور دین اور علم کے درمیان فاصلہ پایا جاتا تھا اسلام نے ایسے میدانوں میں وحدت قائم کی جو ایک دوسرے کے برعکس سمجھے جاتے تھے، اسلامی تاریخ میں اسے متعدد حاکم پیدا ہوئے جو عظیم شہنشاہوں کے مالک ہونے کے باوجود اپنی زندگی میں زاہد تھے اپنے ہاتھ کی کمائی پر زندگی بسر کرتے تھے اور اللہ کے خوف سے ان کے قلوب معمور تھے یہ ایک بے مثال اتحاد تھا اسلامی تاریخ میں بہت سے فرمانرواؤں کی مثالیں موجود ہیں جو بیک وقت حاکم بھی تھے اور زاہد بھی تھے۔ اس دین نے فقیر وغنی کے درمیان وحدت قائم کی اور یہ ایک ایسی وحدت ہے جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی یعنی مالدار فقیر اور فقیر غنی اور ان مالدار فقراء اور فقراء مالدار کی مثالیں اسلامی تاریخ میں بہت ہیں اس دین نے انسانیت کی بھلائی میں ایک اور انقلاب برپا کیا اور وہ ہے علم اور نفی علم کے درمیان وحدت پیدا کرنا، اس نے یہ کہہ کر علم کے غرور اور گھمنڈ کو ختم کردیا۔ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلاً تمہیں صرف تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے چوٹی کے عالموں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ مجھے اس کا علم نہیں اس تصور نے حصول علم کا دروازہ کھول دیا اس دین نے کمزور اور طاقت ور مالدار اور غریب کے درمیان فاصلہ کم کیا اور ایک دوسرے کے درمیان محبت اور تعاون کا جذبہ پیدا کیا جو اس دین پر فخر بجا ہے اور یہ دین اس شخص کے لیے عزت و بزرگی کا سرچشمہ ہے جو اس کو اپناتا اور اس پر کاربند ہوتا ہے۔

یہی وہ مذہب ہے جو غالب رہنے والا ہے اور جس نے اس کو تھام لیا اور اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہوا اور اس کو اپنی زندگی کا رہنما قرار دیا وہ بھی غالب رہنے والا ہے جس طرح یہ دین دوسرے ادیان پر فوقیت رکھتا ہے اسی طرح سے مسلم کی زندگی دوسروں کی زندگیوں پر فوقیت رکھتی ہے مسلمان اپنے لباس، کھانے پینے کے انداز اور اپنے اخلاق عالیہ اور اپنے غصہ وسکون اور فقر وحکومت اپنے اپنے خشوع وخضوع

اور اپنے حق کے حصول اور طاعت میں دوسرے ادیان کے لوگوں سے قطعی طور پر مختلف ہوتا ہے جس طرح سے اس کا دین دوسرے ادیان سے مختلف ہے اس لیے ہمیشہ مسلمان اپنے دین پر عمل کرنے کے اعتبار سے عزت وذلت کا مستحق ہوتا ہے۔

لیکن آج مسلمان کی زندگی بدل گئی ہے وہ اس برتر دین کی طرف اپنے کو منسوب کرتا ہے لیکن دین زندگی کے مختلف معاملات میں جس طرز عمل کا اس سے مطالبہ کرتا وہ اس سے کوسوں دور ہے اور وہ اپنی زندگی کے گذارنے اور اپنی مشکلات کے حل کرنے میں یہاں تک کہ جو دعوت وجہاد کے سلسلے میں بھی اس فکر وعمل اور طریقہ کار کو اختیار کرلیتا ہے جو دعوت وجہاد کے دشمن اس کے لیے پیش کرتے ہیں اس کا اللہ کی طرف دعوت دینا بھی آمیزش سے خالی نہیں ہے اس کی دعوت موجودہ غیر اسلامی دعوتوں سے متاثر ہے اور وہ اپنی زندگی میں وہی وسائل اختیار کرتا ہے جو عصر حاضر کے باطل افکار کے پھیلانے والے اختیار کرتے ہیں اور اپنے کام کی انجام دہی میں ان ہی لیڈروں اور رہنماؤں کی پیروی کرتا ہے جن کا خلاق ودین سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے اس لیے موجودہ عہد کا مسلمان اسلامی تعلیمات کے بجائے غیر اسلامی طرز عمل پر عامل ہے اسلئے اس کی جدوجہد کے نتائج مختلف ہیں۔

اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ مسلمان اپنی ان مشکلات کے حل کرنے کے لیے جو اس کے دشمنوں کی پیدا کردہ ہیں اور اپنی زندگی کے راستے کی رکاوٹوں کو دور کرنے کے لیے اسی طریقہ کار کو اختیار کرتا ہے جس کو اس کے مخالفوں نے اس کے لیے تجویز کیا ہے، یہ ایک عجیب وغریب صورتحال ہے، یہ حقیقت میں احسان فراموشی ہے اور یہ ایک ناقابل معافی گناہ ہے اور یہی انحراف ونافرمانی مسلمانوں کی شکست و بدحالی اور ذلت ومشکلات کا سب سے بڑا سبب ہے۔

ہم کو کامیابی کہاں سے ملے

حیرت وافسوس ہے ہم مسلمانوں پر کہ اتنا عظیم الشان پیغمبر ہم کو ملا جو امام الانبیاء ہے خدا کے بعد سب سے بڑا درجہ اور مرتبہ ہمارے پیغبر ہی کا ہے اور قرآن کریم کی شکل میں اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب ہم کو ملی جو رہتی دنیا تک انسانوں کیلئے ہدایت ورہنمائی کا اہم فریضہ انجام دیتا رہے گا۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ بڑی تاکید کے ساتھ فرمایا جارہا ہے بیشک یہ قرآن لوگوں کو اس راستے کی ہدایت کرتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے اور نبی کریم ﷺ کی زندگی کا ایک ایک عمل ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے قرآن کریم شہادت دے رہا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول اکرم ﷺ کی سیرت میں بہتر نمونہ اور عمدہ پیروی ہے ہماری زندگی کا کونسا ایسا شعبہ ہے جس میں ہمارے لئے رسول کریم ﷺ کا عمدہ عمل موجود نہ ہو یہ فخر صرف پیغمبر اسلام کو حاصل ہے کہ اپنے پیروکاروں کیلئے ہر ایک عمل برت کر دکھا جاتے ہیں ان ساری خوبیوں کے باوجود آج ہم دوسروں کے بنائے ہوئے طریقوں کو اپنا رہے ہیں جبکہ ہمارے لئے کامیابی نبی کریم ﷺ کی سیرت کی پیروی کرنے میں ہے اسلام سے ہٹ کر ہم کو عزت کہیں اور نہیں مل سکتی ہے اللہ ہم سب کو اسلام کا سچا پیروکار بنائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

طلباء کی فضیلت اور قدر و منزلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. (توبہ ۱۲۲)

قابل صد احترام، معلمات عزیزہ طالبات! احادیث شریفہ میں طلباء کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے جو شخص علم حاصل کرنے کیلئے سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ طالب علم کیلئے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب طالب علم کیلئے کوئی سفر کرتا ہے تو خشکی کی ساری مخلوق اور سمندر کی مخلوق بھی اس طالب علم کیلئے دعائیں کرتی ہیں غرضیکہ طالب علم کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں مگر اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ طالب علم سے مراد صرف وہی نہیں ہیں جو مدرسوں میں جا کر علم حاصل کرتے ہیں علماء کرام کی صحبت میں رہ کر جو بھی لوگ علوم حاصل کرتے ہیں وہ سب طالب علم کی

فضیلت کے مستحق ہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں صحابۂ کرام اور بعد کے ادوار میں تابعین کا علم صحبت ہی کے ذریعہ عموماً تھا اسلئے جو بھی خواتین معلمات کے پاس آ کر باقاعدہ پڑھتی ہیں یا صرف صحبت میں رہ کر کچھ دین کی باتیں سیکھتی ہیں وہ سب اس فضیلت کی مستحق ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ بزرگوں کی صحبت میں رہ کر علم حاصل کرنے والے کچھ زیادہ ہی مخلص ہوتے ہیں بہر حال علم کے حاصل کرنیکی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں ہر ایک کو اسکی فکر کرنی چاہیے۔

حضرت مولانا خالد فیصل ندوی لکھتے ہیں کہ طالب علم واقعتاً بہت فضیلت و عظمت، بڑی قدر و منزلت اور عجیب شان و شوکت رکھنے والا ہے اس سلسلہ میں قرآن و حدیث کے اندر بکثرت آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں، طالب علم کے فضائل ہی کی طرح ان کے حقوق بھی ہیں ان حقوق میں سب سے بڑا حق یہ ہے کہ ان کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھا جائے ان کی آمد پر ان کا والہانہ استقبال کیا جائے، شایانِ شان اکرام کیا جائے ان کے ساتھ اچھا معاملہ برتا جائے اور ان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں اپنے صحابۂ کرامؓ کو بلا واسطہ اور اپنی پوری امت کو بالواسطہ حکم دیا کہ دیکھو لوگ تمہارے تابعدار ہیں، اطراف عالم سے لوگ دین کا علم و فہم حاصل کرنے کیلئے تمہارے پاس آئیں گے، پس جب وہ آئیں تو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں تم سب میرے وصیت (خصوصی حکم) قبول کرو‘‘۔ (ترمذی) نیز طالب علم کی عزت کرنا اور ان کا استقبال کرنا آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے بھی ثابت ہے، چنانچہ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں علم حاصل کرنے آیا ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’طالب علم کو خوش آمدید ہو‘‘۔ (طبرانی و مجمع الزوائد) حضرت رسول اللہ ﷺ کے ان قولی و عملی احادیث

مبارکہ کی بناء پر حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاص طور پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ طالب علم کی بڑی عزت کیا کرتے تھے اور ان کا پرتپاک استقبال کیا کرتے تھے، چنانچہ ان کے شاگرد حضرت ابوہارون عبدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہمیں (طالبان علوم نبوت کو) دیکھتے تو فرماتے خوش آمدید ان لوگوں کو جنکے بارے میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (نیک سلوک اور اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کی ہے۔ (ترمذی) طالب علم دوران تعلیم سکون واطمینان، آرام وراحت اور سہولت وآسانی کا حق دار ہے، جسمانی وروحانی تکلیف واذیت اور بے جاسختی وتشدد اور ناروا ڈانٹ وپھٹکار تعلیم وتعلم کیلئے بہت زیادہ نقصان دہ ہے، حدیث پاک میں اس کی ممانعت اور نکیر وارد ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو علم دین سکھاؤ اور ان کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کرو اور سختی کا برتاؤ نہ کرو۔ (مسند احمد)

طالب علم کا دوسرا قابل ذکر حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ تمام معاملات میں خیر خواہی کا رویہ اختیار کیا جائے، اس کی عمومی بھلائی وفائدہ کیلئے سعی وکوشش کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی کامیابی کے لئے دعاء والتجاء کی جائے کیوں کہ حصول علم کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء والتجاء کرنا بڑا فائدہ والا عمل ہے، اسلئے طالب علم کے تعلق والوں خاص طور سے ماں باپ اور اساتذہ واتالیق کو چاہیے کہ طالب علم کیلئے دعاء کرے، طالب علم کیلئے دعا کرنا مسنون اور مستحسن ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے خصوصی دعا فرمائی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور یہ دعا فرمائی یا اللہ! اسے قرآن کریم کا علم عطا فرما دیجیے۔ (بخاری) دوسری روایت میں دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہے کہ اے اللہ اسے دین کی فہم وبصیرت عنایت کردیجئے اور اے اللہ اسے کتاب (قرآن مجید) کا علم عطا کردیجئے۔

بلاشبہ طالب علم کے لئے خیر وبھلائی کی دعا کرنا بہت ہی مؤثر اور مفید عمل ہے، اس کے برعکس اس کے کسی عمل وحرکت سے خفا ہو کر طالب علم کو بددعا دینا بہت ہی نقصان پہنچانے والا عمل ہے ہر حال میں اس سے بچنا اور احتیاط کرنا چاہیے۔

طالب علم کا تیسرا سب سے قابل توجہ اور لائق لحاظ حق یہ ہے کہ طالب علم کو علم دین حاصل کرنے کے پورے مواقع فراہم کئے جائیں، علم دین سے محبت، قربت اور تعلق ان کے اندر پیدا کی جائے، علم دین سے کسی بھی حال میں ان کو متنفر نہ ہونے دیا جائے، بلکہ ان کے اندر علم دین حاصل کرنے کا شوق وجذبہ پیدا کیا جائے، ان کے اندر موجود خفتہ صلاحیت اجاگر کی جائے، استعداد ولیاقت بڑھانے کے لئے ان سے علمی ودینی سوالات کئے جائیں، صحیح جواب ملنے پر ان کی ہمت افزائی کی جائے اور ان کو شاباشی دی جائے، چنانچہ ایک دفعہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سوال فرمایا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ کتاب اللہ کی سب سے عظیم آیت کون سی ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آیت الکرسی سب سے عظیم وبابرکت آیت ہے، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر ان کے سینہ پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ: ابوالمنذر! تجھے علم (صحیح جواب کی توفیق) مبارک ہے۔ (مسلم) لیکن سوالات کے صحیح جواب اگر نہ مل سکیں تو استاد ومربی کو صحیح جواب بتا دینا چاہیے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا کہ درختوں میں ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اسکی مثال مسلمان کی طرح ہے، وہ درخت کونسا ہے؟ اس سوال پر لوگ جنگل کے مختلف درختوں (کی بحث) میں پڑ گئے، جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو انہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں بتا دیں! آپ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ (بخاری) یقیناً صحیح جواب بتانا مسنون اور مفید عمل ہے، اس کے

بعد طالب علموں سے تسلی آمیز گفتگو کرنی چاہیے اوران کے اندر درس وقرأت اورمطالعہ وتحقیق کا داعیہ پیدا کرنا چاہیے اورعلم دین حاصل کرنے میں محنت ولگن اورتوجہ والتفات کا جذبہ ابھارنا چاہئے اوراس سلسلہ میں تکلیف ومشقت برداشت کرنے کا خوگر بنانا چاہیے اور پیار ومحبت سے ان کوسمجھانا چاہیے کہ وہ اپنے قیمتی اوقات کوعلم دین کی طلب وحصول میں لگائیں اورایک لمحہ بھی ضائع نہ کریں، اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مفید طریقہ یہ ہے کہ طالب علموں کودرس کے اندروباہران کے نام یا کنیت سے خطاب کیا جائے، طالب علموں کونام یا کنیت سے مخاطب کرنے سے ان کے اندراپنائیت کا جذبہ موجزن ہوتا ہے اورعلم دین کے حصول کی طرف توجہ ولگن بڑھ جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کوان موقعوں پر نام وکنیت لیکر مخاطب فرماتے تھے، چنانچہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو انکا نام لے کر مخاطب فرمایا۔ (نسائی) نیز ایک دفعہ آپ ﷺ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے نام سے خطاب فرمایا۔ (مسلم) اسی طرح آپ ﷺ نے ایک موقع پر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کوان کی کنیت ابوالمنذر سے خطاب فرمایا۔ (مسلم) نام وکنیت سے خطاب محبت والفت، ربط وتعلق، قربت واپنائیت اورتوجہ التفات کے ضامن ہیں اوراس کے برعکس برے نام ولقب سے پکارنا نفرت وعداوت، بگاڑ وفساد اوربے توجہی وبے التفاتی پر منتج ہوتا ہے، اسلام میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

طلبہ کوغنیمت سمجھیں

طلبہ جوعلم حاصل کرنے کیلئے آرہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں ان کی وجہ سے پڑھانے والے معلمین ومعلمات کے تین فائدے ہیں ایک توان

کے ذریعہ معاش حاصل ہورہا ہے دوسرے علم تازہ ہوتا ہے بلکہ علم میں بڑھوتری ہوتی ہے کتابوں کے مطالع اورتحقیق وجستجو کی توفیق ہوتی ہے اورتیسری چیز جوسب سے اہم ہے دنیا وآخرت دونوں جہاں میں مفید ہے وہ ہے صدقہ جاریہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تواس کے اعمال کا دفتر بند کر کے رکھدیا جاتا ہے ہاں اگراس نے تین کاموں سے کوئی کام کیا ہے تواس کومرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہے گا اسی میں سے ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعہ نفع اٹھایا جائے یا تو کوئی کتاب تصنیف کردے جوبعد میں پڑھی جاتی رہے یا دوسروں کوپڑھادیا تو ظاہر ہے کہ جب تک طلبہ علم دین کی خدمت کرتے رہیں گے تواس کا ثواب پڑھانے والے کوملتا رہیگا اس لئے طلبہ کوغنیمت سمجھیں اورصحیح طور پرامانت سمجھ کران کوعلوم نبوت سے آراستہ کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ لْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

دعاء قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

صدر جلسہ، لائق صد احترام، معلمات عزیزہ طالبات! میں بلا کسی تمہید کے یہ بات عرض کئے دیتی ہوں کہ دعا انسان کو اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ اَلدُّعَاءُ سِلاَحُ الْمُؤْمِنِ دعا مومن کا ہتھیار ہے یعنی جسے آدمی اپنے دشمن سے بچاؤ کیلئے ہتھیاروں کا استعمال کرتا ہے اسی طرح مومن اپنے دشمنوں سے بچاؤ کے لئے دعا کا استعمال کرتا ہے مومن کے تین دشمن ہیں ایک ظاہری دشمن دوسرا باطنی دشمن جو چھپ کر وار کرتے ہیں ظاہری دشمن تو کفار ہیں اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن اور باغی ہیں کھاتے ہیں اللہ کی گاتے ہیں

غیروں کی اور جو اللہ تعالیٰ کا دشمن وہ مومن کا بھی دشمن اور دو دشمن جو چھپے طور پر وار کرتے ہیں وہ نفس اور شیطان ہیں جو ہر وقت مومن کے ایمان سلب کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اب ان تینوں دشمنوں سے بچاؤ کا راستہ دعا ہے ظاہری دشمن سے بچاؤ کیلئے مادی اسباب کی بھی ضرورت پڑے گی مگر نفس وشیطان سے حفاظت کیلئے دعا ہی ضروری ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرما دیا۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرونگا، ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتوں کا سوال کرتے رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ مانگنے سے خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تو انسانوں سے ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب بچپن میں تیری ماں تجھے مارا کرتی تھی لیکن تو پھر بھی اس کی آغوش میں پناہ لیا کرتا تھا۔ بھاگ کر اسی کی طرف جاتا تھا۔

کیا آپ کو لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو ایک ماں سے ستر گنا زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے جب ہم اس کی طرف بھاگتے ہیں تو وہ بڑھ کر ہمیں تھام لیتا ہے ہم ایک قدم اس کی طرف چلتے ہیں تو وہ دس قدم ہماری طرف آتا ہے ہم چل کر اس کی طرف جاتے ہیں اور وہ بھاگ کر ہماری طرف آتا ہے۔ اللہ اس قدر مہربان اس قدر Responding!! بن مانگے سب کچھ عطا کرنے والا۔ اسے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں پڑتی، اسکے سامنے کوئی وضاحت نہیں کرنی پڑتی۔ وہ تو دلوں کے بھید سے واقف ہے۔ سب عیاں ہے اس پر مظلوم کی آسمانوں کی طرف اٹھی ایک نظر..... دکھی دل کی تڑپ..... ٹوٹے دل کی پکار..... خاموش بہتے آنسوؤں کا راز..... جبین نیاز میں تڑپتے سجدوں، سب سے نہ صرف وہ اللہ واقف ہے بلکہ چارہ ساز بھی وہی ہے۔ ہمیں ہم سے بڑھ کر صرف وہی جانتا ہے۔ اور وہی قادر مطلق ہے۔ اس کا فضل ہو تو دعا کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ دھیان اس کی طرف لگ جاتا ہے۔ نیکی

کی توفیق ملنے لگتی ہے۔ اچھے کام خود بخود ہمارے ہاتھوں سے سرانجام پانے لگتے ہیں۔ گناہوں پر ندامت ہونے لگتی ہے اس کی مہربانی ہو تو اس کا احساس اس کا خیال ہر عمل ہر سوچ میں اس کی انگلی تھام لیتا ہے اس سے باتیں کرنے کی مشورے لینے کی عادت پڑنے لگتی ہے۔ اللہ مہربان ہو تو اللہ کے بندوں کے ساتھ مہربان ہونے کو جی چاہتا ہے اور اللہ نامہربان ہو جائے تو دعا چھن جاتی ہے ہم نے کچھ لوگوں کو کہتے سنا کیا کریں دعا مانگنے کو دل ہی نہیں چاہتا نماز پڑھکر بغیر دعا کئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ آپکو معلوم ہے یہ مایوسی کی انتہائی کیفیت ہے بزرگ کہتے ہیں یہ سختی اور عذاب کی ایک شکل ہے کہ آپ سے دعا چھن جائے۔ کیونکہ دعا اللہ سے آپ کی کمیونیکیشن، آپ کے رابطے کو بڑھاتی ہے۔ جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ دعا تو قرب الٰہی کی ایک شکل ہے اللہ پاک اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے بار بار اس سے مانگیں، اس سے سوال کریں اور وہ انہیں دیتا ہی چلا جائے، عطا کرتا ہی چلا جائے، نوازتا ہی چلا جائے۔ تمہارا پروردگار حیا والا اور بخشش والا ہے اور اپنے بندے سے جب وہ ہاتھ اٹھاتا ہے، حیا کرتا ہے کہ اسے خالی ہاتھ پھیرے۔ (ابوداؤد، الترمذی)

رحمت خداوندی غضب خداوندی سے وسیع

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ کی رحمت اللہ کے غضب سے زیادہ وسیع ہے اس کی رحمت لامحدود ہے، بندے کو جیسے جیسے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے ویسے ویسے اس میں عاجزی بڑھتی چلی جاتی ہے، اپنے گناہگار ہونیکا احساس بہت شدت سے ہونے لگتا ہے۔ پھر اللہ کے غضب سے بہت ڈر لگتا ہے لیکن اسکی کریمی اور رحمت پر نظر جاتی ہے تو دل کو سہارا سا ہوتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کہا جائے کہ سارے لوگ جنت میں جائیں گے سوائے ایک شخص کے تو مجھے خوف ہے کہ وہ ایک شخص میں ہی نہ ہوں، اور اگر مجھے بتایا جائے کہ ایک شخص کے سوا کوئی جنت میں نہیں جائے گا تو مجھے امید ہے کہ وہ ایک شخص عمر رضی اللہ عنہ ہی ہوگا۔

دعا پر اعتماد نیکی ہے لیکن جب ہم تنہائی اور خاموشی میں دعا مانگ رہے ہوتے ہیں تو اس یقین کا اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اللہ تبارک و تعالیٰ تنہائی میں ہمارے پاس ہے، وہ خاموشی کی زبان سمجھتا ہے دعا میں خلوص آنکھوں کو پرنم کر دیتا ہے اور یہی دعا کی منظوری کی دلیل ہے، دعا، چپکے چپکے عاجزی، ندامت، محبت، اور حضوری کا احساس لئے اللہ کو پکارتے رہنے کا نام ہے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ** دعا عبادت کا مغز اور گودا ہے اس سے دعا کی اہمیت کا اندازہ لگتا ہے عبادتوں کے بعد اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر مانگنے کی عادت ڈالیں اللہ کی ذات تو وہ ہے جو بندوں کے مانگنے پر خوش ہوتی ہے اور اللہ چاہتے ہیں کہ میرے بندے مجھ سے بار بار سوال کریں دنیا کا بڑا سے بڑا مالدار رئیس بھی مانگنے سے خوش نہیں ہوتا ایک دوبار دیکر بعد میں جھڑک بھی دے گا مگر اللہ تبارک و تعالی سے جو جتنا سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی نوازتے ہیں اور اس بندے سے اتنا ہی زیادہ خوش ہوتے ہیں اس لئے ہم دعا کرنے سے ہرگز نہ کترائیں۔ دعا اللہ تعالیٰ سے رابطہ کا ایک ذریعہ ہے۔ A Way of Communication Allah Pak دعا: رشتوں کی اذیت سے بچاتی ہے جب آپ لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں جن کے باعث آپ رنج میں ہوں، تکلیف اور اذیت میں ہوں تو اذیت کم ہو جائے گی، واقعۂ طائف یاد کیجئے، آقائے دوجہاں

ﷺ کے جوتے اہل طائف کے سلوک کے باعث خون سے بھرے ہوئے ہیں۔ آخر اس دعا کرنے میں کوئی تو راز ہے۔

دشمنوں کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے بددعا کرنیکی درخواست کی جارہی ہے مگر آپ ﷺ کیا فرمارہے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ ،اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ مجھے جانتی نہیں ہے کفار تو کس طرح اذیتیں دیں کیسی کیسی تکلیفیں پہونچائی لیکن آپ ﷺ ان کیلئے بددعا نہیں فرمائی بلکہ ہمیشہ ان کے حق میں دعاء خیر کرتے رہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں غرضیکہ حضور ﷺ ہر حال میں امت کی ہدایت کیلئے دعا ہی فرماتے رہے اور ہر وقت خوشی ہو یا غمی اللہ سے مانگا کرتے اور امت کو بھی یہی تلقین فرمائی کہ تمہیں جو کچھ مانگنا ہو اللہ ہی سے مانگا کرو غیروں کے سامنے ہاتھ مت پھیلاؤ۔

ماشاءاللہ سے گڑگڑا کر مانگو

اللہ رب العزت اس بندے سے جو اللہ سے مانگتا ہے بہت خوش ہوتے ہیں۔ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً تم اپنے رب کو پکارو گڑگڑا کر اور آہستہ سے حدیث شریف میں ایک مثال دی گئی ہے کہ ایک شخص کہیں سفر پر جارہا ہے اونٹنی پر توشۂ سفر رکھے ہوئے ہے راستہ میں ایسی جگہ اس کی اونٹنی گم ہوگئی جہاں کھانے کیلئے کوئی چیز اور پینے کیلئے ایک قطرہ پانی تک میسر نہیں وہ شخص زندگی سے مایوس ہوکر ایک درخت کے پاس ٹیک لگا کر موت کی نیت سے سوجاتا ہے کہ اب تو مرنا ہی پڑے گا اسکو نیند آجاتی ہے پھر یکایک اس کی نیند کھلتی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی اونٹنی مع ساز وسامان کے اس کے پاس کھڑی ہے یہ منظر دیکھ کر وہ اتنا خوش ہوتا ہے کہ کہتا اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں یعنی خوشی میں

زبان سے الٹی بات کہہ دیا اسے کہنا چاہیے تھا کہ اے اللہ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے اور مانگتا ہے تو میں اس سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہوں شاعر کہتا ہے۔ ؎

تو وہ داتا ہے کہ دینے کیلئے
در تیری رحمت کے ہر دم ہیں کھلے

قصور ہمارا ہے کہ ہم اللہ سے دعا مانگتے نہیں جب ہم دعا کریں گے گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی حمتوں سے نوازیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مخلوط تعلیم اور مخلوط ملازمت معاشرہ کی تباہی کا باعث

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! آج کے ترقی یافتہ دور میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی ضروری ہوگئی ہے بالکلیہ اس کا انکار تو نہیں کیا جاسکتا ہے البتہ عصری علوم کے حاصل کرنے کا جو طریقہ رائج ہے اور نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں یہ طریقہ صحیح نہیں ہے ظاہر ہے کہ جب نوجوان لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کریں گے تو گناہوں سے کبھی بھی بچ نہیں سکتے اور پھر عصری علوم حاصل کرکے خواتین ملازمت بھی اختیار کرتی ہیں

جہاں غیروں کے ساتھ آفسوں میں ملازمت کرنی پڑتی ہے کبھی رات ڈیوٹی کبھی دن ڈیوٹی گویا ایک طویل عرصہ غیروں کے ساتھ گذارنا پڑتا ہے جہاں گناہوں سے بچ جانا بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن ہے کیوں کہ پٹرول بھی ہو اور ماچس بھی لگایا جائے اور آگ نہ لگے ایسا ناممکن ہے۔ کیونکہ اسلام نے پردے کو لازم اور ضروری قرار دیا ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ مخلوط تعلیم سے احتیاط کی جائے اور مخلوط ملازمت سے بچا جائے اور اسلام نے تو گھر کی پوری ذمہ داری مرد کے سر ڈالی ہے پھر عورت کو ملازمت کرنیکی ضرورت کیا ہے ہاں اگر مزید پیسہ کمانا مقصد ہے چونکہ پیسہ بھی وقت کی اہم ضرورت ہے تو اس کے اسلامی قوانین وضوابط کی روشنی میں پیسہ کما کر اپنی معاشی حالت بھی درست کی جاسکتی ہے پردے کیساتھ کوئی کام کرے اس سے منع نہیں کیا گیا ہے اور اگر کوئی ایسا ہنر ہو جو گھر کے اندر رہ کر ہی کرلیا جائے تو اور بھی اچھا ہے بلکہ آج کل کی خواتین کو ایسے ہنر بھی سیکھنا چاہیے تاکہ وہ بھی خود کفیل رہیں اور معاشی حالت درست ہے۔

گھر کی ترقی سے معاشرہ ترقی کرتا ہے

دو باتیں سمجھ لیجیے۔ ایک تو یہ کہ معاشی ترقی میں عورت کا کردار انتہائی اہم، ناگزیر اور فعال ہے، دوسرا یہ کہ یہ کردار پس پردہ ہے۔ معاشی ترقی میں عورت کی شرکت اور اس سے بڑھ کر اس کے حصے کا مطلب یہ لیا گیا کہ عورت گھر سے باہر نکلے اور ملازمت کرے۔ گویا عورت کی ملازمت معاشی ترقی کے لیے ناگزیر سمجھی گئی۔ خود امریکا میں مردوں کی ملازمت کی شرح ۷۵ فی صد سے گھٹ کر ۵۵/۶۰ فی صد ہو رہی ہے اور عورتوں کی شرح ملازمت بڑھ کر ۵۰ فی صد سے زیادہ ہو رہی ہے۔ گویا جس مالی ذمہ داری سے اسلام نے عورت کو بری الذمہ رکھا تھا، مغرب نے

اس بوجھ کو عورت پر لاد دیا، ایک اور اہم بات یہ ہے کہ وہاں بھی میاں بیوی یا جو بھی پارٹنرز ہیں، آٹھ دس گھنٹوں کی ملازمت کے بعد جب گھر پہنچتے ہیں تو گھریلو امور کی جتنی کچھ بھی انجام دہی کرنی ہو، وہ اسی عورت سے توقع کی جاتی ہے، جو خود بھی کئی گھنٹوں کی تھکا دینے والی ملازمت کرکے گھر لوٹتی ہے۔

دیکھئے مرد گھر سے نکلے اور ملازمت اختیار کرے تو کچھ نہ کچھ مسائل حل ہوتے ہیں، لیکن جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو اصل میں ہمہ جہت مسائل کا آغاز ہوتا ہے۔ مغرب، خاتون خانہ کو Stay at home Ladies کا عنوان دیتا ہے۔ اس طرح وہ برسرِ روزگار عورت کی تعریف پر پوری نہیں اترتی خواہ وہ گھر میں کتنا ہی کام کرتی ہو اور گھر والوں کی خدمت میں چاہے کتنا ہی مصروف رہتی ہو، لیکن اس کا معاشی ترقی میں کوئی کردار تصور نہیں کیا جاتا، بظاہر اقتصادی ترقی اور معاشی سرگرمیوں میں اس کا براہ راست کردار نہیں ہے، لیکن اگر ایک عورت اپنے شوہر، بھائی، بیٹوں اور والدہ کو اس طرح سہولت و آرام فراہم کرے کہ گھر کے مرد مل کر معاشی ترقی میں احسن انداز میں کام کرتے ہیں تو کیا یہ کردار معاشی ترقی میں شمار نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ایک خاتون سلائی جانتی اور پکوان سے واقف ہے، بجٹ کے حساب سے گھر کو چلانے کی استعداد رکھتی ہے، اس طرح وہ گھر میں آسودگی اور معاشی ترقی کا باعث بنتی ہے، گھر معاشرے کا ایک بنیادی یونٹ ہے اس لیے اگر گھر میں ترقی ہو رہی ہے تو کیا معاشرہ ترقی نہیں کرے گا۔ یہ تصویر کا ایک ایسا رخ ہے جس پر ہمیں سوچنا چاہیے۔

مغربیت نے خواتین کی فلاح کے لیے جس راستے کا انتخاب کیا ہے وہ بجائے خود بگاڑ کا راستہ ہے اور اب تک کے حقائق اس کی تائید کر رہے ہیں، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ الہامی تعلیمات کے بغیر ان کی کوئی تشریح ممکن نہیں ہے اور نہ کوئی

ماڈل قابل عمل ہوسکتا ہے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ دنیا کا کوئی قانون، آئین، ملک، نظریہ مرد اور عورت (میاں بیوی) کے درمیان انصاف اور عدل پر مبنی تعلقات، حقوق و فرائض اور توازن کو بیان نہیں کرسکتا۔

اس توازن کو صحیح طور پر بیان کرنے کیلئے الہامی تعلیمات کا ہونا ضروری ہے اور اس وقت روئے زمین پر الہامی تعلیمات صرف اسلام ہی کے پاس ہے اسلام نے مرد و عورت کے توازن کو قائم کرنے کیلئے جو اصول و قوانین بیان کئے ہیں وہی اصول لاگو کرنے کے لائق ہیں اور انہیں قوانین و اصول کی پابندی کرنے میں معاشرے کی تباہی کو دور کیا جاسکتا ہے اور صالح معاشرے کی تشکیل کی جاسکتی ہے، عورت نے جب گھر سے باہر قدم رکھا تو فتنے کے دروازے کھل گئے عورت پردے میں رکھنے کی شئی ہے نہ کہ اس کو روزی کمانے کی ذمہ داری دے کر مصیبت میں مبتلا کئے جانے کی عورت کی تخلیق کچھ اس طرح خالق کائنات کی ہے کہ وہ گھر کے چھوٹے چھوٹے کام انجام دے۔

عورت کی جسمانی ساخت مشقت کے کاموں کی متحمل نہیں

یہاں پر صرف مرد اور عورت کی برابری (Gender Equality) کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ تصور کیا گیا کہ عورت بھی مردوں کے شانہ بشانہ کام کرے وہی کام کرے، اور ویسا ہی کام کریں جیسا کہ مرد کرتے ہیں۔ مرد وزن کی برابری کا مطلب یہ لیا گیا کہ وہ ٹریفک وارڈن بن جائیں اور ٹریفک کے روانی کو کنٹرول کریں (پچھلے دنوں دیکھا کہ ۴۳،۴۴ ڈگری گرمی کی شدت میں خواتین ٹریفک وارڈن کی حیثیت سے ڈیوٹی انجام دیتی رہی ہیں۔ سخت دھوپ میں وہ بیچاری خود ہی ہلکان ہو رہی تھیں۔ کجا یہ کہ ٹریفک کی روانی کو قابو میں کرتیں) جہاز اڑائیں، پیٹرول

پمپ پر فیول بھریں، فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ میں ملازمت کریں، مساج ہاؤس یا مراکزِ مالش میں خدمات فراہم کریں، مزار قائد پر کیڈٹ کے فرائض انجام دیں اور گھنٹوں ساکت وجامد کھڑی رہیں۔

شیطانی چالیں

اگر ترقی کی اس دوڑ میں عورت اپنا کردار پس پردہ طے کرلے تو کیا شرح ملازمت میں کمی آجائے گی؟ نہیں، تاہم یہ ضرور ہے کہ فیشن کی چکا چوند، دنیا میں ماند پڑ جائے گی، بیوٹی فی کیشن کی رنگین دنیا پھیکی ہوجائے گی۔ ۱۰ارب ڈالر کی یہ آرائش حسن کی صنعت جس کا غالب حصہ شیطان اوراس کے ایجنٹوں کی جیب میں چلا جاتا ہے، سرد ہوجائے گی، اگر معاشی ترقی میں عورت اپنا کردار ادا کرنے کے لیے مردوں کے شانہ بشانہ کام انجام دینے کا بیڑا اٹھائے تو یہ شیطان کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہونے کے مترادف ہوگا۔اس میں ایک اہم بات نوٹ کرلیجیے کہ خاتون کی گھر واپسی بہت مشکل ہوگی، اس معاشی دوڑ میں عورت آگے جاتے جاتے اپنے غلط کاموں کو منوانے کی کوشش کررہی ہے جائز کے بعد اسفل سے اسفل کردار لیکن خوش نما انداز میں اور دل فریب اصطلاحات کے پردوں میں اپنی جگہ بناتی چلی جاتی ہے، پہلے جسم فروش (prostitutes) اور فاحشہ کی اصطلاح عام تھی، ایک بری اور گندی اصطلاح، جس میں فرد کا کردار بھی معیوب سمجھا جاتا تھا، پھر اقوام متحدہ نے اپنی چھتری تلے اس اصطلاح کو اعزاز بخشا اور اسے سیکس ورکر یا جنسی کارکن کا نیا عنوان دیا اب جس طرح ایک خاتون محنت مزدوری کرتی ہے اور اپنا پیٹ پالتی ہے، کہا گیا کہ اسی طرح یہ بھی محنت مزدوری کرتی ہے یہ بھی ورکر ہے بس سیکس ورکر ہے تو کیا ہوا؟ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِکَ ۔

عورت ایک کھلونا بن گئی ہے

مختلف کمپنیاں اپنی اشتہاری مہمات کیلئے عورتوں اور اپنی ملازم خواتین سے وہ کام لیتی ہیں کہ درندے بھی سرما جائیں، اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا (الفرقان ۲۵:۴۴) یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے، مگر یہ سب انہوں نے کیوں کیا؟ اس لیے کہ یہ بقا کی اور مارکیٹ کی جنگ ہے ملازمت کا مسئلہ ہے مارکیٹنگ مقابلے کا طرق کار ہے، اسی لیے عرض ہے کہ گھر واپسی تو کیا ہوگی، ملازمت کی مجبوری اور تشخص کی بحالی کے نام پر ان حدوں تک اس عورت کو لے جایا جارہا ہے کہ اَلْاَمَان وَالْحَفِيْظ، بلکہ اس کے ساتھ عورت کو یوں گلیمرائز یا بنا سنوار کر پیش کیا جارہا ہے کہ وہ عورت کے بجائے ایک کھلونا معلو ہوتی ہے۔

غریب گھرانے کی یہ حالت

آزادی اور مرد وزن کی برابری کے عنوان سے جب یہ عورت مجبوراً یا شوقیہ معاشی ترقی کی دوڑ میں گھر سے باہر نکلی تو اخلاقی نظام منہدم ہوا، کوئی تصور نہیں کرسکتا تھا کہ شریف گھرانوں کی لڑکیاں ہاتھ میں بیگ اٹھائے، رات کے اوقات میں سپر اسٹورز کے دورے کریں گی، ڈاکٹروں سے ملاقاتیں ہوں گی، میڈیکل اسٹور اور فارمیسی میں دواؤں کے آرڈر حاصل کریں گی، اور رات گئے گھر واپس ہوں گی۔ کیا اس سے اخلاقی بحران نہیں پیدا ہورہا؟ پچھلے دنوں ایک نوجوان لڑکی کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ ایک معروف فاسٹ فوڈ ریسٹورنٹ میں ویٹرس کی حیثیت میں جاب کرتی ہے، اس کا تعلق ایک غریب گھرانے سے ہے اور وہ ایک پسماندہ علاقے میں رہتی ہے، اب یہ لڑکی جینز اور شرٹ پہنے چھوٹے سے محلے کے کچے سے مکان سے

نکل کر جاب پر جاتی ہے، جہاں سر سے دوپٹہ سرک جائے تو گھر کے بڑے توجہ دلاتے تھے، جہاں حجاب اختیار کرنے کی تہذیب سکھائی جاتی تھی، وہاں پر اب یہ مناظر عام ہیں اس طرح کے لباس کا تصور ان کے خاندان کے بزرگوں نے خواب وخیال میں نہ کیا ہوگا، لیکن اب رفتہ رفتہ اس تبدیلی کو قبول کرنے کا رجحان بھی بڑھ رہا ہے اور پرفریب جاب کے خوش نما اسٹیٹس کے ساتھ نوجوان لڑکیاں معاشی کردار ادا کر رہی ہیں۔ اگر یہ کام خواہ مجبورا انجام دیے جا رہے ہوں اور مہنگائی نے یہ راستہ دکھایا ہو، یہ سوال کہ مہنگائی کیوں بڑھ رہی ہے یہاں زیر بحث نہیں، البتہ اتنا ضرور ہے کہ اس کا تعلق بھی اخلاقی ضابطوں کو توڑنے سے ہے۔

لڑکیوں کی ملازمت گمراہی کا دروازہ

ضمناً ایک بات یہ بھی ہے کہ تعلیمی اداروں کا اس میں بڑا اہم کردار ہے، میری نظر میں تعلیم پہلے نیشنلائز سے پرائیویٹائز ہوئی، پھر یہ کمرشلائز ہوگئی، اب یہ سیکولرائز سے گلیمرائز ہو چکی ہے، یہ سب کچھ اسٹیٹس اور ڈگریوں کے نام پر ہو رہا ہے۔ مخلوط تعلیم کے درجنوں ادارے قائم کیے گئے ہیں، اگر آپ ۱۹۹۷ء سے اب تک پچھلے دس بارہ سال میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی قیام کی رفتار اور ان کے اثرات کا جائزہ لیں تو بگاڑ کو سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے، دورانِ تعلیم ہی طالبات کو معاشی کردار ادا کرنے کے لیے ملٹی نیشنل کمپنیاں سنہری پیکیجز پیش کر رہی ہیں، مگر لڑکوں پر ایسی عنایات کم ہی دکھائی دیتی ہیں، یہ مشاہدہ ہے کہ عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ ملازمت میں آئیں، مخلوط تعلیم اور مخلوط ملازمت عام ہوئی تو فیشن کا کاروبار بڑھا، اس سے گھر کی معیشت پر بوجھ بڑھا اور معاشرے میں مصنوعی مسابقت کا رجحان بڑھا، خواتین جسمانی کمزوریوں اور بیماریوں کے ساتھ ساتھ

اعصابی مسائل کا شکار ہوئیں، خوف وہراس اور عدم تحفظ کے سبب نفسیاتی مسائل سامنے آئے۔ عورت کو اپنے اس موجودہ کردار سے کتنا اور کیا فائدہ ہوا؟ ایک رپورٹ کی درج ذیل الفاظ خود حقیقت بیان کر رہے ہیں دنیا کی آبادی میں عورتوں کی تعداد ۵۱ فی صد ہے، ان میں سے ۶۶ فی صد ملازمت کرتی ہیں مگر ۱۰ فی صد آمدنی حاصل کرتی ہیں لیکن ایک فیصد سے بھی کم جایداد کی مالک ہوتی ہیں۔

(اقوام متحدہ، جنوبی ایشیا ۲۱ویں عالمی کانفرنس ۲۰۰۱ء)

معاشرے کی اصلاح اسلامی طریقہ میں

حالات و واقعات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نظام اور اسلامی قوانین ہی فطرت انسانی کے عین موافق ہیں مرد وعورت کیلئے جو الگ الگ ذمہ داریاں اسلام نے ڈالی ہیں عورتوں کیلئے گھر کی چہار دیوارں کو لازم اور ضروری قرار دیا اور کسب معاش کی مکمل ذمہ داری مرد کے سر ڈالی ہے اور گھریلو ذمہ داری عورت کے سپرد کردی اور اسی گھر کا نظام صحیح چل سکتا ہے جس میں عورت کو کسب معاش کیلئے دوڑ دھوپ نہ کرنی پڑے صرف گھریلو ذمہ داری ہی نبھائے اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

دوزخ میں عذاب کی مختلف صورتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صدر احترام معلمات، صدر جلسہ، ماؤں اور بہنو! یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت میں اس عمل کا نتیجہ ملنے والا ہے یہاں جیسا عمل کریں گے اچھا یا برا مرنے کے بعد ویسا ہی بدلہ پائیں گے جو اللہ کی مرضیات پر زندگی گذاریں گے ان کو جنت ملے گی جہاں طرح طرح کی نعمتیں اور راحت کی چیزیں دستیاب ہیں ایسی نعمتیں انسان جن کا تصور ہی نہیں کرسکتا نہ ہی آنکھوں سے ایسی نعمتوں کا کبھی مشاہدہ کیا ہوگا اور نہ ہی کانوں سے ایسی نعمتوں کے تعلق سے سنا ہوگا اور ایک دو سال کیلئے یہ نعمتیں نہیں ہونگی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی کبھی ختم ہونے والی نہیں، لیکن جو لوگ اللہ کی

نافرمانی کر کے زندگی گذریں گے انکو مرنے کے بعد جہنم میں داخل ہونا پڑیگا جہاں عذاب کی بہت ساری چیزیں ہونگی انسان درد سے چیخ و پکار لگائے گا، مگر اس کی ایک بھی نہ سنی جائیگی اور ہمیشہ ہمیشہ اسی تکلیف میں مبتلا رہے گا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (بلاشبہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے) سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ جہنم کے متعدد طبقے ہیں، اکابر نے ان طبقوں کے نام اور ان طبقوں والوں کی تفصیل اس طرح بتائی ہے جس کا نام ہاویہ ہے اور دوسرا طبقہ جو ہاویہ کے اوپر ہے مشرکین کے لئے ہے جس کا نام جحیم ہے پھر جحیم کے اوپر تیسرا طبقہ سقر جو لا مذہب فرقہ صائبین کے لئے ہے، چوتھا طبقہ جو سقر سے اوپر ہے نظی ہے وہ ابلیس اور اس کے متبعین کے لئے ہے اور اس کے اوپر پانچواں طبقہ یہود کے لئے ہے جس کا نام حطمہ ہے، اور چھٹا طبقہ سعیر ہے جو نصاری کے لئے ہے اور سب سے اوپر ساتواں طبقہ جہنم ہے جو گنہگار مسلمانوں کیلئے ہے اسی پر پل صراط قائم ہوگی اور گو سب طبقات پر لفظ جہنم کا اطلاق آیا ہے لیکن اصل میں اسی ایک طبقہ کا نام جہنم ہے یہ بھی لکھا ہے کہ طبقات جہنم کے ہر دروازے سے دوسرے دروازے تک سات سو برس کی مسافت ہے۔

مصیبت ناک گردن

رسول خدا ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی اور دو کان ہوں گے جن سے سنتی ہوگی اور ایک زبان ہوگی جس سے بولتی ہوگی وہ کہے گی، میں تین شخصوں پر مسلط کی گئی ہوں (۱) ہر سرکش ضدی پر (۲) ہر اس شخص پر جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا (۳) تصویر بنانیوالے پر۔ (ترمذی)

آج کل لوگ تصویر کشی کو معمولی چیز سمجھتے ہیں اور اسے گناہ ہی تصور نہیں کرتے خصوصا شادیوں اور سیر وسیاحت کیلئے جب پارکوں میں جاتے ہیں تو بڑی شان کے ساتھ تصویریں کھینچتے ہیں اور کبھی یہ خیال تک نہیں آتا شریعت نے اس سے منع کیا ہے اور ہم اسکی وجہ سے سخت گناہ میں مبتلا ہو رہے ہیں اور آخرت میں سخت عذاب سے ہمیں دوچار ہونا پڑے گا، بہر حال جہنم کا ایک طبقہ حطمہ ہے جسکو سورہ ہمزہ میں بیان کیا گیا ہے۔

حطمہ کیا ہے؟

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ فِیْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ. (ہمزہ) حطمہ سلگائی ہوئی اللہ کی وہ آگ ہے جو دلوں تک جا پہنچے گی، وہ آگ ان پر لمبے لمبے ستونوں میں بند کردی جائے گی۔

دنیا میں کسی کو آگ لگتی ہے تو دل تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کی روح نکل جاتی ہے لیکن دوزخ میں چونکہ موت ہی نہ آئے گی اس لئے سارے بدن کے ساتھ دلوں پر بھی آگ چڑھی بیٹھی ہوگی اور خوب جلائے گی آگ بند کردی جائے گی، یعنی دوزخیوں کو دوزخ میں بھر کر آگے سے دروازے بند کردیے جائیں گے کیونکہ اس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا نکلنا تو نصیب ہی نہ ہوگا لمبے لمبے ستونوں کا مطلب یہ ہے کہ آگ کے اتنے اتنے بڑے شعلے ہوں گے جیسے ستون ہوتے ہیں اور دوزخی اس میں بند ہوں گے۔ (بیان القرآن)

دوزخ پر مقررہ فرشتوں کی تعداد

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ۔ (مدثر) دوزخ پر انیس فرشتے مقرر ہوں گے۔ ان انیس میں سے ایک مالک ہے اور باقی خازن ہیں، اور گو دوزخیوں کو سزا دینے کے لئے ان

میں کا ایک فرشتہ بھی کافی ہے مگر مختلف قسم کے عذاب دینے اور عذاب کے انتظام کے لئے ۱۹ فرشتے مقرر ہیں۔ جن کے متعلق سورہ تحریم میں ہے۔ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ اس پر سخت اور مضبوط فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کی (ذرا) نافرمانی اس کے حکم میں نہیں کرتے اور جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ بیان القرآن میں درمنثور سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ پر مقرر شدہ فرشتوں میں سے ہر ایک کی تمام جنات اور انسانات کی برابر قوت ہے۔

کافروں کو جہنم کی طرف ہنکایا جائیگا

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰی جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰی وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَی الْكٰفِرِيْنَ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَكَبِّرِيْنَ. (زمر ۷۱۔۷۲) جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جاویں گے یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہونچنے لگے تو اس کے دروازے کھول دیئے جاویں گے اور ان سے دوزخ کے محافظ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہیں لوگوں میں سے پیغمبر نہ آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھکر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے وہ کافر کہیں گے ہاں لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا کہا جاوے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو اور ہمیشہ اس میں رہا کرو غرض تکبر کرنیوالوں کا برا ٹھکانہ ہے۔ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اِذَآ اُلْقُوْا

فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَّ هِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ. (سورہ ملک پ۲۹) اور جولوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اوروہ بری جگہ ہے جب یہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تواس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اوروہ اس طرح جوش مارتا ہوگا جیسے ابھی غصہ کی وجہ سے پھٹ پڑے گا۔سورہ نبا میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتے ہیں۔اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا لّٰبِثِيْنَ فِيْهَا اَحْقَابًا لَّايَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا جَزَآءً وِّفَاقًا اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا وَّكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا (بےشک دوزخ ایک گھات ہے یعنی عذاب کے فرشتے تاک اورانتظار میں ہیں کہ کافرآویں توان کو پکڑتے ہی عذاب دیں) سرکشوں کا ٹھکانہ ہے جس میں وہ بےانتہا زمانوں پڑے رہیں گے اس میں نہ توکسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اورنہ پینے کی چیز کا بجزگرم پانی اور پیپ کے یہ پورا بدلہ ملے گا وہ لوگ حساب کا اندیشہ رکھتے تھے اورہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے اور ہم نے ہر چیزلکھ کرمحفوظ کررکھا ہے سومزہ چکھوہم تم کوسزا ہی بڑھاتے چلے جائیں گے۔

دوزخی موت کی تمنا کریں گے

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا. (فرقان) جب وہ دوزخ ان کو دور سے دیکھے گا تو وہ دیکھتے ہی اس قدرغضب ناک ہوکر جوش مارے گا کہ وہ لوگ دور ہی سے اس کا جوش وخروش سنیں گے اور جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑکرڈال دیئے جائیں گے تووہاں موت ہی موت پکاریں گے۔

ابھی جہنم دوزخیوں سے سوسال کے فاصلہ پر ہوگا کہ اس کی نظریں ان پر پڑیں گی اوران کی نظریں اس پر پڑیں گی۔وہ دیکھتے ہی پیچ وتاب کھائے گا،اور جوش وخروش سے آوازیں نکالے گا جن کو وہ سن لیں گے اور جب اس میں دھکیل دیئے جائیں گے توموت کوپکاریں گے یعنی جیسے دنیا میں کسی مصیبت کے وقت کہتے ہیں ہائے مرگئے۔ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اِذَا رَاَتْهُمْ کوتلاوت فرماکردوزخ کی دوآنکھیں ثابت فرمائیں۔(ابن کثیر)

دوزخ کے سانپ اوربچھو

رسول خدا ﷺ نے ارشادفرمایا کہ بے شک دوزخ میں بڑی لمبی گردنوں والے اونٹوں کی برابر سانپ ہیں جن کے زہریلے مادہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایک بار جب ان میں سے ایک سانپ ڈسے گا،تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا پھرفرمایااور بے شک دوزخ میں پالان سے لدے ہوئے خچروں کی طرح بچھو ہیں جن کے زہریلے مادہ کی حقیقت یہ کہ ایک بار جب ان میں سے ایک بچھو ڈسیگا تودوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا۔

قرآن شریف میں ہے زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ الآیہ (یعنی ہم ان کے لئے عذاب پرعذاب بڑھادیں گے اس شرارت کے بدلے جووہ کرتے تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ آگ کے عام عذاب کے علاوہ ان کے لئے یہ عذاب بڑھادیا جاوے گا کہ ان پربچھو مسلط کئے جائیں گے جن کے کیلئے بڑے دانت لمبی لمبی کھجوروں کے برابر ہوں گے۔

(قال فی الترغیب رواہ ابویعلی والحاکم و قال صحیح علی شرط الشیخین)

دوزخ کا سائبان

آج دنیا کے اندر جو لوگ آخرت کو جھٹلاتے ہیں آنکھیں بند ہونگی تو معلوم ہو جائیگا کہ ہم نے جو کچھ جھٹلایا اور مذاق اڑایا سب صحیح نکلا ہمارا نظریہ اور عقیدہ سب غلط ثابت ہوا اور اب یہاں سوائے عذاب کے کوئی چارہ نہیں سورہ مرسلات میں رب العلمین ارشاد فرماتا ہے۔ اِنْطَلِقُوْا اِلٰی مَا کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّاظَلِیْلٍ وَّلَایُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ کَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ کفار سے کہا جائیگا تم اس عذاب کی طرف چلو جسکو جھٹلایا کرتے تھے ایک سائبان کی طرف چلو جسکی تین شاخیں ہیں جس میں نہ سایہ ہے اور نہ گرمی سے بچاتا ہے وہ انگارے برساویگا جیسے بڑے بڑے محل جیسے کالے کالے اونٹ اس روز حق کے جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے، هٰذَا یَوْمُ لَایَنْطِقُوْنَ وَلَایُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ یہ ایسا دن ہوگا کہ وہ بول بھی نہ سکیں گے اور نہ ہی ان کو اجازت دی جائے گی کہ معذرت کریں، دوزخ کی ہولناکی بڑی سخت ہوگی نہ آدمی کو موت آئیگی کہ عذاب سے چھٹکارا پا جائے اور نہ ہی عذاب ٹلے گا اور ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوتا رہیگا اور جب سب جنتی کو جنت میں بھیج دیا جائیگا اور دوزخی کو دوزخ میں تو موت کو بھی موت آجائیگی تو جنتی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جنت اور دوزخی ہمیشہ کیلئے دوزخ میں رہیں گے اللہ ہم سب کو جنت میں داخل فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اسلام میں بیٹی کی عظمت اور اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَاتَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات! آج میری تقریر کا موضوع ہے اسلام میں بیٹی کی عظمت اور اہمیت اس عنوان سے بارہا آپ نے بہت سی باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں سنی ہونگی میں بھی کوئی بات نہیں بلکہ قرآن وحدیث اور علماء واکابرین کے فرمودات کی روشنی میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اسلام کی آمد سے قبل سرزمین صحابہ بلکہ پورے عرب اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا روئے زمین کے اکثر حصوں پر بیچاری بیٹیوں کی عزت وقعت نہ تھی بڑی ہی کسمپرسی کے عالم میں اپنی زندگی کے ایام گذار رہی تھیں قرآن کریم نے اہل مکہ کے تعلق سے انکی دختر کشی کو ذکر کیا اور احادیث کے اندر بھی رونگٹے کھڑے کردینے والے چند واقعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مکہ میں ہم عورتوں کو بالکل ہیچ سمجھتے تھے۔ البتہ مدینہ میں نسبتاً ان کی عزت وقدر

تھی، لیکن جب اسلام آیا اور اللہ نے ان کے متعلق قرآنی آیات نازل فرمائیں تو ہمیں ان کی قدر و منزلت معلوم ہوئی‘‘۔ (صحیح بخاری)

بیٹیوں کی پرورش کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی گئی ہے روایت ہے کہ بیٹیاں تمہاری نیکیاں ہیں اور بیٹے اللہ کی نعمت ہیں اور نعمت پر شکر ادا کرنے پر نعمت میں اضافہ کا وعدہ ہے اب وہ لوگ سوچیں، جو بیٹی کی پیدائش پر افسوس اور ندامت کا اظہار کرتے ہیں۔ بیٹی کی پیدائش پر بھی ویسی ہی جائز خوشی کا اظہار کرنا چاہیے جیسا کہ بیٹے کی ولادت پر کیا جاتا ہے‘‘ اس عورت کو مبارک اور بابرکت فرمایا گیا جس کے ہاں اولاً بیٹی کی ولادت ہو۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ہاں کوئی بیٹی یا بہن ہو اور وہ اسے نہ تو زندہ درگور کرے (جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا کہ لوگ فقر کے خوف سے بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کردیتے تھے اور آج کے ترقی یافتہ اور مہذب دور میں بھی ایسے متعدد واقعات سامنے آتے ہیں) نہ اس کو ذلت وحقارت کے ساتھ رکھے اور نہ دینے دلانے وغیرہ میں اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اس کو (سابقین وصلحاء کیساتھ) جنت میں داخل کرے گا۔ (سنن ابوداؤد)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص تین بیٹیوں یا ان ہی کی طرح تین بہنوں کی پرورش کرے اور پھر ان کی تربیت کرے اور ان کے ساتھ پیار وشفقت کا برتاؤ کرے یہاں تک کہ اللہ ان کو بے پرواہ بنا دے (یعنی وہ بڑی ہو جائیں اور بیاہ دی جائیں) تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا مستحق گردانتا ہے۔ یہ سن کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا دو بہنوں یا دو بیٹیوں کی پرورش کرنے پر بھی یہ اجر ملتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں دو پر بھی یہ اجر ملتا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دو بیٹیوں کی پرورش اور دیکھ بھال کرے یہاں تک کہ وہ بلوغ کی

حد تک پہنچ جائیں (شادی بیاہ کے بعد اپنے خاوند کے پاس چلی جائیں) تو وہ شخص قیامت کے روز اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ اس طرح ایک دوسرے کے قریب ہوں گے: یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو باہم ملا کر دکھایا۔ (صحیح مسلم)

بیٹی کے ساتھ حسن سلوک بہترین صدقہ

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں بہترین صدقے کے بارے میں بتاؤں؟ اور وہ صدقہ اپنی اس بیٹی کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے جو تمہارے پاس واپس بھیج دی گئی ہے اور جس کیلئے تمہارے علاوہ اور کوئی کمانے والا نہیں ہے یعنی اگر تمہاری بیٹی کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی ہو اور نہ تو اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ معاش ہو جس سے وہ اپنی زندگی کے دن بورے کر سکے اور نہ کوئی بیٹا اور کوئی ایسا خبر رکھنے والا جو اپنی کمائی کے ذریعہ اس کیلئے گذر بسر کا سامان زیست فراہم کر سکے بلکہ صرف تم ہی اس کیلئے واحد سہارا بن سکتے ہو اور وہ ناچار تمہارے گھر آ گئی ہو تو تمہاری طرف سے اس کی کفالت اور اس کے ساتھ حسن سلوک ایک بہترین صدقہ ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

بیٹیوں کی پرورش دخول جنت کا ذریعہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک دن میرے پاس ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں بھی تھیں، اس نے مجھ سے سوال کیا (یعنی مجھ سے کچھ مانگا)، لیکن اس کو دینے کیلئے میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہیں مل سکا) (یعنی اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے علاوہ اور بھی کچھ نہیں تھا) چنانچہ میں نے اس کو وہی ایک کھجور دے دی، اس نے اس کھجور کو آدھی آدھی اپنی

دونوں بچیوں کو بانٹ دیا اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا اور پھر وہ اٹھی اور باہر چلی گئی۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے میں نے آپ ﷺ سے اس عورت کا یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص ان بچیوں میں سے کچھ یعنی ایک یا دو اور زیادہ لڑکیوں کی وجہ سے ابتلا و آزمائش میں مبتلا کیا جائے اور وہ ان بچیوں کیساتھ حسن سلوک کرے تو وہ بچیاں اور ان کے ساتھ کی گئی نیکی اس کیلئے دوزخ کی آگ سے پردہ بنیں گی'' (بخاری ومسلم) یعنی ایک بات یہ بیان کی گئی کہ اگر کسی شخص کی بیٹیاں ہی بیٹیاں ہوں تو اس کو ان کیساتھ بدسلوکی کرنے کے بجائے ان کی شفقت ومحبت کے ساتھ سرپرستی کرنی چاہیے۔ ان کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنا چاہئے اور ان کے ساتھ مہربانی لطف و کرم اور حسن سلوک اس وقت تک کرنا چاہئے جب تک ان کی شادی نہ ہو جائے جو شخص ایسا کریگا نبی کریم ﷺ اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں اسی طرح اس بھائی کیلئے حکم ہے جس کی چھوٹی چھوٹی بہنیں ہوں، اسے بھی اپنی ان بہنوں کو وبال جان نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ ان کا پورا خرچ برداشت کرنا چاہئے اور انکو علم دین داری کے زیور سے آراستہ کرنا چاہئے اور شادی ہونے تک ان کیساتھ حسن سلوک کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ہاں کوئی بچی پیدا ہوئی، اس نے جاہلیت کے طریقے پر اسے زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اسے حقیر جانا اور نہ لڑکوں کو اس کے مقابلے میں ترجیح دی، تو اللہ ایسے شخص کو جنت میں داخل کرے گا۔ یعنی جس شخص کو اللہ بیٹیاں ہی دیتا ہے، تو درحقیقت بیٹیاں اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ والدین بچوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں جو نہ انہیں کما کر دینے والی ہیں اور نہ خدمت کیلئے ان کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی ہیں پھر بھی ان کیساتھ اچھا سلوک کیا جائے تو یہ والدین کی بخشش کا سبب بنیں گی۔

لڑکیوں کو حقیر مت سمجھیں

بدقسمتی سے آج بھی بعض گھرانوں میں بیٹی کی پیدائش کو منحوس تصور کیا جاتا ہے اور اس پر ناک بھوں چڑھائی جاتی ہے لیکن یہ انتہائی جاہلانہ اور مشرکانہ تصور ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری بھی ہے اسلام کا تصور تو یہ ہے کہ لڑکی ہو یا لڑکا دونوں اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔ آپ ﷺ نے بیٹیوں کی تربیت کرنے والے شخص کو جنت کی بشارت دی ہے لڑکی کو حقیر نہ جانئے اور لڑکوں کو اس پر کسی معاملے میں ترجیح نہ دیجئے، دونوں کے ساتھ یکساں محبت کا سلوک کیجئے۔

مذکورہ حدیث میں برابری کا سلوک کرنے والے کو جنت کی بشارت دی گئی ہے یعنی ایسی بیٹی جس کی کسی وجہ سے شادی نہیں ہوتی یا شادی کے بعد طلاق مل گئی ہے اور تمہارے سوا اس کے کھلانے پلانے والا نہیں ہے تو اس پر جو کچھ تم خرچ کرو گے وہ اللہ کی طرف سے بہترین صدقہ ہوگا۔ عام طور پر اس طرح کی لڑکی جسے طلاق ہوگئی ہو یا بیوہ ہو چکی ہو یا کسی عذر کی وجہ سے اس کی شادی نہ ہوسکی ہو اسے بوجھ تصور کیا جاتا ہے، لیکن ایک اسلامی معاشرے میں اطاعت شعار، اہل ایمان اس طرح کی بے سہارا بیٹیوں کی کفالت کو اپنا دینی اور اخلاقی فرض تصور کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ نے انہیں جنت کی بشارت دی ہے کہ یہ لڑکیاں ان کیلئے قیامت کے دن جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی: اللہ تعالیٰ ہمیں تعلیمات نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جاہلیت کی رسم بد

قرآن کریم نے زمانہ جاہلیت کی ایک رسم بد کا تذکرہ یوں کیا ہے۔ وَإِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ

مِنۡ سُوۡٓءِ مَا بُشِّرَ بِہٖ اَیُمۡسِکُہٗ عَلٰی ھُوۡنٍ اَمۡ یَدُسُّہٗ فِی التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا یَحۡکُمُوۡنَ (نحل ۵۷-۵۸) یہ چودھویں پارے کی آیت ہے جسکا ترجمہ یہ ہے اور جب ان میں سے کسی لڑکی کی بشارت دی جاتی ہے تو اسکا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم سے گھٹا جاتا ہے اور قوم سے چھپتا پھرتا ہے اس چیز کیوجہ سے جسکی اسے خوشخبری دی گئی آیا اس کو ذلت کے ساتھ روکے رکھے یا اس کو مٹی کے اندر دبا دے کان کھول کر سن لو ! بہت بڑا فیصلہ یہ لوگ کر رہے ہیں، تیسویں پارے میں ایک جگہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں۔ وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَۃُ سُئِلَتۡ بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ اور جب زندہ درگور کی گئی لڑکی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ میں اسے قتل کیا گیا، غرضیکہ اسلام سے قبل طبقۂ نسواں پر بڑے ظلم کئے گئے اور جب اسلام آیا تو اس نے عورتوں کو عزت ورفعت عطا کی بیٹیوں کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں پیدا کی اور جو لوگ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے وہی لڑکیوں کو پناہ دینے لگے یہ حضور اکرم ﷺ کی تعلیم کا نتیجہ تھا لڑکیوں اور یتیم بچوں کی پرورش پر سبقت کرنے لگے مگر آج پھر اسی قدیم جاہلیت کی طرف لوگ لوٹ رہے ہیں اور لڑکی جو باعث رحمت ہے اس کو باعث ذل وعار تصور کیا جانے لگا اور میڈیکل چیک اپ کے ذریعہ جنین کی جنس معلوم کر کے لڑکی ہونے کی صورت میں اس کو رحم مادر میں قتل کر دیا جاتا ہے کیا یہ زندہ درگور کرنے سے کم ہے اللہ ہماری حفاظت فرمائے اور شریعت کے ایک ایک حکم پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین!

وَاٰخِرُ دَعۡوَانَا اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

☆☆☆

چھوٹی نیکیوں کے اثرات

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ، اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. اِنَّ الۡحَسَنَاتِ یُذۡھِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ذَالِکَ ذِکۡرٰی لِلذّٰکِرِیۡنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ .

محترمہ صدر جلسہ مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے چھوٹی نیکیوں کے اثرات کے تعلق سے چند باتیں آپکی خدمت میں پیش کرنی ہے، ہم جو بھی نیکی کریں اللہ سے اس کے بارے میں خیر کی ہی توقع رکھیں بعض دفعہ کوئی چھوٹی سے نیکی کرتا ہے اور وہی اسکی نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے اور بڑی بڑی نیکیاں انسان کی ہلاکت وبربادی کا سبب بن جاتی ہیں اسلئے بڑی نیکیوں پر اترانا نہیں چاہیے اور چھوٹی نیکیوں کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ بسا اوقات انسان کوئی نیکی کرنے لگتا ہے تو محض اس لئے چھوڑ دیتا ہے کہ یہ تو چھوٹی سی نیکی ہے اس کے کرنے سے کون سا فرق پڑے گا؟ مگر کسی عمل کو بھی خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، کیوں کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اگر نیت ٹھیک رہی اور

اخلاص کے ساتھ کوئی عمل کیا تو ہو چھوٹا سا عمل بھی بہت بڑا کام دکھا سکتا ہے، حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ چھوٹی نیکیوں کے کئی واقعات تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں کہ کس طرح لوگوں نے چھوٹی چھوٹی نیکیاں کیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آگئی، اور اللہ تعالیٰ نے ان نیکیوں کی وجہ سے ان کی مغفرت فرمادی۔

کتے کو پانی پلانے کیوجہ سے بخشش

حدیث کی کتابوں میں گذشتہ امتوں میں ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ وہ بدکار اور فاحشہ عورت تھی ایک دفعہ وہ کہیں جارہی تھی دیکھا کہ ایک کتا شدت پیاس کیوجہ سے جان بلب ہو رہا ہے اس عورت نے اپنا دوپٹہ اتارا اور چمڑے کے موزے میں باندھکر کنوئیں سے پانی نکالا اور کتے کو سیراب کیا اللہ تعالیٰ کو اس فاحشہ عورت کا عمل اتنا پسند آیا کہ اسکی ساری غلطیاں معاف فرمادی اور جنت عطا فرمادی، ایک شخص جارہا تھا اس نے دیکھا کہ راستہ میں ایک درخت کی شاخ ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو آنے جانے میں تکلیف ہورہی ہے اس نے وہ ٹہنی کاٹ دی اللہ تعالیٰ نے اس معمولی سی نیکی کیوجہ سے اس کی مغفرت فرمادی اس لئے چھوٹی نیکیوں کو بھی چھوٹی سمجھ کر چھوڑ نہ دیں اور اللہ جس نیکی کو قبول کرلیں وہ چھوٹی کہاں ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایمان کی ستر سے زائد شاخیں ہیں اس میں ادنی درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کا ہٹادیناہے۔

بشر حافی اللہ کے ولی کیسے بنے

تاریخ کی کتابوں میں ایک نام حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کا آتا ہے حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ ولایت کو پہنچنے سے پہلے چوری اور ڈاکہ زنی میں مشہور ہوا کرتے تھے، قتل وقتال ان کا

شیوہ ہوا کرتا تھا، ایک دن حضرت بشر گھر سے چوری کی نیت سے نکلے، راستے میں ایک گندگی کا ڈھیر نظر آیا اور اس پر ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا دیکھا حضرت بشر نے جب اس کاغذ کو دیکھا تو اس کے اوپر لفظ ''اللہ'' لکھا تھا، حضرت بشر نے اس کاغذ کے ٹکڑے کو اٹھایا اور اس کو دھوکر اونچی جگہ رکھ دیا رات کو حضرت بشر سوئے تو انکو خواب میں ایک بزرگ ملے جنہوں نے حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ خوشخبری سنائی کہ'' آپ نے اللہ کا نام کو پاک کیا اور بلند کیا اللہ نے آپ کو پاک کرنے اور بلند کرنے کا اعلان فرمادیا ہے'' حضرت بشر جب نیند سے بیدار ہوئے تو ان کی زندگی بدل چکی تھی، اٹھے اور گھر سے بیابان جنگل کی طرف نکل پڑے، بیابان جنگل میں جاکر حضرت بشر نے اللہ تعالیٰ کی عبادت شروع کردی۔ایک دن قرآن کی تلاوت کررہے تھے کہ آیت مبارکہ'' اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهَادًا '' پر نظر پڑی، منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی کہ میرے رب نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے''اے بشر! کیا ہم نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا نہیں بنادیا؟ حضرت بشر پکارنے لگے کہ''یا اللہ! تو نے بشر کیلئے زمین کو بچھونا بنادیا لیکن یہ بشر ناپاک جسم اور ناپاک قدموں کیساتھ تیری اس زمین پر چلتا رہا ہے۔ بشر کا یہ اعلان ہے کہ آج کے بعد تیری زمین پر ناپاک جوتوں کے ساتھ نہیں چلے گا بلکہ ننگے پاؤں چلے گا۔'' ادھر رب العلمین کی غیرت جوش میں آئی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ'' اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دے دیا کہ میرے توبہ کیا ہوا بندہ بشر جب بھی تیرے اوپر چلنے کے لئے آئے تو اپنی گندگی کو اپنے اندر سمیٹ لینا کیوں کہ بشر نے میرے نام کو پاک کیا تھا میں نے بشر کو پاک کرنے کا اعلان کردیا ہے آج کے بعد بشر کو کسی قسم کی گندگی کا سامنا نہ کرنے پڑے''۔

قارئین کرام! حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نیکی جو بظاہر تو چھوٹی سی نیکی تھی اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند آگئی کہ وہ بشر جو ضلالت وگمراہی میں غلطاں تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو

اپنا نام پاک کر کے بلند کرنے کی وجہ سے پاک کر دیا اور ان کو اتنا بلند کر دیا کہ حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کا نام وقت کے اولیاء میں شمار ہونے لگا اور تاریخ کے اوراق میں حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کو سنہری حروف سے یاد کیا جانے لگا۔

اللہ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانہ ڈھونڈھتی ہے کس کی کونسی ادا پسند کرلیں کوئی کیا کرسکتا ہے گذشتہ قوموں میں ایک شخص تھا اس نے مرتے وقت اپنے لڑکوں کو وصیت کردی میری لاش کو جلا کر اسکی راکھ سمندروں اور ہواؤں میں اڑا دینا اسلئے کہ میں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں اگر اللہ نے میرے اوپر قابو پالیا تو مجھے سخت سزائیں دیگا چنانچہ اس کے ورثاء نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے سمندروں اور ہواؤں کو حکم دیا کہ اس کے ذرات کو اکٹھا کر کے لائیں چنانچہ اس کا ڈھانچہ تیار ہو گیا پھر اس میں روح ڈالی گئی اور اللہ تعالیٰ اس سے سوال کیا کہ ایسی وصیت تو نے کیوں کی اس نے عرض کیا اے اللہ تجھے خوب معلوم ہے کہ تیرے عذاب سے ڈر کر میں نے ایسا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا میں نے تجھے بخشدیا، یہ ہے اللہ کی رحمت اور اگر کوئی اپنی نیکیوں پر اتراتا اور تکبر کرتا ہے تو اس کی سخت گرفت ہوتی ہے اور اسکی ساری نیکیاں تباہ و برباد ہوجاتی ہے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَهُ اللّٰہُ وَمَنْ تَكَبَّرَ فَوَضَعَهُ اللّٰہُ جو اللہ کیلئے تواضع کرتا ہے اللہ اسے بلند کرتے ہیں اور جو تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دھنسا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو خوب نیکیاں کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حجاب اور پاک دامنی بڑی دولت ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِيْمُ۔ (احزاب ۳۳)

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

یہ آیت کریمہ جو میں آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں خطاب تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو خاص ہے انہیں کو حکم دیا جا رہا ہے اپنے گھروں کے اندر قرار پکڑو بلاضرورت شدیدہ گھر سے باہر قدم مت رکھو اور قدیم جاہلیت کے بناؤ سنگھار کرنے کی طرح تم مت کرو، نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ قرآن کریم اور احادیث کے اندر سبب نزول اگرچہ کوئی خاص واقعہ کیوں نہ ہو یا کسی کے لئے خاص کیوں نہ ہو مگر اس کا حکم پوری امت کے لئے عام ہوا کرتا ہے لہٰذا جو حکم آیت کریمہ میں ازواج مطہرات کو دیا گیا ہے وہی حکم پوری امت کی خواتین کے لئے ہے۔

آج سے صدیوں پہلے کا ایک واقعہ ہے کہ ایک عورت نے عدالت میں جا کر اپنے شوہر کے خلاف دعویٰ کیا کہ اس پر میرا پانچ سو دینار مہر باقی ہے، قاضی نے شوہر سے پوچھا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے ذمہ میری بیوی کا ایک پیسہ بھی نہیں ہے، قاضی نے کہا کہ کوئی گواہ ہے؟ شوہر نے گواہوں کو پیش کر دیا، ایک گواہ سے قاضی نے کہا کہ اس آدمی کی بیوی کا چہرہ دیکھو تا کہ تم اس کی صحیح صحیح نشاندہی کر سکو۔ وہ گواہ اٹھا تا کہ اس عورت کا چہرہ دیکھ کر اس کو پہچان سکے۔ شوہر نے جب دیکھا تو گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم میری بیوی کا چہرہ دیکھو؟ اس پر قاضی صاحب بولے کہ پھر یہ صحیح صحیح کیسے بتلا سکتا ہے کہ یہ تمہاری بیوی ہے! اس پر شوہر کو غیرت آگئی اور فوراً اس نے کہا کہ میں پانچ سو دینار دینے کو تیار ہوں مگر میری بیوی کی بے پردگی مجھ کو کسی حال میں برداشت نہیں، بیوی کے دل پر اپنے شوہر کی اس غیرت وحمیت کا اتنا زیادہ اثر پڑا کہ وہ آگے بڑھی اور قاضی صاحب سے کہا کہ میں اپنے اس مہر کو معاف کرتی ہوں، نہ دنیا میں اس کو مانگوں گی، نہ آخرت میں۔ قاضی صاحب ان دونوں میاں بیوی کے اخلاق اور سیرت کی بلندی کو دیکھ کر حد درجہ متاثر ہوئے اور لوگوں کو متوجہ کر کے کہا کہ کتنے اچھے اخلاق کے یہ لوگ ہیں۔

> کہنے کو تو یہ ایک معمولی سا واقعہ ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس ایک معمولی واقعہ میں ہمارے آپ کیلئے عبرت کے کئی پہلو ہیں، اب سے پہلے جب مغربی تہذیب وتمدن کا پرتو تک نہ پڑا تھا اور اسلامی تہذیب وتمدن کا مبارک سایہ سروں پر قائم تھا، تو ہر سوسائٹی میں خواہ وہ دیندار ہو یا نہ ہو، حیا اور پاکدامنی کی اصل قیمت تھی۔

مندرجہ بالا واقعہ میں قاضی صاحب کا یہ عمل مسئلہ کو سلجھانے کی ایک شکل تھی، جو کامیاب ثابت ہوئی، پانچ سو دینار کوئی کم قیمت کے نہیں ہوتے لیکن پاکباز شوہر کو

پانچ سو دینار دینا منظور تھا لیکن وہ ایک لمحہ کے لیے اس کو گوارہ نہ کر سکا کہ کوئی غیر محرم اس کی بیوی کا چہرہ تک دیکھ سکے اور لوگوں کے سامنے اس کی بیوی نقاب الٹ کر آئے یہ عمل کوئی خوشی کا نہ تھا، جبراً کیا جا رہا تھا لیکن یہ جبریہ عمل بھی اس کو گوارا نہ ہوا، اور اس نے پانچ سو دینار دینے کا اعلان کر دیا، دوسری طرف اس کی بیوی کے ضمیر کی بلندی، حوصلہ مندی، اخلاق وایثار کی مثال دیکھئے کہ اس نے جب اپنے شوہر کی پاکبازی اور حیا و پاکدامنی کو دیکھا تو فوراً اس نے مہر کو معاف کر دیا اور منٹوں میں ساری زندگی کا مسئلہ حل ہوگیا، نہ کوئی فضیحہ ہوا، نہ لڑائی دونگا، نہ تو تو میں میں، نہ مقدمہ چلا نہ گواہ پیش ہوئے، ایک دینی عمل، اخلاق وضمیر کی بلندی نے دونوں کے دل ملا دیے اور دونوں کو برباد ہونے سے بچالیا۔

ذرا اس واقعہ کو آج کی دنیا میں لائیے اور پڑھ کر آج مسلم سوسائٹی کا جائزہ لیجیے تو زمین وآسمان کا فرق پائیے گا، آج دولت کے آگے دین، اصول، ضمیر، اخلاق، محبت، ایثار کسی کی کوئی قیمت نہیں، اگر ادنیٰ سی دولت بھی ہاتھ آتی ہو تو دین کا بڑے سے بڑا اصول مٹایا جا سکتا ہے، اخلاق کو پیروں تلے روندا جا سکتا ہے، ضمیر واخلاق کو پامال کیا جا سکتا ہے، اور کیا جا رہا ہے آج دولت اصل چیز ہے اس کے حاصل کرنے کے لیے غیرت وحمیت، عفت وحیا سب سرِ بازار نیلام کی جا رہی ہے، گھروں کی تلخیاں، میاں بیوی کی نا اتفاقیاں، خانگی لڑائیاں، یہ سب دولت کی بے پناہ بھوک کی وجہ سے بڑھ رہی ہیں، ایک ہمارے وہ بزرگ تھے جو پانچ سو دینار جیسی قیمتی دولت کو بچانے کے لیے ایک منٹ بھی اپنی بیوی کو بے نقاب کرنا گوارہ نہ کرتے تھے اور ایک آج ان کے نام لیوا ہیں جو مٹھی بھر دولت کی خاطر بے حیائی کو گھر گھر عام کرتے ہیں اور اپنے گھروں کی عورتوں کو بے پردہ اور بداخلاقی کی وبا کو عام کرنے والی جگہوں پر پہنچاتے ہیں۔

ایک وہ بیبیاں تھیں جن کے دلوں میں شوہروں کی عزت، دولت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ وہ اخلاق کی بلندی کی بناء پران کی قدر کرتی تھیں، ان بہنوں کے نزدیک روپئے پیسے کی اصل میں کوئی قیمت نہ تھی بلکہ اخلاق و دین کی قدر و قیمت تھی، اس پاک بی بی نے جب دیکھا اس کا شوہر امیر ہونے سے زیادہ اخلاق وحیا کی دولت سے مالا مال ہے تو اس کا دل شوہر سے حد سے زیادہ متاثر ہوا اور یہ سمجھ کر کہ اس کا شوہر دنیا کا دولت مند آدمی ہے، اس کے پاس صرف روپیہ نہیں ہے لیکن اخلاق ودین، ضمیر واصول، حیا وپاک بازی کے وہ انمول جواہرات ہیں جن کی قیمت دنیا کا امیر ترین آدمی بھی ادا نہیں کرسکتا تو اس نے پانچ سو دینار پر بخوشی لات ماردی اور مہر معاف کر کے خود اپنی پاکبازی، اخلاق وکردار کی بے پناہ بلندی کا ثبوت دیا۔

بے پردگی ام الخبائث ہے

اسلام نے پردے پر جتنا زور دیا ہے اور جس طرح اس کا اہتمام کیا ہے اگر قوم مسلم اس پر عمل پیرا ہو جائے تو سینکڑوں برائیوں سے معاشرہ پاک وصاف ہوسکتا ہے۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اے نبی آپ مسلمانوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ انکے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے پھر ارشاد فرمایا۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اور اے نبی مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے مقام زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جوان میں سے ظاہر ہو، اور اپنے دوپٹے اپنے سینے پر ڈال لیں، غور کرنیکا مقام ہے کہ عورتوں اور مردوں کو الگ

الگ طور پر خطاب کیا جارہا ہے اس سے اندازہ لگایئے کہ پردہ کتنی اہم شئی ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ عورتیں شیطانوں کی جالیں ہیں انہیں کے ذریعہ وہ مردوں کو پھانستا ہے جب عورتیں بن سنور کر بلاحجاب وپردے نکلتی ہیں تو شیطان مردوں کو انگلیوں سے اشارہ کرتا ہے یہی وجہ ہے آج پہلے کے مقابلہ میں برائیاں مزید عام ہوتی جارہی ہیں نوجوان دوشیزائیں بے پردہ اور تنہا پھرتی ہیں اور دور دراز کا سفر بھی کرتی ہیں جس سے فتنے کے دروازے کھلتے ہیں اور مغرب کی آوارہ تہذیب کی پیروی کرنیوالوں نے مساوات کا نعرہ بلند کر کے صنف نازک کے اندر رہی سہی شرم وحیا کا بھی جنازہ نکال کررکھدیا اعلی تعلیم کے نام پر مخلوط تعلیم دی جانے لگی جہاں نوجوان دوشیزاوں کیساتھ نوجوان لڑکے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور پھر ایک ساتھ گھومنا پھرنا پارکوں اور گلیوں میں جانا اور سیر وتفریح کے نام پر بے حیائی کو فروغ دینا گویا ایک معمول بن گیا ہے کالج کے اندر پڑھنے والی لڑکیوں میں عموما شرم وحیا مفقود ہوتی ہے مخلوط تعلیم جس کا رجحان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے یہ معاشرے وسوسائٹی کیلئے کینسر سے کم نہیں اس لئے مخلوط تعلیم سے مسلم بچیوں کی حفاظت بہت ضروری ہے اور حجاب کے بغیر معاشرہ پاک وصاف نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ذکر الٰہی کی تاثیر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوق پیدا فرمائی ہے ہر ایک ذکر واذکار اور تسبیح و تقدیس خداوندی کرتی ہے سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّاتَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی تسبیح وتحمید نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ انکی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی حمد وثنا کرنا کوئی انسان ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر مخلوق حیوانات نباتات جمادات سبھی اپنے اپنے طور و طریق پر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ ہر ایک مخلوق نے اپنی دعا اور تسبیح کے طریقہ کو جان لیا، جب مخلوق اللہ کا ذکر کرتی تو اللہ تعالیٰ بیحد خوش ہوتے ہیں اور فرشتوں کی بابرکت مجلس میں اسکا تذکرہ کرتے ہیں۔

ذکر اللہ سے تزکیہ وتصفیہ حاصل ہونیکی دوسری وجہ عشق الٰہی کا پیدا ہونا ہے

تزکیہ وتصفیہ اور نور یقین اس عشق کی وجہ سے بھی حاصل ہوتا ہے جو ذکر اللہ کی برکت وتاثیر سے پیدا ہو جاتا ہے جب کہ ذکر اللہ کی تاثیر کو بڑھانے والی شرائط کو ملحوظ رکھ کر صوفیاء کرام کے طریقہ پر ذکر کیا جائے۔ محض محنت وریاضت کافی نہیں بلکہ اولیاء اللہ کے طریقوں پر ذکر الٰہی کرنا سادھو سنت بھی بڑی محنت وریاضت کرتے ہیں بعض جاہل صوفیاء بغیر سیکھے استاذی کرنے لگتے ہیں اور بہت سے لوگوں کی گمراہی کا ذریعہ وسبب بنتے ہیں اس لئے کسی شیخ کامل سے اصلاحی تعلق قائم کریں اور اپنے حالات اس کو لکھ کر دیں اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کریں تبھی ذکر الٰہی کا کما حقہ فائدہ ہو سکتا ہے اور اگر اصلاحی تعلق قائم نہ ہو سکے تو بھی ذکر واذکار اپنے معمول کے مطابق کرتے رہنا چاہیے۔ خصوصاً کلمہ طیبہ کہ اس بارے میں اس کی تاثیر بہت زیادہ ہے اور اکثر مشائخ نے آیت کریمہ میں بیان کئے ہیں کہ اللہ کا تم کو یاد کرنا بڑا ہے تمہارے اللہ کو یاد کرنے سے (اور اللہ کا یاد کرنا بندے کے یاد کرنے پر مرتب ہونا، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ) اور یہ معنی بھی مناسب ہیں کیوں کہ حق تعالیٰ کا ہم کو یاد فرمانا بنظر رحمت وقبولیت اور عطا وفضل ہمارے تمام اوصاف ذمیمہ کو دفع کرتا ہے پس تزکیہ اور تطہیر کے بارے میں ذکر اللہ بہر حال نماز سے اکبر اور بڑا زبردست موثر ہوا۔

ذکر اللہ سے اوصاف حسنہ حاصل ہونے کی وجہ

صدق واخلاص سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی عالمت قلب کی رقت اور خوف ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے مومنین وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے

دل ڈر جاتے ہیں اور یہ اس وجہ سے کہ ان کا ذکر عبودیت اور عبادت کا ذکر اور بیداری وجمعیت وانس کا ذکر ہوتا ہے نہ کہ عادت یا غفلت اور تفرقہ و وحشت کا ذکر (ذکر کے یہ اوصاف صوفیاء کرام کی مقرر کردہ شرائط کیساتھ ذکر کرنے سے حاصل ہوتے ہیں) اور ذاکر کو اوصاف حسنہ اس وجہ سے حاصل ہوتے ہیں کہ حق تعالیٰ اس ذکر کرنے والے کو اپنی عنایت ومہربانی سے ملائکہ مقربین کی جماعت میں فخر کیساتھ یاد فرماتا ہے، چناں چہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو شخص مجھ کو اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جو شخص مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے میں بھی اس کو یاد کرتا ہوں جو اس کے مجمع سے بہتر ہے پس جس کو حق تعالیٰ نے یاد فرمایا اس کو ذکر قلب وسر اور مذکور میں استغراق اور ذات بحث میں غائب ہوجانے کا مرتبہ نصیب ہوجاتا ہے اور اسکا قلب عمدہ احوال سے اور اس کا بدن اعمال صالحہ سے متصف بن جاتا ہے کیوں کہ بدنی اعمال صالحہ کا حوالہ قلب کی اصلاح اور صفائی ہے اور حدیث پاک میں ہے۔ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ ۔یعنی ہر شی کا ایک صیقل (چمکانے والا) ہوتا ہے اور قلوب کا صیقل اللہ کا ذکر ہے۔سبحان اللہ! حق تعالیٰ شانہ نے اپنے بندوں پر کس قدر لطف خاص اور رحم اتم نازل فرمایا کہ ذکر کا حکم فرمایا اور اس کیواسطے سے تزکیہ وتصفیہ اور نورانیت وپاکی مقرر فرمائی۔

ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں

ذکر سے روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے اللہ خوش ہوتے ہیں اور پورے روئے زمین پر باران رحمت کا نزول ہوتا ہے۔حدیث شریف میں فرمایا گیا: مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَایَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اسکی مثال زندوں جیسی ہے اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس کی مثال مردوں جیسی

ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے یعنی دنیا میں اللہ کے ذکر سے بڑھکر کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی ہے دنیا اور دنیا کا سارا نظم ونسق صرف ذکر اللہ کی برکت سے ہی چل رہا ہے جس دن زمین پر کوئی ذکر اللہ کرنیوالا نہیں رہے گا اللہ تعالیٰ پوری دنیا کو ختم فرمادیں گے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لَوْکَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّاسَقٰی کَافِرًا مِّنْهَا شُرْبَةَ مَآءٍ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک گھوٹ پانی نہ پلاتے حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ دنیا اسی وقت تک قائم رہے گی جب تک اہل اللہ اور ذاکر اللہ موجود رہیں تو گویا نیک لوگوں کا موجود ہونا دنیا کیلئے باعث خیر ہے اور انہیں لوگوں کی زندگیوں میں سکون اطمینان ہوتا ہے جو ذکر الٰہی کا ورد کرتے ہیں اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سن لو اللہ کے ذکر سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں ان کو قلبی سکون اور راحت وآرام نصیب ہوتا ہے اور جن لوگوں کے قلوب واذہان ذکر الٰہی سے خالی ہیں خواہ وہ کتنا ہی مال ودولت کا انبار کیوں نہ لگالیں مگر قلبی سکون کبھی بھی انہیں میسر نہیں ہوسکتا ہے ہاں مال ودولت کے ذریعہ راحت و آرام کے اسباب تو ضرور اکٹھا کئے جاسکتے ہیں۔جن لوگوں کے دلوں میں خوف خداوندی ہوا کرتا ہے وہ ظاہری طور پر اگر پریشان بھی ہوں تب بھی انکے دل مطمئن ہوتے ہیں اسلئے ہم بھی کثرت سے ذکر الٰہی کا معمول بنائیں۔اللہ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عورتوں کو دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے

ضروری ہدایات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

صدر جلسہ، محترمہ معلمات، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور بہنو! عورتوں کے اندر آہستہ آہستہ دینی علوم حاصل کرینکا جو پہلے جذبہ اور شوق تھا اب وہ نہیں ہے جو صاحب ثروت ہیں وہ اپنی اولاد خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں بہر حال دنیوی علوم میں مصروف رکھتے ہیں اور دینی علوم کی محصل یا تو حقیر سمجھتے ہیں یا اس کی کوئی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جوان لڑکیاں بلا حجاب و پردے کے

اسکولوں اور کالجوں میں جاتی ہیں اور یہودیوں عیسائیوں کے اداروں میں علم حاصل کرتی ہیں بلکہ بہت سی جگہوں پر تو باقاعدہ ہاسٹل کا نظم ہوتا ہے اور لڑکیاں وہاں قیام کرتی ہیں گھروں سے کوسوں دور پردیس میں جاکر مغربی علوم حاصل کرتی ہیں جہاں آزاد ماحول ہوتا ہے پھر نوجوان لڑکے اور لڑکیاں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق اور سیر وتفریح کرتے ہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں سینکڑوں برائیاں رونما ہو رہی ہیں اس لئے لڑکیوں کو آزاد رکھ کر غیروں کے اداروں میں پڑھنے کیلئے وہ بھی دنیوی علوم بالکل مناسب نہیں مسلمانوں کو تو سب سے پہلے دینی علوم کی طرف توجہ دینی چاہیے بعد میں اصول وضوابط کی روشنی میں تھوڑا بہت دنیوی علوم بھی حاصل کریں تو کوئی حرج نہیں میں اسوقت آپ کے سامنے دینی علوم حاصل کرنے کے لئے کچھ ضروری بات عرض کرتی ہوں۔

سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ دینی تعلیم گھر کے کسی محرم سے حاصل کی جائے اگر ایسا محرم نہ ہو جو دینی احکام سے واقف ہو تو وہ کسی محرم عالم سے احکام سیکھ کر اور کتابیں پڑھ کر عورتوں کو سکھائے۔ اگر ایسی کوئی صورت نہ نکل سکے کہ گھر کے کسی فرد سے دینی احکام سیکھے جائیں تو ان آداب کا خیال رکھ کر کسی عالم کے پاس باہر نکلا جائے۔

دینی علوم دو قسم کے ہیں علوم عالیہ یعنی مقصدی علوم جو یہ ہیں قرآن، حدیث، فقہ وغیرہ، علوم آلیہ وہ علوم ہیں جن کو قرآن وحدیث اور فقہ سمجھنے اور حاصل کرنے کیلئے ان کو آلہ کار بنایا جائے، علوم آلیہ یہ ہیں صرف، نحو، منطق، فلسفہ، علم معانی، علم ادب وغیرہ۔

ہر لڑکی پر اس قدر علم حاصل کرنا فرض ہے جن کا حصول روزمرہ زندگی کیلئے ضروری ہے مثال کے طور پر وضو، غسل، ماہواری، زچگی، نماز، حج، زکوۃ وغیرہ کے

مسائل، عورتیں اپنے مردوں سے سیکھیں یا کتابوں سے پڑھیں، اور اگر یہ صورتیں ممکن نہ ہوں تو پھر کسی عالمہ عورت سے معلوم کرنا (فرض عین) میں سے ہے اچانک اگر عورت کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑی اور اپنا مرد مسئلہ پوچھ کر نہیں آتا یا اجازت نہیں دیتا اور عالمہ عورت نہ ہو تو اس کے حصول کیلئے عورت باپردہ بغیر مرد کی اجازت کے نیک معتمد عالم دین مفتی کے پاس جاسکتی ہے، لیکن علوم آلیہ پر کمال حاصل کرنا عورت کیلئے فرض نہیں۔ صرف ان علوم کے حصول کے لئے گھر بار کو چھوڑ کر دوسری جگہ سکونت اختیار کرنا درست نہیں۔ کیونکہ یہ پرفتن دور ہے اور نئے نئے فتنے روز افزوں ابھر رہے ہیں جب دینی مدارس کے بارے میں یہی حکم ہے تو دور جاکر اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے بارے میں آپ حضرات خود فتوی لگائیں۔

یہ بات قابل غور ہے کہ لڑکیوں کیلئے اسکول کالج، یونیورسٹی اور دینی مدرسہ میں حافظہ عالمہ بننے کے لئے محرم رشتہ دار سمیت باہر جانا جائز ہے کوئی اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتا، لیکن خارجی امور کو دیکھ کر پرفتن دور کو مدنظر رکھ کر عورت کا دائرہ کار سامنے لاکر یہ کہا جاتا ہے کہ اس طرح کی تعلیم جائز تو ہے (جس کی شرائط آگے آرہی ہے) لیکن بہتر نہیں ہے۔

پڑھانے والی استانیاں عالمات ہوں مرد نہ ہوں اگر عالمہ مل نہ سکے تو پھر مرد پردہ لٹکا کر یا دور بیٹھ کر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے سے پڑھائیں اور یہ دوسرا طریقہ بہتر اور فتنوں سے محفوظ ہے لیکن ان امور کا خیال جامعہ کا منتظم کروائے کہ مرد سریلی آواز میں نہ پڑھائے، عشقیہ اشعار نہ کہے بلکہ علمی ضرورت کے علاوہ کوئی شعر نہ لکھے، طالبہ کا رول نمبر پکار کر حاضری لگائے نہ کہ نام لے کر، غیر ضروری اور غیر درسی باتوں سے اجتناب کرے، پڑھانے کے بعد وہاں بغیر ضرورت کے نہ ٹھہرے، افضل یہ ہے کہ شادی شدہ ہوں اور متقی با اعتبار عالم ہو، یہ پانچویں شرط صرف اسی صورت

کے لئے ہے جبکہ علاقے میں ایسی کوئی عورت نہ ہو جو بڑی عالمہ ہو اور عام عورتیں اس سے مسائل پوچھیں، جس طرح کہ مؤمنات صحابیات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھتی تھیں، اگر علاقے میں کوئی مستند عالم، مفتی ہو تو اس کی بیوی کے ذریعے سے مسائل حل کرائے جائیں۔ اس صورت میں عالمہ بننے کی ضرورت نہیں اگرچہ فی نفسہ جائز ہے، اس لیے اس سے جو مقصد ہے وہ درست ہے۔

علم دین ہی دارین میں کام آنیوالا ہے

اس گئے گذرے دور میں بھی عورتوں کیلئے دینی علوم حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں اگر اس طرف تھوڑی بھی توجہ کریں تو بآسانی دین کی اہم اور ضروری معلومات فراہم کرسکتی ہیں مگر ہمارے پاس عصری علوم حاصل کرنے کیلئے تو بہت وقت ہے اور دینی علوم حاصل کرنے حتی کہ دین کی بنیادی باتوں کو جاننے کیلئے وقت ہی نہیں آج دینی علوم کی اہمیت وعظمت ہمارے دلوں سے نکل گئی ہے، اور فنا ہونے والی دنیوی تعلیم جس کے حاصل کرنے کے لئے ہزاروں روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں اس کی اہمیت ہمارے دلوں میں ہے حالانکہ آخرت میں کام آنیوالی دنیوی تعلیم نہیں بلکہ دینی تعلیم ہے ہمیں دنیا وآخرت میں عزت وسربلندی علوم دینیہ ہی سے حاصل ہوسکتی ہے، اس لئے دینی علوم میں مہارت پیدا کرسکیں تو کم از کم دین کی بنیادی باتوں کو ہم میں سے ہر ایک عورت حاصل ہی کرے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بحمداللہ تعالیٰ ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' جلد پنجم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد ہشتم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامت رح پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامت رح جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد ہشتم)

ماخوذ از خطبات : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی

مرتب : ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

کتابت وتزئین : مولانا عبید الرحمٰن قاسمی ومولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور

باہتمام : مولانا محمد طیب قاسمی

تعداد : تین ہزار (۳۰۰۰)

قیمت :

ناشر : مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
9	انتساب	1
10	تقریظ	2
12	حرف اول	3
13	زندگی کی بہار قربانی سے ہے	4
16	قصۂ قابیل وہابیل	
18	عورت کا سب سے قیمتی زیور نیک اولاد ہے	5
22	نیک اولاد ذخیرۂ آخرت ہے	
23	عورتوں کیلئے اسلامی تعلیم کی اہمیت	6
26	لڑکیوں کی تعلیم کا نظم عورتوں کے ذریعہ ہی کیا جائے	
28	گانا اور میوزک نفاق پیدا کرتا ہے	7
29	گانا عام ہوتا جارہا ہے	

30	گانا باجا نفاق پیدا کرتا ہے	
33	خواتین معاشرہ کی روایات کی امین ہیں	8
34	ماں کی ذمہ داریاں اور اس کے نتائج	
36	بوقت ضرورت بچوں کی پٹائی بھی کریں	
37	جس کو ملا ادب سے ملا	9
38	باادب ملازم	
39	فقیہ علی مخدوم قدس سرہٗ	
40	بے ادب محروم گشت از	
41	عورت اسلام میں رحمت کی مظہر ہے	10
42	انسان پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے	
43	ہم دوسروں کی اصلاح کی بھی فکر کریں	
45	نماز سے جسمانی صحت کا تعلق	11
46	نماز کے جسمانی فوائد بھی ہیں	
47	صحت اللہ کی بڑی نعمت ہے	
50	سود کی نحوست	12
51	سود کا گناہ زنا سے بھی بڑھا ہوا ہے	
52	لائبری اور ماہانہ فنڈ	
52	سود سے کیسے بچیں	
54	بیٹیوں کی پرورش پر جنت کی بشارت	13
55	ایک بیٹی کی پرورش پر بھی جنت کی بشارت	
56	اولاد کو برابر تحفہ دو	

14	مالدار بننے سے اخلاق پیدا نہیں ہوتے!	58
	خوف خدا سے امن قائم ہوسکتا ہے	59
	اخلاق تو مذہب اسلام سکھاتا ہے	61
15	علم کی ضرورت کیوں ہے؟	62
	علم کی ضرورت ہر شئی پر مقدم	63
	قیامت کے حفاظ کا مقام بہت بلند ہوگا	64
16	سماجی خدمت کی اہمیت اور وقعت	66
	مسلمان مسلمان کا بھائی	67
	حقوق العباد	68
	پڑوسیوں کے حقوق	69
17	قناعت کرنے والا کسی کا محتاج نہیں رہتا	70
	مالداری قناعت کے خلاف نہیں	72
18	علم کی فضیلت اور قسمیں	74
	متعلم و معلم کیلئے ہر مخلوق دعا کرتی ہے	75
	علم انبیاء علیہم السلام کی میراث	76
19	والدین کی خدمت نجات کا ذریعہ	78
	والدین کی خدمت فرض ہے	79
	والدین کی نافرمانی دارین میں تباہی کا سبب	80
20	مرد کی طرح عورت بھی لائقِ احترام ہے	82
	عورت بھی مرد ہی کی طرح لائق احترام اور مکرم ہے۔	82
	عورتوں کے بھی حقوق ہیں	84

21	صلہ رحمی کی برکتیں	86
	کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں	89
22	کیا اعلیٰ تعلیم عورتوں کیلئے ضروری ہے؟	91
	تاریخی خواتین	92
	مدرسہ نسواں کی افادیت	95
23	دوزخیوں کا کھانا اور پینا	97
	ضریع یعنی آگ کے کانٹے	98
	غسلین زخموں کا دھوون	98
	غساق	99
	دنیا میں عیش وآرام کی زندگی بسر کرنیوالا	100
24	اسلام میں انسانی خدمت کی اہمیت	102
	اصل نیکی یہ ہے	103
	ایثار	105
25	طلباء کے فضائل اور حقوق	107
	حضرت مولانا خالد فیصل ندوی لکھتے ہیں کہ	108
	علم بغیر عمل کے لاحاصل ہے	111
26	اسلام میں حسنِ سلوک کی قدر و منزلت	112
	جانوروں کے ساتھ حسن سلوک	113
	جانوروں کا آپس میں سلوک	114
	میٹھا بول بھی حسن سلوک ہے	115
	دشمنوں کیساتھ بھی حسن سلوک	116

27	عمر رسیدہ لوگوں کی فضیلت	118
	عمر رسیدہ خدائی قیدی ہیں	119
	عمر رسیدہ احترام کا زیادہ مستحق	121
28	جھوٹ کی قسمیں	122
	تحفہ پر جھوٹ	123
	عزیز یا دوست کی جھوٹی تعریف	123
	سفید جھوٹ	123
	موٹا پا کمزور کو جھوٹ بتانا	124
	ملازمت اور انٹرویو پر جھوٹ	124
	والدین کا بچوں سے جھوٹ	124
	دلہنوں سے جھوٹ	125
	خواتین کا شاپنگ کے وقت جھوٹ	125
	جھوٹا شخص ہر گناہ کر سکتا ہے	125
	مومن اور منافق کی علامت	126
29	پردے کا فلسفہ	127
	بے پردگی کے نقصانات	128
	فلسفہ حجاب کوئی مخفی اور پوشیدہ چیز نہیں ہے کیونکہ	128
	عورتوں پر کمانے کی کوئی ذمہ داری نہیں	129
	شوہر کی اطاعت عورت کی اہم ذمہ داریاں	130
30	حضور اکرم ﷺ کے نواسوں کی سخاوت	131
	بڑے نفع کا سودا	132

	ایک کا بدلہ دس	134
	جنت کے نوجوانوں کے سردار	135
31	عورتوں کی تعلیم اصل مقصد	136
	مقصد تعلیم	137
	مرد و عورت کی الگ الگ ذمہ داری	140
32	زمانہ جاہلیت میں سماج کی حالت	142
	قبل از نبوت آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ	143
	یہ تھا زمانہ جاہلیت	144
	تعلیم نبوت کا نتیجہ	146
33	جہیز کی لعنت کیلئے لڑکی کے والدین بھی ذمہ دار ہیں	148
	مردوں کی بڑی ذمہ داری	149
	جہیز تو ایک تحفہ ہے	150
	کوئی زبردست تنظیم ہونی چاہیے	151
34	جہاد کا مقصد	153
	آج تجھکو بتاتا ہوں تقدیر	155
35	عمدہ لباس پہنیں مگر......!	157
	آدمی کا حسن لباس سے ہے	158
	کپڑے کا اصل مقصد ستر پوشی ہے	159

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلد ہشتم کا

انتساب اور ثواب

نواسۂ رسولِ اکرمؐ حضرت سیدنا حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، جن کی والدۂ ماجدہ فاطمہ بنت رسولؐ ہیں، جن کی کنیت ''ابومحمد'' ہے، جن کی پیدائش پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے اور فرمایا: ''اَرُوْنِیْ مَا سَمَّیْتُمُوْا'' مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ پھر زبانِ نبویؐ نے آپؓ کا نام ''حسن'' رکھا اور آپؓ کے کان میں اذان دی۔ یہی اذان آپؓ کی زبانِ حق سے صداقت بن کر آخری سانسوں تک گونجتی رہی جس سے کفار ومشرکین لرزہ براندام رہے۔ آپؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کاندھوں پر بٹھا کر ارشاد فرمایا: اے اللہ! میں اس کو محبوب رکھتا ہوں آپ بھی اس کو محبوب رکھیں! (بخاری ومسلم) آپؓ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب آستانۂ اہل بیت اطہار

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاوَلی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸/ جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کرکے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷/جون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸/جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

زندگی کی بہار قربانی سے ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْشَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ .

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، خواتین اسلام، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! ابوالانبیاء سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے قربانیوں سے پر ہے اور اللہ کی طرف سے سخت ابتلاؤ آزمائش کا انھیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ہر امتحان میں پورے اترے اور سو فیصد کامیابیوں سے ہمکنار ہوئے تو اللہ کی طرف سے یہ بشارت آئی کہ اے ابراہیم ہم تم کو لوگوں کا امام و پیشوا اور رہبر بنائیں گے۔ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔

حضرت مولانا بلال عبدالحئی حسنی لکھتے ہیں کہ جب سے دنیا قائم ہے اس وقت سے لے کر آج تک اس کی سینکڑوں مثالیں چشم فلک نے دیکھی ہیں۔ جو قربانی

جتنی زیادہ بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئی اس کے اتنے ہی دور رس اور دیرپا نتائج سامنے آئے، اس میں ایک قربانی وہ بھی تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دی تھی، وہ صرف ایک قربانی نہ تھی بلکہ قربانیوں کا سلسلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جب آزمایا اور جس طرح انہوں نے اپنی محبت کا جوہر پیش کر دیا، تاریخ میں اس کی مثال نہیں مل سکتی، پہلی قربانی انہوں نے اپنی جان کی پیش کی جب نمرود نے ان کو آگ میں ڈالا، وہ بے خوف وخطر کود پڑے، کسی سے مدد لینا ان کو گوارہ نہ ہوا۔ عشق الٰہی کی آگ نے ان کو ایسا سوختہ کر دیا تھا کہ ہزار جانیں قربان کرنا ان کے لیے آسان ہو گیا تھا، اپنی دانست میں انہوں نے اپنی جان قربانی کر دی لیکن حکم الٰہی کچھ اور تھا۔ آگ کو ارشاد ہوا۔ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ. (سورۃ الانبیاء:۶۹) اے آگ ٹھنڈی ہو اور سلامتی بن جا ابراہیم کے لیے) دوسری قربانی انہوں نے اپنے بیوی و بچے کی دی، اللہ کا حکم ہوا کہ دونوں کو بے آب وگیاہ علاقہ میں چھوڑ آئیں، یہ کام آسان نہ تھا، وہ بڑے حساس، گداز قلب اور محبت کرنے والے تھے لیکن محبت الٰہی کے آگے کیا دیر تھی، اس قربانی میں بھی وہ کھرے اترے۔

تیسرا موقع بڑا نازک تھا، بچہ کی عمر شعور کو پہنچی، باپ کو اس زمانے میں بچے کے ساتھ تعلق ہوتا ہے جبکہ بچہ بھی کیسا ہونہار اور سعادت شعار! حکم ہوا کہ اپنے ہاتھ سے اپنے لخت جگر کو قربان کر دیں رحمۃ اللہ علیہ یہ امتحان کی سخت گھڑی تھی لیکن خلیل اللہ کے لیے ماسوی اللہ کا قربان کرنا مشکل نہ تھا، باپ بھی تیار اور بیٹا بھی تیار ایک تنہائی کے مقام پر لے گئے اور لٹا کر چھری چلا دی، ادھر سے ندا آئی۔ یَا اِبْرَاهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّئْیَا اے ابراہیم تم نے خواب سچ کر دکھایا اللہ نے بیٹے کی جگہ ایک مینڈھا بھیج دیا وہ قربان ہو گیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ وَفَدَیْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ (سورہ الصافات ۱۰۷) اللہ تعالیٰ کو ان کی قربانیاں ایسی پسند آئیں کہ قیامت تک کے لیے ان کو جاری فرما دیا گیا، اور

ان کی ملت کو بقاء و دوام عطا کیا گیا، خود حضور ﷺ کو ارشاد ہوا کہ۔ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (سورۃ النحل ۱۲۳) کہ آپ ہر طرف سے کٹ کر ملت ابراہیمی کی پیروی کیجئے، دنیا کی تاریخ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ سب سے بڑی قربانی تھی، جس کے نتیجہ میں رہتی دنیا تک وہ زندہ جاوید کر دیے گئے۔

عیدالاضحیٰ کی قربانی ان کی اسی قربانی کی یادگار ہے ملت اسلامیہ کا وجود بدر کی قربانی سے مربوط ہے مٹھی بھر جماعت جس طرح اپنی اپنی جانوں کا نذرانہ لیے رسول اللہ ﷺ کے سامنے حاضر ہوگئے، تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، بارگاہ الٰہی میں مناجات کرتے ہوئے حضور ﷺ کا عجب حال تھا، بے خودی میں شانہ مبارک سے چادر گر گر جاتی تھی، اس حال میں زبان مبارک سے جو الفاظ ادا ہوئے وہ حقائق و معانی کا ایک سمندر اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں، اس میں ہدایت بھی ہے اور پیغام بھی، آپ نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ لَاتُعْبَدُ بَعْدَهَا فِی الْاَرْضِ (اے اللہ اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوئی تو تیری عبادت کرنے والا اس روئے زمین پر کوئی نہ ہوگا)۔ اللہ نے یہ قربانی اسی طرح قبول فرمائی کہ شرکاء بدر کی مغفرت عامہ اور دوسرے حضرات پر فضیلت کا عام اعلان کر دیا گیا اور قیامت تک کے لیے اس ملت کو اللہ کی بندگی کے لیے منتخب کر لیا گیا اور اس میں یہ پیغام بھی دے دیا گیا کہ ملت کا وجود خدا کی بندگی سے وابستہ ہے، یہی اس کی ترقی اور تحفظ دین کا راز ہے۔

اسی بدر کی قربانی کا فیضان ہے کہ آج ملت زندہ ہے اور قیامت تک
زندہ رہے گی، یہی قربانی اس امت کی میراث ہے، امت کی یہ ذمہ
داری ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے اور اس کے تسلسل کو قائم رکھے
تاکہ وہ خود بھی جاگتی رہے اور دوسروں کو بھی جگاتی رہے۔

یہ واقعات محض تاریخ کا ایک حصہ نہیں ہیں بلکہ ان کے اندر زندہ قوموں کیلئے بڑا پیغام ہے، اس میں یہ حقیقت بتادی گئی ہے کہ زندگی قربانی سے ہے، قربانی جس خلوص کے ساتھ، دل کی گہرائیوں کے ساتھ اپنے رب کی رضا جوئی کے لیے دیجائیگی اور جتنی بڑی قربانی دی جائے گی اسی کے اعتبار سے زندگی ملے گی عروج و ترقی کی منزلیں طے ہوں گی، اہل ایمان کے لیے اس میں بڑا سبق ہے۔

قصۂ قابیل وہابیل

یوں تو قربانی کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں سے ہوتی ہے قرآن کریم نے یہ واقعہ بھی ذکر کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے روایتوں سے معلوم ہوتا کہ ان میں ایک کا نام قابیل تھا جو بڑا بیٹا تھا اور دوسرے کا نام ہابیل تھا جو چھوٹا بیٹا تھا حضرت آدم علیہ السلام کے دور میں سگی بہن سے نکاح کرنا جائز تھا چونکہ دنیا میں اور کوئی تھا نہیں صرف یہی لوگ موجود تھے اس لئے نسل کو بڑھانے کیلئے بہن کے ساتھ شادی کو جائز قرار دیا گیا مگر ہوتا یہ تھا کہ قدرت الٰہی سے ایک ساتھ ایک لڑکا اور ایک لڑکی کی پیدائش ہوتی تھی تو پہلے لڑکے کی شادی بعد میں پیدا ہونیوالی لڑکی کیساتھ اور بعد میں پیدا ہونے والے لڑکے کا نکاح پہلے پیدا ہونے والی لڑکی کے ساتھ جائز قرار دیا گیا اور ایک ساتھ جولڑکا لڑکی پیدا ہوا کرتے تھے انکو آپس میں سگے بھائی بہن کا درجہ دیا گیا تھا چنانچہ قابیل وہابیل کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا لیکن قابیل جو بڑا بھائی تھا اس کی شادی ہابیل کے بہن سے ہوئی تھی قابیل کو پسند نہ آئی اور اپنے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی کیساتھ نکاح کرنا چاہتا تھا جو کہ ناجائز اور حرام تھا حضرت آدم علیہ السلام نے سمجھایا مگر وہ نہ مانا تو حضرت آدم علیہ السلام نے ان دونوں کو اللہ کے دربار میں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا قابیل کاشتکار آدمی تھا اس نے غلوں کی قربانی پیش کی اور ہابیل

بھیڑ بکریاں پالنے والا تھا اس نے ایک دنبہ اللہ کی راہ میں قربانی کر دیا اور پہاڑ پر لیجا کر رکھدیا اس وقت کے دستور کے حساب سے ہابیل کی قربانی کو آسمانی آگ نے کھالیا اور وہی قبول ہونے کی علامت تھی اور قابیل کی قربانی قبول نہیں ہوئی جس کی وجہ سے وہ حسد میں آگ بگولا ہوگیا اور ہابیل کو قتل کرنیکا پختہ ارادہ کرلیا چنانچہ کسی وقت موقعہ پاکر اس کو قتل کردیا قتل کرنے کے بعد بھائی کی لاش کو کندھے پر لئے پھر رہا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک کوّے کو اس کی تعلیم کیلئے بھیجا جو ایک مرے ہوئے کوّے کو زمین کھود کر دفن کررہا تھا اسوقت قابیل نے کہا کہ ہائے افسوس میں کوّے سے بھی گیا گذرا ہوں اور مجھے لاش کو دفن کرنے بھی نہیں آتا بھائی کو قتل کردیا اس پر تو افسوس نہیں ہوا لاش کو دفن نہیں کرپایا تو افسوس کرتا ہے ہابیل کی پہلی قربانی تھی اور زمین پر اللہ نے اس کو شرف قبولت سے نوازا اور قابیل پہلا قاتل ہے اور روئے زمین اور تا قیامت ناحق قتل ہونے کا گناہ قابیل ہی کے سر ہوگا، اللہ ہم کو صحیح معنوں میں قربانی کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عورت کا سب سے قیمتی زیور نیک اولاد ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَقَالَ تَعَالٰی اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جسکی گودیں اولاد سے خالی ہیں ان سے پوچھئے اولاد کی قدر و قیمت، مگر اولاد اسی وقت والدین کی آنکھوں کا تارہ بن سکتی ہے جبکہ دینی رخ پر ڈھالا جائے اور ان کی صحیح معنوں میں اصلاح وتربیت بھی کی جائے۔ حضرت مولانا محمد حسنی رحمۃ اللہ علیہ ندوی لکھتے ہیں کہ اگر آپ کسی خاتون کو دیکھیں کہ وہ اپنے کپڑوں اور زیور کی صفائی کا خیال نہیں رکھتی، زیور کا شوق تو بہت ہے مگر نہایت گندہ رنگ اڑا ہوا ٹوٹا پھوٹا خانوں

اور درازوں میں میل جما ہوا، کپڑے نہایت گندے بے ڈھنگے سلے ہوئے لاابالی پن سے پہنے مجلسوں اور محفلوں میں شریک ہوتی ہے تو آپ ایسی خاتون کے متعلق کوئی اچھی رائے قائم نہ کریں گی بلکہ اس کو پھوہڑ اور اجڈ کہیں گی اور کوئی خاتون چاہے وہ جتنی غریب ہی کیوں نہ ہو اس انداز سے رہنا پسند نہیں کرتی، ہر خاتون کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے کپڑوں اور زیوروں کا بہت خیال رکھتی ہے اور اس لیے رکھتی ہے کہ دوسری عورتوں میں وہ نکّو نہ بنائی جائے، سوسائٹ میں اس کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا جائے، جہاں وہ جائے دوسری عورتیں اس کو جگہ دیں، اس کی طرف متوجہ ہوں، اس سے بات کریں، اس کو پھوہڑ اور اجڈ نہ کہیں اسی لیے ہر خاتون اپنے کپڑوں اور زیور کو سنبھال سنبھال کر رکھتی ہے، ان کی صفائی اور ستھرائی کا خیال کرتی ہے، کسی غلط جگہ ان کو نہیں رکھتی کہ ضائع نہ ہو جائیں کبھی دوسرے کو دیتے ہوئے ہچکچاتی ہے کہ غلط طریقہ سے استعمال سے ٹوٹ یا پھوٹ نہ جائیں، ان کی حفاظت پر اپنا عزیز وقت اور محنت صرف کرتی ہے، اور یہ معاملہ صرف کپڑوں اور زیور کیساتھ نہیں ہوتا بلکہ اپنی ہر عزیز اور قیمتی چیز کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتی ہے اب اگر کوئی دوسری خاتون اس سے کپڑے مانگے اور پہن پہن کر پھاڑ دے، اس سے زیور عاریۃً لے اور توڑ ڈالے، اس سے روپیہ قرض لے اور ادا نہ کرے، اس کے کپڑوں یا زیورں کو گندہ کر دے، تو اس خاتون کو کتنا غصہ آئے گا؟ وہ آپے سے باہر ہو جائیگی! برا بھلا کہے گی اور جی جان سے بیزار ہو جائیگی!

لیکن کتنے رنج وافسوس کی بات ہے کہ ہر خاتون اپنی ایسی چیزوں کی طرف زیادہ دھیان دیتی ہے جو میلی اور ٹوٹنے پھوٹنے والی ہیں، جن کے ضائع ہونے کے بعد ویسی ہی اور بعض اس سے بہتر چیزیں ملتی ہیں، کپڑے پھٹتے اور بنتے ہیں، زیور ٹوٹتا اور بنتا ہے، مال کھوتا اور ملتا ہے، لیکن ایک ایسا زیور بھی ہے جس کے ضائع

ہونے کے بعد دوسرا ملنا مشکل ہے، جس کے بگڑ جانے کے بعد اس کا سدھرنا آسان نہیں، ایک ایسا ہار بھی ہے جو کسی ایک محفل کے لیے زیب وزینت یا ذلت کا باعث نہیں ہوتا بلکہ وہ ساری زندگی زیب وزینت کا باعث ہوتا ہے یا ذلت وخواری کا، وہ زیور اولاد ہے، معصوم بچے اور بچیاں ہیں، کھلتی ہوئی کلیاں ہیں، جو سچے موتی اور سونے کے تار ہیں، جن کو صحیح طور پر ٹانکنے، ان کی حفاظت کرنے اور سنبھال سنبھال کر رکھنے ہی سے سگھڑ پن اور سلیقہ مندی کا پتہ چلتا ہے اور نگاہوں میں وقعت پیدا ہوتی ہے، ہر مجلس میں سرآنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے، وہ حقیقی زیور صرف جسم پر پہنچ کر خوبصورت نہیں لگتا بلکہ وہ جہاں جاتا ہے اس پر جس کی نگاہ پڑتی ہے وہ اس کی تعریف کرتا ہے جس کے سلیقہ اور ہنرمندی سے یہ زیور صاف شفاف رہا۔

مگر اس حقیقی زیور کی طرف کسی خاتون کی نظر نہیں جاتی، اس کی تربیت وتعلیم اس کے اخلاق کی پاکی اس کے کیریکٹر کی مضبوطی کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی، اگر کوئی کپڑے اور زیور کی برائی کر دے تو آپے سے باہر ہو جاتی ہیں، دل میں نہ بجھنے والی آگ لگ جاتی ہے، لیکن اولاد کے اخلاق کی کوئی برائی کرے تو جوں تک نہیں رینگتی، جس کا زیور ایک دن کے لیے کسی دوسری جگہ بھیجنا یا کسی غلط ہاتھ میں دینا گوارہ نہیں ہوتا لیکن یہ ساری زندگی کا سرمایہ اور سب سے قیمتی اور حسین زیور اولاد دن دن بھر آوارہ پھرے غلط صحبتوں میں وقت گزارے غلط ہاتھوں میں پڑ جائے تو کسی کو دکھ نہیں ہوتا، نہ فکر لاحق ہوتی ہے۔ جسم کے کپڑے میں اگر کوئی نقص کھروچہ لگ جائے یا بخیہ اُدھڑ جائے، زیور کا کوئی باریک حصہ ٹوٹ جائے، اس پر میل جم جائے، تو سارے کام چھوڑ کر اس کی درستگی کی فکر ہوتی ہے، لیکن اولاد میں بڑی سے بڑی خرابی آجاے، اس کے اخلاق بگڑ جائیں، اس کا دین خراب ہو، اس کی زبان گندی ہو جائے اور انصاف سے بتائیے کہ ماں باپ کو کوئی فکر ہوتی ہے؟ ان کے

سدھارنے کیلئے کتنا وقت لگاتے ہیں؟ ایک ایسے ہار کے لیے بڑے سے بڑا اہتمام ہوتا ہے جو صرف ایک مجلس یا محفل میں گلے کا ہار بن کر رہ جاتا ہے، مگر اولاد جو ساری زندگی کے لیے گلے کا ہار ہوتی ہے، اس کو خوبصورت بنانے کی کسی ماں یا بہن کو فکر ہوتی ہے کیا یہ فکر کے قابل نہیں؟ کیا اس کیلئے اپنا عزیز وقت لگانا ضروری نہیں؟ کیا اس کے لیے مال و دولت صرف کرنا قابل توجہ نہیں؟ اور کیا اس سے کوئی انکار کرسکتا ہے کہ زندگی کا یہ سرمایہ اور قیمتی زیور آج کس طرح در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے، سڑکوں پر آوارہ پھر رہا ہے غلط اور بیہودہ سوسائٹی کی نذر ہو رہا ہے، ذلیل اور قابل نفرت صحبتوں اور گندے ماحول میں وقت گزاری کر رہا ہے، جس کا نتیجہ سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ نہیں۔

جس ملک میں رہتے اور بستے ہیں یہاں کے حالالت تیزی کیساتھ ہمارے بچوں کے لئے خطرناک بنتے جا رہے ہیں اگر ہم خود ادھر توجہ نہ کریں گے اور اپنی ساری قوت اولاد کی تعلیم و تربیت پر نہ لگائیں گے تو ارتداد اور الحاد کا ہمہ گیر فتنہ ہماری نسلوں کو تباہ کردے گا، جس کے آثار شروع ہو چکے ہیں، یہ وہ نازک وقت ہے جب کہ ہم غفلت و سستی کا لبادہ اتار کر اور اپنی ذاتی فکر کو چھوڑ کر نسلوں کی حفاظت کے لیے کام کریں، ہم کو کسی دوسری قوم سے شکوہ و شکایت کرنے کا حق نہیں، نہ کسی سے بھیک مانگنے کی ضرورت ہے، ایک زندہ قوم نازک سے نازک حالت میں بھی حوصلہ اور عزم کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔

ماؤں پر اسلئے زیادہ ذمہ داری ہے کہ اب سے پہلے انہیں کی تربیت نے مسلمان بچوں کو قوم کا نگہبان بنایا اور انہیں کے تربیت یافتہ نونہالوں نے دنیا کو تہذیب و تمدن سکھایا درندوں سے انسان بنایا، کیا آج وہ اپنی ان خدمات کو دھرا نہیں سکتیں، یہ حقیقت ہے جو کسی چیز کے حصول کیلئے محنت کرتا ہے اور تکلیفیں اٹھاتا ہے وہی اس

چیز کی قدر و قیمت پہچانتا ہے اور اس کو دل و جان سے عزیز رکھتا ہے، مائیں جس طرح اپنی اولاد کیلئے محنت کرتی ہیں اور اس کی پرورش کرتی ہیں اور اس کی پرورش میں خون پسینہ ایک کرتی ہیں، وہی اس کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ کرسکتی ہیں۔

نیک اولاد ذخیرۂ آخرت ہے

آج اپنی اولاد کیلئے جتنی محنت کریں گے ان کی تعلیم و تربیت پر توجہ دیں گی تو یہی بچے کل قیامت کیلئے ذخیرہ ثابت ہونگے اور قبر میں چلے جانے کے بعد جس دن آپکا نامۂ اعمال بند کر کے رکھ دیا جائیگا اس وقت اولاد کی دعاؤں اور نیک اعمال کیوجہ سے تمہارے نامۂ اعمال میں بھی نیکیاں لکھی جائیں گی نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اَوْ مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٌ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَّدْعُوْا لَهٗ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکے اعمال اس سے منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین چیزوں کی وجہ سے اسکے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی ہیں یا تو صدقۂ جاریہ کیوجہ سے یا ایسے علم کیوجہ سے جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا ایسی اولاد ہو جو اس کیلئے دعائیں کرے، کوشش تو یہ کریں کہ تینوں چیزیں حاصل ہو جائیں اگر اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا ہے تو ایسا کام کر جائیں جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں کوئی مسجد بنوا دیں مدرسہ بنوا دیں اگر اللہ نے علم کی دولت سے نوازا ہے تو دینی کتابیں اور رسالے لکھ کر نامہ اعمال میں اضافہ کریں اور تیسرے نمبر پر ولد صالح ہے جس کی ایک ایک نیکی میں آپ کا حصہ ہوگا لیکن یہ بھی یاد رکھیں اگر اولاد کو غلط راستہ پر لگا دیا تو اس کی ایک ایک بدی میں آپ کا حصہ ہوگا اسلئے مال و جائداد زیور اور کپڑے تمام چیزوں سے زیادہ اولاد کی فکر کریں تاکہ مرنے کے بعد سرخروی حاصل ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

عورتوں کیلئے اسلامی تعلیم کی اہمیت

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ، بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً وَلَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمُ

محترمہ معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ہم مسلمانوں کیلئے اسلامی تعلیم وتعلم کی ضرورت واہمیت اسی طرح مسلّم ہے جس طرح خورد ونوش کی، قرآن کریم فرماتا ہے۔ هَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ لَایَعۡلَمُوۡنَ کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں یعنی یہ دونوں کبھی بھی برابر نہیں ہوسکتے ایک عابد جو رات میں عبادتیں کرتا ہے دن میں روزے رکھتا ہے اور ایک وہ شخص جو تعلیم وتعلم کے بعد ان میں سے صرف فرائض واجبات ادا کرتا ہے اور لوگوں کو علم دین سکھاتا ہے ان دونوں میں تفاوت اور فرق مراتب کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ تم میں سے عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہی ہے جیسے کہ میری فضیلت تم میں سے ادنی آدمی پر ہے عالم وعلماء کی فضیلت و برتری جس طرح مرد حضرات علوم دینیہ حاصل

کر کے قوم کے بچوں کو زیور علم سے آراستہ کرتے ہیں اسی طرح عورتوں کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے وہ علم دین حاصل کریں اور مہارت تامہ پیدا کریں اور قوم کی بچیوں کو اسلام کے صحیح رخ پر ڈھالیں اور مغربی تہذیب وتمدن سے آنے والی نسلوں کی حفاظت کریں تاکہ اللہ رب العزت کے دربار میں ہمارا مقام ومرتبہ بھی اونچا و ارفع رہے کیونکہ جو لوگ ٹھیک کام کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم سے نوازیں گے۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ تعالی نے قرآن وسنت میں انسانوں اور جنوں کو صرف اور صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا اور پھر انسانوں میں مردوں اور عورتوں کو تخلیق فرمایا اور تخلیق کا مقصد بھی واضح فرمایا، مردوں اور عورتوں میں سے جس نے بھی حالت ایمان میں اعمال صالحہ سرانجام دیئے تو ہم انہیں پاکیزہ زندگی عطا کردیں گے، اور انکے عمل سے بھی بہت بدلہ انہیں دیں گے۔ (سورۃ النحل آیت ۹۷)

اور پھر سورۃ آل عمران آیت ۱۹۵ میں بھی یہی بات کہی گئی اور پھر سورۃ بقرہ آیت ۲۲۸ میں بھی فرمایا گیا کہ عورتوں کے حقوق اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے مردوں کے حقوق کے برابر ہیں۔

میری بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد ہو یا عورت ان کی حیات کا مقصد اپنی عبادت ہی بتایا ہے، ہر ہر شے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی حمد وپاکی میں مشغول ہے، بالکل اسی طرح پیدا ہونے سے مرنے تک کا مختصر وقت ہمیں دیا گیا ہے تو محض اس لئے کہ دیکھا جاسکے کہ کون ''احسن عمل'' کر کے آتا ہے، اس بات کا ذکر سورۃ ملک میں موجود ہے۔

ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کو مختلف بنایا ہے، یعنی دونوں کو مختلف دائرہ کار فراہم کئے ہیں۔ جیسے کائنات کی ہر شے ایک نظام اصول

اور دائرہ کار میں موجود ہے۔ بالکل اسی طرح عورت اور مرد کیلئے دائرہ کار بنا دیا گیا ہے کہ اپنی اپنی حدود میں اصول شرعیہ کے ساتھ زندگی کو بسر کریں۔ مرد گھر سے باہر اور عورت کیلئے گھر کے اندر رہنے کیلئے اصول ونظام بتایا، اور پھر اگر پوری کائنات پر غور کیا جائے، تو بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے۔ ہر شئے اپنے دائرے اور حد میں ہیں۔ لیکن کچھ کا کام اور ذمہ داری اس کی استطاعت کے مطابق زیادہ ہے اور کچھ کا کم۔ کچھ کو امیر بنایا، کچھ کو غریب، کوئی بادشاہ ہے اور کوئی فقیر، لیکن اس تفریق کا ہرگز ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ محض اس تفریق سے کوئی اعلیٰ یا افضل ہو گیا، یا کمتر ہو گیا بلکہ مقصد اس تفریق سے یہ ہے کہ یہ سب ایک دوسرے کو متوازن کرے، بہتر اور افضل تو صرف وہی ہے جو تقویٰ والا زیادہ ہے۔ (بلا شبہ) یعنی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا کو ''دارالامتحان'' بنایا پھر واضح فرما دیا کہ دار الجزاء کے فیصلے کا معیار، ایمان اور اعمال صالحہ ہیں۔ پس عورت اور مرد کو مختلف دائرہ کار دیئے گئے اور پھر مرد کو امیر بنا کر فضیلت دی گئی یعنی کہ مرد کو استطاعت زیادہ دی گئی اور ذمہ داری بھی زیادہ دی گئی لیکن ساتھ ہی عورت کو اس کا مددگار بنایا گیا اور پھر دونوں کو ایک دوسرے کیلئے راحت کی شئے بنا دیا گیا۔

حدیث پاک میں ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، اتنا علم تو سبھی پر فرض ہوا کہ حلال وحرام، پاکی ناپاکی، جائز ناجائز کو جانا جا سکے، لیکن اس کے بعد جتنا بھی دینی علم ہے اس کیلئے یہ کہیں پر بھی نہیں کہا گیا کہ عورتیں حاصل نہ کریں جب کہ مرد ان کو ضرور حاصل کریں، اس کے بعد مقصودی علم تو ہر کوئی حاصل کر سکتا ہے، جسے شوق ولگن ہو، اگر عورتوں کیلئے مزید علم حاصل کرنا منع ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ''افقہ الناس'' اور ''حسن الناس'' نہ ہوتیں، عہد رسالت میں عورتوں کی دینی تعلیم کا باقاعدہ انتظام

تھا صحابیات رضی اللہ عنہن کے خصوصی اجتماع میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا کر تلقین ووعظ فرمایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح صحابیات رضی اللہ عنہن بھی محدثہ، فقیہہ، عالمہ، فاضلہ مفتیہ اور کاتبہ تھیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ ﷺ فقیہ الامت ہیں۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فقیہہ ومفتیہ تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا لکھنا پڑھنا دونوں جانتی تھیں۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا شاعرہ تھیں۔ اسی طرح پہلی اور دوسری صدی ہجری میں پورے عالم اسلام میں احادیث کی روایت وتدوین کا سلسلہ شروع ہوا جن خواتین کے پاس مجموعے تھے ان سے وہ حاصل کئے گئے، حدیث کی تحصیل کیلئے محدثین ورواۃ کی طرح محدثات وراویات نے بھی گھربار چھوڑ کر دور دراز ملکوں کا سفر کیا اور ان محدثات وطالبات کیلئے محدثین وشیوخ کی درس گاہوں میں مخصوص جگہیں، رہا کرتی تھیں جس میں وہ مردوں سے الگ رہ کر سماع کرتی تھیں، اور اسی طرح ان محدثات میں سے بہت سی حافظات، قاریات، اور مفسرات تھیں وعظ وتذکیر میں نمایاں تھیں، رشد وہدایت تزکیہ نفس، شعر وادب، خطاطی وکتاب انشاء اذکار کی تعلیم وتربیت میں بھی بہت زیادہ نمایاں تھیں اور رہیں۔

لڑکیوں کی تعلیم کا نظم عورتوں کے ذریعہ ہی کیا جائے

الحمد للہ آج بھی بہت سے مدرسۂ نسواں قائم ہیں جہاں بہتر نظام کے ساتھ اسلامی قوانین وضوابط کا لحاظ کرتے ہوئے امت کی بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کا نظم کیا گیا ہے ایسے مدرسوں میں داخلہ لیکر علوم عالیہ سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں اور جب عورتیں دینی علوم حاصل کریں اور مہارت پیدا کریں تو معاشرے وخاندان میں اصلاح بآسانی ہو سکتی ہے جیسے ہی لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھے اس کو کسی مرد کے پاس تعلیم دلانے کے بجائے کسی عورت کے پاس تعلیم دلائیں عورتوں کے اندر علم

دین میں سستی اور کاہلی کیوجہ سے وہ دین مکمل طور پر بہت کم حاصل کر رہی ہے جس کی بنیاد پر جوان اور مشتہات لڑکیوں کو مردوں کے پاس بھیجنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھی ناگوار صورت حال پیدا ہوجاتی ہے اس کیلئے لڑکیوں کو پہل کرنیکی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

گانا اور میوزک نفاق پیدا کرتا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قابل صدر معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے گانا اور میوزک نفاق پدا کرتا ہے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں آدمی کا باطن (پیٹ) پیپ سے بھر جائے جس سے اسکا معدہ خراب ہوجائے اس سے بہتر ہے کہ اس کا باطن شعروں سے بھر جائے۔ شعر اچھے بھی ہوتے ہیں برے بھی ہوتے ہیں خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً بعض شعر حکمت و دانائی سے پر ہوتے ہیں شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیلئے مسجد نبوی میں کرسی لگا کرتی تھی اور شعر سنایا کرتے تھے تو وہ اشعار جن میں اچھی باتیں ہوں وہ تو پسندیدہ ہیں لیکن ایسے اشعار جن میں عشق و محبت کی باتیں ہوں وہ شریعت کی رو سے صحیح نہیں اور گانا میوزک یہ تو سراسر گناہ ہی ہے مسلم معاشرے گانے بجانے میں بڑی تیز

رفتاری کیساتھ ترقی کر رہا ہے آج کل نئے نئے آلات واسباب نے گانا اور میوزک بلکہ اس سے بڑھکر فحش لٹریچر فحش تصاویر نے نوجوان نسلوں کو بے حیائی کے دلدل میں پھنسا کر رکھدیا ہے کتنے مرد وخواتین تو اپنے کام کاج کو چھوڑ کو اس طرح کے لہو ولعب میں پھنس کر اپنا قیمتی اوقات ضائع کرتے ہیں۔

گانا عام ہوتا جارہا ہے

بڑی تیزی کے ساتھ مسلم معاشرے میں برائیاں پیر پھیلاتی جارہی ہیں ہرنئی صبح وشام کے ساتھ برائیوں اور خرابیوں میں اضافہ ہورہا ہے بندۂ خدا برائی وخرابی میں الجھ کر خود کو گناہ گار، رب کی رحمتوں سے دور کر رہا ہے افسوس صد ہزار افسوس کہ لوگوں کو اس کا شعور واحساس بھی نہیں کہ وہ کیسے کیسے گناہ انجام دے رہے ہیں اور آخرت میں ان کا کیسا بھیانک انجام بھگتنا پڑسکتا ہے سردست مسلم معاشرے میں پھیلے تمام برائیوں کا احاطہ کرنا مقصود نہیں بلکہ ان برائیوں میں سے صرف ایک گناہ گانے باجے کی دنیاوی واخروی خرابیوں سے خبر دار کرنا ہے تاکہ مسلمان خود کو اس گناہ سے بچاکر رب کی نارضگی عاقبت کی خرابی اور جنت کی محرومی سے بچا جاسکے۔

صورت حال یہ ہے کہ مسلمانوں کا کوئی بھی محلّہ، کوئی بھی گھر، کوئی بھی فرد بوڑھا، جوان، بچہ، مرد، عورت کوئی بھی اس گناہ سے بچا نہیں ہے۔ موبائل میں گانا، آٹو رکشہ پر گانا، ہوٹل میں گانا، مارکیٹ میں گانا، تہوار میں گانا بجانا، شادی بیاہ میں گانا بجانا گویا گانے باجے کے بے غیر زندگی کا کوئی تصور نہیں، نئی نسل اپنے بڑوں سے چار ہاتھ اور آگے نکل چکی ہے، موبائل اور ہیڈفون کے ذریعہ اسکول، کالج، ٹیوشن آتے جاتے، ریل بس، ٹیکسی، بائیک پہ سفر کرتے ہوئے گانا ہی گانا۔ گویا گانا زندگی کا ایک حصہ بن چکا ہے، نہ کوئی اس کے دینی ومذہبی نقصان سے واقف ہے

اور نہ اس عظیم نقصان وخسران سے بچنے بچانے کو کوشش کر رہا ہے جبکہ بعض گانے ایسے بھی ہیں جو ناجائز پیار محبت، عریانیت وبے حیائی، فسق وفجور، سرکشی، وبغاوت اور خداوند قدوس کی ناشکری اور کفریات پر مشتمل ہیں۔ ایسے میں اس طرح کا گانا سن کر آدمی صرف گناہ گار ہی نہیں بلکہ کفر میں بھی مبتلا ہو رہا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ائمۂ مساجد، علمائے کرام، خطبا حضرات واعظین دین اور داعیان اسلام اس بدترین گناہ اور سنگین دینی جرم سے مسلمانوں کو بچانے کی تدبیریں کریں ورنہ آنے والا وقت اور برا ہوگا۔ مسلم معاشرے میں بے حیائی آوارگی، عریانیت وننگاپن، دینی بے زاری اور مذہب سے دوری مزید بڑھے گی، قوم کی بھی ذمہ داری ہے کہ حقائق سے واقف ہونے کے بعد اس قسم کے گناہوں کے قریب نہ بھٹکیں۔

اب ذیل میں گانے باجے کی مذمت میں وارد ہونیوالی حدیثیں درج کی جارہی ہیں تاکہ مسلمان انہیں پڑھکر اپنی، گھر والوں کی، دوست واحباب کی، رشتہ داروں اور دیگر لوگوں کی اصلاح کی کوششیں کریں، حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

گانا باجا نفاق پیدا کرتا ہے

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیشک غناء (گان باجا) دل میں نفاق کو پروان چڑھاتا ہے۔

(ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۲۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گانا باجا دل میں نفاق کو اسی طرح پروان چڑھاتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو پروان چڑھاتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان جزو: ۱۰/ص: ۲۲۳) یعنی جو گانا باجا کا جس قدر شوقین ہوتا ہے نفاق اسی حد تک اس کے قلب وجگر میں اپنی جڑیں جما چکا ہوتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو گانا باجا سنے گا اسے جنت میں روحانین سے سننے کی اجازت نہیں دی جائیگی صحابہ نے دریافت کیا، روحانین کون ہیں؟ فرمایا روحانین اہل جنت کے قراء ہیں۔

(کنزالعمال: حدیث نمبر ۴۰۶۶۰)

اللہ کو دو آوازیں سخت ناپسند ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، دو آوازیں دنیا و آخرت میں اللہ کے حضور سخت ناپسندیدہ ہیں (۱) خوشی کے وقت گانے باجے کی آواز (۲) مصیبت کے وقت رونے دھونے کی آواز۔ (مجمع الزوائد و منبع الفوائد۔ حدیث نمبر: ۴۰۱۴)

افسوس آج لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ناپسند کو اپنی پسند بنالی ہے جب کہ ہونا تو ہی چاہیے تھا کہ خوشی کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے صبر اور عافیت طلب کی جاتی لیکن وائے رے حرماں نصیب خوشی کے وقت خدا اور رسول دین و مذہب، شریعت و سنت کو فراموش کر کے لوگ رقص و سرور، شراب و کباب گانے باجے کی محفلیں سجاتے ہیں, اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کی ناشکری اور شکوہ و شکایت کرتے ہیں۔

حضور نے گانا گانے اور سننے سے بھی منع فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گانے باجے سے منع فرمایا اور ان کے سننے سے بھی منع فرمایا (طبرانی فی الکبیر)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم خاص کر آلات موسیقی اور گانے باجے سے بچو، اس لیے کہ یہ دونوں دل میں نفاق کو اسی طرح پروان چڑھاتے ہیں جس طرح پانی گھاس کو پروان چڑھاتا ہے۔ (ابن صرصری فی امالیہ، کنزالعمال حدیث نمبر ۴۵۶۶۷)

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت کو گانا باجا سے بچنے کا حکم فرمایا تھا لیکن امتی ہونے اور غلامی کا دم بھرنے والے حضرات آج بڑی تعداد میں اپنے رسول کا حکم طاق پر رکھ کر صبح سے شام تک گانا باجا میں مصروف ہیں۔ کیا نبی کی محبت اور اطاعت کی یہی علامت ہے؟

ہوٹلوں دکانوں اور گھروں میں گانے بجانے کا رواج ہے لوگوں نے گانے بجانے کو ایسا جزو زندگی بنالیا ہے کہ کھارہے ہیں تو گانا سن رہے ہیں لیٹے بیٹھے ہیں تو گانا سن رہے ہیں عورتیں کھانا پکارہی ہیں تو گانا سن رہی ہیں بسوں میں سفر کریں تو گانا غرضیکہ گانا بجانا ایک معمول کی چیز بن کر رہ گئی ہے کالجوں میں مستقل موسیقی روم ہیں جس کو وقت گانا سننا ہو وہاں چلا جاتا ہے مسجدوں کا انتظام نہیں مگر گانے بجانے کا انتظام ضروری ہے مسلم کالجس اور اسکولوں کا یہ حال ہے کہ عشقیہ گانوں اور غزلوں اور ناول افسانوں نے قوم کی نسلوں کو تباہ کر دیا ہے اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ اور آنے والی نسلوں کو گانے بجانے اور دیگر خرافات سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

خواتین معاشرہ کی روایات کی امین ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاہِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ. اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات!

یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں کہ بہتر اور عمدہ معاشرہ کی تشکیل عورت ہی کے ذریعہ انجام پاسکتی ہے مرد اور عورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں جب دونوں صحیح ہوں گے اور اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں گے اور قانون وضابطہ سے بڑھ کر عمدہ اخلاق کو پیش کریں گے۔ تبھی جا کر زندگی خوشگوار ہوسکتی ہے اور صالح و پاکیزہ معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ ایک عورت اولاد کی پرورش میں جو اعلیٰ کردار ادا کرسکتی ہے اور مستقبل کی تعمیر وترقی میں جو اہم رول نبھا سکتی ہے مرد وہ کام اتنے حسن وخوبی کیساتھ انجام نہیں دے سکتا ہے اکابر واسلاف کی سیرتیں مطالعہ کریں تو

معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کردار سازی میں ان کو پروان چڑھانے میں ماں ہی کی تعلیم وتربیت کا خاص رول رہا ہے۔

ماں کی ذمہ داریاں اور اس کے نتائج

بچے کی پرورش کرنے والی خاتون سے ہی بچہ کی شخصیت کی بہتر تعمیر وتشکیل کی توقع کی جاسکتی ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہی بچے آئندہ معاشرہ کے رکن بنتے ہیں۔ چنانچہ ابتداء ہی سے ان کی اصلاح وتربت ہونا چاہیے تا کہ بنیاد بہتر ومضبوط پڑ جائے اور پھر اس پر خوشنما عمارت تعمیر کی جاسکے اور یہ کہنا بھی غلط نہ ہوگا کہ اصلاح معاشرہ میں اہم وموثر کردار خواتین ہی ادا کرسکتی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے تعلیمات نبوی کی روشنی میں خواتین نے ہمیشہ اصلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کیا ہے اور کرسکتی ہیں۔

عورت معاشرہ میں کئی اہم منصب رکھتی ہے اور ہر ایک منصب ایک خاندان کی اصلاح اور خاندان کی اصلاح کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کا ذریعہ بنتا ہے وہ ماں ہو یا بیٹی، بہن ہو یا بیوی، معاشرہ کی مؤثر فعال رکن ہے اور ہونا چاہیے تا کہ وہ اسلامی معاشرہ کے قیام واصلاح میں اپنا کردار فریضہ سمجھ کر بحسن وخوبی ادا کرسکے۔

اسلامی معاشرہ نے عورت کو گھریلو زندگی کی مالکہ اور نگران کا درجہ دیا ہے بچوں کی تربیت اور کردار سازی اس کا اہم وبنیادی فریضہ ہے عورت ہی مذہبی وثقافتی اقدار کی امین ومحافظ تصور کی جاتی ہے۔ عورت اگر اچھے کردار کی مالکہ دین کی اشاعت مجسمہ، مشفق و پرخلوص ہوگی تو قوم کو بنانے اور اصلاح کرنے میں مرد سے بہتر کردار ادا کرسکتی ہے، مزید براں تعلیم یافتہ خاتون یہ فریضہ زیادہ بہتر طور پر انجام دے سکتی ہے۔ اسی لیے خواتین کی تعلیم وتربیت اہمیت رکھتی ہے ایک مرد اگر تعلیم

حاصل کرتا ہے تو ایک فرد تعلیم یافتہ بن جاتا ہے لیکن ایک عورت تعلیم حاصل کرتی ہے تو ایک خاندان کی تعلیم وتربیت کا ذریعہ بن جاتی ہے چنانچہ قوم کی اخلاقی وروحانی اقدار کے تحفظ اور معاشرے کی اصلاح کے لیے خواتین خصوصاً تعلیم یافتہ خواتین آگے بڑھ کر اپنا کردار ادا کرسکتی ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں خواتین نے یہ خدمت خوب انجام دی ہے یہاں تک کہ حق وباطل کے معرکوں میں، میدان کارزار میں خواتین نے فعال کردار ادا کیا ہے مجاہدوں کے لیے کھانا تیار کرنا، پانی پالنا، زخمیوں کی دیکھ بھال اور مرہم پٹی کرنا، ہتھیاروں کی مرمت کرنا اکثر خواتین کی ذمہ داریاں تھیں یہ باہمت اور باحوصلہ خواتین علم وعمل کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح اور ترقی کے لیے خدمات انجام دیتی تھیں۔

آج بھی معاشرہ کی اصلاح کے لیے خواتین کے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ ایک اچھی اور تعلیم یافتہ ماں ہی بچہ کی صحیح جسمانی، ذہنی، نفسیاتی، جذباتی، معاشرتی اور اخلاقی تربیت کرسکتی ہے اور یہی معاشرہ کی اصلاح کی بنیاد ڈال سکتی ہے، دین اسلام بھی خواتین کی تعلیم وتربیت کا زبردست حامی ہے حصول علم عورت و مرد دونوں پر فرض کیا گیا ہے اس سلسلہ میں حضور ﷺ کا فرمان ہے (۱) علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ (ابن ماجہ) (۲) ہر مسلمان مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، اس پر اللہ کی طرف سے یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ ضرور کچھ نہ کچھ قرآن جانے اور کچھ دینی مسائل سمجھے۔ (تفسیر قرطبی: جلد ۳، ص ۱۲۱)

اسلامی معاشرہ میں خواتین کو معاشرہ کی روایات کا امین سمجھا گیا لیکن صد افسوس آج ہماری خواتین معاشرتی خرابیوں کی اصلاح کی بجائے ان خرابیوں میں اضافہ کر رہی ہیں وہ بچوں کی تعلیم وتربیت سے غفلت برت رہی ہیں۔ بچوں کو مناسب پیار ومحبت نہ دینا، ملازمین کے رحم وکرم پر چھوڑ کر احساس محرومی کا شکار

کردینا، ناجائز ذریعے سے حاصل بے اندازہ دولت میں کھیلنے کے مواقع فراہم کرنا، تربیت سے منہ موڑنا، معاشرتی شعور بیدار کرنے کی کوشش نہ کرنا مجرمانہ غفلت ہے۔ خواتین اس قسم کی غفلت کبھی تو اپنی مجبوریوں اور ضروری مصروفیات کی بنا پر برتتی ہیں، وجوہ خواہ کچھ بھی ہوں تربیت کی ذمہ دار خواتین ہیں اسی ذمہ داری کی مناسب ادائیگی ہی معاشرہ سے جرائم وبے راہ روی کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے بچہ جب پہلی مرتبہ کوئی غلط کام کرتا ہے اور ماں اس کے جرم پر پردہ ڈالتی ہے تو یہی چھوٹا سا جرم بڑے جرائم کا پیش خیمہ بن جاتا ہے اور یہی بچے آئندہ معاشرہ میں خرابیاں اور جرائم کا سبب بنتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ جرائم معاشرہ کو گھن کی طرح کھا جاتے ہیں۔

بوقت ضرورت بچوں کی پٹائی بھی کریں

بچوں سے لاڈ پیار خوب کریں مگر غلطی پر سزا بھی دیں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصًا اَدَبًا** اور ان سے لکڑی نہ اٹھاؤ ادب سکھانے کیلئے مطلب یہ ہے کہ ادب اور تعلیم کیلئے کبھی بھی بچوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ نہ کریں اگر ابتدا ہی میں غلطیوں پر ٹوکا نہ گیا اور مناسب سزا نہ دی گئی تو آئندہ چل کر یہی بچے بڑے بڑے جرائم کے مرتکب ہوں گے اور اس وقت سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھ نہ ہاتھ آئیگا بچوں کے دل بالکل سادہ ہوتے ہیں بچپن میں جو چیزیں ان کے دلوں پر نقش کردی جائیں گی وہ پتھر کی لکیر ثابت ہونگی، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی باادب نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی چیز تحفہ میں پیش نہیں کی اگر ہم نے بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کی تو یہی بچے ہماری نیک نامی کا ذریعہ بنیں گے اور مرنے کے بعد ذخیرۂ آخرت ثابت ہونگے اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! **وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**

جس کو ملا ادب سے ملا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَاتَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَاتَشْعُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے وہ سورہ حجرات کی دوسری آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: ”اے ایمان والو! تم اپنی آواز کو نبی کی آواز سے بلند مت کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں کھل کر بولا کرتے ہو، کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو“۔ یہ مجلس نبی کا ادب ہے۔ قاضی ابو بکر بن عربی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اور ادب آپ کی وفات کے بعد بھی واجب ہے جیسی حیات میں تھا اسی لئے بعض علماء نے فرمایا کہ آپ کی قبر شریف کے سامنے بھی زیادہ بلند آواز سے سلام وکلام کرنا ادب کیخلاف ہے اسی طرح جس مجلس میں آپ ﷺ کی حدیث پڑھی

یا بیان کی جارہی ہو اس میں بھی شور وشغف کرنا بے ادبی ہے کیونکہ آپ کی زبان مبارک سے ادا ہو رہا ہے اس وقت سب کیلئے خاموش ہو کر سننا واجب ضروری تھا اسی طرح وفات کے بعد بھی جس مجلس میں حدیث رسول بیان کی جارہی ہو وہاں بھی شور وشغب کرنا بے ادبی ہے، اسی طرح علماء کرام کا ادب واحترام بھی بحیثیت وارث انبیاء ضروری ہے ایک دن حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے چل رہے ہیں تو آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ تم ایسے شخص سے آگے چل رہے ہو جو دنیا وآخرت میں تم سے بہتر ہے اور فرمایا کہ دنیا میں آفتاب کا طلوع وغروب کسی ایسے شخص پر نہیں ہوا جو انبیاء کے بعد ابو بکر سے بہتر وافضل ہو۔

باادب ملازم

کسی حکیم کے پاس ایک ملازم تھا، ایک روز حکیم صاحب نے اسے دوا کوٹنے کے لئے دیا، وہ حکم بجالایا اور ایک جگہ بیٹھ کر اپنے کام میں مشغول ہو گیا، حکیم صاحب کا ادھر سے ہی آنا جانا تھا جب بھی اس کے پاس سے گذرتے تو یہ ملازم راہِ تعظیم اٹھ کھڑا ہوتا اور آداب وتسلیم بجالاتا، حکیم جی بولے ارے بھائی! میرا ادھر ہی سے آنا جانا ہے اگر مجھے سو بار آنا جانا پڑے تو کیا تو سو بار کھڑا ہوگا؟ وہ بولا جی حضور! کیونکہ اگر میں ایسا نہ کروں گا تو اپنی عادت بھول جاؤں گا اور پھر جب کبھی آپ کے پاس کوئی اور صاحب تشریف لائیں گے اور میں کسی کام کی وجہ سے آداب وتسلیمات نہ بجالاؤں گا تو آپ کو برا لگے گا اور مجھ پر خفا ہو کر نوکری سے رخصت کر دیں گے اور پھر کوئی دوسرے صاحب میری بدتہذیبی کی وجہ سے نوکر نہ رکھیں گے۔

بڑوں کی تو تعظیم کر ہر گھڑی
کرے گا وہی تو، جو عادت پڑی

(تعلم نامہ ص۴۳)

فقیہ علی مخدوم قدس سرہٗ

حضرت فقیہ علی مخدوم قدس سرہ بڑے صاحب باکمال ولی اور عالم وفاضل بزرگ گذرے ہیں ان کا واقعہ لکھا ہے کہ کسی رات ان کی والدہ ماجدہ نے ان سے پینے کیلئے پانی مانگا جھٹ سے اٹھے اور پیالہ دھوکر پانی لے آئے مگر اتنی دیر میں والدہ صاحبہ کی آنکھ لگ گئی اور سوگئیں، سعادت مند فرزند نے جگانا مناسب نہ سمجھا اور پانی رکھ کر چلا جانا بھی خلاف تعظیم وتکریم خیال کیا ان کے پاس پانی کا پیالہ لئے کھڑے رہے صبح کے قریب جب ماں بیدار ہوئیں تو بیقرار ہوکر پوچھا بیٹے تم کب سے اسی طرح کھڑے ہو؟ عرض کیا اماں جان! آپنے پانی مانگا اور میں جاکر لایا تو آپ سوچکی تھیں میرا جی نہ چاہا کہ آپ کو جگاؤں یا یہاں سے جاؤں اسی انتظار میں کھڑا رہا کہ ابھی آپ جاگیں گی اور پانی مانگیں گی تو میں پیش کرنیکی سعادت حاصل کروں گا اپنے ہونہار واطاعت شعار فرزند ارجمند کا یہ حسنِ ادب دیکھ کے اوراس کی تعظیم و تکریم بھری دل نواز ادا ملاحظہ کر کے جوش محبت وشفقت اور غایت فرح وانبساط میں ہاتھ اٹھاکر یوں دعا گو ہوئیں: اے پروردگارِ بندہ نواز میرے اس بیٹے کو دونوں جہاں میں سرفراز کر اور اپنی کامل محبت عطا کر اور ولایت کی دولت سے مالا مال کر، ادھر رحمت باری کو بھی جوش آیا فورا دعا قبول ہوگئی، دیکھئے! حسنِ ادب کی برکت سے ماں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا اور کامل توجہ انابت اور دل لگا کر دعا کی اللہ نے تاج ولایت ان کے سر پر رکھ دیا۔آپ بڑے صاحبِ کرامت بزرگ ہیں آپ کی رحلت ۸۳۵ھ میں ہوئی تاریخ وفات جنات الفردوس سے نکلتی ہے۔

ادب ہے تاج، لطفِ رب کا اے یار!

اسے سر پر رکھے، سو ہووے سردار

(تعلیم نامہ ص ۴۸)

بے ادب محروم گشت از

ادب ایک عظیم نعمت ہے اساتذہ ومشائخ کا ادب واحترام والدین کا ادب بزرگان دین کا ادب جو لوگوں کا ادب احترام کرتا ہے بعد اسی کا ہی ادب کیا جاتا ہے اور بے ادب شخص کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا ہے، ’’بے ادب محروم گشت از فضل رب‘‘ جس کے اندر ادب واحترام نہ ہو وہ فضل خداوندی سے مرحوم رہتا ہے، علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ کتابوں کو بلا وضو ہاتھ نہیں لگاتے اور حاشیہ بین السطور دیکھنے کیلئے کتاب ٹیڑھی نہیں کرتے بلکہ خود ہی ادھر ادھر ہوجاتے تھے یہ تھا ہمارے اکابر کا ادب واحترام کتابوں کا اللہ تعالی نے چلتا پھرتا کتب خانہ حضرت کو بنا دیا تھا حافظہ ایسا غضب کا تھا کا ایک مرتبہ جو چیز مطالعہ کرلیا پھر وہ سالہا سال بھولتی نہ تھی اور ہمارا یہ حال ہے کہ بڑی سے بڑی کتاب احادیث وتفاسیر کو بلا وضو کے ہاتھ لگا دیتے ہیں میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ بغیر وضو تفاسیر کی کتابیں چھونا جائز نہیں بلکہ ادب کے خلاف ہے اور علم دین باادب لوگوں کو ہی عطا کیا جاتا ہے بہت اعلیٰ ذہن رکھنے والے طلباء وطالبات اپنے اساتذہ ومعلمات کی بے ادبی کیوجہ سے علم سے محروم ہوجاتے ہیں ان کو اپنے ذہن پر غرور وتکبر ہوتا ہے اور اگر علم حاصل بھی کر لیتے ہیں تو مخلوق کو فائدہ نہیں پہونچاسکتی ہیں اور وہ طالبات جن کے اندر تواضع وانکساری ہوتی ہے اور اپنی معلمات کی اطاعت وفرمانبرداری ہوتی ہیں وہی کامیاب ہوتی ہیں اور انہیں کے علوم سے قوم کا فائدہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ **مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا** جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے وہ ہم سے نہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

عورت اسلام میں رحمت کی مظہر ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. وَقَالَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِى. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

اسلام میں عورتوں کا بھی مردوں کی طرح مقام ومرتبہ بڑا اونچا اور بلند ہے عورتوں کو بھی مردوں کی طرح حقوق دیئے گئے ہیں رب کریم کا راشاد ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفُ اور عورتوں کیلئے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں، اسلئے عورتوں کو احساس کمتری میں مبتلا ہونیکی ضرورت نہیں ہے۔ تاریخ کے اندر ایسی بہت سی خواتین ملتی ہیں جنہوں نے

زندگی کے مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دیکر بہت سے مردوں سے بھی سبقت لے گئیں دور صحابیات اور بعد کے ادوار میں بھی بہت سی بنات حوّا ایسی ہیں جن کے تذکروں سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ میں تو یہ کہتی ہوں کہ ماؤں کی محنت سے ہی اولیاء اللہ اور اقطاب وابدال بنتے ہیں اکابر واسلاف کی سیرتوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انکی کردار سازی میں انکی ماؤں کا خاص دخل ہے۔

انسان پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے

اسلامی معاشرہ میں خواتین اصلاح معاشرہ کی ذمہ داری تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ادا کرتی رہی ہیں اور کرسکتی ہیں، کیونکہ دین اسلام نے عورت کو وہ مقام عطا کیا ہے جو اسے نہ کسی قوم نے دیا نہ مذہب نے، ملک نے معاشرہ نے جدید دور میں یورپ ہو یا امریکہ یا کمیونسٹ اور سوشلسٹ ممالک سب نے عورت کو صرف بچے پیدا کرنے کی مشین سمجھا اور یا حکومت وریاست کیلئے فوجیں مہیا کرنے کی ترغیب دی یا جنسی آزادی دے کر مردوں کے معاشرے نے خواتین کو آزادی کا فریب دیا اور اپنی تسکین کی راہ نکالی یہاں تفصیل میں جانے کی گنجائش نہیں۔ عورت اسلام میں رحمت کی مظہر ٹھہرائی گئی ہے اسکے قدموں تلے جنت بتائی گئی۔ نکاح کے وقت عورت کی مرضی ملحوظ رکھنا، بیوہ ہونے کی صورت میں اس سے مشورہ کے بعد دوسرا نکاح کرنے کی اجازت، وراثت میں حقدار بنانا، شوہر کیساتھ گزارہ نہ ہونے کی صورت میں علیحدگی کی اجازت وغیرہ ایسے انعامات ہیں جو عورت کو کسی اور معاشرے نے نہیں دیئے عورت کو دین اسلام نے بلند اور قابل عزت مرتبہ عطا کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پر سب سے بڑا حق اسکے شوہر کا ہے۔ مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے۔ (بخاری)

خواتین کو اسلام نے جو عظیم رتبہ عطا کیا خواتین نے بھی عموماً اسے نبھانے کی کوشش کی اور دین اسلام کی توقعات پر پورا اترنے کی جدوجہد کی۔ اصلاح معاشرہ میں ہمیشہ اہم کردار خواتین نے ادا کیا اور یہ حکم خداوندی اور تعلیمات نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے کیونکہ قرآن پاک اور احادیث نبوی ﷺ میں معاشرہ کو برائیوں سے پاک کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی گئی ہے۔

- اگر کوئی شخص کسی ممنوع کام کو عمل میں آتا دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے ہاتھ سے بدل دے یعنی روک دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو زبان سے اس کی برائی ظاہر کر کے اسے بند کرادے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے دل سے برا سمجھے مگر یہ آخری صورت بہت ضعیف ایمان کی نشانی ہے۔
- لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اسے ظلم کرنے سے باز نہ رکھ سکیں تو جلدی خدا ان سب پر عذاب نازل کریگا۔ اگر کسی قوم میں کثرت سے گناہ ہوتے ہوں اور بعض لوگ یہ قدرت رکھتے ہوں کہ انہیں گناہ سے باز رکھ سکیں مگر ایسا نہ کریں تو جلد خدا ان سب کو مبتلائے عذاب کرے گا۔

ہم دوسروں کی اصلاح کی بھی فکر کریں

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جبرئیل امین علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کے پلٹنے کا حکم دیا جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا الہ العالمین اس بستی میں فلاں بندہ بڑا نیک اور پرہیز گار ہے کیا اس کو بھی عذاب میں مبتلا کردوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں اس کے اوپر بھی بستی کو پلٹ دو، اس لئے کہ خود تو نیک کام کرتا تھا مگر دوسروں کو ضلالت وگمراہی سے روکنے کیلئے نہ تو کوشش کرتا تھا اور نہ ہی اس کے دل میں کوئی درد تھا۔ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس پر بھی بستی کو پلٹ دیا اس لئے ہمیں کبھی

بھی اپنی نیکیوں پر اطمینان کر کے نہیں بیٹھنا چاہیے بلکہ ہر وقت دوسروں کی بھی فکر رکھیں ہمارے محلّہ اور پڑوس میں جو مائیں نماز نہیں پڑھتیں، قرآن کی تلاوت نہیں کرتیں، والدین کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں کرتیں، پڑوسیوں کے حقوق ادا نہیں کرتیں، انکا خیال رکھیں، اور ان تک دین کی بات پہونچائیں۔ اگر ہم اس سلسلہ میں کوتاہی کریں گی تو آخرت میں باز پرس ہوگی، ایک عورت اگر محنت وکوشش کرے تو پورے علاقہ اور خاندان کی اصلاح کر سکتی ہے۔ شرط یہی کہ اس کے دل میں تڑپ ہو معاشرے کی درستگی کی فکر ہو، کم از کم اتنا تو ضرور کریں کہ گھر کے بچوں کی اصلاح و تربیت کا بیڑہ اٹھائیں اولاد کی پہلی تعلیم گاہ ماں کی گود ہوتی ہے وہاں جیسی تعلیم پائیگا مرتے دم تک اس تعلیم کا اثر اسکے دل و دماغ پر حاوی رہیگا اللہ تعالیٰ مسلم عورتوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نماز سے جسمانی صحت کا تعلق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمِنْ اٰنَاءِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ لَعَلَّکَ تَرْضٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اسلامی احکام انسانی فطرت کے مطابق ہیں انکی بجا آوری سے آخرت میں جو کچھ اللہ کے وعدے ہیں وہ تو پورے ہوتے ہیں مگر دنیا کے اندر بھی اس کے بیشمار فوائد ہیں مثلاً روزہ ہی کو لے لیجئے کہ اس میں خرچ کچھ نہیں سراسر فائدہ ہی ہے انسان کا معدہ جو سال بھر تک تین وقت محنت کرتا ہے اس کو ایک مہینہ تک دن کے اوقات میں خالی رکھیں تو طبی اعتبار سے بہت سی بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے۔ اسی طرح نماز ہے جو چوبیس گھنٹے میں پانچ دفعہ فرض قرار دی گئی ہے اور ہر مسلمان عاقل بالغ مرد وعورت پر اسکی

ادائیگی کو شریعت نے لازم کر دیا ہے۔ ایک وقت کی نماز پڑھنے سے جہاں ہزاروں اور لاکھوں نیکیاں ملتی ہیں وہیں انسانی جسم کو ظاہری و باطنی قوت بھی ملتی ہے۔ لوگ طرح طرح کی ورزش صحت جسم کیلئے کرتے ہیں جبکہ نماز پڑھنے کیوجہ سے وہ تمام فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں جو محنت ومشقت کی ورزش سے حاصل ہوتے ہیں۔

نماز کے جسمانی فوائد بھی ہیں

ورزشیں نہ صرف اندرونی اعضاء مثلاً دل، گردے، جگر، پھیپھڑے، دماغ، آنتوں، معدہ، ریڑھ کی ہڈی، گردن، سینہ، اور تمام اقسام کے غدود (GLANDS) کی نشوونما کرتی ہیں بلکہ جسم کو بھی سڈول اور خوبصورت بناتی ہیں یہاں تک کہ کچھ ورزشیں ایسی بھی ہیں۔ جس سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے ایسی ورزشیں بھی ہیں جن کے ذریعے آدمی غیر معمولی طاقت کا مالک بن جاتا ہے اور ایسی بھی ہیں جن سے چہرے کے نقش ونگار خوب صورت اور حسین نظر آنے لگتے ہیں، بڑی عمر کا آدمی ہر ورزش نہیں کرسکتا، لیکن نماز ایک ایسا عمل ہے جس پر ہر بندہ آسانی کیساتھ عمل پیرا ہوسکتا ہے۔ عمر کیساتھ ساتھ آدمی کی وریدیں (VEINUS) شریانیں (ARTERIES) اور عضلات کی طاقت کم ہو جاتی ہے، اور ان کے اندر ایسے مادے پیدا ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے بے شمار امراض لاحق ہونے لگتے ہیں مثلاً گٹھیا، عرق النساء، امراض قلب، ہائی بلڈ پریشر اور بے شمار دوسرے دماغی امراض۔ ان بیشمار بیماریوں سے نجات پانے کیلئے نماز ہمارے لیے قدرت کا ایک بہترین علاج ہے۔ ورزش کا یہ اصل اصول ہے کہ اگر آپ کسی ورید، شریان یا کسی اور مخصوص عضو کی سختی دور کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے جسم کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دیجئے۔ پھر اس حصہ جسم میں تناؤ پیدا کیجئے اور کچھ دیر تناؤ کی حالت برقرار رکھنے کے بعد جسم کو پھر

ڈھیلا چھوڑ دیجئے۔ ماہرین ورزش کے اصول وضوابط اور ورزش کے لیے نشستیں بھی متعین کی ہیں۔ ہم یہ بات جان چکے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے نماز ادا کرنے کے طریقے میں وہ سب سمو دیا ہے جس کی نوع انسانی کو ضرورت ہے خواہ وہ ذہنی یکسوئی ہو، آلام، ومصائب سے نجات پانا ہو، غیب کی دنیا میں سفر ہو، اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنا ہو یا جسمانی صحت ہو، نماز مجموعہ اوصاف، کمال ہے، آیئے تلاش کریں کہ نماز اور ہماری صحت کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

صحت اللہ کی بڑی نعمت ہے

چونکہ صحت کا ہونا انسان کیلئے ہر مخلوق کیلئے انتہائی ناگزیر ہے ایک صحت مند جسم میں ہی صحتمند دماغ ہوتا ہے، جب ذہن ودماغ صحیح ہوگا اسی وقت انسان ہر کام کو ٹھیک طور پر انجام دے سکتا ہے اخباروں میں برابر اس طرح کی باتیں آتی رہتی ہیں کہ فلاں قسم کا ورزش کرو اس سے یہ فائدہ ہوگا حالانکہ اگر ہم پورے طور پر اسلام میں داخل ہوجائیں یعنی اسلام کا ایک ایک حکم اپنی زندگی کے شب وروز میں داخل کرلیں اور جس طرح شریعت نے ہم کو کرنے کا حکم دیا ہے ہم اسی طرح اس کو انجام دیں تو ہم کو الگ سے ورزش کرنیکی ضرورت ہی نہیں پڑیگی۔ آج سائنسداں اسلام کے ایک ایک حکم پر ریسرچ اور تحقیق کر رہے ہیں پھر اس کے سیکڑوں فوائد سامنے آتے ہیں اس کے حقانیت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے۔ میں نماز کے متعلق عرض کررہی تھی کہ نماز اور ہماری صحت کا آپس میں کیا تعلق ہے۔

نماز قائم کرنے کے لیے ہم سب سے پہلے وضو کا اہتمام کرتے ہیں۔ وضو کے دوران جب اہم اپنا چہرہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھوتے ہیں، گردن اور سر کا مسح کرتے ہیں تو ہمارے اندر دوڑنے والے خون کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ جس سے

ہمیں سکون ملتا ہے۔ اور تسکین سے ہمارے سارا اعصابی نظام متاثر ہوتا ہے پرسکون اعصاب سے دماغ کو آرام ملتا ہے اعضائے رئیسہ، سر، پھیپھڑے، دل اور جگر وغیرہ کی کارکردگی بحال ہوتی ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کم ہوکر نارمل ہوجاتا ہے۔ چہرے رونق اور ہاتھوں میں رعنائی اور خوبصورتی آجاتی ہے۔ وضو کرنے سے اعصاب کا ڈھیلا پن ختم ہوجاتا ہے۔ آنکھیں پرکشش ہوجاتی ہیں۔ سستی اور کاہلی دور ہوجاتی ہے آپ کبھی بھی تجربہ کرسکتے ہیں۔ ہائی بلڈ پریشر کے مریض کو وضو کرائیں، بلڈ پریشر کم ہوجائے گا۔ جب ہم وضو کرنے کے بعد نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو پہلے ہمارا جسم ڈھیلا ہوتا ہے لیکن جب نماز کی نیت کے لیے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو قدرتی طور پر جسم میں تناؤ پیدا ہوجاتا ہے۔ اس حالت میں آدمی کے اوپر سے سفلی جذبات کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ سیدھے کھڑے ہونے میں ام الدماغ سے روشنیاں چل کر ریڑھ کی ہڈی سے ہوتی ہوئی پورے اعصاب میں پھیل جاتی ہیں یہ بات سب جانتے ہیں کہ جسمانی صحت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے اور عمدہ صحت کا دارومدار ریڑھ کی ہڈی کی لچک پر ہے۔ نماز میں قیام کرنا گھٹنوں، ٹخنوں، اور پیروں سے اوپر پنڈلیوں، پنجوں اور ہاتھ کے جوڑوں کو قوی کرتا ہے، گھٹیا کے درد کو ختم کرتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جسم سیدھا رہے اور ٹانگوں میں خم واقع نہ ہو۔ جھک کر رکوع میں دونوں ہاتھ اس طرح گھٹنوں پر رکھیں جائیں کہ کمر بالکل سیدھی رہے اور گھٹنے جھکے ہوئی نہ ہوں۔ اس عمل سے معدے کو قوت پہنچتی ہے، نظام ہضم درست ہوتا ہے، قبض دور ہوتا ہے، معدے کی دوسری خرابیاں نیز آنتوں اور پیٹ کے عضلات کا ڈھیلا پن ختم ہوجاتا ہے۔ رکوع کا عمل جگر اور گردوں کے افعال کو درست کرتا ہے۔ اس عمل سے کمر اور پیٹ کی چربی کم ہوجاتی ہے۔ خون کا دوران تیز ہوجاتا ہے۔ چوں کہ دل اور سر ایک سیدھ میں ہوجاتے ہیں اس لیے دل کے لیے

خون کو سر کی طرف پمپ (PUMP) کرنے میں آسانی ہوجاتی ہے اور اس طرح دل کا کام کم ہوجاتا ہے۔ اور اسے آرام ملتا ہے جس سے دماغی صلاحیتیں اجاگر ہونے لگتی ہیں۔ اگر تسبیح سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ پر غور کرکے تین سے سات بار تک پڑھی جائے تو مراقبہ کی سی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔

دورانِ رکوع ہاتھ چونکہ نیچے کی طرف ہوتے ہیں اس لیے کندھوں سے لے کر ہاتھ کی انگلیوں تک پورے حصے کی ورزش ہوجاتی ہے۔ جس سے بازو کے پٹھے (MUSCLES) طاقتور ہوجاتے ہیں جو فاسد مادے بڑھاپے کی وجہ سے جوڑوں میں جمع ہوتے ہیں، از خود خارج ہوجاتے ہیں۔

نماز کے جب اتنے سارے فوائد ہیں تو آئیے عہد کریں کہ ہم نماز کی مکمل پابندی کریں گے اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز پڑھنے کی تاکید کریں گے اور کوئی نماز ہم قضا نہیں ہونے دیں گے۔ اگر کسی ضرورت شدید کیوجہ سے کوئی نماز ہم سے فوت ہورہی ہے تو بعد میں اس کو پڑھ لیں گے۔ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پنج وقتہ نمازی بنائے اور اسلام کے ایک ایک حکم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

سود کی نحوست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰى لَايَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور بہنو! قرآن وحدیث میں بیشتر مقامات پر سود کی شناعت وقباحت بیان کی گئی ہے، مدینہ کے یہود بڑی کثرت سے سودی کاروبار کیا کرتے تھے۔ آج بھی بڑے پیمانے پر یہود ہی سودی کاروبار کررہے ہیں اور پوری دنیا میں سود جیسی لعنت میں ملوث اور گرفتار ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بہت پہلے ہی فرمادیا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ لوگ سود کھائیں گے اور اگر نہ کھائیں گے تو کم از کم سود کی بھاپ تو لگ ہی جائیگی۔ آج وہی زمانہ آگیا ہے کہ لوگ سود کھارہے ہیں اور بینکوں میں ملازمت کررہے ہیں۔

عَنْ عَبْدُاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُؤَكِّلَهٖ وَشَاهِدَهٖ وَكَاتِبَهٖ۔

(ترمذی ص ۱۴۵/ ج ۱۔ باب اکل الربو۔ وکذا فی الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان۔ ص ۲۴۲ وکذا فی النواہی فی الصحیحین۔ ص ۱۶۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، اس کے وکیل بننے پر، اس کا گواہ بننے والے پر اور اس کے بارے میں لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

مذکورہ حدیث میں یہ بتلایا گیا ہے کہ سود کی وجہ سے چار آدمیوں پر لعنت برستی ہے۔(۱) سود کھانے والے پر۔(۲) سود کے لئے وکیل بننے والے پر۔(۳) سود کے لئے گواہ بننے والے پر۔(۴) سود سے متعلق حساب کتاب کرنے والے پر۔

سود کا گناہ زنا سے بھی بڑھا ہوا ہے

ایک حدیث میں آتا ہے: اَلرِّبٰو سَبْعُوْنَ جُزْءً اَیْسَرُھَا اَنْ یَّنْکِحَ الرَّجُلُ اُمَّہٗ سود کی ستر شاخیں ہیں ان میں سب سے کم درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرے اتنی سخت وعیدیں ہیں سود کھانے کھلانے اور لینے دینے والوں پر سود کھانیوالوں میں حسد بغض عداوت ساری دنیا کی برائیاں موجود ہوتی ہیں۔اور کبھی بھی سود خور دوسروں کا بھلا نہیں سوچ سکتا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے سودی کاروبار اور سودی لین دین کو بڑی سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ ابتداء میں تدریجی طور پر سود کی قباحت کو بیان کیا گیا پھر جب منع کر دیا گیا اس کے بعد بھی کوئی شخص سود لیتا یا دیتا ہے یا اس کا کاروبار کرتا ہے۔تو اللہ ورسول کی طرف سے اس سے اعلان جنگ ہے سورہ بقرہ کے اخیر میں ارشاد باری ہے۔فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ تو اعلان کردو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کرنے کا۔ظاہر ہے کہ اللہ و رسول سے کوئی بھی لڑائی نہیں کرسکتا اس کا واحد راستہ یہی ہے کہ سودی کاروبار کے بالکل قریب نہ جائے۔

لائبری اور ماہانہ فنڈ

قرآن کریم میں سود کی شناعت وقباحت کو جتنی شدت اور سختی کے ساتھ بیان کیا گیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ورسول کے نزدیک سود سارے گناہوں سے بڑھ کر ہے۔اور بعض روایتوں میں سود کا گناہ زنا سے ستر گنا زیادہ بتلایا گیا ہے آج کل بہت سے لوگ لائبری بھی کھلتے ہیں جو جوئے کی ایک شکل ہے اسلام اسکی قطعا اجازت نہیں دیتا اسی طرح بینکوں میں جو پیسے جمع کئے جاتے ہیں اور اس میں اضافی رقم جو آتی ہے اس کا استعمال بھی جائز نہیں! کیونکہ وہ بھی سود ہی ہے۔ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ سود کی رقم جو بینکوں میں پڑی ہوتی ہے اس کو کیا کرنا اگر نہیں لیتے ہیں تو بینک والے وہ رقم لیلیں گے اور اسلام کے خلاف بھی وہ رقم استعمال ہوسکتی ہے اور اپنے مصرف میں اس کا استعمال کرنا جائز نہیں تو ایسی صورت میں وہ رقم کیا کریں۔علماء کرام سے معلوم کر کے اس رقم کو جو سود کی شکل میں بینکوں میں پڑی ہوئی ہے ضرور نکال لیں پھر اس کو ضرورت کے موقعوں میں استعمال کر دیں۔اس سودی رقم کو اپنی ضرورت کیلئے نہ کریں اور نہ ہی کسی مسجد ومدرسہ کو یہ رقم دیں اور جس کو بھی دیں ثواب کی نیت ہرگز نہ کریں بلانیت ثواب وہ سودی جیسے دوسروں کے حوالے کردیں اور اس کیلئے مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں کسی غریب ونادار غیر مسلم کو بھی سود کے پیسے دے سکتے ہیں البتہ زکوۃ صرف مسلمانوں ہی کو دے سکتے ہیں۔

سود سے کیسے بچیں

سود سے ہم کیسے بچ سکتے ہیں؟ اس کا یہی طریقہ ہے کہ ہم اللہ ورسول کے ارشادات وفرمودات پر یقین کرنیکے ساتھ آخرت میں جوابدہی کا احساس بھی اپنے

دلوں میں پیدا کریں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے لیکن اس کا آخری انجام قلت اور کمی ہے۔ جن لوگوں نے سود کے ذریعہ اپنی دولت میں اضافہ کیا اور یہاں وہ لکھ پتی کروڑ پتی بن گئے۔ آخرت میں بالکل مفلس اور کوڑی کے محتاج ہوں گے۔ اور انکی وہ دولت جو سود کے ذریعہ اکٹھی کی ہے وہی انکے لئے وبال جان بن جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس رات مجھے معراج ہوئی میرا گذر ایک ایسے گروہ پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے اور ان میں سانپ بھرے ہوئے ہیں جو باہر سے نظر آتے ہیں میں جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں (جو ایسے عذاب میں مبتلا ہیں) انہوں نے بتلایا کہ یہ سود خور لوگ ہیں اللہ اکبر، سود کی اتنی سخت وعیدیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی سود سے حفاظت فرمائے اور جہنم کے عذاب الیم سے بچائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بیٹیوں کی پرورش پر جنت کی بشارت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قابل صدر احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! سورہ نسا کے اندر اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تم کو پیدا کیا ایک جان سے اور اسی سے اسکا جوڑا پیدا فرمایا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلایا۔ روئے زمین پر بسنے والے کروڑ ہا کروڑ انسان سب کے سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں خواہ مرد ہوں یا عورت، مسلم ہوں یا غیر مسلم، کالے ہوں یا گورے، اس ملک میں پیدا ہوئے ہوں یا کسی اور ملک میں، بہر حال سب کے سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور سب انسان ہیں اور ہر ایک کے ساتھ انسانوں جیسا معاملہ اور برتاؤ کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اور جس طرح مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق ہیں۔ جس طرح لڑکوں کے حقوق ہیں اسی طرح

لڑکیوں کے بھی حقوق ہیں۔ پیغمبر اسلام علیہ السلام نے لڑکیوں کو بہت اونچا مقام عطا کیا لڑکیوں کی پرورش ان کی تعلیم وتربیت پر جنت کی بشارت سنائی اوران کو رحمت خداوندی قرار دیا۔ بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جولڑکیوں کی پرورش اوران کی تعلیم وتربیت پر صحیح توجہ کرتے ہیں۔ ایسانہیں کہ بیٹوں کو بیٹیوں پر فوقیت دے جس سے وہ احساس کمتری میں مبتلا ہوں اورانکی تکلیف کا باعث بنے اس لیے اولاد کی تعلیم وتربیت اورعطیات دینے میں برابری کرنی چاہیے۔

ایک بیٹی کی پرورش پر بھی جنت کی بشارت

جس شخص کی دو بیٹیاں ہوں وہ انہیں کھلاتا پلاتا ہواپنی طاقت کے مطابق انہیں کپڑا دیتا ہواس نے ان پر صبر کرلیا وہ اس کیلئے دوزخ کی آگ سے حجاب ہوں گی۔ جس کی تین بیٹیاں ہواوروہ ان پر صبر کرے انہیں کھلاتا پلاتا ہواور کپڑا بھی دیتا ہووہ اس کیلئے دوزخ سے حجاب ہوں گی اس کے ذمہ صدقہ اور جہاد نہیں ہے۔ (حاکم)

جس شخص کے ہاں ایک بیٹی ہواس نے اچھی طرح سے اس کی تربیت کی اچھی تعلیم سے اسے آراستہ کیا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی اس پر وسعت کی وہ بیٹی اس کے لئے دوزخ سے رکاوٹ اور پردہ ہوگی۔ (طبرانی)

جس شخص کی دو بہنیں ہوں اس نے ان کے اٹھنے بیٹھنے کا اچھا بندوبست کیا وہ ان دونوں کے درمیان جنت میں داخل ہوگی۔ (احمد)

جس شخص کی تین بیٹیاں ہو یا تین بہنیں ہواس نے ان کی خوشی غمی پر صبر کرلیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا چونکہ ان عورتوں پر وہ رحم کھاتا رہا ہے۔ کسی نے عرض کیا جس کی دو بیٹیاں ہو؟ فرمایا جس کی دو بیٹیاں ہواس کا بھی یہی حکم ہے۔ عرض کیا گیا جس کی ایک بیٹی ہوں؟ فرمایا جس کی ایک بیٹی ہواس کا بھی یہی حکم

ہے۔ (خرائطی) جس شخص کی ایک بیٹی ہووہ تھکا ہوتا ہے جس کی دو بیٹیاں ہوں وہ بوجھل ہوتا ہے جس کی پانچ بیٹیاں ہوں وہ میرے ساتھ جنت میں یوں ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں اورجس شخص کی چھ بیٹیاں ہو اس کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی وہ آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے گا۔ (رواہ ابوالشیخ عن انس)

جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان کی دیکھ بھال کرتا رہا ان پر رحم کھایا اور ان کی کفالت کی یقیناً ان کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ اگر دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا اگر تین ہوں تب بھی یہی حکم ہے۔ (احمد)

جس شخص کی تین بیٹیاں ہو اس نے ان کی پرورش کی انہیں ٹھکانا مہیا کیا اوران کی کفالت کی اس کیلئے جنت واجب ہوجائے گی عرض کیا گیا اگر دو ہوں فرمایا دو کا بھی یہی حکم ہے۔ عرض کیا گیا اگر ایک ہو؟ فرمایا ایک کا بھی یہی حکم ہے۔ (طبرانی)

بیٹیاں شفقت کی دلدادہ ہوتی ہیں اور بابرکت ہوتی ہیں۔ جس کی ایک بیٹی ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دوزخ کے آگے پردہ کردیتے ہیں۔ جس کی دو بیٹیاں ہو اسے جنت میں داخل کردیا جائیگا۔ جس کے یہاں تین بیٹیاں ہوں یا اتنی ہی تعداد میں بہنیں ہوں اس کے ذمہ سے جہاد اور صدقہ اٹھالیا جاتا ہے۔ (دیلمی)

اولاد کو برابر تحفہ دو

احادیث شریفہ میں اتنی کثرت سے بشارتیں اور خوشخبریاں آنے کے باوجود مسلمانوں میں ایک بہت بڑا طبقہ ایسا ہے جو لڑکیوں کی پیدائش پر اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا کہ لڑکوں کی پیدائش پر اور اسی واسطے بیٹیوں کی تعلیم وتربیت اور عطیہ میں بیٹوں کیساتھ برابری نہیں کرتے جبکہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ سَوُّوْا بَیْنَ اَوْلَادِکُمْ فِی الْعَطِیَّۃِ فَلَوْ کُنْتُ مُفَضِّلًا اَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَآءَ داودہش میں اپنی

سب اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا معاملہ کرو اگر میں اس معاملہ میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں یعنی لڑکیوں کو ترجیح دیتا۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اولاد کے درمیان مساوات اور برابری ضروری نہ ہوتی تو میں اس بات کا حکم دیتا کہ لڑکیوں کو لڑکوں سے زیادہ دیا جائے۔ اس حدیث کی بنیاد پر فقہاء کی ایک جماعت نے کہا کہ والدین کے انتقال کے بعد لڑکیوں کو لڑکوں کے مقابلہ میں میراث کا نصف حصہ دیا جائے گا مگر زندگی میں والدین کیلئے برابری کرنا ضروری ہے جتنا لڑکوں کو ہدیہ وتحفہ دیں اتنا ہی لڑکیوں کو بھی دیں زندگی میں تحفہ اور عطیہ دینے میں کمی بیشی نہ کریں۔ آجکل اس سلسلہ میں بڑی کوتاہیاں ہو رہی ہیں بیٹیوں کے جو حقوق ہیں وہ دیئے نہیں جا رہے ہیں، اور شادیوں میں جہیز کے نام پر فضول خرچی میں بہت سے پیسے خرچ کر دیتے ہیں، اس کو سمجھتے ہیں کہ لڑکیوں کے حقوق ادا ہو گئے۔ اگر فضول خرچیوں سے بچا جائے تو بآسانی لڑکیوں کے حقوق ادا کئے جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو فضول خرچی کرنے سے بچائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مالدار بننے سے اخلاق پیدا نہیں ہوتے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ. وَقَالَ تَعَالٰی قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری بزرگ معلمات، اور پیاری پیاری طالبات! میں آپ سے بلا کسی تمہید کے عرض کرتی ہوں کہ مدارس اسلامیہ کا ماحول، اسکولوں اور کالجوں سے بدرجہا بہتر ہے، کیوں کہ مدارس میں تعلیم کے ساتھ اخلاق وآداب پر بھی زور دیا جاتا ہے، بلکہ یوں کہیے کہ اخلاق وآداب کے بغیر اسلامی تعلیمات حاصل نہیں ہوسکتی۔ طالب علم جیسے جیسے علم دین سے آراستہ ہوتا جاتا ہے ویسے ہی اسکے اخلاق بھی بڑھتے جاتے ہیں۔ مجھے یہ بات کہنے میں کسی بھی قسم کی جھجک نہیں ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں علم وہنر تو ضرور حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن طلباء یا طالبات اخلاق وآداب سے یکسر کورے رہ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ خوش حال ہو جائیں یا بڑے بڑے عہدہ پر پہونچ جائیں یا کسی فیکٹری اور مل کے مالک بن جائیں مگر وہ اخلاق اور کردار سے

خالی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسکولوں اور کالجوں یا یونیورسٹیوں سے فارغ ہو کر نکلنے والے لوگ بعض اوقات سماج میں بڑی گھناونی حرکت کر بیٹھتے ہیں۔ مثال کے طور پر لندن سے ایک دلچسپ خبر آئی کہ وہاں ''لارا جانسن'' نامی ایک ۱۹ سالہ دوشیزہ کو چوری اور لوٹ کے الزامات میں ماخوذ کرکے اس پر مقدمہ قائم کر دیا گیا ہے، انڈی پینڈنٹ نیوز پیپر کے مطابق گزشتہ دنوں لندن میں ہونیوالے نسلی فسادات کے دوران اس نے متاثرہ علاقے کی ایک دوکان سے ٹی وی سیٹ اور موبائل سیٹ چوری کئے تھے، یہ سامان اس کی کار میں پایا گیا تھا۔ ۲۲ر ستمبر کو لندن کی ایک عدالت نے اسے مشروط ضمانت دے دی ہے، اور ہدایت کی ہے وہ شام سات بجے سے صبح چھ بجے تک اپنے گھر سے نہ نکلے، ادھر اس کی یونیورسٹی نے بھی اسے کلاسوں میں شرکت سے اس وقت تک کیلئے روک دیا ہے جب تک اس کے مقدمے کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ (ٹائمس آف انڈیا، ۲۳ر ستمبر) خبر کی دلچسپی یہ ہے کہ یہ لڑکی کروڑ پتی باپ کی خوش حال بیٹی ہے، اسے سامان چوری کرنیکی ضرورت نہیں تھی، پھر پتہ نہیں اس نے یہ حرکت کیوں کی، تفریحاً یا تارکین وطن کیخلاف غم وغصے کے اظہار کے طور پر؟ یا پھر مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے؟ سبب جو بھی رہا ہو اس واقعے کی خبر نے ساڑھے نو سال پہلے کے ان واقعات کے مناظر نگاہوں میں گھما دئے جو ہمارے ملک کی گجرات ریاست میں پیش آئے تھے۔ خصوصاً احمد آباد میں جو ریاست کی راجدھانی ہے، بہت بڑا صنعتی اور کاروباری شہر بھی ہے، اور جہاں کروڑ پتی بڑی تعداد میں آباد ہیں۔

خوف خدا سے امن قائم ہوسکتا ہے

انسان کے اخلاق کیسے درست ہوسکتے ہیں معاشرے کے اندر پھیلی ہوئی برائیوں سے نجات کیسے مل سکتی ہے گناہوں پر بندش کیسے لگ سکتی ہے؟ امن وامان کا

ماحول کیسے قائم ہوسکتا ہے؟ کیا اعلی عہدے اور مناصب سے ہوسکتا ہے؟ اعلی تعلیم کے ذریعہ ہوسکتی ہے؟ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بڑے بڑے تعلیم یافتہ ملکوں کے سربراہ ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ بڑے بڑے کمشنر اربوں کے مال واسباب کا انبار لگانے والے سب جیلوں کی ہوا کھا رہے ہیں، انکی تعلیم، ان کا مال وزر، ان کے عہدے اور مناصب، ان کے کچھ بھی کام نہیں آرہے ہیں جبکہ کل انہیں کے اشاروں پر حکومت چل رہی تھی۔ بہر حال ان سب چیزوں کی اصلاح کس چیز کے ذریعہ ہوسکتی ہے، تو یہ بات ذہن میں رکھیں کہ دنیا میں امن وامان قائم ہوگا صرف اللہ کے خوف سے، اس کے علاوہ کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ جب انسان کے اندر اللہ کا خوف پیدا ہوجائے آخرت کی فکر آجائے تو کسی پر ظلم نہیں کریگا، غریبوں کا مال نہیں ہڑپ کریگا، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں پر غلط نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھے گا، بلکہ ان کی حفاظت کرنے کو اپنے لئے سرمایہ سعادت سمجھے گا۔

آج کل جو فسادات ہو رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ کا خوف غالب نہیں ہے۔ لوگوں کو دنیا کی ہوس ہوگئی۔ قتل وغارتگیری کو معمولی چیز سمجھتے ہیں۔ ۲۷ر فروری ۲۰۰۲ء کو گودھرا اسٹیشن پر ٹرین میں آتشزدگی یا آتشزنی کے واقعے کو بنیاد بنا کر جب ریاست میں ایک فرقے کے خلاف قتل وغارت گری اور لوٹ مار کا سلسلہ ریاستی سرکار کی سرپرستی میں گرم ہوا تو لوٹ مار میں خوشحال خاندانوں کے افراد نے بھی حصہ لیا، قتل وغارت گری اور چھوٹی موٹی لوٹ مار کے کام پر ان بر ادریوں کو لگا دیا گیا تھا جنہیں ''نچلی جاتیاں'' سمجھا جاتا ہے، اور جنہیں بڑے ہاتھ مارنے کے مواقع نہیں ملتے، جب کہ بڑی بڑی دوکانوں، قیمتی سامان کے اسٹورس اور مالس کی لوٹ مار کا کام امیر اور خوشحال خاندانوں کے افراد نے اپنے لئے رکھا تھا، احمد آباد اور دیگر بڑے شہروں میں لوگ شاندار کاروں میں آآکر سامان لوٹ رہے

تھے، ٹی وی کیمروں نے یہاں تک دکھلایا تھا کہ بہت سے لوگ بڑی دوکانوں کے مالک کے سامنے اپنی گاڑیاں روکتے، پھر بغیر کسی خوف کے اندر گھستے اور نہایت اطمنان سے سامان دیکھ دیکھ کر اٹھاتے، باہر نکل کر آرام سے گاڑیوں میں رکھتے اور چل دیتے، زیورات اور قیمتی کپڑوں کے علاوہ ٹی وی سیٹ، واشنگ مشین، ریفریجریٹر اور دوسرا الیکٹرانک سامان ان کی خاص پسند تھی، سروے کرایا جائے تو ان میں سے بہت سامان آج بھی ان خوشحال خاندانوں کے گھروں میں موجود ملے گا۔

اخلاق تو مذہب اسلام سکھاتا ہے

اسکولوں اور کالجوں میں صرف عصری علوم سکھائے جاتے ہیں پیٹ پالنے کیلئے گویا ایک ذریعہ معاش ان کو دیدیا جاتا ہے۔ اخلاق نہ ہونے کی وجہ سے یہی اسکول وکالجس کے طلبہ ہی معاشرے کو خراب کرتے ہیں اور موقع پڑنے پر چوری اور اس طرح کی دیگر ذلیل حرکتوں سے گریز نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے اخلاق کو سدھارنے کیلئے اسلامیات کا حاصل کرنا بہت ہی ضروری ہے۔ اسلام ہی اعلی اخلاق کی تعلیم دیتا ہے اور ہر طرح کی ذلیل حرکتوں سے روکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جس نے دھوکا دیا وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں۔ سچائی کو ہمیشہ لازم پکڑو، غصے سے بچو، رشوت دینے اور لینے پر لعنت فرمائی گئی، جب کسی گھر میں داخل ہو تو سلام کرو اور حالات لئے بغیر گھر میں داخل مت ہو کسی عمدہ تعلیم ایسی ہی تعلیم انسان کے اندر سدھار پیدا کرسکتی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

علم کی ضرورت کیوں ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

صدر جلسہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے علم کی ضرورت کیوں ہے؟ اسی تعلق سے کچھ باتیں آپ کے گوش گذار کرنی ہے علم کی ضرورت واہمیت کیلئے صرف یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں ﷺ پر غار حراء میں سب سے پہلی جو آیت نازل فرمائی وہ اقرأ باسم الخ ہے جس میں تعلیم کا تذکرہ کیا گیا ہے، پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، انسان کو پیدا کیا گوشت کے لوتھڑے سے، پڑھئے اپنے رب کے نام سے

جو بڑا با عزت ہے، جس نے سکھلایا قلم کے ذریعہ، انسان کو بتلائیں وہ باتیں جو اسے معلوم نہیں تھیں، علم ہی ایک قیمتی شئی ہے جس سے انسان ترقی کے بام عروج کو پہونچ سکتا ہے۔ دنیوی علوم سے دنیوی ترقی ہوگی اور دینی علوم سے اخروی ترقی ہوگی اور علم کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض قرار دیا گیا ہے، اگر علم نہیں ہے تو انسان خدا کو نہیں پہچان سکتا ہے کہ: **بے علم نتواں خدارا شناخت** جب علم نہیں ہوگا نہ تو ہم نماز صحیح پڑھ سکتے ہیں، نہ روزہ صحیح رکھ سکتے ہیں، اور نہ ہی دین کا کوئی حکم بہتر طریقہ پر ہم انجام دے سکتے ہیں، اسلئے علم کا حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

علم کی ضرورت ہر شئے پر مقدم

آدمی جب کسی چیز کی ضرورت محسوس کرتا ہے تو اس کیلئے تکلیف و مشقت برداشت کرتا ہے اور اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ آدمی اگر غور کرے تو اس کو بآسانی یہ بات سمجھ میں آجائے گی کہ دوسری چیزوں کے بہ نسبت اس کو علم کی ضرورت زیادہ ہے۔ مثلاً انسان یہ خیال کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر چند چیزیں فرض فرمائی ہیں اور جب تک ان چیزوں کو معلوم نہ کرلوں تب تک ان فرائض کو ادا نہیں کرسکتا۔ کچھ چیزوں سے رب پروردگار نے منع فرمایا ہے، اور ان سے اجتناب واحتراز بھی علم کے ذریعہ ہی ہوسکتا ہے۔

اللہ نے مجھ پر نعمتوں کے شکریہ کو واجب کیا ہے، اور جب تک خود وہ نعمتیں ہی معلوم نہ ہوں تو ان کا شکریہ بھی ادا نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کیساتھ منصفانہ سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کے لیے فرمایا ہے اور انصاف بغیر علم کے نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے عداوت کا حکم فرمایا ہے اور شیطان سے یہ عداوت بھی علم کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے۔

قیامت کے دن حفاظ کا مقام بہت بلند ہوگا

اکابرین امت نے ایک ایک حدیث کو حاصل کرنے کیلئے سینکڑوں میلوں کا سفر کیا جبکہ وہ زمانہ آج کل کی طرح ہواؤں میں اڑنے کا نہیں، بلکہ اونٹوں پر سفر کرنیکا تھا، اور بسا اوقات تو غربت وافلاس کیوجہ سے سو سو میل کا سفر پیدل کیا کرتے تھے اور جب حدیث معلوم ہوجاتی تو اتنا خوش ہوتے تھے گویا کوئی ملک حاصل ہوگیا ہو۔ یہ دین جو آج ہم تک صحیح سالم پہونچ گیا ہے یوں ہی نہیں آیا، بلکہ بڑی مشقتوں اور قربانیوں کے بعد ہم تک پہونچا ہے مگر آج علم حاصل کرنیکا وہ جذبہ اور شوق نہیں رہا جو پہلے تھا لوگ آرام طلب ہوگئے ہیں اور علم تو بڑا ہی مستغنی ہے جب اپنا سب کچھ اسے دیدیں گے تب اپنا کچھ حصہ تم کو دے گا۔ اور بڑی ہی عاجزی اور تواضع سے یہ علم حاصل ہوتا ہے غرور و تکبر کرنیوالے یہ علم حاصل نہیں کرسکتے اور اگر حاصل بھی کرلیں تو اس علم سے لوگوں کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے علم حاصل کرنے کیلئے بڑی محنت درکار ہے اس کیلئے نیت کو خالص رکھیں دنیوی علوم کیلئے اخلاص کی ضرورت نہیں اس سے تو فقط دنیا کا حصول مقصود ہے مگر دینی علوم حاصل کرنے کے لئے بڑے شرائط ہیں۔ اگر اخلاص نیت سے علم حاصل کریں گے تو دنیا کا بھی فائدہ ہوگا اور آخرت میں بھی ترقی قدم چومے گی۔

مرنے کے بعد علماء کا بہت بڑا مقام ہوگا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس نے اپنی اولاد کو قرآن حفظ کرایا اس کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائیگا جو سورج سے زیادہ روشن ہوگا، تو اس سے اندازہ لگائیے کہ جس نے خود یہ علم حاصل کیا ہوگا اس کا کیا مقام و مرتبہ ہوگا اور لوگ اس پر کتنا رشک کریں گے۔ جس نے قرآن کریم حفظ کرلیا وہ دس ایسے لوگوں کی سفارش کرے گا جن کے دوزخ میں جانے کا اعلان

ہو گیا ہوگا یہ بہت بڑا اعزاز ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حفاظ کا۔اسی طرح علماء کرام کا بہت بڑا مقام ہے۔اس لئے علم کا حاصل کرنا بہت ہی ضروری ہے گھر کے کچھ افراد کو ضرور علم دین سے آراستہ وپیراستہ کریں اور دین کی ضروری معلومات تو ہر ہر فرد کو ضرور ہونی چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

سماجی خدمت کی اہمیت اور وقعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يُؤْثِرُوْنَ النَّاسَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ پوری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔اسلئے ہر انسان کے ساتھ ہمدردی خیر خواہی اور غمگساری کا معاملہ کرنا چاہیے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کرو بیاں

آدمی کو دنیا میں رہ کر ایسے کام کرنے چاہیے کہ لوگ اس کے مرنے کے بعد بھی یاد رکھیں۔انسان آبادی کے اندر رہے تا کہ لوگوں کے احوال معلوم ہوں ان

کے غم اور درد کو سمجھ سکے۔ اسی لئے اسلام میں رہبانیت نہیں ہے جیسا کہ عیسائیت کے اندر ہے اپنی بیوی بچوں کو چھوڑ کر پہاڑوں اور جنگلوں میں جا کر لوگ عبادت کیا کرتے تھے ان کو لوگوں کے احوال سے ان کی غمی وخوشی سے کوئی سروکار نہیں تھا، مگر اسلام اس چیز کو پسند نہیں کرتا۔

حضور اکرام ﷺ نے ارشاد فرمایا مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب وہ بندہ ہے جو اس کے کنبہ کیساتھ اچھا معاملہ کرے۔ (مشکوۃ المصابیح، باب الشفقة الفصل الثالث) انسانوں سے ہمدردی اور ان کی خدمت کا سرچشمہ اللہ کی محبت ہے یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار بندوں کی خدمت کی شکل میں ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود ہی ضرورت مند کیوں نہ ہوں اور جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا سمجھو کہ وہی کامیاب ہے۔ (سورۂ حشر:۹)

مسلمان مسلمان کا بھائی

بخاری میں ایک روایت منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو سپرد کرتا ہے، اور جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت میں کام آتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی ضرورت میں کام آتا ہے، اور جو شخص ہٹاتا ہے کسی مسلمان سے پریشانی اللہ تعالیٰ ہٹا دیگا اس سے قیامت کی تنگیوں میں سے تنگی کو اور جو شخص ستر پوشی کرتا ہے کسی مسلمان کی اللہ تعالیٰ ستر پوشی کرے گا اس کی قیامت کے دن۔ (الصحیح البخاری، کتاب ابواب المظالم والقصاص باب الایظم المسلم المسلم ولایسلمه)

حدیث شریف میں سماجی خدمت کی اہمیت ووقعت پر روشنی ڈالی ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے بھائی کی مدد ونصرت کا بار اٹھائے گا تو رب کائنات بھی اس کی

نصرت کریں گے، اسی طرح دوسرے جز میں بتایا ہے کہ تم دنیا میں کسی کے عیوب پر پردہ ڈالو گے تو خدا بھی تمہارے عیوب کل قیامت کے دن چھپائیں گے۔ پتہ یہ چلا اگر تم انسان اور سماجی خدمت میں حصہ لوگے تو خدا بھی تمہاری ضرورت وحاجت پوری کریں گے اور یہی ایک مومن کی شان ہے کہ سماجی خدمت کو انجام دے اسی وقت کوئی روحانیت کا علمبردار ہو سکتا ہے۔

حقوق العباد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسانوں سے پوچھے گا اور اسطرح جواب طلب کرے گا، اے اولاد آدم میں بیمار تھا مگر تو نے میری عیادت نہیں کی، بندہ کہے گا میں کس طرح تیری عیادت کرتا جب کہ تو رب العالمین ہے، اللہ کہے گا تجھے معلوم تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے مگر تو نے اسکی عیادت نہیں کی، اگر تو اسکی عیادت کرتا تو مجھے اسکے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، بندہ کہے گا اے پروردگار میں تجھے کھانا کس طرح کھلاتا جب کہ تو رب العالمین ہے، اللہ کہے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے کھانا نہیں کھلایا، اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو یہ کھانا میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے پانی نہیں پلایا، بندہ کہے گا اے پروردگار میں پانی کس طرح پلاتا جب کہ تو رب العالمین ہے، اللہ کہے گا میرے فلاں بندے نے پانی نگا مگر تو نے اسے پانی نہیں پلایا اگر تو اسے پانی پلاتا تو اسے میرے پاس پاتا۔ (الصحیح المسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب فضل عیادة المریض)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سماج کی مصیبت اور ضرورت کو نظر انداز کر کے کوئی شخص اللہ کی رضا حاصل نہیں کر سکتا ہے اور اسکو جدا کر کے مذہب کی نمائندگی نہیں کی جا سکتی ہے۔

پڑوسیوں کے حقوق

آدمی اللہ کا محبوب اور پسندیدہ بندہ بننا چاہتا ہو تو اس کیلئے ضروری ہے سماجی خدمات انجام دے، صرف اپنی ہی فکر نہ رہے بلکہ پوری قوم کی فکر ہونی چاہیے۔ پڑوسیوں کے حقوق آخر اسی لئے تو بیان کئے گئے ہیں پڑوسی خواہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ بہرحال شریعت نے اسکے حقوق بیان فرمائے ہیں اس کی دل آزاری کرنے سے منع کیا گیا حتی کہ اگر گھر کے اندر کوئی اچھی چیز پکا رہے ہو اور تمہارا پڑوسی اسکی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کا خیال رکھو اور اسکے گھر بھی تھوڑا بھیج دو۔ پڑوسیوں کے حقوق اتنی کثرت سے جبرئیل امین بیان فرماتے رہے کہ نبی کریم ﷺ کو محسوس ہونے لگا کہ پڑوسیوں کو وارث بنا دیا جائیگا۔ الغرض پڑوسیوں، غریبوں، یتیموں، محتاجوں، بیواؤں کے تعلق سے شریعت نے جو حقوق بیان کئے ہیں ان سب کی ادائیگی انسانی ہمدردی وخیر خواہی کے قبیل کی چیز ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ کتنا بڑا ہے خلیفہ وقت ہیں زبان نبوت نے جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری سنادی مگر تواضع وانکساری، ہمدردی وخیر خواہی کا ایسا جذبہ کہ ایک بڑھیا عورت کے گھر جا کر اسکے لئے پانی بھرتے ہیں اور گھریلو ودیگر کام کرتے ہیں۔ ہم کو بھی اپنے انسانی ہمدردی پیدا کرنے اور خدامت خلق کی ضرورت ہے، اللہ ہم سب کو سماجی ومعاشرتی خدامات انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

قناعت کرنے والا کسی کا محتاج نہیں رہتا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یُؤْثِرُوْنَ النَّاسَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْکَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قناعت بہت بڑی دولت ہے جب کسی کو قناعت کی نعمت حاصل ہو جائے تو محتاج نہیں ہوسکتا ہے، ہر مسلمان کا تقدیر ایمان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اچھا یا برا ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے کسی کا مالدار ہونا کسی کا فقیر ہونا عہد ومنصب کا مل جانا یا دردر کے ٹھوکریں کھانا یہ سب اللہ کی طرف سے ہے، آدمی محض اپنے اختیار سے دولت مند نہیں ہوسکتا محض اپنے اختیار سے عہدے ومناصب حاصل نہیں کرسکتا ہے ہاں آدمی کے کسب ومحنت کا دخل ضرور ہوتا ہے کیونکہ یہ دنیا دارالاسباب ہے لیکن اصل کرنیوالی ذات اللہ رب العزت کی ہے وہی جسکو چاہتا ہے غنی کرتا ہے جسکو چاہتا ہے محتاج کرتا ہے۔

ا۔قناعت کرنے والا شخص سب سے زیادہ غنی ہوتا ہے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق غنی وہ نہیں ہوتا جس کے پاس زیادہ مال ودولت ہو، بلکہ غنی وہ ہے جو دل کا غنی ہو، وہ غیر اللہ سے حاجت روائی کی امید نہیں رکھتا، لوگوں سے اوران کے مال سے مستغنی ہوتا ہے، یہ حقیقی غنی ہوتا ہے، پس قناعت کرنے والا شخص سب سے بڑا غنی ہے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا: اے میرے رب! تیرے بندوں میں سے تجھے سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو ان میں سے سب سے زیادہ میرا ذکر کرتا ہے، آپ نے پوچھا تیرے بندوں میں سب سے زیادہ غنی کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے عطا کردہ مال پر ان میں سے سب سے زیادہ قناعت کرنے والا۔ آپ نے پوچھا: ان میں سے سب سے زیادہ عادل کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: جس نے اپنے نفس کو (بری خواہشات سے) بچالیا۔

۲۔قناعت پسند آدمی مال ودولت والوں، جاہ وحشمت والوں اور بادشاہوں کے سامنے ذلیل بن کر کھڑا ہونے سے مستغنی ہوتا ہے۔ یہ ہے وہ عزتِ نفس جو قناعت کرنے والوں کو قناعت کے نتیجے میں ملتی ہے۔ بنی امیہ کے ایک حاکم نے ایک عابد وزاہد انسان ابی حاتم کو خط لکھا کہ وہ اپنی ضروریات کے بارے میں اسے آگاہ کریں۔ ابی حاتم نے اسکے خط کا جواب یوں دیا: حمد وثنا کے بعد، آپ کا خط ملا، جس میں آپ نے میری ضرویات جاننے اور انہیں پورا کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے، یہ بہت بعید ہے، میں نے اپنی ضروریات اپنے پیارے رب کے سامنے پیش کردی ہیں، ان میں سے جو اس نے مجھے عطا کردیں میں نے انہیں قبول کرلیا، اور جو نہیں عطا کیں ان سے میں نے قناعت کرلی' یہ ہے صالحین کا عمل۔

۳۔انسان کو آزادی نصیب ہوتی ہے۔آدمی جب قناعت کرتا ہے تو اسے آزادی ملتی ہے، جب وہ حرص وطمع میں پڑ جاتا ہے تو غلام بن جاتا ہے۔ درہم ودینار کا غلام، جو چیز بھی اسے اچھی لگے اس کا غلام، جو چیزیں اسے دی گئی ہیں ان کا بھی غلام اور جو نہیں دی گئی ہیں ان کا بھی غلام۔ جب آدمی ان تمام غلامیوں سے نجات حاصل کرلیتا ہے تو اسے قناعت کی دولت نصیب ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا غلام نہیں رہتا۔لوگوں کا خیال ہے کہ قناعت حالات وواقعات پر راضی ہونے، ان کو بہتر بنانے کی کوشش نہ کرنے کا نام ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے ہوتا رہے، انہیں اس سے کوئی غرض نہیں، کیوں کہ انکے خیال میں قناعت اسی کا نام ہے۔ یہ غلط فہمی کی انتہا ہے، درحقیقت قناعت حالات وواقعات پرراضی ہونے کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی عنایات اوراس کی تقدیر پر راضی ہونے کا نام ہے۔ جہاں تک برے حالات وواقعات کا تعلق ہے تو قناعت کا مطلب یہ ہے کہ انہیں بدلنے کی کوشش کی جائے۔قناعت یہ نہیں ہے کہ آدمی کیلئے حلال رزق کا دروازہ کھولا جائے اور وہ اسے لینے کی بجائے اس خیال سے ہاتھ باندھ کر بیٹھا رہے کہ یہ قناعت ہے۔

مال جمع کرنا مسلمان کے لیے ضروری نہیں ہے، لیکن مال کمانے کی کوشش کرنا اس لیے ضروری ہے کہ اللہ کے عطا کردہ مال سے فقرا ومساکین کی مدد کرے، اور اللہ کے دین کی دعوت عام کرنے اور اسے سربلند کرنے کیلئے اسے خرچ کرے۔

مالداری قناعت کے خلاف نہیں

اگر قناعت کا یہ مطلب ہوتا کہ مال نہ جمع کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے مال خرچ کرنے، زکوۃ ادا کرنے، صدقہ دینے، حج کرنے کا جو حکم دیا ہے وہ کیسے انجام دیا جاسکتا ہے، مال کمائیں گے نہیں تو ضرورت مندوں کی ضرورتیں کیسے پوری کریں

گے، بیوی بچوں کی کفالت کیسے کرسکیں گے۔ مال کا جمع کرنا کوئی برا نہیں بلکہ اللہ کے ارشادات کے مطابق خرچ کرنا عین صواب ہے۔ انسان دنیا کے اندر آیا ہے تو اسکو دنیا کی ضرورتیں لگی ہوئی ہیں اسکی تکمیل کیلئے روپیوں پیسوں کی اشد ضرورت ہے۔ صحابہ کرام میں بعض تو بہت مالدار تھے۔ حضرت عثمان غنی ؓ جو آپ ﷺ کے تیسرے خلیفہ اور دوہرے داماد ہیں جب ام کلثوم جو حضور اکرم ﷺ کی تیسری صاحبزادی کا انتقال ہوگیا تو فرمایا کہ اگر میرے پاس سو بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگر عثمان کی زوجیت میں دیدیتا یہ مقام ہے عثمان غنی ؓ کا اور یہ وہ ہستی ہے جس کو دنیا ہی کے اندر زمان رسالت نے جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری سنادی، ان کے پاس بے حساب مال تھا سینکڑوں غلام اور باندیاں ہزاروں اونٹ اور گھوڑے دراہم و دنانیر غرضیکہ اس زمانے کے حساب سے بہت سی دولتیں اور نعمتیں ان کو میسر تھیں۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بھی ہیں جنکا شمار مالدار صحابہ میں ہوتا ہے۔ اسی طرح اور کئی ایک صحابہ کو اللہ تعالی دولت کا انبار دیا تھا۔ تو مال کا ہونا کوئی برا نہیں بلکہ بہت اچھی چیز ہے اگر اس کا استعمال اللہ کی مرضی کے موافق ہو اور یہ قناعت کے خلاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ اور قناعت کی عظیم نعمت ہمیں نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

علم کی فضیلت اور قسمیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

قابل صد احترام معلمات، مشفق ومہربان ماؤں اور بہنو! حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ علم حاصل کرو گہوارے سے قبر تک۔ علم حاصل کرنے کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں، بوڑھے بھی سیکھیں، جوان بھی سیکھیں، مرد بھی سیکھیں، عورتیں بھی سیکھیں، بچے بھی سیکھیں۔ صحابۂ کرام میں اکثر تو بڑی عمر کے تھے۔ ارشاد فرمایا حضور اکرم ﷺ نے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ دین کی ضروری اور بنیادی باتوں کا علم ہر ایک مسلمان کو ہونا چاہیے باقاعدہ طور پر عالم بننا تو ہر ایک کے لئے ضروری نہیں علاقہ اور بستی کے چند لوگوں کا عالم بن جانا کافی ہے۔ مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ جو بندہ علم کی

طلب وتحصیل میں گھر سے نکلا وہ اس وقت تک اللہ کے راستے میں ہے جب تک واپس آئے۔ تحصیل عم کی بڑی فضیلتیں حدیث میں وارد ہوئی ہیں ایک اور حدیث میں ہے کہ جو علم حاصل کرنے کیلئے کسی راستہ پر چلے گا اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلائیگا اور فرشتے طالبان علم کیلئے اظہار رضا کے طور پر اپنے بازو جھکا دیتے ہیں۔

متعلم ومعلم کیلئے ہر مخلوق دعا کرتی ہے

حدیث شریف میں بھی علم کے فضائل بیان کئے گئے ہیں چنانچہ:

● حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی جہنم سے آزاد، جنتی لوگوں کو دیکھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ علم حاصل کرنے والوں کو دیکھ لے، مجھے پیدا کرنے والے کی قسم جو متعلم بھی کچھ بات سیکھنے کے واسطے عالم کے دروازے کے چکر لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدم کے عوض ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا فرمادیتے ہیں، اور جنت میں اس کیلئے ایک مکان تعمیر کیا جاتا ہے، جب تک وہ دنیا میں رہتا ہے زمین اس کے واسطے استغفار کرتی ہے، اور فرشتے اس کے جہنم سے بری ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ (تفسیر کبیر ۱/۴۰۰)

● حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اچھی باتوں کی تعلیم دینے والا آدمی جب مرجاتا ہے تو فضا میں پرواز کرنے والے پرندے اور زمین پر چلنے والے جانور اور سمندر کی مچھلیاں اس کے واسطے دعاء مغفرت کرتی ہیں۔

(معلمالخیر اذا مات بکی علیه طیر السماء ودواب الارض وحیتان البحور، کبیر ۱/ ۴۰۱)

● حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ: جو آدمی کسی عالم (باعمل) کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے تو وہ ثواب کے اعتبار سے ایسا ہے جیسے کسی نے نبی کے

پیچھے نماز ادا کی ہو۔ مَنْ صَلَّی خَلْفَ عَالِمٍ مِّنَ الْعُلَمَآءِ فَکَاَنَّمَا صَلَّی خَلْفَ نَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ. (تفسیر کبیر ۱/۴۰۱)

عالم تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) جو اللہ کو جانتا ہو اللہ کے حکم کو نہ جانتا ہو: جیسے وہ بندۂ خدا جس پر معرفت الٰہی کا غلبہ ہو اور وہ اللہ کے انوار اور صفات کبریائی کے مشاہدے میں مستغرق ہو، اس عالم کی علامات یہ ہیں کہ (الف) اللہ کو دل سے یاد رکھتا ہے (ب) ریاکاری سے ڈرتا رہتا ہے (ج) تنہائی میں بھی اللہ سے شرماتا ہے۔

۲۔ وہ عالم ہے جو اللہ کے حکم سے تو واقف ہے مگر اللہ سے واقف نہیں: اور وہ بندۂ خدا ہے جو حلال وحرام کی حقیقت سے تو واقف ہے مگر اللہ کے جلال کے رموز وآثار سے واقف نہ ہو۔ اس قسم کے عالم کی علامات (الف) گناہ کرنے میں ظاہر میں تو لوگوں شرماتا ہے مگر باطن میں اللہ سے نہیں (ب) زبان سے تو خدا کو یاد کرتا ہے دل سے نہیں (ج) مخلوق سے ڈرتا ہے خالق سے نہیں۔

۳۔ وہ عالم ہے جو اللہ اور اس کے احکام دونوں سے واقف ہے یہ عالم معقولات اور عالم محسوسات دونوں کی حد مشترک پر ثابت وقائم ہے، یہ جب مخلوق کیساتھ ہوتا ہے تو شفقت ورحمت کا برتاؤ کرتا ہے، اور ان میں اس طرح گھل مل جاتا ہے جیسے وہ بھی ان ہی جیسا ہے اور جب اللہ کی محبت میں مستغرق ہوتا ہے اور اللہ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے تو ایسا ہو جاتا ہے جیسے مخلوق کو جانتا ہی نہیں۔ یہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور صدیقین کا طریقہ ہے۔

علم انبیاء علیہم السلام کی میراث

یہ علم انبیاء علیہم السلام اور خاص کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص میراث ہے، اور اس پوری کائنات کی سب سے زیادہ عزیز اور قیمتی دولت ہے، اور جو خوش نصیب بندے اس کو

حاصل کریں اور اسکا حق ادا کریں وہ وارثین انبیاء ہیں آسمان کے فرشتوں سے لے کر زمین کی چینوٹیوں اور دریا کی مچھلیوں تک تمام مخلوقات ان سے محبت رکھتی اور ان کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں، یہ چیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی فطرت میں رکھدی ہے اور جولوگ انبیاء علیہم السلام کی اس مقدس میراث کو غلط اغراض کے لئے استعمال کریں وہ بدترین مجرم اور خداوندی غضب وعذاب کے مستحق ہیں، اس لئے علم کو حاصل کرتے وقت اپنے اغراض ومقاصد کو بلند رکھیں دنیا کی حقیر چیزوں کا حصول اس کا مقصد نہ بنائیں دنیا جو مقدر میں ہے وہ تو آکر رہے۔گی ہمارے اکابر و اسلاف نے حصول علم کو دنیا حاصل کرنیکا کبھی مقصد نہیں بنایا۔ہم کو بھی اپنے اکابر واسلاف کے نقش قدم پر چلنا چاہیے اور خلوص کے ساتھ علم حاصل کرنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہم کوعلم ودین سے نوازے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

والدین کی خدمت نجات کا ذریعہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! والدین ہی انسان کی ولادت کا اہم اور سبب ظاہری ہیں سبب حقیقی تو ہر چیز میں اللہ رب العزت ہی ہیں چونکہ والدین سبب ظاہری ہیں اور اولاد کے لئے والدین کو بڑی قربانیاں پیش کرنی پڑتی ہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیشتر مقامات پر جہاں اپنی عبادت کا حکم اور غیروں کی شرکت سے منع فرمایا وہیں اولاد کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بھی تاکیدی حکم دیا۔

احادیث نبوی میں بھی جابجا والدین کی خدمت واطاعت کو بہت ضروری قرار دیا گیا ہے اور والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والے کو بڑی خوشخبریاں دی گئی ہیں اور ایسے شخص کو دنیا ہی میں اس کا پھل ملنا شروع ہوجاتا ہے اور آخرت

میں جو کچھ ہے وہ تو ہے ہی۔ والدین کے بڑے حقوق بیان کئے گئے ہیں اور کوئی کتنا ہی خدمت کیوں نہ کرلے والدین کے جو حقوق ہیں اس کو ہرگز پوری طرح ادا نہیں کرسکتا ہے اور کیونکر نہ ہوں جبکہ اولاد کیلئے والدین بالخصوص ماں طرح طرح کی مشکلات اور پریشانیاں برداشت کرتی ہے وہ چاہتی ہے کہ اولاد کو کوئی تکلیف نہ پہونچے، خود تو سردی، گرمی برداشت کرتی بھوک و پیاس ہر چیز کرلیتی ہے مگر اس کو یہ گوارا نہیں ہوتا کہ میرے بچوں کو کسی طرح کی تکلیف اور رنج وغم اور نصیب ہو۔

والدین کی خدمت فرض ہے

انسان کیلئے دنیا میں سب سے عظیم نعمت والدین ہیں لہٰذا ان کی اطاعت و فرمانبرداری مخلوق میں سب سے افضل ہے، ان کو ہر طرح سے راضی رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، چنانچہ ارشاد ہے: اور حکم کرچکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوا، اور والدین کیساتھ بھلائی کرو اور اگر پہنچ جائیں تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک ان میں سے یا دونوں تو نہ کہہ ان کو اف اور نہ جھڑک ان کو اور کر ان سے اچھی بات۔ (بنی اسرائیل:۲۳)

شیخ الہندؒ نے لکھا ہے کہ والدین کیساتھ بھلائی کرنا یہ ہے کہ زندگی میں ان کی جان و مال سے خدمت اور دل سے تعظیم ومحبت کرے، مرنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھے، ان کے لیے دعائے استغفار کرے، ان کے عہد تا مقدور پورے کرے، ان کے دوستوں کے ساتھ تعظیم وحسن سلوک سے اور ان کے اقارب کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آئے۔ (ترجمہ شیخ الہند تفسیر سورۂ بنی اسرائیل) ایک حدیث میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رب کی راضی والد کی راضی میں ہے، اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے۔ (سنن ترمذی، کتاب الاشربہ باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین) یعنی جب تک والدین کو خدمت کرکے راضی نہ کیا

جائے گا اس وقت تک اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ پتہ یہ چلا سماجی خدمت کے کسی بھی گوشے سے احتیاط برتنا رب کریم کی ناراضی کا باعث ہے، رہا والدین کا مسئلہ ان کی خدمت کو ہر شخص باعث فخر اور ذریعۂ نجات سمجھے۔

والدین کی نافرمانی دارین میں تباہی کا سبب

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا اور اگر والدین اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ تم اس چیز کو میرے ساتھ شریک مت ٹھہراؤ جس کے بارے میں تم کو کوئی علم نہیں ہے تو ان کی بات نہ مانو اور دنیا میں انکے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، مطلب یہ ہے کہ کافر ومشرک والدین کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ ہی کیا جائے گا حتی کہ اگر وہ غریب وتنگدست ہیں تو ان کا خرچہ بھی مومن اولاد ہی کے ذمہ ہے، علاج ومعالجہ سب بچوں کے اوپر فرض ہے، اتنا ضرور ہے کہ ناحق چیزوں میں والدین کی اطاعت نہیں کی جائیگی، ایک صحابی نے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ مَا حَقُّ الْوَالِدَيْنِ عَلٰى وَلَدِهِمَا والدین کے اولاد پر کیا حقوق ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ وہی تمہاری جنت ہیں اور وہی تمہارا جہنم ہیں۔ اگر ان کی خدمت ان کی اطاعت وفرمانبرداری کروگے ان کے حقوق بجالاؤ گے تو والدین ہی تمہارے لئے نجات اور کامیابی کا ذریعہ بنیں گے اور اگر والدین کی نافرمانی کروگے، ان کے حقوق کا خیال نہیں کروگے، تو ان کے دل سے بددعا نکلے گی۔ اور تمہاری دنیا وآخرت تباہ ہوجائیگی ایک صاحب خدمت نبوی میں تشریف لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یارسول اللہ میرا ارادہ جہاد میں شرکت کرنے کا ہے آپ سے مشورہ کرنے کیلئے آیا ہوں تو آپ

ﷺ دریافت کیا کہ تمہاری ماں حیات ہیں تو انہوں نے عرض کیا حیات ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے پاس رہو ان کی خدمت کرو ان کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ ایک صحابی ہیں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ ان کی جانکنی کا وقت تھا اور روح پرواز نہیں ہو رہی تھی۔ صحابہ کرام نے خدمت نبوی میں عرض کیا نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ان کی ماں کو طلب کیا پھر ان سے فرمایا کیا تم علقمہ سے ناراض ہو تو کہنے لگیں ہاں یہ اپنی بیوی کی باتوں میں آکر میرا خیال نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں معاف کردو، انہوں نے کہا کہ میں اس کو نہیں معاف کرتی، تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ لکڑیاں جمع کرو میں علقمہ کو اس میں جلادوں، تو علقمہ کی ماں نے کہا کیا میرے سامنے میرے بیٹے کو جلائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ اس سے بھی سخت ہے، اگر اس کو معاف نہیں کروگی تو اسے جہنم کی آگ میں جلنا پڑے گا، یہ سن کر علقمہ رضی اللہ عنہ کی ماں نے معاف کردیا۔ پھر ان کی روح پرواز کی۔ یہ ہے والدین کا مقام و مرتبہ ان کی اطاعت دخول جنت، اور ان کی نافرمانی دخول نار کا ذریعہ ہے۔ اسلئے ہر وقت والدین کے اشاروں پر چلنا چاہیے کبھی بھی ان کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے ان کو خوش کرکے ان کی دعائیں لیتے رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کا فرمانبردار بنائے اور ان کی نافرمانی سے ہم سب کو بچائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مرد کی طرح عورت بھی لائقِ احترام ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم اور احادیث نے مرد و عروت کیلئے کچھ حقوق بیان کئے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اور عورتوں کیلئے اسی کے مثل حقوق ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اصول کے مطابق، اور مردوں کیلئے عورتوں پر ایک درجہ زیادہ ہے، یہ مذہب اسلام ہے جس نے مرد و عورت دونوں کیلئے حقوق روا رکھے اور انکی ادائیگی کیلئے مردوں کو تاکید کی۔

عورت بھی مرد ہی کی طرح لائق احترام اور مکرم ہے۔

- سابقہ ادیان نے عورت کو ملعون و مقہور قرار دے رکھا تھا، اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ یہ مذاہب آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلنے کا ذمہ دار عورت یعنی حوا کو

قرار دیتے تھے، اسلام نے اس لعنت کا خاتمہ کیا اور دونوں (آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام) کو جنت سے نکلنے کا ذمہ دار قرار دیا۔ ترجمہ: تو شیطان نے ان دونوں کو اس سے گمراہ کر دیا اور ان کو اس جگہ سے نکلوا دیا جس میں وہ تھے۔ (البقرہ:۳۶) ان کی توبہ سے متعلق ارشاد فرمایا: ترجمہ ”اے ہمارے رب! ہم (دونوں) نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔“ (الاعراف:۲۳) بلکہ بعض مقامات پر تو اس گناہ کی نسبت صرف آدم علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے۔ اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو وہ راہِ راست سے ہٹ گیا۔ (الاحزاب:۳۵)

● نیکی اور تقویٰ کی روش اختیار کرنے پر وہ مرد ہی کی طرح اجر وثواب کی مستحق ہے اور نتیجتاً جنت میں داخلے کی، اسکے برعکس معصیت کے ارتکاب پر دوزخ اور عذاب کی۔ ارشاد ربانی ہے: جس نے بھی نیک کام کئے چاہے وہ مرد ہو یا عورت تو ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی عطا کرینگے اور اسکے عمل کا بہترین بدلہ دیں گے۔ (النحل:۹۷)

● بچی کی پیدائش پر رنج وافسوس کا اظہار عرب معاشرے میں عام تھا اور صرف عرب معاشرہ ہی کیا آج بھی مختلف اقوام میں لڑکی کی پیدائش کو باعث عار سمجھا جاتا ہے۔ چاہے وہ ہندوستانی معاشرہ ہو یا آزاد خیال مغربی معاشرہ۔ بچیاں آج بھی باعث ننگ وعار سمجھی جاتی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ اہل عرب اس کو زندہ درگور کر دیتے تھے، اور آج اس کو پیدائش سے قبل ہی ختم کر دیا جاتا ہے یا اگر غلطی سے پیدا ہو بھی جائے تو اسے گلا گھونٹ کر مار دینے، چلتی پھرتی ٹرین سے پھینک دینے اور اس طرح کے ہزاروں انسانیت کو شرمسار کر دینے والے واقعات آئے دن اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سامنے آتے رہتے ہیں، قرآن نے بچی کو زندہ درگور کرنا حرام قرار دیا اور جا بجا اس شنیع عمل کی مذمت کی۔

ارشاد ربانی ہے اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے کہ اسے کس جرم میں قتل کیا گیا۔ (التکویر:۹) بغیر علم یقیناً بڑے نقصان میں ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنی اولاد کو بغیر علم کے محض بیوقوفی کی بنیاد پر قتل کیا۔ (الانعام:۱۴۹)

● مرد کی طرح عورت کو بھی علم حاصل کرنے پر ابھارا۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔ علم حاصل کرنا مسلمان پر فرض ہے (رواہ بیہقی) یہ حدیث ”مسلمة“ کے لفظ کی زیادتی کیساتھ معاشرے میں رو پا گئی ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ مسلم، سے مراد مرد اور عورت دونوں ہی ہیں۔

● شوہر اور بیوی کے حقوق مقرر کئے اور اس طرح خاندانی ڈھانچہ کو مضبوط کیا۔ ارشاد ربانی ہے ”اور ان کے بھی مردوں پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے ان پر اور مردوں کو ان پر ایک درجہ فوقیت حاصل ہے“۔ (البقرہ:۲۲۸)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورت مرد کے مقابلے میں حقیر یا کمتر ہے، بلکہ خاندان کی سرپرستی اور قومیت فطرت انسانی اور کائنات تقاضوں کے عین مطابق ہے جس طرح گاؤں میں سرپنچ ہوتا ہے، ایک گاؤں میں دو سرپنچ نہیں ہو سکتے اسی طرح مرد و عورت اور گھر کے دیگر افراد ہیں ان لوگوں کی نگرانی اور دیکھ ریکھ کے لئے مرد کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا قوام اور حاکم ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ عورتوں پر صرف حکم ہی چلاتا پھرے بلکہ عورت کی ضروریات کا پورا پورا خیال رکھے اور عورت کے ساتھ ایک دوستانہ زندگی گذارے اور عورت کو کبھی بھی خادم تصور نہ کرے اور عورت بھی شوہر کی عزت واحترام کرے اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔

عورتوں کے بھی حقوق ہیں

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے

اور اسی اللہ کے کلمہ اور حکم سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں، تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا گھر میں آنا اور تمہارے بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس کو آکر وہاں بیٹھنے کا موقع نہ دیں اگر وہ ایسی غلطی کریں تو ان کو تنبیہ وتادیب کے طور پر تم سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو، اور تمہارے ذمہ مناسب طریقے پر ان کے کھانے کپڑے کا بندوبست کرنا ہے۔ عالم نسوانیت پر جتنا احسان پیغمبر اسلام ﷺ نے کیا اتنا کسی اور نے نہیں کیا مردوں کو بڑی تاکید کے ساتھ حکم دیا گیا کہ اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرو۔ **وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** قرآن کریم نے صاف بیان کیا۔ **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا** ۔ اے ایمان والو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ۔ زمانہ جاہلیت میں بہت سی غلط رسمیں رائج تھیں اسلام نے ان سب کا ازالہ فرمادیا عورتوں کو میراث میں سے حصہ دیا ان کو اپنی مرضی کا نکاح کرنے کا اختیار دیا حتی کہ اگر نکاح کے بعد زوجین میں نا چاقی چل رہی ہے اور صلح وصفائی کی کوئی شکل نہیں بن پارہی ہے تو عورت کو خلع کرانیکا بھی اختیار حاصل ہے مرد کیلئے مہر کی ادائیگی کو لازم اور ضروری قرار دیا غرضیکہ اسلام نے عورتوں کو اتنے حقوق دیئے کہ زمانہ جاہلیت کی خواتین اتنا تصور بھی نہیں کرسکتی تھیں اب مردوں کے ذمہ لازم اور ضروری ہے کہ ان حقوق کو اسلامی اصول وضوابط کے مطابق بجالائیں۔

اللہ تعالیٰ مسلم معاشرے کو ہر طرح کی برائیوں سے بچا کر اسلامی طرز پر زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

صلہ رحمی کی برکتیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! بلا کسی تمہید کے یہ بات عرض کر رہی ہوں کہ احادیث میں نبی کریم ﷺ نے صلح رحمی کی بڑی فضیلتیں ارشاد فرمائی ہیں آپ کے سامنے صلہ رحمی کرنے سے متعلق چند احادیث پیش کرنا چاہتی ہوں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح صحیح کہنے اور ہم سب کو اس کہی ہوئی بات پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ہمارے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ ● صلہ رحمی سے محبت بڑھتی ہے۔ ● مال بڑھتا ہے۔ ● عمر بڑھتی ہے۔ ● رزق میں کشائش ہوتی ہے۔ ● آدمی بری موت نہیں مرتا۔ ● اس کے مصیبتیں اور آفتیں ٹلتی رہتی ہیں۔ ● ملک کی آبادی

اور سرسبزی بڑھتی ہے۔ ● گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ ● نیکیاں قبول کی جاتی ہیں۔ ● جنت میں جانے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے۔ ● صلہ رحمی کرنے والے سے خدا اپنا رشتہ جوڑتا ہے۔ ● جس قوم میں صلہ رحمی کرنے والے ہوتے ہیں، اس قوم پر خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

احادیث صحیحہ سے اس کا ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

● تم اپنے نسبوں کو سیکھو تا کہ اپنے رشتہ داروں کو پہچان کر ان سے صلہ رحمی کر سکو۔ فرمایا کہ صلہ رحمی کرنے سے محبت بڑھتی ہے، مال بڑھتا ہے اور موت کا وقت پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ (ترمذی)

● جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں کشائش ہو اور اس کی عمر بڑھ جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے سلہ رحمی کرے۔ (بخاری ومسلم)

● جو چاہتا ہو کہ اس کی عمر بڑھے اور اس کے رزق میں کشائش ہو اور وہ بری موت نہ مرے تو اس کو لازم ہے کہ وہ خدا سے ڈرتا رہے اور اپنے رشتے ناطے والوں سے حسن سلوک کرتا رہے۔ (ترغیب وترہیب)

● جو شخص صدقہ دیتا رہتا ہے اور اپنے رشتے ناطے والوں سے حسن سلوک کرتا رہتا ہے، اس کی عمر کو خدا دراز کرتا ہے اور اس کو بری طرح مرنے سے بچاتا ہے اور اس کی مصیبتوں اور آفتوں کو دور کرتا رہتا ہے۔ (ترغیب وترہیب)

● رحم خدا کی رحمت کی ایک شاخ ہے، اس سے خدا نے فرمادیا ہے کہ جو تجھ سے رشتہ جوڑے گا اس سے میں بھی رشتہ ملاؤں گا اور جو تیرے رشتہ کو توڑ دیگا میں بھی توڑ دوں گا۔ (بخاری)

● فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے رشتہ ناطوں کو توڑتا ہو۔ (شعب الایمان بیہقی)

● بغاوت اور قطع رحم سے بڑھ کر کوئی گناہ اس کا مستوجب نہیں کہ اس کی سزا دنیا ہی میں فوراً دی جائے اور آخرت میں بھی اس پر عذاب ہو۔ (ترمذی وابوداؤد)

● فرمایا کہ جنت میں وہ شخص گھسنے نہ پائے گا جو اپنے رشتے ناطوں کو توڑتا ہو۔ (بخاری ومسلم) ● ہمارے حضرت محمد ﷺ کہیں تشریف لیے جاتے تھے راستہ میں ایک اعرابی نے آکر آپ ﷺ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ لی ﷺ کہا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو ایسی بات بتائیے جس سے جنت ملے اور دوزخ سے نجات ہو، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو ایک خدا کی عبادت کر، اور اسکے ساتھ شریک مت کر، نماز پڑھ، زکوۃ دے، اور اور اپنے رشتے ناطے والوں سے حسن سلوک کرتا رہ، جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اگر میرے حکم کی تعمیل کرے گا تو اس کو جنت ملے گی۔ (بخاری ومسلم)

● حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم سے ملک کو آباد فرماتا ہے اور اس کو دولت مند کرتا ہے اور کبھی دشمنی کی نظر سے ان کو نہیں دیکھتا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس قوم پر اتنی مہربانی کیوں ہوتی ہے؟ فرمایا کہ رشتے ناطے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے ان کو یہ مرتبہ ملتا ہے۔ (ترغیب وترہیب)

● فرمایا کہ جو شخص نرم مزاج ہوتا ہے اس کو دنیا و آخرت کی خوبیاں ملتی ہیں، اور اپنے رشتے ناطے والوں سے حسن سلوک کرنے اور پڑوسیوں سے میل جول رکھنے اور عام طور پر لوگوں سے خوش خلقی برتنے سے ملک سرسبز اور آباد ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والوں کی عمریں بڑھتی ہیں۔ (ترغیب وترہیب)

● ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا ہے، میری توبہ کیوں کر قبول ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا کہ خالہ؟ اس نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ تو اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔ (ترغیب وترہیب)

● ایک بار حضرت محمد ﷺ نے مجمع میں یہ فرمایا کہ جو رشتہ داری کا پاس ولحاظ نہ کرتا ہو، وہ ہمارے پاس نہ بیٹھے، یہ سن کر ایک شخص اس مجمع سے اٹھا، اور اپنی خالہ کے گھر گیا جس سے کچھ بگاڑ تھا، وہاں جا کر اس نے اپنی خالہ سے معذرت کی اور قصور معاف کرایا، پھر آکر دربار نبوت میں شریک ہوگیا۔ جب وہ واپس آگیا تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اس قوم پر خدا کی رحمت نہیں نازل ہوتی جس میں ایسا شخص موجود ہو جو اپنے رشتہ داروں سے بگاڑ رکھتا ہو۔ (ترغیب وترہیب)

● فرمایا کہ ہر جمعہ کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادتیں خدا کی درگاہ میں پیش ہوتی ہیں، جو شخص اپنے رشتہ داروں سے بدسلوکی کرتا ہے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ (ترغیب وترہیب)

کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں

ایک طرف یہ احادیث ہیں، دوسری طرف رشتہ داروں کے ساتھ ہمارے تعلقات، معمولی معمولی باتوں پر تعلقات توڑ لیتے ہیں، اور پھر زندگی بھر اسکے جوڑنے کی فکر نہیں ہوتی اور اسی حالت میں دنیا سے چلے جاتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ لَایَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔ خصوصا شادیوں کے موقع پر دیکھنے میں آتا ہے کہ کسی معمولی رنجش کیوجہ سے جو سالوں پہلے ہوئی تھی شادی میں شرکت نہیں کرتے ہیں ایسے ہی بعض دفعہ شادی کا مسئلہ لیکر تعلقات خراب کر لیتے ہیں پہلے سے یہ ذہن میں بٹھا لیتے ہیں کہ میں اپنی لڑکی کی شادی میں فلاں رشتہ دار سے کرونگی اور بعد میں جب لڑکا یا اسکے گھر والے کسی وجہ سے انکار کر دیتے ہیں تو اس کے تعلقات اتنے خراب ہوتے ہیں

کہ دونوں فریق دنیا سے چلے جاتے ہیں مگر بات چیت کی نوبت نہیں آتی اور اس طرح گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اپنے دل کو کشادہ رکھیں اور تحمل و برداشت کی صفت اپنے اندر پیدا کریں اور اگر تعلقات خراب ہو جائیں تو منت وسماجت کر کے پھر سے قائم کر لیں، اور ملامت کرنیوالوں کی ملامت کی پروا ہرگز نہ کریں اسی میں ہمارے لئے خیر وعافیت ہے اور آخرت میں اجر عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صلہ رحمی کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

کیا اعلیٰ تعلیم عورتوں کیلئے ضروری ہے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. الرَّحِیْم اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

قابل صداحترام معلمات،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! انسان کی ترقی علم کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے، دنیوی علم دنیوی ترقی کا ذریعہ اورسبب بن سکتا ہے اور دینی اخروی ترقی اور دنیا میں عزت وسربلندی کا ذریعہ ہے۔ موجودہ دور میں اسلامی تعلیم وتربیت اور اسلامی تہذیب وتمدن بہت ہی ضروری ہے۔ دشمنان اسلام نت نئے طریقے سے اسلام پر یلغار کررہے ہیں، فیشن کے نام پر سنتوں کو پامال کرنیکی کوشش کررہے ہیں، اسکول وکالج میں مسلم بچوں کے ذہن میں اسلام مخالف نظریات وعقائد بڑی ملمع سازی کے ساتھ داخل کررہے ہیں، ایسے وقت میں آنے والی نسلوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت از حد ضروری ہے۔ بچے ایک طویل عرصہ تک صرف

ماں کی گود میں تربیت پاتے ہیں۔ اسلئے ماؤں کا تعلیم یافتہ ہونا اور اسلامی نظریات وعقائد کا صحیح علم ہونا ناگزیر ہے۔ ماں کی جیسی تربیت ہوگی بچے اسی طرح تربیت یافتہ ہونگے۔ بچے ماں کے اثرات بہت جلد قبول کرتے ہیں۔ بزرگوں کی سیرتوں سے یہی پتہ چلتا ہے کہ انکی تعلیم وتربیت میں ماں کا خاص رول رہا ہے۔ عورت کی صحیح تربیت ہونے کیوجہ سے پورے خاندان ومعاشرے کی اصلاح ہوسکتی ہے اور ماں کی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے یا اسکے غلط رویہ کی وجہ سے پورے خاندان ومعاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے یعنی دین کی اہم اور ضروری معلومات ہر ایک مسلمان پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت فرض اور ضروری ہے۔ دور صحابیات میں بہت سی خواتین علوم دینیہ کے اندر عبور رکھتی تھیں، قرآن کریم اور احادیث کی عالمہ تھیں، اور صحابۂ کرام بھی علمی مسائل میں بعض صحابیات سے رجوع کیا کرتے تھے اور بعد کی خواتین میں بھی بڑی بڑی عالمہ، محدثہ، ادبیہ، شاعرہ اور فقیہ پیدا ہوئیں لیکن بہرحال خواتین کو پڑھانے والے عموماً ان کے محرم رشتہ دار ہی ہوا کرتے تھے یا شوہر اپنی بیوی کو پڑھایا کرتے تھے۔ باقاعدہ طور پر دارالاقامہ کا نظم جیسا آج کل ہے ایسی نظیر تو نہیں ملتی لیکن یہ بھی ایک مستحسن قدم ہے۔ قوم کی بچیاں دینی تعلیم حاصل کریں اور معاشرے کے اندر اصلاح ودرستگی کا کام کریں۔

تاریخی خواتین

خواتین کے لئے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ نہ فرض کفایہ ہے، اس لیے کہ اسلام نے معاشرہ میں جو کام عورت کے سپرد کیا ہے اس کی بجا آوری میں اعلیٰ تعلیم چنداں مفید نہیں: اس لیے مسلمان معاشرہ میں خواتین کی اکثریت

درجۂ ثانوی کے بعد اپنی تعلیم ختم کر دیتی تھی، دینی کتب کا مطالعہ البتہ بعد میں بھی جاری رہتا تھا، اس لیے خواتین کی اعلیٰ تعلیم کے مدارس کا عالم اسلام میں کہیں پتہ نہیں چلتا، لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اعلیٰ تعلیم کا حاصل کرنا عورتوں کے لیے شجرِ ممنوعہ ہے۔ معاشرہ کے اونچے طبقات کی خواتین اکثر اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی رہی ہیں۔ عربی فارسی کی فاضلہ، علوم وفنون کی ماہرہ ہوتی رہی ہیں۔ مغل حکمراں، دیگر امراء اور نوابین کی مستورات ہمیشہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ ان میں عالمہ، ادیبہ، شاعرہ، علم نجوم کی ماہر، صوفیہ، تصنیف وتالیف سے شغف رکھنے والی خواتین پائی جاتی تھیں۔ طبقۂ متوسط کی خواتین بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی رہی ہیں، مگر بہرکیف ان کی تعداد بہت قلیل ہوتی تھی۔

(۱) **علم حدیث:** بعض خواتین جو عربی جانتی تھیں وہ حسب روایت سر سید احمد خان اشعۃ اللمعات ترجمہ فارسی مشکوۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا مطالعہ کرتی تھیں۔ مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیوہ بہن کو مشکوۃ شریف پڑھائی تھی۔ محمد بشیر سہسوانی محدث کی لڑکی بھی محدثہ تھی۔

(۲) **تصوف:** بعض خواتین فواد الفواد، ملفوظات نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ اور مثنوی مولانا روز پڑھتی تھیں، جہاں آرا بیگم دختر شاہ جہاں بادشاہ نے تو صوفیاء کے حالات میں ''مونس الارواح'' کتاب تالیف کی تھی، جس طرح اس کے بھائی شہزادہ دارا شکوہ نے صوفیاء کے حالات میں ''سفینۃ الاولیاء'' اور ''سکینۃ الاولیاء'' تالیف کی تھیں۔ (۳) **فقہ:** مولوی عبد الاحد، مالک مطبع مجتبائی کی لڑکیاں عالمہ اور شاعرہ تھیں: شروانی خاندان کی خواتین اکثر عالمہ فاضلہ تھیں۔

(۴) **عربی زبان:** نواب عماد الملک بلگرامی کی بھتیجی چچا کو عربی زبان میں خط تحریر کرتی تھی۔ وہ انگریزی زبان بھی جانتی تھی، نواب مزمل اللہ خان کی لڑکی

عربی زبان کی شاعرہ تھی (۵) **تاریخ:** بروایت سر سید احمد خان، ایک لڑکی کم از کم ''تزکیہ جہانگیری'' پڑھتی تھی۔

(۶) **منطق:** شرف الملک نواب غوث محمد خاں، وزیر اعظم کرناٹک نے منطق اپنی والدہ سے پڑھی تھی۔

(۷) **خوش نویسی:** کتنی ہی عورتیں خوشنویسی سیکھتی تھیں، مطبع کی ایجاد کے بعد بعض کاپی نویسی سے روزی کماتی تھیں۔ آج بھی کراچی میں انوری بیگم ایک کاتبہ ہے۔ (۸) **طب:** حکیم عبد المجید خان دہلوی کی لڑکیاں طبیبہ تھیں، اور باقاعدہ علاج کرتی تھیں۔

(۹) **فنون حرب:** شاہی خاندان کی خواتین فنونِ حرب کی تعلیم بھی حاصل کرتی تھیں:۔ ہمایوں بادشاہ جب تنہا بلوچستان کے راستے ایران جا رہا تھا تو اس کی بہن گلبدن بیگم مسلح اس کے ہمراہ تھی۔ نواب زینت محل بیگم بہادر شاہ ظفر کی جنگِ آزادی میں ایک کمپنی کا کمان دار تھی۔

(۱۰) **دفتری امور کی مہارت:** نواب سکندر جہاں بیگم بھوپال نے فارس کی درسی کتابیں ''دفتر ابوالفضل'' تک پڑھی تھیں۔ فن حساب اور ہندسہ از بر تھا، حد درجہ شکستہ خط بھی آسانی سے پڑھ لیتی تھیں۔ مقاصد کی باریکی ادنیٰ غور و تامل سے معلوم کر لیتی تھیں۔

(۱۱) **ہمہ جہت فاضلہ خاتون:** نواب شاہ جہاں بیگم بھوپال کے سفر کلکتہ کے موقع پر ایک خاتون کی درخواست پیش ہوئی تھی۔ اس نے اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا تھا: ''وطن میرا اجڑا شہر دہلی ہے۔ فدویہ کو علم فارسی، انگریزی، فنِ شاعری کے علاوہ اور صناعات کے جو اور عورات شہروں کی جانتی ہیں، مہارت تام ہے۔ حافظ محمد امیر پنجہ کش دہلوی سے خوش نویسی حاصل کی اور حضرت

بہادر شاہ سے خطاب ''نادر رقم'' کا بھی عطا ہوا۔تحریر مقدمات بھی مثل منشیوں کے کرسکتی ہے۔اور علاج امراض خصوصاً معالجۂ عورات میں مداخلت کلی ہے۔

(۱۲) **اردو ادب** : مشہور صاحبِ طرز ادیب مولانا محمد حسین آزاد کی لڑکی بڑی فاضلہ اور ادیبہ تھی۔آزاد لکھتے ہیں کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس پر نظر ثانی میری لڑکی نے نہ کی ہو'۔اس سے اسکی علمی قابلیت کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

(۱۳) **اشاعتِ علم**: اشاعتِ علم اور قیام مدارس سے بھی خواتین کو بہت دلچسپی تھی ''مدرسہ ماہم انگہ'' اکبر بادشاہ کی دایہ کی یادگار ہے، بہار میں فاطمہ صغریٰ بیگم نے ایک بہت بڑی جائداد وقف کی جو''صغریٰ وقف اسٹیٹ'' کہلاتی ہے۔کلکتہ کی ایک قابل خاتون صولت النساء بیگم نے مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں تیس ہزار روپیوں کی خطیر رقم پیش کی جس سے انہوں نے حرم شریف میں ''مدرسہ صولتیہ'' (۱۸۷۴ء) قائم کیا جو الحمدللہ آج تک قائم ہے۔

مدرسہ نسواں کی افادیت

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ امۃ اللہ تسنیم جنہوں نے علامہ نووی کی کتاب ریاض الصالحین کا اردو میں بڑا سلیس ترجمہ کیا جو سعودی حکومت شائع کر رہی ہے اور یہ خود بہت بڑی شاعرہ بھی تھیں اور تسنیم انکا تخلص ہے آج مسلمان دنیوی علم حاصل کرنے کیلئے اپنی لڑکیوں کو اسکولوں اور کالجوں میں خطیر رقم خرچ کرکے بھیج رہے ہیں جہاں سینکڑوں قسم کی برائیاں پائی جاتی ہیں اور بسا اوقات بڑے ہی ناگفتہ بہ حالات پیش آجاتے ہیں۔الحمدللہ لڑکیوں کے جو مدارس ہیں وہاں سخت پابندیاں ہوتی ہیں، حجاب و پردے کا پورا پورا لحاظ کیا جاتا ہے، جہاں جاکر لڑکیوں کی زندگیاں سنورتی ہیں، دین کا علم حاصل کرنے کے بعد جب یہ اپنے

معاشرے میں جائیں گی تو ظاہری بات ہے اپنی اولاد کو بھی دین کی تعلیم سے آراستہ کریں گی، خاندان کے لوگوں کی اصلاح و درستگی کا فریضہ بھی انجام دیں گی، اور قوم کی معصوم بچیاں جو اسکول میں جاکر غیروں کے تہذیب تمدن سے متاثر ہوکر آتی ہیں ان کو اسلامی تہذیب وتمدن کا درس دیں گی اور انکے ایمان و اسلام کے تحفظ و بقا کا ذریعہ بنیں گی، آج اسکولوں اور کالجوں میں بڑی ملمع سازی کے ساتھ ایمان چھیننے کی کوشش کی جارہی ہے انگریزی تعلیم حاصل کرنیوالی کتنی ایسی لڑکیاں ہیں جن کو کلمہ بھی یاد نہیں انکی فکر کون کرے ذمہ داری گھر والوں کی ہوتی ہے! مگر اس ذمہ داری کو نبھانے والی یہی طالبات ہونگی جو مدرسوں میں آکر قرآن واحادیث کی تعلیم حاصل کرتی ہیں اس معنی کر لڑکیوں کیلئے مدارس کا قیام قوم کیلئے بہت سود مند ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

دوزخیوں کا کھانا اور پینا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَۃٍ لَیْسَ لَھُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ لَّا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ''دوزخیوں کا کھانا اور پینا'' قرآن وحدیث میں دوزخیوں کے کھانے پینے کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے تاکہ انسان ان عذاب سے ڈر کر اللہ کی فرمانبرداری کرے اور جہنم سے بچنے کی ہر وقت فکر کرے۔

جہنم کا عذاب یقیناً بڑا ہی سخت ہے اسکو سن کر جسم کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ہم تو دنیا کی معمولی سی گرمی اور سردی برداشت نہیں کر پاتے اور اسکو دور کرنے کیلئے پنکھے اور کولر وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں اور ٹھنڈک کو دور کرنے کیلئے ہیٹر اور دیگر آلات کا استعمال کرتے ہیں پھر آخرت کی گرمی اور سردی کو کیسے برداشت کرسکیں گے۔ دنیا کے اندر ہم عمدہ سے عمدہ رزق کھاتے ہیں، معمولی اور سادہ کھانا ہم سے

نہیں کھایا جاتا، پھر آخرت میں دوزخیوں کو ملنے والا کھانا ہم کیسے کھاسکتے ہیں، اسلئے ہر ہمیشہ ہم کو عذاب آخرت کی فکر رکھنی چاہیے اور اس سے پناہ مانگنی چاہیے۔

ضریع یعنی آگ کے کانٹے

تُسْقٰی مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَۃٍ لَیْسَ لَھُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ لَّا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ ''دوزخیوں کو کھولتے ہوئے چشمے کا پانی ملے گا اور سوائے جھاڑ کانٹوں والے کھانے کے ان کے لئے کچھ کھانا نہ ہوگا جو نہ طاقت دے گا نہ بھوک دور کریگا'' صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ ضریع حجاز میں ایک کانٹے دار درخت کا نام ہے جس کی خباثت کی وجہ سے جانور بھی پاس نہیں پھٹکتے، اگر جانور اس کو کھالے تو مرجائے، پھر لکھتے ہیں، یہاں ضریع سے آگ کے کانٹے مراد ہیں جو ایلوے سے کڑوے، مردہ سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہوں گے اور جن کو بہت زیادہ کھانے کے بعد بھی بھوک دور نہ ہوگی۔

غسلین زخموں کا دھوون

فَلَیْسَ لَہُ الْیَوْمَ ھٰھُنَا حَمِیْمٌ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ لَا یَاْکُلُہٗ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ (حاقہ) آج اس کا کوئی دوست نہیں اور نہ کچھ کھانے کو ہی ہے سوائے زخموں کے دھوون کے جسے صرف گنہگار کھاتے ہیں۔

زقوم (سینڈھ) اِنَّ شَجَرَۃَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِیْمِ. کَالْمُھْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ کَغَلْیِ الْحَمِیْمِ. (دخان) ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّھَا الضَّالُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَ لَاٰکِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ فَمَالِئُوْنَ مِنْھَا الْبُطُوْنَ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْہِ مِنَ الْحَمِیْمِ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْھِیْمِ ھٰذَا نُزُلُھُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ. (واقعہ) بے شک گنہگار کی غذا پگھلے ہوئے تانبے جیسا

زقوم کا درخت ہے، جو پیٹوں میں گرم پانی کی طرح کھولے گا۔ پھر اے جھٹلانے والے گمراہ لوگو! تم زقوم کے درخت کھاؤ گے اوراس سے اپنے پیٹ بھرلوگے، پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پیوگے، جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں، قیامت کے روز اس طرح ان کی مہمانی ہوگی۔ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ (صافات) دراصل وہ (زقوم) ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ میں سے نکلتا ہے اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن۔

فائدہ:۔ زقوم کا ترجمہ سینڈھ کیا جاتا ہے جو مشہور کڑوا درخت ہے، لیکن یہ صرف سمجھانے کیلئے ہے کیونکہ وہاں کی ہر چیز کڑواہٹ اور بدبو وغیرہ میں یہاں کی چیزوں سے کہیں زیادہ بتر ہے اور کیا ہی برا منظر ہوگا جب کہ اس درخت سے کھائیں گے اور پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پئیں گے اور وہ بھی تھوڑا بہت نہیں بلکہ پیاسے اونٹوں کی طرح خوب ہی پئیں گے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الزَّقُّوْمِ وَالْحَمِيْمِ وَسَائِرِ اَنْوَاعِ عَذَابِ الْجَحِيْمِ ۔ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا، اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو وہ یقیناً تمام دنیا والوں کی غذائیں بگاڑ ڈالے (یعنی سب کڑوی ہوجائیں) اب بتاؤ کہ اس کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی زقوم ہوگی۔ (ترمذی وابن حبان وغیرہ)۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ خدا کی قسم اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا کے دریاؤں میں ڈالدیا جائے تو وہ یقیناً تمام دنیا والوں کی غذائیں کڑوی کردے، تو بتاؤ، اس کا کیا حال ہوگا جس کا کھانا ہی زقوم ہوگا۔

غساق

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا وہ اس دوزخ میں کھولتے ہوئے پانی اور غساق کے علاوہ کسی ٹھنڈک اور پینے کی چیز کا مزہ تک نہ

چکھ سکیں گے، رسول خدا ﷺ نے فرمایا اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں ڈالدیا جائے تو تمام دنیا والے سڑ جائیں۔ (ترمذی وحاکم)

غساق کیا چیز ہے؟ اس کے متعلق اکابر امت کے مختلف اقوال ہیں، صاحب مرقاۃ نے چار قول نقل کئے ہیں:

(۱) دوزخیوں کی پیپ اوران کا دھوون ہے۔ (۲) دوزخیوں کے آنسو مراد ہیں۔ (۳) زمہریر یعنی دوزخ کا ٹھنڈک والا عذاب مراد ہے۔ (۴) غساق سڑی ہوئی اور ٹھنڈی پیپ ہے جو ٹھنڈک کی وجہ سے سڑکر بدبودار ہو جائے گی۔

دنیا میں عیش وآرام کی زندگی بسر کرنیوالا

یہ تو دوزخیوں کے کھانے پینے کا ذکر ہے، جو قرآن وحدیث میں مذکور ہے، اسکے علاوہ کئی طرح کے عذاب کا صراحت کیساتھ تذکرہ موجود ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے (ان لوگوں میں سے جو اپنے کفر وشرک کی وجہ سے یا فسق فجور کی وجہ سے دوزخ میں جانیوالے ہوں گے) ایک شخص کو بلایا جائیگا جس نے اپنی دنیا کی زندگی نہایت عیش وآرام کے ساتھ گذاری ہوگی اور پھر اسکو دوزخ کی آگ میں اک غوطہ دلایا جائیگا یعنی جس طرح کپڑے کو رنگتے وقت رنگ میں ڈال کر ایک مرتبہ ڈبا کر نکال لیتے ہیں اسی طرح اس شخص کو دوزخ کی آگ میں ڈال کر فوراً نکال لیا جائیگا پھر اس سے کہا جائیگا کہ اے آدم کے فرزند کیا تو نے کبھی خیریت اور اچھی حالت بھی دیکھی ہے اور کیا کبھی عیش وآرام کا کوئی دور تجھ پر گذرا ہے، وہ کہے گا کبھی نہیں قسم خدا کی اے پروردگار، اور ایک شخص اہل جنت میں سے (ان خوش نصیب بندوں میں سے جو اپنی ایمان والی زندگی کی وجہ سے جنت کے مستحق ہونگے) ایسا لایا جائیگا جس کی زندگی دنیا میں

سب سے زیادہ تکلیف میں اور دکھ میں گذری ہوگی اور اسکو ایک غوطہ جنت میں دیا جائیگا یعنی جنت کی فضاؤں اور ہواؤں میں پہونچا کر فوراً نکال لیا جائیگا اور اس سے کہا جائیگا کہ آدم کے فرزند کیا کبھی تو نے کوئی دکھ دیکھا ہے، اور کیا تجھ پر کوئی دور شدت اور تکلیف کا گذرا ہے، تو وہ کہے گا نہیں، خدا کی قسم اے میرے پروردگار مجھ پر کبھی کوئی تکلیف نہیں گذری اور میں نے کبھی کسی تکلیف کو نہیں دیکھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت بڑے ہی آرام کی جگہ ہے ایسا راحت وآرام کہ جس کا انسان تصور اور وہم وگمان بھی نہیں کرسکتا۔ ایسے ہی دوزخ بھی ایسی تکلیف کی جگہ ہے کہ ساری زندگی کا عیش وآرام ایک پل میں بھلادے گی اسلئے ہر وقت اللہ تعالیٰ سے جہنم سے پناہ مانگنا چاہئے اور جنت کا سوال کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت میں داخل فرمائے اور جہنم سے محفوظ رکھے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام میں انسانی خدمت کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

شرکاء جلسہ، محترمہ معلمات اور عزیزہ طالبات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو!

اسلام میں انسانی خدمت کی بڑی اہمت ہے، بلکہ انسان تو اشرف المخلوقات ہے جانوروں کی دیکھ ریکھ کی بھی اہمیت وفضیلت وارد ہوئی ہے حدیث میں بعض ایسے بھی واقعات ملتے ہیں کہ کتاّ جس کو نجس جانور تصور کیا جاتا ہے ایک فاحشہ عورت نے اسکو پانی پلادیا تو اسکی بخشش ہوگئی اور ایک شخص نے راستہ سے ایک ایسی ٹہنی کاٹ دی جس سے لوگوں کو تکلیف پہونچتی تھی تو اس معمولی سی خدمت کیوجہ سے اسکی بخشش ہوگئی۔

اسلام ایک سچا قانون اور دین رحمت ہے، جس کے پاکیزہ آنچل میں کسی طرح کی برائی کا شائبہ نہیں ہے، دین اسلام کی جملہ تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ بے کسوں، مجبوروں، اور ناداروں کی دیکھ ریکھ اور نگرانی کے ساتھ ساتھ ان کی زندگی کے تمام مسائل و مشکلات کا بہترین حل اور مناسب علاج پیش کیا ہے، چونکہ اسلام کا مزاج ہے انسانی اور سماجی خدمت کا بار اٹھانا، اسلام نے جہاں اپنے ماننے والوں کو مساوات، عدل اور احسان کے زیور سے مزین کیا ہے، وہیں اغیاروں اعداء کو بھی ان زریں اور تابندہ اصولوں سے مستفیض کیا ہے، ذات پات، رنگ و نسل اور دین و مذہب کا فرق کئے بغیر تمام انسانوں کی صحیح سمت رہنمائی فرمائی ہے، معاشرے کے دبے کچلے اور پسماندہ افراد کی معاونت کے رہنما اصول مرتب کئے ہیں تاکہ ایک مثالی اور صحت مند معاشرہ کا قیام عمل میں آئے جس میں زندگی کی سب سے کامل اور محفوظ و مامون تصویریں جلوہ گر ہوں اور یہ اس وقت ممکن ہے جب ہم معاشرہ کے فقراء، غرباء اور ناداروں کی کفالت اور دادرس کا بیڑا اٹھائیں گے۔ کیوں کہ اسلام نے زندگی کے کسی بھی پہلو کو تشنہ نہیں رکھا ہے، چاہے وہ عقائد، عبادات، معاملات، معاشرات اور اخلاقیات ہوں، یعنی ایک طرف وہ مخلوق کا تعلق خالق سے جوڑتا ہے تو دوسری طرف خود انسانوں کے درمیان روابطہ کی راہیں ہموار کرتا ہے، ایک دوسرے کے برادرانہ تعلقات قائم کرنے کی اپیل کرتا ہے۔

اصل نیکی یہ ہے

اگر ہم ظہور اسلام سے قبل حالات کا بچشم تصور مشاہدہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ پوی دنیا بالخصوص سرزمین مکہ تمام طرح کی بدعنوانیوں اور ناہمواریوں کی پرخار جھاڑیوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ طاقتور کمزوروں کا حق دبا رہے تھے، انسانیت اپنے

جائز مطالبات کے لئے چیخ رہی تھی، مگر کوئی خیر خواہی کے لئے تیار نہ تھا وہاں سماجی ادارے تو تھے مگر خود ساختہ اصولوں کے اسیر تھے اور انسانیت نوازی سے کوسوں دور تھے۔ اسلام نے ان برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور سماجی خدمت کا احساس دلایا، ارشاد ہے۔ نیکی یہی نہیں ہے کہ منہ پھیرلو اپنا مشرق کی جانب یا مغرب کی جانب لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور دے مال اس کی محبت پر رشتے داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور قائم رکھے نماز اور دیا کرے زکوۃ اور پورا کریں اپنے عہد کو جب عہد کریں اور صبر کرنے والے ہیں سختی میں اور پریشانی میں اور لڑائی کے وقت یہی لوگ ہیں سچے اور یہی لوگ ہیں پرہیزگار۔ (سورۂ بقرہ ۱۷۷)

آیت کریمہ میں یہود کی رسمی عبادت پر تنقید کی گئی ہے کہ دین داری کا معیار یہ نہیں ہے جس پر تم کو ناز ہے، بلکہ نیکی اور بھلائی جو اصل ہدایت اور سبب مغفرت ہو یہ ہے کہ اللہ روز قیامت جملہ انبیاء و ملائکہ اور کتب آسمانی پر دل سے ایمان لانے کے ساتھ اپنے مال کو زکوۃ کے علاوہ عزیز و اقارب، یتیموں، غریبوں، مسافروں، محکوموں، غلاموں اور معاشرے کے دیگر کمزور افراد کو سائلوں اور گردن چھڑانے میں محنت سے کمائی ہوئی اپنی دولت صرف کرے، نماز کو پابندی سے ادا کرتا رہے، تاکہ اسے رشتہ مضبوط ترین رہے، اور زکوۃ بھی ادا کرتا رہے، تاکہ انسانی خدمت کا حق ادا ہوتا رہے، جو لوگ ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہیں وہی لوگ سچے ہیں اعتقادات، ایمان اور دین میں یا اپنے قول و قرار میں، اور تقویٰ کا معیار بھی یہی ہے۔ ایک جگہ اور ارشاد ہے قرابت دار کو اس کا حق اور مسکین کو اس کا حق دو اور فضول خرچی نہ کرو، بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے

رب کا ناشکرا ہے۔ (سورۂ بنی اسرائیل:۲۶، ۲۷) یہاں اس چیز کو بتایا گیا ہے کہ انسان کے حق میں دوسرے کا بھی حق ہے اور اسراف وتبذیر سے بچنے کی تاکید کی ہے، کیوں کہ جو شخص اسراف وتبذیر کی لعنت کا شکار ہوگا وہ دوسروں کے حق نہیں پہچانے گا۔

ایک جگہ اور ارشاد ہے: تم دیکھتے نہیں کہ اللہ جس کا چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے، یقیناً اس میں نشانیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو یقین رکھتے ہیں (جب یہ حقیقت ہے کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ کا دیا ہوا ہے) تو تم قرابت دار کو اس کا حق اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دو یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں، اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ (سورہ روم ۳۷) سورۂ بنی اسرئیل اور سورۂ روم دونوں ہی مکی سورتیں ہیں، مکہ میں زکوۃ فرض نہیں ہوئی تھی لیکن ان آیات میں قرابت داروں مسکینوں اور مسافروں کا حق بیان ہوا ہے۔ (تحقیقات اسلامی شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۶ء، ص:۷)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ روم کی آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں، اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کے ساتھ حسن سلوک کرنا واجب ہے، جس شخص کے پاس مال ہو چاہے اس پر زکوۃ واجب ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو چاہے اس پر حولان حول گزرا ہو یا نہ گزرا ہو اسے ان کے ساتھ حسن سلوک بہر حال کرنا ہوگا، اس لیے یہاں زکوۃ کا نہیں عام مخلوق کے ساتھ شفقت کا ذکر ہے، یہ تینوں طبقات وہ ہیں جن کے ساتھ احسان کا رویہ برتنا ضروری ہے، چاہے احسان کرنے والے کے پاس زائد از ضرورت مال ہو یا نہ ہو۔ (امام رازی، تفسیر کبیر، ج:۴، ص۵۶۴)

ایثار

انسانیت اسی کا نام ہے کہ دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھا جائے۔ صحابۂ کرام کے تعلق سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ یُؤْثِرُوْنَ النَّاسَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ

وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ’’وہ لوگوں کو اپنے اوپر فوقیت دیتے ہیں اگر چہ ان کو فقر وفاقہ لاحق ہو اور جس کو بچایا گیا تو یہی لوگ کامیاب ہیں‘‘۔ ایک طرف اسلامی تعلیمات اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو دیکھیں دوسری طرف ہمارے اعمال واخلاق پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں تو دونوں میں زمین وآسمان کا فرق نظر آئیگا جو حقوق ہم پر فرض ہیں، اور جن کے ادانہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری سخت پکڑ ہوگی اسی میں ہم سے کوتاہی ہو رہی ہے، زکوۃ ہم نہیں دیتے صدقہ ہم نہیں کرتے غریبوں محتاجوں اور کمزوروں کی مدد ہم نہیں کرتے، کیا یہی مسلمانی ہے ہر ایک کو اسلام کے ایک ایک حکم پر اس طرح عمل کرنا چاہیے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم مسلمان ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچا پکا مسلمان بنائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

طلباء کے فضائل اور حقوق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَاكَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْ لَانَفَرَمِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

میری پیاری پیاری معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے، وہ سورہ توبہ کی آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یَتَفَقَّهُوْ فِى الدِّيْنِ فرمایا: مطلب اس کا یہ ہے کہ محض علم دین کا پڑھ لینا کافی نہیں ہے وہ تو بہت سے کافر یہودی اور نصرانی بھی پڑھتے ہیں اور شیطان کو سب سے زیادہ حاصل ہے بلکہ علم دین سے مراد دین کی سمجھ پیدا کرنا ہے۔ اسی سے یہ بات بھی واضح ہوگئی مکمل طور پر عالم بننا مفتی بننا حافظ بننا ہر ایک کے اوپر فرض نہیں ہے، بلکہ فرض کفایہ ہے جو چند مسلمانوں کے حاصل کر لینے سے ہر ایک کے ذمہ سے گناہ ساقط ہوجاتا ہے۔ چونکہ علم دین حاصل کرنا بہت اہم کام ہے اسلئے اسکے فضائل بھی بہت ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ

وَالَّذِيْنَ لَايَعْلَمُوْنَ کیا جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں یعنی یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے ہیں اہل علم کا مقام ومرتبہ غیر اہل علم سے بہت اونچا وارفع ہوتا ہے۔

حضرت مولانا خالد فیصل ندوی لکھتے ہیں کہ

طالب علم کے فضائل اور حقوق ہی کی طرح کتاب وسنت میں ان کی بہت سی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں، اخلاص وللّٰہیت، تقوی وطہارت، محنت ولگن، ثبات واستقامت، علم دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے کی سعی وکوشش، کتابوں اور اساتذہ کا احترام واکرام، مدارس ومکاتب کا پاس ولحاظ، ساتھیوں کیساتھ تعاون و ہمدردی، حاصل کردہ علم کے مطابق عمل، اپنوں کے درمیان امرونہی اور انذار وتبشیر، عام لوگوں کو دعوت وتبلیغ اور علم دین کی نشر واشاعت وغیرہ ذمہ داریاں سرفہرست ہیں، ان میں سب سے اہم اور قابل توجہ ذمہ داری یہ ہے کہ ہر طالب علم علوم نبوت (قرآن، حدیث اور فقہ) حاصل کرنے کے دوران اپنی نیت یہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوجائے اور دنیا وآخرت میں وہ کامیاب وکامراں ہوں، کیوں کہ دین اسلام میں صدق اخلاص کی بڑی قدر وقیمت ہے بلکہ ہر کام میں یہی مطلوب ومحمود ہے اور ہر کام کا اجروثواب اسی پر منحصر ہے، چنانچہ مشہور حدیث میں ہے کہ: ''اعمال (کے اجروثواب) کا دارومدار نیتوں پر ہی (موقوف) ہے اور ہر شخص کو اسکی نیت کے مطابق ہی (اجروثواب) ملے گا۔ (بخاری ومسلم)

علم دین کا حاصل کرنا بھی دینی کام ہے، اس سلسلہ میں اچھی نیت رکھنا بڑے اجروثواب کا باعث ہے، لیکن نام ونمود کے لئے علم حاصل کرنا اور اسکی خدمت کرنا بالکل بے فائدہ ہے، بلکہ جہنم کا موجب ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن فیصلہ (ریاکار شہید کے فیصلہ کے بعد) سب سے پہلے (نام ونمود والے عالم

وقاری) شخص کے بارے میں ہوگا، اس شخص کے بارے (جہنم میں ڈالنے کا حکم الٰہی ہوگا اور اس کو اس کے منہ کے بل گھسیٹ کر لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم مختصرا) اسی طرح دنیاوی مقاصد کے لے علم دین حاصل کرنا بہت ہی ناپسندیدہ عمل ہے اور ایسا کرنے والا جہنم کا سزاوار ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جس نے اس مقصد سے علم حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ سے علماء دین سے مقابلہ کرے یا بیوقوفوں سے بحث کرے یا لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈالیں گے۔ (ترمذی وابن ماجہ) نیز دنیاوی مقاصد کے حصول کیلئے علم دین حاصل کرنا جنت سے محرومی کا موجب ہے۔

آپ ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے اس علم کو سیکھا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کی جاتی ہے، مگر اس نے صرف اس مقصد سے (علم دین) سیکھا کہ اس علم کے ذریعہ دنیا کی متاع حاصل کرے تو قیامت کے دن اس کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی۔ (ابوداؤد)

درحقیقت علم دین کے حصول میں صدق واخلاص بہت ہی مؤثر اور مفید عنصر ہے۔ ہر طالب علم کو اپنی نیت کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور حسن نیت کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہنا چاہئے اور علم دین کے حصول میں یکسوئی اور انہماک سے مشغول رہنا چاہئے۔ انشاء اللہ علم دین کی طلب وحرص حسن نیت پر منتج ہوگی، چنانچہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا: ان (طالب علم) لوگوں کا حصول علم دین میں لگنا ان کی نیتوں کی اصلاح کا ذریعہ ہے۔

طالب علم کی دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دوران طالب علمی طاقت بھر اپنے حاصل کردہ علم کے مطابق عمل کرے، کیوں کہ کتاب وسنت کے مطابق عمل کرنے سے دنیا وآخرت بنتی اور سنورتی ہے۔ نیز حاصل کردہ علم کے مطابق عمل

کرنے سے دنیا میں خیر وبرکت حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں بڑی قدر ومنزلت حاصل ہوگی، ایک حدیث میں ہے کہ: جو شخص قرآن کریم پڑھے، اسے سیکھے اور اس پر عمل کرلے تو اس کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔ (مسند حاکم) اس لئے ہر طالب علم کو چاہئے کہ اپنے علم سے فائدہ اٹھائے، اس کے مطابق زندگی گزارے اور بے علمی سے بچے، کیوں کہ علم کے باوجود عمل نہ کرنا دنیا میں تباہی وبربادی کا باعث ہے اور آخرت میں ذلت ورسوائی اور سخت عذاب ومواخذہ کا سبب ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بدترین شخص وہ عالم دین ہے جس نے اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ (دارمی)

یک دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے سخت عذاب اس عالم پر ہوگا، جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے فائدہ مند نہیں کیا۔ نیز عمل سے عاری علم صاحب علم کے لئے دنیا وآخرت میں وبال جان ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے، ایک وہ علم جو دل میں اتر جائے وہی علم نافع ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو صرف زبان پر ہو (یعنی اخلاص وعمل سے خالی ہو) تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے خلاف (اس کے مجرم ہونے کی) دلیل وحجت ہے۔ (ترغیب) اسی طرح قیامت کے دن علم کے مطابق عمل کرنے کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ: قیامت کے دن آدمی کے دونوں پاؤں اس وقت تک (حساب کی جگہ سے) نہیں ہٹ سکتے جب تک اس سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھ نہ لیا جائے، اپنی عمر کس کام میں گزاری؟ اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اپنی جسمانی طاقت کس کام میں لگائی؟ (ترمذی)

علم کے مطابق عمل نہ کرنا، طالب علم کی شان کے خلاف ہے، بلکہ علم کے باوجود بے عملی والی زندگی سراسر جہالت ونادانی ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے

کہ ''بعض علم رکھنے والے علمی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اور جسکا علم اسے فائدہ نہ پہنچائے تو اس کی جہالت اسے نقصان پہنچائے گی، قرآن کریم کو تم اس وقت پڑھنے والے (شمار) ہوگے جب تک کہ وہ قرآن تمہیں (گناہوں اور برائیوں سے) روکتا رہے اور اگر وہ تمہیں نہ روکے تو تم اسکو اصل میں پڑھنے والے ہی نہیں ہو۔ (طبرانی مجمع الزوائد)

علم بغیر عمل کے لاحاصل ہے

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کچھ سیکھتے تھے اس کے مطابق عمل بھی کیا کرتے تھے۔آج ہم علم تو حاصل کرتے ہیں مگر اس کے مطابق عمل بہت کم کرتے ہیں اسی لئے علم کا جو فائدہ ہونا چاہیے اس سے ہم محروم ہیں۔قرآن صاف فرماتا ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ اے ایمان والو! کیوں لوگوں کو ایسی باتوں کا حکم کرتے ہو جس کو تم خود نہیں کرتے ہو۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کتنی اچھی بات کہی ہے۔

علم چند انکہ بیشتر خوانی چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند چارپائے برو کتابے چند
آں تہی مغز را چہ علم وخبر کہ برو ہیزم است یا دفتر

علم خواہ کتنا زیادہ کیوں نہ حاصل کرو جب تک اس علم پر عمل نہیں کرو گے اس وقت تک تم جاہل ہو۔عالم بے عمل کی مثال تو ایک چوپائے کی سی ہے، جس کے اوپر چند کتابیں رکھدی گئی ہیں، اور اس چوپائے کو کیا پتہ کہ اس پر لکڑیوں کا گٹھر ہے یا کتابوں کا ڈھیر، اس لئے جو کچھ سیکھیں حتی المقدور اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں جس طرح مالوں کی زکوۃ ہوتی ہے اسی طرح علم کی زکوۃ یہ ہے کہ جتنا علم حاصل کریں اس میں سے کچھ پر تو ضرور عمل کریں، پھر اسی کی توفیق اور مدد سے بقیہ علوم پر بھی عمل کرنا آسان ہوگا۔وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اسلام میں حسنِ سلوک کی قدرومنزلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَاتَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم کی کئی آیتوں میں والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔آیتوں میں والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے، آدمی کو ہمیشہ اخلاق درست رکھنے چاہئے اپنوں کے ساتھ بھی اور غیروں کے ساتھ بھی حسن سلوک صرف یہی نہیں ہے کہ دوسروں کو تکلیف نہ پہونچائی جائے بلکہ دوسروں کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرنا بھی حسن اخلاق کا ایک اہم درجہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہمارے سامنے موجود ہے کہ لوگوں کے ساتھ کیسے اخلاق سے پیش آتے تھے کہ ہر کوئی یہ سمجھتا تھا کہ حضور علیہ السلام ہم سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اسلام تو ایسا مذہب ہے کہ جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے۔

جانوروں کے ساتھ حسن سلوک

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گذر رہے تھے جو بکری کو گرانے کے بعد اس کی گردن پر اپنے پاؤں کا دباؤ رکھے چھرے کو پتھر سے تیز کر رہا تھا جبکہ بکری حواس باختہ اس شخص کے اس عمل کو دیکھ رہی تھی تو حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس طرح یہ بکری ذبح ہونے سے پہلے نہ مرجائے گی؟ کیا تم اسے دہری موت دینا چاہتے ہو؟ حسن سلوک یا احسان کیلئے حضور ﷺ کی یہ ہدایت ہمارے لئے مشعل راہ ہے، اور ان واقعات کو انجام دینے سے پہلے بار بار سوچنے کا مقام بھی ہے، جس کے نتیجہ میں سینکڑوں بے گناہ انسانی جانوں کو پلک جھپکتے ہی خودکش حملہ آور ہلاک کر دیتا ہے، جس کے نتیجے میں انسانی اعضاء اس کے جسم سے علیحدہ ہوکر دور دور جا گرتے ہیں، جبکہ اسلامی معاشرہ میں احسان کی بطور خاص تلقین کی گئی ہے۔

لفظ احسان کو صرف حسن سلوک کے معنوں میں نہ لیا جائے، کسی کی پردہ پوشی کرنا بھی احسان ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ جو دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی نہ کرے، وہ مومن نہیں ہے، اگر ہم اسلام کے ''تصور احسان'' پر غور کریں تو آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ جائیں گی، یہی نہیں، ماں باپ سے بھی حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب ایسا نہیں جس میں ماں باپ سے اچھے سلوک کی ہدایت نہ کی گئی ہو، یہی وجہ ہے کہ بعض اسلامی ممالک نے تو ضعیف والدین کی بہتر خدمات اور ان کی دیکھ بھال کو اس شخص کی نوکری، ترقی اور سالانہ اضافی تنخواہ سے منسلک کر دیا ہے، تاہم اسلام نے بھی واضح طور پر ماں باپ سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ماں

باپ سے حسن سلوک کس طرح کیا جائے یا ان پر احسان کس طرح کا ہو؟ قرآنی احکام اور تعلیمات نبوی ﷺ میں اس کی وضاحت کی گئی ہے اگر ماں باپ تمہیں غصے کی حالت میں سخت وسست کہیں تو بھی ماتھے کی تیوری پر بل نہیں آنا چاہیے۔ اسی طرح ماں باپ کے ساتھ پیار و محبت بڑھاپے میں ان کے آرام کا ہر طرح خیال رکھنا اور ان کی دل جوئی کرنا بھی احسان ہے۔ ویسے بھی آج اگر آپ مخلوق خدا پر احسان کریں گے تو اسکے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر احسان کا وعدہ کر رکھا ہے۔

یہاں ہمیں اس نکتے کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ احسان کا حکم صرف والدین تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ مخلوق خدا تک محیط ہے۔ جس کی وجہ سے ہی احسان کو آداب معاشرت کی ایک شاخ کہا جا سکتا ہے، دوسروں پر احسان کے ذریعہ نہ صرف معاشرتی برائیوں کی بیخ کنی کی جا سکتی ہے بلکہ احسان کے نتیجے میں قائم ہونیوالی اعلیٰ معاشرتی اقدار ہمارے معاشرے کو مضبوط اور مستحکم بناتی ہے۔

جانوروں کا آپس میں سلوک

ویسے بھی انسان کو ایک معاشرتی جانور بھی کہا جاتا ہے۔ ایسا اس لئے بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ہر انسان کا ایک دوسرے انسان پر براہ راست رابطہ اور واسطہ ہوتا ہے جبکہ کہاں چیونٹی اور کہاں فاختہ تھی، جس نے ایک دوسرے کی جانوں کو ختم ہونے سے بچانے کیلئے ایک دوسرے پر احسان کر دیا تھا۔ پہلے فاختہ نے ندی میں درخت سے پتہ توڑ کر چیونٹی کے پاس لاکر رکھ دیا تھا تاکہ وہ پانی میں ڈوبنے سے بچ جائے اور پھر جب فاختہ کی جان کو ایک شکاری سے خطرہ لاحق ہوا تو اسی چیونٹی نے اس کے احسان کا بدلہ دینے کیلئے اس شکاری کے پاؤں میں ایسی شدت سے کاٹا کہ اس کا نشانہ خطا ہوگیا اور فاختہ کی جان بچ گئی۔ لیکن ہم ہیں کہ اشرف المخلوقات ہوتے

ہوئے اس کہانی سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے بلکہ ظالم بھیڑیئے کی طرح احسان فراموشی کرتے رہتے ہیں۔ سارس نے تو احسان کرتے ہوئے بھیڑیئے کے حلق میں پھنسی ہوئی ہڈی کو اپنے لمبی چونچ سے نکال دیا تھا جس کے بعد بھوکے سارس کو شکار کئے ہوئے گوشت میں سے انعام دینے کے بجائے بھیڑیئے نے یہ کہا تھا کہ یہ کوئی کم بات نہیں ہے کہ تو نے اپنی گردن کو صحیح سلامت میرے منہ سے نکال لیا تھا۔

میٹھا بول بھی حسن سلوک ہے

جب ہی تو حسن اخلاق اور احسان کا دوسرا زینہ ایک میٹھے بول کو کہا گیا ہے۔ ایک میٹھا بول بعض اوقات مایوس و دل شکستہ انسان کو ولولہ تازہ عطا کرتا ہے حتیٰ کہ مایوسی کی انتہا پر پہنچا ہوا ایک ایسا شخص جو زندگی سے مایوس ہو کر خودکشی کرنے پر تیار بیٹھا ہو، ایک میٹھے بول اور ہمت افزائی کے نتیجہ میں اپنی زندگی کو از سر نو بہتر انداز سے گذارنے پر کمربستہ ہو جاتا ہے، اور پھر رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ کسی کیلئے مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ اس لئے بھی کہ مسکراتا ہوا چہرہ حسن اخلاق کا بہترین مظہر ہوتا ہے۔ تجربہ ہے کہ کسی بھی ادارے میں ٹیم کا سربراہ اگر اپنے ماتحتوں سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور ان کے دکھ درد اور خوشی میں شریک ہوتا ہے تو ماتحت بھی اس کی ایک آواز پر دوڑا اس کے گھر تک چلا جاتا ہے۔

اسی طرح فوج کا ایک اعلیٰ افسر اگر اپنے ماتحتوں سے پیار و محبت اور عزت افزائی سے پیش آتا ہے تو اس کے ماتحت فوجیوں میں اپنی جان دے کر بھی اپنے افسر کی زندگی بچانے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، یہی وہ جذبہ ہوتا ہے۔ جو کسی بھی فوج کے سپاہیوں کو جرأت و دلیری اور شجاعت کی نئی داستانیں رقم کرنے کا اہل بناتا ہے۔

امت مسلمہ کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ایک عادل اور حسن سلوک کرنے والے فوجی کمانڈر کے لئے اس کے ماتحت جان دینے پر بھی تیار رہتے ہیں۔ اس کے برعکس سخت اکھڑ اور ماتحتوں کو کم تر سمجھنے والے افسران کی موت پر وہ سپاہی ''خس کم جہاں پاک'' جیسی مثال دیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ماسوائے حکومتی پروٹول و اعزازات کے۔

اگر آپ سفید سبز سرخ یا نیلے پیلے انقلاب کے برعکس وطن عزیز کی معاشرتی یا اقدار میں اصلاح کے خواہش مند ہیں تو آیئے آج عہد کرتے ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ، بہن بھائی، عزیز و اقارب، اڑوس پڑوس اور دستوں سمیت معاشرے کے ہر فرد پر احسان کریں، ہم ہر دوسرے شخص سے مسکرا کر اور کم از کم ایک میٹھے بول کے ساتھ مصافحہ کریں گے۔ ہم ایک دوسرے کے دکھ سکھ رنج و غم اور خوشیوں کی گھڑیوں میں شامل رہیں گے، تمام تر اختلافات اور ذاتی مفادات کو بھلا کر اور بغیر منافقت اور کھلے دل کے ساتھ رہیں گے۔ یقین جانئے اگر ہم یہ عہد کرنے اور اس پر عمل کرنے میں کامیاب ہوگئے تو ہماری سرزمین رشک چمن اور امن کا گہوارہ بن جائے گی! لیکن شرط ہے صرف خلوص نیت سے دوسروں پر احسان کے جذبے کی تمام تر اختلافات کو بھلا کر!

دشمنوں کیساتھ بھی حسن سلوک

اس میں دو رائے نہیں کہ حسن اخلاق اور معمولی احسان سے دشمن بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے ایک یہودی آرہا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ اچھا آدمی نہیں اپنی قوم کا فتنہ پرور آدمی ہے اور ایسا ویسا ہے اور جب وہ قریب آیا تو آپ ﷺ کا رویہ اس کیساتھ بہت اچھا اس

سے عمدہ اخلاق سے پیش آئے جب وہ چلا گیا تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ تو اسکے بارے میں ایسا فرما رہے تھے اور جب قریب آیا تو اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا برا بدترین ہے وہ شخص جس سے لوگ اس کے اخلاق کیوجہ سے دور ہوتے ہیں۔اس سے یہ پتہ چلا کہ دشمن بھی اگر سامنے آئے تو بداخلاقی سے پیش نہیں آنا چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانی دشمنوں کو بھی گلے لگایا اور دوستوں جیسا برتاؤ کیا۔فتح مکہ کا دن اس کی کھلی شہادت پیش کرتا ہے جبکہ دشمن سامنے موجود ہیں غریب وبیکس مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے والے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیزوں کا خون ناحق کرنی والے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلواریں چلانے والے، دندان مبارک شہید کرنیوالے، تیر چلانے والے، سارے دشمن سامنے سر جھکائے کھڑے اور دس ہزار جان نثار صحابہ کرام بس ایک اشارے کے منتظر ہیں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم چشم مبارک سے اشارہ ہی کر دیتے تو کشتوں کے پشتے لگ جاتے اور مکہ ماتم کدہ ہوجاتا، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو معاف فرمایا۔تاریخ انسانی حسن سلوک کی اتنی اعلیٰ مثال پیش کرنے سے عاجز ہے، کسی شاعر نے کہا ؎

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی بھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

عمر رسیدہ لوگوں کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

صدر جلسہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! معاشرے کے اندر ہر قسم کے ہر مزاج اور ہر عمر کے افراد زندگی بسر کرتے ہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی جگہ صرف ایک عمر کے افراد بستے ہوں، ان میں ہر ایک کے حقوق ہیں، اس وقت مجھے عمر رسیدہ لوگوں کی فضیلت کا تذکرہ کرنا ہے، جب انسان کی پیدائش ہوتی ہے اسوقت بالکل ہی لاچار ومجبور ہوتا ہے ہر ایک چیز میں اپنی ماں وغیرہ کا محتاج ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ قوت بڑھتی جاتی ہے اور انسان قومی وطاقتور بن جاتا ہے پھر کسی کی خدمت وغیرہ کا محتاج نہیں رہتا لیکن جیسے جیسے جوانی ڈھلتی ہے کمزوری بڑھتی جاتی ہے پھر ایک وقت وہ بھی آتا ہے جب آدمی بڑھاپے کی عمر کو

پہونچتا ہے اور ہر ہر چیز میں دوسروں کا محتاج ہوتا ہے، بچپن میں والدین بڑی محبت سے پرورش کرتے اور ہر طرح کی تکلیف وراحت برداشت کرلیتے ہیں مگر اولاد کی ذرّا بھی تکلیف گوارا نہیں کرتے، بسا اوقات تو مائیں راتوں رات اولاد کیلئے جاگتی رہتی ہیں، مگر یہی ماں باپ جب بڑھاپے کی عمر کو پہونچ جاتے ہیں اور خدمت کے محتاج ہوتے ہیں تو اولاد اس طرح کی خدمت نہیں کرتے جس طرح ماں باپ نے اپنی اولاد کی پرورش کی تھی، اسی لئے شریعت نے والدین کی خدمت واطاعت کو بہت ضروری قرار دیا خصوصاً جب بڑھاپے کی عمر کو پہونچ جائیں تو ان کو اف تک بھی نہ کہو ان کی راحت وآرام کا بھی خوب خیال رکھو اور اس کیلئے بڑی فضیلتیں بھی وارد ہوئی ہیں والدین کی خدمت تو بہت اہم ہوتی ہے ہر ایک عمر رسیدہ کی خدمت اور اس کا ادب واحترام باعث ثواب ہے۔

عمر رسیدہ خدائی قیدی ہیں

بیہقی نے کتاب الزہد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اسلام میں چالیس سال کی عمر کو پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ اس سے جنون اور جذام اور برص کو رفع کردیتا ہے پھر جب پچاس سال کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب نرم فرمادیں گے، پھر جب ساٹھ سال کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں اور آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر جب اسّی سال کو پہنچتا ہے تو اللہ اس کے حسنات کو قبول فرمالیتے ہیں اور اس کی سیئات کو معاف فرمادیتے ہیں، پھر جب نوّے سال کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتے ہیں اور اس کا نام خدائی قیدی ہوجاتا ہے اور اس کے اہل کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (سنن بیہقی)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث کے رجال ثقات ہیں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِکْرَامُ ذِی الشَّیبۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ وَالْجَافِیْ عَنْہُ، وَاِکْرَامُ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ (الادب المفرد ۱۲۹ حدیث نمبر ۳۵۹) اللہ کی عظمت واحترام کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان عمر رسیدہ شخص کا اکرام کیا جائے اور اس قرآن کے حامل وحافظ کا جو اس میں غلو نہ کرنے والا ہو اور نہ اس کو چھوڑنے والا اور عادل بادشاہ کا۔

جس شخص نے عمر رسیدہ کی عزت کی اس کا بدلہ یہ ہے کہ بڑھاپے میں اس کی بھی عزت کی جائے گی۔ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَکْرَمَ شَابٌّ شَیْخًا لِسِنِّہٖ اِلَّا قَیَّضَ اللّٰہُ لَہٗ مَنْ یُکْرِمُہٗ عِنْدَ سِنِّہٖ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نوجوان کسی بوڑھے کی عزت کریگا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے شخص کو مامور کرے گا جو اس کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرے۔

جو شخص اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے بوڑھا ہوجائے اور اس کے بال سفید ہوجائیں، اسکو اللہ قیامت میں ایک نور عطا فرمائے گا۔ یہ اسکی عظمت وبرائی کی علامت ہوگی جس کی وجہ سے وہ عام لوگوں میں ممتاز ہوگا۔ عَنْ کَعْبِ بْنِ مُرَّۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ شَابَ شَیْبَۃً فِی الْاِسْلَامِ کَانَتْ لَہٗ نُوْرًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (سنن ابوداود، سنن الترمذی) حضرت کعب بن مرہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو نوجوان اسلام میں بوڑھا ہوگیا اس کیلئے قیامت کے دن نور ہوگا۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بوڑھے شخص کیلئے ایک سفید بال کے بدلہ ایک نیکی عطا کرے گا اور ایک گناہ مٹائے گا۔ کَتَبَ اللّٰہُ بِھَا حَسَنَۃً وَحَطَّ عَنْہُ بِھَا خَطِیْئَۃً الاصحاب السنن بلفظ ابی داؤد" ۱۰

عمر رسیدہ احترام کا زیادہ مستحق

سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے پہلے لوگوں کے بال سفید نہیں ہوا کرتے تھے سب سے پہلے انہیں کے بال سفید ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا اللہ یہ کیا ہے کہ میرے بال سفید ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تو وقار ہے، تو ابراہیم علیہ السلام نے درخواست کی یا اللہ میرا وقار بڑھا دیجئے۔ جس آدمی کی داڑھی اور سر کے بال سفید ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دینے سے شرم کرتے ہیں معاشرے و خاندان میں بھی لوگ ایسے شخص کی عزت کرتے ہیں، اس کا ادب واحترام کرتے ہیں۔ چونکہ عمر کا ایک طویل عرصہ گذار چکا ہوتا ہے اس لئے تجربات بھی ہوتے ہیں، طاقت وقوت مضمحل ہو جانے کی وجہ سے گناہ کے امکانات بھی کم رہتے ہیں، اس لئے بھی وہ عزت کا مستحق ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے، چھوٹا ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، وہ ہم میں سے نہیں، بڑوں کی عزت وتوقیر کرنا چاہیے، جب ہم اپنے بڑوں کی عزت کریں گے تو لوگ بھی ہماری عزت کریں گے، آج ہم میں سے اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ اپنے گھر کے ہی جو بڑے بوڑھے ہیں انہیں کی عزت واحترام کا کوئی پاس ولحاظ نہیں کرتے جبکہ کوئی بھی مسلمان عمر رسیدہ ملے اس کی عزت کریں خواہ کہیں کا بھی ہو، اگر وہ ضرورت مند ہے تو حسب استطاعت اس کی ضروریات کا بھی خیال رکھیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

جھوٹ کی قسمیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات! اخلاقی گراوٹ انسانی اقتدار کو لے ڈوبتی ہے اور جس کے اخلاق صحیح ہوتے ہیں وہی معاشرے کے اندر اچھا انسان کہلاتا ہے، ایک اہم شئی جس کو لوگ کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ بہت سے لوگوں کا تکیۂ کلام ہوا کرتا ہے اور عورتیں بھی مردوں سے کم نہیں بلکہ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتی ہیں وہ ہے جھوٹ، جس کے اندر ہر خاص وعام پڑھا لکھا ان پڑھ مرد وعورت عموماً سبھی لوگ ملوث ہیں۔

جھوٹ کی بہت سے اقسام ہیں مثلاً مجبوراً بولا جانے والا جھوٹ، زبردستی بولا جانے والا جھوٹ، جان بوجھ کر بولا جانے والا جھوٹ اس کے علاوہ سفید اور کالا جھوٹ بھی اس کی مشہور اقسام ہیں، اس لئے ہم میں سے اکثر لوگ جھوٹ کی ان

اقسام کا استعمال کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں، ویسے تو ہم اپنی روز مرہ زندگی میں بہت جھوٹ بولتے ہی رہتے ہیں، لیکن ہماری زندگی سے منسوب کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جن کے متعلق سچ بولنا پسند نہیں کیا جاتا، جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے، سب سے بڑا جھوٹ تو یہی ہے لیکن وہ زیادہ دیر تک اس پر عمل نہیں کر پاتے۔

تحفہ پر جھوٹ

تحائف'' جنہیں وصول کرنے کے بعد ہمیں ہر حال میں تحفہ دینے والے کا شکریہ ادا کرنا پڑتا ہے اور تحفہ چاہے کتنا ہی برا کیوں نہ ہو، ہمیشہ مسکراتے ہوئے جبراً کہنا ہی پڑتا ہے کہ ہمیں وہ تحفہ بے حد پسند آیا، جھوٹ کی عادت تو ہمیں بچپن ہی سے ورثے میں مل جاتی ہے جب والدین بچوں کو سکھاتے ہیں کہ جب کوئی تحفہ دے تو شکریہ کے ساتھ تحفے کی تعریف بھی ضرور کرنی چاہئے۔

عزیز یا دوست کی جھوٹی تعریف

اس کے بعد ایک اور جھوٹ اس صورتحال میں بولنا پڑتا ہے جب آپ کو کسی رشتہ دار یا دوست کی چھوٹی تعریف کرنی ہوتی ہے کیونکہ اگر ایسا نہیں کرتے تو شاید تعلقات میں خرابی پیدا ہوسکتی ہے، اس لئے آپ کو مسکراتے ہوئے یہ جھوٹ بھی بولنا ہی پڑتا ہے۔آپ بہت خوبصورت لگ رہے یا لگ رہی ہیں لیکن یہ جھوٹ آپ کے رشتے یا دوستی کو بچانے کے لئے بیحد ضروری ہے۔

سفید جھوٹ

جھوٹ کی ایک قسم سفید جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ اس وقت بولا جاتا ہے، جب کوئی بہت مصیبت میں پھنس جائے، ایسے موقع پر اس جھوٹ کا استعمال کر کے سچ کو

توڑ مروڑ کر پیش کر دیا جاتا ہے اور خود کو بے قصور ثابت کرنے کیلئے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کام میں نے نہیں کیا۔ یہ عادت بچپن سے انسان کی فطرت میں شامل ہو جاتی ہے، لیکن اگر اس عادت پر جلدی قابو نہ پایا جائے تو عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ یہ عادت بھی پختہ ہو جاتی ہے۔

موٹاپا کمزور کو جھوٹ بتانا

اکثر لوگ جو بہت موٹے ہوتے ہیں یا پھر کمزور تو آپ انہیں وزن کم کرنے کا مشورہ دینے کے بجائے یہ جھوٹ بول دیتے ہیں، تسلی دینے کے لئے کہ وہ بالکل صحیح ہیں، انہیں اس سلسلے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں، اس جھوٹ کی بجائے سچ بھی تو بولا جا سکتا ہے، لیکن ایسا کہنا باعث شرم سمجھا جاتا ہے۔

ملازمت اور انٹرویو پر جھوٹ

جو افراد ملازمت کے لئے کوئی انٹرویو دینے جاتے ہیں، ان سے پوچھا جائے کہ وہ کتنی تنخواہ پر کام کرنا چاہتے ہیں تو وہ اکثر جھوٹ بول دیتے ہیں اور بہت زیادہ تنخواہ کی ڈیمانڈ کر دیتے ہیں حالانکہ انہیں چاہیے کہ وہ صرف اتنی ہی تنخواہ کا تقاضا کریں جتنی تنخواہ کو وہ اپنے کام کے لحاظ سے اپنا حق سمجھتے ہوں۔

والدین کا بچوں سے جھوٹ

اکثر والدین بچوں کو رات کو سلانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ سو جاؤ ورنہ جن آجائے گا۔ یہ جھوٹ بول کر والدین بچے کی شخصیت کو تباہ کر دیتے ہیں کیونکہ ان کے اس جھوٹ کی وجہ سے بچہ تا حیات اس ڈر سے چھٹکارہ نہیں پا سکتا۔

دلہنوں سے جھوٹ

دلہنوں سے جھوٹ بولنا تو بیحد ضروری سمجھا جاتا ہے کیونکہ کسی بھی لڑکی کے لئے یہ دن بہت معنی رکھتا ہے، ایسے موقع پر اسے یہ کہا کہ وہ اچھی نہیں لگ رہی، اس کی دل آزاری نہیں کرنی چاہئے۔

خواتین کا شاپنگ کے وقت جھوٹ

خواتین کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جب بھی بازار خریداری کرنے جاتی ہیں تو گھر آ کر کبھی یہ سچ نہیں بتاتیں کہ انہوں نے خریداری پر کتنی رقم خرچ کی۔

جھوٹا شخص ہر گناہ کر سکتا ہے

بہت سے موقعوں پر انسان جھوٹ بولتا ہے کبھی اپنے عیوب کو چھپانے کے لئے کبھی دوسروں پر اپنی قوت جتانے کے لئے کبھی کسی کے ڈر اور خوف کیوجہ سے کبھی مال وغیرہ کی لالچ میں وغیرہ وغیرہ جھوٹ بہت سے گناہوں کی جڑ اور بنیاد ہے اس لئے کہ جو انسان جھوٹ بول سکتا ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے کیونکہ ہر گناہ کر لینے کے بعد کہے گا میں نے کچھ بھی نہیں کیا خاص کر عورتوں کے اندر جھوٹ بولنے کی صفت مردوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہے شریعت نے چند مواقع میں جھوٹ کی اجازت دی ہے آدمی دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لئے جنگ کے وقت میں جان کا خوف ہو اس لئے انسان کو بلا ضرورت شدیدہ جھوٹ سے گریز کرنا چاہیے۔

مومن اور منافق کی علامت

ایک اہم مسئلہ ہے کہ جس کی جھوٹ بولنے کی لت پڑ چکی ہے وہ کیسے، اس کو چھڑائے تو اس کا صرف ایک ہی علاج ہے وہ خوف خدا ہے جب اللہ کا ڈر دل میں پیدا ہو جائے اسی وقت گناہوں سے چھٹکارا مل سکتا ہے اور جھوٹ جیسی گندی عادت سے بچا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف صاف فرما دیا۔ اِلَّا لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ کان کھول کر سن لیجئے اللہ کی لعنت ہو جھوٹ بولنے والوں پر، لعنت کے معنی رحمت خداوندی سے دور ہونے کے آتے ہیں اس لئے جو بھی مرد یا عورت جھوٹ بولتے ہیں وہ اللہ کی رحمت سے دور ہوتے ہیں حدیث شریف میں آتا ہے۔ اَلْمُؤْمِنُ لَا یَکْذِبُ مومن جھوٹ نہیں بولتا گویا زبان نبوت سے شہادت دی کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ سچا ہوتا ہے۔ جھوٹ جیسی بری عادت اس کے اندر نہیں پائی جاتی ہے۔ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، اور اس کے بالمقابل مومن کی یہ نشانی بتلائی گئی اَلْمُؤْمِنُ اِذَا وَعَدَ وَفَا جب مومن وعدہ کرتا ہے تو اس کو پورا کرتا ہے۔ اب ہم غور کر سکتے ہیں کہ ہمارے اندر مومن کی علامت پائی جاتی ہے یا منافق کی اگر خدانخواستہ منافق جیسی علامت ہمارے اندر ہے تو اس کو پورے طور پر چھوڑ دیں اور مومن کی صفات اپنے اندر پیدا کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

پردے کا فلسفہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! پردے کی اہمیت و ضرورت سے آج کون ناواقف ہے اس دور میں جبکہ برائیاں عام ہوتی جارہی ہیں، مختلف قسم کے الات واسباب آئے دن ایجاد ہورہے ہیں، جو گناہوں کی اشاعت وتبلیغ کا ناپاک فریضہ انجام دے رہے ہیں جس کی وجہ سے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ان میں ملوث ہورہے ہیں اس طرح اسلامی احکامات کی افادیت ان کے ذہن ودماغ سے نکلتی جارہی ہے اور آزادانہ ماحول کی وجہ سے عریانیت وفحاشیت کی ساری حدوں کو عبور کرتے ہیں، اگر ان کے اسباب پر غور کریں تو معلوم ہوگا سب سے بڑی وجہ عورتوں بالخصوص نوجوان دوشیزاؤں میں بے پردگی کا بڑھتا ہوا رجحان ہے۔اور مغرب معاشرے کی آوارہ تہذیب کی تقلید وپیروی مغربی ممالک میں فحاشیت وعریانیت کا رجحان اس قدر تیزی سے بڑھ رہا ہے کہ عورتوں کا غیر مردوں سے اور مردوں کا غیر

عورتوں سے اختلاط اور جنسی خواہش کی تکمیل کوئی عیب اور گناہ نہیں رہا اور مغرب اسی کی ترویج واشاعت اور دوسرے ممالک کو بھی گندے ماحول میں لانا چاہتا ہے۔

بے پردگی کے نقصانات

بیشک عصر حاضر میں جس کو بعض لوگوں نے عریانی اور جنسی آزادی کا زمانہ قرار دیا ہے اور مغرب نواز لوگوں نے اس کو عورتوں کی آزادی کا ایک حصہ قرار دیا ہے لہٰذا ایسے لوگ پردہ کی باتوں کو سن کر منھ بناتے ہیں اور پردہ کو گزشتہ زمانہ کا ایک افسانہ شمار کرتے ہیں۔لیکن اس آزادی اور بے راہ روی سے جس قدر فسادات اور برائیاں بڑھتی جارہی ہیں اتنا ہی پردہ کی باتوں پر توجہ کی جارہی ہے، البتہ اسلامی اور مذہبی معاشرہ میں بہت سے مسائل حل ہوچکے ہیں اور بہت سے سوالات کا اطمینان بخش جواب دیا جاچکا ہے، لیکن چونکہ یہ مسئلہ بہت اہم ہے لہٰذا اس مسئلہ پر مزید بحث وگفتگو کی ضرورت ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عورتیں اپنے جسم کے مختلف اعضاء کی نمائش کے ایک بے انتہا مقابلہ میں جوانوں کی شہوتوں کو بھڑکائیں اور آلودہ مردوں کی ہوس کا شکار بنیں یا یہ مسائل شوہروں سے متعلق ہیں؟ اسلام میں دوسری قسم کا طرف دار ہے، اور حجاب کو اسی لئے قرار دیا ہے، حالانکہ مغربی ممالک اور مغرب نواز لوگ پہلے نظریہ کے قائل ہیں، اسلام کہتا ہے کہ جنسی لذت، دیکھنے، سننے اور چھونے کی لذت شوہر سے مخصوص ہے اس کے علاوہ دوسرے کیلئے گناہ آلودگی اور معاشرہ کے لئے ناپاکی کا سبب ہے۔

فلسفہ حجاب کوئی مخفی اور پوشیدہ چیز نہیں ہے کیونکہ

● بے پردہ عورتیں معمولی بناؤ سنگار اور دیگر زرق وبرق کے ذریعہ جوانوں کے جذبات کو ابھارتی ہیں جس سے ان کے احساسات بھڑک اٹھتے ہیں، اور بعض

اوقات نفسیاتی امراض پیدا ہوجاتے ہیں،انسان کے احساسات کتنے ہیجان آور وزن کو برداشت کر سکتے ہیں؟ کیا نفسیاتی ڈاکٹر یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہمیشہ انسان میں ہیجان سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔خصوصاً جب یہ بھی معلوم ہو کہ جنسی غریزہ انسان کی سب سے بنیادی فطرت ہوتی ہے جس کی بنا پر تاریخ میں ایسے متعدد خطرناک حوادث اور واقعات ملتے ہیں جس کی بینادیہی چیز تھی، یہاں تک بعض لوگوں کا کہنا ہے کوئی بھی اہم واقعہ نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس میں عورت کا ہاتھ ضرور ہوگا۔ہمیشہ بازاروں اور گلی کوچوں میں عریاں پھر کر احساسات کو بھڑکانا، کیا آگ سے کھیلنا نہیں ہے؟اور کیا یہ کام عقلمندی ہے؟ اسلام تو یہ چاہتا ہے کہ مسلمان مرد اور عورت چین وسکون کیساتھ زندگی بسر کریں اوران کی آنکھیں اور کان غلط کاموں سے محفوظ رہیں اوراس لحاظ سے مطمئن طور پر زندگی بسر کریں، پردہ کا ایک فلسفہ یہ بھی ہے۔

عورتوں پر کمانے کی کوئی ذمہ داری نہیں

عورت کو چین وسکون اسی وقت نصیب ہوسکتا ہے جبکہ اسکو آزاد ماحول سے دور رکھ کر اسلامی ماحول عطا کیا جائے۔ مساوات کا نعرہ بلند کرکے اور آزادی نسواں کی آواز لگا کر عورتوں کو تباہی و بربادی کے دلدل میں پھنسا کر رکھ دیا ہے۔ اوراب دیکھنے میں آرہا ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں عورتیں بھی مردوں کے شانہ بشانہ چلتی ہوئی نظر آرہی ہیں آفسوں میں دکانوں میں بازاروں میں چھوٹی سے چھوٹی نوکری ہو یا بڑی سے بڑی نوکری اور ملازمت بہر حال ہر جگہ عورتیں ہی نظر آرہی ہیں جبکہ اسلام نے عورتوں کو گھر کی چہار دیواری کے اندر رہنے کا حکم دیا اور بلا ضرورت باہر نکلنے سے منع کیا عورت گھر کے اندر رہ کر بہت سے عظیم کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔اسلام نے عورتوں کو کمانے اور بیرونی کام کاج کی ذمہ داری نہیں ڈالی عورت کو

بہر صورت کمانے اور بچوں پر خرچ کرنے کی ذمہ داری سے مستغنی رکھا،شادی سے پہلے لڑکیوں کی پوری ذمہ داری باپ کے سر ڈالدی،شادی کے بعد شوہر کے ذمہ نان نفقہ رکھدیا اور بیوہ یا مطلقہ ہونے کی صورت میں باپ کے ذمہ اوراگر باپ نہیں تو بھائیوں کے ذمہ کردیا، گویا اسلام نے عورتوں کو بہت بڑا مقام ومرتبہ عطا کیا۔

شوہر کی اطاعت عورت کی اہم ذمہ داریاں

پردے کے مخالفین اور عورتوں کے لئے حجاب کو شجرہ ممنوعہ قرار دینے والے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ کس طرح مسلم خواتین نے پردے میں رہ کر اور اسلامی شعائر کو مضبوطی سے اپنائے ہوئے اہم کارنامے انجام دیئے۔ایک عورت کی اہم ذمہ داری شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری اور بچوں کی پرورش ہے،جن لوگوں نے ترقیاں کیں اور بڑے مقام ومرتبہ سے سرفراز ہوئے اگر ان کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کی کردار سازی میں ان کی ماؤں کا اہم رول ہے۔ اور جب عورتیں اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرے گی تو یہی اولاد والدین کے ضعیف العمری میں انکی خدمت کرتے ہیں اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری کو اپنے لئے سرمایہ سعادت سمجھتے ہیں مغربی ممالک میں اس کا تصور اور وہم وگمان بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اولاد بوڑھے والدین کی خدمت کریں گے بلکہ جیسے ہی عمر زیادہ ہوئی اولاد گھر سے باہر نکالدیتی ہے اور جس گھر کو والدین اپنی محنت کی کمائی سے تعمیر کیا تھا زندگی کے آخری ایام میں ان گھروں میں نہیں گذار سکتے یہ نتیجہ ہوتا ہے آزادروش اور اولاد پر خاص توجہ نہ کرنے کا۔

بہر حال پردہ بہت ضروری ہے اسی سے معاشرے کی اصلاح ہوسکتی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

حضور اکرم ﷺ کے نواسوں کی سخاوت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ہماری جان اور ہمارا مال اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اللہ رب العزت جہاں خرچ کرنے کا حکم کریں ہمیں وہاں خرچ کرنے میں دریغ نہ کرنا چاہیے، انسان دنیا کو خواہ کتنا ہی کیوں نہ جمع کرلے مگر اس کے کام وہی آسکتا ہے جو اللہ کے راستہ میں خرچ کردیا، جو جمع کرکے چلا جائے گا وہ تو ویسے ہی رہ جائیگا آخرت میں اسکا بھی حساب دینا پڑے گا اسلئے مال کو جمع کرکے رکھنے کے بجائے اس کو کثرت سے خرچ کرنا چاہیے اس لئے کہ جتنا زیادہ خرچ کریں گے اتنا زیادہ اسمیں بڑھوتری ہوگی، اور آخرت میں جو کچھ ثواب ملنا ہے

وہ تو ملے گا ہی۔ مولانا روم فرماتے ہیں جو ایک حدیث کا ترجمہ ہے۔ ’’گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند‘‘۔ ’’دو فرشتہ خوش منادی می کنند۔ کہ اے خدایا منفقان را سیر دار‘‘۔ ’’ہر درم شاں را دہ صد ہزار‘‘۔ پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ دو فرشتے برابر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ خرچ کرنیوالوں کو آسودہ رکھ اور ہر ہر درہم کے بدلہ ایک لاکھ درہم عطا فرما، کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے دولت جیسی عظیم نعمت سے نوازا ہے اور خرچ کرنے کی توفیق بھی دی ہے۔ جن کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں اور جس کے لئے فرشتے دعائیں کریں کیا اس کے مال میں کبھی کمی ہوسکتی ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی مال کمایا مگر اس سے دل نہیں لگایا بلکہ غریبوں محتاجوں اور اعزہ واقرباء پر کثرت سے خرچ کیا۔

بڑے نفع کا سودا

ابوالحسن مدائنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت حسن، حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ حج کیلئے تشریف لے جارہے تھے، راستے میں ان کے سامان ان سے جدا ہوگئے، یہ بھوکے پیاسے چل رہے تھے ایک خیمہ پر ان کا گذر ہوا۔ اس میں ایک بوڑھی عورت تھی، ان حضرات نے اس سے پوچھا کہ ہمارے پینے کو کوئی چیز (پانی، دودھ، لسی وغیرہ) تمہارے پاس موجود ہے، اس نے کہا ہے، یہ لوگ اپنی اونٹنیوں پر سے اترے، اس بڑھیا کے پاس ایک بہت معمولی سی بکری تھی، اس کی طرف اشارہ کرکے اس نے کہا کہ اس کا دودھ نکال لو اور اس کو تھوڑا تھوڑا پی لو ان حضرات نے اس کا دودھ نکالا اور پی لیا۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کوئی چیز کھانے کی بھی ہے؟ اس بڑھیا نے کہا کہ یہی بکری ہے، اس کو تم میں سے کوئی ذبح کرلے تو میں پکادوں گی، انہوں نے اس کو ذبح کیا، اس نے پکایا، یہ حضرات کھا پی کر جب شام کو چلنے لگے تو

انہوں نے اس بڑھیا سے کہا کہ ہم ہاشمی لوگ ہیں، اس وقت حج کے ارادے سے جارہے ہیں، اگر ہم زندہ سلامت واپس مدینہ پہنچ جائیں تو تو ہمارے پاس آنا، تیرے اس احسان کا بدلہ دیں گے۔

یہ حضرات تو فرما کر چلے گئے، شام کو جب اس کا خاوند کہیں جنگل وغیرہ سے آیا تو اس بڑھیا نے ہاشمی لوگوں کا قصہ سنایا، وہ بہت خفاء ہوا کہ تو نے اجنبی لوگوں کے واسطے بکری ذبح کرڈالی، معلوم نہیں کون تھے کون نہیں تھے؟ تو کہتی ہیں ہاشمی تھے، غرض وہ خفاء ہوکر چپ ہوگیا، کچھ زمانہ کے بعد ان دونوں میاں بیوی کو غربت نے جب بہت زیادہ ستایا تو یہ محنت مزدوری کی نیت سے مدینہ منورہ گئے، دن بھر مینگنیاں چگا کرتے اور ان کو بیچ کر گذر کیا کرتے، ایک دن بڑھیا مینگنیاں چگ رہی تھی، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے دروازے کے آگے تشریف رکھتے تھے، یہ جب وہاں سے گذری تو اس کو دیکھ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کو پہچان لیا اور اپنے غلام کو بھیج کر اس کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ اللہ کی بندی تو مجھے پہچانتی بھی ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے تو نہیں پہچانا، آپ نے فرمایا کہ میں تیرا وہی مہمان ہوں، دودھ اور بکری والا، بڑھیا نے پھر بھی نہ پہچانا اور کہا، کیا خدا کی قسم تم وہی ہو؟ حضرت حسن نے فرمایا جی ہاں! میں وہی ہوں، اور یہ فرما کر آپ نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کے لئے ایک ہزار بکریاں خرید دی جائیں۔ چنانچہ فوراً خریدی گئیں اور ان بکریوں کے علاوہ ایک ہزار دینار نقد بھی عطا فرمائے اور اپنے غلام کے ساتھ اس بڑھیا کو چھوٹے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کہ بھائی نے کیا بدلہ عطا فرمایا؟ اس نے کہا کہ ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار دیئے ہیں، یہ سن کر اتنی ہی مقدار دونوں چیزوں کی حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عطا فرمائی، اس کے بعد اس کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، انہوں نے تحقیق فرمایا

کہ ان دونوں حضرات نے کیا کیا مرحمت فرمایا ہے اور جب معلوم ہوا کہ یہ مقدار ہے تو انہوں نے دو ہزار دینار عطا فرمائے، اور یہ فرمایا کہ اگر تو پہلے مجھ سے مل لیتی تو میں اس سے بہت زیادہ دیتا۔ یہ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار دینار لے کر خاوند کے پاس پہنچی کہ یہ اس ضعیف اور کمزور بکری کا بدلہ ہے۔ کیا اتنی عظیم سخاوت کی کہیں مثال مل سکتی ہے؟ یہ سب خاندان نبوت کے چشم و چراغ تھے جنہوں نے اپنے اعمال و کردار سے ہم کو بہت کچھ درس دیا۔

ایک کا بدلہ دس

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک چادر فروخت کرنے کیلئے دی تاکہ اس سے غلہ وغیرہ لے کر آئیں چونکہ کئی روز سے فاقہ چل رہا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ چادر چھ درہم میں فروخت کی، وہ پیسے لیکر چلے کہ کوئی چیز خریدیں، راستہ میں ایک سائل نے سوال کرلیا تو انہوں نے وہ چھ درہم اس شخص کو دیدیے، پھر خالی ہاتھ گھر واپس لوٹ رہے تھے تو راستہ میں ایک صاحب اونٹنی لیکر آئے اور کہنے لگے کہ یہ اونٹنی خریدلو چھ درہم اسکی قیمت ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس پیسے نہیں تو بیچنے والے نے کہا کہ کوئی بات نہیں پیسے بعد میں دو حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ اونٹنی لے کر چلے، آگے ایک صاحب ملے انہوں نے کہا اونٹنی مجھے بیچ دو ساٹھ درہم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ساٹھ درہم میں بیچ کر چھ درہم اونٹنی جس سے خریدی تھی اسکو دیدیا اور باقی پیسے لیکر گھر گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسکا تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تھے جنہوں نے آپ کیساتھ معاملہ کیا۔

جنت کے نوجوانوں کے سردار

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر اپنی جان کی بھی سخاوت کردی مگر اسلام پر آنچ نہ آنے دیا اور بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے انکے حق میں خلافت سے دست بردار ہوکر سینکڑوں لوگوں کے گویا محافظ بنے نبی کریم ﷺ کو اپنے ان دونوں نواسوں سے بڑی محبت تھی کبھی کاشانۂ مبارک پر سوار کراتے، بوسہ دیتے، اپنے سینہ مبارک پر لٹا لیتے، اور فرمایا کرتے تھے یہ دونوں جنت کی خوشبو ہیں، کبھی فرماتے حسن وحسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام کے نقشے قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عورتوں کی تعلیم اصل مقصد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ.

صدر جلسہ، قابل قدر معلمات، ماؤں اور بہنو! آج ہم تعلیم سے بہت دور ہوتے جارہے ہیں، معاشرے وخاندان میں جہالت پھیلتی جارہی ہیں اور جہالت ہی کیوجہ سے سینکڑوں برائیاں پنپ رہی ہیں، خواتین نمازوں سے دور ہوتی جارہی ہیں، نوجوان دوشیزاؤں میں بے پردگی کا رجحان عام ہوتا جارہا ہے، والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اوران کے حقوق کی بجا آوری کی بالکل فکر نہیں رہتی، اس لئے کہ والدین کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، قریب وبعید رشتہ داری کے حقوق کیا ہیں، ہم کو پتہ نہیں ہیں اور جب پتہ ہی نہیں ہے تو ان کی ادائیگی کی کیا فکر کریں، اور ہماری ماؤں اور بہنوں میں سدھار کیسے آئے گا، خاندان ومعاشرے کی اصلاح کیسے

ہوسکے گی اور دین کے کام صحیح طور پر ہم کیسے انجام دے سکتے ہیں، اس کیلئے ہم کو ضرورت ہے اسلامی علوم اور دینی تعلیم حاصل کرنیکی کیونکہ اس کے بغیر نہ ہمارے اندر سدھار آسکتا ہے اور نہ قوم ومعاشرے اور خاندان میں پھیلی ہوئی برائیوں پر کنٹرول ہوسکتا ہے، اور عورتوں کی اصلاح کیلئے خود عورتوں ہی کو آگے بڑھنا ہوگا، جب تک عورتیں علم دین حاصل کرکے دعوت وتبلیغ کے ذریعہ نئی نسل کی نوجوان دوشیزاؤں کی اصلاح نہیں کریں گی ان کو اسلامی تعلیم کی طرف توجہ نہیں دلائیں گی، اسوقت تک معاشرے کی اصلاح ہرگز نہیں ہوسکے گی، عصری علوم خواہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ حاصل کرلیں اس سے اخلاق میں سدھار نہیں آسکتا۔

مقصد تعلیم

تعلیم کا اصل مقصد انسان کی فطری صلاحیتوں کو مزین اور آراستہ کرنا اور اس کو نفع بخش بنانا ہے۔اس بنیاد پر تعلیم کی ضرورت ہر انسان کو خواہ وہ مرد ہو یا عوت، سرمایہ دار ہو یا تنگ دست، شہر کا باشندہ ہو یا گاؤں دیہات کا رہنے والا کسی کیلئے اس میں کوئی استثنا نہیں ہے۔اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم کے دو پہلو ہیں۔اول بنیادی تعلیم یعنی دین کے بنیادی عقائد، عبادت اور حلال وحرام کی تمیز کا علم، اس علم سے واقف ہونا ہر مسلمان مرد وعورت کیلئے لازمی قرار دیا گیا رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔اس سے مراد یہی بنیادی تعلیم ہے جس کی معرفت اور واقفیت ہر مسلمان پر واجب ہے۔خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا امی وناخواندہ، قلم ودوات سے آشنا ہو یا اس سے بے خبر، بولنے اور اپنا مافی الضمیر ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، یا گونگا بہرا، کمسن ہو یا بڑا، کم عقل ہو یا ذہین، غرض کسی کیلئے کوئی استثنا نہیں ہے، اس بنیادی تعلیم کیلئے ہر شخص کو اس کے مناسب حال مواقع

اور ذرائع فراہم کئے جاسکتے ہیں، تحریر، تقریر، وعظ وارشاد، مکتب ومدرسہ، قلم وکاغذ رمزواشارہ الغرض سارے ذرائع کا استعمال ممکن ہے۔عہد نبوی میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صحرا سے ایک بدو عورت کو پکڑ کر لائے۔وہ کوئی بات نہیں سمجھتی تھی۔صحابہ پریشان تھے آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس عورت نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی، آپ نے صحابہ سے فرمایا، اس کو جانے دو یہ ایمان والی ہے۔

تعلیم کا دوسرا پہلو وہ مروجہ تعلیم ہے جو آج ہماری بحث وگفتگو کا موضوع ہے یعنی کسی فن میں مہارت حاصل کرنا یا اس کی لازمی واقفیت رکھنا اس تعلیم کے تعلق سے اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس کا حصول عمدہ اور پسندیدہ ہے۔اسلام نے اس کی ترغیب دی ہے اور اس میں مردوزن کیلئے اپنے اپنے مناسب حال مواقع فراہم کئے ہیں لیکن، یہ تعلیم بنیادی تعلیم کے برابر کا درجہ نہیں رکھتی ہے اسی لئے معاشرہ کے کچھ افراد اگر کسی شعبہ زندگی کو بہتر طریقہ پر سنبھال لیں تو پورے معاشرے کی جانب سے یہ فریضہ ادا ہوجاتا ہے۔ارشاد خداوندی ہے، کہ کیوں نہیں ان کے فرقہ سے ایک جماعت تفقہ فی الدین کیلئے نکلتی، چنانچہ فریضہ دعوت وتبلیغ کی انجام دہی کے لئے تبحر فی الدین اور تفقہ فی الشرع کے حاملین کی ایک جماعت کو کافی سمجھا گیا اور اس علم کو معاشرے کے ہر فرد کے لئے لازم نہیں قرار دیا گیا اسی کو سقول ٹھہراتے ہوئے یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ اگر مسلم معاشرہ میں ایک معتد بہ تعداد علماء، واعظین، دانشوران، اصحاب قیادت وسیاست، اطبا، صنعت وحرفت کے ماہرین یا شعبہ ہائے حیات کے دوسرے پہلوؤں کے مخصصین کی موجود ہو تو پورے معاشرہ کی فلاح وترقی کی ضمانت لی جاسکتی ہے۔مروجہ تعلیم کے حصول میں معرکۃ الآراء بحث تفریق مردوزن کی ہے۔ہم کو یہ تسلیم کرنے میں کوئی جھجھک نہیں کہ خیرالقرون کے بعد بالخصوص مسلمانوں کے علمی عہد زوال میں عورتوں کو مروجہ تعلیم سے علاحدہ رکھا

گیا، یہی نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے یہاں بھی یہی تصور رائج تھا، یورپ کی نشاۃ نو کے بعد جو سماجی اور معاشرتی انقلاب پیدا ہوا اس نے اس جمود و تعطل کا خاتمہ کیا اور آج نہ صرف مسلم معاشرہ میں بلکہ دیگر ادیان ومذاہب کے ماننے والوں میں تعلیم نسواں کی اہمیت اور اس کا رواج یورپ کی اسی انگڑائی کا مرہون منت ہے۔

یورپ کی نشاۃ نو میں نصرانیت بلکہ پاپائیت کے ردعمل کا عنصر غالب تھا، تاریخ داں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ یورپ صدیوں کلیسا کی بے رحم زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور جب اس نے اس قید سے گلوخلاصی حاصل کی تو نہ صرف پاپائیت کو بلکہ مذہب کو بھی خیر باد کہا جس کا لازمی نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ اہل یورپ کے دانشور اپنے مذہبی اور اخلاقی قدروں میں توازن برقرار نہ رکھ سکے، تعلیم کے میدان میں بھی اس عدم توازن کا مظہر نمایاں طور پر سامنے آیا۔ یورپ نے تعلیم نسواں کا جو ڈھانچہ مرتب کیا اس میں مرد اور عورت کا جسمانی، نفسیاتی، عقلی، اور ذہنی فرق ملحوظ نہیں رکھا جس کا اثر یہ پڑا کہ ترقی کے اس دور میں عورت تاریک عہد کے مقابلہ میں بھی زیادہ مظلوم بن گئی۔

خدائے بزرگ و برتر نے اس جنس لطیف کو حمل، ولادت، رضاعت کی جو فطری ذمہ درای سونپی ہے اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، البتہ مساوات مرد وزن کے خوشنما نعرہ کے ذریعہ کسب معاش میں جو صرف مرد کی ذمہ داری ہے عورت کو بھی شریک کرلیا گیا، بالآخر یہ بوجھ تلے دب گئی۔

اسلامی نقطہ نظر سے مروجہ تعلیم غلط نہیں ہے، البتہ مرد اور عورت کیلئے یکساں نصاب اور نظام تعلیم کسی طرح مناسب نہیں ہے، کیوں کہ اس سے عدم توازن ہر حال میں پیدا ہوگا اور معاشرتی ابتری جسکے مظاہرے آئے دن دیکھنے میں آتے ہیں

لازماً پیدا ہوگی۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ آج کل چونکہ عورتیں تعلیم کی طرف زیادہ راغب ہیں اور مردوں میں راغبت کم پائی جاتی ہے اسلئے معاشرہ عدم توازن کا شکار ہے، دراصل مسئلہ یہ ہے کہ یوروپ سے برآمد نظام تعلیم نے عورت اور مرد کی جسمانی اور عقلی ہیت ترکیبی کو نظر انداز کیا ہے جس کا اثر معاشرہ پر پڑنا ناگزیر ہے۔

مردوں اور عورتوں کیلئے جداگانہ نظام تعلیم کیا ہو؟ اس کا اشارہ بھی ہم کو عہد نبوی اور خیر القرون کے مبارک عہد میں ملتا ہے، اسی کیساتھ مردوں اور عورتوں کے مزاج اور طبعی لیاقت کو مدنظر رکھ کر نصاب تعلیم مرتب کر سکتے ہیں۔ عہد نبوی میں ایک انصاریہ خاتون علاج ومعالجہ کرتی تھیں، نیز عورت کے مزاج میں جذبہ ہمدردی اور رحم دلی کا تقاضہ ہے کہ میڈیکل سائنس اور اس سے متعلق علوم وفنون کی تعلیم اس کو دی جاسکتی ہے، اسکے برعکس مرد کے اعصاب مضبوط اور قوی ہوتے ہیں فنون سپہ گری یعنی ملٹری سائنس، جہازرانی یا اس جیسے دوسرے اعصاب شکن فنون کی تعلیم صرف مردوں کے لئے موزوں ہے، ایک کلپنا چاؤلہ، یا ایک سنیتا کے خلا میں چلے جانے کو بطور نظیر پیش کرنا عورت پر اس کی فطری صلاحیت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ہے۔

مرد وعورت کی الگ الگ ذمہ داری

مرد اور عورت کی الگ الگ ذمہ داری ہے اور گھر کا سکون مرد وعورت میں تعلقات استوار اسی وقت ہوسکتے ہیں جبکہ ہر ایک اپنی ذمہ داری صحیح صحیح نبھائے۔ عورتوں کے ذمہ بھی شرعی اعتبار سے بہت سے کام ہیں، اس کی فطری کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے گھریلو ذمہ داریاں ہی کیا کم ہے، انہیں کو اگر صحیح طور پر انجام دے لے تو بہت بڑی بات ہے چہ جائیکہ اس کے اوپر کسب معاش کا بار گراں ڈالا جائے، اور اس کیلئے مشکل سے مشکل علوم وفنون سکھائے جائیں جو عورت کے مزاج کے

خلاف ہے۔ مغرب نے مساوات مردوزن کا جونعرہ بلند کیا ہے، اس سے عورتوں کو آزادی نہیں بلکہ غلامی کے طوق سلاسل میں ڈالا جارہا ہے، جس کے اندر بے حیائی، عریانیت، فحاشی وبدکاری، غرض ساری خرابیاں موجود ہیں۔ آج اسی کا نتیجہ ہے کہ عورتیں مشکلات کے اندر پھنسی ہوئی نظر آتی ہیں یہ اسی نعرہ مغرب کا نتیجہ ہے جس کے پیچھے ہماری مشرقی تہذیب وتمدن رکھنے والی عورتیں بھی بڑی تیزی کیساتھ لپک رہی ہیں اور اسلامی تعلیم کو پس پشت ڈال رہی ہیں۔ اگر زندگی امن وسکون اور آخرت میں راحت وآرام چاہتے ہیں تو اسلامی تعلیمات کو عام کریں اور اسلامی تعلیمات کے تقاضوں پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ مسلم دوشیزاؤں کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

زمانۂ جاہلیت میں سماج کی حالت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ.

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ .

میری مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان نعمت کا ذکر کیا ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قبل از نبوت کسی طرح آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اتحاد پیدا کردیا اور دلوں کو بالکل جوڑ دیا اور وہ سب کے سب جو کل تک ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے

حقیقی بھائی کی طرح ایک دوسرے کیلئے جان قربان کرنیوالے بن گئے، اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو جہنم کے گڑھے سے نکال کر بہشت بریں میں داخل کر دیا۔

قبل از نبوت آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ

دنیا جانتی ہے کہ نبوت و رسالت کے منصب پر آپ اس وقت فائز ہوئے جب آپ کی زندگی کا تقریباً دو تہائی حصہ گذر چکا تھا یعنی چالیس سال کے بعد چالیس سال تک معاشرہ میں ایک عام فرد کی حیثیت سے زندگی گذاری، لیکن، وہ چالیس سالہ زندگی کس طرح اور کس ماحول میں گذاری اس کو بیان کرنیکی ضرورت ہے تاکہ مردہ دلوں میں زندگی کے آثار پیدا ہوں، ہدایت کی راہیں کھلیں، کہ جس انسان کی نبوت سے قبل کی زندگی اتنی صاف اور پاکیزہ ہے جب وحی الٰہی نے اس کی رہنمائی اور تربیت کی ہوگی تو اسے کیا کچھ نہ بنا دیا ہوگا۔ سینکڑوں ہزاروں برائیوں سے معاشرہ پر ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے اپنے دامن کو پاک وصاف رکھا، زندگی کے ہر شعبہ میں حضور نبی کریم ﷺ نے صداقت وسچائی اور امانت و دیانت سے کام لیا اور ہزار دشمنی کے باوجود کفار مکہ کو آپ ﷺ کی صداقت وسچائی اور امانت و دیانت پر انگشت نمائی کا موقع نہ ملا۔ دشمنان اسلام بھی آپ علیہ السلام کی امانت و دیانت پر اتنا مطمئن تھے کہ دشمنی کے باوجود اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھواتے تھے، تاریخ اسکی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ پیغمبر اسلام جیسا صداقت وامانت کا پیکر انسان روئے زمیں نے نہ کبھی دیکھا اور نہ دیکھ سکتی ہے۔ سچ پوچھئے تو آپ ﷺ پر ایمان لانے کیلئے صرف یہی چیز کافی ہے کہ ایسے ماحول میں رہنے کے باوجود جہاں برائی کو برائی تصور نہ کیا جاتا ہو، قتل وغارت کو پیشہ بنالیا گیا ہو، ایسے ماحول میں اپنے کو کوئی ہر گناہ سے بچا کر لوگوں کے سامنے پیش کر دے۔

یہ تھا زمانہ جاہلیت

تاریخ وسیرت کی کتابوں میں اسے ''زمانہ جاہلیت سے'' تعبیر کرتے ہیں، ان کی اخلاقی حالت اس قدر پست تھی کہ دنیا کی کون سی ایسی برائی تھی جو ان کے یہاں عروج پر نہ رہی ہو، قتل وغارت گری، مسافروں کو مارنا، قافلوں کو لوٹنا، ان کا محبوب مشغلہ تھا، شراب نوشی، بازاری عورتوں سے پیشہ کرانا، جس کو آج کی دنیا میں قحبہ خانوں اور چکلہ خانوں سے موسوم کرتے ہیں ان کے یہاں حصول دولت کا مہذب پیشہ تھا، عورتوں کی کوئی قیمت نہ تھی، شوہر کے مرنے کے بعد اس کا کوئی قریبی رشتہ دار اس پر اپنی چادر ڈال دیتا اور چار ونا چار وہ اس کی بیوی بن جاتی، محرم اور غیر محرم سے شادی کا کوئی آئین نہیں تھا، ایک مرد جس سے چاہے اور جتنی چاہے شادیاں کر سکتا تھا، حد تو یہ تھی کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا اپنی حقیقی ماں کو چھوڑ کر تمام سوتیلی ماؤں کو اپنی بیوی بنالیتا، لڑکی کی پیدائش ان کے یہاں تک وعار تھی اس لیے اسے زندہ دفن کر دیتے تھے، اور یہ نہایت شریفانہ فعل تصور کیا جاتا، زنا کاری اور بدکاری بالکل عام اور قطعاً غیر معیوب تھی، بلکہ بھری محفلوں میں بے خوف وخطر مزے لے لے کر اس کو بیان کرتے، چنانچہ امراؤالقیس جو بہت بڑا شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ شہزادہ بھی تھا اس کا اپنی پھوپھی زاد بہن سے غلط تعلق تھا، وہ اس بدکاری کو اپنے قصیدوں میں خوب مزے لے لے کر بیان کرتا تھا اور حد تو یہ ہے کہ اس کو کعبۃ اللہ پر آویزاں کرتا تھا۔

آزاد عورتوں کو زبردستی باندی اور مردوں کو غلام بنانا اور جانوروں کی طرح ان کی بیع وشراء کرنا ان کی بہترین تجارت تھی، ایک باندی سے کئی لوگ بدکاری کرتے اور پھر اس سے اولاد ہوتی، ہر ایک حقیقی اولاد مان کر اس کا دعویدار ہوتا، اور

بعض دفعہ یہی بات آپس میں لڑائی کا باعث بن جاتی، عورتیں اپنے جسم کے مخفی سے مخفی حصہ کو بنا سنوار کر مجمع عام میں بلا کسی شرم وحیا کے پیش کر کے لوگوں کو راغب کرتیں، ان کے اکثر اسباب معیشت کا دارومدار تجارتی قافلوں کی لوٹ مار پر تھا، ذرا ذرا سی بات پر سالوں لڑائیاں چلتیں اور لڑائیوں میں لوگوں کو زندہ جلا دینا، حاملہ عورتوں کا پیٹ چاک کر کے حمل کو ضائع کر دینا، معصوم بچوں کو قتل کر دینا، ان کی زندگی کا ایک معمولی کھیل تھا، انتقام اور کینہ پروری اس درجہ تھی کہ نسلوں پہلے کے واقعات کا بدلہ لیا جاتا، کھانے پینے کے معاملہ میں کسی چیز سے پرہیز نہیں تھا، بھوک اور قحط کے دنوں میں جانوروں کے خون پی جاتے، زندہ جانور کا گوشت کاٹ کر کھا جاتے، مردار کھاتے غرضیکہ کسی چیز سے پرہیز نہیں تھا، جبکہ جانور بھی اپنی نوع کی مالوفات کے سوا کسی دوسری چیز کو نہیں کھاتے، بلی کبھی گھاس نہیں کھاتی، گھوڑا کبھی گوشت نہیں کھاتا، ان کے اخلاق کی صحیح منظر کشی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے اپنی اس تقریر میں کی ہے جو انہوں نے شاہ حبشہ اصحمہ (نجاشی) کے دربار میں کی تھی، انہوں نے کہا: اے بادشاہ ہم جاہلیت میں غوطے کھا رہے تھے، بتوں کی پرستش کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، برائیوں میں لت پت تھے، رشتوں کو توڑتے تھے، پڑوسیوں کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے، ہمسایوں کے لیے صرف دکھ اور رنج تھے، طاقت والے کمزوروں کو نیست ونابود کر دیتے تھے۔

یہ تو ان کی اخلاقی حالت تھی، مذہبی اعتبار سے معاملہ اور پیچ در پیچ تھا، کیونکہ جہالت عام تھی، نہ کوئی علم وفن تھا اور نہ لکھنے پڑھنے کا کوئی رواج، عام رجحان بت پرستی کی طرف تھا جو انہوں نے پڑوسی ملکوں سے اپنی جہالت کے سبب اپنا لیا تھا۔ بتوں کی پرستش عشق کی حد تک تھی، علاوہ ازیں ارواح خبیثہ، شجر وحجر اور چاند وسورج بھی مقدس دیوتاؤں میں تھے، بتوں کے نام پر انسانوں کو قربان کر دیتے، جانوروں

کا پہلا بچہ بتوں کی بھینٹ چڑھتا، کھیتی کی بہترین پیداوار بتوں کی نظر ہوتی، ہر قبیلہ کا بت الگ ہوتا اور وہی اس قبیلہ کے خیر وشر کا مالک مانا جاتا، کعبۃ اللہ کے اندر تین سو ساٹھ بت تھے، اس حرمت اور عظمت والے گھر کا ننگے ہو کر طواف کرتے، اسی طرح یہودیت عیسائیت اور مجوسیت کے اثرات بھی تھے، گوکم، گویا اس وقت کا عرب مذاہب باطلہ اور تخیلات فاسدہ کا مجموعہ تھا۔ ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی تھی۔ ایسے نازک ترین دور میں حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی جس سے سارا عالم روشن اور منور ہو گیا۔

تعلیم نبوت کا نتیجہ

آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے عرب میں کتنی برائیاں تھیں، لوگ کس طرح اخلاقی گراوٹ کے شکار تھے، میری گذشتہ معروضات کی روشنی میں آپ کو تھوڑا بہت اندازہ ہو گیا ہوگا اب یہ بھی سنتے چلیں کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد دنیا میں کیسی تبدیلی آئی، کیسا انقلاب برپا ہوا، وہی عرب بدو جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، لڑائی جھگڑا ان کی شناخت بن چکا تھا، معمولی معمولی بات کیوجہ سے سالہا سال لڑائیاں چلتی رہتی تھیں اور کشت وخون کا بازار گرم رہتا تھا اور جب آپ ﷺ نے ان کو تسلیم دی تو ایک دوسرے کے بھائی بن گئے، بلکہ ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنیوالے بن گئے اور علوم وفنون کے ایسے ماہر پیدا ہو گئے کہ ملکوں کی سربراہی ان کو عطا کی گئی اور جس ملک میں بھی صحابہ کرام نے قدم رکھا آج بھی ان کے فیوض وبرکات ظاہر ہو رہے ہیں، ان کی حکومت وسلطنت میں عدل وانصاف کا ڈنکا بجتا تھا، رعایا سے لے کر جانوروں تک سکون واطمینان کا سانس لے رہے تھے۔ کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

کیا بات تھی کہ نہ روما سے نہ ایراں سے دبے
چند بے ترتیب اونٹوں کے چرانے والے
جن کو کافور پہ ہوتا تھا نمک دھوکا
بن گئے خاک کو اکسیر بنانے والے

یہ سب آپ ﷺ کے فیوض و برکات کا نتیجہ تھا۔ آج بھی اسلام میں تعلیم کی وہی تاثیر ہے مگر شرط ہے کہ اسکو صحیح طریقوں پر حاصل کر کے اس پر عمل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

جہیز کی لعنت کیلئے لڑکی کے والدین بھی ذمہ دار ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُو اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ، صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مشفق و مہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مال و دولت حاصل کرنے کیلئے شادی کی اسکو فقر و فاقہ کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا، اور جس نے عزت حاصل کرنے کیلئے شادی کی اسکو ذلت و رسوائی

کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ جہیز کی کثرت کیوجہ سے کتنی معصوم دوشیزائیں جوانی کی دہلیز کو پار کر رہی ہیں اور ان کو شادی کرنے کیلئے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور تنگ آ کر خودکشی کرنے پر مجبور ہوتی ہیں، جبکہ شادی تو بالکل سادی ہونی چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو، صحابہ کرام کے دور میں اس طرح جہیز کا رواج نہیں تھا کہ والدین کی نیندیں حرام ہو جائیں اور غربت وافلاس کیوجہ سے لڑکی جوان ہونے کے باوجود بھی گھر ہی پر بیٹھی رہے، جیسے ہمارے زمانے میں ہو رہا ہے، مگر یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی ہوگی کہ لڑکی کے والدین کی بھی غلطی ہے اگر اللہ نے دو پیسے دیدیئے ہیں تو والدین بھی یہی چاہتے ہیں کہ میری لڑکی کی شادی خوب دھوم دھام سے ہو، ناچ گانے اور دنیا کی خرافات کا انتظام کر کے فضول خرچیاں کی جائیں اور اس طرح شیطانوں کے چیلوں کو خوش کیا جائے۔

مردوں کی بڑی ذمہ داری

لڑکیوں کے والدین بھی جہیز کی لعنت کو زندہ رکھنے کے پورے ذمہ دار ہیں، دیکھنے میں تو یہی آتا ہے کہ وہ ایسے معیار قائم کرتے ہیں جو قطعی غیر ضروری ہوتے ہیں۔ ایک عام سروے کے مطابق یہ بات سامنے آئی ہے کہ دولہے کی ماں اور بہنیں جہیز کی سودا باز ہستیاں ہوتی ہیں لیکن جب اس سودے بازی کو قریب سے دیکھیں تو ساس اور نندیں اصل ہدایت کار نہیں ہیں۔ بنیادی طور پر طے مرد ہی کرتے ہیں، جب موٹی رقمیں طے ہو جاتی ہیں تو عورتیں اس خانے میں رنگ بھرتی ہیں، ہمارے سماج کے ٹھیکے دار تو مرد ہیں اگر وہ سختی سے جہیز کے خلاف فیصلے لیں تو ساس اور نندیں کچھ نہیں کر سکتیں، عورتوں پر جہیز کا الزام لگانا ایسا ہی ہے جیسے جنگ میں عام فوجیوں پر الزام لگایا جائے۔ عام فوجی مارتے ہیں اور مرتے ہیں لیکن اعلان جنگ ہمیشہ

حکمراں ہی کرتا ہے، ہندوستان میں جہیز ایک ایسی جنگ ہے جو مرد عورتوں کے خلاف لڑ رہا ہے اور اس جنگ میں عورتوں کا خون بہہ رہا ہے۔ معروف صحافی سعدیہ دہلوی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ جہیز ہمارے سماج میں مرد کی برتری کا وسیلہ بن گیا ہے، جو تشدد کی ایک قسم ہے جس سے عورت کو دہشت زدہ کیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی بھی معاملے میں سرکشی نافرمانی یا بغاوت نہ کر سکے۔

جہیز تو ایک تحفہ ہے

ہمیں تعلیمات رسول اللہ پر عمل کرنا ہوگا، جس پر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اور ہمارے بزرگان دین یہاں تک کہ ہمارے قریبی اسلاف نے عمل کر کے دکھایا ہے۔ میں نے ابھی ایک اخبار سالار میں پڑھا کہ ایک ننھی منی جو ابھی ابھی دنیا میں آئی تھی اسے اس کے بدنصیب، بدقسمت، گنہگار والدین نے کچہری کے کباڑ کے حوالے کر دیا جہاں کتوں نے اس کے جسم کا بیشتر حصہ کھا لیا، اس طرح کے واقعات آئے دن سننے میں آتے ہی رہتے ہیں کہ لڑکیوں کو دنیا میں آنے سے پہلے ہی ختم کر دیا گیا، اس کے پیچھے بے شک نہایت دردناک، خوفناک، المناک حقیقت چھپی ہے کہ کیا وہ ختم کی گئی لڑکی اعلی تعلیم سے سنور سکتی تھی؟ کیا اس کی شادی معیاری ہو سکتی تھی؟ کیا اس لڑکی کی بدولت قوموں کی تقدیر سنور سکتی تھی؟ ایسے سینکڑوں سوال جو جاہل ماں باپ کو بے چین کئے دیتے ہیں، کیونکہ بھاری بھرکم جہیز موٹی رقم، کئی تولے سونا چاندی، ہیرے جواہرات دینے کے باوجود بیشتر لڑکیوں کی زندگی جہنم سے بدتر ہو جاتی ہے۔ جہیز ایک تحفہ ہے جو ماں باپ اپنی بیٹی کو شادی کے موقعہ پر دیتے ہیں تحفہ دینا یا لینا بری بات نہیں ہے، لیکن بے جا خواہش بہت بری بات ہے شیکسپیئر نے کہا ہے کہ ''نیکی ہی گناہ بن جاتی ہے اگر اس کا صحیح استعمال نہ کیا جائے''۔

غور کا مقام ہے کہ پیغمبر السلام ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی کو کیا جہیز دیا تھا؟ اسلام نے عورتوں کو کس مقام کا حامل بتایا ہے؟ جہیز کے ٹھیکہ داروں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جو والدین اپنی بیٹی کو اپنے لخت جگر کو ہنسی خوشی دوسروں کے حوالے کر سکتے ہیں، اس کے لئے روپئے، پیسے، جائیداد کی وقعت کیا ہے؟ بیساکھی کے سہارے انسان زیادہ دور تک نہیں جاسکتا۔ جہیز کے سامان سے ان کی زندگی نہیں چل سکتی۔ کیونکہ اس میں برکتیں نہیں ہوتیں۔ جس طرح جھولی بھیک سے بھرلی جاتی ہے اسی طرح خالی بھی ہوجاتی ہے۔

مغربی دنیا میں جہیز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس لعنت کو ٹھوکر سے مار کر ملک سے دور بھگا دیا جائے، دنیا کے ہر مذہب نے دولت کے تباہ کن اثرات سے انسانوں کو خبردار کیا ہے، پھر بھی دنیا کسی نا کسی روپ میں سونے کے بچھڑے کی پوجا کرتی رہی ہے، اگر پہاڑ کو سرکانے کا ارداہ ہو تو پہلے زرّوں کو سرکانا ہوگا۔ یہ تحریک ہمیں اپنے گھر سے شروع کرنی ہوگی اس مستحکم ارادے کے ساتھ کہ۔

ہاں سنگ گراں اور بھی کچھ راہ میں ڈالو
یہ قافلہ اب تیز قدم ہو کے رہے گا

کوئی زبردست تنظیم ہونی چاہیے

جہیز کی اس لعنت کو جو ہمارے معاشرے بلکہ پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے، اس کو ختم کرنے کے لئے علماء کرام کو آگے بڑھ کر اس کا سد باب کرنا ہوگا اور اس غلط رسم ورواج کو ختم کرنا ہوگا، اور اس کے لئے کوئی ایسی تحریک ہونی چاہیے جو کثرت جہیز کو روک سکے اور معاشرے کے اندر پھیلی ہوئی برائیوں پر کنٹرول کر سکے، بسا

اوقات تو محض نام ونمود اور شہرت کے لئے لڑکی کے والدین کثرت جہیز کو بنیاد بنا کر کروڑوں روپے خرچ کر ڈالتے ہیں اگر شادیوں میں کم خرچ کیا جائے تو مسلمانوں کی اقتصادی حالت ٹھیک ہوسکتی ہے، غریب سے غریب آدمی بھی جب اپنی بیٹی کی شادی کرتا ہے تو لاکھوں روپیہ خرچ کر ڈالتا ہے اس لئے لڑکے کے والدین اور لڑکی کے ماں باپ کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ کم سے کم خرچ میں شادی کی تقریب مکمل ہوجائے اگر آپ شادی میں پیسے خرچ کرنا چاہتے ہیں تو بہتر شکل یہ ہے کہ اپنے داماد کو پیسے دیدیں خواہ شادی کے بعد ہی ہوتا کہ کوئی کاروبار کرلے اور اس طرح اس کی زندگی خوشگوار ہوجائے اور ایک کو بھی اسی وقت صحیح معنوں میں سکون واطمینان حاصل ہوسکتا ہے جبکہ آپ کی اولاد کی معاشی حالت صحیح ہو اور دین پر قائم ہو، فضول خرچ کرنے والے ہمیشہ پریشان رہتے ہیں اس لئے ضرورت کے موقعوں پر پیسے خرچ کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

جہاد کا مقصد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو!

قرآن کریم نے کئی مقامات جہاد کا تذکرہ کیا ہے اور احادیث میں بھی جگہ جگہ جہاد کی ترغیب دی حضور ﷺ نے فرمایا، کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے راستہ میں شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر شہید کیا جاؤں اور قیامت کے دن شہید اپنے زخموں اور خون کے ساتھ لت پت اللہ کی بارگاہ میں اٹھایا جائیگا اور اللہ سے درخواست کریگا کہ مجھے پھر سے دنیا میں بھیج دیا جائے تاکہ دشمنوں سے قتال کروں اور شہید کیا جاؤں۔ نبی کریم ﷺ خود جس چیز کی تمنا فرما رہے ہوں اندازہ لگایئے کہ وہ کتنی عظیم الشان ہستی ہوگی، ہر نبی کو عموماً جہاد کا حکم دیا جاتا رہا ہے، ہر حکومت وسلطنت کے اندر یہ چیز رائج ہے کہ دشمنوں سے مقابلہ کرنے

کیلئے باقاعدہ طور پر فوجیں ہر وقت تیار رہتی ہیں اور حکومت کی آمدنی کا بہت بڑا حصہ فوجیوں پر صرف کیا جاتا ہے تاکہ دشمنوں سے حفاظت رہے اور باہر سے کوئی ملک حملہ نہ کرنے پائے۔

اسلام نے جہاد کو فرض قرار دیا اس کے پیش نظر بڑی مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔

جہاد کا اولین مقصد انسانیت کو ظلم وجور سے نجات دلانا ہے اور کمزوروں محتاجوں کی حفاظت کرنا، نیز فساد فی الارض کا قلع قمع کرنا ہے، قرآن میں اس مفہوم کو یوں واضح کیا ہے۔ اجازت دی گئی ان لوگوں کو جنگ کی جن سے کفار لڑتے ہیں کیوں کہ ان پر ظلم ڈھایا گیا ہے اور خدا ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ (سورۂ حج: ۲۹)

ایک جگہ اور ارشاد ہے: اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان کمزوروں اور مغلوب مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے، جو فریاد کرتے ہیں کہ ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال یہاں کے لوگ ظالم ہیں اور اپنے پاس سے ہمارا کوئی حمایتی بنادے اور ہمارے لیے اپنی طرف سے مددگار بھیج۔ (سورۂ نساء: ۷۵)

جہاد کا مقصد انسانیت کا ظلم وستم سے آزاد کرانا ہے اس لیے اس پر اللہ رب العزت کی جانب سے بڑا اجر وثواب مقرر کیا گیا ہے، سماج کے پسماندہ طبقات کی خدمت بھی اسی مقصد کی تکمیل کرتی ہے، اس لیے رسول پاک ﷺ نے سماجی خدمت کا بار اٹھانے ولاوں کو بھی مجاہد کی طرح اہمیت دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: بیواؤں اور مسکینوں کی خدمت کرنے والا بھی مجاہدین فی سبیل اللہ کی مانند ہے، راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ اس نماز کی مانند ہے جو پے در پے نماز پڑھتا ہے اور اس روزے دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔

(الصحیح المسلم، کتاب الزہد باب فضل الاحسان الی الارملة)

کمزور اور ناداروں کی مدد کی بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں، قانونی بھی اور اخلاقی بھی، معاشی حالت کا درست کرنا بھی اس میں شامل ہے۔ کسی پر ظلم ہوتو اسے روکنے کی کوشش کی جائے اور اس کی پریشانیوں میں اس کا ساتھ دیا جائے۔ جس سماج میں مظلوم کی خدمت اور نصرت کا یہ عزم اور حوصلہ ہو وہ وحشت و بربریت سے پاک ہوگی اور اس میں کمزور سے کمزور تر انسان بھی بے بس کی زندگی گزارنے پر مجبور نہ ہوگا۔ (تحقیقات اسلامی شمارہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۶ء ص:۲۲)

آج تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر

قرآن صاف اعلان کرتا ہے۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کے راستہ میں جہاد نہیں کرتے ہو اور کمزور مردوں اور عورتوں کیلئے اور ان بچوں کیلئے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو نکال دیجئے اس بستی سے جہاں کے باشندے ظالم ہیں تو جہاد کا ایک اہم وجہ مجبوروں، بیواؤں اور غریبوں کی مدد کرنا ان کے اوپر ہونے والے ظلم وستم کو روکنا ہے۔ ایسا نہیں جیسا کہ آج کل لڑائیاں ہوتے ہیں ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں بے قصور جانیں تلف ہوجاتی ہیں، دہشت گردی کے نام پر پورے پورے ملک کو تباہ وبرباد کردیا جاتا ہے، لیکن اسلام ایک ایسے جہاد کی تعلیم دیتا ہے جس میں امن وامان ہی ہے صرف انہیں لوگوں سے لڑائی کی جائیگی جو نقصان پہونچا سکتے ہوں، بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو نہیں چھیڑا جائیگا، ہمارے سامنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نمونہ موجود ہے انہوں نے کس طرح جہاد کیا پورے پورے ملک سدھار دیا وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور فاتح قوم کے مطیع وفرمانبردار بھی ہوگئے اور

ان کے اخلاق وکردار کے گرویدہ بن گئے۔ جہاد کی مثال ایک خراب عضو کی طرح ہے اگر اس کو نہ کاٹیں گے تو پورا جسم خراب ہوجائیگا۔ ظاہر سی بات ہے کہ کوئی بھی ڈاکٹر یہ نہیں کہے گا کہ کیوں اس کے جسم کا ایک حصہ کاٹتے ہو بلکہ ہر ایک ڈاکٹر جسم کی حفاظت وبقا کیلئے اس عضو کو کاٹنے ہی کا مشورہ دے گا۔ بس ایسے ہی سمجھ لیجئے جہاد کو بھی کہ بعض عناصر انسانی معاشرے کو بگاڑنے پر تلے ہوئے ہیں اور ان کے لئے اصلاح ناکافی ہوتی ہے اسلئے اسکا آخری درجہ جہاد ہی ہوا کرتا ہے تاکہ معاشرے کی اصلاح ہوسکے اور ملک میں امن وامان قائم ہوسکے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ جہاد قیامت تک چلتا رہے گا، جب قوم مسلم جہاد کو ترک کردی تو ذلیل ورسوا رہے گی اقبال مرحوم نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

تو آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر امم کیا ہے
بشمشیر وسنا ارلی طاؤس ورباب آخر

جب مسلم قوم بیدار رہے گی اور جہاد کیلئے تیار رہے گی تو ترقی کی راہ پر گامزن رہے گی اور دنیا اسکی قدم بوسی کریگی اور جب تلوار میان میں چلی گئی اور جہاد کرنا چھوڑ دیا اور ناچ گانے میں مست ہوگئی تو اب سمجھ لو کہ قوم کا زوال شروع ہوگیا، یہ بزدلی اور کمزور ہوکر بیٹھ گئے اور دشمنان اسلام شیر بن کر تنتے تنہا پھر رہے ہیں اور دنیا کے شہروممالک پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں۔

گھوراہ قلب مومن میں اب جز وایماں سوتا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

عمدہ لباس پہنیں مگر......!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ، میری پیاری معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! لباس انسان کیلئے لازم اورضروری ہے،بغیر لباس کے انسان کی زندگی گذر نہیں سکتی اور نہ ہی کوئی انسان لباس پہنے بغیر سوسائٹی اورانسانی معاشرے کے اندر بودوباش اختیار کرتا ہے۔لباس کا ہونا انسان کیلئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ کھانا بلکہ کھانے سے بھی زیادہ ضروری لباس ہے، دو وقت کا کھانا نہ ملے کوئی حرج نہیں انسان اسکو برداشت کرسکتا ہے،لیکن ایک لمحہ بھی کوئی بلاضرورت ننگا رہنا پسند نہیں کرسکتا یہ انسان کی شرم وحیا کے خلاف ہے لباس ہی کے ذریعہ انسان کی خوبصورتی ہے اوراسی کے ذریعہ اللہ کی دیگر مخلوق سے انسان ممتاز ہے۔

آدمی کا حسن لباس سے ہے

عربوں کا محاورہ ہے ''حُسْنُ النَّاسِ بِاللِّبَاسِ ''انسان کا حسن لباس سے ہے،اسلام نے قیمتی لباس پہننے اورزیب وزینت اختیار کرنے سے منع نہیں کیا ہے، بلکہ قرآن نے زینت کا لباس اختیار کرنے کو کہا ہے،اللہ تعالیٰ کا رارشاد ہے ’خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ زینت کا لباس پہنو ہر نماز کے وقت۔

رسول اللہ ﷺ نے قیمتی کپڑے بھی پہنے ہیں اوررنگین ومنقش کپڑوں کو بھی استعمال کیا ہے،صحیح مسلم شریف میں ایک باب ''کتاب اللباس و الزینۃ' ہے جس کے ذیل میں رسول اللہ ﷺ کے لباس کا تذکرہ ہے،حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک طیالسی کسروانی جبہ تھا جس کی آستینوں اور گریبان پر نقش ونگار بنے ہوئے تھے،اس جبہ کوآپ دھوکر بیماروں کو پلاتیں اوروہ شفایاب ہوجاتے تھے۔سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دیباج کا ایک جبہ بھیجا جس میں سونے کا کام کیا گیا تھا، نبی کریم ﷺ اسے زیب تن فرما کر منبر پرتشریف لائے،لوگ اسے چھوکر کہنے لگے ہم نے آج تک ایسا کپڑا نہیں دیکھا تو آپ نے فرمایا کیا تم اس کی نرمی پر تعجب کرتے ہو؟ سعد بن معاذ کا رومال جنت میں اس سے بھی زیادہ نرم اور بہتر ہوگا۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسجد کے دروازے پرایک ریشمی حلہ (پوشاک) بک رہا ہے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ اس حلہ کوخرید لیں اورعام لوگوں کے لئے جمعہ کوپہنیں اوروفود سے ملاقات کے وقت زیب تن فرمائیں تو آپ نے ارشادفرمایا: ''اِنَّمَا یَلْبَسُ ھٰذِہٖ مَنْ لَاخَلَاقَ لَہٗ فِیالْاٰخِرَۃِ '' یہ تو صرف ان لوگوں کیلئے ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ’’فما انکر علیہ

ذکر التجمل وانما انکر علیه کونها سیراء " (الجامع الاحکام القرآن) نبی کریم ﷺ نے اس کے خوبصورت ہونے کی بنا پر اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس کے ریشمی ہونے کی وجہ سے منع فرمایا، ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ ایسے مواقع پر زیب وزینت اختیار کرنا مشہور ومعروف تھا۔ اسی وجہ سے جمعہ، عیدین اور لوگوں سے ملاقات کیلئے عمدہ لباس پہننے کی ترغیب دی گئی ہے، نیا ہو یا پرانا صاف ستھرا لباس پسندیدہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کا محبوب ترین کپڑا جسے آپ پسند کرتے تھے اور پہنتے تھے یمنی دھاری دار چادر تھی۔ شاہ ذی یزن نے آپ کو کپڑوں کا ایک جوڑا تحفہ میں بھیجا جو اس نے تینتیس اونٹوں کے بدلہ میں خریدا تھا آپ نے بھی بدلہ میں جو کپڑا بھیجا وہ بیس سے زائد اونٹوں کے بدلہ میں خریدا تھا۔

اس طرح کی اور بھی احادیث ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیمتی، خوبصورت، رنگین اور نقش ونگار سے آراستہ لباس پہنے ہیں، اگرچہ آپ نے امت کی آسانی کیلئے عموماً سادہ لباس استعمال فرمایا۔ سیرت المصطفیٰ میں ہے کہ آنحضرت ﷺ کا لباس نہایت سادہ اور معمولی تھا، آپ کو سبز لباس پسند تھا، آپ کی پوشاک عموماً سفید ہوتی تھی، یمنی چادر جس پر سبز اور سرخ خطوط ہوں آپ کو بہت مرغوب تھی جو بردِ یمانی کے نام سے مشہور تھی، خالص سرخ لباس سے آپ منع فرماتے تھے، عام لباس تہبند، چادر، کُرتا، جبہ اور کمبل تھا جس میں پیوند لگا ہوتا تھا۔

(سیرت المصطفیٰ ج ۲ ص ۲۴۵)

کپڑے کا اصل مقصد ستر پوشی ہے

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے لباس اتارنے کا تذکرہ کیا اور اسکا دو مقصد بیان کیا اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے لباس اتارا جو تمہاری شرمگاہ کو

چھپائے اور زینت کا باعث ہو، ہمیں ایسا لباس ہی پہننا چاہیے جس سے صحیح معنوں میں پردہ پوشی ہو سکے، صرف فیشن کے لئے لباس نہ پہنیں، آج کل کے دور میں قسم قسم کے کپڑے بازاروں میں آگئے ہیں جن سے بجائے پردہ پوشی کے جسم کی نمائش ہوتی ہے اور بہت سے لباس تو ایسے ہوتے ہیں جن سے جسم کے بہت سے اعضا کھلے ہوتے ہیں اچھے کپڑے پہننے کی شریعت میں ممانعت نہیں ہے بیش قیمت کپڑے پہنیں مگر کپڑا پہننے کا جو اصل مقصد ہے وہ فوت نہ ہونے پائے نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ پسندیدہ کپڑا قمیص (کرتا) تھا اسلئے آپ ﷺ کی امت کو بھی وہی لباس پہننا چاہیے، تقریبات کے موقعوں پر اور عیدین میں خاص طور پر جو عمدہ کپڑے آپ کے پاس ہوں وہی کپڑے پہنیں اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مال ودولت سے نوازا ہے وہ اظہار نعمت کیلئے بہتر اور عمدہ کپڑے کا استعمال کریں، لیکن غرور وتکبر کیلئے کپڑا ہرگز نہ پہنیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنیوالے کو ہرگز نہیں پسند کرتے بلکہ تواضع کرنے والے کو پسند کرتے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

"طالبات تقریر کیسے کریں؟" جلد ہشتم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد نہم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ و مجاز حضرت حاذق الامت رح پرنامبٹ (خلیفہ و مجاز حضرت مسیح الامت رح جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد نہم)

ماخوذ از خطبات : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی

مرتب : ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

کتابت و تزئین : مولانا عبید الرحمٰن قاسمی و مولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور

باہتمام : مولانا محمد طیب قاسمی

تعداد : تین ہزار (۳۰۰۰)

قیمت :

ناشر : مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یو پی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,

Nayandhalli Post, Maysore Road

BANGALORE - 560039 (INDIA)

Ph.: 080-23180000, 23397836/72

www.raheemishifakhana.com

E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	9
2	تقریظ	10
3	حرف اول	12
4	ہدایات وفرمودات غوث اعظم	13
	شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صدق بیانی	17
5	پھوپھیوں اور بہنوں کی پرورش پر جنت کی بشارت	19
	بیٹیوں کی پرورش اور شادی دخول جنت کا ذریعہ	20
	پھوپیوں اور بہنوں کے حقوق میں کوتاہی مت کرو	22
6	جب جنتی لوگ دوزخیوں کا مذاق اڑائیں گے	23
	دوزخیوں کی سزا	24
7	جائز تجارت اور حلال کھانا	26
	حرام کھانیوالے کی دعا قبول نہیں ہوتی	29

	رزق حلال کی برکت	30
8	قیامت کے دن حقوق العباد کیسے ادا ہوں گے	32
	نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا	33
	قیامت کے روز سب سے بڑا مفلس	34
	قیامت میں نیکیوں کا سکہ چلے گا	35
9	ایک نیکوکار عورت ستر مردوں سے افضل ہے	36
	خواتین کے فضائل	37
	عورتیں خود شریعت پر عمل پیرا ہوں	39
10	عالم برزخ کیا ہے	41
	انسان منتقل ہوتا رہتا ہے	44
11	نیک بندوں کی صفت قرآن میں	46
	مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ	47
	اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے	48
	علم پر عمل کرو	48
	نیک بندے	49
12	گناہوں کی عادت نہ بنائیں	50
	خطا انسان ہی کرتا ہے	51
	رحمت خداوندی سے مایوس مت ہوں	52
13	پڑوسی کی خدمت سے ایمان کی تکمیل	54
	پڑوسی کے حقوق	55
14	وہ لوگ جو عذاب قبر سے محفوظ رہیں گے	57

	سورۂ ملک اور آلم سجدہ پڑھنے والا	58
	پیٹ کے مرض میں مرنیوالا	59
	جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنیوالا	59
	رمضان میں مرنے والا	60
	جو مریض ہو کر مرے	60
	مجاہد اور اسلامی سرحد کا محافظ اور شہید	60
	مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھیں	61
15	حضور ﷺ کو مقام شفاعت عطا کیا گیا	62
	حضور ﷺ کو امت کی فکر	63
	میں اللہ کا حبیب ہوں	65
16	موت کے وقت کفار اور مشرکین کو عذاب	67
	ایمان بہت بڑی دولت ہے	70
17	اسلام نے وسعتِ قلبی کی تعلیم دی ہے	72
	وفد نجران مسجد نبوی میں	73
	آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر ہیں	74
18	بھیک مانگنا دوزخ کے انگارے جمع کرنا ہے	76
	گداگری عام ہوتی جارہی ہے	77
	مشقت کی روزی میں برکت	77
	اپنی مجبوری اللہ کے سامنے پیش کرے	78
	تندرست کا سوال کرنا	79
	ایک انصاری صحابی کا واقعہ	79

	رزق مل کر رہے گا	80
19	حضور ﷺ نے خواتین کی تعلیم کا باقاعدہ اہتمام فرمایا	82
	معاشرے کی اصلاح میں عورتوں کا کردار اہم ہو سکتا ہے	83
	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	84
20	ارشاداتِ رسول ﷺ پر عمل کیجئے	86
	بیس جواہرات	87
	آپ ﷺ نے فرمایا	87
	پوری کائنات کا وجود آپ علیہ السلام کی مرہون منت	90
21	انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں	92
	حضرات انبیاء صرف ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں	93
	زمین نبیوں کے جسم نہیں کھا سکتی	94
	حضرات انبیاء مناسک حج بھی ادا کرتے ہیں	95
	بعض شہداء احد کے جسم برسہا برس کے بعد صحیح سالم پائے گئے	96
22	کیا عورتوں کے لئے چہرہ اور ہاتھوں کا کھولنا جائز ہے	98
	چہرہ اور ہتھیلی بھی ڈھک کر چلیں	104
23	عقل مند وہ ہے جو قناعت پسند ہو	105
	ہماری جان و مال اللہ کی امانت ہے	108
24	غفلت اور گناہوں سے کیسے بچیں؟	109
	تحصیل علم ہر ایک کیلئے ضروری ہے	112
25	اعلیٰ تعلیم کے حامی بھی عورتوں کا حجاب ضروری سمجھتے تھے	113
	ماہنامہ الفیصل میں ڈاکٹر احسان اللہ خان لکھتے ہیں	114

اعدائے اسلام کی سازش 116

26 گناہوں کی نحوست سے توفیق سلب ہوجاتی ہے 117

غفلت کا براانجام 118

غفلت انسان کو اللہ کی نشانیوں کی تکذیب پر امادہ کرتی ہے 119

غفلت جہنم میں جانے کا سبب ہے 119

ہم کیوں پیدا کیئے گئے 120

27 والدین کی خدمات ادعاؤں کی برکت 121

دعاؤں کی برکت 122

والدین کی اطاعت دارین میں سرخروئی کا ذریعہ 124

28 دعا سے بیماریوں کا علاج 126

بخار ودرد میں 129

شکر کی حقیقت اور فضیلت 131

انسان کی تخلیق کا مقصد 134

29 مسجد اور امام کا مقام بہت بلند ہے 136

جناب مولانا خرم مراد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں 137

مسجد صرف نماز پڑھنے کیلئے نہیں 139

30 گانے سننے کی بھیانک سزاء 140

گانے پر وعید 141

ناچنے گانے والے کی آمدنی حرام ہے 142

ناچ گانا کے شوقین پر عذاب آئے گا 143

ہلاکت کے چھ اسباب 143

مسلمان گانا باجا کی آواز سے بھی پرہیز کریں۔ 144

31 پردے کا اہتمام اور اسکا مقام 146

عورتیں گھروں کو لازم پکڑیں 147

غیر محرم رشتہ دار سے پردہ بہت ضروری 149

32 حضرت عمر بن عبدالعزیز کیسے خلیفہ بنائے گئے 150

محدث حضرت رجاء بن حیوہ کا امت پر احسان 152

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نمونہ عمل 153

33 موت کے وقت مومن کا اعزاز واکرام 155

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلد نہم کا

انتساب اور ثواب

نواسۂ رسولِ اکرمؐ حضرت سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، جن کی والدۂ ماجدہ فاطمہ بنت رسولؐ ہیں، جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "**سيد اشباب اهل الجنة الحسن والحسين**" جنت میں جوانوں کے سردار حسن وحسین ہوں گے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: حسن اور حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔ آپؓ کی پیدائش پر نبی پاکؐ نے اپنی آوزِ مبارک سے اذان وتکبیر آپؓ کے کانوں میں پہونچائی جو نشۂ وحدت ورسالت بن کر میدانِ کربلا تک حق صداقت کے روپ میں کفر وباطل کا منھ کالا کرتی رہی بالآخر آپؓ کی عظیم قربانی نے ملت اسلامیہ کو وہ تاریخ دی جس کی تمثیل زمانہ ماضی تا مستقبل نہ ممکن ہے۔ آپؓ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب آستانۂ اہل بیت اطہار

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم

ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جا رہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت ازحد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کر کے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷/جون ۲۰۱۳ھ بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸/جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

ہدایات وفرمودات غوث اعظم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات ،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔ اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ متقی اور پرہیز گار وہی ہوسکتا ہے۔جس کے اندر سچ بولنے کی عادت ہو جھوٹا آدمی کبھی متقی اور پرہیز گار نہیں ہوسکتا آج کی اس عظیم الشان محفل میں مجھے غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات وفرمودات عرض کرنا ہے۔حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی غرہ ماہ رمضان المبارک ۴۷۰ھ کو بمقام جیلان ولادت باسعادت ہوئی، اسی مناسبت سے آپ کے ارشادات وفرمودات کا ایک مختصر انتخاب اس طرح ہے۔

حضرت غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی قطب ربانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی پناہ بینائی کے بعد نابینائی سے، وصول کے بعد جدائی سے،قرب وترقی کے بعد تنزل سے، ہدایت کے بعد گمرہی سے اور ایمان کے بعد کفر سے“

فرمایا:”اللہ تعالیٰ شریک کو قبول نہیں کرتا وہ غیور ہے، ہر چیز پر غالب اور زبردست ہے تو وہ اپنے شریک کو ہلاک اور معدوم کردیتا ہے،تا کہ وہ اپنے بندے کو خالص کرلے،خاص اپنے لئے بغیر کسی شریک کے جیسا کہ ارشاد ہے۔”وہاں لوگوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ اسے“۔

فرمایا:”دنیا میں سے اپنا مقسوم اس طرح مت کھا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہو اور تو کھڑا ہو، بلکہ اس کو بادشاہ کے دروازہ پر اس طرح کھا کہ تو بیٹھا ہوا ہو اور وہ طباق اپنے سر پر رکھے ہوئے کھڑی ہو۔دنیا خدمت کرتی ہے اس کی جو حق تعالیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور جو دنیا کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اس کو ذلیل کرتی ہے۔“

فرمایا:”حضور رسول اللہ ﷺ کے دین کی دیواریں پے درپے گر رہی ہیں۔اور اس کی بنیاد بکھری جاتی ہے،اے باشندگان زمین آؤ اور جو گر گیا ہے اس کو مضبوط کردیں اور جو ڈھے گیا ہے اس کو درست کردیں۔ یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی سب ہی کو مل کر کام کرنا چاہیے۔اے سورج اے چاند اور اے دن تم سب آؤ“؟

فرمایا:”تجھ پر افسوس!مخلوق ایک دن یا تین دن یا ایک مہینہ یا ایک سال یا دوسال تیری حاجتیں پوری کردے گی، آخر کار تجھ سے تنگ آجائے گی، تجھ پر لازم ہے کہ اللہ کی قربت اختیار کرلے اور سب مرادیں اسی سے مانگے ، کیونکہ وہ تجھ سے تنگ نہ آئے گا اور دنیا وآخرت کی حاجتوں میں تجھے رنجیدہ نہ کرے گا۔حق پرست کی توحید جب پکی ہوجاتی ہے تو اس کا باپ اور ماں، ابن ، دوست، دشمن، مال

اور پڑوس کچھ نہیں رہتا ہے کسی چیز سے اس کو آرام نہیں ملتا اور سوائے دروازہ حق تعالیٰ اور اس کے احسان کے کسی چیز سے علاقہ قائم نہیں رہتا ہے‘‘۔

فرمایا’’ساری خوبیوں کی جڑ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہے، قول میں بھی اور فعل میں بھی‘‘۔فرمایا’’مومن کا دل چوں وچرا کا واقف ہرگز نہیں بنتا بلکہ تسلیم اختیار کرتا ہے‘‘ایک گھڑی کا صبر شجاعت ہے۔اللہ تعالیٰ مدد اور فتح سے صابروں کے ساتھ ہے۔

فرمایا:’’اپنے دلوں کو سنوارو کیونکہ جب وہ سنور جاتے ہیں تو تمہارے تمام حالات درست ہو جاتے ہیں‘‘۔

حضرت غوث صمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:’’پہلے اپنے نفس کو نصیحت کر پھر غیر کے نفس کو خاص اپنے نفس کو درست کر دوسروں کی طرف نہ بڑھ ابھی بہت کچھ باقی ہے، جس کی اصلاح تجھے ضروری ہے‘‘۔

فرمایا:’’اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سارے آئینے عطا کئے ہیں، مجھ سے کسی کا خلاف شرع عمل پوشیدہ نہیں رہتا، کیونکہ جب بھی کوئی شریعت کے حدود توڑتا ہے تو وہ آئینہ مجھے خبر کر دیتا ہے‘‘۔

فرمایا:’’لوگوں کو آنکھوں والا ہی راستہ پر چلا سکتا ہے، جو خود اندھا ہے دوسرے کو کس طرح راہ بتائے گا‘‘۔

فرمایا:’’اے بندے! تقدیر کے پرنالے کے نیچے صبر کا تکیہ لگائے ہوئے موافقت (یعنی رضا بالقضاء) کا قلادہ ڈالے ہوئے کشائش کے انتظار میں عابد ہو کر خواب کر۔پس جب تو ایسا ہوگا تو اس کے فضل واحسان سے تجھ پر وہ مقدر نازل ہوگا جسے تو اچھی طرح طلب نہیں کر سکتا ہے اور نہ اس کی تمنا کر سکتا ہے‘‘۔

حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:’’تقدیر کے ساتھ موافق ہونے نے مجھے قادر تک پہنچایا ہے‘‘۔

فرمایا:’’اے بچے! تقویٰ کو لازم پکڑ تجھے حدود شرع کی پابندی (لازم ہے) اور نفس وہویٰ اور شیطان اور بری صحبتوں کی مخالفت ضروری ہے‘‘۔

فرمایا:’’اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرو‘‘۔

فرمایا:’’یہ آخری زمانہ ہے، نفاق وکذب کی چاندی ہے، منافقوں، کاذبوں اور دجالوں کے پاس نہ بیٹھو‘‘۔

فرمایا:’’شیطان تیرا اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا دشمن ہے‘‘۔

فرمایا:’’خالق کو چھوڑ کر خلقت کا پابند نہ بن‘‘۔

فرمایا:’’اے شخص! سوائے اللہ کے کسی کا نہ بن، نہ نفس کا نہ ہوا کا، نہ دنیا کا نہ آخرت کا‘‘۔

فرمایا’’اپنے گناہوں سے توبہ کر (گناہوں سے منہ موڑ کر) اپنے مولیٰ عزوجل کی طرف دوڑ‘‘۔

فرمایا:’’جب توبہ کرے تو چاہیے کہ تیرا ظاہر وباطن توبہ کرے‘‘۔

فرمایا:’’جب تجھے بیماری آئے تو صبر کے ہاتھ سے لے اور دوا کے آنے تک تحمل کر، پھر جب دوا آئے تو شکر کے ہاتھ سے لے‘‘۔

فرمایا:’’آگ کا خوف مومنوں کے جگروں کو کاٹ ڈالتا ہے اور ان کے چہرے زرد کر دیتا ہے اور دلوں کو غمگین بنا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر اپنی رحمت اور لطف کا پانی ڈالتا ہے اور ان کے لئے آخرت کا دروازہ کھول دیتا ہے‘‘۔

فرمایا:’’غرور سے باز آ پیشتر اس کے کہ تو پینا چاہے اور بے عزت کیا جائے‘‘۔فرمایا:’’اے شخص! تو دنیا میں ہمیشہ رہنے اور اس میں نفع حاصل کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوا‘‘۔

فرمایا:’’ایمان قول اور عمل ہے‘‘۔

فرمایا: ''اگر تم سائل کو کچھ دے سکتے ہو خواہ تھوڑا ہو یا بہت تو کسی سائل کو خالی نہ پھیرو''۔

فرمایا: ''دل کی حیات حق، عزوجل کے امر کی اطاعت نہی سے باز رہنے اور مصیبتوں، حادثوں اور تقدیروں میں صبر کرنے سے''۔

فرمایا: ''ایک گھڑی فکر کرنا تمام رات کھڑے رہنے سے بہتر ہے، اس تفکر کے ساتھ تیرا دل زندہ ہوگا''۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی صدق بیانی

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے شروع ہی سے ان کی بے مثال تربیت کی ان کے بچپن کا ایک واقعہ جو صدق گوئی سے متعلق ہے اور بڑا ہی مشہور ہے آپ کے سامنے پیش کرتی ہوں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر سات سال کی تھی ان کی ماں نے چاہا کہ میرا بیٹا علم حاصل کرے، چنانچہ جیلانی کو بغداد علم حاصل کرنے کیلئے ایک قافلہ کے ساتھ روانہ کر دیا توشہ سفر تیار کیا اور نصیحت کر دی کہ بیٹا ہمیشہ سچ ہی بولنا اور چند اشرفیاں بھی آستین میں چھپا کر سل دیں کہ جب ضرورت پڑے گی استعمال کر لیں گے، راستہ میں ڈاکوؤں نے قافلہ کو لوٹ لیا، شیخ کو بھی ایک ڈاکو نے پکڑ لیا اور سامان کی تلاشی لی جب کچھ بھی نہیں ملا تو پوچھا کیا تمہارے پاس روپئے پیسے نہیں ہیں تو شیخ نے کہا کہ میری آستین میں اشرفیاں ہیں جو میری ماں نے چھپا کر سل دی ہیں، تو ڈاکو نے کہا کہ اگر تم جھوٹ بول دیتے تو تمہاری اشرفیاں بچ جاتیں تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری ماں نے مجھے نصیحت کی ہے کہ کبھی جھوٹ نہیں بولنا، ہمیشہ سچ ہی بولنا، ڈاکو پر سچ کی بات کا ایسا اثر ہوا کہ وہ خود بھی ڈاکہ زنی سے تائب ہو گیا اور اسکے ساتھ جتنے ڈاکو تھے سبھی تائب ہو گئے اور

قافلے والوں کا جتنا سامان لوٹا تھا سب واپس کر دیا۔ یہ ہے سچ کی برکت اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ الصِّدْقَ یُنْجِیْ وَالْکِذْبَ یُھْلِکُ سچائی نجات دیتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے، اس لئے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ سچ بولنے والا ہمیشہ مطمئن رہتا ہے اور جھوٹا آدمی ڈرتا رہتا ہے کہ اگر راز فاش ہو گیا تو بڑی رسوائی ہوگی، اسلئے ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہیے اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچ بولنے اور سچوں کی صحبت میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

پھوپیوں اور بہنوں کی پرورش پر

جنت کی بشارت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اسلام کتنا پیارا مذہب ہے جس نے ہر ایک کے حقوق کا لحاظ رکھا اور نبی آخر الزماں ﷺ نے عملی طور پر اسکو کر کے دکھا دیا حضور ﷺ فرماتے ہیں صلہ رحمی کرنیوالا وہ شخص نہیں جو بدلہ دینے والا ہے یعنی جو رشتہ توڑتا ہے اس سے رشتہ توڑے اور جو رشتہ جوڑتا ہے اس سے رشتہ

جوڑے، بلکہ صلہ رحمی کو نیوالا حقیقت میں وہ شخص ہے کہ جب اسی سے رشتہ توڑا جائے تو وہ رشتہ جوڑے، اور ہر ایک رشتہ دار کے ساتھ اسی حساب سے حسن سلوک کرے جیسی اس سے رشتہ داری ہے، جو جتنا زیادہ قریبی رشتہ دار ہے اس سے اتنا ہی زیادہ رشتہ قائم رکھے۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے ذوی القربیٰ (رشتہ داروں) کا تذکرہ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو، روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضور اکرم ﷺ ان کی سہیلیوں کے پاس ہدایا تحائف بھیجا کرتے تھے، پھوپیوں اور بہنوں کا درجہ تو بہت بڑا ہوتا ہے بسا اوقات بہنیں غریب ہوتی ہیں انکے گذران کیلئے تنگی ہوتی ہے ایسی محتاجگی اور تنگدستی کے عالم میں اگر ان کا خیال کیا جائے تو یقیناً ان کے لئے بہت برا سہارا ہوسکتا ہے اور دنیا وآخرت میں بھلائی اور نیکی کا ذریعہ وسبب بن سکتا ہے بلکہ بیٹیوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کی پرورش اور انکی دیکھ ریکھ پر حدیث میں جنت کی بشارت بھی آئی ہے۔

بیٹیوں کی پرورش اور شادی دخول جنت کا ذریعہ

جس مسلمان کی بھی تین بیٹیاں ہوں وہ ان پر خرچ کرتا ہو حتی کہ ان کی شادی کرا دے یا وہ مر جائیں وہ باپ کیلئے دوزخ کی آگ کے آگے حجاب ہوں گی، کسی نے عرض کیا اگر دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا: اگر دو بیٹیاں ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ (خرائطی، طبرانی) میں اور وہ عورت جس نے شادی اور زیب و زینت کو ترک کر دیا ہو، جو جاہ و منصب والی ہو اور حسن و جمال کی مالکہ ہو اس نے اپنے آپ کو بیٹیوں کی نگہداشت کیلئے روک لیا ہو، حتی کہ بیٹیوں کی شادی ہو جائے یا مر جائیں وہ عورت جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگی جیسے یہ دو انگلیاں۔ (خرائطی) جس شخص نے ایک بیٹی کی شادی

کرائی قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج سجائیں گے۔(ابن شاہین) جس شخص نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا تین کی پرورش کی حتی کہ ان کی شادی کرادی یا وہ انہیں چھوڑ کر خود مر گیا میں اور وہ جنت میں یوں ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں۔(ابن حبان)

جس شخص نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو خالاؤں یا دو پھوپھیوں یا دو دادیوں کی پرورش کی وہ جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا جیسے یہ دو انگلیاں۔اگر وہ (عورتیں) تین ہوں تو یہ اس کے لئے زیادہ باعث فرحت ہے اگر عورتیں چار ہوں یا پانچ ہوں اے اللہ کے بندو! اسے پاؤ اسے قرضہ دو اور اس کی مثال بنو۔(طبرانی)

جس شخص نے تین بیٹیوں کی پرورش کی ان پر خرچ کیا ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا یہاں تک کہ بیٹیاں اس سے بے نیاز ہوگئیں اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت واجب کر دیتے ہیں الّا یہ کہ وہ کوئی ایسا عمل کر دے جس کی مغفرت نہ ہو۔کسی نے عرض کیا جس کی دو بیٹیاں ہو؟ ارشاد فرمایا: جس کی دو بیٹیاں ہوں اس کا بھی یہی حکم ہے۔(خرائطی) جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا اور ان کی دیکھ بھال کرتا رہا وہ جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا آپ نے چاروں انگلیوں سے اشارہ کیا۔(احمد)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهُ فِىْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَلَهُ فِىْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور دنیا میں اس کے آثار قدم تا دیر رہیں یعنی اسکی عمر دراز ہو تو وہ اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کرے یہ کتنی اہم بشارت ہے صلہ رحمی کرنیوالوں کیلئے۔

پھوپھیوں اور بہنوں کے حقوق میں کوتاہی مت کرو

آج کل لوگ بہنوں اور پھوپھیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے میں بڑی غفلت وکوتاہی برت رہے ہیں۔باپ کے انتقال کے بعد میراث میں بہنوں کے حقوق پامال کئے جاتے ہیں اور پوری جائداد بھائی آپس میں ہڑپ کر رکھ لیتے ہیں جبکہ یہ ناجائز اور حرام ہے اور اس طرح عمر بھر بہنوں کے مال بغیر ان کی خوشدلی کے کھاتے رہتے ہیں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے لَايَحِلُّ لِمَالِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسِهٖ کسی مرد مسلم کا مال اسکی خوشدلی کے بغیر لینا جائز نہیں۔پورے مسلم معاشرے میں عموماً یہ وبا پھیلتی جا رہی ہے، جو پڑھے لکھے طبقے کے لوگ ہیں وہ بھی اس سلسلہ میں بڑی غفلت اور کوتاہی برت رہے ہیں جبکہ بسا اوقات وہ بڑی کسمپرسی کے عالم میں زندگی بسر کرتی ہیں اور ان کے برادران باپ کی جائداد سے دنیا کے مزے لوٹتے ہیں جس میں بہنوں کے حقوق بھی ہیں۔بہنوں اور پھوپھیوں کے ساتھ انکے واجبی حقوق کے علاوہ اپنے اموال سے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔شریعت مطہرہ نے میراث میں لڑکوں کیلئے دو حصہ اور لڑکیوں کیلئے ایک حصہ مقرر کیا ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ لڑکوں پر ذمہ داریاں ہوتی ہیں، بہنیں آتی ہیں، پھوپھیاں آتی ہیں، ان کے حقوق کی پاسداری اور صلہ رحمی لڑکوں کے ذمہ ضروری ہے، صلہ رحمی کے تعلق سے نبی کریم رحمت اللعالمین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ صِلْ مَنْ قَطَعَكَ تم سے جو رشتہ توڑے تم اس سے رشتہ جوڑو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

جب جنتی لوگ دوزخیوں کا مذاق اڑائیں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! یہ دنیا دارالعمل ہے یہاں جیسا عمل کرو گے مرنے کے بعد آخرت میں ویسے بدلہ ملے گا، جن لوگوں نے اللہ کو ایک مانا، پیغمبر اسلام ﷺ کو اللہ کا سچا پیغمبر تسلیم کیا اور پھر ان کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اپنی زندگیاں گذار دیں، تو ان کے لئے آخرت میں بیش بہا نعمتیں ہوں گی ایسی نعمتیں جن کا دنیا میں انسان تصور ہی نہیں کرسکتا اور جن لوگوں نے اللہ کا انکار کیا اور غیروں کی پرستش کی تو انکا انجام بھی بڑا خراب ہوگا قرآن وحدیث میں دونوں قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بڑی تفصیل سے مطیع

وفرمانبردار اور نافرمانوں کے راحت وآرام اور تکلیف وعذاب کو بیان کیا گیا ہے۔

آج کے اس جلسہ میں دوزخیوں کے عذاب کا کچھ تذکرہ کروں گی کہ کس طرح ان کو مرنے کے بعد سزا ملے گی۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے کہ جنتی دوزخیوں کے حال پر ہنسیں گے، سورۂ مطففین میں ہے۔ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ۔ آج ایمان والے کافروں پر ہنستے ہوں گے، مسہریوں پر بیٹھے انکا حال دیکھ رہے ہوں گے۔ تفسیر درمنثور میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جنت میں کچھ دریچے اور جھروکے ایسے ہوں گے جن سے اہل جنت اہل دوزخ کو دیکھ سکیں گے اور ان کا بُرا حال دیکھ کر بطور انتقام ان پر ہنسیں گے جیسا کہ دنیا میں مومنوں کو دیکھ کر خدا کے مجرم ہنستے تھے اور کنکھیوں کے اشاروں سے ان کا مذاق اڑاتے تھے اور گھروں میں بیٹھ کر بھی دل لگی کے طور پر ایمان والوں کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ الاٰية۔ سورۂ مومنون میں ہے کہ دوزخیوں سے اللہ جل شانہ، کا ارشاد ہوگا کہ میرے بندوں میں ایک گروہ (ایمان والوں کا) تھا جو (ہم سے) عرض کیا کرتے تھے کہ ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخشد یجئے اور ہم پر رحمت فرمایئے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنیوالے ہیں" تم نے ان کا مذاق بنا رکھا تھا اور یہاں تک تم ان کا مذاق بنانے میں مشغول رہے کہ انکے مشغلہ نے تم کو میری یاد بھی بھلا دی، آج میں نے ان کو ان کے صبر کا یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

دوزخیوں کی سزا

سورۂ دخان میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں دوزخیوں کے تذکرہ میں بے شک زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہوگا وہ ایسا پگھلے گا جیسے تانبا پیٹوں میں کھولے گا گرم

پانی کے کھولنے کی طرح اس کو پکڑو اور دھکیل کر جہنم کے بیچوں بیچ لے جاؤ پھر ڈالو اس کے سر کھولتے ہوئے پانی کا عذاب یہ چکھ تو ہی ہے بڑا عزت والا سردار، یوں تو آیتوں کا ترجمہ ہے مفسرین حمیم کی تفسیر میں فرماتے ہیں پانی دماغ سے اتر کر آنتوں کو کاٹتا ہوا پاخانہ کے راستہ سے باہر نکل آئیگا آج دنیا میں جو بڑی عزت و وجاہت کے مالک بنے بیٹھے ہیں اور آخرت کا انکار کرتے ہیں کل جب آنکھیں بند ہوں گی اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہوں گے اور فرشتوں کو مسلط کیا جائیگا اس وقت معلوم ہوگا کہ دنیا کے اندر ہم جس کو پوجتے تھے اور جن دیوی دیوتاؤں کو مانتے تھے آج وہ کچھ بھی کام نہیں آ رہے ہیں بلکہ ان کو بھی ہمارے ساتھ جہنم میں ڈالدیا جائیگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ بلاشبہ تم اور جس کی تم لوگ عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا سب جہنم کے ایندھن ہوں گے۔ سورہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے عذاب کو بیان کیا اور بائیں والے کیسے برے ہیں بائیں والے تیز بھاپ میں اور جلتے پانی میں اور دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے، نہ ٹھنڈا ہوگا نہ عزت کا، بلاشبہ وہ لوگ پہلے خوش حال تھے اور بڑے گناہ پر ضد کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈی ہو جائیں تو کیا پھر ہم اٹھائیں جائیں گے، کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے نبی آپ فرما دیجیے کہ پہلے اور بعد کے سبھی لوگ اکٹھا کئے جائیں گے، معلوم دن کے مقرر وقت پر۔ پھر اے گمراہو اور جھٹلانیوالو! کھاؤ گے زقوم کے درخت سے اور اس سے پیٹ بھرو گے، پھر پیو گے، اس پر ایک جلتا ہوا پانی، پھر پیو گے، سخت پیاسے ہوئے اونٹ کے پینے کی طرح یہی ان کی مہمانی ہوگی انصاف کے دن۔ اللہ ہم سب کو بچائے ایسے عذاب سے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

جائز تجارت اور حلال کھانا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! انسان کے اعمال پر اسکے کھانے کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ حلال اور پاکیزہ کھانا کھائے تو اسکو نیک اعمال کی توفیق ملے گی۔ حدیث شریف میں حلال کمائی کی فضیلت بھی وارد ہوئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَةٌ بَعْدُ الْفَرِیْضَةِ حلال کمائی بھی ایک فریضہ ہے فریضہ کے بعد یعنی جس طرح نماز وغیرہ فرض ہے اسی طرح حلال روزی تلاش کرنا بھی فرض ہے انسان کو بہر حال زندگی گذارنے کیلئے ذریعہ معاش تو اختیار کرنا ہی پڑتا ہے بغیر اس کے تو چارۂ کار نہیں تو کیوں حلال اور پاکیزہ رزق کی تلاش نہ کی جائے تا کہ ثواب کے بھی مستحق ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی روزی اپنے ذمہ لی ہے اور ہر ایک کے پاس روزی پہونچ کر رہے گی اب یہ

اس کے اختیار کی چیز ہے کہ حلال طریقہ سے کمائے یا حرام طریقہ سے اگر حرام طریقہ سے روزی تلاش کریگا تو بہر حال اسکا اخروی انجام اچھا نہیں ہوگا۔

مسند احمد کی ایک حدیث ہے جس کے راوی حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ ہیں. عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْکَسْبِ اَطْیَبُ؟ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ (مستدرک للحاکم ص۱۲، ج۲، مجمع الزوائد ص۶۰، ۶۱. ج۴، علل الحدیث ص۱۷۳، بلوغ المرام ۲۲۳)

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول کونسی کمائی زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا کہ آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام اور ہر نیکی والی تجارت، یعنی آدمی اپنے ہاتھوں سے کام کرے کسی سے اپنی احتیاجی کو ظاہر نہ کرے یہ پاکیزہ کمائی ہے اور دھوکہ سے خالی تجارت پاکیزہ ہے۔ مندرجہ بالا حدیث پاک میں اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے اور دوسرے نیکی والی تجارت کی فضیلت کو بیان کیا وہ تجارت جو کہ دھوکہ سے، جھوٹ سے، جھوٹی قسموں سے مبرا اور پاک ہو اس کی فضیلت بیان کی ہے، اس حدیث میں ایک عجیب نقطہ کو بیان کیا گیا ہے، وہ یہ کہ اکثر طبیعتیں اس بات کو چاہتی ہیں کہ بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے انہیں روزی حاصل ہو جائے اور انہیں کچھ کرنا ہی نہ پڑے نیز اکثر طبیعتیں آسانی کو تلاش کرتی ہیں کہ ایسی جگہ مل جائے جہاں کام تھوڑا کرنا پڑے اور اس کا بدلہ زیادہ حاصل ہو تو ان دونوں قسم کی طبائع پر رد کرنا اس حدیث میں مقصود ہے اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ترغیب دینا مقصود ہے۔ اور دوسری بات یہ بتانی مقصود ہے کہ انسان اپنے ہاتھ سے کام کرے اور دوسرے کی طرف محتاجی کو ظاہر نہ کرے اور تیسری بات یہ بتانی مقصود ہے کہ انسان میں جو سستی کا مادہ ہے اس کو انسان ختم کرے۔

علامہ محمد بن اسماعیل سفانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:۔ والحدیث دلیل علی تقریر ماجبلت علیه الطبائع من طلب المکاسب وانما سئل صلی الله علیه وسلم عن اطیبها احلها وابرکها وتقدیم عمل الید علی البیع المبرور دال علی انه افضل وللعلماء خلاف فی افضل المکاسب قال الماوردیؒ:. اصول المکاسب الزراعة والتجارة والصنعة. وتعصب بما اخرجه البخاری من حدیث المقدام مرفوعاً : ماأکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیه و ان نبی الله داؤد کان یاکل من عمل یدیه۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں، شرح بلوغ المرام۔ص۵۔ج۳)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اکثر طبعیتیں کام کی جگہوں کو طلب کرنے میں بخل سے کام لیتی ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے پاکیزہ کے بارے میں سوال کیا یعنی تجارت کے زیادہ حلال اور زیادہ برکت کے بارے میں پوچھنا مقصود تھا۔ اور ہاتھ کی کمائی کو نیکی والی تجارت پر مقدم کیا، یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہاتھ کی کمائی افضل ہے اور افضل کام میں علماء کرام کی آراء مختلف ہیں، اصل کمائی تجارت زراعت اور کوئی چیز بنانا ہے، مزید فرماتے ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے زیادہ مشابہ بات یہ ہے کہ پاکیزہ کمائی تجارت ہے مزید فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک راجح زراعت ہے، اس لئے کہ زراعت توکل کے زیادہ قریب ہے، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کی پیروی کی ہے وہ حدیث جو حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے کہ سب سے بہترین جو انسان کھائے وہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے اور اللہ تعالیٰ نے حکومت وسلطنت کی عظیم الشان نعمت سے بھی نوازا تھا لیکن پھر بھی وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے نہ کہ حکومت کی آمدنی سے۔

حرام کھانیوالے کی دعا قبول نہیں ہوتی

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَايَقْبَلُ اِلَّا الطَّيِّبُ وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْامِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَارَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِمَدِيْدِهٖ اِلَى السَّمَآءِ يَارَبِّ يَارَبِّ وَمُطْعِمُهٗ حَرَامٌ وَشُرْبُهٗ حَرَامٌ وَيَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغَذِىَ بِالْحَرَامِ فَاَنِّىْ يُسْتَجَابُ لِذَالِكَ ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہیں پاکیزہ چیز ہی کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسی کا حکم دیا جس کا حکم دیا رسولوں کو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے اور نیک کام کرو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمکو دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے کپڑے میلے کچیلے اور غبار آلود ہیں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار حالانکہ اسکا کھانا حرام اسکا پینا حرام اس کا پہننا حرام ہو اسکی دعا کہاں قبول ہوسکتی ہے ،دعا کی قبولیت کیلئے ضروری ہے کہ آدمی کا پیٹ حرام غذاؤں سے پر نہ ہو۔

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرَبَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكَلَ اَحَدُ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مَنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ

عَمَلِ يَدَيْهِ وَ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهُ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَاْكُلُ مِنْ عَمِلِ يَدَيْهِ ۔(بخاری ص۲۷۸/ج۱۔باب کسب الرجل وعمله بيده)تاريخ الكبير للبخاری ص ۴۲۹/ ج۷ (هذا منقول من شرح بلوغ المرام ص۵/ ج۳)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی ایک نے کبھی بھی ایسا کھانا نہ کھایا ہوگا جو کہ بہتر ہو اس (کھانے) سے جو آدمی اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے۔اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔یعنی بہترین کھانا وہ کھانا ہو جو انسان اپنے ہاتھ سے کما کر اور دن رات محنت کر کے حاصل ہونے والی کمائی سے کھائے اور اس کھانے کو مذکورہ حدیث میں سب سے ہلاک کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اللہ پاک دنیا وآخرت میں برکت ختم کر دیتے ہیں، ملاحظہ ہو۔تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے۔(يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰا) يُهْلِكُ وَيُذْهِبُ بِبَرْكَتِهٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. (ص ۵۱،تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ)

رزق حلال کی برکت

حلال روزی پر ایک واقعہ یاد آرہا ہے یوپی کے ضلع مظفر نگر میں ایک مشہور قصبہ ہے کاندھلہ وہاں ایک بہت بڑے عالم تھے مولانا مظفر حسین کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف وکرامات آدمی تھے، ایک دفعہ ہے کہ ایک گاؤں میں گئے دیکھا ایک مسجد بڑی پرانی ہے، صفائی ستھرائی کی اسکے اذان کا وقت ہوا تو اذان دے کر نماز پڑھی، شام میں ایک آدمی آبادہ سمجھ گیا کہ یہ مسافر آدمی ہے کھانا وغیرہ کا انتظام کرنا چاہیے، چنانچہ وہ گھر گیا اور تین روٹیاں لے کر آیا حضرت نے تینوں روٹیاں تناول فرمائیں رات میں جب سوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین دفعہ زیارت ہوئی یہ سوچ کر کہ یہ جگہ بہت بابرکت ہے۔ دوسرے روز پھر اسی جگہ قیام کیا تو اس آدمی نے دوسری

رات دو روٹیاں لاکر دی حضرت نے تناول فرمایا تو اس رات دو دفعہ آپ ﷺ کی زیارت ہوئی تیسرے دن پھر وہیں ٹھہر گئے وہ آدمی تیسری رات ایک روٹی لے کر گیا تو آپ ﷺ کی زیارت ایک دفعہ ہوئی، چوتھے دن اس آدمی نے کہا کہ حضرت اب کہیں اور چلے جایئے کہنے لگے کیوں یہ تو بہت بابرکت جگہ ہے؟ تو اس آدمی نے کہا کہ حضرت میں ایک غریب آدمی ہوں دن بھر محنت مزدوری کرتا ہوں تو میرے کھانے کا بندوبست ہوتا ہے پہلے روز میں آپ کے لئے کھانا لا رہا تھا اپنے حصہ کا تو بیوی نے کہا میرا بھی لیجا کر دیدو، بچے نے کہا کہ میرے حصے کا بھی لے جاؤ، اس طرح تین روٹیاں لایا تھا۔ دوسرے روز اپنا اور بیوی کا حصہ لایا، اور تیسرے روز صرف اپنا حصہ لایا اور اب میرے اندر ہی برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ تو حضرت نے کہا اسی حلال کھانے کی برکت تھی کہ بار بار آپ ﷺ کی زیارت ہو رہی تھی۔

اللہ ہم سب کو حلال رزق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

قیامت کے دن حقوق العباد کیسے ادا ہوں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! دنیا میں کمزوروں کو کتنا ہی ستائے ان پر ظلم کرے ان کی عزت و ناموس پر حملہ کرے مگر قیامت میں ایک ایک شئ کا گن گن کر حساب لیا جائیگا، وہاں ذرا بھی ناانصافی نہیں ہوگی اگر کسی کا ذمہ تھوڑا بھی حق ہوگا تو اس کا بھی بدلہ دلایا جائیگا، حتی کہ اگر سینگ والے جانور نے بلا سینگ والے جانور کو مارا تو قیامت کے دن بلا سینگ

والے جانور کو سینگ دی جائیگی تاکہ وہ اپنا بدلہ لے سکے اور کسی پر ظلم نہیں کیا جائیگا، حقوق دو طرح کے ہوتے ہیں ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد حقوق اللہ میں اگر کچھ کمی بیشی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسکو معاف کر سکتے ہیں مگر حقوق العباد یا تو بندے کے معاف کرنے سے معاف ہونگے یا حقوق ادا کرنے سے۔

قیامت کے روز اللہ کے حقوق (نماز، روزہ، زکوۃ، حج، وغیرہ) کا بھی حساب ہوگا اور حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کا بھی حساب ہوگا دنیا میں جس کسی کا حق مارا ہو یا کسی بھی طرح ظلم یا زیادتی کی ہو سب کا حساب اور فیصلہ ہوگا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ کے حقوق کا مارنا قیامت کے دن کیلئے اس قدر خطرناک نہیں ہے جس قدر بندوں کے حقوق مارنے اور بندوں کو ستانے وظلم کرنے میں خطرہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں، ان کی طرف سے اپنے حقوق کی بخشش کر دینے کی امید کی جاسکتی ہے، لیکن بندے چونکہ حاجتمند ہوں گے اور ایک ایک نیکی سے کام نکلنے اور نجات پانے کی امید ہوگی اس لئے بندوں سے معاف کرنے اور اپنا حق چھوڑنے کی امید رکھنا بیجا ہے۔ قیامت کے روز روپیہ پیسہ مال ودولت کچھ بھی پاس نہ ہوگا، حقوق کی ادائیگی کیلئے نیکیوں کا لین دین ہوگا، اور حقوق کی ادائیگی کا اہتمام اس قدر ہوگا کہ جانوروں نے جو آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کیا تھا اس کا بھی بدلہ دلایا جائے گا۔

نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کر رکھا ہے کہ اس کی بے آبروئی کی ہو اور کچھ حق تلفی کی ہو تو اسے چاہئے کہ آج ہی اس کا حق ادا کر کے یا معافی مانگ کر اس دن سے پہلے حلال کرالیوے جبکہ نہ دینار نہ درہم ہوگا۔ پھر فرمایا اگر اس کے کچھ اچھے عمل

ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے لے لئے جائیں گے اور جس پر ظلم ہوا ہے اس کو دلا دیئے جائیں گے اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لیکر اس ظالم کے سر ڈالدی جائیں گی۔ (بخاری شریف)

قیامت کے روز سب سے بڑا مفلس

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم تو اسے مفلس سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس درہم روپیہ پیسہ اور مال واسباب نہ ہو اس کے جواب میں آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میری امت میں سے (حقیقی) مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوۃ لیکر آئے گا یعنی اس نے نمازیں بھی پڑھی ہوں گی اور روزے بھی رکھے ہوں گے اور زکوۃ بھی ادا کی ہوگی، اور ان سب کے باوجود اس حال میں میدان حشر میں آئیگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی ہوگئی اور کسی کا ناحق مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو بے جا اور ناحق مارا ہوگا اور چونکہ قیامت کا دن انصاف اور صحیح فیصلوں کا دن ہوگا اس لئے اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی کچھ نیکیاں اس حقدار کو دیدی جائینگی اور کچھ اس حقدار کو دیدی جائیں گی۔ پھر اگر حقوق پورا نہ ہونے سے پہلے اسکی نیکیاں ختم ہوجائیں تو حق داروں کے گناہ اس کے سر ڈالدیے جائیں گے پھر اس کو دوزخ میں ڈالدیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن اُنیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ اپنے بندوں کو جمع فرمائے گا جو ننگے بے ختنہ اور بالکل خالی ہاتھ ہوں گے۔ پھر ایسی آواز سے ندادیں گے جسے ہر دور والے اسی

طرح سنیں گے جیسے قریب والے سنیں گے اور اس وقت یہ فرمائیں گے کہ میں بدلہ دینے والا ہوں، میں بادشاہ ہوں، آج کسی دوزخی کے حق میں یہ نہ ہوگا کہ دوزخ میں چلا جاوے اور کسی جنتی پر اس کا ذرا بھی کوئی حق ہو جب تک کہ میں اس کا بدلہ نہ دلا دوں اور آج کسی جنتی کے حق میں بھی یہ نہ ہوگا کہ جنت میں چلا جاوے اور کسی دوزخی پر اس کا ذرا بھی کوئی حق ہو جب تک کہ میں اس کا بدلہ نہ دلا دوں حتی کہ اگر ایک چپت بھی ظلماً مار دیا تھا تو اس کا بدلہ بھی دلا دوں گا۔

قیامت میں نیکیوں کا سکہ چلے گا

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کچھ کام نہ آئیگا اور نہ ہی اسکی طرف سے کوئی شفاعت قبول کی جائیگی اور نہ ہی اسکی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جائیگا اور نہ ہی لوگ مدد کرسکیں گے۔ یعنی دنیا میں جتنی شکلیں مدد اور تعاون کی ہوسکتی ہیں ان میں سے کوئی شکل بھی آخرت میں کام نہ دیگی وہاں تو صرف نیکیوں کا سکہ چلے گا جسکی نیکیاں زیادہ ہونگی وہی سب سے بڑا مالدار ہوگا، جس نے دنیا میں رہ کر اللہ ورسول کے ارشادات وفرمودات پر عمل کیا ہوگا، بندوں کے حقوق کا لحاظ کیا ہوگا، کسی کا حق نہیں مارا ہوگا وہی قیامت میں عیش وآرام کی زندگی بسر کریگا، اسلئے اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ آخرت کے عذاب سے بچ سکیں اور ہمیں راحت وآرام اور سکون واطمینان نصیب ہو اور کون مسلمان اس بات کو پسند نہیں کریگا تو اسکے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی شریعت کے ایک ایک حکم کی پابندی کریں اور کبھی بھی کسی پر ظلم نہ کریں ورنہ قیامت میں ہماری نیکیاں ضائع ہوجائیں گی اور کف افسوس ملنے کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ایک نیکوکار عورت ستر مردوں سے افضل ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

صدر جلسہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں بلا کسی تمہید کے آپ کے سامنے یہ بات عرض کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف مردوں ہی نہیں بلکہ بہت سی عورتوں کو فضیلت ومنقبت کے اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتے ہیں عطا

کرتے ہیں اور اللہ بڑے فضل والے ہیں، اور مردوں میں جتنے بھی اولیاء اللہ گذرے ہیں انکی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ انکی کردار سازی میں ان کو اعلیٰ مقام پر پہونچانے میں ماں ہی اہم رول ادا کرتی ہے، ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوا کرتی ہے اور ایک طویل عرصہ تک بچہ ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے، اس لئے جیسے ماں کے اخلاق وعادات ہوں گے، ایسے ہی بچے کے بھی اخلاق وعادات ہوں گے غرضیکہ ماؤں کی بہت بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں پورے گھر بلکہ معاشرے کی درستگی ماؤں ہی سے وابستہ ہوا کرتی ہے۔

خواتین کے فضائل

اب میں آپ کے سامنے عورتوں کے وہ فضائل بیان کرتی ہوں جو احادیث میں آئے ہیں یا علماء اور اکابرین نے بیان کئے ہیں توجہ سے سماعت فرمائیں۔

● ایک حاملہ عورت کی دو رکعت نماز بغیر حاملہ عورت کی اسّی رکعتوں سے بہتر ہے۔ ● جو عورت اپنے بچوں کو اپنا دودھ پلاتی ہے، اسے اللہ تعالیٰ ایک ایک بوند پر ایک ایک نیکی عطا فرماتے ہیں۔ ● جب شوہر پریشان حال گھر آئے اور اس کی بیوی اس کو مرحبا کہے اور تسلی دے تو اللہ تعالیٰ اس عورت کو ڈیرھ جہاد کا ثوب عطا فرماتے ہیں۔ ● جو عورت اپنے بچے کے رونے سے رات بھر سو نہ سکے اللہ تعالیٰ اس کو بیس غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر دیتے ہیں۔ ● جو شخص اپنی بیوی کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے اور بیوی اپنے شوہر کو رحمت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ● جو عورت اپنے شوہر کو اللہ کے راستے میں بھیجے اور خود گھر میں آداب کی رعایت کرتے ہوئے رہے وہ عورت مرد سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیگی اور ستر ہزار فرشتوں اور جنت کی حوروں کی سردار ہوگی، اس

عورت کو جنت میں غسل دیا جائیگا، اور یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے خاندان کا انتظار کریگی۔ ● جو عورت اپنے بچے کی بیماری کی وجہ سے سو نہ سکے اور اپنے بچے کو آرام دینے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ معاف فرمادیتے ہیں اور اس کو بارہ سال قبول عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ ● جو عورت اپنی گائے یا بھینس کا دودھ بسم اللہ پڑھ کر دوہے وہ جانور اس عورت کو دعائیں دیتا ہے۔ ● جو عورت بسم اللہ شریف پڑھ کر آٹا گوندھے اللہ تعالیٰ اس روزی میں برکت ڈال دیتے ہیں۔ ● جو عورت غیر مرد کو دیکھنے جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجتے ہیں جیسے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے اسی طرح غیر مرد کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ ● جو عورت ذکر کرتے ہوئے جھاڑو دے اللہ تعالیٰ اس کو خانہ کعبہ میں جھاڑو دینے جتنا ثواب عنایت کرتے ہیں۔ ● اگر تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو۔ (بخاری)

● جو عورت نماز اور روزہ کی پابندی کرے، پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرے اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔ (مشکوۃ) ● دو افراد کی نماز سر سے اوپر نہیں جاتی، ایک وہ جو اپنے مالک سے بھاگا ہو، دوسری وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو۔ ● جو عورت کا بچہ پیدا ہوجائے تو اس کے لئے ستر سال کی نماز اور روزے کا ثواب لکھا جاتا ہے اور بچہ پیدا ہونے میں جو تکلیف برداشت کرتی ہے ہر رگ کے درد پر ایک ایک ثواب لکھا جاتا ہے۔ ● اگر عورت بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن کے اندر اندر فوت ہوجائے تو اس کو شہادت کا درجہ عطا ہوگا۔ ● جب بچہ رات کو روئے، ماں بددعا دیئے بغیر دودھ پلائے تو اس کو ایک سال نماز اور روزے کا ثواب ملے گا۔ ● جب بچے کا دودھ پینے کا وقت پورا ہوجائے تو آسمان سے ایک فرشتہ آکر اس عورت کو خوشخبری سناتا ہے کہ اے عورت! اللہ نے تجھ پر جنت واجب کردی۔ ● جب شوہر سفر سے

واپس آئے اور عورت اس کو کھانا کھلائے اور اس دوران اس نے کوئی خیانت بھی نہ کی ہو اس عورت کو بارہ سال نفلی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ ● جب عورت اپنے شوہر کو کہے بغیر دبائے تو اس کو سات تولہ سونا صدقہ کا ثواب ملتا ہے، اگر شوہر کے کہنے پر دبائے تو سات تولے چاندی کا ثواب ملتا ہے۔ ● جس عورت کا خاوند اس پر راضی ہو اور وہ مرجائے تو جنت اس پر واجب ہوگئی۔ ● ایک نیکو کار عورت ستر مردوں سے افضل ہے۔ ● ایک اپنی بیوی کو ایک مسئلہ سکھانا اسیؔ سال عبادت کا ثواب ہے۔ ● عورتیں نامحرم مردوں سے پردہ کریں، باریک کپڑا پہننے والی عورتیں، لوگوں میں خواہش پیدا کرنے والی عورتیں اور غیر مردوں کی جانب خواہش رکھنے والی عورتیں یعنی تکلف اور بناؤ سنگھار سے رہنے والی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھنے کو ملے گی۔ (مسلم)

عورتیں خود شریعت پر عمل پیرا ہوں

عورت کی حسن کرداری اور بدکرداری کا اثر صرف اسی تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے خاندان ومعاشرے پر محیط ہوتا ہے اگر عورت نیک سیرت وکردار کی مالک ہے تو معاشرے کے سدھار کی فکر کرے گی خود اس کی اولاد نیک اور صالح ہوگی خاندان ومعاشرے کی نیک نامی کا ذریعہ ہوگی اور والدین کی وفات کے بعد ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنے گی اور اگر عورت سلیقہ مند نہیں ہے تو خاندان و معاشرے کی اصلاح تو کجا خود اس کی اولاد کی بربادی مقدر ہوگی عورتوں کیلئے جو بڑے بڑے فضائل بیان کئے گئے ہیں وہ یوں ہی نہیں بلکہ ان کی ذمہ داریاں بھی بہت ہیں۔ عورت اگر چاہے تو مرد کی بھی اصلاح کرسکتی ہے اور ماضی میں کتنی ایسی خواتین گذری ہیں جنہوں نے اپنے شوہروں کی اصلاح کی اور ان کی غلط روش مثلاً:

شراب نوشی، قمار بازی وغیرہ جیسی بری عادتوں کو چھڑا دیا مگر یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ عورتیں پہلے خود کو شریعت کا پابند بنائیں، کسی وقت شریعت کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں۔ اور آج کل جو مغربی تہذیب کے دھارے میں مشرقی دوشیزائیں بہنے کو فخر سمجھتی ہیں اس سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

عالم برزخ کیا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ ھُدَاۃِ الدِّیْنِ الْمَتِیْنِ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

صدر جلسہ، اور میری قابل اور لائق احترام معلمات، اور مدرسہ کی جملہ طالبات! میری تقریر کا عنوان ہے۔ ''عالم برزخ کیا ہے'' جو انسان یا جانور دنیا میں آیا ہے اسے اپنے وقت موعود کو پورا کرنے کے بعد واپس جانا ہے اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَاءَ لَا یُؤَخَّرُ جب اللہ کا وعدہ آجائیگا تو وہ ٹل نہیں سکتا خواہ کوئی وقت کا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو، انبیاء کی مقدس ومعصوم جماعت کو بھی موت کے بے رحم پنجے نے لے دبو چا یہی ایک ایسا امر ہے جس پر کسی کو اختلاف نہیں ہر ایک موت کو تسلیم کرتا ہے البتہ موت کے بعد پیش آنے والے حالات و واقعات کے متعلق تو اختلاف پایا جاتا ہے آیا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے یا نہیں، بہر حال ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد ہر انسان کو زندہ ہونا ہے اور اپنے کئے ہوئے کا حساب دینا ہے پھر اسی کے مطابق اسکو جزاء وسزا ہوگی۔

سرور عالم ﷺ کے ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کو گو ہم بظاہر مردہ سمجھتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ زندہ ہوتا ہے گو اسکی زندگی ہماری اس زندگی سے مختلف ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں اسکی ہڈی توڑی جائے۔ ایک مرتبہ سرور عالم ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو ایک قبر سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا دیکھ کر فرمایا کہ اس قبر والے کو تکلیف نہ دے۔ (مشکوۃ) جب انسان مرجاتا ہے تو اس عالم سے منتقل ہو کر عالم برزخ میں پہنچ جاتا ہے خواہ ابھی اسے قبر میں بھی نہ رکھا جائے یا آگ میں بھی نہ جلایا جائے اس میں سمجھ اور شعور ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نعش (چارپائی وغیرہ پر) رکھدی جاتی ہے اور اس کے بعد قبرستان لے جانے کے لئے لوگ اسے اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے کہ مجھے جلد لے چلو اور اگر وہ نیک نہ تھا تو گھر والوں سے کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی، مجھے کہاں لے جاتے ہو۔ (پھر فرمایا) کہ انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے اگر انسان اس کی آواز سن لے تو ضرور بے ہوش ہوجائے۔ (بخاری)

موت کے بعد سے قیامت قائم ہونے تک ہر شخص پر جو زمانہ گذرتا ہے، اس کو برزخ کہا جاتا ہے برزخ کے لغوی معنی پردہ اور آڑ کے ہیں، چونکہ یہ زمانہ دنیا و آخرت کے درمیان ایک آڑ ہوتا ہے اسلئے اسے برزخ کہتے ہیں۔

چونکہ عام انسان اپنے مردوں کو دفن کیا کرتے ہیں اسلئے احادیث شریفہ میں برزخ کی راحت یا عذاب کے بارے میں قبر ہی کے لفظ آتے ہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن انسانوں کو آگ میں جلادیا جاتا ہے یا جو پانی میں بہادیئے جاتے ہیں وہ برزخ میں زندہ نہیں رہتے دراصل عذاب وثواب کا تعلق روح سے ہے، اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اللہ جل شانہ جلے ہوئے ذروں کو بھی جمع کر کے عذاب وثواب دینے

پر قادر ہے، حدیث شریف میں وارد ہے کہ (پہلے زمانہ میں) ایک شخص بہت زیادہ گناہ کئے، جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ کو آدھی خشکی میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں بہا دینا یہ وصیت کر کے اس نے کہا کہ اگر خدا مجھ پر قادر ہو گیا اور اس نے اسکے باوجود بھی مجھے زندہ کر لیا تو مجھے ضرور بالضرور زبردست عذاب دے گا جو میرے علاوہ سارے جہانوں میں سے اور کسی کو نہ دے گا جب وہ مر گیا تو اسکے بیٹوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس نے وصیت کی تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ اس شخص کے جسم کے سارے ذروں کو جمع کر دے، سمندر نے اپنے اندر کے سارے ذروں کو جمع کر دیا اور اسی طرح خشکی کو حکم دیا، اس نے بھی اس شخص کے جسم کے سارے ذروں کو جمع کر دیا، سارے ذرے جمع فرما کر اللہ جل شانہ نے اسے زندہ فرما دیا، پھر اس سے فرمایا کہ تو نے ایسی وصیت کیوں کی؟ اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار تیرے ڈر سے میں نے ایسا کیا اور آپ خوب جانتے ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ (بخاری ومسلم)

حدیث شریف کی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن بندے برزخ میں ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں اور اس عالم سے جانے والے سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے اور فلاں کسی حالت میں ہے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مرنیوالا مرجاتا ہے تو برزخ میں اس کی اولاد اس کا اس طرح استقبال کرتی ہے جیسے دنیا میں کسی باہر سے آنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے، اور حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مرنیوالا مرجاتا ہے تو عالم برزخ میں اسکے عزیز و اقارب جو پہلے مر چکے ہیں اسے گھیر لیتے ہیں اور وہ آپس میں مل کر اس خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو دنیا میں کسی باہر سے آنیوالے سے ملکر ہوتی ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

حضرت قیس بن قبیصہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مومن نہیں ہوتا اسے مردوں سے بات چیت کرنیکی اجازت نہیں دی جاتی، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مردے کلام بھی کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا ہاں، اور ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ (ابن حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ صاحب قبر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس سے مانوس ہوتا ہے یہاں تک کہ زیارت کرنیوالا اٹھ کر چلا جاتا ہے۔ (ابن حبان)

حضرت ام بشر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا مردے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، تیرا بھلا ہو روح مطمئنہ جنت میں سبز پرندوں کی قالب میں ہوتی ہے اب تو خود سمجھ لے کہ پرندے اگر آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں تو روحیں بھی آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔ (ابن سعد)

انسان منتقل ہوتا رہتا ہے

انسان ختم نہیں ہوتا ہے ہاں اسکی جگہیں منتقل ہوتی رہیں گی پہلے ماں کے پیٹ میں پھر دنیا میں پھر عالم برزخ میں پھر عالم جنت یا عالم دوزخ میں۔ اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کیا اور اسی کے لئے ساری کائنات کو وجود بخشا اور ہر چیز اسی کے لئے تیار کی چرند، پرند، درند یا پہاڑ بڑے بڑے سمندر اور اس کے اندر تیرنے والی سینکڑوں قسم کی مچھلیاں اور اکثر جانور یہ سب انسانوں کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ لیکن انسان کو رب کائنات نے محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ میں نے انسانوں اور جناتوں کو محض اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا۔ اب انسانوں کے اوپر لازم اور ضروری ہے کہ کوئی بھی اللہ کی مرضی کے خلاف نہ کریں اور مرنے کے بعد پیش آنے والے حالات کا سامنا کرنے کے لئے آج ہی سے اسکی تیاری کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نیک بندوں کی صفت قرآن میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! دنیا میں بہت ساری مخلوق بستی ہے مگر احکام شرع کا مامور ومکلّف صرف انسان ہی کو بنایا گیا ہے اور اسی کو اشرف المخلوق ہونے کا مقام ومرتبہ بھی عطا کیا گیا۔ روئے زمین پر اللہ کی بہت بڑی مخلوق بھی ہے جو انسان کو ایک لقمہ میں نگل جائے، خشکی میں رہنے والے جانوروں میں سانپ، ہاتھی اور اللہ ہی کو بہتر معلوم ہے کہ کیسی کیسی عظیم الجثہ مخلوق ہے، لیکن کسی کو عقل ودانش کی عظیم نعمت سے نہیں نوازا گیا اور اظہار مافی الضمیر کی بیش قیمت دولت بھی صرف انسان ہی کے حصہ میں آئی اور انسان وجنات ہی کے تعلق

سے ارشاد فرمایا گیا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ اور میں نے انسانوں اور جناتوں کو محض اپنی عبادت ہی کیلئے پیدا فرمایا، کسی اور مخلوق کو عبادتوں کا مکلّف نہیں بنایا گیا۔ البتہ ہر مخلوق اپنے اپنے انداز میں اللہ کی عبادت کرتی ہے ،لوگوں کو ان کی عبادت کا طور وطریقہ معلوم نہیں ہوتا، آخرت میں انسان کے علاوہ دوسری مخلوق سے حساب کتاب نہیں ہوگا صرف انسانوں ہی سے سوال وجواب ہوگا اس لئے زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی عبادت میں گذارنا چاہیے، جو اللہ کا مطیع و فرمانبردار ہوتا ہے دنیا میں بھی اسکی عزت ہوتی ہے اور آخرت میں بھی۔

مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ بانی دارالعلوم دیوبند سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے ساتھیوں میں آپ ہی کا نام کیوں ممتاز ہے؟ فرمایا کہ میں جب قرآن کے سبق میں بیٹھتا تھا تو اپنے آپ کو سمجھا تا تھا کہ یہ میرے خدا کا کلام ہے، میرا خدا مجھ سے کلام فرما رہا ہے، میں غور کرتا تھا کہ مجھ سے میرا خدا کیا کہنا چاہتا ہے؟ اور جب حدیث شریف کے سبق میں بیٹھتا تھا تو یہ تصور کرتا تھا کہ یہ میرے پیارے نبی ﷺ کا کلام ہے آنحضرت ﷺ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ باادب بامراد بے ادب بے مراد، باوضو بیٹھو، اگر کوئی معذوری نہ ہو، جو اسباب علم ہیں جیسے قلم اس کا بھی ادب کرو، حضرت مسیح الامت نور اللہ مرقدہٗ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جب آدمی کو نیک عمل کی توفیق دیدے تو وہ مقبول ہے، اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کلمہ پڑھنے کی توفیق دی، تو ہم سب مقبول ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اللہ تعالیٰ مومنین کا دوست ہے ولی بمعنی ناصر، مددگار، اور ظاہر بات ہے کہ مدد دوست کی

کیجاتی ہے نہ کہ دشمن کی، یہاں آیت میں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ نہیں ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر مومن کا دوست ہے، تو جو توفیق دی وہ دوستی ہی میں دی؟ ہمیں چاہیے کہ ہم اس دوستی کو اور مضبوط کرتے رہیں جوں جوں ہم اللہ تعالیٰ کے مقرب بن جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا مقرب بنا کر انتہائی درجہ صدیقین تک پہنچادے۔ آمین!

اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے

ایک عربی کا مقولہ ہے۔ مَنْ كَانَ اللّٰهُ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا، جب انسان اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گذارے گا تو اسکی دنیا بھی درست ہوگی اسکی آخرت بھی درست ہوگی اور دونوں جگہ سکون واطمینان کی زندگی بسر کرے گا اللہ تعالیٰ نے صاف صاف اعلان فرمادیا: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سن لو! اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ دوسری جگہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، اللہ کا ذکر کرتے رہنا چاہئے اور اس کا ایک معمول بھی بنالینا چاہیے۔

علم پر عمل کرو

تہجد پڑھنے سے مطالعہ کا خوب وقت ملے گا علم میں بہت برکت پیدا ہوگی، دو چار رکعت تہجد کی نماز پڑھ کر مطالعہ کرو، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی معمول تھا، جو پڑھو اس پر اسی وقت عمل کرو، یہ نہ ہو کہ فراغت کے بعد عمل کریں گے، یہ دھوکہ ہے، ہمیں چاہئے کہ جتنے مستحبات ہیں ان پر بھی عمل کریں، پڑھنے کا انداز ایسا ہو کہ صرف مطالعہ نہ ہو بلکہ درسگاہ میں ادب سے بیٹھ کر سننا بھی ہو جس وقت

مدرسہ میں داخلہ لیا جاتا ہے یہ داخلہ اہل مدرسہ سے ایک معاہدہ ہے کہ وقت پر سوئیں گے، وقت پر جاگیں گے، مطالعہ کریں گے، وقت پر نماز پڑھیں گے ہم نے اللہ تعالیٰ سے بھی معاہدہ کیا ہے۔ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی بلی کہہ کر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا قرار کرلیا، اسی بلی پر عمل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا ہے۔ ”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ“ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما لیعبدون کی تفسیر فرماتے ہیں۔ ”لِیَعْرِفُوْنَ“ تو قرآن نازل ہوا ہے ہمیں معرفت نصیب کرنے کے لئے۔

نیک بندے

سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات بیان کی اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع سے چلتے ہیں اور جب جاہلوں سے مخاطب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں سلام اور رات گذارتے ہیں اپنے رب کے سامنے سجدے اور قیام میں اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کا عذاب ہٹا لیجئے۔

نبی کریم ﷺ معصوم تھے بخشے بخشائے تھے پھر بھی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں اتنا طویل قیام کرتے کہ پاؤں مبارک میں سوجن آجاتی اور اتنا طویل سجدہ کرتے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اندیشہ ہونے لگا کہیں آپ علیہ السلام کا وصال تو نہیں ہوگیا اور ہم آپ علیہ السلام کے امتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں رات ودن گناہوں میں ملوث رہتے ہیں۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

گناہوں کی عادت نہ بنائیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! میری تقریر کا موضوع ہے۔ ”گناہوں کی عادت نہ بنائیں“ اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے گوش گذار کرنی ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ گناہ کا ہونا فطرت انسان کے خلاف نہیں، گناہ انسان ہی کرتا ہے فرشتے نہیں کرتے اگر انسان گناہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ دوسری مخلوق پیدا کریگا جو گناہ کریگی پھر اللہ سے توبہ کرے گی اور اللہ اسکی مغفرت کریں گے، البتہ گناہوں کی عادت نہیں ہونی چاہیے حتی الامکان گناہوں سے دور رہنا چاہیے اگر کبھی گناہ ہوجائے تو توبہ کرلینی چاہیے۔ آدمی اگر گناہ کا عادی ہوجاتا ہے تو اس پر بھی توفیق کے دروازے بند ہوجاتے ہیں: کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔ (المطففین ۱۳) ہرگز نہیں بل کہ جو عمل یہ کرتے رہے ہیں، اس نے ان کے دلوں پر زنگ چڑھادیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب انسان نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے چہرے پر رونق، قلب میں نورانیت، رزق میں برکت، بدن میں قوت اور صالحین کے دلوں میں محبت ڈال دی جاتی ہے، اور جب برائی کرتا ہے تو چہرے پر تاریکی، قلب میں ظلمت، بدن میں کمزوری، رزق میں تنگی اور صالحین کے دلوں میں اس کے بارے میں نفرت ڈال دی جاتی ہے۔ (الجواب الکافی: ص۱۰۶)

خطا انسان ہی کرتا ہے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب آدمی کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ بیٹھ جاتا ہے اگر توبہ کرلیتا ہے تو صاف ہوجاتا ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا تو وہ نقطہ برقرار رہتا ہے اور جتنا گناہ کرتا ہے اتنا ہی نقطہ اس کے دل پر بیٹھتا ہے پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اسکا پورا دل سیاہ ہوجاتا ہے اور اس کے دل میں خیر کی کوئی بات نہیں اترتی ہمیشہ برائیوں ہی کی طرف اسکا دل مائل رہتا ہے، اس لئے جیسے ہی کوئی گناہ سرزد ہوجائے فوراً اس سے توبہ کرلینی چاہیے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ ہر انسان گناہ کرنیوالا ہے اور بہتر گناہ گار وہ ہے جو گناہ کرنے کے بعد توبہ کرلے۔ جب نفس وشیطان انسان کے دو دشمن اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں تو گناہ کا ہونا کیا مستبعد ہے، بیماری کا آنا باعث تعجب نہیں البتہ بیماری کے علاج کی فکر نہ کرنا حیرت واستعجاب کا باعث ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ گناہوں سے توبہ کرنیوالا اس شخص کے مانند ہے جس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو، انسان کو گناہوں سے ہر وقت بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔

فضول گوئی بھی انسان کے اندر غفلت پیدا کرتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْقَلْبُ الْقَاسِيْ. (ترمذی) اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ گفتگو مت کیا کرو کیوں کہ ذکر اللہ کو ترک کر کے فضول گوئی سے قلب میں قساوت اور سیاہی پیدا ہوجاتی ہے اور بندوں میں اللہ سے سب سے زیادہ دور وہ ہوتا ہے جس کا دل قساوت زدہ ہو۔

نبی کریم ﷺ بڑے ہی نرم دل آدمی تھے بخشے بخشائے تھے لیکن پھر بھی راتوں رات اللہ کی عبادت میں گذار دیتے اور اتنا روتے کہ ہچکیاں بندھ جاتی تھیں ہر وقت امت کی فکر میں رہتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ لذتوں کو توڑ دینے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کرنا ہے اور کبھی فرماتے ایاک وکثرۃ الضحک اپنے آپکو زیادہ ہنسی سے بچاؤ، زیادہ ہنسی سے انسان کا دل مردہ ہوجاتا ہے حضور اکرم ﷺ کبھی بھی کھل کھلا کر نہیں ہنستے بلکہ آپ مسکراتے تھے اور دیکھنے والا ہر کوئی یہی سمجھتا تھا کہ آپ مجھ سے ہی سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اسلئے کہ آپ علیہ السلام کے اخلاق ہی بہت اونچے تھے۔

رحمت خداوندی سے مایوس مت ہوں

میں گناہوں کے تعلق سے عرض کر رہی تھی کہ گناہ فرشتے نہیں کرتے بلکہ انسان ہی گناہ کرتا ہے اسکا علاج بھی شریعت نے بتلا دیا کہ جب کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ سرزد ہوجائے تو اس سے توبہ کرلیا کریں۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے خالص توبہ کرو۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

جَمِيْعًا اے نبی فرما دیجئے کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے نفسوں پر زیادتیاں کیں اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے، اللہ رب العزت بندوں پر کسی قدر رحیم وکریم ہیں کہ زندگی بھر کوئی شخص شرک و کفر میں مبتلا ہو اللہ کی نافرمانی کررہا ہو ایک بار سچے دل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کردیتے ہیں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ باز آ
این در گہہ مادر گہۂ نا امیدی نیست

اگر سومرتبہ بھی توبہ کرکے توڑ دیئے تو بھی میرے دربار میں آجا میرا دربار ناامیدی کا دربار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو گناہوں سے بچنے اور سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

پڑوسی کی خدمت سے ایمان کی تکمیل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! انسان کا اپنے قریبی رشتہ دار ماں باپ بھائی بہن اور دوسرے افراد کے علاوہ پڑوسیوں کے ساتھ بھی بہت واسطہ پڑتا ہے اگر پڑوسی سے تعلقات اچھے ہیں اور وہ راضی وخوش ہے تو اس کا اثر زندگی پر یقیناً پڑیگا اس سے اپنی بھی زندگی پرسکون گذرے گی اور اگر پڑوسی راضی وخوش نہیں ہے تو اپنی زندگی بھی ناخوشگوار رہے گی اسی لئے شریعت نے

پڑوسیوں کے حقوق بیان فرمائے اور اسکے ادب واحترام کی بڑی تاکید فرمائی ہے یہاں تک کہ پڑوسی کے حسن سلوک کو جزو ایمان قرار دیا گیا اور اسکو جنت میں داخلہ کی شرط قرار دیا گیا اور اللہ اور رسول سے محبت کا معیار بنایا گیا۔

سماجی خدمت کا ایک پہلو پڑوسی ہمسائے کی ضرورت میں کام آنا اور اس کی وقتِ ضرورت نصرت ومدد کرنا ہے، اس کی دیکھ ریکھ کرنا، دکھ درد میں کام آنا، حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت پر تو چاہیے کہ وہ مہمان کی ضیافت کرے، اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت پر تو نہ ایذاء پہنچائے اپنے پڑوسی کو اور جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ اور آخرت پر تو اچھی بات کہے یا چپ رہے۔ (الصحیح البخاری، کتاب الادب باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ جارہ)

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا قسم خدا کی وہ مومن (کامل) نہیں قسم خدا کی وہ مومن نہیں، قسم خدا کی وہ مومن نہیں کہا گیا کون یارسول اللہ؟ فرمایا: جس کے شر سے اس کا پڑوسی مامون نہ ہو۔ (الصحیح البخاری کتاب الادب باب اثم من یامن جارہ بوائقہ یوبقھن یھلکن موبقا مھلکا) ان دونوں حدیثوں سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ پڑوسی کی خدمت کرنا ایمان کامل کے لیے لازمی جز ہے، کوئی بھی شخص اپنے ہمسائے کو ستا کر اور اس کو عسرت وتنگی میں ڈال کر ایمان کے درجۂ کمال تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور نہ روحانیت کا علمبردار ہوسکتا ہے۔

پڑوسی کے حقوق

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قرار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا تو صحابہ آپ ﷺ کے وضو کا استعمال پانی لے لے کر اپنے اوپر ملنے لگے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا تمہارے لئے اسکا کیا باعث اور محرک ہے انہوں نے

عرض کیا کہ بس اللہ ورسول کی محبت، آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: کہ جس کی یہ خوشی اور چاہت ہو کہ اسکو اللہ ورسول کی محبت نصیب ہو یا یہ کہ اس سے اللہ ورسول کو محبت ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ان تین باتوں کا اہتمام کرے۔ بات کرے تو سچ بولے۔ جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو امانت داری کے ساتھ اس کو ادا کرے۔ اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔

پڑوسیوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پڑوسیوں کے حقوق تم پر یہ ہیں کہ اگر وہ بیمار ہوجائے تو اسکی عیادت اور خبر گیری کرو اور اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور تدفین کے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ اور اگر وہ اپنی ضرورت کیلئے قرض مانگے تو شرط استطاعت اس کو قرض دو اور اگر وہ کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اسکو مبارکباد اور اگر کوئی مصیبت پہونچے تو تعزیت کرو اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند مت کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہوجائے اور جب تمہارے گھر کوئی اچھا کھانا پکے تو اسکی کوشش کرو کہ تمہاری ہانڈی کی مہک اس کے لئے اور اس کے بچوں کے لئے باعث ایذا نہ ہو، یعنی اسکا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی مہک اس کے گھر تک نہ جائے الا یہ کہ اس میں سے تھوڑا سا اسکے گھر بھیج دو اگر اس کے گھر بھی بھیج رہے ہیں تو ہانڈی کی مہک اس کے گھر پہونچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک طرف پڑوسیوں کے حقوق دیکھیں دوسری طرف اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور پڑوسیوں کے ساتھ کئے جانے والے سلوک کو دیکھیں کیا ہم صحیح معنوں میں ان حقوق کی پاسداری کرتے ہیں؟ ہمیں قیامت میں جوابدہ ہونا پڑیگا اسلئے اس سے بچنے کا یہی راستہ ہے کہ پڑوسیوں کے حقوق کی پاسداری کریں اور صحیح طور پر ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وہ لوگ جو عذاب قبر سے محفوظ رہیں گے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، ماؤں اور بہنو! دنیا کی زندگی تو جیسے تیسے گذر ہی جائیگی کون ہے جو ہمیشہ تکلیف میں مبتلا رہے یا کون ہے جو ہمیشہ عیش وآرام ہی میں رہے دنیا میں راحت وآرام بھی ہے اور مصیبت و تکلیف بھی، بڑے سے بڑے حالات انسان کے اوپر آتے ہیں سب گذر جاتے ہیں عام طور پر لوگوں کی زندگیاں ساٹھ ستر سال کی ہوتی ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ: کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ دنیا میں اسطرح رہو جیسے کہ تم مسافر ہو، جو آدمی سفر کرتا ہے وہ گھر کا پورا سامان لے کر سفر نہیں کرتا بلکہ اتنی ہی ضروریات لے کر وہ سفر کرتا ہے جو

آسانی سے لے جاسکے اسلئے مومن کو بھی آخرت کی تیاری کرنی چاہیے اور وہاں کے راحت وآرام کا زیادہ خیال کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت۔ قید خانہ میں کون راحت وآرام کی فکر کرتا ہے بلکہ وہ تو ہمیشہ گھر جانے کی فکر میں لگا رہتا ہے اسلئے مومن کو دنیا میں رہکر اصل آخرت کی تیاری کرنی چاہیے اسلئے آخرت کا راحت وآرام دائمی ہے کبھی ختم ہونے والا نہیں۔

سورۂ ملک اور آلم سجدہ پڑھنے والا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک قبر پر خیمہ لگالیا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے، خیمہ میں بیٹھے بیٹھے اچانک دیکھتے کیا ہیں؟ کہ اس میں ایک انسان ہے جو سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا ہے، پڑھتے پڑھتے اس نے پوری سورت ختم کردی۔ یہ واقعہ انہوں نے حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورت عذاب روکنے والی ہے اور اسکو اللہ کے عذب سے بچارہی ہے۔ (مشکوۃ) یہ کوئی بڑی سورت نہیں بلکہ چھوٹی ہی سورت ہے ہر ایک مومن بندہ اس سورت کو یاد کرسکتا ہے اور خاص طور پر سونے کیوقت یہ سورت پڑھ لینی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ عذاب کو دور رکھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بلاشبہہ قرآن میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخشد یا گیا پھر فرمایا کہ وہ سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک ہے۔ (مشکوۃ)

حضرت خالد بن معدان تابعی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک اور سورۂ الم سجدہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کے

لئے قبر میں اللہ سے جھگڑیں گی اور دونوں میں سے ہر ایک کہے گی کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ پرندوں کی طرح اپنے پڑھنے والے پر پر پھیلا دیں گی اور اسے عذاب قبر سے بچالیں گی۔ (مشکوۃ) ان دونوں سورتوں کو عذاب قبر سے بچانے میں بڑا دخل ہے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا آنحضرت سید عالم ﷺ ان دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہ سوتے تھے۔ (مشکوۃ)

فائدہ:۔ جس طرح سورہ الم سجدہ اور سورۂ ملک قبر کے عذاب سے بہت زیادہ بچانے والی ہیں اسی طرح چغل خوری کرنا اور پیشاب سے نہ بچنا دونوں فعل عذاب قبر میں بہت زیادہ مبتلا کرنے والے ہیں۔

پیٹ کے مرض میں مرنیوالا

حضرت سلیمان بن صرور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اس کے پیٹ کے مرض نے قتل کیا اس کو قبر میں عذاب نہ دیا جائے گا۔ (احمد وترمذی) پیٹ کے کئی مرض ہیں، ان میں سے جو بھی موت کا سبب بن جائے اس کو قبر میں عذاب نہ ہوگا ہر ایک کو حدیث شریفہ کا مضمون شامل ہے مثلا استسقاء، ہیضہ، پیٹ کا درد وغیرہ۔

جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنیوالا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرتا ہے اس کو خدا قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ (احمد وترمذی)

رمضان میں مرنے والا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بلاشبہ رمضان کے مہینہ میں مردوں سے قبر کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ (بیہقی)

جو مریض ہوکر مرے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مرض کی حالت میں مرا وہ شہید مرا یا فرمایا وہ قبر کے فتنہ سے بچا دیا جائے گا اور صبح شام اسے جنت کا رزق ملتا رہے گا۔ (مشکوۃ)

مجاہد اور اسلامی سرحد کا محافظ اور شہید

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے پاس شہید کے لئے چھ انعام ہیں (۱) خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخشدیا جاتا ہے اور جنت میں براق کا ٹھکانا ہے وہ اسے دکھایا جاتا ہے۔ (۲) اور وہ قبر کے عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ (۳) اور وہ بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا جو صور پھونکے جانے کے وقت لوگوں کو ہوگی اور (۴) اسکے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک ایک یاقوت دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہوگا۔ (۵) بہتر حورعین اس کے جوڑے کے لئے دی جائیں گی۔ (۶) اور ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ (ترمذی ابن ماجہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اسلامی ملک کی سرحد کی حفاظت ایک

رات و دن کرنا ایک مہینہ کے نفلی روزے رکھنے اور راتوں رات نماز میں ایک ماہ تک کھڑے رہنے سے بہتر ہے اور یہ حفاظت کرنے والا اگر اسی حالت میں مرگیا تو جو عمل وہ کرتا تھا اس کا ثواب اس کے لئے برابر قیامت تک جاری رکھا جائے گا اور اس کا رزق جاری رہے گا جو شہیدوں کے لئے جاری رہتا ہے اور قبر میں فتنہ ڈالنے والوں سے امن میں رہے گا۔ (مشکوۃ شریف، مسلم)

مرنے والے کے پاس سورۂ یٰسین پڑھیں

سورۂ یٰسین کی بھی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اس کو قرآن کا دل قرار دیا گیا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اس سورہ کا نام تورات میں معمہ آیا ہے یعنی اپنے پڑھنے والے کیلئے دنیا و آخرت کی خیرات و برکات عام کرنیوالی اور اس کے پڑھنے والے کا نام شریف آیا ہے اور فرمایا کہ قیامت کے روز اسکی شفاعت قبیلہ ربیعہ کے لوگوں سے زیادہ کیلئے قبول ہوگی، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھی جائے تو اسکی موت کے وقت آسانی ہوجاتی ہے غرضیکہ سورۂ یٰسین کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں خاص طور پر جس کا آخری وقت ہو اور دنیا سے رخصت ہورہا ہے اور سکرات کا عالم ہو جو بڑا ہی مشکل وقت ہوتا ہے شیطان بھی اپنے چیلوں کے ساتھ اسکو بہکانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتا ہے ایسے وقت کلمہ طیبہ اور سورہ یٰسین پڑھنی چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام شفاعت عطا کیا گیا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا افضل وکرم ہے کہ اس نے ہم سب کو ایمان کی دولت عظمٰی سے نوازا اور سب سے عظیم الشان رسول کی امت میں پیدا فرمایا۔ یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑا مقام و مرتبہ عطا فرمایا سارے انبیاء کا سردار بنایا حشر میں جب اولین و آخرین کا اجتماع ہوگا آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک آنیوالی ساری امتیں ایک جگہ اکٹھا ہوں گی لوگ پریشان پھر رہے ہوں گے اپنے فیصلہ کے منتظر ہونگے سب سے پہلے لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور درخواست کریں گے کہ آپ ہمارے باپ ہیں سب سے پہلے انسان ہیں اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے سفارش کرا دیں تو وہ معذرت کر دیں گے اور کہیں گے مجھ سے اللہ

کی ایک نافرمانی ہوگئی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے سوال کرلیا تو میں کیا جواب دونگا، پھر لوگ نوح ﷺ کے پاس آئیں گے ان سے سفارش کی درخواست کریں گے وہ بھی معذرت کردیں گے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اسی طرح مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس سے ہوتے ہوئے نبی آخرالزماں شافع محشر سید الاولین و الاخرین امام الرسل فخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے پاس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ سے سفارش کی درخواست کریں گے اللہ تعالیٰ کا جلال اس دن ایسا ہوگا کہ کوئی بھی شخص بات کرنیکی ہمت نہ کرسکے گا ہمارے پیغمبر ﷺ سجدے میں گر پڑیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد وثنا کریں گے کہ اس سے پہلے کبھی آپ ﷺ نے نہیں کی اسی وقت ہی اس طرح حمد وثنا القا کیا جائیگا پھر ایک طویل سجدے کے بعد ارشاد خداوندی ہوگا فرمائیے کیا بات ہے؟ سوال کیجئے آپ کا سوال پورا کیا جائیگا یہ مقام ومرتبہ صرف حضرت محمد ﷺ کو عطا کیا گیا اور کسی پیغمبر کو یہ مقام حاصل نہ ہوا۔

حضور ﷺ کو امت کی فکر

خلق کے سرور شافع محشر نبی اکرم ﷺ کو رب ذوالجلال نے جہاں تاج ختم نبوت کے ساتھ بے شمار نبوی خصوصیات وامتیازات سے نوازا وہیں اپنے محبوب ﷺ کو شافع روز جزا کے اعلیٰ ترین منصب پر بھی فائز فرمایا، آپ ﷺ نے متعدد مواقع پر اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا ذکر فرمایا ہے خاتم النبین رحمۃ العالمین ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک عظیم المرتبت صحابی رضی اللہ عنہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ مختلف ذاتی صفات کے امتیاز سے ممتاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، شجاعت وبسالت کے اعتبار سے ایک دلاور صف شکن تھے، علم وفضل کے لحاظ سے بھی آسمان ہدایت کے نہایت رخشندہ ستارہ تھے، متعدد غزوات میں آقائے

دوجہاں ﷺ کے قدم بہ قدم رہنے کا شرف رکھتے تھے۔ متعدد سفر کے مواقع پر بھی سرکار دوعالم ﷺ کی معیت کی سعادت سے نوازے گئے۔ وہ ایک مبارک سفر کا ذکر خیر کچھ یوں کرتے ہیں۔

ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کررہے تھے آپ ﷺ نے آخری رات میں ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، ہم میں سے ہر شخص نے اپنے کجاوے پر ٹیک لگالی، میری آنکھ رات کے کسی حصے میں کھل گئی تو میں نے حضور اکرم ﷺ کو کجاوے کے پاس نہ دیکھا۔ مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی اور میں حضور اکرم ﷺ کی تلاش میں چل پڑا، میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھی حضور ﷺ کی تلاش میں سرگرداں پایا، ہم اسی حال میں تھے کہ ہم نے وادی کے اوپر کی جانب سے اس قسم کی آواز سنی جیسے چکی کے پھرنے کی ہوتی ہے۔ ہم اس طرف گئے تو حضور اکرم ﷺ کو (بارگاہ رب العزت میں گریہ وزاری کرتے ہوئے) پایا۔ ہم نے آپ ﷺ کو اپنی پریشانی کا حال سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا، آج رات میرے رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور کہا کہ میرے رب نے آپ ﷺ کو اختیار دیا ہے کہ یا تو اپنی ساری امت کیلئے شفاعت کرنے کا اختیار لے لیں یا آدھی امت کو جنت میں داخل کروالیں، سو میں نے شفاعت کرنے کو پسند کیا (حضرت عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم کیا آپ نے ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل کیا ہے جن کی آپ شفاعت کریں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بیشک تم سب ان لوگوں میں سے ہو جن کی میں شفاعت کروں گا۔ اس کے بعد ہم حضور اکرم ﷺ کی معیت پڑاؤ کی طرف چلے، یہاں تک کہ دوسرے اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچ گئے، دیکھا کہ سب کے سب پریشان اور گھبرائے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے رب کی طرف سے

ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اور کہا کہ شفاعت میں اور اس بات کی اللہ تعالیٰ نے تمہیں اختیار دیا ہے کہ اپنی امت کا نصف جنت میں داخل کراؤں، میں نے شفاعت کرنے کو اختیار کرلیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، ہم آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ اور ہم نشینی کی قسم دیتے ہیں ہمیں بتائیں کس لئے آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو ان میں شامل کیا جن کی آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے؟ پس جب صحابہؓ نے اس بارے میں بہت اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ میری شفاعت امت کے ہر اس فرد کیلئے ہوگی جو اس حالت میں وفات پا گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے کچھ شرک نہ کیا ہو۔

روز محشر سائیہ گستر ہے جو دامان رسولؐ
تاب دوزخ سے ہیں بے پروا فلامان رسولؐ

میں اللہ کا حبیب ہوں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ بیٹھے باتیں کررہے تھے اسی حال میں رسول اللہ ﷺ اندر سے تشریف لاتے ہیں آپ ان لوگوں کے قریب پہونچے تو آپ نے سنا کہ وہ آپس میں یہ باتیں کر رہے ہیں ان میں سے ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ایک دوسرے صاحب نے کہا کہ اور حضرت موسی علیہ السلام کو ہم کلامی سے شرف بخشا پھر ایک اور صاحب نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ مقام ہے کہ وہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں پھر ایک اور صاحب نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کہا (کہ انکو براہ راست اپنے دست قدرت سے بنایا اور ان کو سجدہ کرنیکا فرشتوں کو حکم دیا وہ صحابہ یہ باتیں کررہے تھے) کہ اچانک رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف

لے آئے اور فرمایا کہ میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا اظہار تعجب سنا بے شک ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور بیشک موسی نبی اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور بے شک عیسی روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور بیشک آدم صفی اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور تم کو معلوم رہنا چاہیے کہ میں حبیب اللہ ہوں اور میں یہ بطور فخر نہیں کہتا اور قیامت کے دن میں ہی لِوَاءُ الْحَمْدِ (حمد کا جھنڈا) اٹھانے والا ہونگا آدم اور ان کے سوا سبھی میں اس جھنڈے کے نیچے اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلا وہ شخص ہونگا جو قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں شفاعت کرونگا اور سب سے پہلے جس کی شفاعت قبول کی جائیگی اور میں پہلا وہ شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھلوانے کے لئے اس کے حلقہ کو ہلاؤنگا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے اسکو کھلوا دیگا اور مجھے جنت میں داخل فرمائیگا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے اور یہ بات بھی میں فخر سے نہیں کہتا اور بارگاہ خداوندی میں والین و آخرین میں سب سے زیادہ میرا اکرام واعزاز ہوگا اور یہ بھی میں فخر سے نہیں کہتا، واللہ اکبر اتنے فضائل ومناقب ہونے کے باوجود ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا یہ حال کہ ذرا بھی تکبر نہیں بلکہ تواضع کے پیکر ہیں اللہ تعالیٰ صحیح معنوں میں حضور اکرم ﷺ کا اتباع نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

موت کے وقت
کفار اور مشرکین کو عذاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ہر ایک کو دنیا سے جانا ہے کوئی بھی ہمیشہ رہنے کیلئے نہیں آیا اور مرنے کے بعد پیش آنے والے اچھے برے احوال سے دوچار ہونا ہے یہ دنیا تو امتحان گاہ ہے یہاں جو کچھ اچھا یا برا کام کریں گے اس سلسلے میں باز پرس اللہ کی طرف سے نہیں ہوتی بالکل ایسے ہی جیسے ہم امتحان ہال میں مختار ہوتے ہیں، جوابات صحیح لکھیں یا غلط بہر حال ہم پر کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی لیکن بعد میں پھر ہم کو کوئی اختیار نہیں ہوتا کہ بلکہ ممتحن ہمارے

جوابات صحیح لکھنے کی بنیاد پر کامیاب کرے گا اور غلط لکھنے کی بنیاد پر ناکام کردیگا اسی طرح دنیا میں جو چاہیں کریں آخرت میں سب حساب دینا پڑیگا جیسے ہی آنکھیں بند ہوں گی سارا کیا دھرا معلوم ہو جائیگا دنیا میں تو اللہ تعالیٰ نے کافروں کو بھی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے جو رات دن اللہ کی سرکشی کرتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں سے زیادہ ہی مال و دولت سے نوازا ہے اس لئے دنیا ہی میں ان کے لئے راحت و آرام ہے حدیث میں آتا ہے دنیا کافر کیلئے جنت ہے اور مومن کیلئے قید خانہ، کافر پر مرتے ہی احوال آخرت شروع ہو جاتے ہیں۔

جب کافر بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے کو ہوتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے اسکے پاس آتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں اور اس کے پاس اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ اے خبیث جان اللہ کی ناراضگی کی طرف نکل ملک الموت کا یہ فرمان سن کر روح اس کے جسم میں ادھر اُدھر بھاگی پھرتی ہے، لہٰذا ملک الموت اس کی روح کو جسم سے اس طرح نکالتے ہیں جیسے بوٹیاں بھوننے کی سیخ بھیگے ہوئے اون سے صاف کی جاتی ہیں (یعنی کافر کی روح کو جسم سے زبردستی اس طرح نکالتے ہیں جیسے بھیگا ہوا اون کانٹے دار سیخ پر لپٹا ہوا ہو اور اس کو زور سے کھینچا جائے) پھر اسکی روح کو ملک الموت اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے پل جھپکنے کی برابر بھی ان کے پاس نہیں چھوڑتے، حتیٰ کہ فوراً ان سے لے کر اس کو ٹاٹوں میں لپیٹ دیتے ہیں جو ان کے پاس ہوتے ہیں اور ان ٹاٹوں میں سے ایسی بدبو آتی ہے جیسی کبھی کسی بدترین سڑی ہوئی مردہ نعش سے روئے زمین پر بدبو پھوٹی ہو، وہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی

پہنچتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث روح ہے؟ وہ اس کا برے سے براوہ نام لیکر کہتے ہیں جس سے وہ دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے حتیٰ کہ وہ اسے لیکر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے **لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ** (سورہ اعراف:۴۰) ان کیلئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے اور نہ وہ کبھی جنت میں داخل ہوں گے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ چلا جائے (اور اونٹ سوئی کے ناکے میں جانہیں سکتا لہٰذا وہ بھی جنت میں نہیں جاسکتے)۔

پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اس کو کتاب سجین میں لکھدو جو سب سے نیچی زمین میں ہے چنانچہ اس کی روح (وہیں سے) پھینک دی جاتی ہے پھر حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِىْ بِهِ الرِّيْحُ فِىْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ** (سورہ حج:۳۱) اور جو شخص اللہ کیساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اسکی بوٹیاں نوچ لیں یا اس کو ہوا نے دور دراز جگہ میں لیجا کر پھینک دیا پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دیجاتی ہے اور اس کے پاس دوفرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں! پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ شخص کون ہیں؟ جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں جب یہ سوال وجواب ہو چکتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اس کے لئے دوزخ کا دروازہ کھول دو، چنانچہ دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور دوزخ کی تپش اور سخت

گرم لو آتی رہتی ہے اور قبر اس پر تنگ کردی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں بھچکر آپس میں ادھر کی ادھر چلی جاتی ہیں اور اس کے پاس ایک شخص آتا ہے جو بدصورت اور برے کپڑے پہنے ہوئے ہوتا ہے اسکے جسم سے بری بدبو آتی ہے وہ شخص اس سے کہتا ہے مصیبت کی خبر سن لے، یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ کہتا ہے تو کون ہے؟ واقعی تیری صوبت اسی لائق ہے کہ تو بری خبر سنائے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا برا عمل ہوں، یہ سن کر وہ (اس ڈر سے کہ میں قیامت میں یہاں سے زیادہ عذاب میں گرفتار ہونگا) یوں کہتا ہے کہ اے رب قیامت قائم نہ کر۔ (مشکوۃ)

ایک روایت میں ہے کہ جب مومن کی روح نکلتی ہے تو آسمان وزمین کے درمیان کا ہر فرشتہ اور وہ سب فرشتے جو آسمان میں ہیں سب کے سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں، اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں۔ اور ہر دروازے والے فرشتے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ہماری طرف سے لے کر چڑھایا جائے اور کافر کے بارے میں فرمایا کہ اس کی جان رگوں سمیت نکالی جاتی ہے، اور آسمان وزمین کے درمیان کا ہر فرشتہ اور وہ سب فرشتے جو آسمان میں ہیں سب کے سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور ہر دروازے والے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ہماری طرف سے لیکر نہ چڑھایا جائے۔ (مشکوۃ)

ایمان بہت بڑی دولت ہے

موت کے وقت کفار کو سخت تکالیف پیش آتی ہے اور انکی روح جسم سے اس طرح نکالی جاتی ہے جس طرح روئی کو کانٹے میں پھنسا دیا جائے پھر اس کو نکالی جائے ظاہر ہے وہ روئی آسانی سے نہیں نکل سکتی ہے یہی حال کفار کا ہے اور پھر جب

روح جسم سے نکل گئی اس کے بعد تو پریشانیوں کا دور شروع ہوتا ہے اسی لئے حدیث میں فرمایا گیا دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے اللہ کا کتنا بڑا فضل و کرم ہے جس نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں جب تک زمین پر کوئی ایک بندہ بھی اللہ کا نام لینے والا زندہ رہے گا اللہ تعالیٰ پوری دنیا کے نظام کو چلاتے رہیں گے اور جس دن زمین پر کوئی بھی ایمان والا باقی نہیں رہیگا اللہ تعالیٰ پوری دنیا کو ختم فرمادیں گے اس لئے ہم کو ایمان کی قدر کرنی چاہیے جو بلا کسی محنت و مشقت کے ہم کو مل گیا صحابہ کرام نے ایمان کیلئے بڑی قربانیاں دی ہیں قوم کے لوگوں نے انہیں زدوکوب کیا انکو مارا اور پیٹا شدید تکالیف پہونچائیں مگر پھر بھی ایمان پر جمے رہے ہر وقت اللہ تعالی سے خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے رہنا چاہیے، دنیا کی تکلیف تو ایک دن ختم ہوکر رہے گی، نہ دنیا ہمیشہ باقی رہے گی اور نہ دنیا کی کوئی چیز باقی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام پر قائم رکھے اور جب آخری وقت آئے تو زبان پر کلمہ جاری فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام نے وسعتِ قلبی کی تعلیم دی ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَاۤ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! تاریخ شہادت دیتی ہے کہ اسلام زور اور طاقت کے بل بوتے نہیں بلکہ عمدہ اخلاق اور بلند کردار کے ذریعہ ہی پھیلا لوگ اسکی تعلیم سے متاثر ہوکر اسلام کی طرف مائل ہوا کرتے تھے اور واقعتاً پیغمبر اسلام کی تعلیمات ہیں ہی ایسی کہ لوگ اسکی طرف کشاں کشاں چلے آتے ہیں۔ البتہ ہم مسلمانوں کے اعمال و کردار کیوجہ سے لوگ اسلام سے دور ہورہے ہیں اور اس طرح اسلام کا نقصان ہورہا ہے گویا ہم ہی اسکے لئے رکاوٹ ثابت ہورہے ہیں اور دخول اسلام سے لوگوں کو منع کررہے ہیں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اخلاق کو اتنا بلند کیا اور لوگوں کے ساتھ معاملات کو ایسا صاف ستھرا

رکھا کہ لوگ ان کو دیکھ دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے آج بھی جو لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں وہ اسلامیات کا مطالعہ کر کے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی سیرتوں سے متاثر ہو کر نہ کہ مسلمانوں کو دیکھ کر جن کے اخلاق غیروں سے بھی بدتر ہیں اور اسلامی تعلیمات کے بالکل مخالف ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے اخلاق تو بہت بلند تھے غیروں کے ساتھ بھی وسعت قلبی کا مظاہرہ کیا۔

وفد نجران مسجد نبوی میں

وفد نجران جب مدینہ میں محمد ﷺ کے پاس آیا تو بعد نماز عصر وہ مسجد کے اندر آئے تو ان کی بھی عبادت کا وقت ہو گیا۔ وہ آپ ہی کی مسجد میں عبادت کرنے لگے تو لوگوں نے ان کو روکنا چاہا تب ہی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو، بالآخر انہوں نے مشرق کا رخ کر کے اپنی عبادت ادا کی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو کے بدلے گروی رکھی ہوئی تھی۔ (متفق علیہ) اپنے اہل وعیال کے خرچ کے لیے یہ معاملہ آپ ﷺ نے کیا تھا۔ حضرت محمد ﷺ نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ رہنے والے ذمیوں کا اچھی طرح خیال رکھنے کا حکم فرمایا تھا، چنانچہ ان میں سے کوئی نان ونفقہ کا محتاج ہوا تو مسلمان یہ ذمہ داری ادا کریں گے اور حکومت مسلمان اور ذمی میں سے محتاج لوگوں کے تئیں ذمہ دار ہوگی اور ان کے لائق سامانِ معیشت سے ان کی اور انکے اہل وعیال کی کفالت کرے گی۔ کیوں کہ وہ مسلم حکومت کی رعایا ہیں اور یہ ان کے تئیں جوابدہ ہے

محمد ﷺ نے فرمایا: كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (متفق علیہ) تم سب نگراں ہو اور ہر کوئی اپنے ماتحت لوگوں کے تئیں جوابدہ ہے خلیفہ ثانی حضرت عمر

بن خطاب رضی اللہ عنہ عیسائی کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے، جو جذام (کوڑھ) میں مبتلا تھی، تو انہوں نے حکم دیا کہ سب کو صدقات دیئے جائیں اور پریشانی و کبرسنی میں اور حالت محتاجگی میں ان کو وظیفہ دیا جائے۔

آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر ہیں

ایک دفعہ ایک یہودی حضور اکرم ﷺ کے پاس آرہا تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ یہودی ایسا ایسا ہے جب وہ قریب آیا تو بڑے عمدہ اخلاق سے آپ پیش آئے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا رسول اللہ ابھی تو اس کے بارے میں ایسا فرما رہے تھے اور جب آپ کے پاس آیا تو بہتر اخلاق سے پیش آئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا عائشہ بہت ہی برا ہے وہ آدمی جس سے لوگ اس وجہ سے دور ہوتے ہوں کہ اسکے اخلاق اچھے نہیں ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر ایک سے اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہیے قرآن آپ کی تعریف کرتا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ بے شک آپ اخلاق کے اعلی معیار پر فائز ہیں۔ فتح مکہ کے موقعہ پر لوگوں نے آپ علیہ السلام کے عظیم اخلاق کا مشاہدہ کیا اپنی جانی دشمنوں کو بھی معاف کر دیا اس وقت جاں نثار صحابہ کرام کی تعداد دس ہزار تھی صرف ایک اشارہ اگر آپ فرما دیتے تو مکہ کا ایک فرد بھی زندہ نہ رہتا پوری قوت وطاقت اور اختیار کے باوجود بھی آپ علیہ السلام نے فرمایا۔ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءَ آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔ غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو کثیر مقدار میں مال غنیمت ہاتھ آیا تو آپ ﷺ نے بہت سے لوگوں کو سو سو اونٹ عطا کیئے اور کبھی بھی اپنی ذات کیلئے کسی سے بدلہ نہیں لیا بس یہی فکر دامنگیر رہتی تھی کہ کس طرح امت راہ راست پر آجائے اور

جہنم سے بچ کر جنت میں چلی جائے مگر اس کیلئے تشدد کا راستہ اختیار نہیں کیا کہ لوگ اسلام قبول کرنے کیلئے مجبور ہوں بلکہ اپنے بلند اخلاق اور اعلی کردار کو پیش کیا کسی اردو شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

آج ہم کو بھی وہی اخلاق کریمہ اپنانے کی ضرورت ہے جب تک نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت کو زندہ کرنیوالے نہیں بن جایں گے اور ہر ایک سے عمدہ اخلاق سے پیش نہیں آئیں اسوقت ہم صحیح معنوں میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بھیک مانگنا
دوزخ کے انگارے جمع کرنا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صداحترام معلمات، عزیزہ طالبات! قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی آیت میں نے پڑھی ہے۔ جس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ مانگنے والوں کو نہ جھڑکیں یعنی جو کچھ اللہ تعالی نے آپ کو عطا کیا ہے اس میں سے مانگنے والوں کو ضرور دیا کرو اور اگر آپ کے پاس وہ چیز نہیں ہے تو بہر حال اس کو جھڑکیے نہیں بلکہ اچھے انداز میں اس سے معذرت کر دیجئے اسکی دل آزاری مت کیجئے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ

شریعت نے جہاں سائل کو عطا کرنیکی تاکید اور جھڑکنے سے منع کیا ہے وہیں سوال کو بھی ناپسند کیا ہے اور مانگنے والوں کیلئے بڑی سخت وعیدیں بیان فرمائی ہیں فرمایا۔ اَلسُّوَالُ ذِلٌّ سوال کرنا ذلت ہے معاشرے اور خاندان کے لوگ بھی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتے جو لوگوں سے مانگتا پھرے۔

گداگری عام ہوتی جارہی ہے

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے لوگوں سے مانگنے کی عادت ہو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا۔

آج کے دور میں جس طرح دوسری بے شمار برائیاں روز بروز بڑھ رہی ہیں اس طرح گداگری کا مرض بھی دن بدن بڑھ رہا ہے مسلمانوں کے صدہا خاندان ایسے ہیں جنہوں نے گداگری کو اپنا پیشہ بنالیا ہے ایسے بھکاریوں کے لیے یہ حدیث تازیانہ عبرت ہے کہ جو لوگ بلاضرورت لوگوں سے مانگنے کے عادی ہیں وہ حشر کے میدان میں اس طرح آئیں گے کہ ان کے چہروں پر ذلت وخواری کے آثار ہونگے، ہڈی اور کھال کے سوا گوشت کا نام ونشان نہیں ہوگا جیسے دنیا میں بھکاریوں کا منہ چھپا نہیں رہتا لوگ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ بھکاری ہے اسی طرح قیامت کے دن بھی اسے لوگوں کے سامنے یوں لایا جائے گا کہ محشر والے دیکھتے ہی پکار اٹھیں گے کہ یہ پیشہ ور بھکاری ہے۔

مشقت کی روزی میں برکت

معمولی سے معمولی کام کرنا اور تھوڑے پیسوں کے لئے بہت سی مشقت اٹھانا بھیک مانگنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کیونکہ بھیک مانگنے سے انسان کی عزت چلی جاتی

ہے اور مال میں برکت بھی نہیں ہوتی مگر محنت سے عزت بھی رہے گی اور مال میں برکت بھی ہوگی۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی پر اگر مشکل آپڑے تو وہ اپنی رسی لے اور لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لادے اور اسے بازار میں فروخت کرے یہ لوگوں سے بھیک مانگنے سے بہتر ہے، کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بچالے گا۔

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اگر کسی بڑے آدمی پر کوئی مصیبت آپڑے جس کی وجہ سے اس کا مال برباد ہوجائے تو محنت اور مشقت کرنے میں شرم محسوس نہ کرے کیونکہ محنت کرنا سنت نبوی ﷺ ہے، حضور ﷺ خود اپنے ہاتھوں سے معمولی سے معمولی کام خود کرلیا کرتے تھے۔

اپنی مجبوری اللہ کے سامنے پیش کرے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جسے فاقہ آجائے اور وہ اسے لوگوں کے سامنے پیش کرے تو اس سے اس کا فاقہ دور نہیں ہوگا اور جو اسے اللہ کے سامنے پیش کرے گا تو اللہ اسے بہت جلد غنی کردے گا۔

اس ارشاد نبوی ﷺ سے پتہ چلا کہ جو شخص اپنی غریبی کی شکایت لوگوں سے کرتا پھرے گا اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مانگنا شروع کردے گا اسکا انجام یہ ہوگا کہ اسے بھیک مانگنے کی عادت پڑ جائے گی جس میں برکت نہیں ہوگی، اس طرح وہ ہمیشہ فقیر ہی رہے گا اور جو شخص اپنی غربت لوگوں سے چھپائے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگے اور حلال پیشے کی کوشش کرے تو رب تعالیٰ اسے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچائے گا اور اپنے فضل سے اسکی حاجت پوری کردے گا۔

تندرست کا سوال کرنا

جو شخص تندرست ہو اور بقدر حاجت اس کے پاس مال ہو ایسے شخص کے لیے مانگنا حلال نہیں۔ ترمذی شریف میں حضرت حبش سے روایت ہے کہ جمعۃ الوداع کے موقع پر جب حضور ﷺ میدان عرفات میں قیام فرماتے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب مال اور صاحب قوت جس کے اعضا سالم ہوں اس کو سوال کرنا حرام ہے، اگر وہ دولت جمع کرنے کے لئے سوال کرتا ہے تو قیامت کے دن اس کا چہرہ ایسا ہوگا جیسے جانوروں نے اسے نوچ کھایا ہو اور دوسری جگہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مال بڑھانے کے لئے بھیک مانگے تو وہ انگارے جمع کرتا ہے اب چاہے کم کرے یا زیادہ یعنی جو شخص بقدر حاجت مال رکھتا ہو صرف مال کی زیادتی کے لئے مانگتا پھرے۔ وہ گویا دوزخ کے انگارے جمع کر رہا ہے کیونکہ یہ مال دوزخ میں لے جانے کا سبب ہے۔

ایک انصاری صحابی کا واقعہ

آج بھکاریوں کی اکثریت ایسی ہے جن میں صحتمند نوجوان ہیں جن کی مالی حالت کسی سے کم نہیں ہے مگر گداگری کو آسان پیشہ سمجھ کر مختلف روپ بدل کر مانگتے پھرتے ہیں ایسے بھکاریوں کو اپنے نبی ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے سبق حاصل کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری مسلمان جو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آ کر سوال کرنے لگا آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے گھر میں کچھ ہے تو انصاری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ایک کمبل ہے جس کا کچھ حصہ ہم بچھا لیتے ہیں اور کچھ حصہ اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی

پیتے ہیں فرمایا وہ دونوں میرے پاس لے آؤ وہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوا، آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں ہاتھ میں لے کر فرمایا انہیں کون خریدتا ہے ایک شخص نے عرض کیا ایک درہم میں یہ چیزیں میں لیتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اس سے زیادہ قیمت پر کون لیتا ہے، ایک صاحب بولے میں دو درہم میں لیتا ہوں آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں اسے دے دیں اور دونوں درہم انصاری کو دیتے ہوئے فرمایا کہ ایک درہم کا کھانا اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید لو اور کلہاڑی لیکر میرے پاس آؤ۔ وہ کلہاڑی خرید کر حضور ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کلہاڑی میں دستہ ڈالا اور فرمایا جاؤ جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن سے پہلے میرے پاس نہ آنا۔ وہ انصاری اس طرح لکڑیاں کاٹتا اور بیچتا رہا اور جب وہ پندرہ دن بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم کی پونجی تھی جس سے اس نے کھانا اور کپڑا خرید لیا، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے یہ محنت کا طریقہ اس بات سے بہتر ہے کہ سوال کی ذلت قیامت کے دن تیرے چہرے پر داغ دھبے کی صورت میں ظاہر ہو۔

رزق مل کر رہے گا

بعض دفعہ روزی کے حصول میں ناکامی یا تاخیر محسوس ہو تو اس سے انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہیے کیونکہ رزق کی جو مقدار اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے لئے مقرر فرمائی ہے وہ بہرحال اسے مل کر رہے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھی خدا کے مقرر کردہ رزق کو حاصل کئے بغیر موت کا لقمہ نہ بنے گا سنو اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور رزق کے حاصل کرنے میں جائز ذرائع کام میں لاؤ، رزق

کے حصول میں تاخیر تمہیں ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر آمادہ نہ کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہی سب کچھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس حدیث پاک سے پتہ چلتا ہے بعض دفعہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے بھی بظاہر خوش رہتا ہے لیکن یہ دراصل خدا کی طرف سے مہلت ہوتی ہے جس کے بعد خدائی عذاب کا تازیانہ برستا ہے۔ اصل خوشحالی اور راحت وسکون وہ ہے جو خدا کی اطاعت کرتے ہوئے رزق حلال سے حاصل ہو۔

حضرت امام! ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یہ دعاء مانگا کرتے تھے الٰہی جس طرح تو نے میرے چہرے کو غیر کے سجدے سے بچایا ہے اسی طرح میرے منہ کو دوسرے سے مانگنے کی لعنت سے بھی بچا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے بھکاریوں کو محنت ومشقت کر کے رزق حلال کمانے کی توفیق عطا فرمائے اور مسلم معاشرے کے اندر بھیک مانگنے کی جو بری رسم رائج ہوگئی ہے جس کی وجہ سے معاشرہ رسوائی وبدنامی کا شکار ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائے اور اپنی محنت کی کمائی سے حلال روزی کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

خواتین کی تعلیم کا باقاعدہ اہتمام فرمایا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ وَطَھَّرَکِ وَ اصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! خاندان ومعاشرے کی اصلاح ودرستگی بلکہ یہ کہیے کہ اسلامی معاشرہ بنانے کیلئے عورتوں کا دینی تعلیم سے واقف ہونا بہت ہی ضروری ہے، اب دن بدن عورتوں میں بے دینی پیدا ہوتی جارہی ہے حتیٰ کہ دین کی اہم اور ضروری باتوں کا بھی بہت سی عورتوں کو علم نہیں ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی تعلیم کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے دور نبوت میں صحابیات بڑے شوق سے دین کا علم حاصل کرتی تھیں بہت سی عورتیں

قرآن کی حافظہ اور احادیث کی بڑی راویہ گذری ہیں صحابہ کرام بھی بعض دفعہ عورتوں سے مسائل دریافت کیا کرتے تھے احادیث کی بڑی بڑی کتابوں میں بھی عورتوں کے نام آتے ہیں جنہوں نے حدیثیں روایت کرنیکی عظیم الشان خدمات انجام دیں۔

معاشرے کی اصلاح میں عورتوں کا کردار اہم ہوسکتا ہے

دین اسلام نے قرآن پاک و احادیث نبوی ﷺ کے ذریعہ معاشرتی خدمت واصلاح کی ذمہ داری مردوں کیساتھ ساتھ خواتین پر بھی عائد کی ہے اور معاشرتی اصلاح کے لیے ذرائع بھی واضح طور پر بیان کیے ہیں بچوں کی تربیت یتیموں، بیواؤں کے ساتھ ہمدردی ان کے مال کا تحفظ، مسکینوں محتاجوں کی مدد کرنا، زکوۃ وصدقات کے ذریعہ دولت کی منصفانہ تقسیم کر کے غرباء کو اس میں حصہ دار بنانا سماجی خدمت وتربیت اصلاح کے وہ ذرائع ہیں جو یقیناً خواتین بہتر طور پر انجام دے سکتی ہیں کیونکہ اسلام ان پر روزگار کا بوجھ نہیں ڈالتا، نیز خواتین محبت وشفقت، نرم دلی ورحم دلی سے پیش آسکتی ہیں، یہ عفت وپاکیزگی کا نمونہ ہوتی ہیں، اصلاح کے لیے یہی لازمی خصوصیات وشرائط ہیں جو ایک مصلح میں ہونی چاہئیں۔ یہ کام صبر وتحمل مانگتا ہے جو مردوں کے مقابلہ میں خواتین کو دینے کی سفارش کی جاتی ہے۔

موجودہ دور میں خواتین معاشرہ کی اصلاح صرف اسی صورت میں کرسکتی ہیں کہ وہ زیور تعلیم سے آراستہ ہوں اور دین کی اشاعت کا فریضہ بھی ادا کریں جو عین تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق ہو۔ دین اسلام کے ابتدائی دور کی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے جس میں خواتین اور خود امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سنبھالی اشاعت دین میں اہم کردار ادا کیا۔ معاشرتی اصلاح اور خدمت کا فرض انجام دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علوم قرآنی، فقہ اور انساب عرب وادب عرب پر مہارت رکھتی تھیں اور بچوں ولڑکوں کی تعلیم وتربیت کے لیے آپ نے مدرسہ قائم کیا تھا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی بچوں، خواتین اور لڑکوں کے لیے باقاعدہ مدرسہ قائم کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خواتین کی تعلیم کا باقاعدہ اہتمام فرمایا تھا اور ہفتہ میں ایک دن مسجد نبوی ﷺ میں خواتین تعلیم حاصل کر کے گھر اور معاشرہ کی اصلاح کا فرض انجام دیتیں اور زمانہ نے دیکھا کہ خواتین نے یہ ذمہ داری خوب نبھائی، بعض خواتین کے کارنامے تاریخ کے صفحات میں سنہرے حروف سے لکھے ہوئے ہیں، خواتین نے اپنے آپ کو بہترین منتظم ومصلح اور گفتار وکردار کا غازی ثابت کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہر سال حج پر تشریف لے جاتیں، پہاڑوں کے درمیان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ نصب ہوتا تشنگان علم جوق در جوق دور دراز مقامات سے آکر حلقۂ درس میں شریک ہوتے، مسائل پیش کرتے اور اپنے شبہات کا ازالہ چاہتے، تابعین میں اسی عہد کے تمام علمائے حدیث جوان کے خوشہ چیں تھے ان میں اڑتالیس عورتیں تھیں۔ (سیرۃ عائشہ، ص ۳۱) یہ بانگ دہل دنیا والوں نے کہا کہ عورت بھی اللہ تعالیٰ کی ایسی ہی مخلوق ہے جیسے زندگی کے میدان میں اس کی بھی وہی حیثیت ہے جو مرد کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو ایک مرد کو چنانچہ سورہ نساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لوگو! اپنے رب تعالیٰ سے ڈرو جس نے تم کو ایک ہی متنفس سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔

ایک اور جگہ فرمایا عورتوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرو۔مزید فرمایا وہ تمہارے لباس ہیں اور تم ان کے لیے یعنی جس طرح لباس عریانی سے بچاتا ہے سردی گرمی کے مضر اثرات سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح عورت مرد کے لیے لباس کا درجہ رکھتی ہے وہ اس کی زندگی کی رفیق بھی ہے اور دل ودماغ کے لیے راحت کا سامان بھی۔ وہ اس کے گھر کا انتظام بھی کرتی ہے اور افکار دنیاوی میں غمگساری کا فرض بھی انجام دیتی ہے،اس لیے جس طرح لباس کے رکھ رکھاؤ اور زیب وزینت کا خیال رکھا جاتا ہے اسی طرح عورتوں کا خیال رکھو، جو کچھ تم کھاؤ وہ اسے کھلاؤ جو تم پہنو وہ اسے پہناؤ اور اس کے چہرے پر نہ مارو۔(ابوداؤد)

عورت کو یہ مقام ومرتبہ صرف اسلام ہی نے عطا کیا معاشرے میں عزت سے زندگی گذارنے کا سلیقہ عطا کیا اور مردوں جیسے حقوق عورتوں کو بھی دیئے یہ بہت بڑا احسان ہے عورتوں پر اسلام کا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

ارشاداتِ رسول ﷺ پر عمل کیجیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! ہماری کامیابی وکامرانی نبی کریم ﷺ کی سیرتوں پر عمل کرنے میں ہے جب تک ہم صحیح معنوں میں سیرت نبوی پر عمل پیرا نہیں ہوں گے اس وقت تک سچے پکے مسلمان نہیں ہو سکتے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اتباع رسول کو محبت خداوندی کا معیار قرار دیا۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (ال عمران:۳۱) اے حضور ﷺ فرمادیجیے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری

اتباع کرو اللہ تم کو پیار کریگا اور تمہارے گناہوں کو معاف کریگا۔ اسلئے کوئی شخص یہ چاہے کہ اتباع سنت کے بغیر اللہ تک پہونچ جائے یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

بیس جواہرات

تم ہو آپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم
تم خطا کار و خطا بیں، وہ خطا پوش کریم

خیال آیا کہ طائف کے بے کسی مسافر، میدان بدر کے عریش کے نیچے بلک بلک کر دعا کرنے والے اور غزوۂ خندق کے موقع پر بھوک سے بے تاب ہو کر پیٹ پر پتھر باندھ کر خندق کی کھدائی کرنے والے آقائے نامدار کے کچھ فرمودات نقل کروں کہ شاید ہمارے دل پر چوٹ لگے اور ان کی روشنی میں اپنی زندگیوں میں تبدیلی لانے کا خیال آئے اور اپنی بگڑی بنانے کی فکر پیدا ہو جائے، جو آپ ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا

● مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اپنے بھائی پر نہ خود ظلم کرتا ہے، نہ کسی کو اس پر ظلم کرنے دیتا ہے، جو شخص بھی اپنے بھائی پر نہ خود ظلم کرتا ہے، نہ کسی کو اس پر ظلم کرنے دیتا ہے جو شخص بھی اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کا کوئی غم دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے بدلہ میں قیامت کے دن اس کے غم دور کرے گا اور جو شخص مسلمان کو خوش کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو خوش کریگا۔ (بخاری ومسلم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: رشتہ عرش سے متعلق ہے اور کہتا ہے جو مجھے جوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو جوڑے گا اور جو مجھے کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا۔ (بخاری ومسلم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے رزق میں کشائش چاہتا ہو اور اپنی عمر میں ترقی چاہتا ہو، صلہ رحمی کرے۔ (بخاری ومسلم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں وہ بات نہ بتلا دوں جس سے اللہ تعالیٰ بلندی عطا کرے اور درجات کو اونچا کر دے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، ضرور ارشاد فرمائیے، آپ نے فرمایا: جو شخص تم سے جہالت کا معاملہ کرے تم اس سے بردباری کا معاملہ کرو اور جو ظلم کرے اسکو معاف کر دو اور جس نے تم کو محروم کیا ہو اس کو عطا کرو اور جو تم سے رشتہ توڑے تم اسے سے جوڑو اور صلہ رحمی کرو۔ (طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ تحمل و بردباری سے وہ درجہ پاتا ہے جو ایک صائم النہار اور قائم اللیل کا ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

● آپ نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے، درحقیقت طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے برداشت سے کام لے۔ (بخاری)

● آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے کہ تو کشادہ پیشانی کے ساتھ لوگوں کو سلام کرے۔ (ابن ابی الدنیا) ● آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو خوش کرنا اس طرح کہ اس کیلئے کپڑا مہیا کر دیا یا اس کی بھوک دور کر دی یا اس کی کوئی ضرورت پوری کر دی، یہ بہت ہی افضل و اعلیٰ عمل ہے۔ (طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے زیادہ محبوب عمل مسلمان بھائی کو خوش کرنا ہے۔ (طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے اور نرمی پر جو مدد کرتا ہے وہ سختی پر نہیں کرتا۔ (طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے شخص کو نہ بتادوں جو دوزخ کی آگ پر حرام ہے یا (فرمایا کہ) اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے (سنو) ہر وہ شخص جو آسانی کرنے والا ہو اور نرم خو ہو، اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ (ترمذی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان میں زیادہ کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا اور اپنے اہل وعیال کیساتھ مہربانی کا سلوک کرنے والا ہو۔ (ترمذی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس شخص کے لئے جنت کے احاطہ کے پاس گھر دلانے کا ضامن ہوں جو جھگڑا کرنا چھوڑ دے، گرچہ حق پر ہی کیوں نہ ہو اور بیچ جنت میں گھر دلانے کا اس شخص کے لئے ضامن ہوں جو جھوٹ چھوڑ دے، گرچہ مذاق ہی میں کیوں نہ ہو اور جنت کے بالائی حصہ میں گھر دلانے کا اس کے لئے ضامن ہوں جو اپنے اخلاق کو اچھا کرے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا تبسم کرنا (مسکرانا) اپنے مسلم بھائی کو دیکھ کر، صدقہ ہے تیرا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، کسی بھٹکے ہوئے کو سیدھا راستہ بتادینا صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی کا ہٹا دینا صدقہ ہے، اپنے ڈول میں پانی بھر کر اپنے بھائی کے ڈول میں ڈال دینا صدقہ ہے۔ (ترمذی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد پر رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد پر رہتا ہے۔ (مسلم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی مخلوق میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو اس نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کریں، لوگ گھبرائے ہوئے ان کے پاس اپنی ضرورتیں لے کر آتے ہیں۔ (طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو دولت کے ساتھ خاص کیا ہے تاکہ وہ بندوں کو فائدہ پہنچائیں جب تک وہ اس دولت کو اللہ کے بندوں پر

خرچ کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر دولت برقرار رکھتا ہے اور جب وہ اپنی داد ودہش بند کردیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے وہ دولت چھین لیتا ہے اور دوسروں کی طرف منتقل کردیتا ہے۔ (ابن ابی الدنیا، طبرانی)

● آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں کوشش کرے گا اس کا یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہوگا۔ (طبرانی، حاکم)

● آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا بالا خانہ ہوگا جس کا باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر سے نظر آئے گا۔ حضرت اشعری رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اللہ کے رسول! یہ کس کیلئے ہوگا؟ فرمایا: اس شخص کیلئے جو اچھا کلام کرے، لوگوں کو کھانا کھلائے اور جب کہ لوگ رات کو سورہے ہوں یہ نماز تہجد میں کھڑا ہو۔ (طبرانی، حاکم)

ہمارے ان مومنانہ احساس وشعور کو جھنجھوڑنے اور بیدار کرنے کے لئے حدیث قدسی کے الفاظ گویا رسول اکرم ﷺ کے مذکورہ فرمودات کا خلاصہ اور بندۂ مومن کے اعزاز واکرام کی وہ انتہا ہے، جس سے غفلت برتنا اتنی ہی محرومی کی بات ہے جتنا بڑا یہ اعزاز ہے۔

پوری کائنات کا وجود آپ علیہ السلام کی مرہون منت

یہ اس ذات اقدس کے ارشادات وفرمودات ہیں جس کے صدقۂ طفیل دنیا وجود میں آئی ایک قدسی ہے۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ اے نبی اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو آسمان وزمین کو بھی میں پیدا نہ کرتا۔ یہ حدیث تو الفاظ کے اعتبار سے موضوع ہے مگر معنی کے اعتبار سے صحیح ہے کسی شاعر نے کہا ؎

محمد نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ کَلَامَ الْمَلُوْکُ مُلُوْکُ الْکَلَامِ بادشاہ کا کلام سارے کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے، تو جس طرح نبی ﷺ کی ذات سب سے اعلیٰ وارفع ہے آپ کا کوئی ثانی نہیں اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا مقام ومرتبہ آپ ہی کا ہے سارے انبیاء کے امام اور سردار ہیں ایسے ہی آپ ﷺ کا کلام بھی سب سے اعلی وارفع ہے اسکی کوئی نظیر اور مثال نہیں ہوسکتی اور کیونکر کوئی کلام اس کی نظیر بن سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صاف اعلان فرمادیا۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی خواہش نفس سے آپ کوئی بات نہیں کہتے آپ تو جو کچھ کہتے ہیں وہ وحی الٰہی ہے۔ اب یہ ہم لوگوں کی حرمان نصیبی ہے کہ اتنا عظیم پیغمبر ہم کو ملا اتنی عمدہ تعلیمات عطا کی گئی اگر ان ارشادات وفرمودات پر عمل پیرا ہوجائیں تو دنیا میں بھی سرخرو ہوں گے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ بلند مقامات سے نوازیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ، بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات ہونے کا اعزاز عطا کیا پھر انسان سب کے سب برابر نہیں حتیٰ کہ سارے انبیاء ورسل بھی درجہ میں ایک دوسرے سے کم زیادہ ہیں۔ تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ یہ رسول ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت و برتری عطا کی البتہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام تمام انسانوں میں اشرف واکمل ہیں وہ معصوم

عن الخطاء ہیں اللہ کی طرف سے ان کی حفاظت ہوتی ہے اور شیطان کے مکروفریب سے بچائے جاتے ہیں، ان کا ایک ایک عمل ان کی امت کیلئے اسوہ اور نمونہ ہے، ہم تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لائے ہیں جن کو جانتے ہیں ان پر بھی اور جن کو نہیں جانتے ہیں ان پر بھی، اور اہل سنت والجماعت کا مسلک یہی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نبی کو نہیں مانتا اور اس پر ایمان نہیں لاتا وہ تو گمراہ ہے ان تمام انبیاء میں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا مرتبہ سب سے اعلی وارفع ہے انبیاء علیہم السلام کی ایک اہم فضیلت قبروں میں زندہ رہنا بھی ہے۔

حضرات انبیاء صرف ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی زندہ ہی ہیں۔ گو شہداء کے بارے میں قرآن شریف میں وارد ہوا ہے کہ ان کو مردہ مت کہو لیکن حضرات انبیاء کرام علیہم التحیۃ والسلام کے متعلق بھی متعدد روایاتِ حدیث سے ثابت ہے کہ اس عالم سے منتقل ہو جانے کے بعد زندہ ہی ہیں۔

مشہور محدث علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور مصنف علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک ایک رسالہ لکھا ہے اور حیات الانبیاء کا اثبات کیا ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے قبور میں باحیات ہونے کا دلائل کے ساتھ ہم کو قطعی علم ہے اور اس بارے میں تواتر کے درجہ کو حدیثیں پہونچ چکی ہیں، امام قرطبی نے اپنے کتاب تذکرہ میں فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی موت کا حاصل اتنا سمجھو کو نہ ہماری نظروں سے پوشیدہ کر دیے گئے ہیں اور ان کا حال ہماری نسبت ایسا ہے جیسے فرشتوں کا حال ہے کہ ہم فرشتوں کو دیکھ نہیں سکتے ہیں محدث بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام

کی روحیں قبض کرنے کے بعد پھر واپس کر دی گئیں، اس لئے وہ اپنے رب کے حضور میں زندہ ہیں جیسا کہ شہداء ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہ السلام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں یہ نماز تکلیف شرعی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ لذت حاصل کرنے کے لئے ہے۔

زمین نبیوں کے جسم نہیں کھا سکتی

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو کیونکہ یہ دن مشہود ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس میں فرشتوں کی آمد بکثرت ہوتی ہے پھر ارشاد فرمایا کہ بیشک تم میں سے جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود میرے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اس میں مشغول ہو، سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ وفات کے بعد کیا ہوگا؟ ارشاد ہوا کہ وفات کے بعد بھی مجھ پر درود پیش کیا جاتا رہے گا، کیونکہ اس عالم میں جا کر بھی اللہ کے رسول ﷺ زندہ رہتے ہیں اور یہ زندگی روحانی نہیں ہوتی بلکہ جسمانی ہوتی ہے کیونکہ بیشک اللہ نے زمین پر یہ حرام فرما دیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو کھا جاوے۔ (ابن ماجہ) لہٰذا اللہ کا نبی ﷺ زندہ رہتا ہے اور اس کو رزق بھی دیا جاتا ہے اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اس عالم سے منتقل ہو کر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور رزق بھی پاتے ہیں، یہ رزق اسی عالم کے مناسب ہے۔ شہداء کے متعلق بھی رزق ملنا وارد ہوا ہے لیکن حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیوۃ اور مرزوقیت شہداء سے اکمل ہے حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔

وحیات انبیاء متفق علیہ است
ہیچ کس را ورو اختلافے نیست
حیات جسمانی دنیاوی نہ حیات

معنوی روحانی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کا ایسا مسئلہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں اور یہ حیات جسمانی ہے جیسا کہ دنیا میں تھی ان کی زندگی روحانی اور معنوی نہ سمجھی جائے۔

حضرات انبیاء مناسک حج بھی ادا کرتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہے تھے، آپ نے ایک وادی کے متعلق دریافت کیا کہ کون سی وادی ہے؟ حاضرین نے جواب دیا کہ یہ وادئی ازرق ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ علیہ السلام کی طرف، یہ فرما کر ان کا رنگ اور بالوں کی کیفیت کچھ بیان فرمائی اور فرمایا کہ وہ اس حال میں نظر آ رہے ہیں کہ اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں دیئے ہوئے ہیں اور اپنے رب کے نام کا تلبیہ زور زور سے پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم اور آگے چلے حتیٰ کہ ایک وادی آئی اس کے متعلق فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا تو یہ قابل تکذیب نہیں ہے اگر کوئی تصدیق نہ کرے تو جھٹلانا بھی بیجا ہے معراج شریف کا واقعہ جو کتب احادیث میں آیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، اتنے میں نماز کا وقت آ گیا تو میں ان کا امام بنا۔ (مسلم شریف)

اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیات دنیاوی ہی میں تھے اور جن نبیوں کو آپ نے نماز پڑھائی وہ حیات برزخی میں تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گو اس دنیا میں نہیں ہیں مگر حیات برزخیہ میں بھی نہیں ہیں بلکہ ان کی یہی حیات دنیاوی جاری ہے تا آنکہ دوبارہ تشریف لا کر وفات پائیں۔

بعض شہداء احد کے جسم
برسہا برس کے بعد صحیح سالم پائے گئے

موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں ہے کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے کھود دیا تھا یہ دونوں انصاری تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے اور ایک ہی قبر میں دونوں کو دفن کر دیا گیا تھا جب پانی نے قبریں کھود ڈالیں تو دوسری جگہ دفن کرنے کے لئے ان کی قبر کھودی گئی تو اس حالت میں پائے گئے کہ ان کے جسموں میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کل ہی وفات پائی ہے، یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ غزوۂ احد کو ۴۶ سال گذر چکے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ امارت میں مدینہ طیبہ میں نہر نکالنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی گذر گاہ میں احد کا قبرستان پڑ گیا، حضرت معاویہؓ نے اعلان فرما دیا کہ اپنے اپنے عزیزوں کی نعشیں یہاں سے اٹھا کر منتقل کر لیں جب اس غرض سے نعشیں نکالی گئیں تو بالکل اپنی اصلی حالت پر تر و تازہ معلوم ہوتی تھیں اسی وقت یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ کھدوائی کرتے ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مبارک قدم میں کدال لگ گیا تو اسی وقت خون جاری ہو گیا، یہ واقعہ غزوۂ احد سے پچاس سال بعد کا ہے۔

شہداء احد کے علاوہ اور بھی بعض اکابرامت کے متعلق سیر وتاریخ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ دفن کرنے کے بعد جب برسہا برس کے بعد دیکھے گئے تو ان کے جسموں میں تغیر وتبدل نہ ہوا تھا، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق تو حدیث شریف میں قطعی فیصلہ ہے کہ ان کے جسموں کو زمین گلا نہیں سکتی ہے لیکن کسی غیر نبی کو بھی اللہ رب العزت یہ شرف بخشیں تو ان کی رحمت اور قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْحَیَاتِ وَخَیْرَ الْمَمَاتِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ رَبِّیْ اَنْتَ مَوْلَایَ وَاَنْتَ لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَسَنَدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

کیا عورتوں کے لئے چہرہ اور ہاتھوں کا کھولنا جائز ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَایُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

عورت کے معنی ہی پردے کے ہیں یعنی چھپانے کی چیز۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا عورت کے اندر سب سے عمدہ صفت کونسی ہے سارے صحابہ خاموش ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجلس سے اٹھکر فاطمۃ الزہرا

رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ حضور ﷺ نے آج ایک سوال کیا ہے کہ عورت کے اندر سب سے بڑی خوبی کونسی ہے۔ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کسی نامحرم کی نگاہ عورت پر نہ پڑے اور عورت کی نگاہ نامحرم مرد پر نہ پڑے عورت کے لئے یہ بہت بڑی خوبی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے جا کر عرض کیا تو آپ ﷺ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

بیسویں صدی کے عالم اسلام کے مشہور محدث علامہ محمد ناصر الدین البانی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''حجاب المرأة المسلمة فی الکتاب والسنة'' میں جو موقف اختیار کیا ہے اس میں محدث البانی چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے پردہ کے قائل نہیں ہیں۔ وہ اپنے نقطۂ نظر کی تائید ان احادیث سے کرتے ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عید کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک تھا۔ آپ نے بغیر اذان واقامت کے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی، پھر آپ حضرت بلال کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے، آپ نے خوف خدا کی تاکید کی اطاعت الٰہی پر ابھارا اور وعظ ونصیحت کی پھر خواتین کی طرف تشریف لے گئے انھیں وعظ کہا اور تذکیر کی فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو کیوں کہ تم میں سے زیادہ جہنم کا ایندھن ہوں گی، خواتین کے درمیان سے ایک عورت نے جس کے دونوں رخساروں پر تل کے نشان تھے، سوال کیا اس کی کیا وجہ ہے اے اللہ کے رسول ﷺ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ تم شکوہ شکایت بہت کرتی ہو اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کا اثر یہ ہوا کہ خواتین اپنے کانوں کی بالیاں اور ہاتھوں سے انگوٹھیاں اتار کے بلال کے دامن میں ڈالنے لگیں اور صدقے کا آغاز کر دیا۔ (محمد ناصر الدین البانی، حجاب المرأة المسلمة فی الکتاب والسنة، المطبعة السلفیہ قاہرہ ۱۳۷۴ھ ص ۹-۱۰) اس حدیث کی تخریج امام مسلم (۳:۱۹) انسائی (۱:۲۳۳) دارمی (۱:۳۷۷) بیہقی (۳:۲۹۶ و۳۰۰) نے کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے حضرت فضل بن عباس بیٹھے ہوئے تھے، حجۃ الوداع کا موقع تھا۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ ایک عورت کی طرف متوجہ ہو گئے جس نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سوال کیا تھا، وہ عورت خوبصورت تھی وہ اسے دیکھنے لگے، اللہ کے رسول ﷺ نے فضل بن عباس کو پکڑ کر ان کا چہرہ گھما دیا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ بھی موجود ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سوال کر ڈالا اے اللہ کے رسول آپ نے بھتیجے کی گردن کیوں پکڑ کر گھما دی، تو آپ نے فرمایا میں نے ایک نوخیز لڑکے اور لڑکی کو دیکھا کہ وہ شیطان سے محفوظ نہ ہو پائیں گے اس لیے ایسا کیا۔ (نفس مصدر ص ۱۰، امام بخاری (۳:۲۹۵-۴:۵۴ و ۱۱:۸) مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اہل ایمان خواتین نماز فجر میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوتی تھیں اس حال میں کہ چادر سے بدن کو ڈھکے رہتی تھیں پھر وہ اپنے گھروں کو بقیہ نماز کی تکمیل کے لیے اس طرح پلٹ جاتی تھیں کہ اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہ جائیں) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر منہ اندھیرا نہ ہوتا تو وہ پہچان لی جاتیں کیوں کہ ان کے چہرے کھلے ہوتے تھے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ابو عمرو ابن حفص نے انہیں طلاق قطعی (اور ایک روایت کے مطابق تین طلاق) دے کر غائب ہو گئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے انہیں ام شریک کے گھر میں عدت گزارنے کی تاکید کی، پھر فرمایا کہ یہ وہ خاتون ہیں جن کے پاس میرے اصحاب آتے جاتے ہیں، اس لیے بہتر ہے کہ ابن ام مکتوم کے یہاں عدت گزارو، وہ نابینا ہیں، انکے ہاں اپنے پردے کے کپڑے اتار سکتی ہو، ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ام شریک کے ہاں منتقل ہو جاؤ۔ ام شریک انصار کی ایک

مال دار خاتون ہیں اللہ کی راہ میں انفاق کرنا انکا شعار ہے ان کے ہاں مہمانوں کی خوب آمد رہتی ہے۔ حضرت فاطمہ نے حامی بھرلی تب آپ نے فرمایا ایسا مناسب نہیں ہے ام شریک بڑی مہمان نواز خاتون ہیں مجھے پسند نہیں کہ تمہارا دوپٹہ کھسک جائے یا پنڈلیوں سے اوپر کپڑا اٹھ جائے اور مرد تمہارے بدن کا وہ حصہ دیکھیں جو تمہیں ناپسند ہے۔ (نفسِ مصدر، ص ۱۲، ۱۳۔ اس حدیث کی تخریج امام مسلم (۴: ۱۹۵ اور ۹۶، ۸: ۲۰۳) نے کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ عید کی نماز ادا کی ہے؟ آپنے فرمایا ہاں اور اگر میرا بچپن نہ ہوتا تو میں اس نماز عید میں شریک نہ ہو پاتا، وہ کہتے ہیں کہ آپ کثیر بن الصلت کے گھر کے پاس مقام بلند تک تشریف لائے اور نماز پڑھائی پھر آپ خواتین کی طرف گئے اور آپ کیساتھ حضرت بلال بھی تھے، آپ نے انہیں وعظ ونصیحت کی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ خواتین اپنے ہاتھوں سے بلال کے دامن میں کچھ ڈال رہی ہیں، پھر آپ بلال کے ساتھ واپس تشریف لے گئے۔ (نفس مصدر، ص ۱۲۔ ۱۳ اس حدیث کی تخریج امام بخاری (۲: ۲۷۳) امام ابوداؤد (۱: ۱۷۴) امام بیہقی (۳: ۳۰۷) امام نسائی (۱: ۲۲۷) امام احمد ابن حنبل (۳۴۷۸) نے کی ہے۔

امام ابن حزم اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خواتین کے ہاتھوں کو دیکھا، اس سے ثابت ہوا کہ ہاتھ اور چہرہ پردے میں شامل نہیں ہے) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لئے آئی اور اس نے خضاب نہیں لگا رکھا تھا۔ آپ نے اس وقت تک اس سے بیعت نہیں کی جب تک کہ اس نے خضاب نہیں لگالیا۔

امام البانی کہتے ہیں کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے اس کا چہرہ اور دونوں ہاتھ کھولنا جائز ہے۔

علامہ البانی ان احادیث اور آیات سے بھی تفصیلی تعریض کرتے ہیں جو خواتین کے چہرہ اور دونوں ہاتھ کھولنا جائز ہے۔ علامہ البانی ان احادیث اور آیات سے بھی تفصیل تعرض کرتے ہیں جو خواتین کے چہرہ اور ہاتھوں کے پردہ سے متعلق ہیں اور آخر میں یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اگر کوئی خاتون برقع کا استعمال کرتی ہے اور اپنا چہرہ ڈھکتی ہے جیسا کہ دین دار خواتین میں رائج ہے تو یہ قابل تعریف اور مطلوب ہے اور اگر کوئی خاتون چہرہ اور ہاتھ نہیں ڈھانکنا چاہتی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(علامہ محمد ناصر الدین البانی حجاب المرأة المسلمة فی الکتاب والسنة المطبعة الخامسة، الکتب الاسلامی ص ۶۔ ۷۔ ۱۳۹۸ھ)

علامہ البانی نے بحث کے بالکل آغاز میں ایک حدیث نقل کی ہے۔

ترجمہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بکھر گئے۔ حضرت ابوطلحہ آپ کے گرد ہالہ بنائے ہوئے تھے میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما تیزی سے ادھر ادھر دوڑ رہی ہیں۔ مجھے ان کے پازیب نظر آئے وہ دونوں کمر پہ مشکیزہ لادے ہوئے لوگوں کے منہ میں دوڑ دوڑ کر پانی انڈیل رہی تھیں۔ (نفس مصدر، ص ۷: ۱۷) اس حدیث کی تخریج امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۷: ۲۹۰) نے کی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ حکم حجاب کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے اور اس بات کا احتمال ہے کہ صحابی رسول نے دیکھنے کا قصد نہ کیا ہو علامہ البانی اس حدیث سے مراد وہی لیتے ہیں جس کی تائید میں انھوں نے دوسری احادیث نقل کی ہیں یعنی یہ کہ عورت کا چہرہ اور اسکے دونوں ہاتھ حکم حجاب میں شامل نہیں ہیں۔ (نفس مصدر)

علامہ موصوف نے آیت قرآنی وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ کے مفہوم کو بھی اپنی تائید میں پیش کیا ہے کیوں کہ لفظ خمر خمار کی جمع ہے اور اس کے معنی اوڑھنی کے ہیں اور جیوب جمع ہے جیب کی اس کے معنی ہیں قمیص کے اوپر کا

ٹکڑا۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ خواتین کا گردن اور سینے کے بالائی حصے کو اوڑھنی سے ڈھانکنا واجب ہے اس میں چہرے کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لیے علامہ ابن حزم نے (المحلی: جلد: ۳، ص: ۲۱۶۔ ۲۱۷) میں اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ چہرہ کھولنا مباح ہے۔ (نفس مصدر، ص ۳۳، ۳۴)

دور جدید کے احتیاط پسند علماء نے غالباً فساد زمانہ کے پیش نظر چہرہ اور ہاتھوں کو عورت کے حجاب میں شامل کیا ہے۔ تاہم آج عالم اسلام اور عالم مغرب کی مسلمان نسائی تحریکات، میدان زندگی میں مصروفِ عمل خواتین کا یہ اصرار بڑی حد تک درست معلوم ہوتا ہے کہ پردہ وہ نافذ العمل ہو جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہو اور جس پر اسلامی تاریخ میں تواتر سے عمل ہوتا آرہا ہو۔

پردہ کے مخالف طبقہ پر تنقید کرتے ہوئے بیسویں صدی کے عظیم اسکالر اور مفسر قرآن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ رقم طراز ہیں: جو لوگ مغربی تمدن کی پیروی کرنا چاہتے ہیں اور اسلامی نظم معاشرت کے قوانین کو اپنے لیے حجت بناتے ہیں وہ کس قدر سخت فریب میں مبتلا ہیں یا دوسروں کو مبتلا کر رہے ہیں، اسلامی نظم معاشرت میں تو عورت کیلئے آزادی کی آخری حد یہ ہے کہ حسب ضرورت ہاتھ اور منہ کھول سکے اور اپنے حاجات کے لیے گھر سے باہر نکل سکے مگر یہ لوگ آخری حد کو اپنے سفر کا نقطۂ آغاز بناتے ہیں جہاں پہنچ کر اسلام رک جاتا ہے وہاں سے یہ چلنا شروع کرتے ہیں اور یہاں تک بڑھ جاتے ہیں کہ حیا اور شرم بالائے طاق رکھ دی جاتی ہے۔ ہاتھ اور منہ ہی نہیں بلکہ خوبصورت مانگ نکلے ہوئے، سر اور شانوں تک کھلی ہوئی باہیں اور نیم عریاں سینے بھی نگاہوں کے سامنے پیش کر دیے جاتے ہیں اور جسم کے باقی ماندہ محاسن کو بھی ایسے باریک کپڑوں میں ملفوف کیا جاتا ہے کہ وہ ہر چیز ان میں سے نظر آسکے جو مردوں کی شہوانی پیاس کو تسکین دے سکتی ہو، پھر ان لباسوں اور

آرائشوں کے ساتھ محرموں کے سامنے نہیں بلکہ دوستوں کی محفلوں میں بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کو لایا جاتا ہے اور ان کو غیروں کے ساتھ ہنسنے بولنے اور کھیلنے میں وہ آزادی بخشی جاتی ہے جو مسلمان عورت اپنے سگے بھائی کے ساتھ نہیں برت سکتی۔

(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، پردہ، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۸۶ء ص: ۳۲۔ ۳۳)

چہرہ اور ہتھیلی بھی ڈھک کر چلیں

آج کے پرفتن دور میں جبکہ لہو ولعب کے ڈھیر سارے آلات واسباب منظر عام پر آچکے ہیں اور انٹرنیٹ سینکڑوں فوائد کے ساتھ ہزاروں نقصانات بھی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس سے غیر معمولی طور پر متاثر ہو رہے ہیں اور برائیوں میں مبتلا ہو رہے ہیں، عورتوں کا چہرہ اور ہتھیلیوں کا کھول کر چلنا بہت بڑے فتنے کا سبب بن سکتا ہے اسلئے دلائل سے قطع نظر کرتے ہوئے موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے چہرہ اور ہتھیلیوں کا چھپانا بھی اشد ضروری ہے اور چہرے کیوجہ سے انسان کی خوبصورتی اور صورتی کا پتہ چلتا ہے اسلئے اگر چہرہ اور ہتھیلیوں کو کھولنے کی سخت ضرورت نہ ہو تو ہرگز انکو کھولنا نہ چاہیے بلکہ میں تو یہاں تک کہتی ہوں کہ ایسے برقعے اور کپڑوں کا استعمال بھی نہ کریں جس سے لوگوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں خصوصاً جب گھر سے باہر کسی ضرورت کیلئے جائیں تو معمولی کپڑوں میں جائیں اور بلاوجہ گھر سے باہر نہ نکلیں تاکہ لوگوں کی نگاہیں آپ کی طرف نہ اٹھے۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عقل مند وہ ہے جو قناعت پسند ہو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ وَسَعٰی لَھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ کَانَ سَعْیُھُمْ مَشْکُوْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔ قید خانہ اور جیل میں کوئی شخص مال ودولت اکٹھا کرنیکی فکر نہیں کرتا ہمیشہ اسکو فکر رہتی ہے کہ کب جیل سے رہائی ہو اور اپنے گھر واپس جائے بس یہی حال ہے مسلمانوں کا کہ دنیا ان کے لئے بس جیل کے مانند ہے، مال ودولت اگر اللہ تعالیٰ نے عطا کر رکھا ہے تو اس کے ذریعہ آخرت کو تلاش کریں اور دنیا سے حرص مت کریں کیونکہ مرنے کے بعد تو ایک ایک پائی کا حساب دینا پڑیگا نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ عقلمند وہ شخص ہے جو نفس کو اپنے تابع کرے اور وہ کام کرے جو اسکو مرنے کے بعد کام آئے اور بیوقوف ونادان وہ شخص ہے جو اپنے خواہش نفس کے پیچھے چل پڑے اور اللہ تعالیٰ پر امیدیں لگائے بیٹھا ہو، اس لئے ہم دینا میں عقلمند بن کر زندگی گذاریں موت تو ہر ایک انسان وجاندار کو آنی ہی ہے اس سے کسی کو مفر نہیں۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ جب موت کا آنا برحق ہے تو کیوں ذلیل دنیا میں پھنس کر اپنی آخرت کو تباہ وبرباد کریں۔

قناعت کس طرح حاصل ہو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور درخواست کی اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی مفید دعا سکھایئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں دعا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ فِیْ خُلُقِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ کَسْبِیْ وَقَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ اے اللہ! میری مغفرت فرما، میرے اخلاق میں وسعت اور میری کمائی میں برکت عطا فرما اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس پر قناعت نصیب فرما۔ آدمی کے دل میں یہ بات اچھی طرح رچ بس جائے کہ وہ اس دنیا میں مہمان ہے، بہت جلد وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے گا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے: بے شک میں بشر ہوں، بہت جلد میرے پاس اللہ کا پیغام آئے گا اور میں اس کا جواب دوں گا۔ جب ہمیں یہ پختہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جو کچھ ہے درحقیقت وہی خیر وبھلائی ہے تو دنیا کی زندگی کی حیثیت ایک مہمان خانے سے زیادہ نہیں رہے گی، اور مہمان کو مہمان خانے میں موجود اشیا سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہوتی، وہ محض اپنی ضرورت پوری کرنے کی حد تک بڑے قرینے اور قناعت سے ان چیزوں کو استعمال کرتا ہے، اور اپنی منزل کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ دنیا کی زندگی کے بارے میں انسان کا یہ پختہ یقین قناعت کے حصول میں اسے مدد دیتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا شمار کبارِ صحابہ میں ہوتا ہے ان کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ ان کے بارے میں نبی مہربان ﷺ نے فرمایا

سلمان ہمارے اہلِ بیت میں سے ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین کے دور میں اوران کے بعد کے ادوار میں مختلف اہم حکومتی مناصب پر فائز رہے، جب آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا، پوچھا گیا اے ابوعبداللہ روتے کیوں ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے خدشہ ہے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کی اس وصیت کی حفاظت نہیں کی کہ تمہیں مسافر کے زادِراہ کی مانند دنیا سے اپنا حصہ وصول کرنا چاہیے جو صرف اپنی انتہائی ضرورت کی چیزیں ہی اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس دنیا سے رخصت ہوئے اور لوگوں نے ان کے ترکے میں موجود اشیا کا جائزہ لیا تو ان کی قیمت تیس درہم بھی نہیں بنتی تھی، اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی وصیت پر عمل درآمد نہ ہونے سے ڈرتے تھے۔یہ مثال ہمیں عملی نمونہ فراہم کرتی ہے کہ کس طرح نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت کی تھی۔

انسان کے ذہن میں یہ تصور پختہ ہوجائے کہ اس مال کو جمع کرنے کا کیا فائدہ جس سے وہ خود مستفید نہ ہوسکے۔ایک عقل مند آدمی جب غوروفکر کرتا ہے تو اپنے آپ سے یہ سوال کرتا ہے کہ ضروریات سے زائد ایسا مال جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے جسے نہ میں کھاپی سکتا ہوں اور نہ اسے کسی مفید کام میں خرچ کرسکتا ہوں؟ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا جب بھی سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں اطراف پر دو فرشتے کھڑے ہوکر منادی کرتے ہیں اوران کی آواز کو جن وانس کے سوا زمین میں موجود تمام اشیا سنتی ہیں، وہ کہتے ہیں اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ،تھوڑی چیز جو (ضرورت کیلئے) کافی ہو،بہتر ہے اس چیز سے جوزیادہ ہو اور غافل کردینے والی ہو۔

اے ابن آدم! تیرا (مال) تو صرف وہی ہے جسے تو نے کھایا اور ختم کر دیا، یا پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا خرچ صدقہ کرکے آگے بھیج دیا۔اس کے علاوہ جو مال بھی ہے اسے اکٹھا کرنے میں تو تھک جاتا ہے اور اس کے خرچ نہ کرنے پر تیرا محاسبہ کیا جائیگا، اوراللہ کے سامنے اس کے بارے میں تجھ سے پوچھا جائے گا۔دل کو قناعت سے سرشار کرنے والی بات یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ اس مال کو جمع کرنا جس میں کوئی فائدہ اور نفع نہیں ہے، بے فائدہ تھکاوٹ ہے اور یہ کہ وہ اللہ کی دی ہوئی چیز پر راضی اور قانع ہو۔

ہماری جان ومال اللہ کی امانت ہے

اللہ رب العزت نے قرآن میں صاف فرمادیا۔اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ وَاَمۡوَالَہُمۡ بِاَنَّ لَہُمُ الۡجَنَّۃَ بلاشبہ اللہ تعالی نے مومنین سے انکی جانوں اور مالوں کو خرید لیا اس بات کے عوض کہ ان کے لئے جنت ہے یعنی یہ جان ومال ہمارے پاس اللہ کی امانت ہے اللہ تعالیٰ نے جہاں ہمیں استعمال کرنیکا حکم دیا ہے ہم وہاں استعمال کریں ورنہ امانت میں خیانت ہوگی اور جو کچھ تھوڑا بہت اللہ تعالیٰ نے مال ودولت دیا ہے اسی پر قناعت کریں اور ہمیشہ اپنے سے کمتر لوگوں پر نظر رکھیں جبھی جا کر نعمت کی قدر ہوسکتی ہے اگر اپنے سے زیادہ مال والوں کو دیکھیں گے تو کبھی بھی ہم کو نعمت خداوندی پر شکر ادا کرنیکی توفیق نہ ہوگی اور نہ ہی ہم کو قناعت نصیب ہوسکتی ہے اسلئے ہمیشہ فقیروں اور غریبوں پر نظر رکھیں تا کہ سکون قلبی حاصل ہو اور قناعت کی عظیم دولت سے مالا مال ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

غفلت اور گناہوں سے کیسے بچیں؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمَاتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْھَا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے غفلت اور گناہوں سے کیسے بچیں؟ غفلت اور سستی بہت بڑی بیماری ہے جس کے اندر یہ بیماری پائی جائے وہ مرد یا عورت نہ تو دنیوی ترقی کرسکتی ہے نہ اخروی جس کام کے کرنے کا ارادہ کرے گی غفلت و سستی اس کے لئے مانع بن جائیگی اس لئے ہر وقت چست رہنا چاہیے کاہل و سست آدمی خود اپنے لئے بھی بوجھ ہوتا ہے اور جہاں کہیں جاتا ہے ان لوگوں کے لئے بھی باعث تکلیف بنتا ہے اور ہر شخص آدمی سے دور رہنا چاہتا ہے اور اسکی برائیاں کرتا ہے۔

● **دینی تعلیم** : غفلت کو دور کرنے کا سب سے پہلا علاج حصول علم دین ہے صحیح معنی میں اسلامی تعلیمات سے واقف ہوکر اس پر عمل کرنا یہ غفلت کو دور کرنے کا سب سے اہم ذریعہ ہے کیوں کہ علم دین سے مردہ زندگی کو حیاتِ نو نصیب ہوتی ہے ارشاد باری ہے اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمَاتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْھَا کَذٰلِکَ زُیِّنَ لِلْکٰفِرِیْنَ مَاکَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (الانعام آیت ۱۲۲) ذرا بتاؤ کہ جو شخص مردہ ہو، پھر ہم نے اسے زندگی دی ہو، اور اس کو ایک روشنی مہیا کردی ہو جس کے سہارے وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہو، کیا وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جس کا حال یہ ہو کہ وہ اندھیروں میں گھرا ہوا ہو، جن سے کبھی نکل نہ پائے؟ اسی طرح کافروں کو یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں، وہ بڑا خوشنما کام ہے۔ معلوم ہوا کہ ایمان اور علم سے مردہ زندگی کو حیاتِ نو میسر ہوتی ہے۔

● **ذکر اللہ**: غفلت کو دور کرنے کا دوسرا اہم ذریعہ اپنے آپ کو ذکر الٰہی میں ہمیشہ مشغول رکھنا ہے، ارشاد باری ہے: وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَاتَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ (الاعراف: آیت ۲۰۵) اور اپنے رب کا صبح وشام ذکر کیا کرو، اپنے دل میں بھی عاجزی اور خوف کے (جذبات) کے ساتھ، اور زبان سے بھی آواز بہت بلند کئے بغیر! اور ان لوگوں میں شامل نہ ہوجانا جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ غفلت کو دور کرنے کے لیے آدمی ہمیشہ اس کوشش میں لگا رہے کہ اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ زبان پر جاری رہے۔ لَایَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (ترمذی)

● **تلاوت قرآن**: تلاوت قرآن بھی غفلت کو دور کرنے کا اہم ذریعہ ہے ارشاد الٰہی ہے اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ

مِنۡهُ جُلُوۡدُ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ثُمَّ تَلِيۡنُ جُلُوۡدُهُمۡ وَقُلُوۡبُهُمۡ اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ (الزمر: آیت ۲۳) اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے ایک ایسی کتاب جس کے مضامین ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں، جس کی باتیں بار بار دہرائی گئی ہیں۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں اپنے پروردگار کا رعب ہے وہ اس سے کانپ اٹھتے ہیں، پھر ان کے جسم اوران کے دل نرم ہوکر اللہ کی یاد کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت سے قساوۂ قلبی دور ہوتی ہے، ذکر اللہ میں دل لگتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قرآن دلوں کیلئے حیاتِ نو کے مانند ہے، دل کے لیے تلاوت وتدبر سے زیادہ کوئی چیز نفع بخش نہیں ہوسکتی۔ اس سے اللہ کی محبت، اس سے ملنے کا شوق، اس سے مغفرت کی امید اور گناہ پر خوف کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اللہ کی طرف بندہ متوجہ ہوتا ہے، اللہ کی ذات پر توکل قائم ہوتا ہے، اس کے فیصلہ پر بندہ راضی رہتا ہے، اس کی نعمت پر شکر بجالاتا ہے، مصیبت پر صبر کرتا ہے اور ہر طرح کی غیر شرعی حرکت سے باز رہتا ہے، اگر لوگوں کو تلاوت قرآن کے فوائد کا ادراک ہوجائے تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسی میں لگے رہیں۔ (مفتاح دار السعادة: ۱/۴۳۵)

● **توبہ واستغفار**: کثرت سے توبہ واستغفار بھی بندے سے غفلت کو دور کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں، خود آپ ﷺ ہر دن سو سو بار استغفار کرتے تھے۔ ● **کثرت سے دعا کا اہتمام**: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنۡ لَمۡ يَسۡاَلِ اللّٰهَ يَغۡضَبۡ عَلَيۡهِ (ترمذی: ۳۳۷۳) جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

● **نماز باجماعت ادا کرنا**: پانچوں نمازوں کو جماعت کیساتھ ادا کرنے سے بھی غفلت دور ہوتی ہے حدیث پاک میں ہے۔ مَنۡ حَافَظَ عَلٰى

هٰؤُلَاءِ الصَّلَوٰتِ الْمَكْتُوْبَةِ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ۔ جو شخص پانچوں وقت نمازوں کو پابندی کیساتھ ادا کرے گا اس کا شمار (عند اللہ) غافلین میں نہیں ہوگا۔

(صحیح ابن خزیمہ: ۲/۲۸۰)

معلوم ہوا غفلت کو دور کرنے کے لیے نماز کا اہتمام ازحد ضروری ہے، مگر افسوس امت سب سے زیادہ اسی میں کوتاہی کرتی ہے، نماز کی کوتاہی دیگر تمام فرائض وواجبات اور سنتوں میں کوتاہی کا سبب ہے، کاش امت ہوش کے ناخن لے اور اپنے اوپر سے غفلت کے پردے کو اٹھانے کی کوشش کرے۔

تحصیل علم ہر ایک کیلئے ضروری ہے

غفلت کو دور کرنے کیلئے ہم نے جو چھ اسباب ذکر کئے اگر انکو اپنی زندگی کے اندر داخل کرلے تو کبھی بھی غفلت وسستی انسان کے قریب نہیں آسکتی سب سے پہلی چیز ہم نے حصول علم دین کو ذکر کیا آج امت کا بہت بڑا طبقہ علم دین سے کورا ہوتا جا رہا ہے دنیوی علوم کی طرف بڑی توجہ ہے اس کے لئے لوگوں کے وقت بھی ہے اور پیسے بھی ہیں ہزاروں روپئے خرچ کر کے عصری علوم بچوں کو دلا رہے ہیں مگر دینی تعلیم کیلئے نہ تو پیسے خرچ کرسکتے ہیں اور نہ ہی اسکے لئے ہمارے پاس وقت ہے جبکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، ہم خود بھی علم دین حاصل کریں اور بچوں کو بھی علم دین سکھائیں اور اسلام کے احکام پر عمل کریں تاکہ گناہوں سے بچ سکیں۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اعلیٰ تعلیم کے حامی بھی عورتوں کا حجاب ضروری سمجھتے تھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! حجاب عورتوں کیلئے زیور ہے اور اس سے عورت کی پاکدامنی اور شرافت کا پتہ چلتا ہے مذہب اسلام نے عورتوں کے حجاب پر خصوصی توجہ دی ہے۔ ایک دربار نبوی میں نابینا صحابی عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اسوقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو زوج مطہرہ بھی وہیں

موجود تھیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابن ام مکتوم سے تم دونوں پردہ کرو تو انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ کیا یہ نابینا نہیں ہیں یہ تو ہم کو دیکھ بھی نہیں رہے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناگواری کے انداز میں فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ اس واقعہ سے پتہ چلا کہ جس طرح مردوں کو عورتوں سے پردہ کرنا ضروری ہے، اسی طرح عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا بھی ضروری ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بے پردگی کی وجہ سے سینکڑوں برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جب کوئی عورت بے پردہ پھرتی ہے تو شیطان لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف متوجہ کراتا ہے اور اس طرح مرد و عورت دونوں بھی گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں۔

ماہنامہ الفیصل میں ڈاکٹر احسان اللہ خان لکھتے ہیں

۱۹۰۳ء کے اجلاس میں زنانہ مدارس کے قیام سے متعلق تجویز پیش کی گئی اس پر تقریر کرنے والوں نے پردہ کی بحث چھیڑ دی اور مسلم سماج کی طرف سے شدید مخالفت کا حوالہ دیا گیا تو شیخ عبداللہ نے بھی اس بحث میں حصہ لیا، آپ کا کہنا تھا کہ شرعی پردہ کی پابندی کے بجائے پردۂ مروجہ کو شامل کرنے کے لیے جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس پر مجھے افسوس بھی ہے اور تعجب بھی۔ اگر یہ ترمیم مان لی گئی تو کیا اس پر اعتراض نہ ہوگا کہ شریعت کو چھوڑ کر رسم و رواج کی پابندی پر مسلمانوں کو مجبور کرنے والے ہم کون ہیں اور ہمیں کس نے یہ حق دیا ہے کہ شریعت پر رسم و رواج کو ترجیح دیں۔ رسول خدا اور صحابہ کے زمانے میں جو پردہ تھا اس کی حمایت کرنا ہم اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اس پردہ کے ہم ہرگز حامی نہیں جس کا وجود نہ رسول خدا کے زمانے میں تھا اور نہ صحابہ کے زمانہ میں۔ کانفرنس کی پالیسی ہرگز پردہ اٹھانے کی نہیں ہے۔ لوگوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ کانفرنس پردہ کی مخالف ہے، وہ اس جھگڑے میں نہ

ابھی تک پڑی ہے اور نہ پڑنا چاہتی ہے، کانفرنس صرف اتنا چاہتی ہے کہ لڑکیوں کو تعلیم دلائی جائے اس لیے بحث صرف اس بارے میں ہونا چاہیے کہ لڑکیوں کو تعلیم دلانا چاہیے یا نہیں۔ انہیں تعلیم دلائی جائے تو کیوں کر زنانہ مدارس قائم ہوں اور اگر قائم ہوں تو کیوں کر اور کیسے؟ (بحوالہ نفسِ مصدر ص ۱۳۳۔۱۳۴) شیخ عبداللہ اپنی کتاب مشاہدات وتاثرات میں رقم طراز ہیں کہ۔

عبداللہ بیگم ابتدا میں بہت گہرا پردہ کرتی تھیں، میں بھی ابتداء میں عام مسلمانوں کی طرح پردے کا حامی تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ میرے خیالات میں پردے کے معاملے میں بہت بڑا انقلاب پیدا ہوگیا۔ یہ انقلاب خود قرآن پاک کی صحیح تعلیم کی واقفیت اور اسلام کے ابتدائی تاریخی واقعات کی وجہ سے پیدا ہوا، واقفیت ہونے کے بعد ہندوستان کا رسمی پردہ مجھے ایک بدعت معلوم ہونے لگا اور میں نے اپنے خیالات کسی سے پوشیدہ نہیں رکھے۔ اخبارات اور رسالوں میں میں نے اس مسئلہ پر مضامین لکھے اور رسمی پردے کی مخالفت کی رسالہ خاتون کے اوراق اس کے گواہ ہیں اکثر کانفرنسوں کے اجلاسوں میں اس مسئلہ پر بحثیں ہوتی تھیں اور پرانے خیالات کے لوگ خوب کڑی کڑی اور تلخ تلخ باتیں مجھے سنایا کرتے تھے۔ میں معقول طریقے سے ان کو قائل کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن رسم وراوج کے دل دادہ لوگ قائل ہونے والے نہیں تھے بورڈنگ ہاؤس کے جاری کرنیکی تجویز کے بعد لوگوں نے اکثر مجھ سے سوالات کیے کہ آیا مدرسے میں پردہ رہے گا یا نہیں، حتی کہ امرتسر کی کانفرنس میں جناب شمس العلماء مولانا شبلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی برسر اجلاس مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نہایت صفائی سے بتا دیجئے کہ مدرسے میں پردہ رہے گا یا نہیں مولوی صاحب مرحوم تعلیم نسواں کے حامی تھے مگر اس کیساتھ پردے کے بھی حامی تھے، میں نے ان کے سوالوں کے جواب میں اس وقت بیان کیا کہ

مدرسے اور بورڈنگ ہاؤس میں ضرور پردہ رہے گا۔ پردہ بطور اسکول ڈسپلن کے لازمی ہوگا۔ (ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ، مشاہدات وتاثرات، فیملی ایجوکیشن اسوایشن علی گڑھ ص ۲۵۱۔۲۵۲)

اعدائے اسلام کی سازش

اگر تعصب کی عینک نکال کر دیکھا جاے اور اسلامیات کا مطالعہ کیا جائے، تو بخوبی واضح ہوجاتا ہے کہ اسلام کا کوئی بھی حکم عقل انسانی کے خلاف نہیں ہے، بلکہ انسان کے لئے دنیا وآخرت کی بھلائی اسلام کی اطاعت وپیروی میں ہے۔ آج اعدائے اسلام نے زبردست تحریکیں چلا رکھی ہیں کہ کس طرح اسلام کو بیخ دین سے اکھاڑ پھینکیں اور کم از کم اسکی روح کو تو باطل ہی کر دیں مسلم عورتوں اور نوجوان لڑکیوں میں جو بے پردگی ہورہی ہے پھر اسکے نتیجہ میں ناگفتہ بہ حالات پیش آتے ہیں یہ سب سازش کے تحت اور بڑی پلاننگ سے وجود میں آرہا ہے تاکہ مسلمانوں کو ان کے دین ومذہب سے ناآشنا کردیا جائے اور اس کے مقابلہ میں باطل مذہب سے آشنا کرایا جائے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

گناہوں کی نحوست سے توفیق سلب ہو جاتی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

میری مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! جب زمین پر گناہ زیادہ ہوتے ہیں تو اسکے اثرات صرف گنہگار کی حد تک نہیں رہتے بلکہ اسکی نحوست دیگر حیوانات نباتات اور جمادات کو بھی پہونچتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ خشکی اور تری میں لوگوں کے کرتوتوں کیوجہ سے فساد پھیل گیا تاکہ ان کو ان کے کئے ہوئے بعض کاموں کا مزہ چکھائیں۔ آج

ہمارے اوپر اچھے برے حالات جو پیش آرہے ہیں یہ سب ہمارے اعمال کیوجہ سے ہیں۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اسکے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے اگر توبہ کرلیا تو وہ نقطہ مٹ جاتا ہے اور اگر توبہ نہیں کرتا تو وہ نقطہ برقرار رہتا ہے اور جیسے جیسے گناہ کرتا ہے ویسے ویسے نقطوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اسکا دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے اور اس پر خیر اور بھلائی کی کوئی بات ٹھہرتی ہی نہیں ہے۔

غفلت کا برا انجام

قوم فرعون کے برے انجام کو بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا۔ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰى اَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَاهُمْ يَنْكُثُوْنَ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ (الاعراف:۱۳۶) پھر جب ہم ان پر سے عذاب کو، اتنی مدت تک ہٹا لیتے جس تک انہیں پہنچنا ہی تھا تو وہ ایک دم اپنے وعدے سے پھر جاتے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سے بدلہ لیا اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا کیوں کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا، اور ان سے بالکل بے پروا ہو گئے تھے۔

قوم فرعون کی ہلاکت کے دو سبب یہاں بیان کئے گئے ہیں: تکذیب اور غفلت۔ معلوم ہوا غفلت کا انجام دنیا ہی میں اللہ کے عذاب کا باعث ہوتا ہے۔: غفلت کا دوسرا بدترین انجام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غفلت کے شکار لوگوں سے توفیق چھین لیتا ہے۔ ارشاد باری ہے: اور ہم نے جنات اور انسانوں میں سے بہت سے لوگ جہنم کے لیے پیدا کیے، ان کے پاس دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، اور ان کے پاس کان ہیں جن سے وہ سنتے

نہیں، وہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ وہ ان سے بھی بدتر ہیں، یہی لوگ ہیں جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ (النحل:۱۰۶تا۱۰۹)

معلوم ہوا کہ غافل سے اللہ ناراض ہوکر قوت ادراک وشعور چھین لیتا ہے سنتا ہے، مگر عمل کی توفیق نہیں ہوتی دیکھتا ہے مگر عبرت حاصل نہیں کرتا اور یہ سب غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

غفلت انسان کو اللہ کی نشانیوں کی تکذیب پرامادہ کرتی ہے

حق سے غفلت کا انجام بڑا بھیانک ہوتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حاصل نہیں، اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں، یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا اور ان سے غافل رہے۔ (الاعراف:۱۴۶)

غفلت جہنم میں جانے کا سبب ہے

جہاں غفلت کی وجہ سے انسان دنیا میں بڑی بڑی سزاؤں سے دوچار ہوتا ہے وہیں عذاب جہنم کا بھی مستحق ہوجاتا ہے ارشاد ہے وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ، اُوْلٰئِکَ مَاوٰاھُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ. (یونس:۷) اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے ان کے کرتوتوں کے سبب۔ معلوم ہوا دنیا وآخرت میں اللہ کی پھٹکار کے بنیادی اسباب میں سے ایک اہم سبب غفلت ہے۔

ہم کیوں پیدا کئے گئے

آدمی دنیا کے اندر ایک مقصد کے تحت بھیجا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ میں نے انسانوں اور جناتوں کو اپنی عبادت ہی کیلئے پیدا کیا ہے مقصد اصلی انسان کی تخلیق کا یہی ہے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ ہماری جو مائیں اور بہنیں خلاف شرع کام کررہی ہیں انکو کس طرح اس سے روکا جائے اور کیسے وہ دین کے ایک ایک حکم کو زندہ کرنے والی بن جائیں۔ اگر ہماری غفلت وکوتاہی کیوجہ سے ہمارے معاشرے اور کلچر میں برائیاں پھیل رہی ہیں۔ بے پردگی عام ہورہی ہے اور ایک دوسرے کے حقوق کو ادا نہیں کیا جارہا ہے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری میں بے توجہی برتی جارہی ہے اور سنت کو پامال کیا جارہا ہے تو ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ ہم اللہ رب العزت کی گرفت سے بچ سکتے ہیں بلکہ ہم کو بھی یہ جواب دینا ہوگا کہ ہم نے کیوں خاموشی اختیار کی اور اللہ کی بندیوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کیوں نہیں کی بہر حال جو کچھ کوتاہی اور سستی ہم سے ہوئی اس پر اللہ تعالیٰ سے معذرت طلب کریں اور آئندہ یہ عہد کریں کہ خود بھی احکام شرع کی پابندی کریں گی اور اپنی ماؤں اور بہنوں کو اس کی دعوت دیں گی۔ اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

والدین کی خدمت اور دعاؤں کی برکت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا، اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْکِلَاهُمَا فَلَاتَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا.

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا تاکیدی حکم دیا ہے، بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا اسی طرح بطور فرض کے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا بھی حکم دیا اور ایک ہی جگہ نہیں بلکہ قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔ چونکہ والدین ہی انسان کی ولادت کا سبب ظاہری ہیں اور بطور خاص والدہ

کو اپنی اولاد کے لئے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی واسطے والدہ کا مرتبہ بھی بمقابلہ والد کے زیادہ ہے ایک صحابی نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں پھر دوبارہ سائل دریافت کیا اسکے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں پھر دریافت کیا اسکے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری ماں جب چوتھی مرتبہ سائل نے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ، والدہ کا مرتبہ بڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ والدہ خدمت کی زیادہ مستحق ہے اور والد ادب و تعظیم کے زیادہ حقدار ہیں فرمانبردار اولاد وہی ہے جو والدین کی خدمت اور اطاعت وفرمانبرداری کو اپنے لئے سرمایۂ سعادت سمجھے اور کبھی کبھی والدین کو نافرمانی کر کے یا ترش کلامی سے ناراض نہ کرے تاکہ والدین دل سے دعائیں کریں کوئی بھی ماں یا باپ اولاد کے لئے کبھی برا نہیں چاہتے۔

دعاؤں کی برکت

حدیث پاک میں ایک واقعہ آتا ہے کہ کسی زمانہ میں تین لوگ کہیں جارہے تھے رات ہوگئی اور بارش بھی ہونے لگی تو مجبوراً انہوں نے ایک غار میں پناہ لی ابھی کچھ دیر ہوئی تھی کہ پہاڑ کی ایک بڑی چٹان کھسکی اور غار کے منہ پر آگئی اور غار کا منھ بند ہوگیا، وہ بڑے حیران و پریشان کہ اتنی بڑی چٹان ہمارے کھسکانے سے کھسک نہیں سکتی اور کسی سے مدد ملنے کی بھی یہاں امید نہیں، چونکہ وہ خدا پرست تھے انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے زندگی کے ایسے عمل کے واسطے سے دعا کرے جسے خالص اللہ کے لئے کیا ہو، ان میں سے ایک دست بدعا ہوا: اے اللہ! تجھے خوب معلوم ہے کہ میرے والدین بوڑھے ہوگئے تھے اور میں بکریاں

چراتا اور ان کا دودھ دوہ کر سب سے پہلے انہیں کو پلاتا تھا ایک دن کی بات ہے کہ میں ان بکریوں کیلئے پتے کی تلاش میں کافی دور نکل گیا اور جب رات کو واپسی ہوئی تو دونوں سو چکے تھے میں نے بکریوں کا دودھ نکالا اور ان کے پاس لے کر پہونچا مگر وہ دونوں سو رہے تھے، اور مجھے یہ بات قطعاً گوارا نہ ہوئی کہ اپنے بوڑھے والدین سے پہلے خود دودھ پی لوں یا اپنے بچوں کو پلاؤں، ان کے پاس دودھ کا پیالہ لئے کھڑا رہا کہ اب اٹھیں تب اٹھیں یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور میرے بچے قدموں پر بھوک کے مارے لوٹ رہے تھے (اور میں انہیں بہلاتا پھسلاتا رہا) اور وہ دونوں بیدار ہوئے پھر میں نے انہیں دودھ پیش کیا اور انہوں نے پیا اے اللہ! اگر میں نے یہ تیری رضا کے لئے کیا ہے تو اس چٹان کی آفت سے ہمیں نجات عطا فرما، چٹان تھوڑی سی کھسکی، مگر نکل سکنے کی صورت نہ بنی ایک دوسرے نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا: اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میری ایک چچازاد بہن تھی مجھے اس سے بڑی محبت تھی میں اسے بہلانے کی کوشش کرتا رہا مگر وہ کنارہ کش رہتی اور میرے ہاتھ نہ لگتی پھر ایسا ہوا کہ قحط سالی اور غربت نے اسے میرے پاس پہونچا ہی دیا میں نے ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط کے ساتھ دیں کہ مجھ سے تنہائی میں ملے اور کچھ رکاوٹ نہ ڈالے، خیر حسبِ وعدہ ملاقات ہوئی تو میں جب اپنا کام شروع کرنے چلا تو وہ دبی آواز سے بولی! ناحق پیکنگ توڑنا جائز نہیں، یہ سن کر مجھے جھٹکا لگا اور احساس گناہ دامن گیر ہوا اور میں اسے چھوڑ کر چلا آیا اور جو اشرفیاں اسے دی تھیں اسے بھی واپس نہ لیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ آپ کے ڈر سے آپ کی رضا کے واسطے کیا ہو تو اس مصیبت سے ہماری نجات فرما، دوبارہ پھر چٹان تھوڑی سی کھسکی مگر اب بھی نکلنے کے بقدر راستہ نہ ہوا اب تیسرے کی باری آئی اس نے یوں عرض کیا اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ ایک بار میں نے کچھ مزدور کئے اور اس میں سے ایک شخص مزدوری لئے بغیر

چلا گیا، تو میں نے اس کی مزدوری کے غلے کو کاشت میں لگا دیا اور پھر وہ ایک مدت کے بعد اپنی مزدوری مانگنے کے لئے آیا تو میں نے اس سے کہا یہ جو تمہارے سامنے اونٹ، بکریاں، اور غلام ہیں یہ سب تمہاری اجرت سے ہیں لے جایئے، اس نے کہا بندۂ خدا! مجھ سے مذاق نہ کیجئے، میں نے کہا ارے بھائی! میں مذاق نہیں کر رہا ہوں یہ تمہارے ہی ہیں، خیر اس نے یہ ساری چیزیں لیں اور رخصت ہوگیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ آپ کی خوشنودی کے لئے کیا ہو تو ہمیں اس پریشانی سے نجات مرحمت فرما، اب کی بار چٹان کھسکی تو نکلنے کا راستہ ہوگیا اور وہ تینوں خدا خدا کر کے چلتے بنے۔ (بخاری ومسلم وغیرہما)

والدین کی اطاعت دارین میں سرخروئی کا ذریعہ

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اور نافرمانی کا بدلہ بسا اوقات دنیا ہی میں مل جاتا ہے جو اولاد اپنے والدین کی اطاعت شعار ہوتی ہے والدین اسکے لئے دل سے دعائیں کرتے ہیں اور دنیا ہی میں وہ خوشحال نظر آتا ہے اور جو شخص والدین کی نافرمانی کرے اسکا اخروی انجام جو بھی ہو بہر حال دنیا ہی میں اسکا وبال نظروں کے سامنے دیکھ لے گا مگر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اولاد کے نیک وبد ہونے میں والدین کی تربیت کا بھی کافی دخل ہے اگر والدین نے صحیح تربیت کی ہے تو اولاد یقیناً نیک اور صالح ہوگی اور اسکے لئے نیک نامی کا ذریعہ بنے گی جو والدین کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد بھی ان کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے اضافہ کا باعث بنے گی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں مگر تین چیزوں کی وجہ سے اسکے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی۔ ایک تو صدقہ جاریہ ہے، دوسرے ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، تیسرے

ایسی نیک اولاد جو والدین کیلئے دعائیں کرے، اس لئے والدین کی بھی بہت بڑی ذمہ داری بنتی ہے کہ اولاد کی تعلیم وتربیت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ جب اولاد کی تعلیم وتربیت صحیح ہوگی تو والدین کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہونگی اور انکا دل خوش ہوگا اور اولاد اپنے والدین کی آنکھوں کے اشاروں پر چلے گی، اور والدین کی اطاعت وفرمانبرداری انسان کو جنت میں داخلے کا ذریعہ اور سبب بنے گی اور والدین کی نافرمانی دخول نار کا ذریعہ اور سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ والدین کا اطاعت شعاری و فرمانبرداری کا جذبہ ہماری گھٹی میں پلا دے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

دعا سے بیماریوں کا علاج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق ومہربان معلمات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! قرآن وحدیث میں بیماریوں سے علاج کے مختلف طریقے بتائے گئے ہیں۔

قرآن کریم میں سب سے پہلی سورت سورہ فاتحہ ہے جس کے ۱۴ر نام قاضی بیضاوی نے شمار کرائے ہیں ان میں ایک نام شفاء بھی ہے روحانی شفاء تو ہے ہی اس کے ذریعہ جسمانی شفاء بھی ملتی ہے اور سورۂ فاتحہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کی خصوصیت ہے کسی اور امت کو یہ سورہ نہیں ملی اس سورت کا ایک نام تعلیم مسئلہ بھی ہے یعنی سوال کرنیکا طریقہ اور ڈھنگ بھی سکھلایا گیا ہے کہ جب بڑے دربار میں

جاؤ تو کس طرح جاؤ اور گفتگو کا طریقہ کیا ہو اور کیسے سوال کیا جائے۔ اس سورت کے اندر اللہ رب العزت نے سب کچھ سکھلا دیا ہے۔

طبیب روحانی وجسمانی آقائے دو عالم ﷺ سے دونوں طریقوں یعنی علاج بالقرآن والدعاء اور علاج بالدواء منقول ہے۔ ذیل میں کتبِ احادیث وسیرت سے پہلے طریق علاج یعنی علاج بالقرآن والدعاء کے متعلق تحریر کیا جاتا ہے۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ ؓا فرماتی ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ بیمار ہوتے تو اپنے آپ کو معوذات پڑھ کر دم فرماتے اور اپنا دستِ مبارک اپنے جسم نور پر پھیرتے، جس وقت اس مرض میں مبتلا ہوئے کہ جس میں رحلت ہوئی، میں معوذات پڑھ کر دم کرتی تھی جیسے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے، اور نبی کریم ﷺ کا دستِ مبارک (ان کے جسم پر) پھیرتی تھی۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ جب اہل خانہ میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو حضور سرور عالم ﷺ معوذات پڑھ کر اس پر دم فرماتے تھے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین ؓ کو اس طرح تعویذ (دم) فرماتے تھے۔ اُعِیْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَامَّةٍ۔ میں تم دونوں کو پناہ میں دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور زہریلے جانور کی برائی سے ہر نظر لگا دینے والی آنکھ کی برائی سے اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ ابراہیم ؑ انہی کلمات کے ساتھ اسمٰعیل واسحٰق علیہما السلام کو تعویذ دیا کرتے تھے (یعنی دم فرمایا کرتے تھے)۔ (بخاری شریف)

حضرت عائشہ ؓا سے مروی ہے کہ جس وقت کوئی شخص اپنے جسم میں کسی چیز کی شکایت کرتا، تو حضور نبی کریم ﷺ (اس پھوڑے، زخم یا درد کی طرف) اپنی

انگلی سے اشارہ فرماتے تھے اور پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سُقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔ اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی کے ساتھ برکت حاصل کرتا ہوں یہ ہماری زمین کی مٹی، ہمارے بعض کے لعاب کے ساتھ ملی ہوئی ہے تاکہ ہمارے پروردگار کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا دی جائے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں اپنے درد کی شکایت کی جو وہ اپنے جسم میں پاتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے جسم میں درد کی جگہ پر رکھ پھر تین مرتبہ بسم اللہ شریف پڑھ کر سات دفعہ یہ کلمات کہہ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ۔ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کی عزت وقدرت کے ساتھ پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو میں پاتا ہوں اور اس سے ڈرتا ہوں عثمان بن ابی العاص ؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسی طرح کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے میری تکلیف دور فرمادی۔ (مسلم شریف)

ہر بیماری کے لئے حضرت ابو درداء ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کوئی بیمار ہو جائے یا اس کا بھائی بیمار پڑ جائے تو چاہیے کہ وہ یوں پڑھے۔ رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُکَ اَمْرُکَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کَمْ رَحْمَتُکَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ فِی الْاَرْضِ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَخَطَایَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِیْنَ وَاَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَّحْمَتِکَ وَشِفَآءً مِنْ شِفَائِکَ عَلٰی هٰذَا الْوَجْعِ اے ہمارے پروردگار اللہ تعالیٰ کہ آسمانوں میں تیرا اسم پاک ہے تیرا حکم آسماں وزمین میں ہے جس طرح تیری رحمت آسمانوں میں ہے ایسے ہی اپنی رحمت زمین پر فرمادے ہمارے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف فرمادے تو پاکیزوں کا

پروردگار ہے، اپنی رحمت نازل فرما اور اپنی شفاء اس بیماری پر نازل فرما، تو وہ شفایاب ہوجاتا ہے۔(سنن ابی داؤد)

بخار و درد میں

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ بے شک حضور نبی کریم ﷺ صحابۂ کرام کو ہر قسم کے بخار اور دردوں میں سکھلاتے تھے کہ یہ پڑھیں -بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ. (ترمذی شریف) اللہ تبارک وتعالیٰ بزرگ برتر کے اسم گرامی کے ساتھ شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اسمِ عظیم کے ساتھ میں چاہتا ہوں، ہر جوش مارنے والی رگ کی برائی سے اور آگ کی گرمی کی برائی سے۔

سورۂ یٰسین کے فضائل میں آتا ہے کہ جب کسی کی جانکنی کا وقت آجائے تو اس کے پاس سورہ یٰسین کی تلاوت کرنے کیوجہ سے سکرات کی تکلیف میں تخفیف ہوجاتی ہے اسلئے اپنے مردوں کے پاس سورہ یٰسین کی کثرت سے تلاوت کرنی چاہیے اسی طرح جس آدمی کو چیچک کا مرض ہو اسکو سورۂ رحمٰن ایک دھاگے پر پڑھکر گلے میں ڈالدیا جائے تو چیچک سے چھٹکارا مل جائیگا اور اگر بچھو نے ڈنک مار دیا ہو تو سورۂ شعراء کی آیت وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پڑھکر اس جگہ پر ہاتھ پھیرتے رہیں تو ڈنک کی تکلیف سے نجات حاصل ہوسکتی ہے۔

بعض صحابۂ کرام بھی قرآن وحدیث سے جسمانی علاج بھی کیا کرتے ایک دفعہ بعض صحابہ کہیں جارہے تھے وہاں کا جو بادشاہ تھا اسکے لڑکے کو سانپ نے کاٹ لیا۔ بادشاہ صحابہ کرام کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم میں کوئی جھاڑ پھونک کرنیوالا ہے؟ تو ایک صحابی نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں اور چند بکریاں دینے کی شرط پر سورہ

فاتحہ پڑھ کر دم کردیا اور بادشاہ کا لڑکا ٹھیک ہوگیا بادشاہ بہت خوش ہوا اور شرط کے مطابق اس نے بکریاں دیں۔ جب صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لے گئے اور واقعہ بیان فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس میں سے کچھ میرے لئے بھی لائے ہو اس سے پتہ چلا جھاڑ پھونک پر پیسہ لینا جائز ہے۔ البتہ اسی کو پیشہ بنالینا اچھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

شکر کی حقیقت اور فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

مشفق مہربان معلمات، عزیزہ طالبات! آج کی اس محفل میں جہاں دور دراز سے ہماری مائیں اور بہنیں تشریف لائی ہوئی ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شکر کی حقیقت اور فضیلت کے تعلق سے کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کردی جائیں، درحقیقت شکر اللہ رب العزت کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس آدمی کو چار خصلتیں دی گئیں، اس کو دنیا وآخرت کی تمام بھلائیاں عطا کردی گئیں، اس میں سے ایک شکر گذار دل ہے، دوسرے ذکر کرنیوالی زبان، تیسرے بلاؤں پر صبر کرنیوالا جسم، چوتھے ایسی بیوی جو اپنے نفس اور شوہر کے

مال میں خیانت نہ کرے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو یہ چاروں خصلتیں دے دی گئیں۔ شکر کی حقیقت ،شکر کا مقام ،علم ، حال اور عمل سے ترتیب پاتا ہے، ان تینوں میں اصل علم ہے، علم سے حال اور حال سے عمل پیدا ہوتا ہے۔ (۱) انسان کو یہ علم ہونا چاہیے کہ تمام نعمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے، وہی منعم حقیقی ہے درمیان کے تمام واسطے اس کے قبضۂ قدرت اور دست تسخیر میں ہیں۔ (۲) حال کا مطلب یہ ہے کہ خشوع ،خضوع اور عجز وتواضع کی ہیئت کے ساتھ منعم حقیقی سے خوش ہونا، یہ حال بھی شکر ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ خوشی صرف منعم سے ہو، نہ نعمت سے ہو اور نہ انعام سے ہو۔ (۳) تیسری چیز عمل ہے، یہ عمل دل ،زبان اور اعضاء تینوں سے متعلق ہے، دل سے شکر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ خیر کا قصد کرلے، اور تمام مخلوق کے لئے خیر کا جذبہ پوشیدہ رکھے، زبان سے شکر کا مطلب یہ ہے کہ ان تحمیدات کے ذریعہ جو شکر پر دلالت کرتی ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، اور اعضاء کے ذریعہ شکر کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو اس کی اطاعت میں استعمال کرے، اور ان سے ترک معصیت میں مدد لے، چنانچہ آنکھوں کے ذریعہ شکر کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا ہر وہ عیب جس پر نگاہ پڑ جائے اس کو چھپائے ، نیز آنکھوں کے ذریعہ شکر کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا ہر وہ عیب جس پر نگاہ پڑ جائے اس کو چھپائے ، نیز آنکھوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو نہ دیکھے، کانوں کا شکر یہ ہے کہ مسلمانوں کے ان تمام عیوب کی پردہ پوشی کرے، جو سماعت کے ذریعہ شکر کا مطلب یہ ہے کہ ایسے الفاظ زبان سے نکالے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو، اگر اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہوتا ہے۔

شکر کی فضیلت ایک طرف قرآن کریم نے ذکر کی یہ تعریف کی ہے ''ولذکر اللہ اکبر'' اللہ تعالیٰ کی یاد بہت بڑی چیز ہے تو دوسری طرف شکر کو یہ اعزاز بخشا

ہے کہ اسے ذکر کے پہلو بہ پہلو بیان کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِیْ وَلَاتَكْفُرُوْنِ کہ مجھ کو یاد کرو، میں تم کو یاد رکھوں گا، اور میری نعمت کی شکر گزاری کرو، اور میری ناسپاسی نہ کرو۔

دوسری جگہ اعلان فرمایا کہ ”لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ“ آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اعلانِ عام فرما دیا ہے اگر تم نے میری نعمتوں کا شکر ادا کیا، کہ ان کو میری نافرمانیوں اور ناجائز کاموں میں خرچ نہ کیا، اور اپنے اعمال وافعال کو میری مرضی کے مطابق بنانے کی کوشش کی تو میں ان نعمتوں کو اور زیادہ کر دوں گا، یہ زیادتی نعمتوں کی مقدار میں بھی ہوسکتی ہے، اور ان کے بقاء ودوام میں بھی۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کو شکر ادا کرنے کی توفیق ہوگئی وہ کبھی نعمتوں میں برکت اور زیادتی سے محروم نہ ہوگا۔ آگے اس آیت میں ارشاد ہے کہ اگر تم نے میری نعمتوں کی ناشکری کی تو میرا عذاب بھی سخت ہے ناشکری کا حاصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی اور ناجائز کاموں میں صرف کرلے یا اس کے فرائض و واجبات کی ادائیگی میں سستی کرے، اور کفرانِ نعمت کا عذاب شدید دنیا میں یہ ہوسکتا ہے کہ یہ نعمت سلب ہوجائے یا ایسی مصیبت میں گرفتار ہوجائے کہ نعمت سے فائدہ نہ اٹھا سکے، اور آخرت میں بھی عذاب میں گرفتار ہو۔

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا شکر کیسے ادا کرسکتے ہیں؟ اسلئے کہ اپنے اختیار سے جس قدر اعمال ہم انجام دیتے ہیں وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، چنانچہ ہمارے اعضاء ہماری قدرت، ارادہ، داعیہ اور وہ تمام امور جو ہماری حرکت کے اسباب ہیں، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں، بھلا ہم اس کی نعمت سے اس کی نعمت کا شکر کس طرح ادا کرسکتے ہیں؟

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ اشکال حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی پیش آیا تھا، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی پیش آیا تھا، اور دونوں پیغمبروں نے باری تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا تھا کہ ہم تیرا شکر کیسے ادا کریں؟ کیونکہ جب بھی تیرا شکر ادا کریں گے تیری نعمتوں سے کریں گے ہمارا شکر تیری دوسری نعمت ہے، اس پر بھی شکر ادا کرنا واجب ہے، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اگر تم نے یہ جان لیا کہ یہ نعمت میں نے عطا کی ہے تو بس! میں اتنی سی بات سے بھی خوش ہوجاؤں گا۔ حدیث مذکور میں شکر کو قلب کے ساتھ مقید کرکے بیان کیا گیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ دل ہی تمام اعضاء کا سردار ہے اگر دل شکر گزاری کے جذبہ سے لبریز ہوگا تو زبان خود بخود منعم حقیقی کی ثنا خوانی میں مشغول ہوجائے گی، اور دیگر اعضاء بھی اللہ تبارک کی فرمانبرداری میں مشغول ہوجائیں گے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ کسی بھی حال کو اپنی قوت بازو کا نتیجہ نہ سمجھیں، بلکہ اس بات کا یقین اپنے دل میں جمائے رکھے کہ یہ تمام نعمتیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حاصل ہوئی ہیں، اور ان نعمتوں پر دل، زبان اور عمل سے شکر ادا کرے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ لَكَ شُكَّارًا.

انسان کی تخلیق کا مقصد

ایک حدیث میں آتا ہے۔ اَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ شکر گذار کھانے والا صبر کرنیوالے روزے دار کی طرح ہے مطلب یہ ہے کہ بندہ جو نعمت اللہ کی بطور غذا کے استعمال کررہا ہے اس پر بجائے جزع وفزع اور ناقدری کرنے کے اللہ کا شکر ادا کرے تو باوجودیکہ روزہ نہیں ہے لیکن صرف شکر گذاری کیوجہ سے اس کو وہ ثواب ملے گا جو روزے دار کو بھوک پیاس پر صبر کرنیکی وجہ سے ملتا ہے لیکن اس سے

مراد نفلی روزہ ہے نہ کہ رمضان کے روزے اگر کوئی شخص رمضان کے روزے ترک کرتا ہے تو اس کیلئے بڑی سخت وعیدیں حدیث میں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور زندگی گذارنے کیلئے سارے اسباب مہیا کیے اسکا تقاضہ ہے کہ انسان کا کوئی لمحہ بھی شکر خداوندی سے خالی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد یوں بیان فرمایا۔ وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّالِیَعْبُدُوْنِ میں نے انسان وجنات کو محض اسلئے پیدا کیا تاکہ وہ میری عبادت کریں دنیا کا سارا نظام جو چل رہا ہے وہ صرف اسی لئے کہ انسان ان سب چیزوں سے فائدہ حاصل کرے اور اللہ کے شکر گذاری کے طور پر اسکی عبادت میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ابرو باد ومہ وخورشید وفلک در کارند
تاتو نان بکف آری وبغفلت نہ خوری
ہمہ از بہر توسرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نہ بری

ترجمہ:۔ بادل، ہوا، چاند، سورج، آسمان سب اپنے اپنے کام میں لگے ہیں، تاکہ تم ایک روٹی حاصل کرو اور غفلت کے ساتھ نہ کھاؤ، سب چیزیں ہی تمہارے واسطے پریشان ہیں اور مطیع وفرماں بردار ہیں کبھی بھی اللہ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتی ہیں جس چیز پر اللہ نے لگا دیا اسی میں لگے ہوئے ہیں، اب یہ انصاف کی بات نہیں کہ ہم اللہ کی فرماں برداری نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم دیا کہ شکر ادا کرو کیونکہ میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اپنے شکر گذار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ☆

مسجد اور امام کا مقام بہت بلند ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔ نماز قائم کرو یعنی ہر جگہ اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے صرف نماز پڑھنے کا ہی حکم نہیں دیا گیا ہے اور اقامت صلوٰۃ کیلئے مسجد کا قیام اور امام وموذن کا تقرر بھی ضروری ہے اس لئے مسجد اور اس میں خدمت انجام دینے والے امام وموذن اور دیگر کارندے بڑے ہی خوش نصیب ہیں اور انکی عزت وتوقیر عوام کے ذمہ ضروری اور لازم ہے اور امامت کی ذمہ داری دراصل خلیفہ وقت یا اس کے نائب کی ہے نبی کریم ﷺ اپنے دور میں صحابہ کرام کو نماز

پڑھایا کرتے تھے اور آپ علیہ السلام کے بعد خلیفۂ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پنج وقتہ نماز پڑھاتے تھے پھر خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کے بعد خلیفۂ ثالث عثمان غنی رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے اسی طرح جہاں بھی مسلمان خلیفہ تھے وہی نماز بھی پڑھایا کرتے تھے اور دوسری مسجدوں میں خلیفہ کے مقرر کردہ امام نماز پڑھایا کرتے تھے اس لئے اس دور میں اماموں کا مقام ومرتبہ بہت اونچا ہوا کرتا تھا عوام میں بھی انکی بڑی قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اب جیسے جیسے زمانہ دور نبوت سے بعد ہوتا جارہا ہے لوگوں میں دین سے دوری ہوتی جارہی ہے اور دن بدن غفلت وسستی پروان چڑھ رہی ہے نہ مسجد کا احترام نہ امام کی قدر ومنزلت کا خیال۔

جناب مولانا خرم مراد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

کہ مسلم معاشرہ میں امام مسجد کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے، عام آدمی کی نظر میں اس کی حیثیت ایک عالم دین کی ہوتی ہے یہ ایک بہت بلند مقام ہے حدیث رسول ﷺ کے مطابق علماء درحقیقت انبیاء کے وارث ہیں، لہٰذا امامت کا فریضہ اپنے مرتبہ ومقام کے لحاظ سے خدا کی کسی بڑی نعمت سے کم نہیں اور جسے وہ اپنی مشیت سے اس منصب کے لیے منتخب کرلے فی الواقع اسے ایک بڑی نعمت حاصل ہوگئی، اس پر جتنا بھی شکر یہ ادا کیا جائے کم ہے، اس لیے کہ اس کے پاس وہ علم ہے، جو انبیائے کرام لیکر آئے، وہ انبیاء کا وارث ہے اور اسے لوگوں کی امامت ورہنمائی اور تزکیہ وتربیت کا موقع حاصل ہوتا ہے۔

یہ محض ہماری کم نصیبی ہے کہ موجودہ عہد میں مسجد کی امامت ہمارے معاشرے میں ایک رسم بن کر رہ گی ہے، گویا یہ صرف دو رکعت کی امامت ہے، جب کہ حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے عملا ایک امام اس مصلے پر کھڑا ہوتا ہے، جس پر سید الانبیاء

صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تھے، یوں تو تمام ائمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث اور نائب ہیں، اسلئے ائمہ کو آج پھر وہی فرائض انجام دینے ہیں، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انجام دیے۔

یہ بھی ہماری بدنصیبی ہے کہ ہمارے معاشرے میں مسجد کو وہ مقام حاصل نہیں رہا، جو مسجد نبوی کو حاصل تھا۔ نہ ائمہ ہی کو وہ مقام حاصل ہے، جو انہیں حاصل ہونا چاہیے، آج مسجد محض ایک عبادت گاہ بن کر رہ گئی ہے جہاں نمازی حضرات رسماً عبادت کے لیے آتے ہیں، اب اس بات کا شعور نہیں رہا کہ مسجد صرف ایک عبادت گاہ نہیں ہے بلکہ اسلامی بستی کے مرکز کی حیثیت رکھتی ہے اور امام محض امام مسجد نہیں ہے بلکہ فی الواقع وہ اس بستی کا قائد اور فکری رہنما ہے، مسجد تو امت کی زندگی کا مرکز ہے۔ اذان ونماز کے ذریعے ایک مسلمان کے ایمان وعہد بندگی کو تازہ کرنے اور اطاعت کی مشق دن میں پانچ مرتبہ کروائی جاتی ہے۔ اخوت، مساوات اور ہمدردی وغم خواری کا سبق سکھایا جاتا ہے۔ وہ اپنے بھائیوں سے بے تعلق نہیں رہ سکتا کہ ان کے دکھ درد میں شریک نہ ہو اور ان کے دکھ نہ بانٹے۔

مسجد مرکز دعوت وارشاد ہے۔ اس لیے کہ یہاں احکام الٰہی سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ مسجد تعلیم وتربیت کا مرکز ہے۔ مدرسہ واسکول ہے اور لائبریری یا مطالعہ گاہ ہے، سیاسی مرکز ہے، جہاں قائدین وعوام اپنے مسائل باہم مشاورت سے حل کرتے ہیں، بیت المال ہے کہ زکوٰۃ وغیرہ جمع وتقسیم کی جاتی ہے اور حاجت مندوں کی کفالت کی جاتی ہے، مسجد عدالت ہے کے جھگڑے نپٹائے جاتے ہیں اور فیصلے کیے جاتے ہیں۔ یہ مرکز ثقافت (community centre) جہاں شادی بیاہ اور مختلف مواقع پر تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ افسوس کہ آج نہ ہم مسجد یا امام کے مقام سے صحیح طرح آگاہ ہیں اور نہ امام مسجد ہی اپنے منصب ومقام اور تقاضوں کو جانتا ہے۔

رہ گئی رسم اذاں، روح بلالی نہ رہی

مسجد صرف نماز پڑھنے کیلئے نہیں

حضور نبی کریم ﷺ جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی طرف توجہ فرمائی اور اس کیلئے سہل و سہیل دو یتیم بچوں کی زمین خریدی گئی اور وہاں مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ صحابہ کرام اپنے کاندھوں پر پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے اور مسجد تعمیر کرتے خود حضور کونین ﷺ بھی اس تعمیر میں برابر کے شریک تھے۔ کیسے طوبا برکت لوگ تھے۔ جو اس مسجد کی تعمیر کر رہے تھے۔ اب قیامت تک آسمان وزمین ایسے مقدس و بابرکت ہستیوں کو دیکھنے کیلئے ترسیں گے نبی کریم ﷺ نے جس مسجد کی بنیاد رکھی ہو اور صحابہ کرام جس کی تعمیر فرما رہے ہوں اسکی برکت کے کیا کہنے آج اسکو ہم مسجد نبوی کے نام سے جانتے ہیں جو پہلے کے مقابلہ میں آج کئی گنا بڑی ہے نبی کریم ﷺ کے دور مسعود میں مسجد نبوی کو مرکزیت حاصل تھی جہاں سینکڑوں امور انجام پاتے تھے، وہیں سے مختلف محاذوں پر فوجیوں کو روانہ کیا جاتا تھا، فقراء مساکین کو اور مجاہدین کو اموال تقسیم کئے جاتے تھے، باہر سے آنے والے مہمانوں کو وہاں ٹھہرایا جاتا، ضرورت پڑنے پر مریضوں اور زخمیوں کیلئے کیمپ بھی لگتا تھا، قیدیوں کو بھی ٹھہرایا جاتا، گورنر اور حکام کو بھی روانہ کیا جاتا، اجتماعات اور پروگرام بھی منعقد ہوتے تھے۔ غرضیکہ بہت اہم امور مسجد نبوی میں انجام پاتے تھے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

گانے سننے کی بھیانک سزاء

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَالْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

میری بزرگ معلمات اور پیاری طالبات، خواتین اسلام! آج میری تقریر کا موضوع ہے۔ ’’ گانے سننے کی بھیانک سزاء‘‘ اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کرنی ہے۔ سب سے پہلے اس آیت کا شان نزول عرض کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ درمنثور کی ایک روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مکہ کا ایک تاجر نضر بن حارث ایک گانے والی لونڈی لایا کرتا تھا اور جولوگ قرآن کریم سنتے تھے اس لونڈی کے ذریعہ لوگوں کو گانا سنواتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد تم کو قرآن سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزے رکھو، جان دو، وغیرہ وغیرہ جس میں پریشانی ہی پریشانی ہے تم سب میرے پاس آؤ گانا سنو اور عیش طرب مناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا: اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

عَذَابٌ مُّهِينٌ ان لوگوں کیلئے ذلت کا عذاب ہے اور ذلت کا عذاب جہنم میں جلنا ہے۔ بڑی سخت وعید ہے ایسے لوگوں کیلئے جو گانا سنتے ہیں یا دوسروں کو سناتے ہیں حدیث میں بھی بڑی وعیدیں آئی ہیں۔

گانے پر وعید

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی گانے والی کے پاس گانا سننے کے لیے بیٹھا تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کے کان کو گرم پگھلے ہوئے رانگے سے بھر دے گا۔ (کنزالعمال۔حدیث نمبر:۴۰۶۶۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کی ایک جماعت کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر کی شکل میں کر دیا جائے گا جبکہ ایک جماعت کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ایک جماعت پر سخت تیز و تند ہوا بھیج کر ہلاک کیا جائے گا، اس لیے کہ وہ شراب پئیں گے، ریشم پہنیں گے گانے والی عورتوں کے دلداہ ہوں گے اور گانے باجے والے ہوں گے۔

(رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الملاھی وابو شیخ فی الفتن، کنزالعمال۔حدیث نمبر:۴۰۶۷۷)

مذکورہ حدیث سے گانا باجا اور دیگر لغویات کی تباہ کاریوں کا پتہ چل رہا ہے لیکن فی زمانہ گانا باجا اور میوزک سن کر لوگ اپنے دل و دماغ کو سکون پہچانے کی کوشش کر رہے ہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ گانا باجا سخت ترین عذاب کا سبب بننے والا ہے۔ حضور نے ناچنے گانے والی عورتوں سے بچنے کا حکم فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گانے والی اور نوحہ کرنے والی عورتوں سے منع فرمایا (ان سے دور رہنے کو فرمایا) اور ان کی خرید و فروخت اور ان کی تجارت سے بھی منع فرمایا اور فرمایا کہ ان کی کمائی حرام ہے۔ (کنزالعمال حدیث نمبر:۴۰۶۸۸)

حضور ﷺ نے ناچنے گانے والی عورتوں سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔ لیکن آج کل ان بے حیا عورتوں، ہیروئنوں کی تصویریں مسلمانوں کی دکانوں، مکانوں، موبائل فون، ٹی شرٹ میں جگہ جگہ فروفت ہوتے دیکھنے کو مل رہی ہیں، اکثر مسلم لڑکیاں انہی کو اپنا آئیڈیل اور رہنما مان کر انہی کے طریقے، وضع قطع اور لباس اپنا رہی ہیں، یہ ناچنے گانے والیاں تو جہنم میں جائیں گی بھلا ان کے پیچھے چلنے والی کیسے جنت جائیں گی؟

ناچنے گانے والے کی آمدنی حرام ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے گانے باجے کے آلات توڑنے کے لیے بھیجا ہے اور میرے رب عزو جل نے قسم کھائی ہے کہ میرا جو بندہ دنیا میں شراب پیئے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کھولتا ہوا پانی پلائے گا چاہے اسے عذاب دیا جائے یا بخش دیا جائے پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا گانے والے مرد اور عورت کی کمائی حرام ہے، زانیہ کی کمائی حرام اور ناپاک ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہ حق ہے کہ اس بندے کو جنت میں داخل نہ کرے جو حرام آمدنی سے پلا بڑھا ہو۔ (کنزالعمال۔حدیث نمبر۴۰۸۶۹)

بڑی شرم کی بات ہے کہ جس نبی کی بعثت آلات موسیقی توڑنے کی لیے ہوئی تھی اس کی امت ناچ گانا دیکھنے اور سننے میں مصروف ہے، بلکہ بڑی تعداد میں فلمی گانے اور فلموں کی سی ڈی کی دکانیں مسلمانوں نے کھول رکھی ہیں، مسلمانوں کو خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اس ذریعہ سے کمائی ہوئی دولت خالص حرام ہے اور حرام کھا کر کوئی جنت میں نہیں جاسکتا ہے۔

ناچ گانے کے شوقین پرعذاب آئے گا

حضرت ہشام بن عاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخر زمانے میں میری امت کے کچھ لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا کچھ لوگوں کو مسخ کر دیا جائے گا اور کچھ لوگوں کو پتھر کی بارش کے ذریعہ ہلاک کر دیا جائے گا، صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کس وجہ سے ہوگا؟ فرمایا ناچنے گانے والی عورتوں کو اختیار کرنے اور شراب پینے کی وجہ سے ایسا ہوگا۔ (کنز العمال۔ حدیث نمبر: ۴۰۶۹۰)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ پازیب کی آواز کو اسی طرح سخت ناپسند رکھتا ہے جس طرح گانے باجے کی آواز کو ناپسند رکھتا ہے پھر فرمایا، آواز کرنے والی پازیب (پایل) ملعون عورت کے علاوہ کوئی نہیں پہنتی ہے۔

(مسند فردوس للدیلمی، کنز العمال۔ حدیث نمبر: ۴۵۰۷۱)

ہلاکت کے چھ اسباب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت چھ چیزوں کو اپنے اوپر حلال کر لے گی تو وہ تباہ و برباد ہو جائے گی۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ (۱) آپس میں لعن طعن کریں گے۔ (۲) شراب پئیں گے۔ (۳) ریشم پہنیں گے۔ (۴) ناچنے گانے والی عورتوں کو اختیار کریں گے۔ (۵) مرد مردوں سے۔ (۶) عورت عورتوں سے اپنی جنسی خواہش پوری کریں گی۔

(المعجم الاوسط للطبرانی۔ حدیث نمبر: ۱۰۶۰)

یہ ساری برائیاں سماج اور معاشرے میں پائی جا رہی ہیں، اس لیے بہت ممکن ہے کہ اللہ کا عذاب زلزلہ، سیلاب، طوفان، قحط یا کسی اور شکل میں آن پڑے اس لیے فوری طور پر لوگوں کو ان گناہوں سے توبہ کر لینی چاہیے۔

مسلمان گانے باجے کی آواز سے بھی پرہیز کریں۔

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے (راستہ چلتے ہوئے ایک جگہ) گانا باجا کی آواز سنی تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلی ڈال لی اور راستے کے ایک طرف ہو لیے پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا، اے نافع! کیا تم کچھ سن رہے ہو؟ کہا نہیں کچھ بھی تو نہیں۔ تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے انگلیوں کو کان کے سوراخوں سے ہٹا لیا اور فرمایا، ایک مرتبہ میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا حضور نے بھی اسی کی طرح آواز سنی تو ایسا ہی کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (سنن ابوداؤد۔ حدیث نمبر: ۴۹۲۶)

مسلمان مرد و عورت کو بھی چاہیے کہ حضور اور صحابہ کی پیروی کریں، اپنے کانوں میں میوزک اور گانے کی آواز جانے نہ دیں، یہی حضور کی سچی غلامی اور محبت کی علامت ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ڈھول بجانے چنگ و رباب اور بانسری بجانے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ کھیل کود سے میرا کوئی کام نہیں۔ (الادب المفرد للبخاری) یعنی گانا باجا، آلات موسیقی اور غیر ضروری کھیل کود کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی رشتہ ناطہ نہیں ہے۔

ان حدیثوں سے ہمیں یہ نتائج ملے کہ گانا باجا دل میں نفاق کو پروان چڑھاتا ہے۔ بندے کو رب کی رحمتوں سے دور کرتا ہے۔ گانا سننے والے دنیا و آخرت میں اللہ کے عذاب کے مستحق ہیں۔ جنت سے محرومی اور جہنم میں یہ داخلے کا سبب ہے، تو کیا

ہم یہ سب جان کر بھی اس گناہ سے نہیں بچیں گے؟ کیا یہ حدیثیں ہمارے فکر ونظر کے دریچے کھولنے کے لئے کافی نہیں ہیں؟ یقیناً اللہ سے ڈرنے والے اور آخرت کے دن اللہ کے حضور پیش ہو کر اپنے معاملات کا حساب دینے کی فکر کرنے والوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے یہ وعیدیں کافی ہیں، امید ہے کہ انہیں سن کر سچے پکے اور اچھے مسلمان ضرور اپنی اور اپنے گھر والوں کی اصلاح کی کوشش کریں گے۔

یَآاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ

اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم سے جس کے ایندھن ہونگے انسان اور پتھر۔ آج امت مسلمہ کے نونہال بچے اور بچیاں گانا بجانا سن کر گمراہی کے عمیق غار میں جا رہے ہیں۔ موبائیل اور انٹرنیٹ کی تباہ کاریاں میں مسلمانوں کو ان کے مقصد اصلی سے ہٹا دیا اور گانے بجانے میں لگ کر رہ گئے جبکہ حدیث میں فرمایا گیا: اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ گھنٹی شیطان کی بانسریاں ہیں۔ اللہ حفاظت فرمائے امت مسلمہ کی گانے بجانے کے آلات سے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

پردے کا اہتمام اور اسکا مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا عنوان ہے ”پردے کا اہتمام اور اسکا مقام“ خواتین کیلئے شریعت نے پردے کو لازم اور ضروری قرار دیا ہے جب لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھے تو اس کیلئے غیر محرم رشتہ داروں سے بھی حجاب ضروری ہے۔

جس طرح مردوں کیلئے عورتوں سے حجاب اور پردہ ضروری ہے اسی طرح عورتوں کا بھی غیر محرم مردوں سے پردہ ضروری ہے عام طور پر جو برائیاں رونما ہوتی ہیں اس کی ایک بڑی وجہ مرد وزن کا اختلاط اور بے پردگی ہے، جبکہ شریعت نے مسلم

عورتوں کو غیر مسلم عورتوں سے بھی پردے کو ضروری قرار دیا ہے پھر غیر مسلم مردوں اور اجنبیوں سے کس قدر احتیاط ضروری ہے۔

عورتیں گھروں کو لازم پکڑیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور پھر محمد عربی ﷺ کی امتی ہونے کا شرف بخشا، اللہ نے ہمیں مسلمان بنا کر آپ ﷺ کی امت میں پیدا کیا اور ہم کو اسلام کے ماننے والوں میں سے بنایا اور پھر ہم کو اچھے برے کی تمیز سکھائی، حلال وحرام کے درمیان فرق بتایا، اور گندے اعمال واخلاق سے محفوظ رکھا، یہ اس کا ہمارے اوپر بہت بڑا انعام ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو جہاں اور دوسری باتوں کی تاکید فرمائی ہے، وہیں پر یہ بھی بتایا ہے کہ عورتیں پردہ میں رہا کریں، اگر کبھی باہر نکلنے کے ضرورت پیش آجائے تو باپردہ ہو کر نکلیں، کیوں کہ عورت جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے اور اس کو بہکانا شروع کر دیتا ہے اس لئے عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکمل طور پر پردہ میں رہیں۔

روایتوں میں آتا ہے کہ جو عورت بے پردہ رہتی ہے اس کو جنت کی خوشبو تک نہیں ملتی اور اس کو جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا، مگر آج کل کی عورتیں بالخصوص شہری لڑکیاں بے پردگی میں اتنی آگے بڑھی ہوئی ہیں کہ کچھ نہیں کہا جا سکتا، یہی نہیں بلکہ بے پردہ رہنا دیہات اور قصبوں میں بھی عام ہو چکا ہے، خاص طور سے نئی عمر کی لڑکیاں ایسی پوشاک پہنتی ہیں جس سے جسم کی ساخت اور اس کا ہر عضو کھلا ہوا نظر آتا ہے، جسے دیکھ کر انسان تو انسان شیطان بھی شرما جاتا ہے۔ جب کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت ستر ہے جس طرح آدمی ستر (شرمگاہ) کو چھپاتا ہے

اسی طرح عورت کو بھی اپنے آپ کو غیروں سے چھپا کر رکھنا چاہیے۔ آج کل ہماری مائیں، بہنیں، اور ہماری سہیلیاں اس طرح عریانیت کے ساتھ بازاروں اور گلی کوچوں میں پھرتی ہوئی نظر آتی ہیں ایسا لگتا ہے کہ انہیں دین ومذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے کھلے لفظوں میں فرمادیا ہے۔ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَاتَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى اور تم اپنے گھروں کو لازم پکڑے رہو، اور زمانۂ جاہلیت کے دستور کے مطابق مت پھرو۔

اس آیت میں پردہ کرنے کی مکمل ہدایت کی گئی ہے، انسانی معاشرہ اور کلچر کے لئے ضروری ہے کہ عورت کی عفت وعصمت کا خاص خیال کیا جائے، جس کے لئے پردہ بہترین نظم ہے، جب تک عورت کی عصمت وعفت کی حفاظت کا انتظام نہ ہو، معاشرہ اور سماج ہرگز ترقی نہیں کر سکتا، گویا کہ معاشرہ کی ترقی کا انحصار عورتوں کی عصمت و پاکدامنی پر ہے اس لئے ضروری ہے کہ پردہ کے سلسلہ میں ہمارے علماء حضرات خاص توجہ دیں تاکہ ہمارے مسلم معاشرے میں پردہ جیسی اہم چیز پر عمل درآمد ہو۔ پردہ کی اہمیت کے متعلق ایک واقعہ بیان کرتی ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ (جو ایک نابینا صحابی تھے) تشریف لے آئے، آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو حکم دیا کہ پردہ میں ہو جاؤ، تو آپ کی ازواج مطہرات نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو نابینا ہیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم بھی اندھی ہو؟ تم تو ان کو دیکھ سکتی ہو۔ اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں پردہ کا کیا مقام ومرتبہ ہے، اللہ تعالیٰ اسی طرح ہمارے گھروں میں پردے کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العلمین۔

غیر محرم رشتہ دار سے پردہ بہت ضروری

بہت سی خواتین ایسی ہیں جو دین دار سمجھی جاتی ہیں اور صوم وصلوۃ کی پابند ہوتی ہیں مگر پردے کے معاملہ میں آزاد ہوتی ہیں اور غیر مردوں سے ملاقات کرنے ان سے گفتگو کرنے میں کوئی حجاب محسوس نہیں کرتی ہیں اور اس کو گناہ ہی نہیں سمجھتی ہیں بلکہ ہنسی مذاق تک سے بھی گریز نہیں کرتی ہیں خصوصا بھاوج اور دیور اور سالیوں کے درمیان ہنسی مذاق ایک معمولی سی بات ہے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا دیور سے بھی پردہ ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا دیور موت ہے موت یعنی اس سے پردہ تو بہت ہی ضروری ہے۔عموماً عورتیں دیوروں سے پردہ نہیں کرتیں اور اسکو کوئی عیب تصور نہیں کرتیں جبکہ یہی چیز بہت نقصان دہ ثابت ہوتی ہے،اسی طرح چچازاد بھائیوں خالہ زاد بھائیوں پھوپھی زاد بھائیوں سے بھی بہت کم لڑکیاں پردہ کرتی ہیں حالانکہ اگر غور کیا جائے تو اجنبیوں کے مقابلہ میں ان غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہے اسلئے کہ رشتہ داری کیوجہ سے نزدیکی رہتی ہے اور بسا اوقات گھر بھی ایک ساتھ یا قریب قریب ہوتے ہیں جس سے مزید فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے اور آج کا زمانہ تو فتنوں کا زمانہ ہے،کسی پر بھروسہ واعتماد نہیں اسلئے پردے کی اہمیت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے اور خواتین کیلئے پردہ مزید اہمیت کا باعث بن جاتا ہے۔اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حضرت عمر بن عبد العزیز کیسے خلیفہ بنائے گئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّمَا يَخْشَ اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ،عزیزہ طالبات،ماؤں اور بہنو! علماء امت نے ہر دور میں رسول کا حق ادا کیا نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِىْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں جس طرح نبی اپنی قوم کا نمائندہ ہوتا ہے اسی طرح ہر عالم بھی اپنی قوم کا نمائندہ ہوتا ہے۔قوم کی اصلاح کرنا اور ان کے اندر سے ضلالت وگمراہی کو ختم کرنا علماء کی ذمہ داری ہے

تاریخ کے نازک موڑ پر جب کہ حکومت کی باگ ڈور دنیا داروں کے ہاتھ میں تھی علماء کرام نے بلاخوف وخطر دین کی خدمت کی اور کبھی بھی ارباب حکومت سے مرعوب نہیں ہوئے اور دین کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دیا۔

اس امت پر محدثین کے احسانات کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا، محدثین نے حدیث کو محفوظ کرنے کے لیے کتنی قربانیاں دیں، اپنے ایمان اور حدیث کے ذخیرے کی حفاظت کے لیے زہد کی زندگی کیسے بسر کی، حکمرانوں کو کس طرح وقتاً فوقتاً تنبیہ کرتے رہے اور اپنی جان کی پرواہ نہ کی، حکمرانوں کی سعادت مندی تھی کہ انھوں نے علماء کی تنبیہات کا احترام کیا اور احادیث میں کسی الحاق، اضافے، ترمیم کی ریاستی سرپرستی نہ کی، نہ صرف سرپرستی نہ کی بلکہ ایمان کا ثبوت دیتے ہوئے ان چند علماء سو کے حدیث میں الحاقات کو حقارت سے رد کردیا، جو وہ حکمرانوں کی خوشنودی کے لیے بخوشی کرتے تھے، حکمراں کو خوش کرکے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کرنے والے عناصر کی سرپرستی ان حکمرانوں نے کبھی نہیں کی جنھیں ہم نفس پرست کہتے ہیں؛ لیکن آج کل معاملہ برعکس ہے۔

بہت سے ایسے بھی دین کے دشمن اور بظاہر مسلمان حدیثیں وضع کیا کرتے تھے اور اسلام کو سخت نقصان پہونچاتے تھے۔ جب ان کو گرفتار کیا گیا اور پھانسی کا حکم دیا گیا تو کہنے لگے کہ ہم کو پھانسی دینے سے کیا فائدہ ہے ہم نے کئی سو حدیثیں گڑھ کر پیش کردی اور لوگوں میں پھیل گئی ہیں تو بادشاہ وقت نے کہا کہ ہمارے امام شعبہ جیسے محدث موجود ہیں جو دودھ اور پانی کو بھی الگ کردیں گے اور تیری ایک حدیث ایک حدیث کو چھانٹ کر ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ واضعین حدیث احادیث گڑھ کر چلے جائیں اور لوگوں کو پتہ نہ چلے۔ اللہ رب العزت نے تو ایسے لوگوں کو پیدا فرمادیا کہ

ایک مرتبہ سن کر ہی بتادیا کرتے کہ رسول اللہ کا کلام نہیں بلکہ غیروں کا کلام ہے اس طرح صحیح اور غیر صحیح ہر قسم کی حدیث کو الگ الگ کرکے کتابوں میں درج کردی گئیں اور دشمنان اسلام کی ہزار کوششوں کے باوجود الحمد للہ اسلام صحیح شکل میں آج بھی موجود ہے۔ ظاہر بات ہے جس دین کی حفاظت کی ذمہ داری خود خالق کائنات نے لے رکھی ہو اس میں کتر بیونت کیسے ہوسکتی۔ کسی شاعر نے کہا۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اتنا ہی وہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

محدث حضرت رجاء بن حیوہ کا امت پر احسان

حضرت رجاء بن حیوہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی یہ فیضان تھا اور احسان کہ خلاف امید حضرت عمر بن العزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسا خلیفہ بنوامیہ کی مسند پر بیٹھا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے علماء کبھی حالات سے غافل نہ رہے اس مسند نشینی کا واقعہ جو نہایت مؤثر ہے اور جس سے ہمارے قول کی مزید تائید ہوتی ہے، یہ کہ خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے پہلے ایک وصیت نامہ کے ذریعے سے اپنے نابالغ لڑکے ایوب کو ولی عہد بنانا چاہا تھا، لیکن رجاء بن حیوہ نے اس سے اختلاف کیا اور کہا کہ خلیفہ کا قابل یادگار کارنامہ یہ ہے کہ وہ ایک صالح شخص کو اپنا جانشین بنائے۔ چنانچہ دو ایک روز کے بعد اس نے اس وصیت نامہ کو چاک کردیا اور محدث رجاء بن الحیوۃ سے داؤد بن سلیمان کے متعلق رائے دریافت کی، داؤد اس وقت قسطنطنیہ میں تھے، رجاء نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ اس وقت زندہ ہیں کہ مر گئے؟ پھر خلیفہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا تو رجاء نے کہا کہ وہ نہایت برگزیدہ مسلمان ہیں، سلیمان نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے، لیکن اگر میں ان کو خلیفہ مقرر کردوں اور عبد

الملک کی اولاد کا بالکل لحاظ نہ رکھوں تو ایک فتنہ کھڑا ہوگا اور جب تک میں ان میں سے کسی کو ان کے بعد ولی عہد نہ بنالوں، لوگ ان کی خلافت تسلیم نہ کریں گے، اس لیے یزید بن عبدالملک کو ان کے بعد ولی عہد بناتا ہوں، رجاء نے بھی اس سے اتفاق کیا، چنانچہ سلیمان نے عہد نامہ خلافت لکھا اور رجاء بن حیوہ نے نہایت حزم واحتیاط کیساتھ گمنام طریقہ پر بیعت کی تکمیل کی، معاہدہ بیعت کے مکمل ہوجانے پر وصیت نامہ کا مضمون پڑھ کر سنایا، تو ہشام بن عبدالملک نے مخالفت کی، لیکن رجاء بن حیوہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر منبر پر کھڑا کر دیا، اس محدث کی اس جرأت نے دنیائے اسلام میں جو انقلاب پیدا کیا اس کی مدح وستائش میں آج تک ہماری زبانیں رطب اللسان ہیں، رجاء کا یہ کارنامہ (جو دینی انقلاب کا ذریعہ بنا) بڑے بڑے مجاہدات اور سالہا سال کی عبادت پر بھاری ہے۔

(دیکھئے کیا علم حدیث پر سلطنت کا اثر پڑا؟)

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی نمونۂ عمل

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی اور عدل وانصاف کا ایسا نظام قائم کیا کہ آج تک اسکی کوئی نظیر نہیں دیکھی گئی آج کے حکمرانو کا یہ حال ہے کہ جتنا چاہو مال و دولت جمع کرلو اور جتنی چاہو من مانی کرلو جب الیکشن کا زمانہ آتا ہے تو ووٹ حاصل کرنے کیلئے عوام کے گھروں کا چکر کاٹتے ہیں اور روپے پیسے دیگر کسی طریقہ انتخاب میں کامیاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور جب الیکشن میں جیت گئے تو بھول کر بھی دوسرے الیکشن تک عوام کا حال تک دریافت نہیں کرتے اور یہ بیچاری عوام معمولی معمولی کاموں کیلئے ان کے آفسوں کا چکر کاٹتی ہے اور بڑی مشکل سے ملاقات ہو پاتی ہے اور کتنے تو تنگ آکر واپس

آجاتے ہیں اور لیڈران عوام کی خون پسینے کی کمائی سے عیش وعشرت کے مزے لوٹتے ہیں اور عوام دانہ دانہ کی محتاج ہوتی ہے، جبکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ عوام کی خدمت کرتے اور دکھ درد میں ان کے شریک ہوتے اور ان کا حال دریافت کرتے، اپنی فکر کرنے کے بجائے عوام کی خدمت کرتے، اسی مقصد کیلئے عوام نے ان کو چنا تھا، آج کل کے حکمرانوں کو خلیفہ وقت عمر بن عبدالعزیز کی زندگی کو اپنا نمونہ بنانا چاہیے کہ کس طرح انہوں نے اتنی عظیم سلطنت کے سیاہ وسفید کے مالک ہونے کے باوجود اپنے لئے کوئی جائداد اکٹھا نہیں کی، اپنی اولاد کے لئے زمین الاٹ نہیں کیا، بلکہ بہت ہی سادگی اور فقر وفاقہ کی زندگی بسر کی ایک مرتبہ جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے نکلے کہ تھوڑی لیٹ ہوگئی لوگوں نے سوال کیا امیر المومنین لوگ آپ کے انتظار میں ہیں اور آپ لیٹ سے پہونچ رہے ہیں؟ کہنے لگے کہ ایک ہی جبہ ہے دھل کر ڈالدیا سوکھنے میں وقت لگ گیا اسکی وجہ سے نماز میں تھوڑا لیٹ پہونچا لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ ہمارے امیر المومنین کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے منور فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

موت کے وقت مومن کا اعزاز واکرام

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری معزز صدر معلّمہ اور پیاری پیاری معلمات! حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے دنیا سے انتقال کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ کی تنگی اور تاریکی سے نکل کر دنیا کے آرام وراحت میں آجاتا ہے۔ (الحاصل مومن کیلئے موت بڑی اچھی چیز ہے، بشرطیکہ نیک عمل کرنیوالا ہو اور اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ درست رکھا ہو، جو بندے اعمال صالحہ میں زندگی گذارتے ہیں وہ موت کو اس زندگی پر ترجیح دیتے ہیں اور یہاں کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے نکل کر جلد سے جلد امن وامان اور راحت و چین والی ہمیشہ کی زندگی میں جانا چاہتے ہیں)۔ (احمد)

اسی لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا: تُحْفَۃُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ مومن کا تحفہ موت ہے موت ایک پل ہے اسکو پار کئے بغیر مومن اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہیں کرسکتا، اسلئے مومن کیلئے موت ایک عظیم نعمت ہے دنیا کی مصیبتوں اور جھمیلوں سے چھٹکارا حاصل کر کے آخرت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں قبرستان گئے جب قبر تک پہنچے تو دیکھا کہ ابھی لحد نہیں بنائی گئی ہے، اس وجہ سے نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے آس پاس باادب اس طرح بیٹھ گئے کہ جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے زمین کرید رہے تھے۔ (جیسے کوئی غمگین کیا کرتا ہے) آپ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو، دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ جب مومن بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے کو ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے آتے ہیں۔ جن کے سفید چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ جنتی کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، یہ فرشتے اس قدر ہوتے ہیں کہ جہاں تک اس کی نظر پہونچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر حضرت ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح اس طرح سہولت سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزہ میں سے پانی کا قطرہ بہتا ہوا باہر آجاتا ہے پس اسے حضرت ملک الموت علیہ السلام لے لیتے ہیں، ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے جو دور تک بیٹھے ہوتے ہیں پل بھر بھی انکے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے، حتی کہ اسے لے کر اسی کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں۔

اس خوشبو کے متعلق ارشاد فرمایا کہ زمین پر جو کبھی عمدہ سے عمدہ خوشبو مشک کی پائی گئی ہے اس جیسی وہ خوشبو ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اس روح کو لیکر (فرشتے آسمان کی طرف) چڑھنے لگتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی ان کا گذر ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ کون پاکیزہ روح ہے وہ اس کا اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں جس سے دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے اسی طرح پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے (اور وہ اس روح کو لیکر اوپر چلے جاتے ہیں) حتی کہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں ہر آسمان کے مقربین دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرتے ہیں (جب ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندہ کو کتاب علیین میں لکھ دو اور اسے زمین پر واپس لے جاؤ کیونکہ میں نے انسان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور اسی میں ان کو لوٹا دونگا اور اسی سے ان کو دوبارہ نکالونگا چنانچہ اس کی روح اسکے جسم میں واپس کردی جاتی ہے اسکے بعد دو فرشتے اسکے پاس آتے ہیں جو آکر اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے رسول ہیں ﷺ پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا عمل کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی سو اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی اس کے بعد ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے (جو اللہ کا منادی ہوتا ہے) کہ میرے بندہ نے سچ کہا، سو اس کیلئے جنت کے بچھونے بچھادو اور اس کو جنت کے کپڑے پہنادو اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، چنانچہ جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس کے ذریعے جنت کا آرام اور خوشبو آتی رہتی ہے اور اسکی قبر اتنی کشادہ کر

دی جاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔ اس کے بعد نہایت خوبصورت چہرے والا بہترین لباس والا (اور) پاکیزہ خوشبو والا ایک شخص اس کے پاس آکر کہتا ہے کہ خوشی کی چیزوں کی بشارت سن لے یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا، وہ کہتا ہے تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ حقیقت میں چہرہ کہنے کے لائق ہے اور اس لائق ہے کہ اچھی خبر لائے وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عملِ صالح ہوں۔ اس کے بعد وہ خوشی میں کہتا ہے کہ اے رب قیامت قائم فرما اے رب قیامت قائم فرما تا کہ میں اپنے اہل وعیال اور مال میں پہنچ جاؤں۔ یعنی جنت کی حوروں اور غلاموں کے پاس پہونچ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نیک بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' جلد نہم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول و دوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر تبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	
۲۵	مجرباتِ حبانی	

☆☆☆

تفسیری خطباتِ حبان

''تفسیری خطباتِ حبان'' قرآنِ مجید کی منتخب آیات کا ترجمہ اور قصائصِ قرآن وخلاصۂ تفسیر کا عام فہم مجموعہ ہے، جس میں عربی خطبہ کے بعد حضرت سیماب اکبرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم ترجمۂ قرآن سے آیات کے اردو اشعار بھی لگائے گئے ہیں، اسی طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب اشعار اور چند قرآنی قصائص بھی جا بجا لائے گئے ہیں۔ تاکہ سامع کے لئے نشاۃ اور دلچسپی کا باعث ہو۔

592 صفحات پر مشتمل یہ کتاب ائمہ، واعظین، خطباء، مبلغین اور تازہ واردان بساط تفسیر کے لئے مختصر وقت میں منزل مطلوب تک پہونچ جانے کے لئے بیش قیمت زادِ راہ ہے۔ قیمت (مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد دیوبند سہارنپور)

زیاراتِ حرمین شریفین

''زیاراتِ حرمین شریفین'' ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں نہ صرف حج وعمرہ کا طریقہ بلکہ تمام اوراد ووظائف، مسنون اور مستحبات ادعیہ، مقاماتِ مقدسہ کی نشاندہی، تاریخی پس منظر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملاً طریقہ کار، دلائل ومسائل، قصائص قرآنی واحادیثِ نبوی، درود وسلام، مناجات وادعیہ اور آدابِ حرمین مفصل بیان کئے گئے ہیں، اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں جدید سائنسی تحقیقات وغیرہم شامل کی گئی ہیں غرض 400 صفحات پر مشتمل یہ مجموعہ زائرین حرمین شریفین کے لئے ایک ایسا دفتر ہے جس میں وہ اپنی تمام تر تشنگی بجھا سکتے ہیں۔

قیمت (مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد دیوبند سہارنپور)

(خالصتاً مذکر سے متعلق ہے)

مسجد کیلئے امام کا انتخاب کریں ملازم کا نہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے ”مسجد کے لئے امام کا انتخاب کریں ملازم کا نہیں“ اسی تعلق سے چند باتیں عرض کرنی ہے امام کا مقام و مرتبہ شریعت کی اصطلاح میں بہت بلند ہے اس کی عزت واحترام تمام مصلیوں ہی نہیں بلکہ محلّہ کے سبھی افراد کو کرنی چاہیے۔

آج کل اس سلسلہ میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے اور امام کو معاشرے میں جو مقام و منصب ملنا چاہیے تھا وہ نہیں مل رہا ہے، اس کا درجہ ایک ملازم کا ہو کر رہ گیا

ہے، مسجد کے تعلق سے سارے اختیارات صدر و سکریٹری اور متولی کو ہوا کرتے ہیں، امام کو صرف نماز پڑھانے کی حد تک محدود رکھا جاتا ہے اس واسطے امام کی ساری صلاحتیں دب کر رہ جاتی ہیں اور وہ بہت کچھ کر سکنے کے باوجود بھی نہیں کر سکتا اس لئے ذمہ داروں کو بھی فکر کرنی چاہیے اور اماموں کو بھی حکمت و دانائی سے کام لیتے ہوئے قوم کے مفادات کا خیال کرتے ہوئے اپنی صلاحتیں بروئے کار لانی چاہیے۔

امام کو مرکزی اہمیت حاصل ہے مگر متولی

معاشرہ کو اسلامی معاشرہ بنانے کی ذمہ داری ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن اس کام میں مرکزی اہمیت ائمۂ کرام کو حاصل ہے، امام کو صرف نماز کا امام نہیں، بلکہ معاشرے کا امام اور لیڈر بننا ہے اور معاشرے کو محمد عربی ﷺ کے راستے پر چلانا ہے۔ بقول علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

بہ مصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اس کام کے لیے ہر امام کو، اپنے آپ کو تیار کرنا ہے۔ مسجد کو امت کی اجتماعی زندگی کی تعلیم گاہ بنانا ہے اور اپنے اندر یہ اہلیت پیدا کرنا ہے تا کہ اس مقام پر بیٹھ کر امت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا جا سکے۔

معاشرے میں اس وقت مسجد کے حقیقی مقام اور مرتبے کی حیثیت بہت کمزور ہے۔ امام عملاً اس قدر بے بس ہے کہ اسے (متولی کی اجازت کے بغیر) نماز کا وقت متعین کرنے کا بھی اختیار نہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ائمہ کے اندر بے پناہ قوت ہے۔ اگر ان کے پاس اہلیت اور صلاحیت ہو تو معاشرے میں انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔ مگر ہم ان صلاحیتوں اور امکانات سے آگاہ نہیں ہیں۔ عرب کے ریگستان میں

پلنے والے لوگوں کے اندر یقین اور ایمان کی کیفیت پیدا ہوئی تو نتیجہ یہ نکلا کہ بہترین جرنیل پیدا ہوگئے۔ ان کو تاریخ کے چیلنجوں کا ادراک تھا۔ ان سے نپٹنے کی صلاحیتوں کا شعور تھا۔ انہوں نے دنیا میں عظیم فتوحات کا سلسلہ شروع کر دیا، ایک بڑی دنیا نے ان کے پیغام کو قبول کیا اور تاریخ کا دھارا موڑ کر رکھ دیا۔

ائمہ کو اس کا ادراک کرنا ہے کہ ان کا حقیقی مقام کیا ہے؟ منصب کیا ہے؟ اگر مسجد کو مرکز بنانا ہے اور ان کو اس مرکز میں دعوت وارشاد اور قیادت کا وہ کام انجام دینا ہے، تو ان کے سامنے ایک ہی روشنی کا مینارہ ہے اور وہ ہیں مسجد نبوی ﷺ کے امام نبی اکرم ﷺ آپ کا اخلاق، شہرت، کردار، اخلاص، دل سوزی، اس کے بغیر یہ عظیم کام انجام نہیں پاسکتا ہے۔

امام کی اہم ذمہ داری ہے

امام کا مقام جتنا بلند ہے اتنا ہی اس کے لئے محنت وجفاکشی اور قوم کے دکھ درد کو محسوس کرنی کی بھی ضرورت ہے، محلّہ کے ایک ایک فرد بالخصوص ایک ایک بچے کی فکر ہونی چاہیے، کہ کس طرح اس کو دینی رخ پر لایا جائے اور محلّہ ومعاشرے میں کیسے دین زندہ ہو، لوگ کیسے اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کرنیوالے بن جائیں اور بدعات وخرافات کا بالکلیہ خاتمہ ہوجائے اور شادیوں میں بیجا خرچ ہونے والے مال پر کس طرح بندش لگائی جائے اس لئے امام کو شریعت کے احکام سے اچھی واقفیت بھی ضروری ہے۔

سب سے پہلی اور اہم ترین بات یہ کہ امام کو صحیح چیزوں کا علم ہوجائے۔ اللہ کی وحدانیت اور رسول ﷺ کی شہادت ان کی زندگی کا جزو ہوجائے۔ اسلام کی پوری روح اور اس کی پوری عمارت توحید پر قائم ہے۔ مسجد میں آنے والوں میں اللہ

کی محتاجی کی کیفیت پیدا کریں، زندگی کے ہر مسئلے میں ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے محتاج ہوں۔ شعوری طور پر اس کی کوشش کرنی ہوگی اور اس کے لیے تدابیر اختیار کرنی ہوں گی۔ اللہ کی محتاجی کی نسبت پیدا کرنا، اللہ کیساتھ لوگوں کا تعلق قائم کرنا، یہ ہم سب کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔

● ائمہ اپنے مقتدیوں میں نبی اکرم ﷺ سے محبت اور اطاعت کا جذبہ پیدا کریں اور ذات مصطفوی ﷺ سے عشق پیدا کریں۔ اس سے ملت کے جسد میں قوت پیدا ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی سے محبت قوت کا وہ سرچشمہ ہے، جو صرف امت مسلمہ کے پاس ہے کسی اور امت کے پاس نہیں۔ صنعتی ترقی اور کارخانوں کی قوت اصل قوت نہیں۔ ان سے وہ کام نہیں بنے گا جو ہمارے پیش نظر ہے۔

● امت کی زندگی میں دین ودنیا کی وحدت پیدا کرنا بھی ہمارا کام ہے۔ ● علم صرف احکام ومسائل کو جاننے کا نام نہیں بلکہ احکام ومسائل کے ساتھ ساتھ حکمت اور مصلحت کو جاننے اور اسے صحیح طور سے برتنے کا نام ہے، نبی اکرم ﷺ کتاب کے ساتھ ساتھ حکمت کی تعلیم بھی دیتے تھے، حکمت وہ چیز ہے، جسے خیر کثیر کہا گیا ہے: وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرۃ:۲۶۹) اور جس کو حکمت ملی، اسے حقیقت میں بڑی دولت مل گئی۔

جب ائمہ کرام حکمت ودانائی کیساتھ اپنے فرائض کی تکمیل کریں گے اور قوم کے افراد ان کا بہتر ساتھ دیں گے تو یقینی طور پر امت کی اصلاح ہوگی اور امت میں اتحاد کی عظیم قوت پیدا ہوگی، اسلئے وقت کی اہم ضرورت ہے، ہمارے ائمہ کرام اصلاح امت کی فکر کے ساتھ ان کی ترقی کی طرف توجہ کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد دہم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ٢٤٧٥٥٤

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد دہم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی ومولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور- 247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	10
2	تقریظ	11
3	حرف اول	13
4	لباس میں کرتے (قمیص) کی اہمیت	14
	قرآن میں بھی قمیص کا ذکر	15
	ہم لباس میں بھی غیروں کی تقلید سے بچیں	16
5	اسلامی ذبیحہ جدید سائنس کی روشنی میں	18
	خون کی ماہیت	19
	مردار جانوروں کا گوشت حرام کیوں؟	19
	سامعین کرام	20
	شرعی حکم ذبیحہ کی ٹیکنیک میں نو دریافت حکمتیں	21

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	اسلامی ذبیحہ کے شرائط	21
	اسلامی ذبیحہ کا طریقہ	21
	اسلامی ذبیحہ میں گردن کا جدا نہ کرنے کی حکمت پر روسی ماہرین کا انکشاف	22
	اسلامی ذبیحہ کی حکمتوں پر جرمن پروفیسر کا انکشاف	23
6	جب مصر میں آزادی نسواں اور حجاب موضوع بحث تھا	24
	عورت کیلئے گھریلو ذمہ داریاں ہی کافی ہیں	27
7	اپریل فول دھوکے بازی کا دوسرا نام	28
	غیروں کی تقلید	31
	چار خصلتوں میں دنیا و آخرت کی بھلائی پوشیدہ ہے	33
	شکر گذار بندے بنو	35
8	علم دین حاصل کرنا عورتوں پر بھی فرض ہے	37
	عورتوں کو بھی شریعت کا مکلّف بنایا گیا	39
	مردوں کی طرح عورتیں احادیث روایت کرنے والی	42
9	بہترین انداز تربیت	43
	کھجور کے پتے کبھی نہیں جھڑتے	44
	حق و باطل کو سمجھانے کیلئے بہترین مثال	44
	تین باتوں پر عمل کرو	45
10	غفلت اور نفاق کی علامات	47
	محرمات کو معمولی تصور کرنا	48
	غافل کو گناہ کرنے میں مزہ آتا ہے	48
	غیر مفید امور میں وقت ضائع کرنا	49

	وقت کی قدر و قیمت	50
11	نجات صرف اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے	51
	سب کچھ اللہ سے ہونے کا یقین	56
12	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت نمونۂ عمل	57
	حیاء پاکدامنی کی پیکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	59
	تین دن سے فاقہ	60
13	حقوق العباد کی عظمت اور اہمیت	61
	پڑوسیوں کی تین قسمیں	67
14	ہم لباس کیسا پہنیں	69
	پیلا لباس پہننے کی ممانعت	70
	تقویٰ کا لباس ہونا چاہیے	71
	تنہائی میں بھی برہنہ ہونا پسندیدہ عمل نہیں	71
	اس قسم کے لباس عام ہو چکے ہیں	72
	عورت کیلئے بیش قیمت لباس پہننا بھی باعث ثواب مگر......!	73
15	بلا ضرورت ہاتھوں اور چہرے کو کھولنا عورت کیلئے جائز نہیں	74
	مرد و عورت کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم	76
16	اخلاقِ حسنہ کا اسلام میں بڑا درجہ ہے	78
	یہود و نصاریٰ اسلام کے بڑے دشمن	80
17	عورت کو بھی سماجی اور تعلیمی حقوق حاصل ہیں	82
	شریکۂ حیات کی دلجوئی	83
	بیوی کے ساتھ لطف و محبت کمال ایمان کی دلیل	85

18	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اندازِ تربیت	86
	تقویٰ و پرہیزگاری	87
	اولاد کیلئے آخرت کی فکر کریں	88
19	عورت کی ایک انمول صفت	90
	صحابہ کرام سے ایک سوال	91
	پردے کی اہمیت	92
20	عذابِ قبر برحق ہے	94
	قبر آخرت کی پہلی منزل ہے	95
	قبر میں عذاب دینے والے اژدہے	96
	چند مشرکوں کو قبر میں عذاب	96
	قبر میں عذاب کی وجہ سے میت کا چیخنا اور لوہے کے گرزوں سے اسکا مارنا	97
	صحابۂ کرام کی چیخیں نکل پڑیں	99
	مومن اور کافر کی روحیں	100
21	ایمانی کیفیت اور گناہوں پر ندامت	102
	خلیفہ ثانی اور خوف خدا	104
	صحابہ کرام کا اللہ سے خوف	105
	آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی	106
22	اسلام معتدل مذہب ہے	108
	آپ علیہ السلام کا عمل ہی ہمارے لئے اسوہ	109
	اسلام میں رہبانیت ہے	110
	غلطیوں کی اصلاح اجتماعی ہو	110

	اسلام ایک جامع مذہب	112
23	والدین کے ساتھ ناروا سلوک کا انجام دنیا ہی میں	113
	والدین کی فرمانبرداری اور نافرمانی کا نتیجہ	114
	عبرتناک قصے	115
	مغربی ممالک میں بوڑھے والدین کی ناگفتہ بہ حالات	118
	عقوق والدین تباہی کا سبب	119
	کیا لڑکی پرایا دھن ہے؟ لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کو ختم کیا جائے	122
	لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیوں؟	123
	کفایت شعاری	124
	لڑکی میں خوبیاں	125
24	تعلیم یافتہ عورتوں کی خصوصیات ایثار وقربانی عورت کا طرۂ امتیاز	126
	عورت بھی مرد کی طرح ذہین ہے	127
	قرآن کریم میں علم وقلم کا ذکر	128
	جان ومال کا صحیح استعمال	128
25	مسلم عورتوں کا کردار تاریخ کے آئینے میں	130
	لڑکیوں کی تعلیم ضروری کیوں؟	131
	تحریکِ اقراء	132
	عورت الفت کا سرچشمہ	133
	خواتین کی ناقابل فراموش خدمات	133
	جہالت اندھیرا ہے	134
	خدا کے لئے سوچئے تو سہی	134

	دختران اسلام کا تعلیمی حق ادا کیجئے	135
	معاشرہ میں تعلیم یافتہ عورتوں کی اہمیت تعلیم سے لڑکیاں آوارہ نہیں ہوتیں	136
	تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں	137
	کارنبوت کی معاون اور مددگار	138
	مسلمانوں کی اصل میراث	139
	تعلیم وتربیت دونوں لازمی	140
26	لڑکی کو مثالی خاتون بنائیے	141
	اصلاح علم کے بغیر ناممکن	142
27	عورت گھر کی ملکہ اور مالکہ	143
	آخرت کا بہترین توشہ	144
	تعلیم عبادت ہے	145
	تعلیم پر 20 فی صد صرف کریں	145
	آج ہم کیا پوچھتے ہیں؟	146
	مسلم درسگاہیں	146
28	ماں کی گود ایمانی قلعے عورت معاشرہ کی پاکیزہ علامت ہے	148
	تعلیم ترقی اور نجات کا ذریعہ	149
	ماحول نیک تو معاشرہ بھی نیک	149
	عورت ایک انجمن ہے	150
29	خواتین کی تعلیم خواتین کی تعلیم کا مطلب ''ماؤں کی تعلیم''	152
	بچے کی تعلیم کی ابتداء	153
	بچے کی سیرت میں ماں کی سیرت	153

خواتین کی ایک اہم تعلیمی رپورٹ ہندوستان میں خواتین کا تعلیمی فی صد	155
ذہنی استعداد کا تعلق	156
تعلیمی اہمیت کا اندازہ	156
مسلمانوں کا تعلیمی تناسب	157

☆☆☆

طالبات تقریر کیسے کریں؟ جلد دہم کا

انتساب اور ثواب

شہیدِ بدر عَمِّ رسولِ اکرمؐ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں، جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سردارانِ مکہ کی ظلم وزیادتی کا فوراً جرأت کے ساتھ انتقام لیا اور ڈنکے کی چوٹ پر قبولِ اسلام کا اعلان کیا، جس پر قریش مکہ مبہوت رہ گئے، اور پھر ساری زندگی اسلام کیلئے وقف کردی بالآخر غزوۂ بدر میں جرأت وبہادری سے مقابلہ کیا اور شہادت کے مرتبۂ عظیم پر بزبانِ نبوت ''سید الشہداء'' بن کر فائز ہوئے، آپؓ کی شہادت پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوگئے اور آپؐ کے رخسارِ مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئے اور آپؐ نے فرمایا: آج حمزہؓ پر کوئی ماتم کرنے والا بھی نہیں۔ میدانِ احد میں آپؓ کے بکھرے ہوئے چودہ اعضاء نے گویا نورِ اسلام کو بھی چہار دانگِ عالم میں پھیلا دیا۔ آپؓ کی شہادت امت پر احسانِ عظیم ہے۔ آپؓ کی ذاتِ اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب آستانۂ امیر حمزہؓ

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اورلڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت ازحد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح وتربیت کے متعلق خصوصی ارشادات وفرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم وتربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم ومستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ وتمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کرکے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ’’طالبات تقریر کیسے کریں؟‘‘ کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ وجملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور
مورخہ: ۱۷؍جون ۲۰۱۳ھ بروز پیر

حرفِ اول

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸ / جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

لباس میں کرتے (قمیص) کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا وَّاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم میں سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا اے آدم کی اولادہم نے تمہارے لئے لباس اتارے جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپائے اور تمہاری زینت کا باعث ہو اس آیت سے معلوم ہوا کہ لباس کا دو مقصد ہے ایک تو پردہ پوشی دوسرے زینت ظاہر ہے کہ لباس مختلف قسم کے ہوتے ہیں اور آج کل کے دور میں بہت سے ایسے لباس بھی ہیں جن سے صحیح

معنوں میں پردہ پوشی نہیں ہوتی اور لوگ فیشن کیلئے خوب خوب اسکا استعمال کر رہے ہیں بالخصوص عورتوں کیلئے سینکڑوں قسم کے لباس تیار ہو رہے ہیں، جس سے پردہ پوشی کے بجائے جسم کی نمائش ہوتی ہے اور دیکھنے میں آتا ہے کہ مرد تو پورے جسم پر کپڑے پہنے ہوتے ہیں حتی کہ ٹخنہ بھی چھپا کر چلتے ہیں جبکہ ان کے لئے ٹخنہ کا کھلا رکھنا ضروری اور چھپانا باعث گناہ ہے خواہ نماز کے اندر ہو یا نماز کے باہر اور عورتیں جن کے جسم کے ہر ہر عضو کا چھپانا ضروری ہے حتی کہ بال کھلا رکھنا بھی صحیح نہیں مگر بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عورتیں ایسے لباس پہنتی ہیں جس سے ان کے بدن کی نمائش ہوتی ہے اور جسم کے بیشتر حصے کھلے رہتے ہیں جبکہ عورتوں کیلئے یہ ناجائز اور حرام ہے لباس ایسا ہونا چاہیے، جس سے صحیح معنوں میں پردہ پوشی ہو۔

قرآن میں بھی قمیص کا ذکر

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں قمیص زیادہ پسند تھا اور چادروں میں یمنی چادر زیادہ پسند تھی، قرآن میں سورہ یوسف میں یوسف علیہ السلام کی تین قمیص کا تذکرہ ہے ایک قمیص وہ تھی جن کو بھائیوں نے جھوٹے خون (یعنی جانور کے خون) میں رنگ کر اپنے والد یعقوب علیہ السلام کے سامنے بطور ثبوت پیش کیا کہ یوسف کو بھیڑیا لے گیا۔ دوسری وہ قمیص تھی جو یوسف علیہ السلام کے گناہ سے بچنے کیلئے بھاگتے وقت زلیخا نے پیچھے سے دامن پکڑا تو پیچھے کا دامن پھٹ گیا تھا جس کو بطور دلیل عزیزِ مصر کے سامنے پیش کیا گیا تھا، تیسری وہ قمیص تھی کہ جب بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو ننگے بدن کنویں میں ڈالا تو جبرئیل علیہ السلام نے جنت کی قمیص ان کو پہنائی، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جلالین شریف میں اور محشی نے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ جس وقت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تھا اس وقت یہی قمیص

ان کے بدن پر تھی، ان کے انتقال کے بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام اس قمیص کے وارث ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اس کے وارث ہوئے۔ یعقوب علیہ السلام قمیص کو کبھی کبھی یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دیتے تاکہ وہ نظرِ بد سے محفوظ رہیں، وہ اس قمیص کو بانس کی لاٹھی پر جس کے سرے کو چاندی سے ملمع کیا گیا تھا لٹکا دیتے تھے۔ جس وقت بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو ننگا کر کے کنویں میں ڈالا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس قمیص کو وہاں سے لے جا کر یوسف علیہ السلام کو پہنا دیا۔

قمیص اس اعتبار سے بھی اہم ہے کہ اس سے دین کی تعبیر لی گئی ہے، ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا تھا تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کو مجھ پر پیش کیا جا رہا ہے اور انکے بدن پر قمیص ہے ان میں سے بعض کی قمیص سینے تک ہے اور بعض کی اس سے زیادہ ہے اور مجھ پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پیش کیا گیا تو ان کی قمیص زمین پر گھسٹ رہی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے آپ نے کیا تعبیر لیا؟ تو آپ نے فرمایا دین یعنی عمر میں دینداری زیادہ ہے قمیص خلافت کا بھی استعارہ ہے، حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے عثمان! اللہ تعالیٰ تم کو قمیص پہنائیں گے تو اگر لوگ اس کو اتارنے کی کوشش کریں تو تم اس کو مت اتارنا، اس حدیث میں قمیص سے خلافت مراد ہے۔ یعنی خلافت سے دست بردار مت ہونا۔ لباس میں انبیاء نے عموماً قمیص کا استعمال کیا ہے۔

ہم لباس میں بھی غیروں کی تقلید سے بچیں

الحمدللہ آج بھی علماء وصلحا قمیص ہی استعمال کرتے ہیں البتہ عوام نے قمیص کو چھوڑ کر غیروں کی تقلید میں فیشن کے نام پر پینٹ اور شرٹ کا کثرت سے استعمال کرنا شروع کر دیا، جبکہ کُرتے میں جو رونق ہے وہ دوسرے کپڑوں میں کہاں مل سکتی ہے

ایک تو سستا بھی ہوتا ہے اور دیدہ زیب بھی ہوتا ہے اس لئے مسلمانوں کو کثرت سے قمیص ہی استعمال کرنا چاہیے اور پینٹ شرٹ جو غیروں کی طرف سے آیا ہے اس سے احتیاط کرنا چاہیے اور پینٹ پہننے والے کو دیکھیں گے کہ ٹخنہ سے نیچے ہی پہنے گا۔ جبکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ٹخنہ کا جو حصہ پائجامہ کے نیچے رہیگا وہ جہنم میں جلے گا پائجامہ یا پینٹ یا لنگی جو بھی ٹخنوں سے نیچے پہنے جائیں ہر ایک کا ایک ہی حکم ہے، دشمنان اسلام چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ایک ایک حکم سے برگشتہ کردیں اور ان کے دلوں سے اسلام کی قدر و اہمیت نکال دیں تاکہ وہ ہمارے غلام بن کر رہ جائیں اور ہم جس طرح چاہئیں انکو اپنے مقصد کیلئے استعمال کرتے ہیں آج فیشن کے نام پیغمبر اسلام کی ایک ایک سنت کو مٹانے کی کوشش کی جارہی ہے اور مسلم نوجوان لڑکے اور لڑکیاں فیشن کے ایسے گرویدہ ہیں کہ سب کچھ کرنے کیلئے تیار ہیں اسلام کا ہم سے کیا مطالبہ ہے محمد عربی ﷺ ہم سے کیا چاہتے ہیں ہمیں اسکی کوئی فکر نہیں مرنے کے بعد ہم کو ایک ایک حکم کا حساب دینا ہوگا اسلئے آج ہی اس کی تیاری کریں تاکہ مرنے کے بعد کف افسوس ملنا نہ پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے ایک ایک حکم زندہ کرنیکی توفیق فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اسلامی ذبیحہ جدید سائنس کی روشنی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ وَالْمُنْخَنِقَۃُ وَالْمَوْقُوْذَۃُ وَالْمُتَرَدِّیَۃُ وَالنَّطِیْحَۃُ وَمَا اَکَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَاذَکَّیْتُمْ وَمَاذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ، ذٰلِکُمْ فِسْقٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اسلام نے جن چیزوں کو آج سے چودہ سو سال پہلے بنایا دنیا ان چیزوں تک آج سائنس کے ذریعہ تھوڑی بہت رسائی حاصل کررہی ہے اور اسی کو سائنس تحقیق کا نام دیتی ہے اسلام نے جن چیزوں کا حکم دیا انہیں کو بجالانے میں دنیوی و اخری فلاح و بہبودی ہے اور جن چیزوں سے منع کردیا ان چیزوں سے رکنا ہی ہمارے لئے بلکہ ساری انسانیت کیلئے مفید ہے اسی سے آدمی کی صحت برقرار ہے معاشرے میں امن وامان اور سکون کی فضا قائم ہوسکتی ہے اس وقت مجھے اسلامی ذبیحہ کے تعلق سے کچھ باتیں عرض کرنی ہے۔

آسمانی ہدایات کے مطابق اسلام میں مردار اور خون کو حرام قرار دیا گیا ہے۔(بقرہ ۱۷۳) نزول کتاب کے وقت تک انسانوں کو اس کی اہمیت کا اندازہ نہ تھا۔ حیرت تو اس بات کی ہے کہ آج بھی لوگ ان کی مضرتوں سے ناآشنا ہیں۔ سائنس اور طبی مشاہدات کا آفتاب طلوع ہونے کے بعد بھی ہنوز تاریکی چھائی ہوئی ہے لیکن بعد کو جب سائنٹفیک طور پر خون کے اجزاء کی تحلیل کی گئی تو معلوم ہوا کہ اسلامی احکام نہایت درجہ اہمیت کے حامل ہیں جس سے اسلام کی حقانیت، ہمہ دانی اور حکیمانہ نوعیت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

خون کی ماہیت

خون کے متعدد تجزیوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خون میں یورک ایسڈ اور دیگر تیزابی مادے موجود رہتے ہیں جس کی وجہ اس کا بطور غذا استعمال سخت مضرت رساں ہے۔ یوں ہی غور کیا جائے کہ خون تو جسم کا ایک فضلہ Residue ہے جس میں متعدد امراض کے جراثیم اور خود جسم کے تحلیل شدہ خلیات Cells اور اس طرح تمام جسم کی گندگیاں خون ہی میں موجود رہتی ہیں۔

ماہرین طب اس بات پر متفق ہیں کہ بہتا ہوا خون (دم مسفوحا) کا استعمال چاہے وہ کیمیائی (کیمیکل) ہو یا طبی (میڈیکل) یا طبعی (فزیکل) صحت انسانی کے لیے ضرر رساں ہے۔(بحوالہ ٹکسٹبک آف فزیالوجی)

مردار جانوروں کا گوشت حرام کیوں؟

کسی جاندار کی موت جب واقع ہوتی ہے کہ اس میں مزید طاقت زیست باقی نہ رہی ہو، یا اس کو کوئی نہ کوئی جسمانی مرض لاحق ہوگیا ہو اور نہ معلوم اس کی وجہ

سے اس کے جسم میں کس قدر بگاڑ پیدا ہو چکا ہو یا اس کی موت کا سبب اس کا خارجی ضرر یا زہریلا مادہ ہو جو اس کے خاتمہ کا سبب بن سکتا ہے غرض اس میں سے کوئی نہ کوئی وجہ ہو مردار کے خون میں اور اس کے جسم کے ہر ہر عضو میں مضر صحت مادے موجود رہتے ہیں اس لئے شریعت مطہرہ نے انہیں کھانے سے قطعا منع کیا اور (میتہ) مردار کے گوشت کو حرام قرار دیا۔(۲-۱۷۳)

(بیکڑیالوجی) علم الجراثیم کے لحاظ سے بھی مردار کے ہر ڈھائی سینٹی میٹر وزنی گوشت میں ہر منٹ پر دو لاکھ سے زائد جراثیم کا اضافہ ہوتا رہتا ہے جس سے مردار کے خطرناک اور مضر صحت ہونیکی چشم دید گواہی دی جاسکتی ہے۔

سامعین کرام

آپ کی معلومات کے لئے عمدہ گوشت کی چند خصوصیات بھی تحریر کردی جائیں تو مناسب رہے گا۔ Meat Hygiene کے عنوان سے ڈاکٹر پارکنے اس کی چند خصوصیات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً

۱: **رنگ** ۔رنگت کے اعتبار سے صحتمند گوشت نہ پھیکا ہوگا نہ بے رونق نہ گہرا ہوگا نہ نیلا۔

۲: **چھونے میں** ۔اچھا گوشت چھونے میں بستہ لچکدار ہوگا نہ کہ پتلا یا ڈھیلا۔

۳: **بو کے اعتبار سے** : بو بھی خوشگوار ہونی چاہئے (بحوالہ P.S.Medicine K.Park p.178) اس قسم کا معیاری گوشت جس کو حکومتیں صحت عامہ کی رو سے جانچ کر فروخت کی اجازت دیتی ہیں حیرت ہوگی کہ یہ سب خصوصیات ان جانوروں کے گوشت میں بیک وقت موجود ہوتی ہیں جو اسلامی طریقہ پر ذبح کئے جاتے ہیں۔

شرعی حکم ذبیحہ کی ٹیکنیک میں نو دریافت حکمتیں

ذبیحہ سے مراد حلال جانور کو اس کے خالق (اللہ تعالی) کے نام پر ایسے طریقے سے جو اسی کا بتلایا ہوا ہے ذبح کرنا۔ اس طریقۂ ذبح سے ذبیحہ جانور کا خون جو نجس ہے بآسانی اور بلا شدید اذیت بیک وقت بہ آسانی نکل جاتا ہے اور ایسا گوشت پاک اور صاف حلال، کھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ (فقہ)

اسلامی ذبیحہ کے شرائط

ذبح میں حلقوم کے حسب ذیل چار رگوں کا کاٹنا ضروری ہے۔

ا۔ نرخرہ (ہوا کی نالی) Trachea

۲۔ مری (غذا کی نالی) Oesaphagons

۳و۴۔ گردن کے دونوں (جانبین) حلق کی شہ رگیں Jugular Veins

اسلامی ذبیحہ کا طریقہ

جانور کو پانی پلا کر بائیں پہلو پر لٹائیں (اس طرح پر کہ اس کا سر جنوب اور منہ قبلہ کی طرف رہے) اور اسی ترتیب سے ہاتھ پیر پکڑیں۔ پھر اپنے دائیں ہاتھ میں تیز چھری لیکر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر قوت اور تیزی کے ساتھ گلے پر گانٹھی کے نیچے چھری چلائیں اس انداز پر کہ یہ چاروں رگیں کٹ جائیں لیکن سر جدا نہ ہو کاٹنا ختم ہوتے ہی جانور کو چھوڑ دیں۔ ذبح میں گلا اتنا کاٹنا کہ سر علیحدہ نہ ہو جائے یا حرام مغز یعنی گلے کی ہڈی کے گودے تک چھری نہ پہنچ جائے ورنہ ایسا کرنا مکروہات میں داخل ہو جائے گا۔ (نصاب اہل خدمات شرعیہ۔ حصہ دوم ص:۳۹) بعض اقوام میں جھٹکہ کا رواج ہے لیکن اسلام نے اس کو مکروہ اور دیگر وجوہ کی بنا پر حرام قرار دیا ہے۔

اسلامی ذبیحہ میں گردن کا جدا نہ کرنے کی حکمت پر روسی ماہرین کا انکشاف

ماہرین لکھتے ہیں کہ طبی دنیا میں بالائے صوت Super Sonic آلات کے استعمال سے یہ ممکن ہو سکا کہ دوران خون سے متعلق ریڑھ کی ہڈی کے خلیات (Cells) کے وہ گروپ دریافت کئے جا رہے ہیں جو اب تک انجانے تھے۔ اب ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ دل اور عروق (شریانوں) کی سرگرمی کے سگنل اعصاب اور دماغ کو پہنچاتے رہتے ہیں اور پھر وہاں سے ریڑھ کی ہڈی میں پہنچتے ہیں۔

Vertebral Colum had schemic control on Nervous System of Heart and vessels of the body-(Ref. Soviet Union no P.310-1982)

جب کہ گردن مہروں کو دل اور جسم کے تمام شریانوں پر حکیمانہ کنٹرول حاصل ہے (تقریباً بغیر کسی تبدیلی کے) اور اس کے بعد ریڑھ کی ہڈی سے کچھ تعاقل کے بعد براہ راست حکم کی شکل میں دل اور دماغ تک یہ تحریکات مسلسل آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ جس سے ذبیحہ کا پورا خون خارج ہو جاتا ہے۔ یہ تو معلوم ہے کہ مذبوحہ جانور کے جسم کا پورا خون جو مضر اور حرام ہے اس طرح اسلامی طریقہ ذبح سے بالکل خارج ہو جاتا ہے، اسلامی ذبیحہ میں گردن کے مہروں کے جدا نہ کئے جانے کے سبب جانور کے دل اور دماغ کے درمیان کامل موت تک اس طرح اعصابی تعلق قائم رہنے کے سبب ذبیحہ جانور کا خون کامل طور پر خارج ہو جاتا ہے۔ ورنہ عضلات میں خون باقی رہنے کی وجہ سے گوشت میں یورک ایسڈ و دیگر سمی مواد کی وجہ سے ایسا گوشت مضر صحت بن جاتا ہے۔

اسلامی ذبیحہ کی حکمتوں پر جرمن پروفیسر کا انکشاف

اسلامی ذبیحہ کے سلسلے میں جرمن کے مشہور پروفیسر ولیم ولف جو بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں لکھتے ہیں کہ حیوانات کے ذبیحہ کا طریقہ جو شارع اسلام نے تلقین فرمایا ہے وہ بہت ضروری اور اہم ہے جسم کی گرمی، موسموں کی حدت، جانوروں کے خون میں کچھ ایسے فاسد مادے پیدا کردیتے ہیں جو بہت سی بیماریوں کا سبب بنتی ہیں اس لئے ذبیحہ کا ویسا عمل جس کے ذریعہ جانور سے کثرت سے خون کا اخراج ہوجائے بیحد ضروری ہے۔ (بحوالہ مصابیح عقلیہ)

عربی کا ایک مقولہ ہے۔ **اَلْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ** اردو میں اسکا ترجمہ ہے جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے یعنی فضل وکمال تو اسے کہتے ہیں کہ دشمن بھی جسکی گواہی دے سچ بات تو یہ ہے کہ اسلام کا کوئی بھی حکم ایسا نہیں ہے جو انسانی عقلوں سے متصادم ہو بلکہ ہر ایک حکم عقلی ونقلی دلیلوں سے ثابت ہے اسلام کے ایک ایک حکم پر ریسرچ اور تحقیق کی جاتی ہے بسا اوقات یہ ریسرچ اور تحقیق انسان کو راہ حق کی طرف رہنمائی کرنیوالی ثابت ہوتی ہے اور اخباروں کی سرخیاں بتارہی ہیں کہ بڑے بڑے سائنسداں اسلام قبول کررہے ہیں۔ اسلام ایک معتدل مذہب ہے جس میں کسی طرح کی کمی بیشی کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اسلام کا ایک شعار ختنہ کرنا بھی ہے بہت سے غیر مسلم بھی آج اپنے بچوں کا ختنہ محض اس بنیاد پر کراتے ہیں کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ نماز، روزہ، زکوۃ ہر ایک بڑے چھوٹے حکم میں انسان کیلئے دنیوی واخروی فلاح ونجات ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے ایک ایک حکم پر ہم سب کو عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

حب مصر میں آزادیٔ نسواں اور حجاب

موضوعِ بحث تھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے یہ سورۂ احزاب کی آیت ہے اللہ رب العزت نبی کریم ﷺ کو حکم فرمارہے ہیں اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی چادریں اپنے اوپر ڈال لیں، یہ دور نبوت کی برگزیدہ خواتین کو حکم ہورہا ہے اب آپ اندازہ لگاہیں وہ دور جس میں خود نبی کریم ﷺ کی معصوم ذات گرامی جلوہ افروز ہے اور صحابہ وصحابیات کی عظیم الشان ہستی موجود ہے

جہاں گناہ کے امکانات بہت کم شریعت کے ایک ایک حکم کی اطاعت و پیروی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا جذبۂ صادق موجود ہے تو آج کے پرفتن دور میں جبکہ قدم قدم پر شریعت کے قانون کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں کیا پردہ اور حجاب پہلے سے کہیں زیادہ ضروری نہیں ہے؟

پردے کے متعلق، ڈاکٹر احسان اللہ فہد نے ڈاکٹر شیخ عبداللہ پاپا میاں (جو ہندوستان میں 1874ء کے دوران تعلیم نسواں کے بانی تصور کئے جاتے ہیں) کے نظریات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حجاب کے تعلق سے پاپا میاں کا شرعی پردے پر اصرار اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ شریعت کے مخالف نہ تھے البتہ رسم ورواج کے چنداں قائل نہ تھے۔ جس زمانے میں انہوں نے شرعی حجاب کی حمایت کی پورے عالم اسلام میں حجاب موضوع گفتگو بنا ہوا تھا مصر اور عالم عرب میں آزادئ نسواں کا غلغلہ تھا اور حجاب موضوع بحث تھا، ایک طبقہ آزادئ نسواں کا قائل اور حجاب کا سخت مخالف تھا۔ اس طبقے کا خیال تھا کہ حجاب عورتوں کی آزادی اور اس کی ترقی میں مانع ہے۔ نیز لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم اور عملی زندگی میں ان کی سرگرم شرکت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس سے چھٹکارا پانے کے بعد ہی اسے حقیقی آزادی مل سکتی ہے۔ اس طبقے کی نمائندگی قاسم امین (۱۸۶۳ء ۱۹۰۸) سعد زغلول (۱۸۵۷ء ۱۹۲۷ء) ولی الدین یکن (۱۸۷۳ء ۱۹۲۱ء) ہدی ہانم شعراوی (۱۸۸۲ء ۱۹۴۶ء) اور می زیادہ (۱۸۸۶ء ۱۹۴۱ء) جیسے ادیب اور عظیم شخصیات نے کی۔ انہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے عرب دنیا کو متاثر کیا۔

وہ زیادہ حجاب کی سخت مخالف تھیں، ان کا خیال تھا کہ عورت کی اپنی پہچان اس کا حسن ہے۔ اسے اپنے حسن کو نکھارنے اور اپنی ذات کو دوسروں کی نظروں میں دیدہ زیب بنانے کی کوشش کرنی چاہئے، چاہے وہ گھر میں ہو یا کسی محفل میں۔ اسے

ہر جگہ اپنی آواز کی کھنک، مسکراہٹ، ظریفانہ گفتگو اور جسمانی کشش سے سامعین اور ناظرین کا دل جیتنا چاہیے۔ چنانچہ پردے پر تنقید کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ:

میرا خیال ہے کہ عورت کے وجود کا فطری تقاضا ہے کہ وہ خوبصورت ہو جس طرح کہ نوعِ انسانی کے وجود کا تقاضا ہے کہ وہ ذہین و چاق و چوبند ہو اور جس طرح آدمی کی ذہانت علم، تجربہ اور معلومات سے تیز ہوتی ہیں اسی طرح عورت کا حسن بھی زیب و زینت، ہوشیاری اور سلیقہ مندی سے نکھرتا ہے لڑکی کا حق ہے کہ وہ گھر کی ملکہ، خاندان کی ماں کسی مجلس کی زینت ہو۔ وہ خود جہاں چاہے جائے اور دوسرے لوگ اس سے ملنے آئیں، اس کا وجود اس لیے نہیں ہے کہ وہ کسی گوشہ میں بیٹھ کر زہد اور رہبانیت کی زندگی گزارے، اس لیے ضروری ہے کہ جس مقصد کے لیے اس کو وجود بخشا گیا ہے اسی کے مطابق اس کی پرورش ہو یعنی وہ گھر کو سلیقے مندی سے رکھے، سماج کو بنائے سنوارے اور جس محفل میں بھی رہے وہاں لطف وانسیت عام کرے، جس طرح یہ ضروری ہے کہ اس کی آواز کھنک دار ہو، اس کی مسکراہٹیں حلاوت بخش ہوں اور اس کی گفتگو ظریفانہ ہو، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ اس کا جسمانی حسن بھی نگاہوں کو بھائے''۔ (بحوالہ عائشہ تیموریہ، حلیۃ الطراز، دیوان عائشۃ التیموریہ ص ۱۴۴۔ بحوالہ ڈاکٹر سطوٹ ریحانہ، مصر مین آزادئ نسواں کی تحریک اور جدید عربی ادب ہر اس کے اثرات، اردو اکاڈمی اتر پردیش ۲۰۰۱ء ص ۱۵۴۔۱۵۵)

دوسرا طبقہ آزادئ نسواں کا ایک حد تک قائل اور پردے کا حامی تھا اس طبقے کا خیال تھا کہ ہمارے معاشرے میں فساد کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہمارے ہاں عورتوں کو اسلاف کی روایات کے برخلاف جاہل رکھا جاتا ہے، ہمارے اسلاف میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جن سے ہم تک نصف علوم دین پہنچے ہیں۔ احادیث کی روایت کرنے والیں اور دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والی سینکڑوں صحابیات اور تابعیات ہیں اور صدر اول میں پائی جانے والیں ہزاروں ذی علم اور شاعر خواتین

ہیں۔ اس طبقے کی نمائندگی عبدالرحمٰن کواکبی (۱۸۵۴ء۔۱۹۰۲ء) باحثہ بادیہ (۱۸۸۶ء۔۱۹۱۸ء) شیخ محمد عبدہ (م ۱۹۰۵ء) عبدالقادر مغربی (۱۸۶۷ء) احمد لطفی السید (۱۸۷۲ء۔۱۹۶۳ء) سید جمال الدین افغانی (م ۱۸۹۷ء) سید رشید رضا (۱۲۸۲ھ۔۱۳۵۴ھ) جیسے علماء وفضلا اور ادیب وشعراء نے کی۔

عورت کیلئے گھریلو ذمہ داریاں ہی کافی ہیں

اللہ رب العزت نے عورت کی جسمانی ساخت کچھ اس انداز پر رکھی ہے کہ وہ اہم کاموں کو انجام دینے کی استعداد وصلاحیت نہیں رکھتی اس کیلئے تو گھریلو ذمہ داریاں ہی اتنی کافی ہیں کہ وہ باہر کے امور کی انجام دہی سے بے خبر رہے مگر افسوس ہے ان لوگوں پر جو آزادئ نسواں کا نعرہ بلند کر کے عورت کو اسکے مقصد اصلی سے ہٹا کر بازاروں ہوٹلوں اور آفسوں میں لا کھڑا کر دیا یہ بات بری باعث تسویش ہے۔

اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے اور مسلم خواتین کو اسلامی احکامات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اپریل فول دھوکے بازی کا دوسرا نام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو، جیسے جیسے زمانہ دور نبوت سے بعد ہوتا جا رہا ہے اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی ثقافت میں غیروں کی طرف سے بہت سی باتیں داخل ہوتی چلی جا رہی ہیں مغربی معاشرہ وکلچر اور وہاں کی آوارہ اور گندی تہذیب اسلامی تہذیب وتمدن کے سراسر مخالف ہے اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے کسی خاص ملک اور خاص قبیلہ وخاندان کیلئے ہرگز نہیں آیا۔

امت مسلمہ کو اقوام عالم پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے پاس اپنی تہذیب ہے، اپنی ثقافت ہے، اس کے پاس وہ دین ہے جو پوری دنیا کے لئے نمونہ ہے، وہ ایک ایسے خزانہ کی مالک ہے جس کے اندر دنیا کی دوسری اقوام کو مالا مال کر دینے کی

بھر پور صلاحیت ہے، لیکن صد حیف کہ آج مغربی کلچر اس کے اندر اس طرح حلول کر گیا ہے کہ اس کا اپنا کلچر خود اس کی نگاہ میں بے حیثیت ہو کر رہ گیا ہے تہذیب جدید نے اس ممتاز قوم کے فرزندوں کی نگاہیں اس درجہ خیرہ کر دی ہیں کہ ان کا طائر فکر وخیال کی پرواز محدود ہو کر رہ گئی ہے اب انہیں وہی نظر آتا ہے جو مغربی تہذیب و ثقافت پیش کرتی ہے، وہ انہیں کی نگاہ سے دیکھتے اور انہیں کی فکر سے سوچتے ہیں علامہ اقبال نے سچ کہا تھا۔ ؎

تیرے صوفے ہیں افرنگی تیرے قالین ہیں ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آج ملت کے نوجوانوں کو نہ اپنی تاریخ سے واقفیت ہے نہ باطل کی دسیسہ کاریوں سے آشنائی انہیں نہ اپنی ذات پر اعتماد ہے نہ اپنی عزت و اقبال کا احساس، ان کے صوفے افرنگی ہیں، ان کے قالین ایرانی ہیں، انکا آئیڈیل مغرب ہے، اور ان کا نمونہ مغربی تہذیب کے حاملین ہیں، وہ تہذیب و ثقافت کے اعتبار سے آج تک مغرب کے غلام ہیں، وہ صبح سے لیکر شام تک اور شام سے لیکر صبح تک اسی کی نقالی اور پیروی کرتے ہیں، اپریل فول اس حقیقت کی کھلی دلیل ہے جو مسلم معاشرے میں ایک رسم کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔

اس رسم کے تحت اپریل کی پہلی تاریخ میں جھوٹ بول کر کسی کو دھوکہ دینا اور کسی کو بیوقوف بنانا نہ صرف جائز خیال کیا جاتا ہے بلکہ اسے قابل داد قرار دیا جاتا ہے، جو شخص جتنا صاف جھوٹ بول کر جتنی چابک دستی سے کسی کو بیوقوف بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اسے اتنا ہی قابل تعریف اور باکمال سمجھا جاتا ہے۔

یہ رسم اسکول، کالجز کے منچلے طلبہ اور طالبات، مسخروں اور ملت کے نوجوانوں کیلئے اتنی من پسند ہوتی ہے کہ اس کے انتظار میں وہ دن گنتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا

ہے کہ حسرتیں اور آرزوئیں ان کے آوارہ دلوں کی دھڑکنیں بن جاتی ہیں حالانکہ یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ اس رسم بد کے موجد انگریز ہیں، جی ہاں انگریز! احمق بنا کر گمراہ کر دینا جن کی فطرت اور شرست میں داخل ہے اور دنیا جانتی ہے کہ اس فن میں انہیں دسترس اور مہارت تامہ حاصل ہے۔

اس رسم کی ابتدا کیسے ہوئی اس بارے میں ہمارے مورخین کے اقوال مختلف ہیں، بعض کا کہنا ہے کہ فرانس میں 17 ویں صدی عیسوی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینہ کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے، اس لئے یکم اپریل کے دن کو لوگ جشن منایا کرتے تھے اور اسی جشن کا ایک حصہ مذاق بھی تھا جو رفتہ رفتہ اپریل فول کی شکل اختیار کر گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس جشن مسرت کے روز لوگ ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیا کرتے تھے، ایک مرتبہ کسی نے تحفہ کے طور پر کوئی مذاق کیا جو آخر کار رواج پکڑ گیا۔

اس رسم کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ جب اسپین کی تمام ریاستیں مسلمانوں کے باہمی چپقلش کی وجہ سے ایک ایک کر کے نکلنے لگیں سب سے پہلے طلیطہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا پھر شبیلیہ اور پھر قرطبہ پر، یہاں تک کہ اسپین میں مسلمانوں کا آخری قلعہ غرناطہ صرف باقی رہ گیا تھا لیکن حکمرانوں کی غداری کی وجہ سے دو جنوری 1392 کو ایک معاہدہ کے تحت آخری حکمراں ابو عبد اللہ نے الحمراء کی چابیاں کلیسا کے ہاتھوں سونپ دیں، معاہدے میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی جان و مال عزت آبرو کی حفاظت کی جائے گی لیکن اس ضمانت کے باوجود بھی کلیسا اپنے بھیانک روپ میں سامنے آیا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کو عیسائی بننے پر مجبور کیا گیا جو

لوگ اپنے ایمان پر ڈٹے رہے، بغاوت کے جرم میں ان کو زندہ جلا دیا گیا، عزت وعفت کی دھجیاں اڑائی گئیں، جن لوگوں نے پہاڑوں اور غاروں میں پناہ لے رکھی تھی انکو چن چن کر قتل کیا گیا، مساجد کو قحبہ خانے، شراب خانے یا اصطبل میں تبدیل کر دیا گیا، اس فتح کے جشن میں کیتھولک عیسائی آج بھی جلوس نکالتے ہیں۔

جب مسلمانوں کو اسپین سے نکل جانے کا حکم دیا گیا تو مسلمان پناہ کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ اس موقع پر کیتھولک عیسائیوں نے مسلمانوں کو یہ پیشکش کی کہ انہیں جہاز پر بٹھا کر مراقش چھوڑ دیا جائے گا، مسلمانوں نے اس پیش کش کو قبول کرلیا اور انہوں نے عیسائیوں پر اعتماد کیا، نتیجتاً ان بدبخت عیسائیوں نے جہاز سمیت مسلمانوں کو بحیرۂ روم میں غرق کر دیا۔ مغربی دنیا اس دھوکہ بازی کو ہر سال اپریل فول کے طور پر لوگوں کو فول (بیوقوف) بنا کر مناتی ہے۔

ہمیں اپریل فول جیسے لایعنی عمل کو ترک کرنیکا تہیہ کرنا چاہئے۔ وہیں ہمیں اس بات کا بھی تہیہ کرنا چاہیے کہ اب ہماری زندگی تہذیب حاضر سے بالکل مختلف اور سنت رسول کے عین مطابق ہوگی۔ خدا ہم سب کو توفیق سے نوازے۔ آمین!

غیروں کی تقلید

یہ تو ایک مثال ہے اس طرح کی کئی ایک برائیاں ہیں جو ہم نے غیروں سے سیکھ لی ہیں اور اسکو اپنے معاشرے کا حصہ بنا رکھا ہے فیشن کے نام پر اعدائے اسلام نے بہت سی سنتوں کی جنازہ نکال دیا نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاَزَارِ فِی النَّارِ ٹخنوں کا جو حصہ لنگی یا پائجامہ کے نیچے رہیگا وہ جہنم میں ہوگا کیا آج مرد اسکو فیشن سمجھ کر نہیں پہنتے ہیں؟ کیا ہماری مائیں اور بہنیں سر کھول کر چلنے کو فیشن نہیں سمجھتی ہیں؟ میں سب کو نہیں کہتی الحمد للہ بہت سی ایسی باحیا اور

اسلامی احکام کی پابند خواتین ہیں جنکے سر سے دوپٹہ نہیں سرکتا لیکن نئی نسل جو آرہی ہے اس کے فیشن پرستی کا رجحان بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے دوپٹے اور برقع جو عفت و ناموس کی بقا و حفاظت کے لئے پہنے جاتے تھے انکا استعمال بھی آج صرف فیشن کے طور پر ہو رہا ہے اور ہم نے غیروں کے طور وطریق اور تہذیب وتمدن کو اختیار کرلیا ہے جبکہ حضور اکرم ﷺ کا مبارک فرمان ہے۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہوگا۔ ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا خَالِفُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی یہود ونصاری کی مخالفت کرو اور ہم ہیں کہ حرف بہ حرف ملعون کی نقالی اور پیروی کر رہے ہیں جن پر پیغمبروں نے لعنت فرمائی اللہ تعالی ہم کو اسلام کی اتباع و پیروی کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

چار خصلتوں میں دنیا و آخرت کی بھلائی پوشیدہ ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات! نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا یعنی الفاظ تو بہت مختصر ہوتے ہیں مگر اس میں معانی وتشریحات کا بحر ناپیدا کنار ہوتا ہے۔ محدثین کرام نے حضور اکرم ﷺ کی قول وفعل کی تشریحات میں سیکڑوں ہزاروں کتابیں لکھ ڈالیں اور آج بھی نئے نئے جواہر نکالے جارہے ہیں اور قیامت تک عطائے اسلام احادیث نبوی کی تشریح وتفہیم

کرتے رہیں گے آپ علیہ السلام اخطب العرب تھے، افصح العرب تھے، ابلغ العرب تھے۔ آپ علیہ السلام نے چار خصلتوں میں دنیا وآخرت کی بھلائی کردیا۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِیَھُنَّ فَقَدْ اُعْطِیَ خَیْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ قَلْبٌ شَاکِرٌ، وَلِسَانٌ ذَاکِرٌ، وَبَدَنٌ عَلَی الْبَلَاءِ صَابِرٌ، وَزَوْجَۃٌ لَا تَبْغِیْہِ خَوْفًا فِیْ نَفْسِھَا وَلَا مَالِہٖ۔ (مشکوۃ ۲۸۲/۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس آدمی کو وہ دے دی گئی ہوں تو اس کو دنیا وآخرت کی بھلائی دے دی گئی اول: شکر گذار دل۔ دوم: ذکر کرنے والی زبان۔ سوم: بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم۔ چہارم: ایسی بیوی جو اپنی ذات میں اور شوہر کے مال میں خیانت کی خواہاں نہ ہو۔

شکر گذار دل یہ بڑی عظیم نعمت ہے جس کو شکر گذاری کی دولت مل گئی تو اسکو مزید نعمتیں اللہ تعالیٰ کرتا رہیگا ارشاد باری ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اگر تم شکر کروگے تو ہم تم کو مزید نعمتیں عطا کریں گے اسی ذکر کرنیوالی زبان بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے ذکر اور شکر اللہ نے ایکساتھ ذکر فرمایا فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَاتَکْفُرُوْنِ اللہ بندوں سے فرمارہے ہیں تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔ انسان کے اوپر مصیبتیں اور بلائیں آتی رہتی ہیں اگر کسی پر غم ومصیبت پیش نہیں آتی تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان ہی نہیں ہے مصیبتوں کے پیش آنے پر اللہ تعالیٰ صبر کرنے کو توفیق عطا فرمائے تو یہ بہت بڑی نعمت ہے چوتھی خصلت ایسی عورت جو شوہر کا مال اور اپنے نفس کے بارے میں خیانت کرنیوالی نہ ہو خود اپنے آپ کی حفاظت کر کے پاکدامن رہے اور شوہر کے مال کی بھی حفاظت کرے بیجا اس کو خرچ نہ کرے۔

حدیث مذکور میں نبی اکرم ﷺ نے چار ایسی خصلتوں کی نشان دہی فرمائی ہے کہ جو آدمی ان چار خصلتوں سے آراستہ ہوگیا تو اس کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے دہانے کھل گئے، اس لئے ہر مسلمان کا اولین مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ ان چار خصلتوں کو حاصل کرنے کی سعی و کوشش میں لگ جائے۔

اس دنیا میں دکھ اور رنج بھی ہے، آرام اور خوشی بھی، شادمانی بھی ہے اور غمی بھی، شیرینی بھی ہے اور تلخی بھی، سردی بھی ہے اور گرمی بھی، خوشگواری بھی ہے اور ناخوشگواری بھی، اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اسی کے حکم اور فیصلہ سے ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے بندوں کا حال یہ ہونا چاہیے کہ جب ان کے حالات سازگار ہوں اور ان کی چاہتیں ان کو مل رہی ہوں اور خوشی اور شادمانی کے سامان میسر ہوں تو بھی وہ اس کو اپنا کمال اور اپنی قوت بازوں کا نتیجہ نہ سمجھیں، بلکہ اس وقت اپنے دل میں اس یقین کو تازہ کرلیں، یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی بخشش ہے اور وہ جب چاہے اپنی بخشی ہوئی ہر نعمت چھین سکتا ہے، اسلئے کہ ہر نعمت پر اس کا شکرادا کریں۔

شکر گذار بندے بنو

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ جس نے لوگوں کا شکرادا نہ کیا اس نے اللہ کا بھی شکرادا نہ کیا، انسان چونکہ شکر کا محتاج ہوتا ہے جسکا ہم آئے دن مشاہدہ کرتے ہیں اگر کسی کے معمولی سے احسان پر ہم شکرادا نہ کریں تو شکایتیں شروع ہو جائیں گی، جب کوئی شخص کسی بندے کے احسان کا شکرادا نہ کیا تو سمجھو کہ وہ اللہ کا بھی شکرادا نہ کریگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو شکر کے محتاج ہی نہیں ہیں انسان ہر لمحہ اللہ کی نعمتوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے

ہیں کہ ہر سانس میں دو شکر واجب ہے ایک شکر تو اس پر کہ سانس صحیح سلامت اندر چلی گئی اور دوسرا شکر اس پر کہ صحیح سلامت سانس باہر آگئی۔ اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو خوب پسند کرتے ہیں جو اللہ کا ہر لمحہ شکرادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ اے داؤد علیہ السلام کے خاندان کے لوگو میرا شکر کیا کرو اس لئے میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں انسان بہت بڑا ناشکرا ہے اس سے بڑی ناشکری اور کیا ہوگی کہ جس ذات نے پیدا کیا اور جو رزق دیتا ہے، بارش برساتا ہے، ہوائیں چلاتا ہے، اس کو چھوڑ کر غیر کی پوجا کرے، کنکر و شنکر اور دیوی دیوتاؤں کو خدا مانے، یہ سب سے بڑی ناشکری ہے، اپنے خالق و مالک کے ساتھ پھر بھی اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم اور عفو و حلیم بھی ملاحظ ہے اس پر بھی کوئی گرفت نہیں فرماتے بلکہ اس پر بھی اسی طرح نعمتوں کی بارش برساتے ہیں جس طرح شکر گذار بندوں پر۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم کو اپنے قلیل بندوں میں شمار کرلے اور کثرت سے شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ چار خصلتیں جو بیان کی گئیں ہیں وہ ہمارے اندر بھی پیدا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

علم دین حاصل کرنا عورتوں پر بھی فرض ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لاَیَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات عزیزہ طالبات بزرگ ماؤں پیاری بہنو! علوم دینیہ کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت باقاعدہ طور پر عالم بننا مفتی بننا ہر ایک پر فرض اور ضروری نہیں ہے اور ہو بھی نہیں سکتا۔ البتہ دین کی اہم اور موٹی موٹی باتوں کا جاننا تو ہر ایک کیلئے ضروری ہے اسلئے شریعت کے احکام کا ہر مسلمان مکلّف ہے۔ الحمد للہ آج کا دور ایسا نہیں ہے کہ کوئی علم دین حاصل کرنا چاہے اور اسکو مشکل پیش آئے وہ تو پہلے کا زمانہ تھا کہ علم حاصل کرنے کیلئے مشکلات پیش آتی تھیں اور دور دراز کا سفر کرنا پڑتا تھا اب تو مدارس و مکاتب کی کثرت ہوگئی

ہے گاؤں گاؤں، قریہ قریہ میں مکاتب و مدارس کا جال بچھا ہوا ہے ویسے مدارس کا سلسلہ بھی کوئی نیا نہیں بلکہ بہت پہلے ہی مدارس قائم ہوتے رہے ہیں۔

چوتھی صدی میں قرآنی مدارس کا انتظام ہوا، بنات الاسلام کی طرف سے سب سے پہلا قرآنی مدرسہ مغرب اقصیٰ کے شہر فارس میں ۲۴۵ھ میں قائم ہوا۔ جو آج بھی جامعہ قزوین کے نام سے موجود ہے، ایسی عورت جو علوم دینیہ کا شوق نہ رکھتی ہو، وہ کسی بھی حد تک اپنے شوہر کی معاون ہو سکے گی، کیا عورت کا وجود محض گھر کو صاف کرنا، کھانا پکانا اور بچے سنبھالنا (سنبھالنا کہا ہے تربیت نہیں) تک محدود نہیں رہ جائے گا؟ اور شوہر کو خوش رکھنا، کیا یہ محض اس لئے تو نہیں ہوگا کہ بہرحال شوہر کے گھر کے بعد عورت کیلئے معاشرتی پناہ کہیں اور نہیں ہوتی اور پھر رسول اللہ ﷺ کی امت کی زندگی تو بہت مختصر ہے نا، اس کیوجہ سے اجر بہت زیادہ ملتا ہے نامہ اعمال کھلا ہی رہتا ہے عورت کو صرف ان کاموں میں بند کر کے علمی و عملی کاموں کے اجر و ثواب سے محروم نہیں ہو جائے گی؟

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اپنے امر سے بنایا اور صرف انسان کو اپنے دست مبارک سے پیدا کیا اور اپنا نائب بنایا۔ اللہ رب العزت اپنے بندے سے ایک ماں کی نسبت ستر گنا زیادہ محبت کرتے ہیں اس لئے اللہ رب العزت ہی بہتر جانتے ہیں کہ مرد و عورت کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے کن علوم کی پہلے ضرورت ہے ارشاد ربانی ہے وَاذْکُرْ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃَ (الایۃ) اور یاد کرواے عورتو! اللہ تعالیٰ کی باتوں کو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اور دانائی کی باتوں کو۔

سورہ نور میں چونکہ خواتین سے متعلق احکامات عفت، پردہ، استیذان وغیرہ قدرے تفصیل سے درج ہیں، اسلئے آنحضرت ﷺ نے خواتین کو سورۂ نور کی تعلیم

دلانے کی خصوصی ترغیب دی (قرطبی) اب سب سے پہلے اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں قرآن کی بنیادی علوم سیکھیں کیونکہ قرآنی علوم کا سیکھنا فرض ہے جبکہ ایسے علوم جن کا تعلق معیشت یا سائنسی ترقی سے ہے ان کا سیکھنا مسلمان عورتوں کیلئے ضروری نہیں۔ ہاں مردوں کیلئے اس کا سیکھنا لازم ہے بلکہ فرض کفایہ ہے بلکہ سارے فقہاء ومجتہدین نے لکھا ہے کہ ایسے علوم وفنون جن کی عوام کو ضرورت ہو اور مسلمانوں میں اس کے ماہرین نہ ہوں تو سارے مسلمان گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے۔ اسلام علوم جدیدہ کا بھی داعی ہے۔ (دیکھئے فتاوی عالمگیری فتاوی سراجیہ)

اس لئے عصری علوم میں مہارت پیدا کرنا مردوں کی ذمہ داری ہے تاکہ مسلمان غیروں کے دست نگر بن کر زندگی نہ گذاریں۔ البتہ عورتوں کیلئے عصری علوم کی ضرورت نہیں انکو معاشی ذمہ داریوں سے اسلام نے سبکدوش کیا ہے صرف مردوں ہی کے ذمہ معاشی ذمہ داری ڈالی گئی اور عصری علوم کے معاشی زندگی میں سدھار پیدا ہوسکتا ہے مرنے کے بعد یہ علوم کارآمد اور مفید نہیں ہوسکتے ہیں اسی لئے عصری علوم کے حاصل کرنے کیلئے ہر ایک کو مکلّف بھی نہیں کیا گیا ہے البتہ ضرورت کے پیش نظر چند لوگوں کا سیکھ لینا کافی ہے ہر ایک کا سیکھنا کوئی فرض اور واجب نہیں اور عورتوں کیلئے عصری علوم کی بالکل ہی ضرورت نہیں۔

عورتوں کو بھی شریعت کا مکلّف بنایا گیا

آج کل عمومی ذہن یہ بنا ہوا ہے کہ موجودہ تعلیم کے بغیر بچی آداب زندگی Manner of life طرز معاشرت نہیں سیکھ سکتی اور امور خانہ داری کما حقہ سرانجام نہیں دے سکتی وغیرہ وغیرہ تو اس سلسلے میں گذارش ہے کہ شرم وحیا چھوٹوں بڑوں کا ادب، والدین اور بھائیوں بہنوں سے محبت حسن سلوک وغیرہ سیکھنے کیلئے اسکول کالج

کے علوم نہیں بلکہ آج کل اسکول کی بچیوں کا لباس چال چلن، انداز، رفتار، گفتار اور مختلف موقعوں پر فحش ونیم عریاں لباس میں ملبوس اسٹیج ڈراموں نے بچیوں کو ادب کیا سکھایا؟ بلکہ الٹا انکو بے حیا بنا دیا ہے (نعوذ باللہ من ذلک) شرم وحیا اور ادب کیلئے تو سب سے بہتر قرآن وحدیث کی تعلیم ہے اس میں اپنی زندگی بھی سنورے گی اور معاشرے کا بگاڑ بھی ختم ہوگا۔

متقدمین اور متاخرین دونوں علماء وفقہاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دینی علوم حاصل کرنے کا عورت کو بھی بالکل اسی طرح حکم ہے جس طرح مرد کو ہے اس کے دو سبب ہیں۔

شرعی اور دینی احکام میں عورت مرد کی طرح ہے اسی طرح آخرت میں سزا اور جزا کے اعتبار سے عورت مرد کی طرح ہے اس لئے کہ اسلام نے عورت پر تمام فرائض لازم کئے ہیں، اور مرد کی طرح عورت کو بھی ان کا مکلّف بنایا ہے جیسا کہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، نیکی، اطاعت، عدل وانصاف، حسن وسلوک اچھی باتوں کا حکم دینا اور برائی سے روکنا؛ لیکن بعض خصوصی حالات میں اسلام نے عورت سے کچھ فرائض کو اٹھا لیا ہے یا تو اس وجہ سے کہ عورت مشقت وتکلیف میں گرفتار نہ ہوجائے یا اس کی صحت کی خرابی کی حالت جیسے ماہواری اور زچگی، حیض، نفاس میں عورت سے نماز کو معاف کرنا اور روزہ، سے رخصت دینا یا اس کی وجہ سے وہ کام عورت کی جسمانی وضع سے اور نسوانی طبیعت سے میل نہیں کھاتا مثلا یہ کہ وہ میدان جنگ میں لڑائی کرے یا لوہاری یا معماری کرے اور وہ ذمہ داریاں اس سے چھوٹ جائیں جس کیلئے اسے پیدا کیا گیا ہے یا کوئی کام ایسا ہو جس کے کرنے سے کوئی خطرناک معاشرتی فساد مرتب ہو، اہل عقل وبصیرت والوں کے یہاں عورت کو اس کے دائرہ کار سے اٹھا کر دوسری جگہ پر لے جانا عورت کی قدر ومنزلت اور عزت کو گھٹانا ہے

ترمذی اور ابوداؤد کی روایت میں لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف ترغیب دلانے کے بارے میں ارشاد ہے .مَنْ کَانَ لَهُ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْثَلَاثَ اِخْوَاتٍ اَوْبِنْتَانِ اَوْ اِخْتَانِ فَادَبَهُنَّ وَاَحْسَنُ اِلَيْهِنَّ وَزَوَّجَهُنَّ فَلَهُ الْجَنَّةَ وَاِيُمَا رَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ وَ لِيدةِ فَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنُ تَعْلِيْمُهَا وَادَبُهَا فَاَحْسَنُ تَادِيْبُهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَلَهُ اَجْرَانِ. (ترمذی)

جس کی تین لڑکیاں یا بہنیں یا دولڑکیا یا بہنیں ہوں اور وہ انہیں ادب سکھائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اور ان کی شادی کرے تو اسکو جنت ملے گی۔

دوسری روایت کا ترجمہ ہے کہ جس شخص کے پاس کوئی باندی ہو وہ اسے تعلیم دے اور اچھی طرح پڑھائے اور اس کو ادب سکھائے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرے تو اس کیلئے دو اجر ہیں، اسی طرح صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ مسلمان عورتیں مقررہ دن جمع ہو کر نبی کریم ﷺ سے دین سیکھ لیا کرتی تھیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی محدثہ تھیں مرد اور عورتیں ان سے سوالات کرتے تھے۔ قاضی عیسیٰ بن مسکنی صوفی وقت اپنی بچیوں اور پوتیوں کو پڑھایا کرتے تھے اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ عصر کے بعد بچیوں اور بھتیجیوں کو پڑھایا کرتے تھے، چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ جن احکام کی روزمرہ ضرورت پڑتی ہے ان کو حاصل کرنا فرض ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ بِقَدَرِ مَا تَحْتَاجُ اِلَيْهِ لِاَمْرِ لَابُدَّ مِنْهُ مِنْ اَحْكَامِ الْوَضُوِ وَالصَّلٰوةِ وَسَائِرِ الشَّرَائِعِ وَلِاُمُوْرِ مَعَاشِهٖ وَمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ لَيْسَ بِفَرَضِ. (فتاوی سراجیه) علم کا طلب کرنا فرض ہے اتنی مقدار جتنی کہ ضرورت پڑتی ہے ضروری طور پر ایسے معاملات کیلئے جن کا حاصل کرنا ضروری ہو وضو اور نماز اور دیگر سارے شرائع اور اپنی معیشت کے امور کو سرانجام دینے کیلئے علوم حاصل کرنا لازم ہے، اس کے علاوہ علوم کا حاصل کرنا فرض نہیں۔

مردوں کی طرح عورتیں احادیث روایت کرنے والی

دور صحابہ میں بہت سی ایسی صحابیات تھیں جنھوں نے اپنے گھروں میں مکتب قائم کرتے تھے اور بچوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم دیا کرتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے اجلہ صحابہ بعض دفعہ مشکل مسائل کے لئے رجوع کرتے تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اسکا حل پاتے۔ قرآن و حدیث کا بہت گہرا علم رکھنے والی تھیں حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہ بھی بڑی عالمہ اور شاعرہ تھیں اور بعد کے ادوار میں بھی بہت سی خواتین قرآن کریم کی حافظہ اور احادیث کا اچھا علم رکھنے والی پیدا ہوئیں، اور اپنی اولاد کی دینی طرز و انداز پر تربیت بھی کی۔ احادیث کی کتابوں میں جہاں مردوں کی روایتیں ہیں وہیں عورتوں کی بھی کثرت سے روایتیں ملتی ہیں، مگر آج ہماری مائیں اور بہنیں علم سے اتنی دور ہوتی جارہی ہیں کہ دین کی اہم اور ضروری باتوں سے بھی واقفیت نہیں ہوتی نہ خود سیکھنے کی فکر کرتی ہیں نہ اولاد کو سکھانے کی ضرورت محسوس کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ نماز وغیرہ کی پابندی عورتوں میں بہت کم پائی جاتی ہے اس لئے کہ علم کی کمی ہے نماز روزے کا کیا مقام ہے اسکو کس طرح ادا کرنا چاہئے کچھ معلوم نہیں اس لئے علم دین ہر ایک مرد و عورت ضرور حاصل کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

بہترین انداز تربیت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات بزرگ ماؤں پیاری بہنو!

نبی کریم ﷺ نے امت کی ہدایت ورہنمائی کیلئے بہتر سے بہتر اصول اور عمدہ سے عمدہ ضابطہ اور قانون بیان فرمادیا۔ حق وباطل کی صحیح طور پر وضاحت فرمادی تاکہ امت گمراہی کے دلدل میں پھنس کر حق کو چھوڑ نہ بیٹھے اور شیطانوں کی اتباع و پیروی کرکے اپنے کو جہنم کا مستحق نہ بنائے۔ مرنے کے بعد ایمان کی بہت بڑی قیمت ہے جس کے پاس ایمان ہے وہی اللہ کے دربار میں کامیاب ہوگا دنیا اور دنیا

کی ساری اشیاء آخرت میں کچھ بھی کام نہ آئیں گے وہاں تو صرف ایمان کا سکہ چلے گا اور نیکیوں کا بھاؤ ہوگا۔

کھجور کے پتے کبھی نہیں جھڑتے

صحیح بخاری کی روایت ہے ایک مرتبہ نبی ﷺ صحابۂ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے سوال کیا بتاؤ! وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے کبھی نہیں جھڑتے؟ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہے پھر نبی نے خود ہی بتایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے کہتے ہیں کہ والد محترم! جب نبی کریم ﷺ نے سوال کیا تو میرے ذہن میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، میں نے سوچا بھی کہ جواب دے دوں، مگر جب دیکھا کہ بڑے بڑے صحابہ خاموش ہیں تو میں بھی خاموش رہا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: بیٹے! اگر اس وقت نبی کریم ﷺ کی محفل میں تم یہ جواب دے دیتے تو مجھے انتہائی خوشی ہوتی۔ (بخاری/کتاب العلم)

حق وباطل کو سمجھانے کیلئے بہترین مثال

نبی ﷺ نے بچوں کی تعلیم وتربیت کا ایک عمدہ اسلوب سوال وجواب کی شکل میں اختیار کیا، تاکہ انہیں معلومات فراہم کی جائیں، ان کی غلط معلومات کی تصحیح کی جائے اور صحیح معلومات کی تصدیق کی جائے، ابن ماجہ کی روایت ہے ایک مرتبہ رسول ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے زمین پر ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں اور بائیں جانب دو دو لکیریں کھینچیں اور فرمایا: یہ لکیریں شیطان کے راستے ہیں اس کے بعد آپ ﷺ نے سیدھی لکیر پر ہاتھ رکھا اور یہ آیت تلاوت فرمائی وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ

مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ. (الانعام ۱۵۳) اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے سو اس راستہ پر چلو اور دوسرے راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تا کہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔

اس آیت کا مفہوم آپ ﷺ نے لکیریں کھینچ کر عام فہم انداز میں بیان کیا کہ عزت و سربلندی اور جنت تک پہنچنے والا راستہ صرف یہی ہے اس کے علاوہ باقی تمام راستے خواہ وہ باطل ادیان ہوں یا دوسرے افکار و نظریات سب شیطانی راستے ہیں جو ہلاکت و بربادی اور جہنم تک پہنچانے والے ہیں۔ (رسول اللہ کا طریقہ تربیت ۱۱۱)

ایک دفعہ حضور ﷺ نے صحابۂ کرام سے ارشاد فرمایا اگر کوئی ہر روز بہتی ہوئی نہر میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہیگا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا یا رسول اللہ اس کے بدن پر تو کچھ بھی میل نہیں رہیگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہی حال ہے نمازوں کا جو شخص روزانہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھیگا وہ بھی گناہوں سے اسی طرح پاک و صاف ہو جائیگا لوگوں کو سمجھانے کیلئے اس سے بہتر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

تین باتوں پر عمل کرو

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس بحرین سے کچھ مہمان آئے، آپ نے وضو کیلئے پانی منگوایا، اور وضو کرنا شروع کیا تو وہ لوگ آپ کے وضو کا پانی لینے کے لیے دوڑ پڑے اور جتنا پانی انہیں ملتا اسے پی لیتے اور پانی کا جو حصہ زمین پر گر جاتا اسے ہاتھوں میں لے کر اپنے چہرہ، جسم اور سینہ پر مل لیتے تھے، نبی ﷺ نے ان سے پوچھا، تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے جواب دیا اے اللہ

کے رسول آپ سے محبت کی وجہ سے شاید اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کرنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو تین باتوں پر پابندی سے قائم رہو (۱) سچ بولنا (۲) امانت کو ادا کرنا (۳) پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اسلئے کہ پڑوسی کو ستانے سے نیکیاں اسطرح ختم ہو جاتی ہیں، جیسے سورج کی روشنی سے برف پگھل جاتی ہے۔ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: ۲۹۹۸۔ بحوالہ بچوں کی تربیت کیسے کریں ۶۹)

آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں تم میں سے وہ شخص مومن نہیں جو خود آسودہ ہو کر سوئے اور اسکا پڑوسی بھوکا ہو، نیز آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اَعْبُدُوا الرَّحْمٰنَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاَفْشُوا السَّلَامَ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ رحمٰن کی عبادت کرو اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو رواج دو سلامتی کیساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے، کتنی عمدہ تعلیم فرمائی جا رہی ہے کاش امت محمد یہ اس پر عمل پیرا ہو جائے تو کیا ہی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

غفلت اور نفاق کی علامات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!

اسلام نے ہم کو ہر ہر مرحلہ پر رہنمائی کی ہے اچھائی کا راستہ بھی دکھادیا اور برائی کا راستہ بھی دکھادیا اور ہر ایک کے فوائد ونقصانات بھی واضح کر دیئے تا کہ ہم دھوکہ میں نہ آئیں اور بعد میں کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہم کو معلوم نہیں تھا اس کی وجہ سے فلاں برائی کر بیٹھے اللہ تعالیٰ نے انسان کے نفس کو برائی کا بھی القاء کیا اور پرہیزگاری کا بھی القا کیا کامیاب ہوگیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا یعنی گناہوں سے پاک وصاف کیا اور ناکام ہوگیا وہ شخص جس نے نفس یعنی نفس کی باگ وڈور شہوت کے ہاتھ میں دیدی نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا عقلمند وہ شخص ہے جس نے نفس کو اپنے تابع کرلیا اور ایسا کام کیا جو مرنے کے بعد کام آنیوالا ہے اور

ناکام ہوا وہ شخص جو خواہش نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ سے لمبی لمبی امیدیں قائم رکھیں۔ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى (النساء:۱۴۲) یہ منافق اللہ کیساتھ دھوکا بازی کرتے ہیں، حالاں کہ اللہ نے انہیں دھوکے میں ڈال رکھا ہے، اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کیساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ عبادت میں جی نہ لگانا یہ نفاق اور غفلت کی علامت ہے، آج ہم میں سے ہر ایک کو سنجیدگی کے ساتھ اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم عبادات میں کس قدر دل لگا رہے ہیں۔

محرمات کو معمولی تصور کرنا

غفلت کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی حرام کام کے کرنے میں جھجک محسوس نہ کرے اور آسانی سے اسے کرگزرے، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مومن جب گناہ کرتا ہے تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ کسی بڑے پہاڑ کے پیچھے کھڑا ہوا اور وہ پہاڑ اس پر گرنے کے قریب ہو۔ اور فاجر جب گناہ کرتا ہے تو اس وقت اس پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے جیسے مکھی اسکے ناک پر بیٹھی ہوا اور وہ اسے دفع کررہا ہو۔ (بخاری: ۶۲۰/۸) مطلب یہ ہے کہ مومن سے جب گناہ سرزد ہوتا ہے تو اسے گناہ کا احساس ہوتا ہے اور غافل کو اس کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ گناہ کا احساس نہ ہونا، یہ غفلت کی علامت ہے۔

غافل کو گناہ کرنے میں مزہ آتا ہے

غفلت کی ایک علامت یہ ہے کہ آدمی جب گناہ کرے تو اس کو مزہ آئے اور گناہ چھوڑنے کے لیے اس کی طبیعت آمادہ نہ ہو حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ کی

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گناہ کرتے کرتے قلب پر سیاہی چھا جاتی ہے تو اب اس کا دل الٹے ہوئے پیالے کی طرح ہوجاتا ہے، نہ اس کو نیکی سمجھ میں آتی ہے اور نہ برائی کا احساس ہوتا ہے، اس کو اپنی خواہش پر عمل کرنے کی پڑی رہتی ہے۔ (مسلم:۱۴۴)

غیر مفید امور میں وقت ضائع کرنا

غفلت کی ایک علامت یہ ہے کہ غفلت زدہ آدمی بے کار اور بے سود امور میں اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو ضائع کرتا ہے، جس کا حساب قیامت کے دن دینا ہے ارشاد ربانی ہے۔ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَالَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ (الروم:۵۵) اور قیامت جب قائم ہوگی تو مجرمین (غافلین) قسمیں کھائیں گے اور کہیں گے وہ تو بہت کم مدت (دنیا میں) رہ کر آئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِغْتَنِمْ حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ اپنی زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔ ہم اپنے معاشرہ اور دنیا کے حالات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ آج ضیاع وقت میں سبھی شریک ہیں۔ کوئی غیبت میں، کوئی کھیل کود میں، کوئی گپ شپ میں، کوئی موبائل پر، کوئی ٹی وی پر، کوئی کمپیوٹر پر، کوئی انٹرنیٹ پر، کوئی چوراہوں پر، کوئی دکانوں پر، کوئی بازاروں میں، کوئی تفریح گاہوں میں، کوئی سڑکوں پر اپنی زندگی کے بیش قیمتی لمحات کو ضائع کر رہا ہے، مگر اس کا احساس بھی نہیں ہے اسی کو غفلت کہتے ہیں۔ دنیا میں 90% سے زائد فیصد لوگ ضیاع وقت کے مہلک مرض میں مبتلا ہیں، مگر ہمیں ذہن و دماغ میں اس کا احساس تک نہیں۔

وقت کی قدر و قیمت

ایک عربی مقولہ ہے الوقت اثمن من الذہب وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے ہر چیز کی قضا ہے مگر وقت ایسی قیمتی شئی ہے جس کی قضا ممکن نہیں حدیث میں آتا ہے کہ جوانی کو غنیمت سمجھو بڑھاپے سے پہلے بڑھاپے میں قویٰ کمزور ہوجاتے ہیں عبادت و ریاضت اس طرح نہیں ہوسکتی جس طرح جوانی میں اور اللہ تعالیٰ کو جوانی کی عبادت بہت پسند ہوتی ہے مرنے کے بعد انسان کو زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا ہوگا اس لئے اسی وقت سے اسکا خیال رکھنا چاہیے آج کل طرح طرح کے آلات لہو ولعب کے ایجاد ہوگئے ہیں ان سے خود بھی بچنا اور اپنی اولاد کو بھی بچانا بہت ضروری ہے قدم قدم پر دین سے ہٹانے اور بے راہ کر دینے والی چیزیں وجود میں آرہی ہیں ایسے وقت میں ہمارے لئے اپنے ایمان کو بچانا اور صراط مستقیم پر گامزن رہنا بہت مشکل کام ہے اگر ہم آنے والی نسلوں کی حفاظت کرنا چاہتے ہیں تو اسکا بس ایک ہی راستہ ہے کہ ابتداء ہی سے دینی تعلیم کا بندوبست کریں خاص طور پر انکے عقائد کو مضبوط کریں تاکہ عیسائی اسکولوں میں جا کر ہمارے بچے اپنے ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں اللہ ہماری بھی حفاظت فرمائے اور آگے آنے والی نئی نسلوں کی بھی حفاظت فرمائے اور خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نجات صرف
اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو!

نجات صرف اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے اسی تعلق سے کچھ باتیں آپ کیسامنے عرض کرتی ہوں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین تلاش کریگا تو ہرگز اسکی طرف سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانیوالوں میں سے ہوگا دنیا میں بہت سے مذاہب وادیان ہیں اور ان کے ماننے والوں کی ایک معتد بہ تعداد بھی ہے مگر نجات اور کامیابی صرف اسلام کی اتباع وپیروی کرنیوالوں کو ملے گی۔

قرآن پاک کی ''سورۃ الفاطر'' میں ارشاد ربانی ہے کہ تم اللہ کے طریقے میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے، اور نہ تم دیکھو گے کہ اللہ کی سنت کو اس کے مقررہ راستے سے کوئی طاقت پھیر نہیں سکتی ہے

اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم ہونے کیساتھ ساتھ غفار اور قہار بھی ہے ایک طرف اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے نہایت حجت کرتا ہے اور ان کو سیدھا راستہ دکھانے کیلئے انبیائے کرام مبعوث کرتا رہا ہے جو کہ بندوں تک اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے، دوسری طرف جب بندے اللہ کے احکام سے روگردانی کرتے ہیں اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں کے بجائے خواہشات نفس کی پیروی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر غضب ناک ہوجاتا ہے جب قوم میں اکثریت بداعمال افراد کی ہوجاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی بداعمالیوں اور غلط روش پر ان کی پکڑ کرتا ہے۔ قرآن وسنت رہنمائی کے دوسرے چشمے ہیں ان کی اتباع اور تعلیمات پر عمل ہی وہ راستہ ہے جس پر گامزن ہوکر کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے کہ اور بچو اس فتنے سے جس کی سزا مخصوص طور پر صرف انہیں لوگوں تک محدود نہیں رہے گی جنہوں نے تم میں سے گناہ کیا ہو اور جان رکھو کہ اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ (سورۃ الانفال)

اس لئے نبی کریم ﷺ مسلسل توبہ واستغفار کیا کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی کثرت سے استغفار کی تلقین فرمایا کرتے تھے تاکہ دانستگی اور نادانستگی میں جو غلطیاں سرزد ہوجائیں ان پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی جاسکے اور ان کے تدارک کیلئے عملی کوشش کی جاسکے۔

جب ایک فرد گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اسکے اثرات کچھ عرصہ تک اس کی ذات تک محدود رہتے ہیں مگر جب وہی گناہ بحیثیت مجموعی پوری قوم میں رائج ہونا شروع

ہو جائے گا تو اس کے اثرات بہت خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ لوگ پھر اس گناہ کو غلط سمجھنا چھوڑ دیتے ہیں اور ابتداء میں جو لوگ اس گناہ کو سخت ترین قرار دیتے تھے وہ بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو بچالیا، جو برائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا۔ (سوۃ الاعراف)

ابتدائے آفرینش سے اللہ جل شانہ کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب لوگ ایک دوسرے کو برائی سے روکنا چھوڑ دیتے ہیں اور خاموشی کیساتھ معاشرتی برائیوں کو برداشت کرنا شروع کر دیتے ہیں تو ایسی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہے اسلئے عذاب سے بچنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ خود کو گناہوں اور معاشرتی خرابیوں سے بچائیں اور دوسروں کو بھی غلط کاموں سے روکیں اس کیلئے قرآن وسنت سے راہ نمائی حاصل کی جاسکتی ہے، کوشش کریں کہ برائی کے آغاز کے تمام اسباب پر بند باندھ دیا جائے تاکہ لوگ برائی کی طرف راغب نہ ہوسکیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے اے انسان تجھے جو بھی بھلائی حاصل ہوتی ہے اللہ کی عنایت سے ہوتی ہے اور جو بھی مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تیرے اپنے عمل کی بدولت ہے۔ (سورۃ النساء)

انفرادی سطح پر جو کام بھی ہم انجام دیتے ہیں اس کی ذمہ داری ہمارے اوپر ہوتی ہے اور ہم سے ہی اسی کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ہی آزماتا ہے تاکہ انہیں اپنے لئے خالص کرلے ایمان کی مضبوطی کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم ہر مشکل وقت میں ثابت قدم رہنے کی کوشش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شامل ہوسکیں اپنے ہر چھوٹے بڑے عمل کا احتساب کریں اور قرآن میں موجود مومنانہ اوصاف کو اپنے اندر پروان چڑھائیں۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ اور ہم ضرور تمہیں خوف وخطر فاقہ کشی اور جان ومال کے نقصانات میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے انہیں خوش خبری دے دو۔ (سورۃ البقرہ)

الغرض انسان کی حیثیت اس دنیا میں ایک ایک مسافر کی سی ہے جس کو منزل تک پہنچنے کیلئے اللہ تعالی نے مکمل ہدایت اپنی کتاب کی شکل میں دے دی ہے جس پر عمل کر کے انسان دنیا وآخرت میں فلاح وکامیابی حاصل کرسکتا ہے قرآن وسنت کی پیروی ہی ہماری نجات کی یقینی ضمانت اور اس پر عمل ہمارے تمام مسائل کا حل ہے۔
ادھر ادھر بھٹکنے اور در در کی ٹھوکریں کھانے کے بجائے ہم صحیح طور پر اسلام کے پیروکار اور نبی کریم ﷺ کے طریقے کو اپنانے والے بن جائیں تو دنیا میں بھی ہم کو سکون و اطمینان نصیب ہوگا اور آخرت میں بھی کامیابیوں سے ہم کنار ہوں گے صرف پیغمبر اسلام کی تعلیمات ہی ہم کو سیدھا راستہ دکھا سکتی ہے اس کے علاوہ کہیں بھی ہم کو آرام وسکون نہیں مل سکتا ہے آج سامان راحت اور عیش وآرام کے سارے اسباب موجود ہیں مگر پھر بھی لوگ ہر وقت بے اطمینانی کی کیفیت کے شکار ہیں۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں کسی چیز کی کمی نہیں ہر شئے کی ہر آن فراوانی ہے ہر شئے موسم بموسم بآسانی میسر ہو جاتی ہے مگر پھر بھی لوگ بے چین و بے قرار سرگرداں نظر آتے ہیں آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ علم کی دولت سے لیکر مال وجائیداد کی ریل پیل تک ہر آدمی جب چاہے جہاں چاہے وہ شئے اس کے لئے حاضر خدمت ہے پھر بھی لوگوں کے اندر بے اطمنانی و بے کیفی دامن گیر ہے اگر آپ رات کی تاریکی اور گھر کے سناٹے میں اطمنان وسکون سے باوضو ہو کر بجانب قبلہ بیٹھ کر غور وفکر کریں اور اپنے گزرے ہوئے ایام زندگی کے بارے میں ٹھنڈے دل سے اپنی

سابقہ زندگی کا بغور مطالعہ ومحاسبہ کریں تو کچھ ہی لمحوں کے اندر یقینی طور پر قلب ولسان سے فوراً یہی جواب ملے گا کہ میں نے جو بھی کام کیا چاہے وہ من وجہ دین یا دنیا صرف اور صرف شیطان لعین کو خوش کرنے یا پھر اپنے نفس کو لذت پہونچانے کیلئے آپ دیکھتے ہیں سنتے ہیں پڑھتے ہیں کہ پوری دنیا امن وامان کے لئے کس طرح ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہی ہے مگر پورے نہیں تو ۹۹ فیصد کا یہ حال ہے کہ اگر وہ اپنے ملک کا صدر ہے یا وزیر اعظم یا اور کوئی عہدہ دار وہ یہی چاہتا ہے اور اس کی یہی کوشش وخواہش رہتی ہے کہ اس کی رعیت اور اس کے ماتحت جو کوئی بھی ہو وہ ہمیشہ خوش وخرم رہے اور ہماری واہ واہ ہوتی رہے پر اس کی یہ نیت نہیں ہوتی کہ میں جو فلاحی و بہبودی اور انتظام وانصرام کا کام سرانجام دے رہا ہوں اس سے حقیقی خالق کائنات راضی ہوجائے اسلئے آج بے شمار انجمنیں بے انتہا تنظیمیں امن وامان فلاح کامرانی کیلئے رات دن متحرک نظر آتیں ہیں مگر بے نتیجہ بے فائدہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ لوگ مجھے صدر وزیر اعظم چودھری رہنمائے قوم یا مفکر ملت کے زریں القاب سے یاد کریں یعنی جو بھی جس حیثیت کا ہے وہ اپنی حیثیت سے اپنی اپنی پہچان کروانے کے درپے ہے مگر اس کا دل کبھی یہ سوچنے پر مجبور نہیں کرتا کہ تجھے ایک دن مرنا ہے اور ضرور مرنا ہے دینا میں لوگ تجھے صدر وزیر اعظم یا اور کوئی اچھے سے اچھا القاب دیدیں گے مگر تو اپنے رب کو دھوکہ نہیں دے سکتا اسلئے انسان کو کوئی بھی کام کرنے سے قبل اپنی نیت درست کرلینی ضروری ہے کہ جس حیثیت سے بھی دین یا دنیا کا کام جو میں کر رہا ہوں یا کرنے جا رہا ہوں اس سے اے قادر مطلق تو راضی ہوجا یعنی کسی کام کو یا ڈیوٹی کو ڈیوٹی سمجھ کر نہ کیا جائے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضاء کیلئے کیا جائے تو کام کا کام اور مفت کا ثواب اور خیر وبرکت کا ذریعہ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا کیلئے کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

سب کچھ اللہ سے ہونے کا یقین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی اے لڑکے اللہ (کے حق) کی حفاظت کرو اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اللہ کا دھیان رکھوں تو اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے اگر کسی سے سوال کرنا ہو تو صرف اللہ ہی سے سوال کرو اور جب کسی سے مدد مانگنی ہو تو صرف اللہ ہی سے مدد مانگو اور اچھی طرح جان لو کہ اگر سارے انسان مل کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہیں تو اس سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے جتنا اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر سارے انسان جمع ہو کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو اس سے زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا اللہ نے تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے، قلم اٹھالیا گیا ہے اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔ (ترمذی)

اچھی بری تقدیر لکھدی جاچکی ہے اس میں کتر بیونت نہیں ہوسکتی ہے جو کام بھی کریں اللہ کو راضی کرنے کیلئے کریں جس کام میں اللہ کی رضا جوئی مقصد نہ ہو اس کام سے نہ تو دین کا فائدہ نہ ہی صحیح معنوں میں دنیا کا کوئی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے بلکہ جس کام سے اللہ کی رضا طلبی کی نیت نہ کی جائے اس کا آخرت میں کوئی ثواب تو درکنار الٹا عذاب ہی ہوگا حقیقی سکون اور قلبی راحت واطمینان کیلئے اللہ کا ذکر بہت ضروری ہے۔ خود ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَابِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ آگاہ ہو جاؤ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمنان نصیب ہوتا ہے بزرگان دین اولیاء اللہ کے پاس کیا دنیا کے ساز وسامان کثیر تعداد میں ہوتے ہیں کیا عیش وآرام کی ساری چیزیں ہوتی ہیں؟ نہیں بلکہ بہت سے اولیاء اللہ تو دینا سے کوسوں دور ہوتے ہیں مگر انکی زندگی بڑی پرسکون ہوتی ہے اسلئے کہ ذکر اللہ سے انکا دل آباد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حقیقی سکون نصیب فرمائے، آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضرت فاطمۃ رضی اللہ عنہا کی سیرت نمونۂ عمل

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مَااٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَانَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت نمونۂ عمل، اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے گوش گذار کرنی ہے حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِنِّیْ فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے کبھی فرماتے۔اَحَبُّ اَھْلِیْ اِلَیَّ فَاطِمَۃُ مجھے اپنے گھر والوں میں فاطمہ سب سے زیادہ محبوب ہیں آپ ﷺ کو حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی انکی تکلیف آپ ﷺ کیلئے ناقابل برداشت ہوا کرتی تھی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی اور آخری بیٹی تھیں انکی زندگی کا ایک ایک عمل خواتین کیلئے نمونہ اور اسوہ ہے بڑی سادگی اور غربت کے ساتھ زندگی بسر کرنیوالی یہ خاتون جنت تھیں۔

حضور ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی لخت جگر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی نور نظر حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا خاتون جنت ۲۵؍ جمادی الثانی ۵؍ نبوی کو صحن عصمت میں ''سورۂ کوثر'' کی تفسیر بن کر تشریف لائیں، آپ کائنات کے بے مثل ماں باپ کی توجہ اور محبتوں کا مرکز تھیں، ابھی آپ پانچ برس کی تھیں کہ والدہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگیا۔یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا عظیم صدمہ تھا، مگر آپ نے کمال صبر اور اس بہترین تربیت کے ساتھ جو آپ کو اپنی مادر گرامی سے ملی تھی، صورتحال کا مقابلہ کیا اور اپنے والد گرامی کی خدمت اور دل جوئی میں پہلے سے زیادہ منہمک ہوگئیں۔آپ ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے مجھے جنت کی خوشبو آتی ہے رسول اکرم ﷺ آپ سے انتہائی محبت کرتے تھے جب کسی غزوے میں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں آپ سے رخصت ہوتے اور جب واپس آتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے تشریف لاتے، آپ کے بلند کردار اور اللہ کے ہاں آپ کی منزلت کے باعث آپ کی اس طرح عزت فرماتے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہوجاتے اور انہیں اپنی جگہ بیٹھاتے تھے۔(ترمذی) آپ نے ہر امتحان اور مشکل گھڑی میں اپنے والد کے ساتھ صبر واستقامت کا مظاہرہ کیا یکم ذی الحجہ ۲ھ کو آپ کا عقد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا، عقد کے چند دنوں بعد رخصتی کا انتظام ہوا، بنی ہاشم کی خواتین امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رخصتی میں شرکت کی اور نہایت احترام کے ساتھ دختر رسول ﷺ کو شیر خدا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچایا اس طرح آپ کی ایک نئی زندگی کا آغاز ہوا۔

شوہر کے گھر آکر آپ نے جس طرح خانہ داری سنبھالی، وہ اطاعت اور خدمت گذاری کی ایک روشن مثال ہے آپ گھر کے سارے کام رضا ورغبت کے ساتھ کرتیں، شام کو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لاتے تو آپ نہایت مسرّت

سے ان کا استقبال کریں، جب حضور اکرم ﷺ نے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ تم نے اپنی زوجہ کو کیسا پایا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، عبادت خدا میں بہترین مددگار۔ اس سے اسلام میں رشتہ ازدواج کی عظمت وجلالت کا راز کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ اسلام میں اصل ایمان وکردار ہے۔ آپ کے بیٹوں نے میدان شہادت میں نام کمایا اور بیٹیوں نے اسلام کی ترویج کیلئے وہ کارنامے انجام دیئے جو تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھے گئے، آپ کی اولاد کی عظمت وکردار ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اعلیٰ تربیت اور بہترین ماں ہونے کا ثبوت ہے۔

آج کی مسلمان عورت کو مغرب سے درآمد کیئے ہوئے نعروں کے بجائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس میں عظمت اور اسی میں نجات ہے آپ نے ماں بیوی اور بیٹی کے تینوں حقوق وفرائض کیلئے ایک تابندہ مثال قائم کی اور یہ ہی آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔

حیاء پاکدامنی کی پیکر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو شرم وحیا کا پیکر بنایا تھا ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائیں چاند کی پہلی تاریخ تھی حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم نے آج چاند نہیں دیکھا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے چاند نہیں دیکھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں دیکھا وہ خاموش ہوگئیں حضور ﷺ نے پھر پوچھا کیوں تم نے آج چاند نہیں دیکھا تو فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ابا جان میرے دل میں خیال کیا آیا کہ آج پہلی رات کا چاند ہے اسلئے لوگ دیکھ رہے ہوں گے اگر میں بھی دیکھوں گی تو غیر محرموں کی نگاہیں اور میری نگاہ چاند پر اکٹھی ہوجائیں گی اور میں نے اس بات کو شرم وحیا کے خلاف سمجھا اس لئے چاند

نہیں دیکھا اس حیاء وپاکدامنی کی نظیر کہیں مل سکتی ہے حیا وپاکدامنی بہت بڑی نعمت ہے بالخصوص عورتوں کیلئے حدیث میں آتا ہے۔ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّہٗ حیا تو سب اچھی ہے اگر آدمی کے اندر حیا نہ ہو تو جو چاہے کچھ کرے۔

تین دن سے فاقہ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور اکرم ﷺ سے بڑی محبت تھی ایک دفعہ دربار نبوی ﷺ میں تشریف فرما ہوئیں آقا ﷺ نے پوچھا کیسے آنا ہوا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے دوپٹہ کا ایک پلو کھولا اور اس کے اندر آدھی روٹی تھی وہ نکال کر خدمت نبوی میں پیش فرمادیا اور عرض کیا، ابو حضور آپ کیلئے اپنی طرف سے ہدیہ لیکر آئی ہوں آقا ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ حقیقت حال بتاؤ عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ ہم کئی دنوں سے بھوکے تھے۔ حضرت علی نے کچھ کام کیا اور آٹا لے کر آئے میں نے روٹیاں پکائیں ایک حسن نے کھائی ایک حسین نے کھائی ایک علی رضی اللہ عنہ نے کھائی اور ایک روٹی میرے لئے بچی ہوئی تھی جب میں روٹی کھارہی تھی تو دل میں خیال آیا کہ میں تو روٹی کھارہی ہوں اور پتہ نہیں ابو حضور کو کچھ کھانے کو ملا ہوگا کہ نہیں اسلئے بقیہ آدھی روٹی کپڑے میں لپیٹ کر لائی ہوں آپ اسکو قبول فرمالیجئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے آج تین دن گذر گئے تیرے باپ کے پیٹ میں ایک لقمہ بھی نہیں گیا، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی نمونۂ عمل ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا فاطمہ مرے جسم کا ٹکڑا ہے جس نے اسکو تکلیف پہونچائی اس نے مجھکو تکلیف پہونچائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خواتین جنت کی سردار فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت پر عمل کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

حقوق العباد کی عظمت اور اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَاتُشْرِکُوْابِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسٰنًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْجَارِذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن وحدیث میں دو طرح کے حقوق بیان کئے گئے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد ان دونوں کی ادائیگی ضروری ہے البتہ حقوق العباد کی ادائیگی کہیں زیادہ ضروری ہے شریعت نے اس طرف خاص توجہ دی ہے اگر حقوق اللہ میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے معاف کر سکتے ہیں لیکن حقوق العباد کا تعلق بندوں سے ہوتا ہے جب تک بندہ معاف نہ کرے گا وہ معاف نہیں ہو سکتا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نامہ اعمال تین طرح کے ہیں، ایک نامہ اعمال وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا

بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس شخص کو جو اس کے ساتھ کسی کو شریک کرے دوسرا اعمال نامہ جس کو اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑے گا وہ ہے بندوں کا آپس میں ظلم کرنا، تیسرا اعمال نامہ جس کی اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کریگا، وہ ہے بندوں کا اپنے اور خدا کے درمیان ظلم کرنا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو اسے درگزر کرے۔ (بیہقی)

اس حدیث میں اعمال کے تین درجات کا ذکر کیا گیا ہے، اعمال کا دوسرا دفتر وہ ہے جس میں لوگوں کے وہ اعمال ہیں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے بندوں نے دوسروں کے جو حقوق تلف کئے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کریگا، حقوق غصب کرنے والوں سے حق داروں کو ان کا حق دلوایا جائے گا وہاں درہم ودینار تو ہوں گے نہیں، لہٰذا غصب کی نیکیاں حق دار کو دلوا کر راضی کیا جائیگا آج جو شخص کسی کی چوری کر رہا ہے وہ خوش ہے کہ وہ مال چرانے میں کامیاب ہو گیا، صاحب خانہ کی نظروں سے بچ نکلنا، پھر پولیس بھی اسے پکڑ نہیں سکی اور وہ مزے مزے سے دوسرے کا مال ہڑپ کر رہا ہے جس کا مال چوری ہوا ہے وہ اپنے نقصان پر رنجیدہ ہے جزا کے دن چور سے چوری شدہ مال کا تقاضہ کیا جائے گا (کیونکہ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے کہ فلاں شخص کی چوری کس نے کی ہے) اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے پر چور مال کہاں سے لا کر دے گا؟ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن بدلہ اس طرح دلوایا جائے گا کہ جس کا مال چوری ہوا ہو، اسے چور کی نیکیاں دلوا کر راضی کیا جائے گا اور اس کے پاس بدلے کے طور پر دینے کیلئے نیکیاں نہ ہوں تو جس کا مال چرایا گیا ہے اس کے گناہ چور کے اوپر ڈال کر عدل وانصاف کا تقاضہ پورا کیا جائے گا اب چور تو خسارے میں رہا اور جس کا مال چوری ہوا تھا وہ خوش ہو گیا، یہ اسلام کی تعلیم ہے کہ دنیا دھوکہ کا سودا ہے یہاں کا کامیاب حقیقت میں کامیاب رہا پس آخرت میں

کامیابی اسی کی ہے جو گناہ سے بچتا رہا، حقوق العباد کے سلسلہ میں انتہائی محتاط رویہ اختیار کیا نہ تو کسی کو مالی نقصان پہنچایا اور نہ ہی زبان اور ہاتھ سے کسی کو اذیب دی کیونکہ حقوق العباد کی تلفی تو شہید کیلئے بھی جنت میں جانے کی راہ میں رکاوٹ بن جائے گی جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر کوئی آدمی راہ خدا میں یعنی جہاد میں شہید ہوا اور وہ شہادت کے بعد پھر زندہ ہو جائے اور پھر جہاد میں شہید ہو اور اس کے بعد پھر زندہ ہو جائے اور پھر راہ خدا میں شہید ہو اور پھر زندہ ہو اور اس کے ذمہ قرض ہو، تو وہ جنت میں اس وقت تک نہ جاسکے گا جب تک اس کا قرض ادا نہ ہو جائے۔ (مسند احمد)

حقوق کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہمارے یہاں بہت بری رسم جاری ہے کہ بعض لوگ جائیداد میں سے بیٹیوں کو حصہ نہیں دیتے حالانکہ ماں باپ کی وراثت میں سے بیٹی بھی حق دار ہے اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے اسے ٹالا نہیں جاسکتا نہ ہلکا سمجھا جاسکتا ہے اگر بیٹی کو وراثت سے حصہ نہ دیا تو اب فیصلے کے دن اس کا حق دینا پڑے گا، اسی طرح لوگ اپنی اولاد میں سے بعض سے ناراض ہوتے ہیں تو انہیں جائیداد سے محروم کرنے کا اعلان کر کے ''عاق نامہ'' شائع کروا دیتے ہیں۔ حالانکہ کسی باپ کو یہ قطعاً اختیار نہیں کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی کو حق وراثت سے محروم کر سکے، ہاں صرف ایک صورت ہے کہ جب کوئی وارث اپنے مورث کو قتل کر دے تو اب وہ شرعاً اس کی وراثت کا حق دار نہیں رہتا یوں حدیث کے دوسرے حصے میں حقوق العباد کی ادائیگی کی اہمیت واضح کر دی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جس کا حق ادا نہ کیا گیا، وہ فیصلے کے دن دلوایا جائے گا جو انتہائی خسارے کا معاملہ ہوگا لہٰذا یہاں جس کا حق تلف کیا ہے اس کی ادائیگی کر دینی چاہئیے یا اسے راضی کر کے بخشوا لینا چاہئیے۔

حدیث میں اعمال کے تیسرے دفتر کا ذکر ہے جو حقوق اللہ پر مشتمل ہے حقوق اللہ مراسم عبودیت نماز، روزہ، قربانی، طواف وغیرہ ہیں، جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان میں کوتاہی پر اللہ چاہے گا تو گرفت کریگا اور عذاب دے گا اور چاہے گا تو بخش دے گا' اور عفو درگزر سے کام لے گا حقوق اللہ کی ادائیگی بھی بہت ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ادائیگی کی بہت تاکید کی ہے کسی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹالے اور اس کی نافرمانی پر کمر بستہ رہے بلکہ راہ ثواب یہ ہے کہ عبادت پورے ذوق وشوق کے ساتھ کرے اور اس سلسلہ میں ہونے والی کوتاہیوں پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے اور امید رکھے کہ اللہ کوتاہیوں سے درگزر فرمائیگا۔ ویسے بھی اپنے خالق مالک کے حکم کو ٹالنا کسی طور پر جائز نہیں، ہاں حقوق اللہ کی عدم ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازمی گرفت اور عذاب کی وعید نہیں بلکہ وہ چاہے گا تو اس گناہ پر عذاب دے گا اور چاہے گا تو بخش دے گا۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے اللہ! مجھے میری امت کا بدترین آدمی دکھا دے ارشاد ہوا ٹھیک ہے کل صبح تم راستے میں بیٹھ جانا، جو شخص سب سے پہلے وہاں سے گزرے گا وہی امت کا بدترین شخص ہوگا چنانچہ وقت مقررہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام راستے میں بیٹھ گئے کچھ دیر بعد ایک آدمی ایک بچے کو اٹھائے ہوئے وہاں سے گزرا آپ نے دیکھا اور دل میں کہا وہ یہ ہے میری امت کا بدترین شخص پھر خیال آیا کہ دیکھوں میری امت کا بہترین شخص کون ہے؟ آپ نے اللہ تعالیٰ سے پھر عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام راستے میں بیٹھ جاؤ شام کے وقت جو آدمی سب سے پہلے وہاں سے گزرے گا وہی تمہاری امت کا بہترین شخص ہوگا۔ چنانچہ شام کو حضرت موسیٰ راستے میں بیٹھ گئے تو سب سے پہلے وہی آدمی بچے کو اٹھائے ہوئے گزرا جو صبح کے وقت گزرا تھا۔ آپ اسے

دیکھ کر سخت حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے باری تعالیٰ میں دیکھ رہا ہوں صبح جو شخص بدترین تھا وہ شام کو بہترین کیسے بن گیا؟

پردہ غیب سے خالق کائنات نے ارشاد فرمایا! اے موسیٰ علیہ السلام جب صبح یہ شخص تمہارے سامنے سے گذرا اور بچے کے ہمراہ جنگل میں داخل ہوا تو بچے نے اس سے سوال کیا ابا جان یہ جنگل کتنا بڑا ہے؟ اس شخص نے کہا بہت بڑا ہے، بچے نے پھر پوچھا کیا اس جنگل سے بڑی بھی کوئی چیز ہے؟ تو باپ نے جواب دیا ہاں یہ پہاڑ جنگل سے بڑے ہیں بچہ نے پوچھا کیا ان پہاڑوں سے بھی بڑی کوئی چیز ہے؟ تو باپ نے کہا ہاں میرے گناہ اس آسمان سے بھی بڑے ہیں بچے نے یہ جواب سنکر پوچھا ابا جان کیا آپ کے گناہوں سے بھی بڑی کوئی چیز ہے؟ اس شخص نے ایک دل خراش چیخ ماری اور بڑی مفہوم آواز میں کہا میرے گناہوں سے بھی بڑی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اے موسیٰ مجھے اس شخص کا اعتراف گناہ احساس ندامت اس قدر پسند آیا کہ میں نے تیری امت کے اس بدترین شخص کو بہترین بنا دیا۔

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی کو بھی ہم برا نہ سمجھیں ہر ایک کو اپنے سے بہتر ہی سمجھیں اللہ تعالیٰ کو نہ معلوم کونسی ادا پسند آجائے اور سارے گناہوں کو یک لخت معاف فرما دے کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانہ میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانہ میں

اللہ کی رحمت معاف کرنے کیلئے بہانے ڈھونڈھتی ہے کسی کو اپنی نیکی پر اترانا نہیں اور گناہوں کی کثرت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کی رحمت کی ہر وقت امید ہونی چاہیے اور نیکیوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ شکر گذار بندہ کو مزید عطا کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اگر تم شکر کروگے تو میں تمہاری نعمتوں

میں اضافہ کروں گا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات کی تعریف بیان فرمائی کہ میں شکور ہوں، شکور کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو شکر ادا کرنے پر جزا دیتا ہے شکر کی جزا شکر ہی ہے جیسا کہ فرمایا بدی کا بدلہ بدی ہے شکر ادا کرنے والے بندے اللہ سے بہت قریب ہوتے ہیں شکر تین طرح کا ہے زبان سے شکر ادا کرنا، نیازمندی کی نعمت کا اعتراف کرنا، دوسرا شکر انسان کے جسم سے تعلق رکھتا ہے وفائے عہد عبودیت خدمت گذاری اور دل سے شکر کرنے پر ثابت قدم رہنا۔

آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ بندہ اپنے دوست میں عیب دیکھے تو اسے چھپائے کانوں کا شکر یہ ہے کہ کوئی عیب ہے تو اسے چھپائے غرض اللہ تعالیٰ کی جتنی نعمتیں ہیں ان کی ناشکری نہ کرے شکر کی صفت بھی ایک نعمت ہے یہ نعمت جسے عطا ہو جائے اس کیلئے بہت بڑی سعادت ہے عام لوگوں کا ایک شکر یہ ہے کہ وہ قول اور گفتار میں سچے ہوں اچھی باتوں کا حکم دیں رشتوں کا احترام کریں ایک دوسرے کے دکھ درد کو محسوس کریں اور اس کا ازالہ کرنیکی کوشش کریں۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر تم کسی کے احسان کے عوض اس پر احسان نہ کرسکو تو زبان سے اس کا شکر ادا کرو، جب حضرت ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش کی خوش خبری سنائی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درازی عمر کیلئے دعا مانگی۔ ان سے اس درخواست کا سبب معلوم کیا گیا تو فرمایا: میں نے یہ درخواست شکر ادا کرنے کیلئے کی ہے پہلے اس لئے عمل کیا کرتا تھا کہ بخشش حاصل ہو اور اب تیرا شکر ادا کروں گا جو آدمی شاکر ہوتا ہے اس کی نعمتیں ہمیشہ ہمیشہ بہت زیادہ ہوتی اور ترقی کرتی رہتی ہیں کیونکہ نعمتوں کو دیکھتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا صحت پر اللہ کا شکر ادا نہ کرنیوالے اور ہر وقت اپنی بیماری اور تکلیف کا رونا رونے والے ہمیشہ بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں، صابر شخص اللہ کی پناہ میں رہتا ہے اسلئے اللہ اسے ہر بلا سے بچاتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے جو لوگ صبر کرنے والے ہیں اللہ ان کیساتھ ہے اور فرمایا کہ حمد کا عمل تو ہر سانس پر ہوتا ہے اور شکر اس کی نعمتوں پر ہوتا ہے ایک روایت میں آیا ہے کہ حمد کرنے والے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کیلئے بلائے جائیں گے جو چیز ان لوگوں سے دور ہوگئی اس پر انہوں نے صبر کیا اور جو انہیں عطا ہوئی اس پر انہوں نے شکر کیا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے شاکر بندوں میں شامل کرے اور ہم سب پر رحم وکرم فرماتا رہے۔ (آمین)

پڑوسیوں کی تین قسمیں

حدیث میں آتا ہے کہ پڑوسی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ پڑوسی جسکا صرف ایک ہی حق ہے اور وہ سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے اور دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہیں اور تیسرا وہ جس کے تین حق ہیں ایک حق والا ہے وہ مشرک پڑوسی ہے جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہ ہو تو اس کا صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے اور دو حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی ہونے کیساتھ مسلم یعنی دینی بھائی بھی ہو اسکا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوگا اور دوسرا پڑوسی ہونیکی وجہ سے اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو اور مسلم بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو تو اسکا ایک حق مسلمان ہونیکا ہوگا دوسرا حق پڑوسی ہونے کا اور تیسرا حق رشتہ داری کا ہوگا اس حدیث سے یہ صراحت اور وضاحت فرمادی گئی کہ پڑوسیوں کیساتھ جو حسن سلوک کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے اس میں غیر مسلم پڑوسی بھی شامل ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہی مطلب سمجھا جامع ترمذی وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن انکے گھر میں بکری ذبح ہوئی وہ تشریف لائے تو گھر والوں سے کہا:

اَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُوْدِیَ اَهْدَيْتُمْ لِجَارِنَا الْيَهُوْدِیَ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَازَالَ جِبْرَئِيلُ يُوْصِيْنِي بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ

تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کیلئے بھی گوشت کا ہدیہ بھیجا، تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کیلئے بھی گوشت کا ہدیہ بھیجا، تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کیلئے بھی گوشت کا ہدیہ بھیجا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں مجھے جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اسکو وارث بھی قرار دیں گے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ عہد نبوی سے جس قدر بعد ہوتا جارہا ہے آپ ﷺ کی تعلیمات سے بھی اتنا ہی بعد ہوتا جارہا ہے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک بھی حقوق العباد کے قبیل کی چیز ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ہم لباس کیسا پہنیں

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لاَ شَرِیۡکَ لَہٗ وَنَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوۡلاَنَامُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ. اَمَّابَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ. بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَاعَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا وَّلِبَاسُ التَّقۡوٰی ذٰلِکَ خَیۡرٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ۔

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے لباس کا دو مقصد بیان فرمایا ایک تو ستر پوشی دوسرے زینت انسان اور حیوان میں یہی فرق ہے کہ حیوان کپڑے نہیں پہنتے اور انسان کپڑے پہنتے ہیں صرف انسانوں کو ہی ستر پوشی کا مکلّف بنایا گیا ہے کپڑے بھی مختلف طرح کے ہوتے ہیں اصل مقصد کپڑے سے ستر پوشی ہونی چاہیے اس لئے جو کپڑا ستر کو زیادہ چھپانیوالا ہو وہی کپڑا ہی زیب تن

کرنا چاہیے مردوں کیلئے شریعت نے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ستر قرار دیا اسمیں کسی عضو کا کھلا رکھنا جائز ہی نہیں ہے اس کے علاوہ کسی عضو کا کھل جانا گناہ تو نہیں البتہ انسانی شرافت اور شرم وحیا کے خلاف ہے اور عورتوں کیلئے پورا جسم ہی پردہ ہے جب گھر سے باہر نکلیں تو اپنے جسموں کو بالکل چھپا کر نکلیں اور ایسا کپڑا پہن کر نکلیں کہ لوگوں کی نگاہیں نہ اٹھیں کیونکہ شیطان ایسے موقع کی تلاش میں رہتا ہے کہ کب کوئی عورت بے پردہ باہر نکلے اور مجھے مردوں کو گمراہ کرنیکا موقع ملے اس لئے کپڑے میں احتیاط کی اشد ضرورت ہے ایسے کپڑے ہم استعمال کریں جو پورے طور پر جسم کو ڈھانپنے والا ہو۔

پیلا لباس پہننے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ نے رنگین اور سفید دونوں طرح کے لباس کا استعمال کیا ہے لیکن آپ نے سفید لباس کو زیادہ پسند فرمایا اور لوگوں کو سفید لباس پہننے کی ترغیب بھی دی ہے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر لباس جس میں تم اللہ تعالیٰ سے ملو قبروں میں اور مساجد میں وہ سفید لباس ہے یعنی سفید لباس پہن کر نماز پڑھنا اور مردوں کو سفید لباس میں کفنانا پسندیدہ ہے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سفید کپڑے پہنو بیشک وہ طہارت ونظافت میں عمدہ لباس ہے اور اس میں اپنے مردوں کو کفناؤ۔

پیلا لباس کافروں کا ہے اس لئے آپ نے اس سے منع فرمایا، عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو دو پیلے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو آپ نے فرمایا یہ کافروں کا لباس ہے ان دونوں کو مت پہنو، اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا ان دونوں کو

دھو دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا بلکہ اس کو جلا دو، آپ نے لال کپڑے کو بھی ناپسند فرمایا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کا گزر ہوا، ان کے بدن پر دو سرخ کپڑے تھے انہوں نے نبی ﷺ کو سلام کیا، آپ نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

تقویٰ کا لباس ہونا چاہیے

لباس کے معاملہ میں شریعت نے کوئی طرز اور وضع کا تعین نہیں کیا ہے لیکن دو باتوں کی تاکید کی ہے لباس ساتر ہو اور شہرت کا لباس نہ ہو، بلکہ قرآن کی اصطلاح میں تقویٰ کا لباس ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ۔ یعنی تقویٰ کا لباس ہی بہتر ہے۔

لباس چاہے کتنا ہی حسین وجمیل، خوبصورت، رنگین اور نقش ونگار سے آراستہ ہو لیکن ریاکاری، فخر وغرور اور تکبر کا لباس نہ ہو، اسی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے پہننا مردوں کے لئے درست نہیں ہے اسی طرح آپ ﷺ نے مردوں کے لئے ریشمی کپڑے پہننے کو حرام قرار دیا۔

تنہائی میں بھی برہنہ ہونا پسندیدہ عمل نہیں

اسلام عریانیت کو سخت ناپسند کرتا ہے وہ مرد اور عورت دونوں کو جسم کے وہ تمام حصے چھپانے کا حکم دیتا ہے جن میں ایک دوسرے کیلئے جنسی کشش پائی جائے بلکہ یہ اتنا حساس مسئلہ ہے کہ اسلام میں آدمی کا تنہائی میں بھی برہنہ اور عریاں رہنا پسندیدہ عمل نہیں ہے اعضائے ستر کو چھپانے کا جذبہ انسانی فطرت میں روز ازل سے ہے جبکہ شیطان کی یہ کوشش رہتی ہے کہ مرد وعورت زیادہ سے زیادہ عریاں ہوکر

ایک دوسرے کے سامنے آئیں، شیطان ہی کے بہکانے اور ورغلانے پر آدم وحوا نے جنت میں اس درخت کا پھل کھایا جس کے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے روکا تھا اور اس طرح دونوں سے جنتی لباس اتروا لئے گئے تو دونوں اسی فطری جذبہ کے تحت جنت کے درخت کے پتے سے اپنے اپنے اعضائے ستر کو چھپانے لگے۔

اس قسم کے لباس عام ہو چکے ہیں

لباس پوشی کے تعلق سے مزید کئی باتیں اہم ہیں ایک اہم بات یہ ہے کہ لباس اتنا باریک نہ ہو جس سے بدن جھلکے کیوں کہ ظاہر ہے اس سے ستر پوشی کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے، اس کی حدیث میں سختی سے ممانعت آئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایسی عورتیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی رہیں دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں اور خود دوسروں کی طرف مائل ہونے والی ہوں انکے سر اونٹ کے کوہان کے مثل اٹھے ہوئے ہوں وہ جنت میں نہیں جائیں گی۔

ایام جاہلیت میں مرد اور عورت خانہ کعبہ کا ننگا طواف کرتے تھے، اسلام نے اس پر پابندی لگائی اور فتح مکہ کے بعد مشرکوں کا داخلہ ہی ممنوع قرار پایا، اس طرح کی بے حیائی اور بے شرمی سے حج کی مقدس عبادت کو پاک وصاف کیا گیا۔ آدم وحوا کو زمین پر اتارنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے لباس اور زیبائش وآرائش کے سامان بھی اتارے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہم نے تمہارے اوپر لباس اتارے جو تمہارے جسم کو چھپاتا ہے اور زیبائش وآرائش کے سامان بھی، (سورہ اعراف) اس لئے لباس ہمارے جسم کا ایک لازمی حصہ ہے۔

عورت کیلئے بیش قیمت لباس پہننا بھی باعث ثواب مگر......!

لباس کے اندر سادگی بہتر ہے خواہ مرد ہوں یا عورتیں البتہ عورتوں کیلئے اپنے شوہر کی رضا مندی وخوشنودی کی خاطر عمدہ اور دیدہ زیب لباس کا استعمال کرنا بہتر ہے اور کسی دوسرے موقع کیلئے جیسا کہ شادی اور دیگر تقریبات میں شرکت کے لئے طرح طرح کے زیورات اور کپڑوں کا استعمال حتی کہ اگر اپنے پاس نہ ہو تو دوسروں سے قرض لیکر جانا بہت برا ہے عورتیں جب کسی ضرورت کے لئے باہر نکلیں تو ایسا لباس پہن کر لوگوں کی نگاہوں کا مرکز نہ بنیں بلکہ میلا کچیلا پہن کر جائیں اور بلاضرورت باہر نہ نکلیں کیونکہ باہر کی ذمہ داریاں تو مردوں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قوم مسلم کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بلاضرورت ہاتھوں اور چہرے کو کھولنا عورت کیلئے جائز نہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّامَاظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

میری پیاری معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! شریعت اسلامیہ نے پردے پر خاص توجہ دی ہے جب لڑکی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھے تو اب اسکے لئے اپنے بدن کے ہر عضو کا غیروں سے چھپانا فرض ہوجاتا ہے قرآن کریم میں کئی جگہ پردے کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے احکام نازل فرمائے ہیں اور احادیث شریفہ میں بھی مختلف مقامات پر حضور ﷺ نے پردے کی ہدایت فرمائی ہے مردوں کو بھی نظر نیچی رکھنے کا حکم فرمایا اور عورتوں کو بھی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم فرمایا نبی علیہ السلام کو حکم ہو رہا ہے کہ اپنی بیویوں بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں کو کہہ دیں کہ پردے لٹکا لیا

کریں۔ یَاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَا بِیْبِھِنَّ ذَالِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ (نفسِ مصدر سورۃ احزاب ۵۹) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ستایا نہ جائیگا۔

ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو تو صرف اتنی تاکید کی گئی ہے کہ وہ نگاہیں پست رکھیں اور فواحش سے اپنے اخلاق کی حفاظت کریں۔ مگر عورتوں کو مردوں کی طرح ان دونوں چیزوں کا حکم بھی دیا گیا ہے اور پھر معاشرت اور برتاؤ کے بارے میں چند مزید ہدایتیں بھی دی گئی ہیں۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ ان کے اخلاق کی حفاظت کے لیے صرف غض بصر اور حفظ فروج کی کوشش بھی کافی نہیں ہے بلکہ کچھ اور ضوابط کی بھی ضرورت ہے۔ اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ ان مجمل ہدایات کو نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ نے اسلامی معاشرت میں کس طرح نافذ کیا ہے اور ان کے اقوال واعمال سے ان ہدایات کے معنوی اور عملی تفصیلات پر کیا روشنی پڑتی ہے (مولانا سید ابوالاعلی مودودی، پردہ حوالہ۔ ص ۲۲۳) دور جدید کے بیش تر علماء قرآن کی آیت اِلَّا مَاظَھَرَ مِنْھَا کا مطلب یہ نکالتے ہیں کہ ایسی زینت کے ظاہر ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو خود ظاہر ہو جائے یا اضطراراً وہ زینت ظاہر ہی رہنے والی ہو، مولانا سید ابوالاعلی مودودی رحمۃ اللہ علیہ پردہ سے متعلق آیات واحادیث پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ کسی ضرورت یا کام کاج کے لیے کبھی ہاتھ یا چہرے کا کوئی حصہ کھولنا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے (نفس مصدر ص ۲۳۶) اور یہ کہ ایک مومن عورت جو اللہ و رسول ﷺ کے احکام کی سچے دل سے پابند رہنا چاہتی ہے اور جس کو فتنہ میں مبتلا ہونا منظور نہیں ہے وہ خود اپنے حالات اور ضروریات کے لحاظ

سے فیصلہ کرسکتی ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کھولے یا نہیں، کب کھولے اور کب نہ کھولے، کس حد تک کھولے اور کس حد تک چھپائے، اس باب میں قطعی احکام نہ شارع نے دیئے ہیں نہ اختلاف احوال وضروریات کو دیکھتے ہوئے یہ مقتضائے حکمت ہے کہ قطعی احکام وضع کیے جائیں۔۱۴ مولانا مودودی بلاضرورت چہرہ اور ہاتھوں کو کھولنا عورت کیلئے جائز قرار نہیں دیتے۔ وہ انتہائی مؤثر انداز میں چہرہ کے پردہ کی اور نقاب کے استعمال کی حمایت کرتے ہیں یہی موقف تقریباً بیش تر علمائے کرام کا ہے۔ (نفسِ مصدر ص ۲۴۲، ۲۴۸)

مرد وعورت کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم

شریعت مطہرہ نے پردہ پر خاص زور دیا ہے بدرجہ مجبوری ہی عورت کے کسی عضو کو کھولنے کی اجازت دی ایک بڑی وجہ اسکی یہی ہے کہ عورت کیلئے بے پردہ رہنا بہت سے فتنوں کی جڑ ہے اگر عورتیں اسلام کے اصول وضوابط کی روشنی میں لباس اور پردے کا التزام کرلیں تو برائیوں پر کنٹرول کیا جاسکتا ہے اور معاشرے کو صالح اور پاکیزہ معاشرہ بنایا جاسکتا ہے قرآن نے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ طور پر نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دے رہا ہے اس سے پردے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اے نبی آپ مومن مردوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگائیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ کی باعث ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور اے نبی آپ فرمادیجئے مومن عورتوں سے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور ظاہر نہ کریں اپنے اگام زینت کو مگر اس میں سے جو کھلا رہ جائے اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈال لیں قرآن کریم کی اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ بے پردگی کیوجہ سے مزید برائیوں میں

مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ نگاہوں کو نیچی رکھنے کا جہاں حکم دیا گیا ہے اسکے معاً بعد شرمگاہوں کی حفاظت کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور اس آیت کریمہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ مرد وعورت دونوں ہی پردے کا خاص اہتمام کریں تاکہ برائیوں سے مکمل طور پر حفاظت ہو سکے اور حیاء و پاکدامنی کے ساتھ زندگی گذاریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اخلاقِ حسنہ کا اسلام میں بڑا درجہ ہے

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

مشفق ومہربان عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! سورہ قلم میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ اے نبی آپ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر فائز ہیں انسان اعلیٰ اخلاق ہی کی وجہ سے بلند مرتبے پاتا ہے اور اسی سے دوسرے انسان متاثر ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ تشریف فرما تھے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اسی دوران ایک یہود آ رہا تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ شخص ایسا ایسا ہے یعنی وہ آدمی اچھا نہیں تھا مگر جب آپ علیہ السلام کے پاس آیا تو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ اس سے ملاقات کی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا یا رسول اللہ ابھی تو آپ اس کے بارے ایسا ایسا بتا رہے تھے تو اس سے بچنا چاہئے تھا اور دور ہونا چاہے مگر جب وہ

آپ سے قریب ہوا تو بڑے اچھے اخلاق سے آپ پیش آئے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا بڑا برا ہے وہ شخص جس کے اخلاق کی وجہ سے لوگ اس سے دور بھاگیں۔اخلاق کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔

مولانا رشید احمد حسنی ندوی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ اخلاق حسنہ میں حیا، عفت، نرمی، ہمدردی، ایثار، مواسات، تحمل و بردباری، عفو و درگذر، سخاوت، تواضع ایسی صفات ہیں جن سے دوسرے لوگ بھی سکون و عافیت سے رہتے ہیں اور ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے، ان باتوں کے علاوہ محاسبہ نفس، توبہ و انابت، حسن ظن، دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی، اور ان کی طرف سے تابیل و معذرت کو قبول کرنا، وفاداری، سچائی، امانت داری، صبر و شکر یہ سب وہ اوصاف و محاسن اسلام ہیں، جن سے آپ اپنے رب کا بڑا تقرب حاصل کر سکتے ہیں اور صالح معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ ایک دوسرے سے محبت و اخوت ، بھائی چارگی پیدا ہوگی ، ایک دوسرے کے کام آنے والے بنیں گے۔

اخلاق حسنہ وحمیدہ کا اسلام میں بڑا درجہ ہے، اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعلیم و تلقین فرمائی ہے، آپ ان اوصاف حسنہ کو اپنائیں، اپنے گھر میں اپنی اولاد کو اخلاق حسنہ کا سبق پڑھائیں اس کی تعلیم دیں، ہر مسلمان طے کرے کہ ہم اپنے گھر میں دینی و اخلاقی کتابیں پڑھوائیں گے، بے حیائی و بداخلاقی کی وبا سے اپنے گھر بچائیں گے، گندے لٹریچر اور غلط کتابوں کو پڑھنے سے روکیں گے، انشاءاللہ۔

آپ ذرا غور کریں کس قدر فرق آگیا ہے، صرف انداز خیال بدل جانے سے تمام باتیں بدل گئیں، نہ وہ رونق رہی ہے، نہ وہ دولت، نہ وہ برکت، نہ کسی چیز میں لذت، نہ باتوں میں لطف، نہ کپڑے میں زینت، نہ بچوں میں بچپن، نہ بوڑھوں میں دانائی، غرض کہ اب عالم نیا ہے اور دنیا ہی دوسری ہے، بجائے شرم حیا کے اب

بے حیائی ہے، گھروں میں گندے اور عریاں لٹریچر کی ریل پیل ہے۔جن سے بداخلاقی اور بے حیائی کی وبا پھوٹ رہی ہے۔اور بجائے اتباع سنت کے دنیاداری ہے، بجائے اطمینان و خوشی کے فکر و پریشانی ہے، آسودہ حال اور اچھے سے اچھے گھر آج اپنے کیے پر پریشان ہیں، نہ وہ دن ہیں نہ وہ راتیں، نہ وہ صورتیں ہیں نہ وہ سیرتیں، نہ وہ دل ہیں نہ وہ ہمتیں، نہ وہ دلچسپی کے سامان نہ دل لگی، اگر کبھی دیکھئے بھی تو خوب پریشان، غرضیکہ ہر جگہ سے اف اف کی صدا آرہی ہے، ہر مکان سے آہ آہ کی آواز گونج رہی ہے، ہر گوشہ سے اخلاق بچاؤ، اخلاق بچاؤ کی صدا لگ رہی ہے، آہ افسوس صد افسوس! یہ سب بداخلاقی ، بے حیائی ، یورپ کی نقالی، دین کے دشمنوں کی تہذیب کو اپنانے کی، ان طور طریق کو اپنانے، ان میں رنگ جانے کی وجہ سے اور بدخیالی کا ثمرہ ہے اور نتیجہ ہے، اب بھی وقت ہے آپ سنبھل جائیں کیونکہ صبح کا بھولا ہوا شام کو واپس آجائے وہ ضائع نہیں ہوتا، اس تحریر کو پڑھیں، بار بار پڑھیں ، رات میں اپنا محاسبہ کریں، کم از کم پانچ منٹ غور کریں، اگر آپ اللہ کے لئے غور کریں گے تو ان شاء اللہ ضرور بالضرور آپ کے اندر احساس و فکر اور جذبہ پیدا ہوگا، اسی وقت اپنے کو سدھارنے کا جذبہ پیدا ہوگا، اللہ پاک ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

یہود و نصاریٰ اسلام کے بڑے دشمن

یہود و نصاریٰ تو دین کے دشمن ہیں وہ کبھی بھی ہمارے دوست نہیں ہو سکتے اسلام کو نقصان پہونچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں گنواتے بلکہ ہر وقت ان کی یہی کوشش رہتی ہے کہ کس طرح مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ کیا جائے۔اس کے لئے فیشن کے نام پر ہر اس طریقہ کو پیش کرتے ہیں جو اسلام کے مخالف ہوں ہم

کو ہر وقت چوکنا رہنا چاہئے۔اور غیروں کے طور وطریق اور اخلاق و اطوار سے کلی طور پر احتراز کرنا چاہئے۔ کہیں تو حضور نبی کریم ﷺ کی سنتوں اور اخلاق حسنہ کو اپنانا چاہئے خواہ دنیا ہم کو کچھ بھی سمجھے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ علیہ السلام کی ایک ایک سنت پر جان نثار تھے،ایک صحابی کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا لوگوں نے منع کیا کہ اس کو اٹھا کر نہ کھائیں، یہاں لوگ معیوب سمجھتے ہیں مگر صحابی رسول ﷺ برجستہ کہا: اَاَتْرُکُ سُنَّۃَ حَبِیْبِیْ لِھٰذَا لُحُمَقَاءُ کیا میں اپنے حبیب کی سنت کو ان بیوقوں کی وجہ سے چھوڑ دوں گا۔ یہی جذبہ ہمارے اندر بھی ہونا چاہئے۔ جب تک یہ جذبہ ہمارے اندر پیدا نہ ہوگا اور رسول اکرم ﷺ کی ایک ایک سنت پر عمل پیرا نہیں ہوں گے ہم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طریقہ پر فرمادیا۔اے نبی فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کے دعویدار ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم کو پیار کرے گا۔ جب تک رسول ﷺ کی اتباع ہماری زندگیوں میں نہ ہوگی اس وقت تک ہم اللہ کے محبوب نہیں بن سکتے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

عورت کو بھی سماجی اور تعلیمی حقوق حاصل ہیں

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

قابل صد احترام معلمات،عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور کائنات کی ساری چیزیں انسانوں کے فائدے کیلئے پیدا فرمائی ہیں پھر انسانوں کی ہدایت و رہنمائی اور خدا و بندے کے درمیان مضبوط رشتہ قائم کرنے کے لئے انبیاء ورسل کا سلسلہ قائم فرمایا یہ سلسلہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر نبی آخر لزماں حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا اب قیامت تک کوئی

بھی نیا نبی و رسل ہرگز نہ آئے گا اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے امن و شانتی کا درس دیا اور معاشرے کے اندر پھیلی ہوئی سینکڑوں برائیوں کی روک تھام کے لئے قوانین وضع کئے مرد و عورت کے درمیان اخوت و محبت اور خوشگوار زندگی گذارنے کے لئے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کو لازم و ضروری قرار دیا سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مردوں کو حکم دیا جا رہا ہے اور عورتوں کے ساتھ خوشگوار زندگی گذارو اور خطبہ میں جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اور عورتوں کے لئے بھی اسی کے مثل حقوق ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں مردوں کو ایک درجہ عورتوں پر فوقیت حاصل ہے نبی کریم ﷺ نے مختلف موقعوں پر اپنے اقوال و افعال سے ثابت کیا کہ عورتوں کے بھی حقوق مردوں پر ہیں۔

شریکۂ حیات کی دلجوئی

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم سب ایک دوسرے کی جنس ہو یعنی پیدائش اور موت کے لحاظ سے ایک ہو ایک ہی آدم و حوا کی اولاد ہو ایک ہی دنیا میں رہتے ہو ایک سماج میں گزر بسر کرتے ہو علم و عمل کی ایک سی صلاحیتیں رکھتے ہو اس لیے مرتبہ میں کوئی چھوٹا یا بڑا نہیں ہے۔

اس سلسلے میں حضور اقدس ﷺ نے عملی نمونہ بھی پیش فرمایا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے دل میں خواتین کیلئے کتنا درد تھا کوئی موقع بھی محبت و دل سوزی کا حضور ﷺ چھوڑتے نہیں تھے حضور ﷺ کی تشریف آوری خواتین کے حق میں فرشتۂ رحمت ثابت ہوئی، آپ ان کی دلجوئی اور دل جوئی کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ چنانچہ سیرت میں آیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کو بے انتہا محبت تھی، ان

کی وفات تک آپ ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی حالانکہ اس وقت عرب میں کئی کئی شادیوں کا رواج تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور دروازہ بند کیے نوافل میں مشغول ہوتے اور میں اتفاق سے دروازہ کھٹکھٹاتی تو آپ ﷺ نیت توڑ کر دروازہ کھول دیتے اور پھر نوافل ادا کرتے ایک مرتبہ عید کے دن مسجد نبوی میں حبشی نیزہ بازی کر رہے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی آپ کھڑے ہوگئے، چادر تان کر پردہ کرلیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوش مبارک پر سہارا دے کر کھڑی ہوگئیں اور تماشہ دیکھتی رہیں اور جب تک خود تھک کر ہٹ نہ گئیں حضور ﷺ پردہ کیے کھڑے رہے۔ (بخاری)

یہ بھی آیا ہے کہ حضور کی خدمت میں جب سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آپ ﷺ احتراماً کھڑے ہوجاتے۔ انکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتے، یہ اصولی و عملی تعلیم جو اللہ کے رسول نے خواتین کا وقار بڑھانے کے لیے دی تھی اس سے خواتین کی حیثیت کتنی بلند ہوگئی، اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اسلام میں شروع سے عورتوں کو سماجی، تمدنی اور تعلیمی حقوق حاصل رہے ہیں۔ چنانچہ آج وہ کسی طرح بھی مردوں سے پیچھے نہیں ہیں نہ تعلیم میں نہ تہذیب میں نہ معاشرت میں نہ سماج میں نہ دنیا میں نہ آخرت میں مرد کو اگر اچھے اعمال کی بدولت جنت ملے گی تو عورت بھی اپنی نیکیوں کے بدلے میں جنت کی مستحق ہے سورہ احزاب میں کھول کر فرمایا گیا۔ بلاشبہ مسلمان مرد، عورتیں اور اہل ایمان مرد اور اہل ایمان عورتیں اور عبادت گزار مرد اور عبادت گزار عورتیں اور سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اللہ سے ڈرنے والے مرد اور اللہ سے ڈرنے والی عورتیں صدقہ کرنیوالے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے

مرد اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لیے اجر عظیم تیار کیا ہے۔

بیوی کے ساتھ لطف ومحبت کمال ایمان کی دلیل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع میں یوم عرفہ کے خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ہدایت دی کہ لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے اور اسی اللہ تعالیٰ کے کلمہ اور حکم سے وہ تمہارے لیے حلال ہوئی ہیں تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا گھر میں آنا اور تمہارے بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس کو آ کر وہاں بیٹھنے کا موقع نہ دیں اگر وہ ایسی غلطی کریں تو ان کو تنبیہ وتادیب کے طور پر تم سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو اور تمہارے ذمہ مناسب طریقہ پر ان کے کھانے کپڑے کا بندوبست کرنا ہے۔ ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے۔ جس کا اخلاقی برتاؤ سب کے ساتھ اچھا ہو اور خاص کر بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف ومحبت کا ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اندازِ تربیت

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ. اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ صدر معلّمہ اور میری مشفق ومہربان معلمات! صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت بڑی ہی مقدس وبابرکت جماعت ہے یہ بڑی خوش نصیب ہستیاں تھیں سید الکونین کی زیارت وملاقات اور شرف صحبت حاصل ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم المرتبت اور بابرکت ہستی نے اس جماعت کی تربیت کر کے روئے زمین کے چپہ چپہ پر اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کا اہم ذریعہ اور سبب بنا دیا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی

ایک ایک نقل وحرکت کے محافظ وامین تھے اور صحیح صحیح امانت آنے والی نسلوں کو منتقل کیا زبان نبوت نے ہی انکے ہدایت یافتہ ہونے اور دوسروں کیلئے اسوہ حسنہ ہونے کا سند عطا کردیا۔ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ میرے صحابہ رات کی اندھیریوں میں روشن اور چمکدار ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جن کی بھی اقتدا کرلوگے کامیاب ہوجاؤ گے۔ لَاتَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَاٰنِی اَوْ رَایٔ مَنْ رَاٰنِی جہنم کی آگ اس شخص کو نہیں چھوسکتی جس نے مجھے دیکھا یا مرے دیکھنے والاوں کو دیکھا یعنی صحابہ وتابعین کیلئے بڑی عظیم الشان خوشخبری ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے تعلق سے حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لَوْکَانَ بَعْدِی نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو عمر فاروق کے اندر وہ خوبیاں اور صلاحیتیں ہیں جن کی بنیاد پر وہ اللہ کی طرف نبی منتخب ہوسکتے ہیں

تقوی وپرہیزگاری

قاضی ابو یوسف جنگ ''جلولاء'' کے واقعے کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ جلولاء میں سات ہزار مسلمانوں کو ساٹھ ہزار کافروں پر فتح عظیم حاصل ہوئی عمر بن معدی کرب نے سفید ہاتھی کے سر پر تلوار کا ایک کامیاب وار کیا، سونڈ سر سے الگ ہوگئی، جب ہاتھی بلبلاتا اپنے دوسرے ہاتھیوں کی طرف بھاگا تو دوسرے ہاتھی اپنے لشکروں کو روندتے ہوئے نکلے جس کی وجہ سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی، مسلمانوں نے دور تک دشمنوں کا تعاقب کیا اس کے بعد کافروں کے چھوڑے ہوئے سامان، غلہ راشن اور بکری وغیرہ کو نیلام کیا گیا، بکریوں کا یہ نیلامی چالیس ہزار میں ہوئی جسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خریدا جب یہ بکریاں مدینہ پہنچیں تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا، آپ نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ سے کہا

کہ اس نیلامی میں تمہارے حق میں دو وجہ سے کافی رعایت کی گئی ہے ایک تو اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کے تم محبوب صحابی ہو، دوسرے یہ کہ تم امیر المومنین کے بیٹے ہو اس رعایت کو اگر میں منظور کرلوں تو اللہ اس کی وجہ سے مجھے عذاب میں ڈال دے گا، لہذا میں یہ نیلامی کو منسوخ کرتا ہوں اور تم کو جلولاء کے دوسرے خریداروں کے برابر نفع دوں گا، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان بکریوں کو مقررہ وقت میں پھر سے نیلام کردیا، بکریوں کا دام چار لاکھ لگا۔ اس کے علاوہ تین لاکھ ساٹھ ہزار رقم ''جلولاء'' کے جنگی کمانڈر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ اسے جلولاء کے مجاہدین میں تقسیم کردیں، جو لوگ زندہ ہوں انہیں بلا کر دے دیں اور جو انتقال کرگئے ہوں ان کے ورثاء میں تقسیم کردیں۔

(تاریخ طبری:۲/۱۷۹)۔ بحوالہ تاریخ اسلام کے سنہرے واقعات)

اس واقعے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حسن تربیت کا عمدہ نمونہ موجود ہے آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹا پھٹکارا نہیں بلکہ ان کا جو عمل ان کے لیے غیر مفید سمجھا اس کے بدلہ مفید اور صالح اعمال بتادیئے تاکہ انہیں ان کا مقصد حاصل ہوسکے اور وہ اللہ کی محبت کو پاسکیں۔

اولاد کیلئے آخرت کی فکر کریں

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَانَحِلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبٍ حُسْنٍ کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھے ادب سے بہتر کوئی چیز تحفہ میں نہیں دی یعنی سب سے بڑا تحفہ اولاد کو بہتر ادب سکھانا اگر اولاد نیک اور صالح ہوگی تو دنیا میں بھی نیک نامی کا ذریعہ بنے گی اور آخرت میں بھی دخول جنت اور ترقی درجات کا باعث بنے گی اگر اولاد نا خلف نکل گئی تو والدین کیلئے دنیا وآخرت دونوں جگہوں میں ذلت

ورسوائی کا سبب بنے گی اسلئے اولاد کی تربیت پر خصوص توجہ دینے کی ضرورت ہے آخر ہم اولاد کیلئے کھانے پینے کھیلنے کودنے کیلئے ساری چیزیں مہیا کرتے ہیں اور ہر وقت اسکے راحت وآرام کا خیال کرتے ہیں کوئی بھی ماں یہ نہیں چاہتی کہ میری اولاد کسی طرح کی تنگی وپریشانی میں مبتلا ہو خود کو تکالیف میں مبتلا ہونا گوارا ہوتا ہے مگر اولاد کی تھوڑی تکلیف بھی تشویش کی باعث ہوا کرتی ہے یاد رکھیں یہ دنیا کی تکلیف بہت کم ہے ایک دن ختم ہوکر رہے گی کوئی بھی ہروقت پریشانی میں نہیں رہتا مگر آخرت کی زندگی جو ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ہے جسکی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا ہمیں اس دن کی فکر کرنی چاہیے اور اولاد کو تیار رکھنا چاہیے دنیا میں رہ کر ہی ہم کو آخرت کی تیاریاں کرنی ہیں مرنے سے پہلے ہم جتنا چاہیں عبادت کرلیں مرنے کے بعد ہر چیز کے محتاج ہوجائیں گے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَابَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ عقلمند وہ شخص جس نے اپنے نفس کو تابع کرلیا اور وہ کام کیا جو مرنے کے بعد کام آنیوالے ہیں اور بیوقوف ونادان وہ شخص ہے جو اپنے خواہش نفس کے پیچھے چل پڑا اور اللہ تعالیٰ سے لمبی لمبی آرزوئیں قائم رکھیں اس حدیث میں عقلمند اور بیوقوف ہونے کی کسوٹی بتادی گئی ہم کو عقلمند بننے کی کوشش کرنی چاہیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

عورت کی ایک انمول صفت

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

صدر جلسہ قابل صد احترام، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! حیاء و پاکدامنی عورت کی ایک انمول صفت ہے عورت کے اندر بھولاپن ایک اہم خوبی ہے جبکہ مردوں کیلئے عیب ہے اللہ رب العزت نے بطور خاص عورتوں کو بھی نیچی نگاہ رکھنے کا حکم دیا ہے جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے نبی مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے مقام زینت کو

ظاہر مت کریں مگر اس میں سے جو کھلا رہے اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینو پر ڈال لیں عام طور پر جو برائیاں ہوتی ہیں اور لوگ گناہوں میں ملوث ہوتے ہیں اسکی ایک وجہ عورتوں کا پردہ نہ کرنا ہے حدیث شریف میں آتا ہے۔ اَلنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ عورتیں شیطان کی جالیں ہیں جس طرح ماہی گیر جال کے ذریعہ مچھلیوں کا شکار کرتا ہے اسی طرح شیطان عورتوں کے ذریعہ مردوں کا شکار کرتا ہے اس لئے عورتوں کو بلاضرورت گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے اور جب نکلیں تو پردے کیساتھ معمولی کپڑوں میں نکلیں تاکہ شیطان کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے۔

صحابہ کرام سے ایک سوال

ایک موقعہ پر حضور پاک ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے پوچھا: کہ عورتوں کے لئے سب سے اچھی اور سب سے مفید چیز کیا ہے؟ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سوچ میں پڑ گئے، کسی سے کچھ جواب بن نہیں پڑا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس مجلس سے کسی ضرورت کے لئے اٹھے اور گھر گئے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ابھی حضور اقدس ﷺ نے یہ سوال کیا تھا، کسی سے کچھ جواب نہیں بن پڑا کہ عورت کے لئے سب سے فائدہ مند چیز کیا ہے، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اس کا جواب تو بہت آسان ہے پوچھا کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اَنْ لَّایَرِیْنَ الرِّجَالُ وَلَایَرَوْنَهُنَّ عورتوں کے لئے سب سے فائدہ مند چیز یہ ہے کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور مرد ان کو نہ دیکھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ واپس اس مجلس میں آئے، حضور پاک ﷺ ابھی وہیں تشریف فرما تھے اور آکر کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی صاحبزادی محترمہ دختر نیک اختر نے یہ جواب دیا کہ۔ اَنْ لَّایَرِیْنَ الرِّجَالُ وَلَایَرَوْنَهُنَّ آنخضرت ﷺ نے چھاتی ٹھوک کر فرمایا۔ ہاں! یہ میری بیٹی ہی تو ہے

آنخضرت ﷺ نے فخر کے ساتھ ارشاد فرمایا: کہ میری نور نظر لخت جگر نے صحیح جواب دیا "سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ" ہیں، ایسی ہی تھوڑے بن گئیں، صحیح جواب دیا کہ عورت کے لئے سب سے فائدہ مند چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھتی پھرے اور کوئی اجنبی مرد اس کو نہ دیکھے۔

اب اندازہ لگاؤ! جب ٹی وی دیکھتے ہیں تو کیا اجنبی مردوں کی طرف نظر پڑتی ہے کہ نہیں؟ جی ہاں! ضرور پڑتی ہے اور جب انڈین فلم دیکھتے ہیں، ڈرامہ دیکھتے ہیں اور اس میں جو ایکٹر آتے ہیں، وہ بالکل بن ٹھن کر خوبصورت جوان آتے ہیں، اور پھر جب عورت کی نظریں ان پر شہوت کے ساتھ پڑتی ہیں تو یہ عورتوں کی طرف سے بدنظری ہوتی ہے، اس سے بھی آنخضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

پردے کی اہمیت

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے اپنی اہلیہ سے گفتگو فرما رہے تھے ایک صحابی کا ادھر سے گذر ہوا انہوں نے سلام کیا پھر آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ یہ جن سے میں گفتگو کر رہا تھا میری بیوی ہیں تو صحابی رسول فرمانے لگے یا رسول اللہ کیا میں آپ کے تعلق سے کچھ گمان کر سکتا ہوں تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شیطان ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا ہے جیسے جیسے دور نبوت سے بعد ہوتا جا رہا ہے لوگوں میں بے دینی عام ہوتی جا رہی ہے اسلامی تہذیب و کلچر کو چھوڑ کر مغربی تہذیب و کلچر مسلم خواتین اپنا رہی ہیں اور اسی کو کامیابی تصور کرتی ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہیں میں سے ہوگا خصوصاً پردے کے تعلق سے نوجوان لڑکیوں میں بڑا لاپرواہی پائی جا رہی ہے اور جو نقاب استعمال کرتی ہیں

وہ بجائے اس کے کہ پردے کا کام کرے مرکز توجہ بن جاتا ہے عورت تو پورا پردہ ہی ہے اس کے جسم کا کوئی حصہ اس وقت کھلا نہیں رہنا چاہیے جبکہ کسی ضرورت کے لئے باہر جائیں اور چہرہ تو بالکل ہی نہیں کھولنا چاہیے ایک ستر سالہ بزرگ تھے ان کے پاس ایک انہیں کی عمر کی بوڑھی خاتون بیعت ہونے کے لئے گئیں ظاہر ہے کہ اس عمر میں عموما لوگوں میں خواہشات کا فقدان ہوتا ہے یا بہت کم گناہوں میں مبتلا ہونے کا امکان ہوتا ہے مگر انکا تقوی دیکھئے کہ فرمایا بی بی صاحبہ پردے کے پیچھے سے رومال پکڑ کر بیعت کرلیں تو انہوں نے کہا کہ ہم دونوں تو بوڑھے ہیں پردے کی کیا ضرورت تو ان بزرگ نے فرمایا کہ شریعت ابھی جوان ہے اس لئے پردے کا بڑا خیال کرنا چاہیے تاکہ ہم گناہوں سے بچ سکیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عذابِ قبر برحق ہے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا وَّیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ اَدْخِلُوْآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. (مومن ۴۶)

صدر جلسہ، قابل صد احترام معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے عذاب قبر برحق ہے سب سے پہلے ایک اصولی بات جان لیں کہ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے جسم اور روح دنیا کے اندر انسان کے جسم کو تکلیف و راحت محسوس ہوتی ہے اور بالواسطہ روح کو بھی اسکا احساس ہوتا ہے اور مرنے کے بعد جسے برزخ کہتے ہیں خواہ قبر میں دفن کیا جائے یا آگ میں جلا یا جائے جیسا کہ دیگر اقوام اپنے مردوں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتی ہیں یا کسی جانور کا

لقمہ بن جائے یا پانی میں ڈوب کر مرجائے بہر حال مرنے کے بعد کی جو زندگی شروع ہوتی ہے اسے شریعت کی اصطلاح میں برزخ کہتے ہیں جب آدمی برزخ میں چلا جاتا ہے تو اسکی روح آرام وراحت کا محل ہوا کرتی ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ سونے والا آدمی خواب دیکھتا ہے کہ میں دنیا کی سیر کر رہا ہوں اچھا خواب دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور برا خواب دیکھ کر تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اس کے پاس بیٹھنے والے انسان کو کوئی خبر نہیں ہوتی اسی طرح برزخ میں روح کو آرام و راحت اور عذاب ہوا کرتا ہے اور آخرت میں جسم و روح دونوں کو بلاواسطہ راحت وآرام اور تکلیف وعذاب ہوگا۔

قبر آخرت کی پہلی منزل ہے

صالحین کو قبر میں آرام ملتا ہے اور خوشی کے ساتھ قیامت تک رہنا ہوتا ہے اسی طرح کافروں اور بدکاروں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے احادیث شریفہ سے یہ باتیں ثابت ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے ان کے سامنے عذاب قبر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اَعَاذَکَ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ یعنی تجھے اللہ عذاب قبر سے پناہ میں رکھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ سے اسکے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ ہاں قبر کا عذاب حق ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضرت رسول کریم ﷺ نے جب بھی نماز پڑھی قبر کے عذاب سے ضرور اللہ کی پناہ مانگی۔ (بخاری مسلم)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ مبارک ڈاڑھی تر ہوجاتی تھی سوال کیا گیا کہ آپ جنت ودوزخ کا تذکرہ کر کے نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے سو اگر اس سے نجات پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہیں۔ (ترمذی)

قبر میں عذاب دینے والے اژدہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں کافر پر ضرور ۹۹ اژدہے مقرر کر دیے جاتے ہیں جو قیامت تک اسے ڈستے رہتے ہیں، ان کے زہر کا یہ عالم ہے کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھنکار مار دے تو زمین بالکل سبزی نہ اگائے۔ (دارمی)

یعنی ان کے زہر کا یہ اثر ہے کہ ان میں سے ایک اژدہا بھی اگر ایک دفعہ زمین کی طرف پھنکار مار دے تو اس کے زہر کے اثر سے زمین گھاس کا ایک تنکا بھی اگانے کے قابل نہ رہے، آج کل کے حالات جنگ جیسے ایٹم بم وغیرہ دیکھ کر اس ارشاد نبوی ﷺ کے سمجھنے میں ذرا بھی تامل کی گنجائش نہیں رہتی۔

چند مشرکوں کو قبر میں عذاب

حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنی خچر پر سوار قبیلہ بنی نجار کے ایک باغ میں سے گذر رہے تھے اچانک آپ کی خچر راستے سے ہٹی اور ٹیڑھی ہوئی (اور اسکی ایسی حالت ہوئی) کہ قریب تھا کہ آپ کو گرادے اچانک نظر پڑی تو دیکھا کہ وہاں چھ یا پانچ قبریں ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان قبروں کے مردوں سے کون واقف ہے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا، میں جانتا ہوں آپ علیہ السلام نے فرمایا یہ لوگ کس زمانے میں مرے تھے

اس شخص نے عرض کیا زمانہ شرک میں، آپ نے فرمایا، یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب میں مبتلا ہیں اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن نہ کر سکو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ قبر کے عذاب میں سے جتنا کچھ میں سن رہا ہوں وہ اس میں سے کچھ تم کو بھی سنا دے یہ فرمانے کے بعد آپ علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا دوزخ کے عذاب سے اللہ سے پناہ مانگو سب کی زبان سے نکلا ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا قبر کے عذاب سے اللہ سے پناہ مانگو، سب نے کہا ہم قبر کے عذاب سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا سب فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو، ظاہری فتنوں سے بھی اور باطنی فتنوں سے بھی سب نے کہا ہم ظاہری و باطنی فتنوں سے اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ دجال کے عظیم ترین فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگو سب نے کہا ہم دجالی فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

قبر میں عذاب کی وجہ سے
میت کا چیخنا اور لوہے کے گرزوں سے اسکا مارنا

حضرت برا ابن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کافر جواب دیتا ہے کہ ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں! تو آسمان سے منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اسے آگ کا پہناوا پہنا دو اور اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ کھولدو چنانچہ دروازہ کھولدیا جاتا ہے جس کے ذریعہ دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں پھر اس کے عذاب دینے کے لئے ایک (عذاب دینے والا) مقرر کر دیا جاتا ہے جو اندھا اور بہرا ہوتا ہے اس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ پہاڑ پر مار

دیا جائے تو پہاڑ ضرور مٹی ہو جائے (پھر ارشاد فرمایا کہ) اس گرز کو ایک مرتبہ مارتا ہے تو اس کی آواز کو انسان اور جنات کے علاوہ پورب پچھم کے درمیان کی ساری مخلوق سنتی ہے ایک دفعہ مارنے سے وہ مٹی ہو جاتا ہے اور پھر روح لوٹا دی جاتی ہے۔

(احمد، ابی داؤد)

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس کے گرز کے مارے جانے سے وہ اس زور سے چیختا ہے کہ انسان اور جنات کے سوا اس کے قریب کی ہر چیز اس کی چیخ و پکار سنتی ہے سوال یہاں یہ بات دریافت طلب ہے کہ انسانوں اور جنات کو میت کے مارنے اور اس کے چیخنے کی آواز کیوں نہیں سنائی جاتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسانوں اور جنات سے عالم برزخ کا واسطہ پڑتا ہے، اگر ان کو عذاب قبر دکھا دیا جائے یا کانوں سے وہاں کے مصیبت زدوں کی چیخ و پکار کی آواز سنا دی جائے تو ایمان لے آئیں اور نیک عمل کرنے لگیں حالانکہ خدا کے یہاں ایمان بالغیب معتبر ہے کہ صرف رسول اللہ ﷺ کی بات سنکر مان لیں اور سمجھ میں آئے یا نہ آوے بہر حال آپ کی بات صحیح مانیں، اسی کو ایمان فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ اَجْرٌ کَبِیْرٌ بلاشبہ جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔ ان کے لیے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے اگر دوزخ و جنت اور برزخ کے حالات آنکھوں سے دکھا دیے جائیں تو پھر ایمان بالغیب نہ رہے اور سب مان لیں اور مومن ہو جائیں مگر خدا کے یہاں آنکھوں سے دیکھے ہوئے پر ایمان لانا معتبر نہیں ہے اسی وجہ سے مرتے وقت ایمان لانے کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ اس وقت عذاب کے فرشتے نظر آ جاتے ہیں۔ فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ لَمَّا رَاَوْ بَاْسَنَا (مومن) سو ان کو ان کا ایمان لانا نفع مند نہ ہوا جب کہ انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا جب قیامت کو اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر جنت

ودوزخ آنکھ سے دیکھ لینگے تو سب ہی ایمان لے آئیں گے اور رسولوں کی باتوں کی تصدیق کرلیں گے مگر اس وقت کا ایمان اور تصدیق معتبر نہیں ہے۔

انسانوں کو عذاب قبر کے نہ دکھانے اور اس کی آواز نہ سنانے میں یہ مصلحت بھی معلوم ہوتی ہے کہ انسان اس کی برداشت نہیں کر سکتے اگر عذاب قبر کا حال آنکھوں سے دیکھ لیں یا کانوں سے سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری کی روایت میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نافرمان کی میت کو جب لوگ اٹھا کر چلتے ہیں تو وہ کہتا ہے ہائے میری بربادی مجھے کہاں لے جا رہے ہو اسکی اس آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان سن لیوے تو بیہوش ہو جاوے۔ (بخاری شریف)

البتہ خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو برزخ کی چیزیں نہ صرف بتادیں بلکہ دکھا بھی دیں چونکہ آپ میں ان کو دیکھ کر برداشت کا ظرف موجود تھا حتی کہ دوزخ کے منظر کو دیکھ کر بھی آپ کے ہنسنے بولنے اور صحابہ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے میں فرق نہ آتا تھا حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ایک مرتبہ آفتاب غروب ہونے کے بعد (مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے گئے، آپ نے ایک آواز سنی جو بھیانک آواز تھی اس کو سن کر فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

صحابۂ کرام کی چیخیں نکل پڑیں

عَنْ اَسْمَآءِ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَذَکَرَ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ الَّتِیْ یُفْتَنُ فِیْھَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِکَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّۃً حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے کہ کہتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں اس آزمائش کا ذکر فرمایا جس میں مرنے والا آدمی مبتلا ہوتا ہے تو جب آپ نے اس کا ذکر فرمایا تو خوف ودہشت سے سب مسلمان چیخ اٹھے اور کہرام مچ گیا۔

قبر کے عذاب سے ہر وقت پناہ مانگنی چاہیے اور اسکی تیاری بھی کرنی چاہیے اس لیے کہ انسان جب قبر کے حوالے کر دیا جاتا ہے تو سوائے اس کے اعمال کے اور کوئی اسکا دوست اور رفیق نہیں ہوتا اگر اسکے اعمال اچھے اور دنیا میں رہ کر اس نے اللہ و رسول کو راضی کرنیکی کوشش کی تھی تو یقیناً اس کیلئے قبر کی تاریکی میں راحت وآرام میں ہوگا اور اگر خدانخواستہ اسکے اعمال بد ہیں تو سخت عذاب میں مبتلا ہوگا اور اسکی چیخ و پکار کوئی سننے والا نہ ہوگا جو اسکی فریادرسی کر سکے۔ نبی کریم ﷺ دعائیں کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَھَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں جہنم کے عذاب سے اور میں پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے نبی کریم ﷺ بخشے بخشائے تھے اس کے باوجود قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے اور ہم تو رات دن گناہ میں مبتلا رہتے ہیں تو کیا ہم کو اللہ کے عذاب سے پناہ نہیں مانگنا چاہیے؟

مومن اور کافر کی روحیں

خطبہ میں جو آیت کریمہ میں نے پڑھی ہے یہ سورہ مومن کی آیت ہے اور عذاب قبر اس سے ثابت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں وہ لوگ صبح وشام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا کہ فرعونیوں کو

نہایت سخت عذاب میں داخل کرو، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کی شکل میں ہر روز صبح وشام دو مرتبہ جہنم کے سامنے لائی جاتی ہیں اور جہنم کو دکھلا کران سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا ٹھکانا یہ ہے اور صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مرجاتا ہے تو عالم برزخ میں صبح وشام اسکو وہ مقام دکھلایا جاتا ہے کہ جہاں قیامت کے حساب کے بعد اسکو پہنچنا ہے اور یہ مقام دکھلا کر روزانہ اس سے کہا جاتا ہے کہ تجھے آخر کار یہاں پہنچنا ہے اگر یہ شخص اہل جنت میں سے ہے تو اسکا مقام جنت میں سے ہے تو اسکا مقام جنت اسکو دکھلایا جائیگا اور اہل جہنم میں سے ہے تو اسکا مقام اسکو دکھلایا جائیگا عذاب کے قبر کے تعلق سے یہ چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی پیش کردی گئیں جو باتیں شریعت سے ثابت ہیں خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے ہمیں اس پر ایمان لانا ضروری ہے ایمان بالغیب ہی معتبر ہے اگر سب چیزیں ہم اپنی عقل وفہم سے سمجھ سکتے تھے تو پھر انبیاء ورسل کے بعثت کی کیا ضرورت تھی اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر استقامت نصیب فرمائے اور قبر کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ایمانی کیفیت اور گناہوں پر ندامت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

معزز ومحترم خواتین، مشفق ومہربان معلمات اور عزیزہ طالبات! آج کی تقریر کا موضوع ہے۔''ایمانی کیفیت اور گناہوں پر ندامت'' اسی تعلق سے کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ سامعین کے گوش گذار کرنی ہے۔مومن کے دو دشمن ایسے ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ایک نفس دوسرا شیطان یہ کبھی بھی جدانہیں ہوتے اور ہمیشہ برائیوں اور گناہوں پر اکسائے رہتے ہیں اس لئے انسان گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔اب ان دونوں دشمنوں سے بچاؤ کی کیا شکل ہوتو اس کا سب سے بڑا ہتھیار اللہ کا خوف اور آخرت کا حساب وکتاب ہے اگر یہ دونوں چیزیں انسان ہر وقت مستحضر رکھے تو ہرگز گناہ نہیں کرے گا لیکن اگر اس کے باوجود بھی کوئی گناہوں میں مبتلا ہوجائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے

گڑگڑا کر توبہ کرلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کردیں گے اور دنیا ہی میں گناہوں کی معافی مانگ لیں آخرت میں معافی نہیں وہاں نفسی نفسی کا عالم ہوگا۔ ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔ چنانچہ قیامت کے دن جب گنہگار لوگ آدم علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے اور سفارش کی درخواست کرتے ہوئے کہیں گے: اَنْتَ اَبُوْنَا وَاَبُوالْبَشَرِ خَلَقَکَ اللّٰہُ بِیَدِہٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُوْحِہٖ وَاَمَرَ الْمَلٰئِکَۃَ فَسَجَدُوْا لَکَ ۔ آپ علیہ السلام ہمارے اور ساری انسانیت کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا، اور اپنی روح آپ میں پھونکی اور اس کے حکم پر فرشتوں نے آپ کے لئے سجدہ کیا۔ ہم جس پریشانی میں مبتلا ہیں، آپ اس سے واقف ہیں، اپنے رب سے ہمارے حق میں سفارش کیجئے، آدم علیہ السلام کہیں گے: اِنَّ رَبِّیْ قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًا لَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ یَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ نَهَانِیْ عَنْ شَجَرَةٍ فَعَصَیْتُهٗ. آج میرا رب اس قدر غضبناک ہے کہ اتنا غضبناک نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ اس کے بعد ہوگا، اس نے مجھے ایک درخت سے منع کیا تھا، میں نے نافرمانی کی، میں خود اپنے انجام کے سلسلے میں پریشان ہوں، میں تمہارے حق میں سفارش نہیں کرسکتا، نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، ممکن ہے وہ تمہاری سفارش کرسکیں۔ نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تمام ہی انبیائے کرام اپنی معمولی لغزشوں کا ذکر کرکے سفارش کرنے سے انکار کردیں گے۔ (بخاری: باب ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا)

انبیاء سے جو لغزشیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں انہیں معاف کرکے ان کو اپنے محبوب بندوں میں شامل کرلیا تھا۔ اس کے باوجود انہیں اس قدر ڈر ہوگا کہ وہ سفارش کی ہمت نہیں کریں گے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے جس لغزش کا ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کی معافی کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ سورہ طٰہٰ میں ارشاد ہے: وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى.

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَهَدٰى (طٰہٰ:۱۲۱-۱۲۲) ’’آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو گمراہ ہوگئے، پھر ان کے رب نے انہیں چن لیا، تو ان کی توبہ قبول کرلی اور انہیں راہ راست پر ڈال دیا‘‘ اور انہیں اس لغزش کی سزا بھی مل گئی تھی کہ اللہ نے انہیں جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا۔ سزا ملنے اور معافی کا اعلان کرنے کے باوجود آدم علیہ السلام اپنی اس لغزش کی وجہ سے اللہ کے عذاب اور اس کے غضب سے اس قدر خوف زدہ رہیں گے کہ سفارش کرنے سے انکار کردیں گے۔ یہی حال تمام انبیائے کرام کا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان سے جو کچھ لغزشیں ہوئیں اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں ان کی معافی کا اعلان فرمادیا اب آخرت میں ان سے کوئی باز پرس نہ ہوگی مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ کے انتہائی غیظ وغضب ہونے کی وجہ سے یہ معصوم بندے بھی اس درجہ خائف وترساں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی سفارش نہ کراسکیں گے۔ یہ معزز ہستیاں جب اللہ تعالیٰ سے اتنا خائف ہوں گے تو ہما شما کی کیا گنتی اور کیا حشر ہوگا۔

خلیفہ ثانی اور خوف خدا

انبیائے کرام کے بعد اس دنیا میں سب سے افضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، ان کا بھی یہی حال تھا، معمولی لغزشوں کی وجہ سے وہ اللہ کے عذاب سے ہمیشہ خائف رہتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مرض الموت میں ہیں، ایک شخص نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا: آپ رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں، خلیفۂ ثانی ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کو راہ حق میں شہادت کا شرف بھی حاصل ہورہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان تمام خصوصیات کو سننے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَیْتَنِیْ یَا ابْنَ اَخِیْ ! وَذٰلِکَ. كَفَافًا لَا عَلَیَّ وَلَا لِیَ. ’’اے بھتیجے! اگر

اللہ تعالیٰ میری تمام نیکیوں کا مجھے بدلہ نہ دے تو کوئی بات نہیں، میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرے گناہوں کی وجہ سے وہ قیامت کے دن میری گرفت نہ کرے‘‘۔

(بخاری: باب ماجاء فی قبر النبی وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما)

اللہ اکبر یہ مقام ومرتبہ دنیا ہی میں جنت کی بشارت سینکڑوں خوبیوں کے مالک آپ ﷺ کے دوسرے خلیفہ عدل وانصاف کے پیکر منبع سنت قرآن کریم کی کئی آیتیں جن کی رائے کے موافق آسمان سے نازل ہوئی ان کا یہ حال کہ اللہ سے اس قدر خوف کھا رہے ہیں فرماتے ہیں کہ میری نیکیوں کا بدلہ نہ ملے نہ صحیح مگر میرے گناہوں پر گرفت نہ کی جائے یقیناً یہی لوگ اس لائق تھے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کی رفاقت اور معیت حاصل ہو اور دین کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں ہو اور نبی کریم ﷺ کے خلیفہ اور نائب بن سکیں اور انہیں کیلئے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی جائے۔

صحابہ کرام کا اللہ سے خوف

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ ایک دن پریشانی کے عالم میں گھر سے نکلے، راستے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خیریت دریافت کی تو کہنے لگے: ’’حنظلہ منافق ہوگیا‘‘۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: جب ہم رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں ہوتے ہیں، آپ ﷺ کی باتوں کو سنتے ہیں تو ہمارے ایمان کی عجیب کیفیت ہوتی ہے، مگر جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے نکل کر اپنے گھروں کو چلے آتے ہیں، بیوی بچوں میں اور کاروبار میں لگ جاتے ہیں تو اس ایمانی کیفیت میں کمی آجاتی ہے اور آخرت سے غفلت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ یہ جو دہری کیفیت ہے، اس لئے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ منافق ہوگیا ہوں! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا بھی تو یہی حال ہے! دونوں مل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور اپنا حال سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ

تَدُوْمُوْنَ عَلٰی مَاتَکُوْنُوْنَ عِنْدِیْ وَفِی الذِّکْرِ لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلٰئِکَۃُ عَلٰی فُرُشِکُمْ وَفِیْ طُرُقِکُمْ وَلٰکِنْ یَا حَنْظَلَۃُ سَاعَۃً وَّسَاعَۃً. (مسلم: باب فضل دوام الذکر والفکر فی امور الآخرۃ)

’’اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تمہاری ہمیشہ وہی حالت رہے جو میرے پاس موجود رہنے کے وقت ہوتی ہے اور ہمیشہ ذکر میں مشغول رہو تو فرشتے راستوں میں اور بستروں میں تم سے ملاقات کرنے لگ جائیں گے۔ مگر اے حنظلہ رضی اللہ عنہ! یہ کیفیت ہمیشہ نہیں رہ سکتی‘‘ یعنی آپ ﷺ نے انہیں اطمینان دلایا کہ تم سچے مومن ہو، اپنے ایمان کے معاملے میں شک کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہ صرف ایک دو صحابہ رضی اللہ عنہم کا نہیں بلکہ اکثر صحابہ کا یہی حال تھا۔ اپنی معمولی لغزشوں کی وجہ سے اپنے آپ پر نفاق کا اندیشہ ظاہر کرتے تھے۔ ابن ابی ملکیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَدْرَکْتُ ثَلَاثِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّھُمْ یُخَافُ النِّفَاقَ عَلٰی نَفْسِہٖ. (بخاری: باب خوف المومن من ان یحبط عملہ وھو لایشعر) ’’میں نے تقریباً تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی، سب اپنے بارے میں اس بات کا خدشہ ظاہر کرتے تھے کہ کہیں وہ نفاق میں مبتلا نہ ہوگئے ہوں‘‘۔ جب دنیا کے ان نیک ترین لوگوں کا یہ حال ہے تو ہم جیسے گنہگاروں کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے آپ پر نظر رکھیں، وقتاً فوقتاً اپنا محاسبہ اور جائزہ لیتے رہیں، گناہوں سے بچنے اور دور رہنے کی پوری کوشش کریں اور ہر اس طریقے کو اپنائیں جن سے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری مغفرت فرمائے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی

آج گناہوں پر ہم لوگ ڈھیٹ ہوگئے ہیں آخرت میں حساب وکتاب کا کوئی اندیشہ ہی نہیں رکھتے جب کہ اس دن کی ہولناکی کا ذکر قرآن کریم میں ہے کہ بچوں کو بوڑھا بنا دیگا اس لئے اس دن کی سختی سے بچنے کے لئے آج ہی تیاری کرنی

ضروری ہے۔صحابہ کرام اتنے متقی و پرہیزگار ہونے کے باوجود بھی ہر وقت آخرت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے تھے اور تمنا کیا کرتے تھے کہ میں کوئی پتہ ہوتا کہ جانور مجھے کھالیتا کاش کوئی جانور ہوتا تاکہ قیامت کے دن حساب کتاب سے بچارہتا۔حساب وکتاب کی فکران کو ہمیشہ لاحق رہتی تھی اسی لئے وہ ہر گناہ سے کوسوں دور رہا کرتے تھے۔دنیوی کاروبار میں ہوتے تو بھی آخرت کی فکر دامن گیر رہا کرتی تھی۔اور ہم لوگوں کا یہ حال ہے کہ عبادت کے وقت بھی اللہ کا خوف نہیں کرتے ہر وقت دنیا کمانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

ایک صحابی دربار رسالت میں تشریف لاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں گھر میں ہوتا ہوں بے چینی ہوتی ہے آپ کی زیارت کرلیا کرتا ہوں سکون مل جاتا ہے۔اور مرنے کے بعد اگر میں جنت میں پہونچ بھی گیا تو آپ کا مقام ومرتبہ اتنا کہ انبیائے کرام کے زمرے میں ہوں گے وہاں آپ کی زیارت نہیں ہوسکے گی تو جنت میں کیا لطف آئے گا (اللہ اکبر کیا محبت تھی صحابہ کرام کو آپ علیہ السلام سے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرْاُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی اس لئے ہم دنیا میں اچھے لوگوں کی صحبت میں رہیں تاکہ مرنے کے بعد صلحاء کی صحبت نصیب ہو۔کسی صحبت کا اثر بہت جلد پڑتا ہے۔دنیا میں رہتے ہوئے اچھے لوگوں کی صحبت اور ہم نشینی اختیار کریں بروں کی صحبت سے ہر وقت بچیں اور ہر وقت حساب کتاب کی فکر کریں اپنے نفس کا محاسبہ کریں اور گناہوں پر ندامت اور توبہ کریں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے۔اور نبی آخرالزماں ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

اسلام معتدل مذہب ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

معزز ومحترم خواتین، مشفق ومہربان معلمات اور عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! رسول کریم ﷺ کی زندگی میں ہی ہمارے لئے نمونہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ساری انسانیت کی رہنمائی کے لئے بھیجا اور دنیوی واخروی فلاح وبہبودی کے لئے آپ علیہ السلام کی اتباع وپیروی کو لازم اور ضروری قرار دیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ جو کچھ رسول تم کو دیں تو اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔اور اللہ سے ڈرو۔دین نام ہے نبی کریم ﷺ کی قول وفعل میں اتباع وپیروی کرنے کا۔جس چیز کا ہم کو حکم ہو رہا ہو اس کو ہم کریں خواہ ہماری عقل وفہم آئے یا نہ آئے اور جس چیز سے منع کیا جارہا ہو اس سے باز رہیں۔

آپ علیہ السلام کا عمل ہی ہمارے لئے اسوہ

ایک مرتبہ تین صحابہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادتوں کا حال دریافت کیا، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادتوں کی تفصیل بتائی۔صحابہ کرام کہنے لگے: اَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ. ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کہاں ہیں اس لئے کہ اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہوں کو معاف کردیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: فَاَنَا اُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا. میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔دوسرے نے کہا: اَنَا اَصُوْمُ النَّھَارَ اَبَدًا وَلاَ اُفْطِرُ. میں ہمیشہ دن میں روزہ رکھوں گا۔افطار نہیں کروں گا۔تیسرے نے کہا: اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلاَ اَتَزَوَّجُ اَبَدًا. میں عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا، کبھی شادی نہیں کروں گا۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمُ اللّٰہَ وَاَتْقَاکُمْ لَہٗ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّی وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ. (بخاری ومسلم)

”کیا تم لوگوں ہی نے ایسی اور ایسی بات کہی ہے: سنو! اللہ کی قسم میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اس کی خشیت رکھنے والا ہوں، لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ پس جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میرے طریقہ پر نہیں ہوگا“۔

تینوں صحابہ نے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال سن کر اپنی عبادتوں میں غلو اختیار کرنے کا ارادہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موقعہ کی نزاکت اور صحابہ کے جذبات کا خیال

رکھتے ہوئے کس طرح حکمت ودانائی کے ساتھ اپنی مثال دیتے ہوئے انہیں غلو پسندی سے بچایا اور اسلام کی صحیح فکر اعتدال کی تعلیم دی۔

اسلام میں رہبانیت جہاد ہے

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دین کے معاملہ میں غلو کرتا ہے تو وہ غلط کرتا ہے مذہب اسلام فطرت انسانی کے موافق ہے۔عیسائیوں نے اپنے مذہب میں بہت غلو کرلیا تھا جب کہ اللہ کی طرف سے ان کو اس کا حکم نہیں ملا تھا۔بیوی بچوں کو چھوڑ کر کسی پہاڑ کی کھوہ میں چلے جاتے اور رات دن اللہ کی عبادت میں لگے رہتے۔ انہی کو وہ گوشہ رہبانیت سے تعبیر کرتے تھے لیکن امت محمدیہ میں اس طرح کی رہبانیت نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گذارنے کے اصول وضوابط اپنی عملی زندگی کے ذریعہ بتادیا۔اور اسلام میں رہبانیت جہاد ہے۔شہر اور آبادی سے دور بیوی بچوں سے الگ تھلگ رہ کر لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہوئے بغیر کسی سنسان وادی اور پہاڑ کی کھوہ میں جا کر اللہ اللہ کرنا بہت آسان ہے۔اور آبادی میں رہ کر لوگوں کی کڑوی کسیل سن کر ان کے دکھ درد میں شریک ہونا گویا حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ بندوں کے حقوق کو ادا کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ مذہب اسلام اسی چیز کی تعلیم دیتا ہے۔کہ صرف اپنی ہی فکر نہ کرو بلکہ دوسروں کا بھی خیال رکھو اسی لئے عبادتیں بھی ایسی شروع کی گئی ہیں کہ جس میں ایک دوسرے کے دکھ درد میں آدمی شریک ہوسکے۔

غلطیوں کی اصلاح اجتماعی ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَیَنْتَھِنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِھِمْ اَبْصَارِھِمْ عِنْدَ الدُّعَآءِ فِی الصَّلاَۃِ اِلَی السَّمَآءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ

اَبْصَارَھُمْ: ''لوگوں کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آجانا چاہئے۔ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی''۔

حالت نماز میں صحابہ سے آسمان کی طرف نظریں اٹھانے کی غلطی کی اصلاح کے لئے انفرادی انداز اختیار کرنے کے بجائے اجتماعی انداز اختیار کیا تاکہ غلطی کرنے والوں کو شرمندگی بھی لاحق نہ ہو اور ان کی اصلاح بھی ہو جائے، نیز یہ کہ دوسرے لوگ بھی اس سے متنبہ ہو جائیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلے کی طرف بلغم دیکھا تو آپ ﷺ نے بلغم تھوکنے والے کی تحقیق کرکے انفرادی طور پر نصیحت کرنے کے بجائے عمومی طور پر نصیحت کی۔ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلے کی طرف بلغم دیکھا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: مَا بَالَ اَحُدُکُم یَقُوْمُ مُسْتَقْبِلُ رَبَّہُ فَیَتَنَخَّعُ اَمَامَہُ اَیُحِبُّ اَحُدُکُمْ اَنْ یَّسْتَقْبِلَ فَیَتَنَخَّعُ فِی وَجْھِہٖ فَاِذَا تَنَخَّعَ اَحُدُکُمْ فَلْیَتَنَخَّعُ عَنْ یَسَارِہٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَجِدُ فَلْیَقُلْ ھٰکَذَا وَوَصَفُ الْقَاسِمِ فَتَفْعَلَ فِیْ ثَوْبِہٖ ثُمَّ مَسَحَ بَعْضَہُ عَلٰی بَعْضٍ. (مسلم: باب النہی عن البصاق فی المسجد فی الصلوٰۃ وغیرہا) تمہارا کیا حال ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کی طرف رخ کرکے کھڑا ہوتا ہے اور اس کے سامنے تھوکتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی اس کی طرف منہ کرکے پھر اس کے منہ پر تھوک دے۔ جب تم میں سے کسی کو تھوک آئے تو بائیں طرف قدم کے نیچے تھوکے۔ اگر جگہ نہ ہو تو ایسا کرے۔ (راوی قاسم نے یوں بیان کیا کہ اپنے کپڑے میں تھوکا پھر اسی کپڑے کو مل ڈالا)۔

اسلام ایک جامع مذہب

اس زمانہ میں الحمد للہ مسجدیں بڑی خوبصورت ہوتی ہیں سنگ مرمر لگے ہوتے ہیں۔ اچھی اور بیش قیمت قالینیں بچھی ہوتی ہیں۔ اب ایسی صورت میں اگر کسی کو تھوک آئے تو بجائے ادھر ادھر تھوکنے کے اپنے کپڑے یا رومال وغیرہ میں تھوک لیا کرے اور حتی الامکان چھپا کر تھوکے تاکہ دوسرے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ اسلام چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی تعلیم کرتا ہے اسی سے اسلام کی جامعیت کا اندازہ لگتا ہے۔ کسی اور مذہب میں یہ چیزیں نہیں ہیں اور ہر ایک چیز اعتدال کے دائرے میں ہے کسی چیز میں غلو نہیں اور اسلام کے پیروکاروں کو اپنا مذہب چھوڑ کر دوسرے مذاہب میں کسی چیز کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے طنزیہ طور پر کہا تھا کہ تمہارے پیغمبر کیسے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کی تعلیم کرتے ہیں حتی کہ پیشاب پائخانہ کا طریقہ بتاتے ہیں تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بطور فخر کہا تھا کہ ہاں ہاں ہمارے پیغمبر تو ہم کو ہر ہر چیز کی تعلیم کرتے ہیں حتی کہ آبدست کا طریقہ بھی سکھلاتے ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ نہیں چھوڑا جس کو اسلام نے بیان نہ کر دیا ہو مگر افسوس ہم مسلمانوں پر ہے کہ اسلام کی عمدہ اور لاجواب تعلیم کو چھوڑ کر غیروں کی تقلید کرتے ہیں اور یورپ و امریکہ کی گندی اور آوارہ تہذیب کو اختیار کرتے ہیں جس کو انہوں نے فیشن کا نام دے رکھا ہے اور اسی فیشن نے ہمارے دین کو تباہ و برباد کر رکھا ہے اور شرم و حیا کا جنازہ نکال دیا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کریں اور غیروں کی کاسہ سے بچیں۔

اللہ ہم سب کو اسلام کا پیروکار بنائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

والدین کے ساتھ
ناروا سلوک کا انجام دنیا ہی میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُهُ رَغِمَ اَنْفُهُ قِيْلَ مَنْ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَوْ اَحَدُهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

مشفق ومہربان معلمات، صاحبان صدر جلسہ، معزز خواتین، پیاری بہنو!

قرآن وحدیث میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم اور ان کی نافرمانی پر سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں اور والدین کی نافرمانی اکبر الکبائر میں سے شمار کی گئی ہے۔ یعنی کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی کرنا، اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری بڑے ثواب کی چیز ہے۔ اور آدمی جنت میں داخل ہونے کا مستحق ہوسکتا ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کا عام اسلوب یہ ہے کہ وہ جہاں انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کی دعوت دیتا ہے تو ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت واطاعت کے احکام بھی بتاتا ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات مختلف سورتوں میں اس پر شاہد ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی عبادت کے بعد والدین کے اطاعت سب سے اہم ہے اور اللہ کے شکر کی طرح والدین کا شکر گذار ہونا بھی واجب ہے۔ بخاری شریف کی ایک حدیث بھی اس کی شہادت دیتی ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ’’نماز اپنے وقت (مستحب) میں پڑھنا‘‘ اس نے پھر دریافت کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا ’’والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا‘‘۔ (صحیح بخاری: ۶۷/۱)

والدین کی فرمانبرداری اور نافرمانی کا نتیجہ

ایک صحابی ہیں حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ وہ اپنے والد جاہمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لے گئے اور جہاد کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا! کیا تمہاری ماں زندہ ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں زندہ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں کی خدمت میں لگے رہو۔ اس لئے جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے غرضیکہ والدین کے بڑے حقوق شریعت نے بیان کئے ہیں۔

جہاں والدین کا حق اتنا اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کے بعد سب سے مقدم ان کی فرمان برداری اور ان کے ساتھ حسن سلوک ہے وہیں ان کی

نافرمانی اور ان کے ساتھ بدسلوکی اللہ بزرگ و برتر کی لعنت کا سبب ہے اور جہاں والدین کی خدمت دنیا وآخرت میں سرخ روئی کا سبب ہے وہیں ان کی حق تلفی دونوں جہاں میں تباہی کا باعث ہے جولوگ اپنے والدین کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں ان کو دنیا ہی میں سزا ملتی ہے اور بری موت مرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **كُلُّ الذُّنُوبِ يُؤَخِّرُ اللّٰهُ مَا شَآءَ مِنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّا عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُعَجِّلُهُ لِصَاحِبِهٖ فِى الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ.** (مستدرک علی الصحیحین : ۴/۱۷۳)

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں تو سب گناہوں کی سزا قیامت تک موخر کر دیتے ہیں لیکن والدین کی حق تلفی اور نافرمانی کی سزا مرنے سے پہلے زندگی ہی میں دیدیتے ہیں۔

اس سے والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کی اہمیت اور نافرانی کی سخت وعید کا پتہ چلتا کہ ہرگناہ کی سزا تو مرنے کے بعد ملے گی مگر والدین کی نافرمانی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اس کو سزا دیدیتے ہیں تاکہ دوسروں کے لئے عبرت ونصیحت ہو۔

عبرتناک قصے

اس سلسلہ کے چند واقعات جو حقیقت پر مبنی ہیں پیش کئے جاتے ہیں، ڈاکٹر نوراحمد صاحب ”پروفیسر آف میڈیسنز نشتر میڈیکل کالج ملتان“ لکھتے ہیں:

میرے وارڈ میں ایک نوجوان جو گردہ فیل ہوجانے کی وجہ سے مرا، تین دن تک حالت نزع میں رہا، اتنی بری موت مرا کہ آج تک ایسی موت میں نے پچھلے چالیس سال کے عرصہ میں نہیں دیکھی، اس کا منہ نیلا ہوجاتا تھا، آنکھیں نکل آتی تھیں اور منہ سے دردناک آوازیں نکلتی تھیں جیسے کوئی اس کا گلا دبارہا ہو، مرنے سے

ایک دن قبل یہ کیفیت زیادہ ہوگئی، آواز اور زیادہ تیز ہوگئی وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہوگئے چنانچہ اس کو وارڈ سے دور ایک کمرہ میں منتقل کردیا گیا تاکہ آواز کم ہوجائے مگر پھر بھی یہ حالت جاری رہی اس کے والد نے مجھ سے کہا کہ اس کو زہر کا ٹیکہ لگادیں۔ تاکہ مرجائے، ہم سے یہ حالت دیکھی نہیں جاتی ہے، میں نے اس کے والد سے پوچھا کہ اس نے کیا کوئی خاص غلطی کی ہے؟ وہ فوراً بول اٹھا کہ یہ شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے ماں کو مارا کرتا تھا، اور میں اس کو بہت روکا کرتا تھا، یہ بری موت اسی کا نتیجہ ہے۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ ایک اعلیٰ درجہ کے صحابی ہیں ان کے جانکنی کا وقت آیا تو روح نہیں نکل رہی تھی صحابہ کرام نے آپ ﷺ کو اطلاع کیا جب تشریف لائے تو علقمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے معلوم کیا کیا تم اس سے راضی ہو یا نہیں تو ان کی والدہ نے کہا نہیں یہ اپنی بیوی کو مجھ پر فوقیت دیتا تھا آپ ﷺ نے فرمایا کہ معاف کردو تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں معاف کرسکتی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ لکڑیاں جمع کرو میں علقمہ رضی اللہ عنہ کو اس میں جلادوں تو ان کی ماں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میرے سامنے میرے بیٹے کو جلائیں گے میں کیسے برداشت کرسکتی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کی آگ اس سے بھی زیادہ سخت ہے اگر معاف نہیں کروگے تو جہنم کی آگ میں جلے گا، تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے بیٹے کو معاف کرتی ہوں جب معاف کردیا تب ان کی روح قبض ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب ایک دوسرا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں: میرا ایک دوست اپنی بستی میں ایک رشتہ دار سے ملنے گیا وہاں ایک واقعہ ہوا تھا اس کو درج کررہا ہوں۔ اس بستی میں ایک کسان کے گھر اس کی بیوی اور ماں کے درمیان ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا، کئی دفعہ اس کی بیوی ناراض ہوکر چلی گئی، بہت منت سماجت سے اس کو واپس

لاتا، اس کی بیوی نے آخری بار یہ شرط رکھی کہ تو اپنی ماں کو ختم کردے تو میں تمہارے گھر آؤں گی۔ اس کسان نے آخر کار اپنی ماں کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔ وہ کسان کماد (گنا) کھیت سے کاٹ کر بازار میں بیچا کرتا تھا، ایک دن ماں کو کھیت میں اس بہانہ سے لے گیا کہ وہ کماد (گنا) کا گٹھر اس کے سر پر رکھوا دے گی، چنانچہ والدہ کو اپنے ساتھ کھڑا کر کے کماد کاٹنا شروع کر دیا اور ایک دم اپنی کلہاڑی سے ماں کو ختم کرنے کے ارادہ سے حملہ کیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے، کلہاڑی دور جا پڑی اور اس کی ماں جان بچانے کے لئے گاؤں کی طرف بھاگی، اسی دوران زمین نے آہستہ آہستہ کسان کو نگلنا شروع کر دیا کسان نے چلانا شروع کیا، باآواز بلند ماں کو پکارتا اور معافی مانگتا رہا مگر کھیت دور ہونے کی وجہ سے بہت دیر بعد اس کی آواز لوگوں تک پہنچی۔ جب لوگ وہاں پہنچے تو سینہ تک زمین اسے نگل چکی تھی اور اس کا سانس بھی بند ہو رہا تھا اسی حالت میں آہستہ آہستہ زمین میں دفن ہوتا گیا، لوگوں نے اس کو نکالنے کی بہت کوشش کی مگر زمین نے اس کو نہ چھوڑا اور وہیں مرگیا۔

اَیْنَ الْمَفَرُّ وَالاّٰ لَهُ الطَّالِبِ. بھاگنے کی جگہ کہاں ہے جب اللہ تعالیٰ ہی تعاقب کر رہا ہے ایسے واقعات کبھی کبھی اللہ تعالیٰ ہماری عبرت ونصیحت کے لئے دکھاتے رہتے ہیں تاکہ ہم کبھی والدین کی نافرمانی کر کے اپنی دنیا وآخرت خراب نہ کریں والدین کا مقام ومرتبہ اتنا بڑھ کر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اپنی عبادت کرنے غیروں کے شریک ٹھہرانے سے منع کرنے کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید بھی فرمائی ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف تیسرا واقعہ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں: میرے والد صاحب کے ایک دوست نے اپنی والدہ کے ساتھ جو قریب المرگ تھیں بدتمیزی کی، بیچاری والدہ اکیلی پڑی رہی اور اسی حالت میں اس کی روح پرواز کر گئی اس

واقعہ کے تقریباً تیس سال بعد وہ شخص بیمار ہوا جس نے اپنی والدہ کے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔ میرے والد بزرگوار مجھ کر علاج کے لئے لے گئے تو دیکھتا ہوں کہ انتہائی کمزوری کی حالت ہے آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، میں نے اس کو کوئی غذا بتائی تو رونے لگا اور کہا کہ تین لڑکے ہیں لیکن کوئی میرا پرسان حال نہیں ہے کئی دن سے بیمار پڑا ہوں لیکن کوئی ملنے تک نہیں آیا۔

چنانچہ اسی ناگفتہ بہ حالت میں رات کی تنہائی میں انتقال کر گیا، صبح کو محلّہ والوں نے دیکھا کہ اس جسم بے جان کو چیونٹیاں کاٹ رہی ہیں۔

از ''والدین سے سلوک اور اس کا انعام وانجام''

مغربی ممالک میں بوڑھے والدین کی ناگفتہ بہ حالات

آج کل والدین کی خدمت بھی عار تصور کی جاتی ہے اور بیوی بچوں کی جتنی خدمت کی جاتی ہے ان کا جتنا خیال کیا جاتا ہے والدین کا اتنا خیال نہیں کیا جاتا ہے اور جب والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں اور قوی کمزور ہو جاتے ہیں اور چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے تو ایسے وقت میں اولاد کو حکم ہے کہ نرمی سے کلام کریں اور ان کو اف بھی مت کہیں لیکن عموماً لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ایسے وقت میں سخت کلامی سے پیش آتے ہیں۔

مغربی ممالک میں ''بوڑھے ہاؤس'' قائم کئے جاتے ہیں، جہاں صرف بوڑھوں کی رہائش کا انتظام ہوتا ہے اس میں بڈھوں کی ایسی ناگفتہ ناقابل برداشت اور ناقابل بیان حالت ہوتی ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد کئی دنوں تک آدمی کھانا نہ کھا سکے اور راتوں کی نیند اچاٹ ہو جائے، جب والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں تو انہیں بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ اس ''منحوس گھر'' میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اپنے بوڑھے والد کو ''بوڑھے خانہ'' میں داخل کردیا، ایک زمانہ کے بعد اس کمبخت کو جس نے اپنے بوڑھے باپ کو بوڑھے ہاؤس میں داخل کیا تھا اس کا لڑکا بوڑھے خانہ میں داخل کرنے لے گیا کسی طرح یہ بڈھا اس میں جانے کیلئے تیار نہیں تھا، اندر سے ایک دوسرے بڈھے نے اس کو بلایا، بالآخر بیٹے نے بوڑھے باپ کو بے رحمی کے ساتھ اس میں ڈھکیل دیا اور رخصت ہوگیا، جب دونوں بڈھوں میں بات چیت ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ بڈھا جو اندر سے بلا رہا تھا اس دوسرے بڈھے کا باپ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر دراز کرکے یہ دکھادیا کہ جو سنگین اور نا قابل معافی جرم تم نے اپنے والد کیساتھ کیا تھا آج تم اسی گھناونے جرم کی گھناؤنی سزا اپنے باپ کے ساتھ جھیلنے میں برابر کے شریک ہو، سچ ہے۔

جیسی کرنی ویسی بھرنی نہ مانے تو کرکے دیکھ
جنت بھی ہے دوزخ بھی ہے نہ مانے تو مر کے دیکھ
بہر دنیا کر رہے ہو آخرت کو کیوں تباہ؟
کانٹے لے کر بیچتے ہو آہ! اپنا گلستاں

عقوق والدین تباہی کا سبب

اس طرح کے بہت سے دل دہلا دینے والے عبرت ناک واقعات پڑھے اور سنے جاتے ہیں، جن سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ والدین کے ساتھ بدسلوکی اور بدتمیزی کی نقد سزا اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے دنیا میں بھی دیدیتے ہیں، اگر کوئی شخص دنیا میں اس سنگین جرم کی سزا سے دوچار نہیں ہوا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی، بلکہ اس سے زیادہ سخت سزا آخرت میں ہونے والی ہے۔ اسلئے اس سزا سے بچنے کیلئے کیوں نہ زندگی میں والدین کے ساتھ

حسن سلوک کا برتاؤ کریں اور ان کے اشاروں پر چلیں اور ان کی دعائیں ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں بہت جلدی قبول ہوتی ہے اور حدیث میں آتا ہے کہ رب کی رضا مندی باپ کی رضا مندی میں ہے اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضی میں ہے۔

شیخ اسعد محمد سعید صاغرجی رقم طراز ہیں: لَئِنْ رَأَيْنَا أَنَا سَاعَاقِيْنَ لَمْ يُجَاوِزَا فِي الدُّنْيَا فَهٰذَا يَعْنِي اِنَّ عَذَابَهُمْ اَكْبَرُ فِي الْاٰخِرَةِ لِاَنَّ فُضُوْحَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ فُضُوْحِ الْاٰخِرَةِ لٰكِنَّ فِي الْكَثِيْرِ الْغَالِبِ تَعَجَّلَ الْعُقُوْبَةَ لِلْعَاقِ فِي الدُّنْيَا لِيُعْتَبِرُ غَيْرُهُ بِهٖ. (صاغرجی، شعب الایمان: ۵۴۴)

والدین کی نافرمانی کرنے والے کچھ ایسے لوگ دکھائی دیں جن کو دنیا میں سزا نہیں ملی تو (یادرکھو) کہ آخرت میں جو عذاب ہوگا اس سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ لیکن والدین کی نافرمانی کرنے والے کو اکثر و بیشتر دنیا میں سزا دیدی جاتی ہے تاکہ دوسرے اس سے عبرت حاصل کریں۔

پند گیر از مصائب دیگراں
تانہ گیر ند دیگراں بتو پند

دوسروں کی مصیبت سے نصیحت حاصل کرو، ایسا نہ ہو کہ کل کو لوگ تمہاری حالت دیکھ کر نصیحت حاصل کرنے لگیں، دوسروں کی حالت سے نصیحت حاصل کرنا اور عبرت پکڑنا سعادت مند اور نیک بخت انسان کا شیوہ ہے، مشہور ہے: ''اَلسَّعِيْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهٖ'' نیک بخت وہ فرد بشر ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَخَافُ وَعِيْدَكَ وَيَرْجُو مَوْعُوْدَكَ يَا بَارُّ يَا رَحِيْمُ . رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا.

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ☆

نوٹ

’’طالبات تقریر کیسے کریں‘‘ ابتداء میں کتابچہ کی شکل میں جو شائع کیا گیا تھا وہ رسالہ اس کتاب کے اخیر میں شامل کردیا گیا ہے تاکہ قارئین مستفید ہوسکیں۔ جس کے شروع میں سابقہ انتساب برقرار رکھا گیا ہے۔

انتساب

میری والدہ محترمہ الحاجیہ شاہجہاں سیما حبان صاحبہ کی جانب، جنہوں نے زندگی کے ہر موڑ پر حضرت قبلہ والد صاحب مدظلہ کا ساتھ دیا اور اپنی تمام اولادوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ بحسن خوبی نبھایا۔ جن کی دعاؤں اور توجہ سے ہمارے اپنے گھرانے میں دینی اور عملی ماحول پیدا ہوا۔ وہ خود بھی علم وعمل کے جذبہ سے سرشار اور خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہیں۔

محمد فاروق اعظم قاسمی

کیا لڑکی پرایا دھن ہے؟

لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کو ختم کیا جائے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هُوَالَّذِی یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

صدر جلسہ اور معزز خواتین وحضرات، پیاری طالبات اور سامعین کرام!

مسلمانوں میں تعلیم سے غفلت ایک سنگین اور ہولناک صورت بنی ہوئی ہے، اس غفلت کو دور کرنے کے لئے جمعیۃ علماء ہند اور آل انڈیا انجمن مدارس اور دیگر تعلیمی اداروں نے علماء کرام کی سرپرستی میں مسلسل جدوجہد کو اپنا نصب العین بنا رکھا ہے اور مسلسل کوشش کی جارہی ہے کہ مسلمان اس غفلت کا احساس کریں، مسلم اداروں کی یہ تعلیمی تحریک بحمد اللہ کامیابی کے ساتھ رواں دواں ہے۔

آج امت مسلمہ کو خصوصیت کے ساتھ لڑکیوں کی تعلیم پر توجہ دینا چاہئے ، بچوں کی غفلت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ والدین لڑکیوں کی تعلیم کو غیر ضروری سمجھتے ہیں، کچھ والدین ایسا بھی سوچتے ہیں کہ جلد یا بدیر لڑکی کی شادی کرنا ہے تو پھر اس کی تعلیم پر کیوں خرچ کیا جائے؟ گویا کہ لڑکی ایک پرایا دھن ہے جب وہ دوسروں کے گھر جائے گی تو اس کو پڑھانے سے والدین اور گھرانے کا کیا فائدہ؟

لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیوں؟

ضرورت اس بات کی ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے کوشش کرنے والوں کو والدین کے ذہنوں میں سمائے ہوئے اس احساس کو دور کرنا چاہئے کہ لڑکی پرایا دھن ہے ، لڑکی کی تعلیم اور پرورش کے متعلق محسن انسانیت آقائے مدنی ﷺ کے جو ارشادات و احکامات اور ہدایات موجود ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے ، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باپ کھانے کی چیز گھر میں لے کر آئے تو لڑکی کو دوہرا حصہ دے کیونکہ وہ باپ کی شفقت اور محبت کی اسلئے زیادہ حقدار ہے کہ وہ دوسرے گھر جانے والی ہے، سبحان اللہ آپ ﷺ نے بچی کی کیسی دلجوئی فرمائی ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ’’ہم ہی تمہارا نقشہ بناتے ہیں ماں کے پیٹ میں جس طرح چاہتے ہیں ہمارے سوا کسی کی بندگی نہیں اور ہم زبردست حکمت والے ہیں۔ (آل عمران)

آج گھروں میں جو لڑکیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے وہ نہایت قابل افسوس ہے، لڑکی پیدا ہو جائے تو سوگ مناتے ہیں اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ لڑکیوں کی تعلیم کے بے شمار فوائد ہیں، اول یہ کہ لڑکی تعلیم حاصل کرتی ہے تو اس کی وجہ سے سارا ماحول بدلا بدلا اور سدھرا سدھرا ہوتا ہے ، اپنے علم کی روشنی میں وہ اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کو ایک حد تک کنٹرول رکھ سکتی ہے اور بسا اوقات اپنے والدین کو بھی

اخلاق ، نرم مزاجی ، خلوص ، ہمدردی اور میل ملاپ کے تقاضوں سے آگاہ کر سکتی ہے ۔ اگر لڑکی عالمہ ، فاضلہ یا گریجویٹ ہے تو آج کل کے ماحول میں اس لڑکی کی زیادہ قدر و منزلت ہے ، رشتہ داروں اور اپنوں میں اس کی رائے کی اہمیت ہوتی ہے کیونکہ لوگ سمجھتے ہیں کہ تعلیم نے لڑکی کا دماغ روشن کر دیا ہے۔

کفایت شعاری

ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکی کی شادی پر اخراجات بھی بے حد کم ہوتے ہیں، ایسی لڑکی سے رشتہ کرنے والے لین دین کے معاملہ میں اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہیں کہ لڑکی تعلیم یافتہ ہے جس کی وجہ سے فضول خرچی نہ ہونے دے گی بلکہ کفایت شعاری سے زندگی گذارے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ خدانخواستہ تعلیم یافتہ لڑکی کے شوہر کی وفات ہو جائے یا اس کا خاندان کمائی کے ایک اہم ذریعہ سے محروم ہو جائے تو اس بحرانی حالت میں تعلیم یافتہ عورت بہتر تدبیر کر سکتی ہے، گھر کے اندر ٹیوشن، سلائی اور دوسرے ہنر کی مدد سے آمدنی کا ایک نیا ذریعہ پیدا کر سکتی ہے اور والدین پر یا خاندان پر بوجھ بننے سے بچ جاتی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکی جب ماں بن جاتی ہے تو اپنے بچوں کی پرورش دیکھ بھال ، ان کی صحت و اخلاق کا خیال رکھنے میں کسی جاہل اور ان پڑھ عورت سے کئی گناہ لائق اور بہتر ثابت ہوتی ہے، اس طرح ایک نئی نسل کی ترقی ، تعلیم اور خوش حالی میں تعلیم یافتہ لڑکی کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور یہ کوئی پرایا دھن نہیں بلکہ والدین کا ایسا دھن ہے جس سے مسلسل فائدہ ہوتا ہے، اگر والدین دیانت داری اور انصاف سے معاملہ پر غور کریں تو وہ بھی اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ لڑکی واقعی پرایا دھن نہیں ہے۔

لڑکی میں خوبیاں

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ لڑکے کی بہ نسبت لڑکی میں والدین سے محبت اور الفت اور خدمت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے اور گھر والوں کے ساتھ ہر حال میں صبر وشکر کے ساتھ گذارا کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے، مصیبت اور تکلیف کے وقت مزاج میں تحمل اور برداشت کی جو کیفیت لڑکی میں ہوتی ہے اس سے لڑکے اکثر محروم ہوتے ہیں اس لئے لڑکی کو اگر تعلیم سے آراستہ کردیا جائے تو اس کی صلاحیت، صبر وشکر اور خوش اخلاقی میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے، جو والدین لڑکی سے امتیازی سلوک کرتے ہیں اور ایک قسم کا تعصب رکھتے ہیں اس کی کھل کر مذمت کرنی چاہئے تاکہ ناسمجھ والدین اپنی بیٹی کا حق صحیح صحیح ادا کرنے پر مجبور ہوں۔

بلاشبہ لڑکا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے لیکن والدین کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ لڑکی بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی نعمت ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں لڑکی پیدا ہو اس گھر والوں کو میرا اسلام پہونچے۔ اللہ اکبر کیا یہ سعادت لڑکے کی ولادت پر مل سکتی ہے؟ والدین اس پر غور کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

تعلیم یافتہ عورتوں کی خصوصیات

ایثار وقربانی عورت کا طرۂ امتیاز

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

صدر جلسہ، معلمات، مائیں اور بہنیں اور سامعین کرام!

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ مجھے اس بابرکت اور نورانی مجلس میں اہل علم کے درمیان کچھ عرض کرنے کا موقع دیا جارہا ہے۔

خواتین وحضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت جب علوم وفنون سے آراستہ ہوتی ہے تو ایک خاندان آباد ہوتا ہے اور جب خاندان ایک خوبصورت اور صالح معاشرہ میں تبدیل ہوتا ہے تو ایک پاکیزہ اور متوازن دنیا وجود میں آتی ہے

اور کامیاب زندگی کی شروعات یہیں سے ہوتی ہے، تہذیب وتمدن کی دَین میں عورت ہی کا ہاتھ ہے، جملہ کامیابیوں اور جملہ ایجادات میں عورت کا کردار اہم رہا ہے، وہ کارنامے جن کا سہرا بعد میں مردوں کے سر بندھا عورت ہی کی وجہ سے سرانجام پائے، یہ عورت ہی کی روحانی پختگی کا ثمرہ تھا کہ تاریخ ساز شخصیات نے اس کی کوکھ سے جنم لیا اور اس کائنات کو انقلابات سے روشناس کرایا۔

عورت بھی مرد کی طرح ذہین ہے

حضرت آدم علیہ السلام کی اس مہذب دنیا میں تعلیم عام ہونے کے باوجود عام نظریہ ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کے مقابلے میں کم ذہن ہوتی ہیں اور عورتوں کو بار بار یہ ثابت کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے کہ وہ ذہین اور قابل ہیں اور ہر میدان میں کارنامے انجام دینے کی اہل ہیں، آج کے جدید دور میں یہ بات یقینی بن چکی ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح ذہین ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں وہ اپنی خدمات پیش کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے عورت کو ذلت اور پستی کے غار سے نکال کر معاشرہ میں اونچا مقام عطا فرمایا، شوہر کو بتایا کہ تم میں سب سے بہتر شوہر وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرے، اولاد کو بتایا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے، ماں باپ کو بتایا کہ جس نے ایک یا دو یا تین بچوں کی پرورش کی اور ان کی تربیت کے بعد ان کا نکاح کر دیا تو وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا، آپ ﷺ کے فرمان ہی کا طفیل ہے کہ عورت مقام تذلیل سے نکل کر مقام جلیل پر فائز ہے۔

تعلیم یافتہ عورتوں میں چند خصوصیات پائی جاتی ہیں، ان کا شعور، ادراک، احساس، دور بینی معاشرہ میں خاص مقام رکھتی ہیں، ایثار وقربانی عورت کا خاص شیوہ

ہے، ان ہی خصوصیات کی وجہ سے عورت کو زندگی کی رعنائی اور خوشبو جیسے القاب سے نوازا گیا ہے، دنیا کے دوسرے نظاموں نے عورت کی تعلیم کو ایک ضرورت سمجھا جبکہ اسلام نے عورت کی تعلیم کو فرض کا درجہ عطا فرمایا، اسی لئے خلافتِ راشدہ کے زمانے میں مسلمانوں میں تعلیم اتنی عام ہو چکی تھی کہ شاذونادر ہی کوئی مسلمان غیر تعلیم یافتہ ملتا تھا۔ علم کے حصول کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ اُس زمانے کے غلام اور باندی بھی پڑھے لکھے ہوتے تھے، ان کو دینی، قرآنی علوم کے علاوہ شعر وادب میں بھی خاصا مقام حاصل ہوا کرتا تھا۔

قرآن کریم میں علم وقلم کا ذکر

حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں عام اعلان فرما دیا تھا کہ ہر قبیلہ پر علم حاصل کرنا فرض ہے، چنانچہ جو قبائل تعلیم حاصل کرنے میں سستی اور لاپرواہی برتتے تھے آپ ﷺ سخت ناگواری کا اظہار فرما کر تعلیم حاصل کرنے کا حکم فرماتے۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت اقرا باسم ربک نازل ہوئی تو اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے علم وقلم کا ذکر فرما کر اپنے احسانات وعنایات کی یاد دلائی اور انسان پر واضح فرما دیا کہ انسان کی تخصیص کا اصل سبب علم ہے، تعلیم ہی وہ دولتِ لازوال ہے کہ جس کی وجہ سے عورت کو سیاست، ادب اور دیگر میدانوں میں بھی قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اسی لئے آج بھی اس سائنسی اور ترقی یافتہ دور میں تعلیم نسواں پر دنیا کے ہر ملک میں خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔

جان ومال کا صحیح استعمال

تعلیم انسان کو فرشِ خاکی سے اٹھا کر عرش کی بلندی پر پہونچا دیتی ہے، فکر وتدبر کی نعمت عظمیٰ بھی تعلیم سے ہی حاصل ہوتی ہے، انسان ارتقائی منازل طے

کرتے ہوئے خلافت، سیاست، قیادت، امامت کے منصب عظمیٰ پر فائز ہوتا ہے، اگر انسان تعلیم سے مزین ہو جائے تو ہوا کے رُخ کو موڑ سکتا ہے، جان ومال کا صحیح استعمال کرسکتا ہے، سوسائٹی میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاسکتا ہے۔

یاد رکھئے! اگر مسلمان کو اقوام عالم میں اپنی سیادت وقیادت کو بحال کرنا ہے اور منصب امامت وخلافت کی بازیابی کی خواہش ہے تو ایک بار پھر ہمیں پوری قوت وطاقت کے ساتھ تعلیمی میدان میں آکر انقلاب برپا کرنا چاہئے اور تعلیم نسواں کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر اولین فرصت میں توجہ دینی چاہئے تاکہ اسلامی اور ملی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امت مسلمہ کا یہ خواب جلد از جلد شرمندہ تعبیر ہو اور اس راہ میں درپیش تمام رکاوٹیں دور ہوں اور ملت اسلامیہ ایک بار پھر بھولے ہوئے راستہ پر پوری آب وتاب کے ساتھ گامزن ہو۔ آمین یارب العالمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مسلم عورتوں کا کردار

تاریخ کے آئینے میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

کردار سازی میں مہارت رکھنے والی میری پیاری استانیاں اور معلمات اور میری درس کی ساتھیو، جملہ طالبات اور عزت مآب خواتین! بلاشبہ اس کا سب کو علم ہے کہ ایک مرد کی تعلیم وتربیت ایک فرد کی تعلیم وتربیت ہے لیکن ایک عورت کی تعلیم وتربیت سارے خاندان کی تعلیم وتربیت ہے اسی طرح ایک عورت کا جاہل رہ جانا سارے خاندان کی جہالت کا سبب بن سکتا ہے، ماں کی آغوش بچہ کا پہلا مدرسہ ہے اور بچے کی تعلیم وتربیت اس کی پیدائش سے قبل ہی شروع ہو جاتی ہے، جب بچہ مادرِ شکم میں ہوتا ہے اس وقت سے ہی ماں کے خیالات ونظریات، حرکات وسکنات بچہ

پر اثر انداز ہونا شروع ہو جاتے ہیں، عمدہ غذا، نیک حالات، ورزش وغیرہ کا آئندہ کی زندگی پر خاصا اثر پڑتا ہے۔

محسن کائنات سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے، آپ ﷺ کا فرمان پوری انسانیت کے لئے ایک عظیم تحریک ہے، گویا دنیا میں کوئی انسان خواہ مرد ہو یا عورت علم سے محروم نہ رہے۔

لڑکیوں کی تعلیم ضروری کیوں؟

دوستو! اگر ہم تعلیم نسواں پر زور نہ دیں تو ہماری آئندہ نسل میں مدبر، مفکر، ادیب، عالم، فاضل، مفتی، فقیہ، محدث، ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، جج کیسے پیدا ہوں گے، ماں ہی ایک ایسی عظیم ہستی ہے جو بچے کی زندگی کو کامیاب بنانے میں اہم رول ادا کرتی ہے، ماں کا رشتہ بچے سے صرف جسمانی ہی نہیں روحانی بھی ہے، پڑھنے لکھنے کا نام ہی علم نہیں بلکہ دو تین سالوں کی ابتدائی پرورش میں بچہ اپنی ماں سے جو کچھ سیکھتا ہے وہ بھی تعلیم و تربیت میں شامل ہے بلکہ ان ابتدائی ایام کے بل بوتے پر ہی ساری زندگی گذارے گا، مثلاً جو زبان ماں سے سیکھے گا ساری عمر وہی زبان اس کا ساتھ دے گی، اسی طرح جو اخلاق و عادات بچہ ماں میں پائے گا انہیں کو اپنائے گا، اور وہی اس کی زندگی کا اہم جزو بن جائیں گے، اس لئے جس گھر اور جس سماج میں ماں تعلیم یافتہ ہوتی ہے اس کا انداز ہی نرالا ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں۔

مسلمان کے لئے لڑکیوں کی تعلیم پر توجہ اس لئے ضروری ہے کہ اسلام سے زیادہ کسی اور مذہب نے تعلیم نسواں پر اس قدر زور نہیں دیا تھا، سرکار مدینہ ﷺ کی

لخت جگر خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراؓ مذہبی امور کے رکیک نکات پر اپنے والد سے گفتگو کرتی تھیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی حضرت اسماء علم کے موتی رولتی تھیں، قرون اولیٰ کی عورتیں علوم و فنون میں کسی سے پیچھے نہیں تھیں، حدیث، فقہ، شعر و ادب کے شعبہ جات میں ان کا برابر کا حصہ تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سینکڑوں احادیث روایت کی گئی ہیں، حضرت ام سلمیٰؓ اور حضرت ام ہانیؓ اور دیگر خواتین سے بھی احادیث کا خاصہ ذخیرہ جمع کیا گیا ہے، حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی حضرت بی بی سکینہ علم و فضل میں یکتائے روزگار تھیں، حضرت رابعہ بصریؒ کا مقام صوفیہ کی صف اول میں آتا ہے، خلیفہ مقتدر کی والدہ عدالت عالیہ کی صدر تھیں، ہارون رشید کی ملکہ زبیدہ اپنے وقت کی معروف و مشہور شاعرہ اور ادیبہ تھیں، خلیفہ ولید اول کی ملکہ ام البنین بہت بڑی عالمہ و فاضلہ تھیں، مصر کے فاطمی خلافت کے زمانے میں یمن کی گورنر ملکہ عروں تھیں، وہ اگر پڑھی لکھی نہ ہوتیں تو گورنر کیسے بن جاتیں؟ ہندوستان میں ظہیرالدین بابر بادشاہ کی بیٹی ''گلبدن بیگم'' کا ہمایوں تاریخ کا سنہرا ورق ہے۔

تحریکِ اقراء

دین اسلام نے دنیائے انسانیت کو ''اقراء'' کی تعلیمی تحریک سے روشناس کرایا، علم کے زیور سے آراستہ کیا، تاریخ شاہد ہے کہ اسلام سے زیادہ کسی بھی مذہب نے عورت کی تعلیم کو ضروری قرار نہیں دیا، حضور ﷺ کی تعلیمی تحریک کا سحر تھا کہ جہالت و غوایت آناً فاناً دور ہوئی اور ایک مختصر سی مدت میں دنیا کی کایا پلٹ گئی۔

یہ حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت کا فیضان تھا کہ لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے والوں کو معلوم ہو گیا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے، بیوی زندگی کی بہترین

ساتھی ہے، بیٹی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، عورت گھر کی ملکہ ہے، انبیاء اور پیغمبروں کو اپنی آغوش میں پالنے والی مرد کی زندگی میں برابر کی حصہ دار ہے۔

عورت الفت کا سرچشمہ

یہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی معجزہ ہے کہ عرب کے بددؤں کو معلوم ہوگیا کہ عورت خالق کائنات کا ایک عظیم شاہ کار ہے، مسرت وانبساط کا خزانہ ہے، الفت و پیار کا سرچشمہ ہے، غرض یہ اعلیٰ مقام عورت کو اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب کہ وہ تعلیم یافتہ ہو، زندگی کے بہت سے شعبوں میں عورت نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

خواتین کی ناقابل فراموش خدمات

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے حمل کی حالت میں جنگ احد اور جنگ حنین میں شرکت فرمائی، زخمیوں کو پانی پلایا اور مرہم پٹی کی، حضور ﷺ کی پھوپی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جنگ خندق کے موقع پر ایک قلعہ میں محفوظ عورتوں کو دشمنوں کے ہاتھوں سے بچایا تھا بلکہ ایک کافر کو زبردست حملہ کر کے جہنم رسید کردیا، حضرت ام عامرہ رضی اللہ عنہا نے چھ مرتبہ جہاد میں حصہ لیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محدثۂ کبیرہ ہونے کے ساتھ ساتھ سیاست میں بھی کافی عمل دخل رکھتی تھیں، حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا جنگ کربلا میں شریک تھیں، حضرت اسماء بنت عکرمہ رضی اللہ عنہا عطر سازی کا کاروبار کرتی تھیں، حضرت سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تجارتی کاروبار بہت وسیع تھا حضرت رفیدہؓ، اسلم، ام موطی، ام کبش وغیرہ اپنے وقت کی طبیبہ تھیں اور علاج میں کافی مہارت رکھتی تھیں۔

جہالت اندھیرا ہے

غرض اپنی ماضی کی تاریخ کی روشنی میں موجودہ حالات کا جائزہ لیجئے تو پتہ چل جائیگا کہ ہم نہایت تیز رفتاری سے ایام جہالت کی طرف گامزن ہیں اگر ہم اسی حالت پر برقرار رہے تو مختصر سی مدت میں ہمارا شمار ہندوستان کی جاہل قوم میں ہونے لگے گا ایسا منحوس وقت آنے سے قبل ہی اگر ہم جاگ اٹھیں اور سرتوڑ کوشش کریں اور اپنی اصلاح کی فکر کریں تو یقیناً ہم تاریکی سے نکل کر روشنی میں آسکتے ہیں جہالت اندھیرا ہے، علم روشنی ہے، ہمارے برادر وطن زندگی کی دوڑ میں ہم سے بہت آگے نکل چکے ہیں، دنیا کے بہت سے قافلے شاہراہ علم پر چل کر ترقی کی منازل طے کرچکے ہیں۔

آج کبھی بھی بینک، دفتر، ہسپتال، کالج اور یونیورسٹی اور کمپنیوں میں ہماری گنتی کر لیجئے تو معلوم ہوگا کہ ہمارا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہیں، ہمیں شرم آنی چاہئے کہ آج غیر مسلموں کو بھی اس بات کا احساس ہوگیا ہے کہ مسلم قوم علم سے بے بہرہ ہے، خواب غفلت میں پڑی ہوئی ہے، ہمارے حالات پر ان کو ترس آرہا ہے، بعض لوگ اشاروں سے کہہ رہے ہیں کہ تمہارے بچے اور بچیاں علم سے محروم ہیں، ان کے لئے کچھ کوشش کرو لیکن ہمارے کانوں پر جوتک نہیں رینگتی۔

خدا کے لئے سوچئے تو سہی

جب ہم اپنی محنت کی گاڑھی کمائی سے اپنی بچیوں کو بہترین غذا مہیا کرسکتے ہیں، ان کو بہترین پوشاک پہنا سکتے ہیں، قیمتی زیور ان کو خرید کردے سکتے ہیں، ان کی ضد پوری کرسکتے ہیں، ان کی بیماری پر علاج کے لئے پیسہ خرچ کرسکتے ہیں، راتوں کی نیند ان کے لئے قربان کرسکتے ہیں تو کیا ان کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی

طرف نہیں لا سکتے ؟ ضرور لا سکتے ہیں صرف تھوڑا سا ارادہ کرنے کی ضرورت ہے۔
آج مسلم بچیوں میں اتنے جوہر ہیں کہ ان کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر دیا جائے تو وہ آفتاب چند ماہتاب بن جائیں اور ان کی زندگی میں ایسا انقلاب آ جائے کہ ان کی کوکھ سے پھر صلاح الدین ایوبیؒ، ظہور الدین زنگیؒ، قاسم نانوتویؒ، رشید احمد گنگوہیؒ، اشرف علی تھانویؒ، حسین احمد مدنیؒ، سرسید احمدؒ، مسیح اللہ خانصاحبؒ اور زکی الدین احمدؒ جیسی اولاد پیدا ہو سکتی ہے۔

دخترانِ اسلام کا تعلیمی حق ادا کیجئے

خدارا عورتوں کو صرف اولاد جننے اور پالنے کا ذریعہ نہ بنائیں، بلکہ کوشش کریں کہ اکیسویں صدی کی مسلم ماں، مسلم بیٹی، مسلم بہن، مسلم بیوی ایسی پیدا ہوں جو حافظِ قرآن بھی ہوں، عالمِ دین بھی ہوں، عابدہ اور زاہدہ بھی ہوں، میدان کارزار میں شامل ہونے والی مجاہدہ بھی ہوں، متقی اور پرہیزگار بھی ہوں، یہ سب اسی وقت ممکن ہے جب مخلصانہ کوشش کے ذریعہ لڑکیوں کا تعلیمی حق ادا کیا جائے۔

تو آیئے خدائے وحدہ لاشریک کے سامنے عہد کیجئے، اللہ تعالیٰ نے جو اولاد آپ کو دی ہے اس کو سو فی صد علوم دینیہ اور علوم عصریہ سے آراستہ کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے اور جہالت کی چادر کو اتار کر پھینک دیں گے، اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

معاشرہ میں تعلیم یافتہ عورتوں کی اہمیت

تعلیم سے لڑکیاں آوارہ نہیں ہوتیں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ
اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ
اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ . صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

معزز پردہ نشین خواتین اور میری ہمدرد اور محسن پیاری معلمات اور سامعین عظام! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے سامنے "تعلیم یافتہ عورتوں کی اہمیت" کے تعلق سے کچھ لب کشائی کروں، مجھ جیسی ناکارہ اور کم علم اس عظیم الشان عنوان کے تحت کیا عرض کر سکتی ہے، تاہم الامر فوق الادب کے مصداق، میں نے اپنی حضرات معلمات سے جو کچھ سیکھا ہے اس میں سے چند باتیں عرض کرنے کی جسارت کرتی ہوں۔

معزز خواتین! اسلام دین فطرت ہے، ایک مکمل ضابطہ حیات اور مکمل نظام حیات ہے، اس کے تمام تر احکامات فطری حقیقتوں اور تقاضوں پر مبنی ہیں، اسی لئے

اسلام نے علم کی ترغیب دینے اور فضیلت بیان کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کی ضرورت واہمیت کے پیش نظر اسے فرض کا درجہ عطا کیا ہے۔

تعلیم کو گھر گھر پہونچانے اور اس تحریک کو عام کرنے کے لئے سرکار دو عالم ﷺ نے کئی طریقے اپنائے، بدر کے پڑھے لکھے قیدیوں کا فدیہ یہ تھا کہ ہر ایک قیدی دس مسلم بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں اور قید سے آزاد ہوجائیں۔

علم جیسی انمول دولت کو جس نے فرشتوں سے انسان کی بزرگی اور برتری منوائی، جو جہالت کا خاتمہ کرتی ہے، انسانی ذہن کو فکر وتدبر کی صلاحیت دیتی ہے، اوہام اور خرافات کے بندھنوں سے چھٹکارا دلاتی ہے، یہ صرف مردوں کے لئے مخصوص نہیں عورتوں کے لئے بھی علم حاصل کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ مردوں کے لئے۔ گھر کی ذمہ داری، دیکھ بھال، بچوں کی تعلیم وتربیت خصوصاً اس مشینی دور میں تو عورت کے کندھوں پر ہے جب تک عورت میں بچوں کی تعلیم کا شعوری احساس نہ ہو، اولاد کی تعلیمی ترقی ناممکن ہے۔

تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں

عورتوں کی تعلیم سے گھر کی اصلاح، خاندان اور معاشرہ کی اصلاح ہوتی ہے، آئے دن گھریلو جھگڑوں، ناچاقیوں سے تعلیم روکتی ہے، یہ بات سب کو معلوم ہے کہ معاشرہ میں علم سے آراستہ وپیراستہ عورتوں کی ہمیشہ قدر کی جاتی ہے اور کی جاتی رہے گی، جاہل، گنوار، پھوہڑ عورتیں کبھی پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھی گئیں، غلط رسم ورواج، بیکار کام وکاج، کمزور عقیدگی، اوہام وخرافات پسندی جاہل عورتوں کا شیوہ ہے، جہاں علم ہے اور بات کو سمجھنے کا سلیقہ ہے، ان خاندانوں سے ان خرافات کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

شادی بیاہ کے معاملات میں لڑکے والوں کا سوال لڑکی دیکھنے کے بعد یہ ہوتا ہے کہ لڑکی کیا پڑھی ہے؟ کیا اسے قرآن کریم اور پڑھنا لکھنا آتا ہے؟ اس کی دینی معلومات کہاں تک ہے؟ یہاں تک کہ جاہل اور گنوار عورت بھی اپنے گھر میں پڑھی لکھی اور تعلیم یافتہ بہو لانا چاہتی ہے، اس کے علاوہ مرد کا فطری رجحان اور میلان بھی اس عورت کی طرف ہوتا ہے جو زیور تعلیم سے آراستہ وپیراستہ ہو، تہذیب اور شائستگی کی دلدادہ ہو، مرد کی قدر وقیمت جانتی اور پہچانتی ہو۔

کار نبوت کی معاون اور مددگار

ازواج مطہرات میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد پیارے آقا حضور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ، حضرت میمونہ اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہن کو زیادہ چاہتے تھے، اس کی سب سے وجہ یہ تھی کہ یہ سب کار نبوت میں معاون رہی ہیں، ان کے اندر علم کے ساتھ عمل بھی تھا، تقویٰ اور پرہیزگاری اور توکل علی اللہ میں یگانہ روزگار تھیں، بعض نسوانی مسائل کے سمجھنے اور جاننے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحابیات مدد لیتی تھیں اس لئے انہیں امہات المومنین اور صحابیات میں اعلیٰ وارفع مقام ملا ہے، اسلام سراپا علم وعمل ہے، ان دونوں کے بغیر نہ اسلام ہے نہ مسلمانی، صنف نازک کو تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے علم کے سیکھنے اور سکھانے میں کسی کو روک ٹوک نہیں، قرآن مجید کی کوئی آیت اور رسول اکرم ﷺ کی کوئی حدیث عورتوں کو تعلیم اور تعلم سے نہیں روکتی، اسلام پر عمل پیرائی کے لئے علم کی اشد ضرورت ہے، عورت تو وہ تیراک ہے جو خود بھی ڈوبنے سے بچ سکتی ہے اور دوسروں کو بھی بچا سکتی ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اسلام تنگ نظر ہے، اسلام میں عصری علوم کی گنجائش نہیں ہے اور سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد لڑکیاں علم وہنر حاصل نہیں

کرسکتیں، یہ بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے، اگر صحابہ کرام اور بزرگان دین کی عورتوں کے حالات پر اور ان کی سیرتوں اور زندگی کے گوشوں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا بہت سی عورتیں کسی نہ کسی علم وہنر اور فن سے ضرور وابستہ رہی ہیں اور وہی ان کا شغل رہا ہے، جامعہ ملیہ دہلی کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے بطل حریت شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا تھا، جولوگ یہ کہتے ہیں کہ علمائے حق انگریزی اور عصری علوم کے مخالف ہیں یہ سراسر غلط ہے، علماء نے کبھی انگریزی یا عصری علم سیکھنے اور سکھانے کی مخالفت نہیں کی۔

مسلمانوں کی اصل میراث

علم مسلمان کی اصل میراث ہے جو علم انسان کو دین ومذہب اور خدا اور رسولؐ سے دور کرنے کا ذریعہ بنے وہ علم نہیں جہل ہے لہٰذا انگریزی یا کوئی بھی عصری علوم ہوں، ان کو حاصل کرنے میں یہ نیت شامل ہونی چاہئے کہ اس علم سے اسلام کی ترویج واشاعت کا کام لوں گا تو وہ علم منزم من اللہ ہے۔

علم وہنر میں فی نفسہ کوئی خرابی نہیں، کوئی بگاڑ نہیں، یہ جو کہا جاتا ہے کہ تعلیم سے لڑکیاں آوارہ ہوجاتی ہیں اپنی عزت وشرافت وحرمت کو محفوظ نہیں رکھ سکتیں تو یہ خیال غلط ہے، دراصل بگاڑ اور آوارگی کا ماخذ آزاد وخیالی اور بے راہ روی اور غلط تربیت کا نتیجہ ہے، لڑکوں کی بھی مناسب تربیت نہ ہو تو وہ اچکّے، لچّے لفنگے بن جاتے ہیں، تو کیا اب تعلیم کو قصوروار ٹھہرائیں گے؟ آج کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جو بدچلنی کا مزاج بنتا جارہا ہے اس کے لئے تعلیم خطاوار نہیں بلکہ وہ ماحول جوانسانیت سے بیزار کرتا ہے، خطاکار ہے، ابھی پچاس سال پیچھے چلئے اور کسی بھی قوم اور مذہب کے طالب علم کو دیکھئے اس میں آوارگی کا شائبہ تک نہیں ملے گا،

کیوں؟ اس لئے کہ ان کی تعلیم، مہذب اور شائستگی کے ماحول میں ہوئی تھی اس لئے وہ آج کے ماحول کو ناپسند کرتے ہیں۔

تعلیم وتربیت دونوں لازمی

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ نے لکھا ہے کہ تعلیم وتربیت دونوں اپنی اپنی جگہ بے حد اہم اور لازم وملزوم ہیں، تعلیم کے بغیر تربیت ناقص اور ادھوری رہتی ہے اسی طرح تربیت کے بغیر تعلیم بے نتیجہ اور شجر بے ثمر کی طرح ہوتی ہے بلکہ ایسی تعلیم بسا اوقات بوجھ اور وبال ثابت ہوتی ہے۔

افسوس تو یہ ہے کہ اسی تربیت کے معاملہ کو نظر انداز کردیا گیا ہے جو تعلیم کا لازمی جزو ہے، الغرض ان تمام باتوں سے لڑکیوں کو تعلیم وتعلم اور درس وتدریس سے روکنا مقصود نہیں ہے بلکہ حسب حیثیت اور ذوق وشوق اپنے دینی اور دنیاوی مفاد کی خاطر اور آخرت میں آباد ہونے کے لئے، خوشنودی خداوندی حاصل کرنے کے لئے دینی تعلیم کے ساتھ ہر طرح کا علم سیکھا اور سکھایا جاسکتا ہے، شرط یہ ہے کہ تعلیم اور سیکھنے سکھانے کا سلسلہ شرعی حدود اور اسلامی قوانین کے اندر ہو۔

ادارہ دعوت اسلام جانسٹھ نے الحسنات الباقیات کی صورت میں ایک تعلیمی تحریک شروع کی تھی جس کا واحد مقصد بھی یہی ہے کہ قوم وملت کی ایک بچی بھی ایسی نہ ہو کہ جو قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ اور دیگر علوم اسلامیہ وعصریہ سے محروم ہو، تو آیئے آپ بھی اپنے ادراہ اور حلقۂ احباب میں اپنے طور پر اپنی سہولت کے مطابق اس تحریک کو شروع کیجئے، اگر آپ ملت کی بچیوں کے لئے دردمند دل رکھتے ہیں، تو آپ اپنے گاؤں میں اپنے محلّہ میں لڑکیوں کے لئے تعلیمی درسگاہ کا قیام عمل میں لائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

لڑکی کو مثالی خاتون بنائیے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہُ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ. اَوْکَمَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

صدر عالی وقار، قابل قدر معلمات، میرے ادارہ کی پیاری طالبات اور معزز خواتین! تعلیم نسواں کی ضرورت جتنی پہلے دور میں تھی اس سے کہیں زیادہ ضرورت آج کے دور میں ہے، یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ایک لڑکی کو تعلیم دینا گویا ایک خاندان کو تعلیم یافتہ بنانا ہے، والدین کے لئے اس سے بڑی کیا سعادت ہوسکتی ہے کہ اپنی بچی کے دل ودماغ کو علم کی خوشبو سے معطر کرکے اس کے مستقبل کو روشن اور تابناک بنائیں، جہالت کی ویرانیوں اور تاریکیوں سے نکال کر علم کی روشنی عطا کریں، تعلیم یافتہ لڑکی خاندان اور معاشرہ کی زینت ہے، زندگی کی مسرتوں کا سرچشمہ ہے، علم لڑکیوں کے لئے وہ بہترین زیور ہے جس کی چمک سے روح غنی ہوتی ہے، علم ایک ایسا دوست ہے جو مرتے دم تک ساتھ نہیں چھوڑتا، علم ایک ایسا محافظ ہے جو انسان کی ہر حالت میں حفاظت کرتا ہے اور اس کے مقام کو بلند کرتا ہے۔

اصلاح علم کے بغیر ناممکن

قوم کی بچیاں کسی کی بیٹی، کسی کی بہن اور آئندہ چل کر کسی کی بیوی اور ماں کہلاتی ہے، مختلف کرداروں کو اسلام کے طریقے پر نبھانے کا سلیقہ علم کی روشنی سے حاصل ہوتا ہے، زندگی میں بھائی بہن، شوہر، بچوں کے حقوق اور والدین کا پاس ولحاظ تعلیم یافتہ لڑکی کے لئے آسان ہوتا ہے۔

لڑکیوں کی اصلاح علم کے بغیر ناممکن ہے، جاہل لڑکی نہ صرف اپنے لئے بلکہ خاندان اور قبیلہ کے لئے بھی ناپسندیدہ شے سمجھی جاتی ہے، علم کے بغیر بچی کا دین تو تباہ ہوتا ہی ہے اس کے ساتھ اس کی کوکھ سے پیدا ہونے والی اولاد بھی جہالت کا شکار ہوجاتی ہے۔ والدین کا یہ فرض اولین ہے کہ اپنی اولاد کو بالخصوص لڑکی کو تعلیم سے آراستہ کریں، کیونکہ اس سے بڑھ کر والدین کا کوئی عطیہ بچیوں کیلئے نہیں ہوسکتا، تعلیم کو اپنی بچیوں کا رہبر بنائیں جو ان کی دنیا وآخرت میں مکمل رہبری کرے۔

دنیا میں لیاقت، شرافت اور اخلاق کا اندازہ علم وعمل کے ذریعہ لگایا
جاتا ہے اسلئے علم وعمل کے انمول موتیوں کا ہار والدین اپنی لڑکیوں کے
گلے میں پہنائیں، سر پر عقل کا جھومر اور کانوں میں ہوش کی بالیاں
ڈالیں اور آنکھوں میں حیا کا سرمہ لگائیں۔

یاد رکھئے! بچیوں کو قرآن واحادیث کی تعلیم سے محروم رکھنا گمراہی کے تاریک غار میں دھکیلنے کے مترادف ہے، بیٹی پر والدین کی اطاعت اور خدمت فرض ہے اور اسی سے اس کی دنیا وآخرت بنتی ہے، والدین کی لاج (عزت) بیٹی ہی کے ہاتھ ہوتی ہے، بیٹی خاندان کی ناک ہوتی ہے، ایک تعلیم یافتہ لڑکی ہی ان سب باتوں کو بہتر سمجھ سکتی ہے۔

عورت گھر کی ملکہ اور مالکہ

عورت کا صحیح معنوں میں ماں بننے کیلئے تعلیم یافتہ ہونا بہت ضروری ہے، عورت گھر کی ملکہ اور مالکہ ہوتی ہے، اگر ملکہ تعلیم یافتہ ہو تو اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت اور عمدہ پرورش کرسکتی ہے، آج کل غریب والدین کے سامنے بچوں کی پرورش اور پیٹ بھرنے کا مسئلہ بھی اہم ہے اسی بنا پر خصوصاً بچیوں کی تعلیم پر توجہ نہیں دیتے لیکن آج دنیا کی سوچ اور فکر تبدیل ہو چکی ہے، سڑک کے کنارے جوتا گانٹھنے والا موچی بھی اپنی اولاد کو گریجویٹ بنا رہا ہے، گھاس کھود کر بیچنے والی عورتیں اپنی اولاد کو پڑھا لکھا کر افسر بنا رہی ہیں، دراصل تعلیم حاصل کرنے کا انحصار دلچسپی پر منحصر ہے۔

آج بحمد اللہ تعالیٰ مسلم لڑکیوں کے ہندوستان کے ہر صوبہ اور شہر میں دینی مدارس بھی قائم ہیں اور ان کو دار الاقامہ کی سہولیات بھی میسر ہیں اور لڑکیوں کے لئے الگ سے اسکولس بھی موجود ہیں جہاں گورنمنٹ نصاب کے مطابق سے تعلیم دی جاتی ہے اس لئے ماں باپ اور سرپرستوں کی کوشش ہونی چاہئے کہ ہر گھر میں علم کی روشنی آجائے مسلم قوم کے بچے اور خصوصاً بچیاں تعلیم یافتہ بن جائیں، ہماری بچیاں جب حافظہ ہوں گی، قاریہ ہوں گی، عالمہ ہوں گی یا اسکول اور کالج کی سند یافتہ ہوں گی ان کے ذریعہ سے آنے والی نسلوں میں بے مثال سدھار آئے گا، لڑکی مثالی خاتون بنے گی اور لڑکا مثالی نوجوان۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم کی قدردانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

آخرت کا بہترین توشہ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ

مکرمہ صدر معلّمہ اور صدر جلسہ، سامعین کرام اور طالبات عزیزہ! آج وقت کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے تعلیم نسواں کیلئے مدارس قائم کرنے چاہئیں، جب تک لڑکیوں کی تعلیم دینی اور عصری تعلیم عام نہیں ہوگی اس وقت تک ہماری گھریلو معیشت میں سدھار نہیں ہوگا، آج کے فیشنبل دور میں عورتوں میں فیشن کی ڈور لگی ہوئی ہے اور تہذیب وتمدن کو تباہ کرنے کے لئے نت نئی چیزیں ایجاد ہو رہی ہیں۔

یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ فیشن پر، ملبوسات پر، زیور پر تو روپیہ پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے اور زندگی کا معیار بنانے کے لئے تعلیم کے حصول پر رقم خرچ کرنا عیب سمجھا جائے یا بوجھ تصور کیا جائے، اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ ہر ماہ کتنی چیزیں فیشن کے طور پر خریدی جاتی ہیں، اگر اس میں کمی کرکے اُسی رقم کو درس وتدریس پر خرچ کریں تو کتنا اچھا ہو۔

تعلیم عبادت ہے

جب تک ہم لڑکیوں کی تعلیم کو عبادت سمجھ کر نہیں انجام دیں گے، ان کے ذہن و دل و دماغ کو علم سے ہنر سے اور اخلاق سے مزین کرنا اپنا اخلاقی فریضہ تصور نہیں کریں گے، اس وقت تک خاطر خواہ نتائج نکلنے کی امید نظر نہیں آئے گی، بچیوں کی تعلیم عام کرنے میں ملت کے ہر فرد کو حصہ لینا چاہئے، مالدار افراد، کمپنی، اور فیکٹریوں کے مالکان، سیاسی لیڈران، پروفیسرس، وکلاء، ججس اور بڑے بڑے کسان، تاجر حضرات غرض ملت میں ہر قسم کا طبقہ اپنے اپنے طور پر اس بات کا خیال رکھے کہ اس کی آخرت کا بہترین توشہ یہی ہے کہ کم از کم ایک غریب بچی کی تعلیم کی کفالت کو ضروری سمجھیں اور زندگی کے فرائض میں اس کا شمار کریں۔

ہمارے بہت سے غریب اور نادار بھائی اس حالت میں نہیں ہیں کہ وہ اپنی بچیوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے کچھ خرچ کرسکیں، ایسی بچیوں کی تعلیمی کفالت ہر مالدار اور دردمند اپنا دینی واخلاقی فریضہ تصور کریں اور ماہانہ یا سالانہ ہونہار بچیوں کے لئے وظائف مقرر کریں۔

تعلیم پر 20 فی صد صرف کریں

افسوس کی بات ہے کہ ماں باپ سترہ اٹھارہ سال تک اپنی بچی کو لاڈ پیار سے پالتے ہیں، پرورش کرتے ہیں، اس کی ہر خواہش پوری کرتے ہیں لیکن جب رشتہ کا خیال آتا ہے اور ماں باپ سے آنیوالے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اپنی بچی کو کہاں تک پڑھایا تو والدین نفی میں جواب دیتے ہیں، اے کاش! جو رقم اٹھارہ سال کی عمر تک والدین بچی پر صرف کرتے رہے اس کا بیس فی صد بھی تعلیم کیلئے خرچ کردیتے

تو بچی جاہل نہ ہوتی وہ ایک عظیم مسلمان شہری بن جاتی، لاکھوں روپئے شادی پر خرچ کرنے والے اپنی ہی ملت کی ایک کلی کو مرجھانے سے نہیں بچاسکتے؟ علماء، فضلاء، مدبر، مفکر، عاقل، ہوشمند، تاجر کیا ایک بچی کی تعلیم کی ذمہ داری نہیں لے سکتے؟ اقتدار اور حکومت کی کرسیوں پر بیٹھنے والے الیکشن کے موقع پر دھواں دھار تقاریر سے دلوں کو گرمانے والے، غریبوں پر رحم کی بارش کرنے والے اور احسانات اور خدمت کے وعدے کرنے والے کیا چند غریب بچیوں کی تعلیم کا بندوبست نہیں کرسکتے؟ الحمدللہ اب کچھ احساس ہوا ہے لیکن ابھی ایک انار سو بیمار والا کام ہے۔

آج ہم کیا پوچھتے ہیں؟

آج ہم یہ تو پوچھتے ہیں کہ آپ کے پاس کتنی کاریں، کتنے نوکر چاکر ہیں؟ کتنی بیگہ زمین ہے اس میں کیا فصل ہوتی ہے؟ کتنے ٹریکٹر ہیں؟ کتنی بھینس اور بیل ہیں؟ دکان کیسی چل رہی ہے؟ وغیرہ وغیرہ لیکن افسوس کبھی ہمیں یہ پوچھنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ آپ کتنے مدرسوں کو امداد کرتے ہیں؟ آپ کتنی بچیوں کو تعلیمی وظیفہ دے رہے ہیں؟ یا آپ کا اگر مدرسہ ہے تو کتنی بچیاں تعلیم حاصل کررہی ہیں؟ اور کتنی بچیاں فرسٹ ڈویزن سے پاس ہوئی ہیں؟ آپ کے گاؤں یا قصبہ میں کتنے مسلم نوجوان گریجویٹ ہیں؟ کتنے علماء حفاظ اور قراء ہیں؟

مسلم درسگاہیں

دوستو! تعلیمی بیداری کا آنا قوم کے زندہ ہونے کا ثبوت ہے، ایک اہم بات یہ ہے کہ آج مسلم قوم کو اپنے ہی اسکول اور مدرسوں کی ضرورت ہے کیونکہ سرکاری مدرسوں میں ہمارے بچے اور بچیوں کی صحیح تعلیم و تربیت نہیں ہورہی ہے، وہاں ہماری

تہذیب، ہماری تاریخ، ہماری روایات، ہماری مادری زبان سے روشناس نہیں کرایا جاتا، ظاہر ہے بچی یا بچہ جس قوم کے اسکول میں پڑھے گا وہ بڑا ہوکر اسی قوم کی ترجمانی اور وکالت کرے گا، اس لئے ضروری ہے کہ مسلم درسگاہوں کا ہر ہر گاؤں، ہر ہر قصبہ اور ہر ہر شہر میں انتظام ہونا چاہیے، درسگاہوں کا تعلیمی، انتظامی معیار بلند تر ہونا چاہیے، معقول تنخواہ دے کر خداترس اور دردمند دل رکھنے والے اساتذہ کا تقرر کیا جائے جو اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے تعلیمی خدمات انجام دیں، اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں علم کی قدر پیدا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

ماں کی گود ایمانی قلعے

عورت معاشرہ کی پاکیزہ علامت ہے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری پیاری پیاری معلمات اور مشفق ومہربان صدر معلّمہ صاحبہ،

سامعین محترم اور معزز خواتین!

انسانی زندگی کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ علم کا عروج انسان کا عروج ہے اور علم کا زوال انسان کا زوال ہے، اگر کوئی قوم زوال کے دائرے سے نکلنا چاہتی ہے اور کامل سربلندی کی آرزومند ہے تو اس کو وہی راستہ اختیار کرنا پڑے گا جو قرون اولیٰ میں استعمال کیا گیا تھا، جس کے نتیجے میں ایک عظیم الشان فاتح امت کی تشکیل ہوئی اور مسلمان نصف صدی میں آدھی دنیا کے مالک ہوگئے۔

علم حاصل کرنا اور اس کیلئے جدوجہد کرنا مرد و عورت پر فرض ہے کیونکہ عورت معاشرہ کی پاکیزہ علامت ہے اور انسان کی تعلیم و پرورش میں عورت کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے اس لئے عورتوں کی تعلیم کا انتظام اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے۔

تعلیم ترقی اور نجات کا ذریعہ

تعلیم و تعلم سے ایمان کی اصل اور عقائد کی روح حاصل ہوتی ہے، تعلیم ہماری دنیا بھی ہے اور آخرت بھی، تعلیم تہذیب بھی ہے اور اخلاق بھی، تعلیم ہماری ساری ترقی کا دار و مدار ہے اور یہی مغفرت اور نجات کا ذریعہ ہے، یہی تعلیم دوزخ سے بچنے کا راستہ دکھاتی ہے اور جنت کے راستے پر گامزن کرتی ہے۔

یہ علم ہی کی برکت ہے کہ اسلامی تاریخ نہ صرف مَردوں بلکہ امت کی بیٹیوں کے کارناموں سے بھی مزین ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی اس قدر تاکید کے باوجود تعلیم سے اتنی غفلت کیوں؟ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمان مرد دنیا کی قوموں سے سو سال پیچھے اور عورتیں کئی سو سال پیچھے ہیں، آج امت کے رہنماؤں کا فریضہ ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ عورتوں کی تعلیم پر بھی خصوصی توجہ دیں، کئی صدیاں غفلت میں گذر چکی ہیں، وقت آ گیا ہے کہ ہم جاگیں اور جو غفلت ہم سے ہوئی ہے اس کا تدارک کریں۔

ماحول نیک تو معاشرہ بھی نیک

عورت کی کئی حیثیتیں ہیں، عورت بیٹی ہے، بہن ہے، بیوی ہے، ماں ہے، ہر حال میں تعلیم لازمی ہے، یہ ماں کی حیثیت سے بچہ کی پہلی درسگاہ ہے، ماں کی گود ہی بچوں کی اسلامی تربیت گاہ ہے، ماں اگر جاہل ہوگی تو نئی نسل کا جاہل ہونا لازمی ہے۔

امام بخاریؒ نے چودہ سال کی عمر میں اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے آٹھ سال کی عمر میں علم حاصل کرنے کے لئے سفر کیا، یہ ان کی والدہ کی تربیت کا صدقہ تھا، ابن الجوزیؒ کی تعلیم و تربیت میں ان کی پھوپی کی آغوش شفقت کا بڑا حصہ تھا، ابن صبیعہؒ جیسے جید عالم کی بہن اور بیٹی دونوں علم طب کی ماہر تھیں، امام ابن عساکرؒ نے فن حدیث کی تعلیم جن اساتذہ سے حاصل کی ان میں قابل ذکر تعداد عورتوں کی تھی، یعنی اس زمانے میں ہر گھر مسلمان لڑکیوں کے لئے مدرسہ کی حیثیت رکھتا تھا، آج کے دور میں مسلمان بچیوں کے لئے مدرسوں، اسکولوں اور کالجوں کی ضرورت ہے کہ دین کے سائے میں جو دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی ہے اس سے عورت میں دین کی سمجھ اور دنیا داری کا سلیقہ آتا ہے، ماحول نیک ہوگا تو معاشرہ بھی صحیح ہوگا۔

عورت کی تعلیم کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے ہماری نئی نسل خطرے میں ہے ہمارا معاشرہ، ہمارا تمدن، ہمارا گھریلو نظام اور ہماری اجتماعی زندگی بلکہ ایمانی زندگی بھی خطرہ میں ہے، شہروں اور قریوں کی وافر مقدار ہے جہاں لاکھوں کی آبادی ہے لیکن افسوس مسلمان پسماندہ ہیں، نہ تعلیم ہے، نہ روزگار ہے، نہ پینے کے پانی کا صحیح انتظام ہے، نہ مسجد ہے، نہ بچوں کی تعلیم کے لئے مکتب اور مدرسہ ہے، اس کے نتیجہ میں ہماری نوجوان نسل آوارگی اور سنیما بینی میں مصروف ہے، اس واہی تباہی کا ایک ہی علاج ہے کہ عورتوں کی دینی اور عصری تعلیم پر خصوصی توجہ دی جائے۔

عورت ایک انجمن ہے

ہر گاؤں اور ہر شہر کے لوگ لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں تاکہ وہ مائیں تیار ہوں جنہوں نے عائشہ صدیقہ، فاطمۃ الزہراء، شیما نعدیہ، رابعہ اجریہ رضی اللہ عنہن جیسی بیٹیوں کو جنم دے کر دنیا کو نور سے بھر دیا، وہ مائیں جن کی گود میں عبداللہ ابن عباس

رضی اللہ عنہ اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسے صلحائے امت پیدا ہوئے ، جنہوں نے ایمانی قلعے تیار کئے اورامانت ودیانت کا حق ادا کردیااور دنیا کو بدی سے پاک کرکے نیکی اور تقویٰ کا بیج کروڑوں دلوں میں بودیا، انہوں نے اللہ تعالیٰ کوراضی کیا اور اللہ ان سے راضی ہوا، بے شک وہ سب اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں۔

بہرحال عورت کی گودتہذیب وتمدن کا گھوارہ ہے، عورت ایک انجمن ہے جہاں شرافت ملتی ہے، عورت میں دین ہوتو اولاد بھی دیندار بنے گی، اللہ تعالیٰ ہم سب کونیک توفیق عطافرمائے۔آمین یارب العالمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

خواتین کی تعلیم

خواتین کی تعلیم کا مطلب ''ماؤں کی تعلیم''

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّابَعْدُ: فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ. اَوْکَمَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

میری قابل صداحترام معلمات اور صدر معلّمہ اور ڈائس پر تشریف فرما معزز خواتین مہمان اور پردے کے پیچھے تشریف فرما معزز سامعین! خواتین کی تعلیم کی اہمیت اور قدرومنزلت کا اندازہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالی سے ہونا چاہئے کہ ہرمسلمان مردوعورت پر فرض ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرے، اس لئے کہ معاشرہ کی اصلاح خواتین کی تعلیم وتربیت کے بغیر ناممکن ہے، تعلیم مہذب انسان کی بنیادی ضرورت ہے، گویا تعلیم ہی تہذیب کا چراغ روشن کرتی ہے اوراس چراغ کوروشن رکھنے اور چراغ سے چراغ جلانے کی ذمہ داری ماں پر ہوتی ہے جیسی ماں ہوتی ہے ویسا ہی گھر ہوتا ہے، ماں کون بنتی ہے؟ لڑکی۔

آج ہماری گود میں جو بچیاں کھیل رہی ہیں وہی کل کے بچوں کی ماں بنیں گی اور وہی اپنے گھروں میں تہذیب کے چراغ روشن کریں گی، تو خواتین کی تعلیم کا مطلب ہے ماں کی تعلیم!

بچے کی تعلیم کی ابتداء

بچے کی تعلیم ماں کی گود سے شروع ہوتی ہے، ایک پرندہ جس طرح اپنے گھونسلے میں چین اور سکھ کی زندگی بسر کرتا ہے وہی حال بچے کا اپنی ماں کی نرم گرم اور محبت بھری گود میں ہوتا ہے وہ اپنے والدین بالخصوص ماں سے تہذیب اور اخلاق کا درس لیتا ہے، وہ پیدائش کے وقت اپنی صورت اور سیرت کے اعتبار سے فرشتہ ہوتا ہے لیکن ماں اپنے طرز عمل کو نمونہ بنا کر اسے انسانیت سکھا سکتی ہے یعنی ماں گھر کے ماحول کو سازگار بنا کر بچے کے دل میں فطرتاً ہمدردی، محبت، صداقت، خدمت اور میل ملاپ کے جذبات ابھار سکتی ہے۔ اس کے برخلاف جاہل ماں نامساعد، ناپسندیدہ اور ناخوش گوار ماحول میں بچے کے اندر رفاقت، نفرت، غصہ، حسد، نافرمانی جیسے بُرے جذبات ابھارنے کا باعث بنتی ہے جس کی وجہ سے بچے کی شخصیت عمر بھر کے لئے مجروح اور ناکارہ ہو جاتی ہے۔

دراصل ماں اپنی بچی کے لئے بطور معمار کام کرتی ہے اور بچی کی سیرت کی تعمیر میں اہم رول ادا کرتی ہے۔

بچے کی سیرت میں ماں کی سیرت

بچہ فطرتاً سب سے زیادہ ماں کے قریب ہوتا ہے اور ماں ہی کو وہ اپنا غمخوار اور ہمدم سمجھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بچے کو سب سے زیادہ اپنی ماں پر بھروسہ ہوتا ہے،

وہ سب سے زیادہ ماں ہی سے سیکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ بچے کی سیرت میں ماں کی سیرت کی جھلک بآسانی دیکھی جا سکتی ہے، بچے کو ماں کے ذریعہ جو تعلیم ملتی ہے وہ عمر بھر کام آتی ہے، ایک مشہور مفکر اور ماہر تعلیم کا قول ہے کہ ایک اچھی ماں، صحیح معنوں میں تعلیم یافتہ ماں، سینکڑوں استاذوں سے بہتر ہوتی ہے اور ایک اچھا گھر، مہذب گھر، سینکڑوں مدرسوں سے اچھا ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ ماں سے بچے کو محبت کا سبق ملتا ہے اور باپ سے عزت کا، اور یہ دونوں چیزیں ہماری مذہبی اور قومی ضرورت ہیں، ایمانداری، دینداری اور شرافت جیسی نعمتوں کو حاصل کرنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ مسلم خواتین کی تعلیم کو عام کیا جائے اور حتی الامکان بہتر سے بہتر بنایا جائے تاکہ ہماری بچیاں سچی مسلمان اور اچھی مائیں بنیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

خواتین کی ایک اہم تعلیمی رپورٹ

ہندوستان میں خواتین کا تعلیمی فی صد

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ: فَقَدْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ. اَوْکَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ.

میری مشفق اور پیاری معلمات صاحبان اور صدر جلسہ ومہمانان خصوصی اور سامعین کرام! خواتین صرف امور خانہ داری میں الجھی رہیں، خاندان اور اہل وعیال کی خدمت کرتی رہیں اور ساری عمر گھریلو کاموں کو فرض عین کا درجہ دے کر اس کو مقصد حیات سمجھ لیں یہ اسلام کے قطعاً منافی ہے، اسلام نے امور خانہ داری کے ساتھ ساتھ خواتین کے لئے تعلیم کو لازمی اور ضروری قرار دیا ہے، تاریخ شاہد ہے کہ صحابہؓ کے دوش بدوش صحابیاتؓ نے بھی اپنے علم وفضل سے ایک عہد کو متاثر کیا، گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ غزوات وسرایا میں بھی حصہ لیا۔ حضرت عائشہؓ سے مروی احادیث کی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی کہ دیگر صحابہؓ کی

روایت کردہ حدیثوں کی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوے بھی دیئے اور مسائل بھی بتائے اس طرح ثابت کیا کہ علم وفضل صرف مرد کی میراث نہیں ہے۔

ذہنی استعداد کا تعلق

جہاں تک ذہنی استعداد کا تعلق ہے مردوں اور عورتوں میں کوئی تفاوت نہیں ہے، مشاہدہ ہے کہ لڑکیاں محنت اور دلچسپی سے پڑھتی ہیں، آج کل کے نتائج نے ثابت کردیا ہے کہ لڑکیاں نہ صرف زیادہ کامیاب ہوتی ہیں بلکہ امتیازی کامیابی حاصل کرتی ہیں، لہٰذا کسی لیت ولعل کے بغیر خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے 19ویں صدی کی ابتدا میں بہ مشکل دو فی صد عورتیں تعلیم یافتہ تھیں 1857 کے بعد عورتوں کی تعلیم کی طرف توجہ دی گئی، رفتہ رفتہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ابتدائی، ثانوی مدارس اور کالج قائم ہوئے لیکن 1902 تک آبادی کے تناسب سے عورتوں کی تعلیم تین فی صد سے آگے نہ بڑھ سکی اور مسلمان لڑکیاں پیچھے ہی رہیں، اس سے قبل 1898 میں ملک کے کئی شہروں بمبئی، لاہور، علی گڈھ اور حیدرآباد میں لڑکیوں کی تعلیم کے مراکز قائم ہوئے، سرسید احمد خاں صاحب کے علاوہ مولانا اسماعیل میرٹھی نے بھی لڑکیوں کا ہائی اسکول قائم کیا جو اب نیشنل گرلس ڈگری کالج کے نام سے جانا جاتا ہے۔

تعلیمی اہمیت کا اندازہ

1921ء کی مردم شماری سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہزار تعلیم یافتہ مسلمانوں میں صرف پندرہ عورتیں تعلیم یافتہ تھیں، گویا بیسویں صدی کے دوسرے دہے کے بعد

بھی 1.5 فی صدی تھا لیکن بحمد اللہ تعالیٰ آج حالات یکسر بدل گئے ہیں، عوام وخواص کو تعلیمی اہمیت کا اندازہ ہوگیا ہے، وہ حالات باقی نہیں رہے جو سوا سو سال پہلے تھے، مگر آج بھی عورتوں کی تعلیم کا تناسب آبادی کے لحاظ سے بہت کم ہے، ملک کی کم وبیش ایک ارب کی آبادی میں 35 کروڑ لوگ ناخواندہ ہیں، 1991ء کی مردم شماری کے مطابق ملک میں ناخواندگی کا فی صد 52.11 اور خواتین کا فی صد 39.12 ہے، جنوبی ہند میں کیرالا اور تامل ناڈو کے سوا دیگر ریاستوں کی شرح خواندگی بھی اطمینان بخش نہیں ہے جبکہ شمالی ہند میں خصوصاً اتر پردیش اور بہار میں شرح خواندگی کا گراف ناقابل بیان حد تک نیچے ہے، دار العلوم دیوبند، دار العلوم ندوۃ العلماء اور علی گڈھ مسلم یونیورسٹی جیسے عظیم الشان ادارے بھی اتر پردیش ہی میں قائم ہیں، نہ صرف ہندوستان بلکہ بیرون ہند سے بھی طلباء علم کی پیاس بجھانے کیلئے ان اداروں میں داخل ہوتے ہیں اور بے شمار طلباء فیضیاب ہوکر دنیا کے کونے کونے میں علمی خدمات انجام دے رہے ہیں، یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ شمالی ہند جو علوم دینیہ اور علوم عصریہ کا مرکز ہے اس کے باشندوں کی مثال ''دریا کے پاس رہے اور پیاسے'' والی مثال ہے۔

مسلمانوں کا تعلیمی تناسب

مرکزی حکومت کی ایک کمیشن کی رپورٹ کے مطابق مسلمانوں اور نئے سرے سے بدھ مت اختیار کرنے والوں کا تعلیمی فی صد ملک میں سب سے کم ہے، حالانکہ دستور ہند کی دفعہ 30/1 کے ذریعہ یہ تیقن دیا گیا ہے کہ اقلیتیں خواہ مذہبی ہوں یا لسانی، ان کو اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے کا پورا پورا حق ہے اور اپنی مرضی سے ادارے چلانے کا بھی حق دیا گیا ہے لیکن افسوس آزادی کے بعد اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں

نے دستور ہند کے تیقن سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا، جامعہ ملیہ دہلی، جامعہ علی گڈھ، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے تحت کئی تعلیمی ادارے تو پہلے ہی سے قائم تھے البتہ فخر ملت طبیب حاذق حضرت حکیم سعید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے ہمدرد ایجوکیشن سوسائٹی دہلی کے ذریعہ اعلیٰ پیشہ وارانہ تعلیم کی جانب کامیاب پیش رفت کی ہے اور قابل فخر ادارے قائم فرما کر مسلم طلباء کو روزی روٹی سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ اور اب مولانا ابوالکلام آزاد فاؤنڈیشن نئی دہلی نے ملک گیر پیمانہ پر تعلیمی تحریک شروع کی ہے جس کا خاطر خواہ فائدہ نظر آرہا ہے، بہت سی مسلم لڑکیاں اور لڑکے ڈگری لے رہے ہیں، مدارس کے فارغ التحصیل بہت سے نوجوان علماء اور معلمات بھی مولانا ابوالکلام آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے ذریعہ کورس کر رہے ہیں جس کے ذریعہ مستقبل قریب میں امید ہے کہ مسلم نوجوان نسل کا تعلیمی معیار ماضی کے مقابلہ میں خاصا بہتر ہوجائیگا۔

جنوبی ہند کے مسلمانوں نے کئی تعلیمی سوسائٹیاں قائم کی ہیں جن میں الامین ایجوکیشن سوسائٹی بنگلور نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی 18 تا 22 کروڑ ہے جس میں نصف آبادی یعنی دس کروڑ عورتوں پر مشتمل ہے لیکن ان پڑھی لکھی عورتوں کا فی صد نہایت کم ہے۔

معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں والدین کی بے حسی اور بے توجہی کو خاص دخل ہے، گھر کی دیکھ بھال اور رسوئی میں والدہ کی مدد کے لئے اکثر لڑکیاں تعلیم ترک کردیتی ہیں، اس کے علاوہ جہالت، روایت پسندی، غربت، معاشی کشمکش، کم عمری میں محنت اور مزدوری اور کم سنی کی شادیوں کے باعث

بھی عورتوں کی تعلیمی سطح ہنوز پست ہے۔ضرورت ہے کہ عوامی بیداری کے ذریعہ راہ کے ان اٹکنے والے روڑوں پر قابو پایا جائے، آج کے سائنسی اور ٹکنالوجی کے دور میں لڑکیوں کا معیارِ تعلیم دینی اور دنیاوی اعتبار سے بلند تر ہونا چاہئے۔اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' جلد دہم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول و دوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفرنامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر تبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	
۲۵	مجرباتِ حبانی	

☆☆☆